محبت رنگ دے جاتی ہے
از قلم آن فاطمہ
(Part-1)

بارش زور و شور سے برس رہی تھی۔آسمان سے گرنے والی بوندیں اس کے جلتے دل پہ ایک پھوار بن کر برس رہی تھی۔ٹھنڈی یک بستہ ہوا کے تیز جھونکے اندر تک اترتے وجود میں کپکپی پھیلاتے تو وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلتے سردی کی شدت میں کمی کرنے لگتی۔ہر جانب ہو کا عالم تھا بس کچھ فاصلے پہ رنگوں پہ نہایا ہوا ایک گھر تھا جہاں مدھم سی ڈی جے کی آوازیں اس کی سماعتوں میں اتر رہی تھی مگر دل پھر بھی بے چین تھا۔دل میں ایک انجانا سا خوف تھا کچھ چھن جانے کا خوف جو سختی سے اس کا دل مٹھی میں جکڑتے اس کی سانس تک کھینچ رہا تھا۔وہ ایک درخت تلے کھڑی ان برستی ہوئی بوندوں کو تک رہی تھی جو اس کا پہلا عشق تھی۔جن سے محبت شاید اس پہ فرض ہوئی تھی۔آنکھوں میں بے پناہ جگنو چہرے پہ ایک الوہی سی چمک لیے وہ بارش میں بھیگنے کو مچل رہی تھی معاً اس کی نگاہ اپنے ساتھ ہی کچھ فاصلے پہ کھڑے وجود پہ پڑی تو اس نے حسرت بھری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا۔وہ اس کے تعاقب میں تو یہاں تک کا سفر کر آئی تغی۔اسے اپنے اس قدر نزدیک دیکھ دل بے ایمان ہو رہا تھا۔کچھ ساعتوں بعد وہ موبائل رکھتے اپنی بروقار چال چلتے اسی کی جانب چلا آیا تو اس کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

سانسیں تھمی تھی کیونکہ وہ ہر چیز سے بے پرواہ بارش میں بھیگ رہا تھا اور اس سنگ بھیگنے کی خواہش تو اس کی بھی تھی تو کیا آج اس کی خواہشات پوری ہونے والی تھی۔ وہ سہج سہج کر قدم اٹھاتے اس کے نزدیک آئی تھی۔

کیا بات ہے جلدی بولیں میرے پاس وقت نہیں ہے۔

وہ اکھڑے لہجے میں بولتے اس کے چہرے سے مسکراہٹ بے دردی سے نوچ چکا تھا۔ اس نے ہمت متجمع کرتے اس کی جانب دیکھا جو بار بار ایسا کرتا تھا کیا وہ اسے شرمندہ کرنا چاہتا تھا۔

"وہ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا مجھے۔"

وہ بمشکل اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پہ قابو پانے کی خاطر اپنے شگرفی لبوں کو سختی سے دانتوں میں دبا گئی یہاں تک کہ خون کا ذائقہ اس کے منہ تک میں گھل گیا۔ مقابل کی آنکھیں اس کی بات پہ سرخ ہوئی۔ اس نے ایک قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالی اور بے نیازی سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے قدم آگے کی جانب بڑھائے کیونکہ اس کی بات کا جواب وہ فلحال نہیں رکھتا تھا۔ بارش پوری طرح برستے ان دونوں کو بھگا رہی تھی۔ اپنے مضبوط بازو پہ اس کا لمس محسوس کر وہ ایک جھٹکے سے اس کے مقابل آیا تھا۔ اس کے ہاتھوں کی لغزش مقابل کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔ وہ اس کے چند قدم کی دوری پہ رکتے تمسخر سے ہنسا تو اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔ کیا وہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا یا اس کے جذبوں کا۔ اس کے وجود میں غصے کے بھانبڑ چلنے لگے۔ آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہہ رہے تھے۔ اس کی ذات ارزاں تو بلکل نہیں تھی کہ کوئی بھی اسے روند کر چلا جاتا اور وہ مظلومیت کا رونا روتے رہ جاتی۔ ابھی بھی اس کا یوں ہنسنا اس کی حالت غیر ہونے لگی۔ ہاں اس کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

مسکراہٹ سے ہی تو تھی جس کی بدولت وہ جیتی تھی مگر یہی مسکراہٹ اسے فالوقت موت کے دہانے پہ دھکیل رہی تھی۔

"میں محبت کرتی ہوں آپ سے۔کیا اس کے معنوں سے واقف ہیں آپ۔"

اس کی بات پہ اس نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو آسمان سے زور و شور سے گرتی بارش کی بدولت بھیگی بھیگی سی کانپتے ہوئے پورے ہوش وحواس میں چلا رہی تھی۔چہرے پہ بارش کا پانی گرنے کی بدولت اس کے نین کٹوروں سے نکلتے آنسو بھی بارش کے ساتھ ہی پھسلتے چلے جارہے تھے۔

"کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے۔"

معاًوہ مضبوط قدم اٹھاتا اس تک آیا جس کی بدولت زمین پہ موجود بارش کے پانی کی بدولت چند چھینٹیں اسکے کپڑوں پہ بھی پڑی تھی۔اس لڑکی نے بھیگی متورم آنکھوں سے اس کا چہرہ جانچا جہاں فقط سرد مہری کا تاثر ابھرا ہوا تھا۔اس نے بے دردی سے اپنے سردی سے جمتے گالوں کو رگڑتے کپکپاتے لبوں سمیت ایک ہچکی بھری۔

"شاید خود سے بھی زیادہ۔"

وہ دھیمے پرسوز لہجے میں بولتی مقابل کو ساکت وجامد کر گئی۔بارش کے برسنے کی آواز تو کہیں دور جا کھوئی تھی اسکی سماعتوں میں تو صرف اس لڑکی کے الفاظ گونج رہے تھے جو کس قدر دھڑلے سے اس سے محبت کا اظہار کر رہی تھی یہاں تک کہ وہ اس سے قائم اس کا رشتہ بھی فراموش کر چکی تھی کہ وہ اس کے استاد کے رتبے پہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

فائز ہے۔اس نے دو قدم مزید آگے بڑھاتے اس کے بازو کو سختی سے اپنی آہنی گرفت میں لیتے ایک جھٹکا دیا کہ اس کے لبوں سے ایک سسکی برآمد ہوئی۔

"شاید لفظ سے نفرت ہے مجھے۔یقین دلاؤ اپنی محبت کا مجھے کہ کس قدر محبت کرتی ہو مجھ سے۔"

وہ بے تاثر لہجے میں بولتے اس کے وجود میں نئے سرے سے خوف بھر گیا۔اس نے زرد پڑتے چہرے سمیت اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔اسے اپنا آپ بھسم ہوتا محسوس ہوا۔کیا محبت میں اتنی بھی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ مقابل کو شکست دے کر اپنی جانب مائل کر سکے۔کبھی کبھی محبت حقیقتاً کمزور ہوتی ہے۔اس کی ذات کیا مقابل کیلیے اس قدر بے وقعت تھی۔وہ جی کراہ کر رہ گئی۔شدت سے جی چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے اس وقت وہ خود کو بے بسی کی انتہاؤں پہ محسوس کر رہی تھی۔

"مم۔میں آپ کیلیے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔کچھ بھی۔میں نے آپ سے محبت کر کے خساروں کو اپنی ذات سے منسلک کر لیا ہے۔اب میں چاہ کر بھی خود کو اس خسارے سے نہیں نکال سکتی۔اس سے زیادہ محبت کا یقین کیسے دلایا جاتا ہے۔"

وہ بے بسی و بے کسی سے بولتی اس کے ہاتھ کو تھامتے اس کی ہتھیلی پہ گرتی بارش کی بوندوں کو دیکھنے لگی اور وہ اس کے سردی سے نیلے پڑتے لبوں کو دیکھتے سختی سے لب بھینچ گیا۔یہ لڑکی کو اس کے پیچھے سب کچھ لٹوانے کو تیار تھی مگر کیوں وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا۔کیا اسے اپنی عزت و حرمت کی پرواہ نہیں تھی جو تن تنہا اس سرد رات میں بارش سے بھیگے کپڑوں سمیت اس سے اپنی محبت کی بھیک مانگ رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کچھ بھی کرسکتی ہو نا میرے لیے۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے عجیب سی چمک لیے گہرے لہجے میں استنسفار کرنے لگا۔اس نے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔

کچھ بھی! چاہے آپ آزما کر دیکھ لیجیے گا آپ سے منسلک ہر امتحان میں میں کامیاب ٹھہروں گی۔

وہ اذیت سے مسکراتے خود ترسی کی کیفیت میں گویا ہوئی۔وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے دونوں ہاتھوں کو اپنی پشت پہ باندھ گیا۔

"ٹھیک ہے پھر بھول جاؤ مجھے۔'

وہ سفاک لب ولہجے میں بولتے اسے سن کر گیا۔وہ اس کی بات پہ دھنگ رہ گئی۔اس کے ہاتھ پہ اس کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔وہ یہ سننے کی خواہاں تو نہیں تھی۔کیا سچ میں کسی کا کہا سچ ہونے والا تھا کہ محبت میں ذلت کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں۔اس کے لب کچھ بولنے کی خاطر پھڑ پھڑائے تھے۔

میں کوشش تو کرلوں گی مگر میں جانتی ہوں کہ میں آپ کو بھولنے کی پہلی کوشش میں ہی اپنی جان گنوادوں "گی۔میری سانسیں تھم جائیں گی۔کیا آپ مجھے مرتا ہوا دیکھ لیں گے۔"

ایک بے مول آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹتے اس کی چوڑی ہتھیلی پہ گرا تو وہ ایک جھٹکے میں اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالتے مٹھی کو بھینچ گیا اور پتھریلی نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائی۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاں تمہاری موت کا اتنا دکھ نہیں ہوگا جتنا تمہارے سے محبت کے عہد و پیمان باندھنے سے ہوگا۔ تم میرے ساتھ کی خواہش کر کے فقط اپنے نام اذیت لکھوا رہی ہو کیونکہ مجھ سے کسی قسم کی توقع مت رکھنا۔ کاش تم نے ہمارے مابین رشتوں کے تقدس کا خیال کیا ہوتا تو مجھے آج تم سے اس قدر شدید نفرت نا محسوس ہو رہی ہوتی۔"

وہ برفیلے زہر خند لہجے میں بولتے اس کی ذات کے پرخچے اڑاتے اس کا وجود لہولہان کر گیا۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی تھی مگر ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے دل کو مٹھی میں جکڑ رہا ہو۔

"اتنی نفرت کرتے ہیں مجھ سے۔"

وہ اذیت زدہ لہجے میں بولتی آنکھوں میں ایک آس لیے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ شدت سے خواہش کی تھی اس چہرے پہ اپنے نام سے چمک دیکھنے کی مگر ہر بار کی طرح وہ ناکام ٹھہری تھی۔

"شاید اس سے بھی زیادہ۔ لوگوں کی محبت ان سے کچھ بھی کروانے کا دم رکھتی ہے اور میری نفرت میں اتنا دم ضرور ہے کہ میں تمہاری جان لینے سے بھی گریز نہیں کروں گا پھر ہر جانب جانتی ہو کیا چرچے ہونگے کہ ایک عاشق اپنے محبوب کے ہاتھوں ہی مارا گیا وہ محبوب جس کے اندر سرے سے ہی اس کیلیے کوئی جذبہ نہیں تھا۔"

وہ اس کے وجود کو بے دردی سے جھٹکتے عجیب تنفر بھرے لہجے میں بولتے اپنا چہرہ آسمان کی جانب کرتے بارش کی بوندوں کو خود پہ گرتے محسوس کرنے لگا تاکہ وجود میں اٹھ رہی جلن کو کم کر سکے۔ وہ اس کی بات پہ

لڑکھڑاتے بے دم سی ہوتی زمین پہ گرنے والے انداز میں بیٹھی تو پورے وجود میں ٹھٹھرتی سردی کی بدولت سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"آپ جانتے ہیں کہ آپ بہت ظالم ہیں۔'

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

"نہیں غلط میں ظالم نہیں ہوں تم ظالم ہو۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے لہجے میں بولا۔اس کے چہرے پہ ایک تاریک سایہ لہرایا۔

ہاں میں ظالم ہوں مگر آپ کے معاملے میں نہیں اپنے معاملے میں کیونکہ سب جانتے بوجھتے میں خود پہ ظلم" کر رہی ہوں۔میرے زندگی کا سب سے سیاہ ترین دن ہے یہ میرے پسندیدہ موسم میں میرے پسندیدہ شخص "نے میرے وجود سے روح تک کھینچ لی ہے۔نااب یہ موسم پسند رہے گا اور۔

وہ غیض کے عالم میں چلا کر بولتے آخر میں کمزور پڑی تھی۔سانسیں تھم سی گئی تھی۔بس بارش کے گرنے کی آواز اس کی سماعتوں پہ اب گراں گزر رہی تھی۔

وہ اس کی گہری بات پہ ایک لمحے کیلیے خاموش ہوا مگر پھر ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنی گاڑی تک پہنچا تھا۔اس نے حسرت سے اس کی چوری پشت کو تکا تھا کہ شاید وہ واپس لوٹ کر اس کا ہاتھ تھام لے اور وہ کسی تتلی کی مانند فضا میں لہلہاتی پھر مگر کچھ خواب کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھاڑ سکتے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم کہتے ہو کہ تم میری جان لینے کی ہمت رکھتے ہو مگر تمہیں کیا معلوم تم میری جان لے چکے ہو۔ تم نے مجھے مار دیا ہے آج ایک محبوب نے بے دردی سے اپنے عاشق کی سانسیں روک دی ہیں تمہاری ہمت کی تو واقعی داد دینی پڑے گی۔ تم بہت بے دردی ہو بہت زیادہ۔ خود پہ بے تحاشہ جبر کرتے محبت کا جتنا بھی سفر میں طے کر پائی ہوں اس سفر میں ایک بات بہت اچھے سے جان گئی ہوں کہ محبت کبھی مر نہیں سکتی بلکہ مار ضرور دیتی ہے۔"

وہ کرب سے آنکھیں موندتے ویران لہجے میں بڑبڑائی۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس اپنے چہرے پہ محسوس کر اس نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی گاڑی کی جانب دیکھا جہاں اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھنا اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ وہ اپنی ہی سوچ کر تلخی سے مسکرائی تھی۔ لب بری طرح نیلے پڑنا شروع ہو چکے تھے۔ گاڑی نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے گھٹ تاریکی سی چھائی اگلے ہی لمحے وہ زرد چہرے سمیت اپنے حواس کھوتی چلی گئی۔

موسم معمول کی بانسبت آبر آلود تھا۔ ہوا کے زور سے لہلہاتے پتوں کی سرسراہٹ ایک عجیب سے احساس سے روشناس کر رہی تھی۔ اکتوبر کا مہینہ ہونے کی بدولت سردیوں کی آمد آمد تھی مگر ابھی بھی سورج کی کرنیں روح تک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی تھی۔ ہوا کا ایک تیز جھونکا وہاں موجود ہر چرند پرند انسانوں سب کو ایک الفریب جذبے سے روشناس کرا رہا تھا۔ فضا میں ٹھنڈی ہوا اپنے رقص بکھیرتی تو مٹی کے ذرے فضا میں تحلیل

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہوتے جھوم اٹھتے تھے۔آسمان پہ سیاہ بادلوں نے ڈیرا جمایا ہوا تھا۔کبھی بھی بارش ہونے کے امکانات واضح تھے۔دن کے بارہ بجے بھی شام کا منظر معلوم ہو رہا تھا۔یہ منظر جامعہ پنجاب کے مخصوص ڈیپارٹمنٹ کالج آف سٹیٹس کا ہے جہاں اطراف چاروں جانب رنگ و بو کا سیلاب آیا ہوا تھا۔قد آور درختوں کے ہجوم کے وسط میں سے گزرتے جائیں تو ایک جانب سر سبز اور نرم گرم گھاس پہ ایک لڑکیوں لڑکوں کا مشترکہ گروپ کتابیں کھولے پڑھائی میں مصروف تھا جبکہ دوسرے جانب نظر گھمائے تو ایک لڑکیوں کا ٹولہ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔سامنے لمبی راہداری سے گزرتے کیفے ٹیریا کی جانب جائے تو ایک جانب پانچ لڑکیوں کو گروپ آپس میں بحث و مباحثہ میں مصروف تھا۔جس میں دو کے چہروں پہ تو دبی دبی سی مسکراہٹ تھی البتہ دو کے چہروں سے واضح تھا کہ وہ آج اچھی خاصی تکرار کے موڈ میں ہیں۔اس کے برعکس پانچویں لڑکی اپنی کرسی ہاتھ میں تھامے بیزاری سے انہی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"میں آج میز نہیں لگاؤں گی میں بتا رہی ہوں۔"

مریم شہادت کی انگلی اٹھاتے دانت پیس کر تنبیہی لب و لہجے میں گویا ہوئی تو عناب نے بھی خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے یار ایک میز ہی تو اٹھانا ہے قسم سے ایسے برتاؤ کر رہی ہو جیسے کوئی لڑکا اٹھانے کا کہہ دیا ہو۔"

پریسہ ان کی فضول سی بحث پہ ناگواری سے بولی کیونکہ ایک جانب ہی سینیرز کا ایک گروپ انہی کی جانب دیکھتے مسلسل ہنس رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اچھا محترمہ تو پھر آپ خود ہی لگالیں میں زمین پہ بیٹھنا گوارا کرلوں گی مگر آج یوں میز اٹھا کر یہ سیڑھیاں نہیں اتروں گی۔"

مریم بے نیازی سے کندھے اچکا کر بولتی ایک جانب کرسی لگا کر موبائل پہ مصروف ہو گئی۔پریسہ اور عفیفہ نے خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا اور گہرا سانس بھرتے بریزہ کی جانب دیکھا جو میز ہاتھ میں لیے کھڑی تھی۔

"چل عفیفہ یہ کام تیرا اور میرا ہی ہے بس۔ہم ایسا کرتے ہیں کیٹرنگ سروس شروع کرتے ہیں اچھا کما بھی لیں گے۔"

وہ میز کا ایک سرا عفیفہ کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولی اور کچھ ہی دیر میں وہ بالا خر میز کے ساتھ کرسیاں لگانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔مریم نے فاتحانہ نگاہوں سے عناب کی جانب دیکھا جو تند نگاہوں سے اسے ہی گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"ایسے مت گھورو جانِ من تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے گی۔"

وہ بائیں آنکھ دبا کر بولتی قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"چلو یار کچھ منگواؤ جلدی سے۔بہت بھوک لگی ہے۔"

مریم کی بات پہ یکلخت سب کے چہروں کا رنگ اڑا انہوں نے گھبرا کر پہلو بدلا اور اپنے اپنے بیگز کے گرد گرفت مضبوط کرلی کیونکہ وہ اپنے پیسوں کی بجائے ان سب کے پیسوں سے کھانے کو ترجیح دیتی تھی۔

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہاں ہاں ضرور کرو جس نے جو جو کھانا ہے خاموشی سے اس کے پیسے یہاں رکھتا جائے۔وہ کیا ہے نا میرے "پاس آج صرف جانے کا کرایہ ہی باقی ہے۔"

عفیفہ کی بات پہ سب نے بیک وقت ایک دوسرے کی جانب دیکھا جو مسکینیت سے انہی کی جانب متوجہ تھی۔کچھ ہی دیر میں ان کا میز مختلف قسم کی لوازمات سے سج چکا تھا۔اس سے پہلے کہ کوئی کھانا شروع کرتا مریم نے سختی سے انہیں ٹوک دیا۔

"یار ایک منٹ نا سٹریک تو بھیجنے دو کم از کم۔ صبح سے کوئی سٹریک نہیں بھیجی۔اچھی خاصی چل رہی ہے ایسے ہی ٹوٹ جائے گی۔"

وہ سرعت سے موبائل بیگ سے نکال کر اگلے دو منٹ میں اپنے کام سے فراغت حاصل کر چکی تھی۔

"محترماؤں کھانے کو انتظار بلکل نہیں کروانا چاہیے اور جب سامنے چیز پڑی ہو تو بنا کسی تردد کے منہ میں ڈال لینی چاہیے۔"

اپنے عقب سے آنے والی بھاری گھمبیر مگر شرارتی آواز پہ ان سب کے حواس ٹھنکے تھے۔

اس سے پہلے کہ مریم چپس پکڑ کر منہ میں ڈالتی فارس نے بروقت اس کے آگے سے پلیٹ کھسکاتے ہاتھ میں تھام لی۔سب نے بیک وقت غصے سے لال پیلے ہوتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا جس بھوکے کو ان کی چیزیں ہڑپنے کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔

"فارس واپس کرو پلیٹ جلدی سے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عناب تنبیہی لہجے میں بولی جس کا اس پہ خاطر خواہ اثر بھی نا ہوا بھلا وہ کوئی سدھرنے والی چیز تھی جوان کی بات سنتا تبھی دلکشی سے مسکرا کر کرسی کھسکاتے ان کے ساتھ ہی براجمان ہو گیا۔کچھ ہی دیر میں ہادی بھی وہی آگیا۔

"ارے چھوٹے بھائی ذرا ٹھنڈی سی بوتل تو لادیں یہ والی محترمہ مانگ رہی ہے۔"

معاً کسی خیال کے تحت وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے دور کھڑے لڑکے کو آواز دیتے ہوئے کھانے میں مصروف بولا۔وہ بھی اس کے اشارے پہ دوڑا دوڑا آیا تھا۔وہ پانچوں لڑکیاں ضبط سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"تم سدھر کیوں نہیں جاتے فارس۔"

پریسہ اس کا چہرہ دیکھ منت کرنے والے انداز میں بولی جہاں ہمہ وقت ایک شرارتی پن چھلکتا رہتا تھا۔

ارے بہتیسہ اوہ سوری میرا مطلب پریسہ ہم وہ نہیں جو سدھر جائے ہم تو وہ ہے جو سدھارنے کا فریضہ "سرانجام دیتے ہیں۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے بولا۔اس کی بات پہ سب نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔اپنے اطراف میں غیر معمولی خاموشی محسوس کرتے اس نے چونک کر کھانے سے ہاتھ کھینچا اور ان سب کی جانب نگاہیں دوڑائی۔

"کیا ہوا ہنسی نہیں آئی تم لوگوں کو۔"

وہ بھنویں اچکاتے ہوئے سوالیہ انداز میں گویا ہوا اور بوتل کو لبوں سے لگاتے ایک ہی سانس میں پینے لگا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

چلو مت ہنسو مجھے کوئی مسئلہ نہیں میں کونسا تم لوگوں کو ہنسانے آیا ہوں میں تو یہاں صرف کھانے آیا"

"ہوں۔

وہ کندھے جھٹک کر بولتے چپس کی پلیٹ ہادی کی جانب بڑھا گیا جواب خاموشی سے اس کے ہاتھ سے تھام کر کھانا شروع ہو چکا تھا۔

"ہادی تم بھی۔"

بریزہ سکتے کی کیفیت میں بولی۔اس نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

ہاں وہ دراصل میرے والدین کی تربیت ہی کچھ ایسی ہے کہ کبھی بھی کوئی کھانے کا پوچھے تو اسے انکار قطعی "

"نہیں کرنا چاہیے بلکہ بلا جھجک بسم اللہ پڑھ کر کھالینا چاہیے۔

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولتے موبائل پہ جھک گیا۔ان سب نے مزید بحث کرنے کا ارادہ ترک کرتے کھانے میں مصروف ہو گئے اس سے پہلے کہ سامنے بیٹھے حیوان سب کچھ ہڑپ جاتے۔

"ویسے یہ ارتضیٰ کہاں ہے آج نظر نہیں آ رہا۔"

عناب نے مصروف سے انداز میں پوچھتے اطراف میں نگاہیں دوڑائی تو سب نے معنی خیزی سے اس کی جانب دیکھا۔

مہربانی کر کے اب کسی قسم کی بکواس مت کرنے لگ جانا۔وہ بس یہاں پہ ایک حیوان کی کمی تھی نا بس اسی "

"لیے پوچھ لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کرسی سے پشت ٹکاتے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ بس اس کی محبوبہ روٹھ گئی تھی تو اسی کو منانے میں مصروف ہے وہ۔"

ہادی کے بے نیازی سے کہنے پہ سب نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھا۔

"محبوبہ اُف یا خدایا مطلب ارتضیٰ نے بھی کوئی پھنسالی۔"

مریم حیرت میں غرق چلائی۔ بریزہ نے غصے میں اس کے بازو میں چٹکی بھری تو تکلیف کے مارے وہ بلبلا اٹھی۔

"ہاں تو وہ تمہیں کیا شکل سے معصوم دکھتا ہے ایک نمبر کا ٹھرکی انسان ہے مجھے پورا بھروسہ ہے اس نے ایک نہیں بلکہ دو تین پھنسائی ہونگی۔"

عناب غصے سے دانت کچکچاتے ہوئے مٹھیاں بھینچ کر بولی۔ فارس نے سرعت سے اس کی بات پہ تائیدی انداز میں سر ہلایا اور اپنے مخصوص انداز میں پیشانی پہ خارش کی۔ ان سب کا شک مزید یقین میں بدل گیا۔

"ویسے عناب تمہیں کیسے علم ہوا کہ اس کی دو سے تین محبوبائیں ہیں۔"

ہادی نے بھولپن سے استفسار کیا۔ سب کی نگاہوں کا رخ اب عناب کی جانب تھا۔ بلیو جینز پہ گھٹنوں کو چھوتا فراک پہنے لمبے بالوں کو دونوں شانوں سے آگے گرایا ہوا تھا البتہ ڈوپٹہ سرے سے ہی ندارد تھا

"بس میں چہروں کو پڑھنے کے فن سے واقف ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتی اترا کر بولی۔پریسہ اور عفیفہ نے مسکراہٹ دبا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا البتہ فارس اس کی بات پہ مدھم سا ہنس دیا۔

تم تو قابلِ رشک ہو عناب۔تم جانتی ہو وہ صبح اٹھ کر اس کے چہرے کا دیدار کرتا ہے۔رات سوتے اسے چومتا ہے۔اس کے ساتھ ارتضیٰ کی ڈھیروں تصویریں ہیں۔ کبھی کبھی تو ہمیں جلن ہوتی ہے اس کی محبوباؤں سے۔"

وہ مصنوعی آنکھیں پونچھتے ہوئے غمگیں لہجے میں بولا۔سب کو اس کی بات پہ پریشانی ہونے لگی۔ٹھیک ہی تو کہتے ہیں دوستی میں کسی کی بھی شراکت داری برداشت کہاں ہوا کرتی ہے۔ہادی نے اس کا شانہ تھپتھپاتے اسے تسلی دی تو پورے میز پہ ایک لمحے کیلیے سکوت چھا گیا۔وہ سب اب فارس کے دکھ میں برابر کے شریک تھے۔معاً چند ساعتوں بعد اپنے نزدیک سے آنے والی قدموں کی چاپ پہ پریسہ نے نظریں اٹھاتے سامنے کی جانب دیکھا جہاں ارتضیٰ آٹھویں سمیسٹر کے لڑکوں سے باتوں میں مصروف تھا۔اس نے اپنے ساتھ بیٹھی مریم کو ٹھوکا مارا تو اس نے بھی سامنے کی جانب دیکھا جہاں سے اب وہ انہی کی جانب آ رہا تھا۔چہرے سے الگ ہی خوشی چھلک رہی تھی۔ گرے اور سیاہ رنگ کی پینٹ شرٹ پہنے بال پیشانی پہ بکھرے ہوئے تھے وہ اپنے لاپرواہ انداز میں بھی بے حد حسین لگتا تھا۔اگلے ہی منٹ میں وہ ان تک پہنچ چکا تھا۔

"ارے کیا ہو گیا یہ فارس کے ہوتے خاموشی کسی اچھی بات کی جانب نشاندہی نہیں کر رہی۔"

وہ ان کے ساتھ ہی رکھی کرسی پہ جگہ سنبھالتے ہوئے مزے سے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ارتضیٰ جی آپ کی محبوبہ مان گئی ہیں لگتا جو اس قدر خوشگوار موڈ میں ہیں آپ۔"

مریم اس پہ طنز کرنے والے انداز میں بولی تو وہ جو بوتل پینے میں مصروف تھا اسے زبردست قسم کا گلے میں پھندا لگا۔اس نے سرخ چہرے سمیت مسلسل کھانستے ہوئے ان سب کی جانب دیکھا جو خطرناک تیوروں سمیت اسی کو گھور رہے تھے۔

اوہ اچھا اچھا ہاں مان گئی ہے بڑا سولڈ قسم کا ناراض تھی قسم سے۔پرزے بھی ڈھیلے ہو گئے تھے۔پہلے میں نے سوچا کہ نئی لے لوں پھر ذہن میں آیا کہ اولڈ اس آلویز گولڈ۔نئی چیز زندگی میں آ بھی جائے مگر پرانی کی جگہ وہی رہتی ہے۔اسی لیے اسے واش کروا کر اچھی طرح بلکل نیو کر دیا ہے۔"

وہ مسکراتے لب و لہجے میں بولا۔سب کے منہ حیرت کے مارے کھلے کے کھلے رہ گئے۔فارس نے مظلومیت سے اس کے شانے پہ سر دھرا۔مطلب وہ ان سب کے سامنے اس بات کا اقرار کر رہا تھا۔

"پرزے واش۔استغفراللہ دیکھو ذرا کیسے لڑکیوں میں بیٹھ کر بیہودگی میں اتر آیا ہے۔"

عفیفہ پریسہ کے کان میں جھکتے ہوئے بڑبڑائی جس کا چہرہ خود بھی الگ سرخ پڑ رہا تھا۔

"تم ایک لڑکی کے بارے میں ایسی باتیں کیسے کر سکتے ہو ارتضیٰ۔"

مریم صدماتی کیفیت میں بولی۔عناب نے مشکوک نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"کیا۔لڑکی تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے یا نہیں مریم بی بی۔میں تو اپنی ہیوی بائیک کی بات کر رہا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایکدم اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑا ہوا اور دانت پہ دانت جماتے ہوئے بولا۔ عناب نے خشمگین نگاہوں سے فارس کی جانب دیکھا جواب میز کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بجاتے ان سب سے مکمل لاپرواہی برت رہا تھا۔ ان سب کی آنکھوں کی پتلیاں اس کی بات پہ حیرت سے پھیلی۔ سب کی نگاہیں ایک جھٹکے میں فارس کی جانب اٹھی تھی۔

کیا ہوا تم لوگ کیا سمجھے کہ میں لڑکی کی بابت بات کر رہا ہوں۔ ارے اس گونچو کی شکل دیکھو اسے لڑکی دینی "کس نے ہے۔ میں تو اس کی محبوبائیں مطلب بائیکس کی بات کر رہا تھا دیوی اور سجنو۔

وہ بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سنوارتے ہنستے ہوئے بولا۔ سب سے پہلے پریسہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ہاتھوں میں تھامی انگلش کی کتاب غصے سے اس کے سر پہ ماری تھی۔

"ایک تم اور تمہارے گھٹیا تھرڈ کلاس جوکس۔"

وہ تنک کر بولتے سب کو وہاں سے اٹھنے کا اشارہ کرنے لگی۔ اس کے اشارے پہ وہ چاروں بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چھوٹے بھائی یہاں کچھ دیر قبل کچھ بھی کھایا گیا ہے نا اس کی رقم آپ ان صاحب نے وصول کیجیے گا۔"

پریسہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتی اسے ساکت کر گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے دفاع میں کچھ بولتا وہ پانچوں آگے پیچھے ایک دوسرے کی تقلید میں کیفیٹیریا کی حدود سے باہر نکلتی چلی گئ۔

"اب تم دونوں کیوں ایسے گھور رہے ہو مجھے۔ کیا تمہیں بھی میرا جوک پسند نہیں آیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان دونوں کی گھورتی نگاہوں سے زیرِ اثر منہ بنا کر بولا۔

"نہیں۔"

وہ دونوں بیک وقت اس کی کمر مین جھانپڑ رسید کرتے دھیمے لہجے میں غرائے تو وہ بے دم سا ہوتے وہی کرسی پہ گر سا گیا اور اپنی جیکٹ کی ہوڈی سر پہ گراتے آنکھوں تک کر لی۔

"اگر کوئی فارس شیخ کی متعلق کچھ بھی پوچھیں تو بلا جھجک ان سے کہ دیجیے گا کہ وہ وفات پا چکا ہے۔"

آنکھیں موندنے سے پہلے وہ دلفریبی سے بولا۔

"ابے پیسے نکال ندیدے انسان۔"

ارتضیٰ اس کی ٹانگ پہ ٹانگ رسید کرتے ہوئے چیخا مگر وہ اس کی باتوں سے لاپرواہی برتتے آنکھیں موندے وہی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کو چہرے پہ پڑتا محسوس کر رہا تھا۔

ایبٹ آباد:

ایبٹ آباد کو شمالی علاقوں میں داخل ہونے کا دروازہ بھی کہا جاتا ہے، اسلام آباد سے شمال کی جانب کم و بیش دو گھنٹے کی ڈرائیو پر واقع اس شہر کے چاروں طرف خوبصورت اور سر سبز پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آتی ہیں، یہاں جنگلات سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں سے آنے والی ہوا میں بھی ایک خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے۔اس شہر کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ جہاں موسم سرما میں ملک کے دوسرے پہاڑی شہر سخت سردی کی وجہ سے ویران

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہو جاتے ہیں وہیں اس شہر کی رونق میں کوئی کمی نہیں آتی کیونکہ اس شہر کا موسم نسبتاً معتدل ہوتا ہے۔شاہراہ قراقرم کی تعمیر کے باوجود ایبٹ آباد اب بھی شمالی علاقوں کو جانے کے لیے راہداری کی حیثیت رکھتا ہے۔اونچے پھیلے ہوئے پہاڑوں کے عین وسط میں جاتی سڑک پہ مقیم یہ شہر اپنی مثال آپ ہے۔اسی طرح درختوں کے جھنڈ میں موجود حویلی دیکھنے والے کی نظر کو ساکت کر دیتی تھی۔سرخ اینٹوں سے بنی یہ حویلی چاروں اطراف میں پھیلی ہوئی تھی۔اندر جانے کے راستے کے دونوں جانب مختلف کیاریاں جو اس حویلی میں بسنے والے لوگوں کی مرہونِ منت تھی۔مختلف پھلوں کے درخت حویلی کے دالان میں موجود تھے۔

"مورے لالہ اب تک لوٹے نہیں کیا۔امارے کو جانا ہے ان کے ساتھ کچھ خریدنے۔"

پرخہ کچن میں پراٹھے بنانے میں مصروف بریختہ خانم سے مستفسرانہ انداز میں گویا ہوئی تو انہوں نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تھا جس کی سوئی کل سے ایک ہی بات پہ اڑی ہوئی تھی۔

"چپ کا°ناست،زمو°ماشوم لہ پرون راھیسہ°پہ اضطراب کا°°ر ي°"

(پرخہ خاموشی سے بیٹھ جاؤ ہمارا بچہ ویسے بھی کل سے پریشان حال گھوم رہا ہے۔)

وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے خالص پشتو زبان میں بولی تو اس نے افسردگی سے اس کی جانب دیکھا اور وہاں سے کھسکتے غنچہ خانم کے سر ہو گئی۔

"چچی آپ امارے کو بتائیں نالالہ کدھر ہیں امارے کو صبح سویرے سے نہیں دکھے۔"

وہ اپنے لہجے کو مزید غمگیں کرتے ہوئے بولی تو انہوں نے مسکرا کر چور نگاہوں سے بریختہ خانم کی جانب دیکھا جواب روٹیوں میں دیسی گھی لگانے میں محو تھی۔

"نا بچہ تمہاری مورے بہت غصے میں ہیں اور خان بابا نے بھی سختی سے انکار کیا ہے آپ کو اس کے متعلق بتانے سے۔"

وہ ڈوپٹے سے ہاتھ پونچھتے پیڑھے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔پرخہ نے بے بسی و بے کسی سے ایک نگاہ طائرانہ کچن میں دوڑائی اور پیر پٹختے وہاں سے باہر نکل گئی۔

"بھابی آپ کو ایسا نئی کرنا چاہئے تھا اس کی صورت دیکھیں کیسے اتر گئی تھی۔"

وہ لسی کا سامان تیار کرتے ہوئے اداسی سے گویا ہوئی جو صبح سے اس کے انتظار میں تھی مگر وہ اس سے ملاقات نہیں پا رہی تھی۔

"اب یہ بھی غلط ہوگا غنچہ کہ ہم اسکی بے جا ضدوں کو پورا کرتے رہیں اب بھلا پڑھائی کے بعد امتحانات ہوتے ہیں ان میں گھر کون بٹھاتا ہے۔لاڈ پیار ایک حد تک پیارے لگتے ہیں جب یہ حد تجاوز کر جائے تو بچے بگڑ جاتے ہیں۔"

وہ غصے سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولی۔جس کی سراسر یہ ضد تھی کہ بس سکول میں پڑھ لیا تو وہی کافی ہے اب وہ کسی قسم کے امتحانات کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتی۔اس کی سوچ پہ گھر کے سبھی افراد خائف تھے بس

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایک فرد کی بجائے جو اس بات سے سرے سے ہی لاعلم تھا اور خان بابا نے اسے سختی سے بتانے سے انکار بھی کیا تھا۔

"اب ہم کیا کریں ایسے کو لالہ ہمیں کبھی نہیں ملیں گے۔"

وہ پریشانی سے انگلیاں چٹخاتے ہوئے بے چینی سے گویا ہوئی اور کشادہ صحن میں ہی چہل قدمی کرنے لگی تھی۔ مردان خانے میں ان کا جانا ٹھیک نہیں تھا اور نا ہی جانے کی اجازت تھی۔ اس نے اپنے سر پہ اوڑھا ڈوپٹہ مزید پھیلا کر خود پہ درست کیا اور دبے قدموں سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ باہر دالان میں قدم رکھتے ہی ٹھنڈی سرد ہوا کے جھونکے نے اس کا استقبال کیا تو اس کا پورا وجود سنسنا اٹھا۔ وہ چور نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیتے آگے کی جانب بڑھی تو ایک جانب اسے کسی وجود کا گمان ہوا اپنے چہرے کو اچھے سے ڈھکتے وہ دو قدم آگے بڑھی تو زنانہ وجود دیکھ اس کے اعصاب ٹھنکے تھے۔ آنکھیں کسی احساس کے تحت چمکی۔

ارے مینہ باجی تم یہاں کیا کر رہی ہو۔ ام تو ایسے ہی پریشان ہو رہی تھی۔ بھلا آپ کے سوا کون جانتا ہوگا کہ "لالہ کہاں ہیں۔"

وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے اس کے ساتھ ہی بڑے سے پتھر پہ جگہ سنبھالتے ہوئے مزے سے بولی اور اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا جہاں فوارے سے پانی زور سے شور سے گر رہا تھا۔ پشمینہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو التجائی نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی گویا کہنا چاہ رہی ہو کہ بتا دے۔

.په هر صورت، مور٥ منع کا٥٥ ده، خوستاد خجالت مخ‌ته په کتلو.٥ داسه٥٥ کاري چ٥ باید ووایم"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم گھر کیسے جاؤ گی۔

ویسے تو مورے نے منع کیا ہے مگر تمہاری اتری ہوئی صورت دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مجھے بتا دینا (چاہیے۔)

وہ شریر لب و لہجے میں گویا ہوئی۔ پر خہ نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اب امارے کو بتا بھی دیں کہ ترسا ترسا کر چھوڑیں گی۔"

وہ نروٹھے پن سے بولی۔

تمہارے لالہ ابھی مردان خانے سے ہو کر اپنے کمرے میں گئے ہیں۔ جاؤان سے مل لو۔ مگر خدارا کوئی ایسی" "بات بلکل مت کرنا جن سے ان کے غصے کو ہوا ملے۔

وہ مسکرا کر بولتے اسے گویا زندگی کی نوید سنا گئی۔ وہ چہک کر اس کے گلے کا ہار بنتے اس کے گالوں کو چوم گئی۔ کانچ سی آنکھیں اپنی مخصوص انداز میں چمک رہی تھی۔ وہ بنا کسی وقت کی تاخیر کیے تیز تیز قدموں سمیت اندر کی جانب بڑھی مگر مردان خانے سے نکلتے خان بابا کو دیکھتے وہ بھاگنے والے انداز میں گول زینوں کی جانب بڑھی تھی تاکہ ان کی نگاہوں میں آنے سے قبل ہی غائب ہو جائے۔

"بریختہ خانم۔"

واقدار یوسف زئی اپنی مخصوص پر وقار چال چلتے کھانے کی میز تک آئے اور سنجیدگی سے کھانا لگاتی بریختہ کو مخاطب کیا جوابا انہوں نے مودب انداز میں ان کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پر خہ نے مزید ضد تو نہیں کی نا اس بات کے متعلق۔ امارے کو بہت پریشانی ہو رہی ہے۔ خاندان کی پہلی لڑکی" "جسے ہم نے ہمت کرتے پڑھایا لکھایا ہے اور اب اس کی باتیں ہمیں جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہیں۔

وہ پریشانی سے گویا ہوئے اور رومال سے اپنی پیشانی پہ ابھرنے والا پسینہ پونچھنے لگے۔ اسی دوران ایک ملازم نے پانی کا گلاس ان کی جانب بڑھایا تو وہ شکریہ کہتے تھام گئے۔

خاناں آپ بلکل بھی پریشان مت ہو۔ آپ جانتے ہیں وہ پڑھائی لکھائی کے معاملے میں کس قدر سخت ہے" "اگر پر خہ بیٹی اس سے کچھ بات کرے گی بھی تو وہ سختی سے رد کر دے گا اتنا تو ام کو اماری پرورش پہ یقین ہے۔

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولتی ان سے کچھ فاصلے پہ اپنی تپائی رکھتے براجمان ہو گئی۔ چھوٹے سے میز کے اطراف میں چھوٹی چھوٹی تپائیاں بلکل زمین پہ بیٹھ کر کھانے جیسا تھا۔ چند ساعتوں بعد غنچہ بھی ڈوپٹے اچھے سے اوڑھتے بریختہ کے ساتھ ہی جگہ سنبھال گئی۔

"سلام خان بابا۔"

پشمینہ کی نرم مترنم آواز پہ سب چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے جو گلابی رنگ کے سادہ سے کھلے لباس پہ بڑی سی چادر اچھے سے اوڑھے خاموشی سے جگہ سنبھال رہی تھی۔ غنچہ نے آنکھوں سے ہے اسے کسی قسم کا اشارہ کیا مگر اس نے جوابا ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔ خان بابا اور بریختہ مسکرا کر سلام کا جواب دیتے پھر سے مصروف ہو چکے تھے۔

"لا°شہ او شہرام پشمینہ غ°ک°ہ"

All Rights Reserved By Novels Lounge

(جاؤ شہرام کو بلا لاؤ پشمینہ۔)

وہ سرگوشیانہ انداز میں بولی تو وہ اپنی جگہ سے ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"وہ آجائے گا ویسے بھی ناشتہ دیر سے کرنے کی بدولت وہ کھانا جلدی نہیں کھائے گا۔"

خان بابا نے بروقت اس کی مشکل آسان کرنی چاہی۔

"نہ خان بابا کوہ ستونزہ نہ لرم زہ ئم۔"

(نہیں خان بابا اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے میں چلی جاتی ہوں۔)

وہ اپنے مخصوص میٹھے لہجے میں بولتی ڈوپٹہ سر پہ درست کرتے وہاں سے باہر نکل گئی۔

"ښہ ماشوم"

(بہتر بچہ۔)

غنچہ نے مسکرا کر بریختہ کی جانب دیکھا تھا۔

پرخہ جوں ہی کمرے کا دروازہ ہولے سے وا کرتے کمرے میں داخل ہوئی اور کشادہ کمرے میں ایک نگاہ دوڑائی تو وہ کچھ دوری پہ ہی بیڈ پہ بڑا سا بیگ رکھے اس میں کچھ دیکھنے میں مصروف تھا۔اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تبھی بنا کوئی وقت ضائع کیے اس تک پہنچی۔

"لالہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔آپ کہی جا رہے ہیں کیا۔"

اپنی بات کہنا تو بھول ہی چکی تھی بس یاد تھا تو وہ ایک بیگ جیسے وہ کہی قیام کیلیے جا رہا ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ارے جی میری جان ابھی میں نیچے آکر سب کو اطلاع دینے والا تھا۔ کچھ ضروری کام ہے مجھے شہر میں۔"

وہ محبت سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ پرخہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ اگر وہ کہی چلے جائیں گے تو اس کا کیا ہوگا پھر۔

"لالہ جان۔ آپ مت جائیں نا۔ یا ایسا کریں امارے کو بھی ساتھ لے چلیں نا۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتی ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ شہرام نے سنجیدگی سے اسے ایک نظر دیکھتے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

"بتائیں یہاں کیا بات کرنے آئی تھی آپ۔"

وہ اس کی روہانسی صورت دیکھ اب کی بار سچ مچ سنجیدہ ہوا۔

"وہ لالہ ام کو نا۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ ان دونوں نے چونک کر اس جانب دیکھا تو وہاں پشمینہ کھڑی مسکراتے ہوئے انہی کی جانب دیکھ دیکھ رہی تھی۔ پرخہ نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور اپنی بات کو ایک جانب رکھتے خود خاموشی سے ان کے درمیان سے سرکتے وہاں سے کھسک گئی۔ اس کے جاتے ہی مینہ نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا جو اسے مکمل طور پہ نظرانداز کرتے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا۔ اس کی حرکت پہ اس کے دل میں ٹیس سی اٹھی مگر پھر اس کے کپڑوں والا بیگ دیکھ مینہ کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔ وہ تمام تر اس کا خوف بھلائے تیز تیز قدموں سے اس تک پہنچی۔ اس کی موجودگی اپنے

All Rights Reserved By Novels Lounge

نزدیک محسوس کر شہرام نے اسے ایک نظر دیکھتے فقط بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا گویا پوچھنا چاہ رہا ہو کہ یہاں آنے کی وجہ۔

"وہ آپ کو نیچے کھانے پہ بلا رہے ہیں سب۔ام نہیں آرہے تھے مگر مورے نے زبردستی بھیج دیا۔"

وہ اس کے چہرے پہ چھائی سرد مہری بھانپتے سرعت سے بتاتی آخر میں جواز دیتے ہوئے بولی مبادہ اس کے غصے کا نشانہ وہ ہی نا بن جائے۔

"ہم آتے ہیں آپ جائیں۔"

مختصر سا جواب دیتے وہ بڑی سی الماری کھولتے وہاں سے اپنے کپڑے نکالنے لگا۔اس نے نا سمجھی سے اس کی چوڑی پشت کو تکا۔اب یہ تو ہمت اس میں نہیں تھی کہ پوچھتی کہ آپ کہاں جا رہے ہیں ہاں ہاتھ بٹانے کی پیشکش وہ کر سکتی تھی۔

"اگر امارے لائق کوئی کام ہو تو ام حاضر ہیں۔"

وہ بالآخر ہمت متجمع کرتے دھیمے لہجے میں بولتے آنکھیں میچ گئی۔

"بہت شکریہ مگر ہم اپنے کام خود کرنے کے عادی ہیں آپ جا سکتی ہیں۔"

جواباً اس کا ٹھنڈا ٹھار لہجہ مینہ کے وجود میں برقی سی دوڑا گیا۔وہ اپنا سنسناتا ہوا وجود بمشکل گھسیٹتی دروازے تک پہنچی اور دروازہ ہلکا سا وا کرتے ایک حسرت بھری نگاہ اس پہ ڈالی تھی جو دنیا جہاں سے غافل بس اپنے کام میں ہی مصروف تھا۔وہ گہرا سانس بھرتے خاموشی سے وہاں سے نیچے آگئی۔اس کے آتے ہی پرخہ نے

All Rights Reserved By Novels Lounge

شریر نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس پہ وہ بمشکل مسکرادی۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ بھی نک سک سا تیار خوشبوؤں میں نہایا وہی چلا آیا۔ بھورے رنگ کی شلوار قمیض زیب تن کیے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔ چہرہ کسی بھی قسم کے تاثر سے پاک تھا۔ سب کو سلام کرتے اس نے خان بابا کے ساتھ والی جگہ سنبھالی تھی۔ انہوں نے مسکرا کر ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا اور اس کی توجہ کھانے کی جانب مبذول کرائی۔

معذرت خان بابا مگر ہم کھانا بلکل نہیں کھائیں گے بلکہ ہمیں نکلنا ہے شہر کیلیے۔ سمجھے کچھ ضروری کام ہے" "اپنی زندگی کے تین ماہ ہمیں اپنے ایک استاد کیلیے وقف کرنے ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو عرض کروں۔ وہ مودب لہجے میں بولا۔ سب کھانے سے ہاتھ روکے اسی کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔ وقار یوسف زئی کے اثبات میں سر ہلاتے ہی وہ گلہ کھنکھارتے ان کی جانب کھسکا۔

خان بابا ہمیں ہمارے ایک بہت ہی دلعزیز استاد نے جامعہ میں پڑھانے کی پیشکش کی ہے جہاں سے ہم تعلیم" حاصل کر کے آئے ہیں اور یہ ہمارے لیے بہت اعزاز کی بات ہے۔ وہ صدام کو بھی دینا چاہتے تھے کیونکہ وہ شہر میں ہی رہتا ہے مگر وہ پی ایچ ڈی کر رہا ہے تو انہوں نے اسے پریشان کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ اسی لیے "ہمیں ابھی کچھ وقت میں ہی ایبٹ آباد سے لاہور روانہ ہونا ہے۔

وہ سنجیدگی سے تفصیل بتاتے ہوئے گویا ہوا۔ شہر مین پڑھ کر اسے اردو میں بھی خاصہ عبور حاصل ہو چکا تھا اور وہ اب خالص اردو بول لیتا تھا مگر یہاں موجود سب افراد کے لہجے پٹھانوں والے تھے۔

"جیسا آپ کو مناسب لگے۔ اپنی مورے کو سنبھال لیجیے گا بس آپ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مدھم سا مسکرا کر بولے جو اباًاس نے بریختہ کی جانب دیکھا تو انہوں نے بھی بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"امارے کو کیا مسئلہ ہوگا خاناں۔میرا بچہ اتنا اچھا کام کرنے شہر جارہا ہے یہ بات تو ہمارے لیے باعثِ خوشی ہے نا۔"

وہ تفاخر بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے محبت سے بولی جو اباًاس نے اپنی جگہ سے اٹھتے ان کی پیشانی چوم لی۔اسی طرح کچھ ہی وقت میں وہ سب سے ملتے ملاتے اپنا بیگ لیتے اپنی گاڑی کی جانب چل دیا جہاں ڈرائیور پہلے ہی اس کا منتظر تھا۔مینہ نے نگاہوں نے ہمیشہ کی طرح حسرت سے اس کی پشت کو تکا تھا۔وہ جاتے جاتے سب سے ملا تھا کیا تھا اگر وہ اس کے سر پہ بھی ہاتھ رکھ دیتا۔وہ چہرہ جھکائے افسردگی سے بس یہ سوچ ہی سکی۔گاڑی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی مگر اس کا پاگل دل بھی اس کے ساتھ ہی اڑ چکا تھا۔اس کے جاتے ہی سب واپس اندر گھر کو آگئے تھے کیونکہ ان کی عورتوں کو زیادہ دیر باہر رہنے کی عادت نہیں تھی۔اگر جاتی بھی تھی تو خود کو اچھے سے ڈھانپ کر جاتی تھی۔اس کے جاتے ہی پرخہ بے چینی سے اپنے ہاتھ مسلتی واپس اندر آگئی۔اب بات تو ہوئی نہیں تھی شہرام سے تو نتیجہ یہی نکلتا تھا کہ اسے زبردستی ہی سہی مگر اب امتحانات دینے ہی تھے۔

اس بڑی حویلی میں وقدار یوسف ذئی اپنی اہلیہ بختیار خانم اور اپنے چھوٹے بھائی کی اہلیہ غنچہ خانم کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔وقدار اور بختیار کا بڑا بیٹا شہرام خان اور ایک بیٹی پرخہ جبکہ غنچہ کی ایک ہی بیٹی تھی پشمینہ ان

All Rights Reserved By Novels Lounge

کے شوہر کی وفات کسی قبیلے سے لڑائی کے دوران ہوئی تھی۔اس کے بعد سے ان کی تمام ذمہداری وقدار خان نے خود اٹھالی تھی جسے وہ اب تک بخوبی نبھاتے آرہے تھے۔

"میرے خیال میں آج اتنی پڑھائی کافی ہے شاید۔"

وہ سب اس وقت لائبریری میں پڑھائی کی غرض سے موجود تھے مگر پڑھائی کے دوران بھی بریزہ اور مریم کے قہقہے فارس کی اوچھی حرکتوں کی بدولت لائبریرئن انہیں کوئی پانچ بار باہر نکلنے کا بول چکا تھا۔اب بس دھکے دے کر باہر نکالنا باہر رہ گیا تھا ان سب کو باز نا آتا دیکھ پریسہ اشتعال کے عالم میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور میز پہ ہاتھ مارتے دھیمے لہجے میں غرائی۔ان سب نے فوراً سے بیشتر معصومیت سے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا اچھا سوری میم اب ہم بلکل نہیں ہنسیں گے بلکہ پوری توجہ سے پڑھیں گے۔"

فارس فوراً سنجیدہ ہوتے اس کے کھولے ہوئے رجسٹر پہ جھک گیا۔وہ اس وقت ڈیزائن کو رو رہے تھے جس میں ان سب کا دماغ ڈھیلا تھا۔پریسہ ایک بار پھر ان تینوں لڑکوں کو خاموش دیکھ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔اس سے پہلے کہ وہ سمجھانا شروع کرتی وہ تینوں ایک ساتھ زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔پریسہ نے خونخوار نگاہوں سے ارتضیٰ ہادی اور فارس کی جانب دیکھا جو اب چہرہ جھکائے اپنی ہنسی ضبط کر رہے تھے

"سوری سوری میم وہ دراصل اتنی چھوٹی میم اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھی ہے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرخ پڑتے چہرے سمیت اس کی چھوٹی ہائیٹ پہ چوٹ کرتے ہوئے بولا تو پریسہ کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا۔وہ مسلسل اس کے قد کا مذاق اڑا رہے تھے۔اس نے غصے سے اپنا رجسٹر اور کتابیں بیگ میں اڑسی اور بیگ کندھے پہ ڈالتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلو پریسہ میں بھی نکلتی ہوں اب کافی وقت ہو گیا ہے۔اماں گھر میں انتظار کر رہی ہونگی۔

عفیفہ بھی اس کی تقلید میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ان دونوں کے غصے میں باہر جاتے ہی مریم نے ناک منہ چڑھائی۔

"ویسے ہی اس کا قد چھوٹا ہے سونے پہ سہاگہ آج جو وہ پہن کر آئی ہے اس میں مزید لگ رہا ہے۔"

مریم اب کی بار اس کے لباس کو نشانہ بناتے ہوئے بولی جو سادہ سی بھورے رنگ کی شلوار قمیض پہ مہرون رنگ کا ڈوپٹہ لیے ہوئے تھی۔فارس نے اس کی بات پہ سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جس کا خود کا ڈوپٹہ تو سرے سے ہی غائب تھا۔

مریم میں نے جو بھی کہا وہ فقط ایک مذاق تھا مگر تم اب حد سے بڑھ کر اس کی زات کو نشانہ بنا رہی ہو اسی لیے "

"بی کئیر فل۔

ہادی تنبیہی لب و لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔وہ بھی اس کے انداز میں سرعت سے ڈھیلی پڑی اور سب ہی اس کے تعاقب میں باہر کی جانب بڑھ گئے۔لائبریری سے باہر نکلتے ہی وہ تو جیسے کہیں روپوش ہو چکی تھی۔

"فارس۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

معاً اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ سب نے چونک کر پیچھے دیکھا جہاں انیتس سالہ ایک نوجوان کھڑا انہیں کوئی اشارہ کر رہا تھا۔سیاہ اور گرے رنگ کی پینٹ شرٹ پہنے اوپر ہی سیاہ رنگ کی جیکٹ پہنے وہ انتہائی پر کشش لگ رہا تھا۔اس کے نزدیک آتے ہی انہیں اندازہ ہوا کہ وہ صدام ہے۔اس کے نزدیک آتے ہی وہ تینوں اس کے گلے سے لگے۔ سینیئر ہونے کی باوجود ان میں دوستوں والی ہی بات تھی کیونکہ صدام کی جانب سے بھی کسی قسم کی روک ٹوک نہیں تھی۔

"پریسہ کہاں ہے۔"

وہ اطراف میں نگاہیں دوڑاتا ہوا بولا تو فارس نے بے ساختہ اپنا سر کھجایا۔

وہ کیا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا بلکہ مجھ سے خود بخود سرذد ہو گیا ہے۔اب دیکھیں بھلا مجھ جیسا معصوم کچھ" غلط کر سکتا ہے۔میں غلطیوں سے دور بھاگتا ہوں مگر انہیں مجھ سے اتنی محبت ہے کہ وہ بھاگتے ہوئے میرے "نزدیک آتی ہے کہ ہمیں کر۔

وہ وضاحت دینے والے انداز میں بولا تو صدام نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور اس میں بھی طنز واضح تھا۔

صدام بھائی آپ اس کی بکواس چھوڑیں۔میں بتاتی ہوں کہ کیا ہوا ہے۔اس نے پری کے قد کو نشانہ بنایا اور وہ" "غصے سے باہر نکل گئی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریزہ نے ان سب کو ایک زبردست گھوری سے نوازتے پوری بات اس کے گوش گزار دی۔صدام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جواب مظلومیت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔اب کی بار صدام کی نگاہوں کا رخ ارتضیٰ اور ہادی کی جانب تھا جو خود پہلو پہ پہلو بدل رہے تھے۔

"تمہارے اندر کونسا کیڑا ہے جو تمہیں سکون نہیں لینے دیتا آج مجھے تم بتا ہی دو۔"

وہ کٹیلے لہجے میں بولا تو فارس نے شانِ بے نیازی سے دانت نکوسے۔

"میرے اندر نادوستوں سے محبت کا کیڑا ہے جو میں چاہ کر بھی خود میں سے ختم نہیں کر سکتا۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا تو صدام اس کی گدی پہ زور سے تھپڑ مارتے ان سب کو الوداع کہتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی فارس کے علاوہ ہر کسی کا راہداری کی فضا میں قہقہہ گونجا تھا۔

"ہنسو مت دوستوں کیلیے تو جان بھی حاضر ہے تھپڑ تو پھر اس کے آگے معمولی سی چیز ہے میرے یاروں۔"

اس کی بات پہ سب نے ستائشی انداز میں ہوٹنگ کی تھی مگر اگلے ہی لمحے لائبریرین کی کڑک دار آواز پہ ان سب نے وہاں سے دوڑ لگائی تھی۔

"مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے آج میں لوکل نہیں جا پاؤں گی۔اُفف یا خدایا۔کوئی بس نہیں آ رہی۔"

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دانتوں میں انگلیاں دابے سڑک کے دونوں اطراف میں نگاہیں دوڑا رہی تھی معاً اپنے نزدیک سیاہ رنگ کی مرسڈیز رکتے دیکھ اس نے چونک کر نگاہیں اوپر اٹھائی تو پریسہ اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کر رہی تھی۔اس نے ایک نظر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے صدام کی جانب دیکھا جو موبائل میں غرق تھا۔

"بیٹھ جاؤ آج ان لوکل بسوں کی سٹرائیک ہے اسی لیے تمہیں جاتے ہوئے مشکل ہوگی۔"

اس نے آنکھوں کے اشارے سے اسے انکار کرنا چاہا مگر اس کے اصرار پہ اور اس کی بات پہ وہ خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے آپ دونوں کی۔"

صدام نے گاڑی کا گئیر احتیاط سے بدلتے سنجیدگی سے استفسار کیا جواباً پریسہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بھائی اس فارس بندر کی بدولت ہم بھی نہیں پڑھ پاتے۔"

وہ ناک چڑھا کر بولی۔

"جی صدام بھائی نا وہ خود پڑھتا ہے اور نا ہی ہمیں پڑھنے دیتا ہے۔"

عفیفہ بھی اس کی بات کی ذور و شور سے تائید کرتے نخوت سے ناک چڑھا کر بولی۔صدام نے ان کی بات پہ سرعت سے مسکراہٹ چھپائی تھی۔انہی باتوں کے دوران ان کی گاڑی ایک تنگ گلی کے عین باہر ایک جھٹکے سے رکی تو عفیفہ ان کا شکریہ ادا کرتے مسکراتے ہوئے باہر نکلی تھی مگر سامنے ہی کھڑے پان چباتے یاسر کو

All Rights Reserved By Novels Lounge

دیکھ اس کی مسکراہٹ سرعت سے سمٹی تھی مگر وہ دروازہ ہولے سے بند کرتے اپنے بیگ کو سختی سے تھام گئی۔یاسر نے خباثت سے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا مگر وہ مضبوط قدموں سے آگے بڑھتی جارہی تھی۔اس آدمی کو دیکھ اس کے چہرے پہ چھایا خوف صدام اور پریسہ دونوں کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہا تھا۔

"کیا عفیفہ اسے جانتی ہے پری۔"

اس نے کچھ چونک کر پریسہ سے استفسار کیا جواباً وہ ناسمجھی سے کندھے اچکا گئی۔

"ڈونٹ نو بھائی مجھ سے تو کبھی زکر نہیں کیا اس نے.کل پوچھوں گی اس بابت اس سے۔"

وہ مدھم لہجے میں بولی۔صدام نے اس کی بات پہ سر ہلاتے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے وہ اندر جارہی تھی۔گھر کا دروازہ بند ہوتے ہی صدام نے ایک تند نگاہ یاسر پہ ڈالتے گاڑی ایک جھٹکے سے آگے کی جانب بڑھائی تھی جبکہ اب کی بار یاسر کی پر سوچ نگاہیں اس سیاہ گاڑی پہ جمی تھی جہاں سے عفیفہ باہر نکلی تھی۔

"آج اتنی جلدی آگئی تو۔"

وہ لاؤنج میں آتے جوں ہی چادر اتار کر صوفے پہ رکھ کر بے دم سی ہو کر بیٹھی صفیہ کی آواز پہ اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولتے ان کی جانب دیکھا اور تھکی تھکی سی سانس خارج کی۔

"جی اماں بس وہ آج۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی اپنے نزدیک سے آنے والی قدموں کی چاپ پہ اس نے چونک کر بائیں جانب دیکھا جہاں سے یاسر اندر آرہا تھا۔لبوں پہ ایک معنی خیز مسکراہٹ رقصاں تھی۔وہ ناگواری سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے تنفر سے سر جھٹک گئ۔

"!آگیا منحوس انسان"

وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی۔

"ارے یاسر تو پھر آگیا۔کوئی کام تھا کیا۔"

صفیہ اب عفیفہ کو چھوڑ اس کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔اس کے برعکس اس کی آمد پہ نوال اور منال نے سرعت سے ڈھنگ سے ڈوپٹہ اوڑھا کیونکہ اس کی نگاہیں ان سب کو ہی اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوتی تھی۔بس ایک ان کے ماں باپ تھے جنہیں اس سے زیادہ بہترین مرد کوئی لگتا ہی نہیں تھا۔

نہیں نہیں چچی بس آپ کو آگاہ کرنے آیا تھا کہ اپنی بیٹی سے ٹھیک سے جانچ پڑتال کریں کہی کوئی کارنامہ نا "سرانجام دے دے۔"

وہ خباثت سے ہنستے کٹیلے لہجے میں بولا۔صفیہ نے نا سمجھی سے البتہ عفیفہ نے نفرت سے اس کی جانب دیکھا جو ان کے گھر میں آکر اس قسم کی حرکتیں کرنے سے باز نہیں آتا تھا۔

تم ابھی کے ابھی یہاں سے نکلو۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا جاہل انسان اور آئندہ یہاں قدم رکھنے کی "قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔صفیہ نے گھبرا کر اس کا بازو تھاما جس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ رہا تھا۔ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔

اب تو تم بھڑ کو گی ہی کیونکہ یہاں پہ غلطی پہ تم ہی ہو بتاؤ کس کے ساتھ آ رہی ہو تم واپس جو جلدی لوٹ آئی" ہو۔"

وہ بھی پیشانی پہ شکنیں سجائے کرخت لہجے میں بولا تو اول تو اسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا مگر پھر اس نے کچھ سوچتے جواباً تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

ہاں بتا دوں گی میں اماں کو مگر تم جیسے اجڈ گنوار اور جاہل انسان کے سامنے نہیں جس کے نزدیک لڑکا لڑکی کو" ساتھ دیکھنا محض لڑکی کی کردار کشی کرنا ہے جیسے ابھی تم میری کر رہے ہو۔اماں اسے بھیجیں یہاں سے ورنہ یقین کریں میرا بس نہیں چل رہا کچن سے چھڑا لا کر اس کا قتل کر دوں۔ویسے ہی زندگی اجیرن ہوئی پڑی ہے "اور ایک یہ منہ اٹھا کر یہاں چلا آتا ہے دماغ کا دہی کرنے۔

وہ رعونت سے بولتی آخر میں صفیہ سے مخاطب ہوئی جس نے اس کے خطرناک تیوروں سے گھبراتے ملتجیانہ نگاہوں سے یاسر کی جانب دیکھا تھا۔منال اور نوال نے سرعت سے چہرہ جھکاتے مسکراہٹ چھپائی۔ایک انہیں اپنی بہن کا یہی دبنگ انداز تو بے حد پسند تھا کہ وہ کسی کو بھی کھاتے میں نا لاتی تھی نا ہی دل میں کسی کو لے کر خوف ہوتا تھا۔انہوں نے فخر سے اپنی بہن کے چہرے کو تکا جہاں سے اضطراب جھلک رہا تھا۔

"چلا جاؤں گا میں چچی پہلے اس سے پوچھیں کہ یہ کس کے ساتھ آئی ہے واپسی پہ کس کی گاڑی تھی وہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ حلق کے بل دھاڑا تو عفیفہ کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔ایکدم وہ تلخی سے مسکرادی تھی۔

اوہ تو اب میں سمجھی یہ ساری بے چینی کس چیز کی ہے۔یہی پریشانی ہو رہی ہے نا کہ کون ہے جو تم سے بھی" امیر ہے بڑے گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ہے نا۔بس کردو یاسر حسد کی آگ میں جلنا جل ککڑا کہی کا۔اماں پری کی گاڑی میں آئی ہوں۔آج لوکل بسوں کی سٹرائیک تھی تو صدام بھائی نے پیشکش کی چھوڑنے کی میں نے "حامی بھرلی ورنہ واپسی پہ مسئلہ ہوتا۔

وہ طنزیہ لب و لہجے میں بولتی آخر میں صفیہ سے مخاطب ہوئی جنھوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔لبوں پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"اچھا تو میری جان انہیں بھی اندر لے آتی کچھ چائے وائے پلاتے۔"

وہ محبت سے گویا ہوئی کیونکہ پری کی حیثیت سے وہ صدام کو بھی جانتی تھی یہاں تک کہ عفیفہ کے تمام دوستوں کی متعلق سب گھر والے جانتے تھے کیونکہ اس نے کوئی بھی کام چھپ کر نہیں کیا تھا بلکہ اپنے باپ سے نا سہی تو ماں سے ضرور ایک ایک بات شئیر کی تھی۔منال اور نوال نے بھی ذور و شور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ان کی محبت پہ عفیفہ نے مسکراتے ذہریلی نگاہیں یاسر کی جانب اٹھائی جس کے وجود میں غصے کے بھانبھڑ جل رہے تھے۔آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔مطلب پورا گھر ان کے متعلق جانتا تھا۔اس نے سختی سے اپنے سر کو بالوں کو پیچھے کرتے اپنے غصے پہ قابو پایا تھا۔

"اچھا چچی میں چلتا ہوں دکان بھی سنبھالنی ہے جا کر۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بمشکل مسکرا کر بولتے ایک زہر خند نگاہ ان تینوں کو ہنستا دیکھ مضبوط قدم اٹھاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی وہ تینوں بہنیں جو ہنسی روکنے کے چکر میں لال ٹماٹر بنی ہوئی تھی ایکدم کھلکھلا کر ہنس دی۔اس کی ہنسی لاؤنج کی فضا میں زور و شور سے گونج رہی تھی۔صفیہ نے ناراضگی سے ان کی جانب دیکھا جو تینوں اس کا مذاق اڑانا بخوبی جانتی تھی۔

"اچھا نت کیا کرو اس کے ساتھ ایسا۔کیا بگاڑا ہے اس نے تمہارا عفیفہ۔تم سب کو وہ چھوٹی بہنیں سمجھتا ہے۔اچھا خاصہ پڑھا لکھا ہے اچھا کماتا ہے۔تمیز و تہذیب ہر چیز ہے اور کیا چاہیے۔"

وہ اچھا خاصہ ناراض ہو چکی تھی۔عفیفہ نے تاسف سے ان کی جانب دیکھا۔

"اماں خدارا یہ بات کرتے بہن بھائی کے رشتے کی توہین مت کریں آپ۔آپ شاید اسے نہیں پہچانتی ویسے بھی ابا اور آپ کی نگاہوں میں تو اس سے زیادہ نیک پاک انسان اس دنیا میں ہی کوئی پیدا نہیں ہوا۔اگر وہ بھائی بنتا نا تو یقین کریں ہمیں اس سے کسی بھی قسم کی بات کرنے میں کوئی جھجک نا ہوتی مگر اس کی آنکھوں میں عورت کیلیے میں نے کبھی عزت نہیں دیکھی۔اس کی آمد پہ ہم سب اس کی نگاہوں سے خائف ہوتے سب سے پہلے اپنے وجود کو ڈھانپتے ہیں کیونکہ اس کی نگاہیں ہمارا ہی اطراف کرتی ہیں۔وہ بظاہر بہت سوبر اور اچھا انسان بنتا ہے اندر سے پورا حرامی قسم کا انسان ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے لہجے میں اچھی خاصی نفرت پنہاں تھی۔ جبکہ اس کی بات پہ صفیہ کئی لمحے ساکت رہ گئی البتہ منال اور نوال ایک دوسرے سے ہی نگاہیں چرا گئی تھی ویسے بھی گھر کے معاملات میں بولنا انہیں سختی سے منع تھا۔ یہ عفیفہ ہی تھی جو بغیر کسی ڈر کے کچھ بھی بولتے اپنے حق کیلیے آواز اٹھا لیتی تھی۔

بکواس نا کیا کرو۔ تم اسے سمجھنے میں غلطی کر رہے ہو اور خدارا اپنے باپ کے سامنے اس قسم کی کوئی بات" مت کرنا جوان کے اعصابوں پہ گراں گزرے۔ تم جانتی ہو وہ ویسے ہی اس پہ جان چھڑکتے ہیں۔ کوئی. غلط "بات تم میں سے کسی کے منہ سے نکلے گی نہیں کہ ویسے ہی گلے پڑ جائیں گے۔

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولی۔ انہیں تو وہ فالوقت ٹال چکی تھی مگر عفیفہ کی بات ان کے دل و دماغ پہ گہری چھاپ چھوڑ چکی تھی اب ان کی بیٹی غلط بھی نہیں کہ سکتی تھی مگر یاسر کو دیکھ کر انہیں کبھی بھی ایسا محسوس نہیں ہوا تھا۔

اماں ان کا مجھے علم نہیں مگر اگر اس بابت ابا نے کچھ غلط بات کی تو یقین کریں میرا کوئی بھروسہ نہیں ہے پھر" اس کے اگلے پچھلے تمام کھاتے کھولوں گی۔ بالاخر ان کی بیٹی ہوں اگر وہ اپنی بات پہ ڈٹنا جانتے ہیں تو پھر مجھے "بھی ڈٹ کر اپنے موقف پہ کھڑا ہونا آتا ہے۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولتی میز سے اپنی چیزیں اٹھانے لگی۔ صوفے سے اپنی چادر اٹھاتے اس نے بازو میں ڈالی اور مسکرا کر ایک نظر ان دونوں کو دیکھتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

ناجانے کیا کھا کر میں نے اس لڑکی کو پیدا کیا تھا جو یہ مجھے ہی ناکوں چنے چبوا رہی ہے۔ایسی ہوتی ہے کیا"

"اولادیں۔تم دونوں بھی بتادو اگر کسی قسم کی تیاری کر کے بیٹھی ہوئی ہو تو۔

صفیہ نے مشکوک نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا تو وہ چور نگاہوں سے انہیں دیکھتے کھسک کر اپنی کتابیں سمیٹتے عفیفہ کی تقلید میں اندر کمرے میں گھس گئی۔صفیہ غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کچن میں گھس گئی۔کمرے میں آتے ہی ایک بار پھر ان تینوں کی ہنسی کا جو فوارا پھوٹا وہ مسلسل تین منٹ تو پیٹ پہ ہاتھ رکھے ہنستی ہی چلی گئی یہاں تک کہ ہنستے ہنستے آنکھوں میں نمی سی جاگ اٹھی۔

"آپی یقین کریں اس کی شکل دیکھنے والی تھی۔"

نوال عفیفہ کے ساتھ جڑ کر بیٹھتی مزے سے چمکتی آنکھوں سمیت بولی۔عفیفہ نے اپنے سیاہ گھنے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"جب تک تم لوگوں کی آپی زندہ ہے نایقین کر وایسے ہی صورت دیکھنے کو ملے گی تمہیں اس لفنگے کی۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے گویا ہوئی۔وہ جواباً کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

آپ جانتی ہیں آپ کے آنے سے قبل جب وہ آیا تھا ناااماں کچن میں تھی تو ہمیں ڈرا دھمکا رہا تھا کہ پڑھائی"

وڑھائی چھوڑ کر گھر گھرستی سیکھے ہم اور آپ کو بھی سکھادیں مگر آپ نے تو اسے ہی سبق سکھا دیا۔اتنی عجیب

"عجیب نگاہوں سے گھورتا ہے وہ آپی مگر اماں ابا کو اس کے پیسوں کے آگے اپنی بیٹیاں تک نہیں نظر آتی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ناگواری سے بولتی آخر میں افسردہ ہو گئی۔ عفیفہ نے محبت سے اپنی دونوں جڑواں بہنوں کو بازوؤں کے حصار میں لیتے دونوں کی پیشانی چومی۔

"سب کچھ نظر آئے گا انہیں تم دونوں پریشان مت ہو۔ تم دونوں پہ اس غلیظ انسان کی نگاہیں پڑنے سے قبل ہی نوچ ڈالوں گی۔ مگر میری ایک بات ہمیشہ یادر کھنا آئندہ جب بھی وہ گھر آئے تو تم لوگوں کو کمرے سے نکلنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے چاہے اماں آواز دیں ابا آواز دیں مگر تم دونوں باہر مت نکلنا باقی کا کام میں سنبھال لوں گی۔"

وہ ان کا سر تھپتھپاتے الماری کی جانب بڑھی اور وہاں سے سادہ سا سوٹ نکالتے واشروم میں گھس گئی۔ اس کے تسلی آمیز لہجے میں کسی حد تک وہ دونوں بھی پر سکون ہو چکی تھی ورنہ یاسر کی اندر تک اترتی نگاہیں انہیں ابھی تک اپنے وجود پہ محسوس ہو رہی تھی معاً وہ دونوں بیک وقت جھر جھری لے کر اپنی جگہ سے اٹھی کیونکہ ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا اور عفیفہ کے پاس ٹیوشن پڑھنے والے بچے بھی آنے والے تھے اسی لیے انہیں بھی ساتھ ہی بیٹھ کر پڑھائی کرنی تھی۔

صدام کی گاڑی جوں ہی آفندی ہاؤس کی پورچ میں داخل ہوئی تو گاڑی کے ٹائر اپنے مخصوص آواز میں چرچرائے تھے۔ چوکیدار نے گھر کا داخلی دروازہ کھولتے انہیں خوش آمدید کہا تو پریسہ کندھے پہ بیگ ڈالتی بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ صدام نے گاڑی کی چابی گارڈ کی جانب اچھالی تھی۔ لاؤنج

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں داخل ہوتے ہی غیر معمولی خاموشی محسوس کرتے اس نے ناسمجھی سے صدام کی جانب دیکھا جو خود الجھی نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لے رہا تھا۔پریسہ بے نیازی سے شانے اچکاتی بیگ صوفے پہ پھینکتی صوفے پہ گرنے والے انداز میں بیٹھی تو ملازمہ نے مسکراتے اس کی جانب فریش جوس کا گلاس بڑھایا جسے اس نے مسکرا کر شکریہ کہتے تھام لیا۔

"ماما کہاں ہے مائدہ بی۔"

وہ اچھنبے سے گویا ہوئی۔صدام جو موبائل میں مصروف تھا اس کی سماعتیں بھی انہی کی جانب مبذول ہو چکی تھی۔

بٹیا دراصل بی بی جی کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔ان کی نکسیر پھوٹ گئی تھی تو میں نے انہیں کچھ دیر آرام "کرنے کمرے میں بھیج دیا تھا۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی تو پریسہ جوس کا گلاس ایک جھٹکے میں سامنے رکھے شیشے کے میز پہ رکھتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔صدام کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا۔

"مائدہ بی آپ نے فون کیوں نہیں کیا ہمیں۔"

وہ پریشانی سے بولی۔

بٹیا میں کرنے والی تھی مگر بی بی جی نے سختی سے منع کر دیا اسی بدولت میں نے آفندی صاحب کو بھی فون "نہیں ملایا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نرمی سے اسے قائل کرنے والے انداز میں بولی تو وہ دونوں ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھتے تاسف سے نفی میں سر ہلا گئے اور گہرا سانس بھرتے آگے پیچھے بھاگنے والے انداز میں ان کے کمرے کی جانب بڑھے تھے۔

"بھائی رکیں آپ ایسے نہیں کر سکتے یہ سراسر ناانصافی ہے ماما سے پہلے مجھے ملنا ہے۔"

وہ صدام کو تیزی سے زینے چڑھتا دیکھ غصے سے منہ پھلا کر چیخی جوابا وہ اسے منہ چڑھاتا بھاگنے میں مزید تیزی لے آیا۔ پیچھے وہ چیختی چلاتی رہ گئی اور ریلنگ سے پشت ٹکاتے مٹھیاں بھینچ گئی۔ ہمیشہ وہ ہی چھوٹی ہونے کی بدولت واپسی پہ عافیہ کے سینے سے لگتی تھی مگر آج ان کے نیچے نا ہونے کی بدولت صدام نے موقع سے فائدہ اٹھالیا تھا۔

"اے چھوٹی۔"

معاً اپنے نزدیک ہی اس کی آواز محسوس کرتے اس نے ذرا سی بھیگی نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ماما سے ملنا ہے پہلے یا نہیں۔"

اس کی پیشکش پہ پریسہ نے بنا کسی تردد کے سرعت سے گردن ہاں میں ہلائی تو صدام نے اسے نرمی سے اوپر آنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ ایکدم چمکتے دمکتے چہرے سمیت بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی تو سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ صدام نے محبت سے اس کا چہرہ دیکھا اور اس کے پونی میں مقید بالوں کو ایک جھٹکے سے

All Rights Reserved By Novels Lounge

کھینچتے بلند بانگ قہقہہ لگاتے عافیہ کے کمرے میں گھس گیا۔پیچھے وہ اس کی حرکت پہ بے بسی سے جلتی کڑھتی رہ گئی۔

"بھائی۔آئی ہیٹ یو بھائی۔آپ بہت برے ہیں۔"

وہ روہانسی ہوتی بری طرح پیر پٹختے ہوئے بولی معاً عافیہ کی طبیعت کا خیال کرتے وہ دانت کچکچاتی جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی تو عافیہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے بیٹھی تھی اور صدام ان کی گود میں سر رکھے سکون سے آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔پریسہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر ناراضگی سے عافیہ کو جن کی انگلیاں صدام کے بالوں میں حرکت کر رہی تھی۔عافیہ نے اسے دیکھتے سرعت سے بازو اس کی جانب واں کیے۔

میں نہیں آؤں گی ماما۔پہلے آپ بھائی سے کہیں کہ یہاں سے اٹھیں۔انہوں نے دھوکا کیا ہے میرے "ساتھ۔"

وہ سر جھٹکتے چیخ کر بولی۔صدام اس کی آواز پہ قہقہہ لگاتے اپنی جگہ پہ ہی اٹھ بیٹھا۔

"آجا میری جانی دشمن۔جب سے اس دنیا میں آئی ہے میری ساری محبت پہ ڈاکہ ڈالے بیٹھی ہے ڈاکورانی۔"

وہ چڑانے والے لہجے میں بولتے اب عافیہ کے شانے سے سر ٹکا گیا۔پریسہ اس کی بات پہ تفاخر سے مسکراتے بھاگتے ہوئے بیڈ پہ چڑھی اور پوری شدت سے عافیہ کے سینے سے لگی تھی جوابا ًانہوں نے اپنی لاڈلی بیٹی کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

پیشانی پہ شدت بھرا بوسہ دیا۔پریسہ نے ان کے گال کو چومتے آنکھیں موندے صدام کا گال محبت سے چوما تو وہ بند آنکھوں سمیت مسکرایا تھا۔

"آئی لو یو بھائی۔"

وہ اسی جگہ پہ دانت گاڑھتے کھلکھلاتے ہوئے عافیہ کی گود میں چہرہ چھپا گئی معاً کچھ یاد آنے پہ وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔

اب کیسی طبیعت ہے آپکی ماما۔ بابا کو فون کر دینا چاہیے تھا آپکو۔آپ جانتی ہیں کہ اب گھر لوٹ کر آپ کو لے "کر ہماری کلاس پکی ہے۔

وہ منہ بناتے ہوئے ہنس کر بولی۔عافیہ نے محبت سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کے بابا کا ویسے بھی دل نہیں ہوتا آفس جانے کا میں گھر بلا لیتی تو انہیں بہانہ مل جاتا۔"

وہ اس کے چہرے پہ جھولتے بالوں کو سنوارتی مسکراتے لہجے میں گویا ہوئی۔

"چھوٹی میرا سر تو دبانا۔"

معاً صدام کی آواز پہ اس نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر عافیہ کو جو اس کی نگاہوں میں پنہاں شکوہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"صدام مت کیا کرو تم جانتے ہو تمہارے بابا کو معلوم ہوا اس بابت تو تمہاری کلاس پکی ہے۔"

وہ اسے ڈپٹتے ہوئے بولی جوابا وہ ہنوز آنکھیں موندے لیٹا رہا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ماما کیا میرا قد بہت چھوٹا ہے۔میں پیاری بھی نہیں دکھتی ہونگی نا اسی بدولت۔وہ فارس کمینہ اس نے بھی اج مجھے چھوٹی کہاں ہے۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے نم لہجے میں گویا ہوئی۔عافیہ نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا۔اس کا بھیگا لہجہ سن صدام کی آنکھیں بھی پٹ سے کھلی۔

"پاگل لڑکی دوستوں میں ایسا مذاق چلتا ہے اب ان ہنسی مزاق کو دل پہ لینا شروع کر دو گی تو دوستیاں نہیں چل پائے گی اور وہ تو پھر رونق ہے کچھ بھی بولتا ہے۔یوں ہر کسی کی بات کو دل پہ نہیں لیتے۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے گہرا سانس بھرتے ہوئے بولا تو عافیہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔پریسہ اس کی بات پہ کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔اسے یوں برتاؤ نہیں کرنا چاہیے تھا اس سے یوں وہ اٹھ کر آ گئی تھی۔صدام اس کا چہرہ دیکھ بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلیں میں فریش ہو کر کچھ دیر آرام کروں گا۔ان موٹی موٹی کتابوں سے میرا دماغ سن ہو گیا ہے۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے تھکے تھکے لہجے میں بولا۔عافیہ محظ سر ہلا کر رہ گئی۔اس نے باری باری ان دونوں کے سر پہ لب رکھے اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی پریسہ کھسک کر عافیہ کے بستر میں ہوئی۔

"پری میری جان پہلے کپڑے تبدیل کرو پھر سونا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے بالوں کو سنوارتی ہوئی اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولی مگر وہ کسمسا کر ان کے وجود کی خوشبو محسوس کرتے آنکھیں موند گئی۔اس کے سونے کے بعد بھی عافیہ کی انگلیاں اس کے بالوں میں حرکت کررہی تھی جبکہ گہری پرسوچ نگاہیں اس کے چہرے کا طواف کررہی تھی۔ وہ تو گھر بھر کی لاڈلی تھی جس پہ آئی ایک کھروچ بھی کسی کو برداشت نہیں تھی مگر اس کا قد معمولی لڑکیوں سے چھوٹا ہونے کی بدولت وہ اپنا دل برا کرجاتی تھی اور پریشانی تو انہیں بھی ہوتی تھی اس کے رشتے کو لے کر کیونکہ لوگ تو آج کل اچھی بھلی لڑکیوں میں نقص نکال دیتے تھے۔اس کے سادہ معصوم سے بے ریاں چہرے کو دیکھتے وہ نم آنکھوں سمیت مسکرائی تھی۔انہیں یہ بھورے بالوں والی اپنی گڑیا بے حد عزیز تھی سرخ وسفید رنگ کی حامل یہ لڑکی انہیں سچ مچ کی پری محسوس ہوتی تھی جو کہیں سے اڑکر ان کی چھوٹی سی فیملی کو چار چاند لگاتے اسے مکمل کرچکی تھی۔ ہیزل آنکھیں جن میں ہمہ وقت محبت رقص کرتی تھی وہ اس دنیا کے جھمیلوں سے آزاد تھی نا کسی امیری کا زعم اور نا کبھی کسی غریب کو دیکھ کر دل برا کرنا یہی تو اس کی خاصیت تھی۔

وہ جھک کر اس کی پیشانی چومتے اپنی جگہ سے اٹھی اور اس پہ کمفرٹر درست کرتے خود تازہ دم ہونے چل دی تاکہ طبیعت کچھ بہتر محسوس ہو۔

کمرے میں تاریکی نے ڈیرا جمایا ہوا تھا۔کھڑکی کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے دبیز بھورے رنگ کے پردے آڑھے ترچھے لٹکے ہوئے تھے۔ قالین پہ مختلف سنیکس کے کہ خالی پیکٹس اور جوتے ویسے ہی گرے ہوئے

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھے۔اور بیڈ پہ لیٹا وجود خود ہی آڑھا ترچھا نیند کی وادیوں میں گم تھا۔کمرے میں مخصوص خراٹوں کی آواز گونج رہی تھی۔اسی اثناء میں کچھ دیر کی تردد کے بعد کمرے کا دروازہ ذرا سا کھلا اور کوئی ہولے ہولے چلتا اندر داخل ہوا۔دروازہ کھلنے کی بدولت باہر پھیلی روشنی اب اندر بھی پھیل چکی تھی۔وہ کمرے میں بکھری چیزوں کو ہولے ہولے سونگھتا آگے بڑھ رہا تھا معاً کسی کا بھاری پاؤں اپنے سر پہ محسوس کر اس نے اپنی موٹی موٹی آنکھوں سے اوپر دیکھا جہاں اس کے باس کا پیر اس کے لگا تھا۔وہ اپنے مخصوص انداز میں بولتے ایک چھلانگ مار کر اس کی پشت پہ بیٹھتے اس کے بالوں کو سونگھنے لگا۔

میکس سونے دے یار۔ویسے بھی اس گھر میں سب میرے دشمن ہیں اب لگتا ہے تو بھی انہی کی فوج میں "شامل ہو گیا ہے۔"

وہ نیند ہی نیند میں منمنایا معاً وہ اس کے سر پہ اپنا پاؤں رکھتے اس کے کان کے نزدیک جھکا اور زور سے چیخا۔اگلے ہی لمحے اس کی بات کا مفہوم سمجھتے وہ اس پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے ایک جھٹکے میں سیدھا ہوا اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔میکس کی آنکھیں چمک اٹھی جو تاریکی میں بھی صاف محسوس ہوئی تھی۔

"تو جھوٹ تو نہیں بول رہا نا۔سچ میں ہٹلر اوپر آ رہی ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے ماتھے پہ بل ڈالے بولا جواباً وہ اپنے مخصوص انداز میں اس کے گال سے گال سہلانے لگا۔فارس اس کی حرکت پہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور دروازے کی جانب بھاگا تاکہ اسے لاس کر سکے۔اگلے ہی منٹ میں کمرے کا دروازہ بند کرتے اس نے میکس کی پشت تھپتھپاتے اسے آنکھوں ہی

All Rights Reserved By Novels Lounge

آنکھوں میں اشارہ کیا تو وہ اپنی دم ہلاتے بیڈ پہ بیٹھے اپنے باس کے ہاتھوں میں زمین سے چیزیں اٹھاتے تھمانے لگا۔اس نے شاباشی دینے والے انداز میں اسے فلائنگ کس بھیجی جوابا وہ شرماتے اس کی شرٹ اس کی جانب بڑھا گیا جسے اس نے سرعت سے پہنتے بیڈ پہ بچھی چادر کو ہلکا پھلکا درست کرتے ایک طائرانہ نگاہ کمرے میں دوڑائی۔ تسلی ہوتے ہی اس نے میکس سے ہاتھ ملایا جو دو پنجوں کے بل زبان نکالے کھڑا تھا۔اس نے اس کی پشت کو نرمی سے سہلایا۔

"آج پھر تو نے مجھے اس ہٹلر سے بچالیا بس تو ہی میرا سچا ہمدرد میرا دوست میری جان سب کچھ ہے۔انسانوں سے سچ میں وفاداری کی توقع نہیں رکھنی چاہیے جب تجھ جیسے دوست مل جائے تو کیا ہی بات ہے ساری زندگی کی عیش ہے۔"

وہ میکس کو اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے محبت سے بولا۔اور اس کی پشت کو ہولے ہولے سہلانے لگا۔اپنے مالک کی جانب سے شاباشی محسوس کرتے وہ بھی سکون سے آنکھیں موند گیا۔فارس اس سے پورے دن کی باتیں کرنے میں مصروف تھا اور وہ سکون سے اس کی باتیں سننے میں معاًاسی دوران کمرے کے دروازے میں کھٹکا ہوا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔آئینے میں دیکھ کر اپنے بالوں کو سنوارتے دروازہ کھولتے دلکشی سے مسکرایا تو کلثوم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر اس کی پشت پہ سمٹے کمرے کو ستائشی انداز میں دیکھا اور کمرے میں داخل ہوئی مگر اگلے ہی لمحے فارس کے عقب سے نکلتے میکس کو دیکھتے وہ چیخ مارتے پیچھے ہوئی اور دل پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اس کتے کو تو پیچھے کر لو۔"

وہ ناگواری سے بولی۔ان کا کتا کہنا میکس کو کچھ زیادہ پسند نہیں آیا تھا تبھی اپنے انداز میں چلانے لگا۔فارس نے کلثوم کے اڑے اڑے رنگ کو دیکھتے مسکراہٹ دبائی۔

اے ماں !مت کہا کرو نا کتا اسے برا مان جاتا ہے۔اور اگر اسی برا برا میں اس نے کسی دن اصل والا کتا بن کر دکھا دیا تو جانتی ہیں پھر کیا ہو گا پھر آپ کہے گی فارس میں نے اتنے فیشلز کروا لیے مگر اس کتے کے کاٹنے کا "نشان نہیں جا رہا۔

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے گویا ہوا۔کلثوم نے اس کے بازو پہ ایک زبردست قسم کا جھانپڑ رسید کیا تھا جو بات بات پہ بس انہیں اسی چیز کے طعنے دیتا تھا۔

"چلو نیچے کھانے پہ تمہارے ڈیڈ انتظار کر رہے ہیں۔"

وہ اسے آنکھیں دکھا کر بولتی ایک اچٹتی نگاہ میکس پہ ڈالتے نیچے کی جانب بڑھ گئی۔فارس نے میکس کو اشارہ کرتے قدم ان کی تقلید میں بھگائے تھے۔اگلے پانچ منٹ میں وہ کھانے کی میز پہ موجود تھا اور آفتاب کی نگاہیں اسے گھورنے میں۔

"کیا ہو گیا ہے کیوں گھور رہے ہیں مجھے۔کیا آنکھوں کے راستے نگلنے کا ارادہ ہے آپ کا مجھے۔"

وہ ان کی گھوریوں سے چڑتے تنک کر بولا تو کلثوم نے آنکھوں کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہا۔

"دل تو شدت سے چاہ رہا ہے کہ تمہارا قتل کر دوں جو اس کتے کو کھانے کی میز تک لے آئے ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کرخت لہجے میں گویا ہوئے۔ میکس نے اس کی جانب دیکھا گویا خود کو کتا کہا جانا اسے قطعی پسند نا آیا ہو۔فارس نے بے نیازی سے کندھے اچکاتے اس کی بات کو ہوا میں اڑایا اور آنکھوں سے اسے کوئی اشارہ کیا جوابًا وہ اپنی زبان نکالتے آفتاب کی جانب بڑھا تو وہ چمچ وہی پلیٹ میں پٹختے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ کیا کر رہا ہے فارس۔"

وہ سچ مچ اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ بوکھلا گئے۔

میں نے تو آپ سب کو پہلے بھی کہا تھا کہ اسے خود کو کتا کہے جانا بلکل نہیں پسند۔اس کا نام میکس ہے"

"میکس۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے آخر میں مزے سے ہنسا۔وہ اس کی حرکت پہ عاجز آتے دانت کچکچا کر رہ گئے۔

"میکس جاؤ شاباش فارس کے پاس۔سوری تمہیں ائندہ کبھی کتا نہیں کہوں گا۔"

وہ عجیب سے لب و لہجے میں بولے تو میکس کے بڑھتے قدم وہی تھمے۔اگلے ہی سیکنڈ وہ واپس فارس کی جانب آیا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"تمہاری حرکات میں دیکھ رہا ہوں فارس اور وہ بھی بہت غور سے۔"

وہ کٹیلے لہجے میں بولتے ایک غصیلی نگاہ اس پہ ڈالتے اپنی پلیٹ پہ جھک گئے۔

"تو مت دیکھیں نا ڈیڈ میں نے کونسا آپ کی منت سماجت کی ہے کہ آپ مجھے دیکھیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کانٹے میں لگی سٹرابیری حلق میں اتارتے کوفت سے گویا ہوا۔اس کی بات پہ آفتاب کو زبردست قسم کا اچھو لگا تھا۔فارس نے سرعت سے مسکراہٹ چھپائی۔

"خیر تم نے اس لڑکی کے بابت کیا سوچا ہے۔"

وہ گلہ کھنکھارتے ہوئے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔فارس نے بھنویں سکیڑیں۔

"کیا مطلب اس کے بارے میں سوچنا بھی تھا۔"

جواباً وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولتے ان کا بی پی سچ میں ہائی کرواگیا۔

"تو اور تمہیں اس کی تصویر کس لیے دکھائی تھی۔"

وہ میز پہ ہاتھ مارتے اشتعال آمیز لہجے میں بولے۔اس لڑکے نے اپنی حرکتوں سے ان کی زندگی اجیرن کر دی تھی۔

"مجھے لگا کہ شاید آپ کا دوسری شادی کا ارادہ ہے۔"

وہ بھولپن سے بولا۔اس کی بات پہ کلثوم کے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی تبھی وہ ایک جست میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے جو اپنے بوڑھے باپ کی دوسری شادی کروانے پہ تل گئے ہو۔تمہارے لیے یہ اچھا" "موقع تھا تمہیں گنوانا نہیں چاہیے تھا۔

وہ دانت پیستے ہوئے تند لہجے میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہی تو بول رہا ہوں ماما کہ موقع اچھا ہے دستور بھی ہے بندہ حاضر ہے آپ کے شوہر کے روپ میں اپنی "

"سوکن لے آئے نا موقع ہاتھ سے جائے گا اور نا ہی لڑکی۔

وہ بائیں آنکھ دباتے مسخرے پن سے بولا۔

"ہنہہ تمہارے اس بوڑھے باپ کو لڑکی کون دے گا اب۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں ہنستے ہوئے بولی۔فارس نے صدماتی کیفیت میں آفتاب کی جانب دیکھا جن کا چہرہ احساسِ توہین سے سرخ پڑ رہا تھا۔اس کا جی چاہا قہقہہ لگا کر ہنسے مگر ضبط کر گیا۔

" ڈیڈ بوڑھے اور وہ بھی آپ۔ڈیٹس ناٹ فیئر اٹس ریئلی ہرٹنگ "

وہ اپنی نادیدہ آنسو چھپاتے ہوئے بولتے ان کو مزید سلگا کر راکھ کر گیا۔

"ایک منٹ یہ تم بوڑھا کسے بول رہی ہو۔"

اب کی بار وہ طیش کے عالم میں کلثوم پہ برس پڑے۔

"یہاں پہ بوڑھا کون ہے آپ نا تو آپ کو ہی بولوں گی اس میں اتنا حیران ہونے والی کونسی بات ہے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے ایک ادا سے بولی۔آفتاب نے غصے سے مٹھیاں بھینچی جبکہ ان دونوں کی توپوں کی رخ ایک دوسرے کی جانب دیکھ فارس دلکشی سے مسکراتے میکس کو لے کر گھر کے داخلی دروازے کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اس کا کام تو اب مکمل ہو چکا تھا۔وہ ان دونوں کو ایک دوسرے میں الجھانے میں پوری طرح کامیاب ہو چکا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

چل میکس ہمارا کام تو ہوا اب یہ جو شیخ چلی کی طرح خواب بن رہے تھے نا میرے ماں باپ آج ایک " دوسرے کے بال اکھاڑنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔شاید وہ مجھے سمجھنے میں کوتاہی کر گئے کیونکہ فارس کسی کی سمجھ میں آسانی سے آجائے یہ تو پھر ناممکنات میں سے ایک ہے۔اسے سمجھنے کیلیے اس کے جیسا ہونا ضروری ہے باس۔"

وہ فلک شگاف قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے بولا جس میں میکس نے بھی اس کا بھرپور طریقے سے ساتھ دیا تھا۔

"یہ تم کہاں جانے کی تیاری کر رہی ہو۔"

وہ جو نک سک سی تیار فیس پاؤڈر سے اپنے چہرے کو آخری ٹچ دے رہی تھی اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی جہاں اس کی چھوٹی بہن اس کی تیاری کو مشکوک نگاہوں سے گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"حیدر وغیرہ آرہے ہیں مجھے پک کرنے کھانا کھانے جا رہے ہیں ہم۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں گویا ہوئی۔عائشہ نے تنقیدی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا جو ہمیشہ کی طرح پینٹ شرٹ میں ملبوس تھی۔سفید رنگ کی شرٹ ساتھ نیلے رنگ کی جینز پہنے جو گھٹنوں سے ہلکی ہلکی پھٹی ہوئی تھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

بالوں کو سٹریٹ کر کے پشت پہ کھلا چھوڑا ہوا تھا۔وہ اس کی تیاری دیکھ سر جھٹک کر رہ گئی۔مریم نے گنگناتے ہوئے اپنے عکس کو تفصیل سے آئینے میں دیکھا۔

"تم کیوں اتنا سڑ رہی ہو بہن۔"

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولتی موبائل پکڑتے سیلفیاں لینے لگی جو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

"سڑ نہیں رہی باجی مگر تم جانتی ہو کہ بھائی گھر ہی ہے وہ تمہیں اس طرح کبھی باہر نہیں نکلنے دے گا۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔وہ بھی عموماً ایسی ہی ڈریسنگ کرتی تھی مگر حمزہ کے ہوتے ہوئے وہ ایسے کاموں سے گریز برتتی تھی کیونکہ انہیں اس طرح کے لباس مین دیکھتے اس کی غیرت جوش مارتی تھی۔

جب ماما اسے بولنے لائق نہیں چھوڑتی تو تمہیں کیا مسئلہ ہے چھوٹی ہو تو چھوٹی ہی رہو زیادہ میری امی بننے کی "ضرورت نہیں ہے۔

وہ ذہر خند لہجے میں بولتی جو گرز باندھتی کمرے سے باہر نکل گئی جہاں اس کا سب سے پہلے سامنا حمزہ سے ہی ہوا تھا جو عجیب سی نگاہوں سے اس کی تیاری کا جائزہ لے رہا تھا۔وہ ناگواری سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے سر جھٹک کر رہ گئی۔

"کہاں جا رہی ہو تم۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔لہجے میں ایک تنبیہہ تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اور تم کون ہوتے ہو مجھ سے یہ سوال پوچھنے والے۔یا تمہیں یہ خوش فہمی لاحق کیوں ہوئی کہ میں تمہیں "

"جواب دہ ہوں۔

وہ ہٹیلے لہجے میں بولی۔اشتعال سے اس کی کنپٹی کی رگیں ابھر کر واضح ہونے لگی۔

مجھے جواب دو کہ کہاں جا رہی ہو تم اس وقت۔وقت دیکھا ہے رات کے آٹھ بج رہے ہیں اور تم یوں منہ اٹھا"

"کر باہر جا رہی ہو سونے پہ سہاگہ لباس دیکھو۔

بولتے بولتے اس کی آواز تیز ہو گئی جسے سن کر رومانہ بھی اپنے کمرے سے باہر نکل آئی۔

"کیا ہو گیا ہے کیوں چلا رہے ہو تم سب جاہلوں کی طرح۔"

وہ ناگواری سے گویا ہوئی مگر مریم کو دیکھتے ان کی آنکھیں بھی کھلی کی کھلی رہ گئی تھی مگر فلحال انہوں نے حمزہ کی موجودگی میں کچھ بھی بولنا بہتر نا سمجھا۔

"اس سے پوچھیں کہ یہ کہاں جا رہی ہے۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ماما۔"

وہ شدید غصے کے عالم میں پھنکار رہا تھا مگر مریم کو اس سے کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہو رہا تھا۔وہ کبھی موبائل کو دیکھتی تو کبھی اپنے بالوں کو سنوارتی۔

حمزہ تم کمرے میں جاؤ میں پوچھتی ہوں اس سے۔

وہ اسے ٹھنڈا کرنے کے جتن کرنے لگی مگر وہ تھا کہ آج اپنے موقف پہ ڈٹ کر کھڑا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں جاؤں گا میں یہاں سے کیا سمجھ لیا پاپا کے جانے کے بعد کہ اس گھر کی غیرت مر گئی ہے کوئی بولنے والا نہیں ہے مرد کیا سب مر گیے ہیں۔ میں ابھی زندہ ہوں اور یقین کرو کہ غیرت کے نام پہ میں اسے مارنے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔"

وہ تلخ لہجے میں بولتے ان سب کا چہرہ دھواں دھواں کر گیا۔ مریم نے گھبرا کر رومانہ کی جانب دیکھا جن کی پیشانی پہ شکنیں واضح تھی۔

"اپنی بکواس بند رکھو اور جاؤ یہاں سے ابھی میری بیٹیوں کی ماں زندہ ہے ان کے سر پہ تمہیں ان کے سروں پہ مسلط ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ جو بھی کرتی ہیں مجھ سے پوچھ کر کرتی ہیں اور ویسے بھی وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ڈنر کرنے جا رہی ہے تو اس میں مضائقہ کیا ہے۔ آئندہ اس لہجے میں مخاطب مت ہونا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

وہ اپنے لہجے میں کرختگی سموئے کاٹ دار لب و لہجے میں بولی۔ حمزہ ان کے بگڑے تیور دیکھ تلخی سے ہنسا۔

"جی جی سب کچھ سمجھ گیا ماما میں۔ یہ جو آپ انہیں کھلی چھوٹ دے رہی ہیں نا دعا کیجیے گا کہ یہ کہی آپ کے گلے کا پھندہ ہی نا بن جائے۔"

وہ تنفر بھری نگاہ مریم پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی اس نے ایک پر سکون سانس خارج کرتے رومانہ کی جانب دیکھا جو شکایتی نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"یہ لو ڈوپٹہ۔ اوڑھ لو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عائشہ اس کی جانب ڈوپٹہ پھیلاتے ہوئے بولی تو رومانہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب ڈوپٹہ کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے ساتھ ڈوپٹہ لینے کی یہ ایسے ہی خوبصورت لگ رہا ہے۔ایسے لباس کے ساتھ کون ڈوپٹہ اوڑھتا ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے مریم کی شرٹ درست کرنے لگی۔عائشہ نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"اب بتاؤ کہاں جا رہی ہو۔"

وہ مدھم لہجے میں بولی۔

"ماما کہاں جا سکتی ہوں دوستوں کے ساتھ جا رہی ہو کالج کے۔حیدر کی برتھڈے تھی تو ڈنر اس کی جانب سے ہے۔اگر لوٹنے میں دیری ہو جائے تو پریشان ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے میں لوٹ آؤں گی۔"

وہ موبائل پہ آنے والے میسج کو پڑھتی مصروف سے لہجے میں گویا ہوئی۔

"دیر سے آنے کی بات مت کرو حمزہ پہلے ہی چڑا ہوا ہے مزید اسے غصہ کرنے کا موقع مت دینا۔"

انہوں نے اپنی طرف سے اسے ڈراوا دینا چاہا۔اس دوران عائشہ خاموشی سے ڈرائے فروٹ کھانے میں مصروف تھی گاہے بگاہے نگاہیں اس کی جانب بھی اٹھ رہی تھی۔

"میں پوری کوشش کروں گی مگر اگر دیری ہو گئی تو اسے سنبھال لیجیے گا ویسے بھی آپ اچھے سے جانتی ہیں کہ اسے اوقات میں کیسے رکھنا ہے جو ہم پہ چڑھائی شروع کر دیتا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نفرت بھرے لہجے میں بولی۔اسے کبھی بھی حمزہ کا یوں اپنے معاملات میں دخل اندازی کرنا قطعی پسند نہیں رہا تھا مگر وہ بلاوجہ بحث کرتا تھا کبھی اس کے جانے پہ تو کبھی اس کے لباس پہ تنقید۔کچھ ہی دیر میں وہ گروپ میں مسیج موصول ہوتے ہی وہ انہیں الوداع کہتے باہر کی جانب بڑھی جہاں اس کے چار دوست گاڑی میں موجود تھے جن میں تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔وہ گاڑی میں پہنچتے ان کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتی گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے خاموشی سے بیٹھ گئی۔اگلے دو منٹ میں گاڑی فراٹے بھرتی گھر کی حدود سے نکلتی چلی گئی۔اس کے برعکس اوپر بالکونی میں کھڑے حمزہ کے وجود میں اشتعال کی لہریں کوندرہی تھی۔اس نے کبھی بھی یوں بے وجہ ان سب کو کہی انے جانے سے منع نہیں کیا تھا نا ہی بلاوجہ روک ٹوک کی تھی کیونکہ اسے یہ سب بلکل پسند نہیں تھا۔اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ پاپا کے ہوتے انہیں ایک لپ سٹک تک لگانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی مگر اب ان کے جانے کے بعد سب کچھ بدل گیا تھا ان کا لباس حلیہ۔کیا کسی کے جانے کے بعد کیا ان کی ہدایات بھی بھول جاتی ہیں۔کیا سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔وہ فقط سوچ کر رہ گیا۔تھا تو وہ بھی ایک مرد تھا جس کو رات کے اس پہر اپنی بہن کو یوں باہر جانا کسی طور پہ گوارا نہیں تھا مگر جب اس کی ماں ہی اسے کسی کھاتے میں نہیں لاتی تھی تو اس کے بعد تو پھر کسی قسم کا جواز باقی نہیں بچتا تھا۔وہ آسمان پہ چمکتے تاروں کو دیکھتے ایک تھکی تھکی سی سانس خارج کر گیا۔دل میں اس قدر سوالات تھے مگر جواب ایک بھی نہیں تھا۔

"یہ ابا اب تک گھر کیوں نہیں لوٹے تمہارے۔عفیفہ ذرا فون تو ملا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ٹی وی پہ ڈرامہ دیکھنے میں مصروف عفیفہ کو آواز لگاتے ہوئے بولی تو اس نے ٹی وی سے نگاہیں ہٹاتے ان کی جانب دیکھا جو دستر خوان لگاتے اس پہ کھانا رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑبڑا بھی رہی تھی۔

اچھا اماں کر تو لیتی ہوں مگر مجھ سے لکھوا لیں آپ یہ ضرور اس یاسر نے جا کر ابا کے کان بھرے ہونگے تبھی ہمارے بھولے ابا اس کی بات کا یقین کرتے باہر بیٹھے یہی سوچ رہے ہونگے کہ گھر جا کر بات کا آغاز کیسے کروں۔"

وہ ڈرامائی انداز میں بولتے فون ملانے لگی دوسری جانب بیل تو جا رہی تھی مگر فون کوئی نہیں اٹھا رہا تھا۔وہ تھک ہار کر موبائل صوفے پہ رکھتے ان کی مدد کروانے لگی۔

" کبھی تو کچھ اچھا منہ سے نکال لیا کر عفیفہ۔"

وہ اسے جھاڑ پلاتے ہوئے بولی جو ابا اس نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے گہرا سانس بھرا۔

"اچھا برا کیا ہوتا ہے اماں سچ سچ ہوتا ہے اور ہمیشہ کڑوا بھی ہوتا ہے۔"

اماں اس کی شانِ بے نیازی پہ عش عش کر اٹھی مگر اسے ایک زبردست گھوری سے نوازنا نا بھولی۔

تجھے ڈر نہیں لگتا کہ اگر کبھی کوئی باہر کا مرد تیرے باپ کو تم لڑکیوں کے بارے میں کچھ غلط باتیں کہہ دے "تو پھر کیا ہوگا۔"

وہ شاید اس کے جواب کی منتظر تھی۔اس کی بات پہ عفیفہ نے مسکرا کر ماں کی معصومیت کو دیکھا۔

اماں جب کوئی غلطی گناہ نہیں کیا تو پھر ڈرنا کس بات کا ڈرے وہ جو ظاہری طور پہ نیک پروین اور اندر سے "

"گناہوں سے لدا ہوا ہو۔ ابا کو منانا مجھے بخوبی آتا ہے پریشان مت ہو میری بھولی ماں۔

وہ ان کے دونوں گال کھینچتے پچکارنے والے انداز میں بولی تو انہوں نے ہنس کر منال نوال کی جانب دیکھا جو

ابھی بھی کوئی کام کر رہی تھی۔

"یہ صبح سے پڑھ ہی رہی ہیں کب جان چھوڑو گی ان کی۔"

وہ ان دونوں کی جانب اشارہ کرتے عفیفہ کو دیکھ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔

ریاضی ہے اماں ریاضی۔ اور دوسرا انگریزی دونوں کو پڑھائی کے لگایا ہوا ہے بورڈ کے امتحانات سر پہ کھڑے "

"ہیں اور یہ ڈھیلی مجوں کی طرح آرام فرما ہیں۔

وہ ہاٹ پاٹ دستر خوان پہ رکھتے گہرا سانس بھرتے ہوئے گویا ہوئی۔ انہوں نے کوفت سے آنکھیں گھماتے

اپنے دکھتے سر پہ کپڑا کس کر باندھا اور صوفے پہ بیٹھ گئی۔ عفیفہ ان کے پاؤں کو اپنی گود میں رکھتے ہولے

ہولے سے دبانے لگی۔

"نا کر میری جان۔ میں ٹھیک ہو۔"

وہ چاہت بھرے لہجے میں بولی۔

خدمت کرنے دیں اماں مجھے اپنی کیا معلوم اسی وقت آپ کے دل سے میرے لیے نکلی کوئی دعا سچ "

"ہو جائے۔

NovelsLounge.com

وہ آنکھیں میچ کر محبت سے بولی۔لہجے میں ایک کھنک سی تھی۔

"والدین کی دعاؤں میں سب سے اول اولاد ہی ہوتی ہے بچے چاہے وہ پھر جیسی بھی ہو۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی اسی دوران ڈور بیل کی آواز پہ وہ سرعت سے سیدھی ہوئی۔

"میں دیکھتی ہوں۔"

عفیفہ سر پہ ڈوپٹہ درست کرتے دروازے کی جانب بڑھ گئی دروازہ کھولتے ساتھ ہی نعیم گھر کے اندر داخل ہوا تو حالت کچھ کھوئی کھوئی سی تھی۔اسے اپنے شک پہ یقین کی مہر ثبت ہوتی محسوس ہوئی۔کچھ ہی دیر میں وہ منہ ہاتھ دھوتے دستر خوان پہ آچکے تھے۔کھانا خاموش ماحول میں کھایا گیا۔نعیم کے چہرے سے اضطراب صاف واضح تھا۔تقریباً بیس منٹ بعد کھانے سے فراغت حاصل کرتے ہی برتن سمیٹتے کچن میں پہنچائے۔عفیفہ نے چولہے پہ چائے چڑھاتے خود سینک پہ رکھے برتنوں کو دھویا اور اگلے پندرہ منٹ میں چائے کی ٹرے لیتے باہر لاؤنج میں ائی جہاں نعیم ٹی وی پہ پوری دلجمعی سے خبریں دیکھنے میں مصروف تھے۔صفیہ ان کے نزدیک ہی براجمان تھی۔سب کو چائے دیتے سب سے آخر میں اس نے نعیم کی جانب چائے بڑھائی تو انہوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور خاموشی سے کپ تھام لیا۔وہ بھی اپنا کپ لیتے ان کے نزدیک ہی براجمان ہوگئی۔

"عفیفہ مجھے تجھ سے ایک بات پوچھنی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

معاً لاؤنج کی خاموش فضا میں نعیم کی بھاری آواز گونجی تو اس نے گہرا سانس بھرتے خود کو ان کی بات کے جوابات کیلیے تیار کیا تھا کیونکہ نعیم کو اس کے یونی فیلوز کے بابت زیادہ علم نہیں تھا تبھی وہ کچھ جھجک رہی تھی۔

"ابا میری دوست ہے پریسہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مجھے چھوڑنے آئی تھی یہاں گھر کیونکہ آج بسوں کی سٹرائیک تھی۔"

وہ چائے کی چھوٹی چھوٹی چسکیاں بھرتے ہوئے سادہ سے لہجے میں بولی۔صفیہ نے کوفت سے دانت کچکچائے بھلا کیا ضرورت تھی خود کچھ بتانے کی البتہ منال نوال اس کی ہمت کی داد دے اٹھی۔

"تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں اس بابت بات کرنے والا ہوں۔"

وہ خواہ مخواہ شرمندہ ہوتے پہلو بدلتے ہوئے بولے۔عفیفہ ان کی بات پہ جی جان سے مسکرائی تھی۔

"ابا آپکی شکل دیکھ کر ہی پتہ چل رہا ہے کہ کوئی اپنا کام مہارت سے کرکے جا چکا ہے اور آپ کا آپ کی بیٹی کے اوپر سے اعتماد ڈگمگا چکا ہے۔"

وہ اذیت سے مسکرا کر سر جھٹک گئی۔اگلے ہی لمحے وہاں کا ماحول سوگوار ہو گیا تھا۔نعیم نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بچہ تو دیکھ اب میں پہلے ہی دکان کی وجہ سے پریشان ہوں کہ گھر کا خرچہ چلانا مشکل ہوتا جا رہا ہے سونے پہ سہاگہ یاسر نے آکر بات کر دی ایسی شاید اسے بھی غلط فہمی ہو گئی ہو گی ورنہ اتنا پیارا بچہ غلط بات کیوں کرے گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ خود کو اور وہاں موجود سب نفوس کو تسلی دیتے نرمی سے گویا ہوئے۔ عفیفہ نے طیش کے عالم میں جبڑے بھینچ لیے مطلب ابھی بھی وہ اچھا بچہ تھا۔

"ابا اتنا بیبا بچہ وہ رہ ہی نا جائے کونسی پٹیاں بندھی ہوئی ہیں آپ کے اور اماں کی آنکھوں میں افف میں بھی کسے سمجھا رہی ہوں خیر جب میں ان کی گاڑی سے اتر رہی تھی تو وہ نواب صاحب اپنے بڑے بڑے بٹنوں سے مجھے ہی گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے مزید عرض کروں تو اندر بھی آئے تھے اپنے شک کی تصدیق کرنے اور میرے کردار پہ بات کرنے مگر جوں ہی اماں نے ان کو پہچان لیا تو ساتھ ہی بھیگی بلی بن کر وہ موقع سے فرار ہوتے آپ کے پاس پہنچ گیا کہ کیسے میرے کردار پہ انگلی اٹھانے تا کہ آپ کو جو اپنی بیٹیوں پہ اندھا یقین ہے وہ کسی بھی طرح ٹوٹ کر بکھر جائے۔"

وہ غصے سے بولنے پہ آئی تو بولتی چلی آئی۔ بھوری کانچ سی آنکھیں سرخی لیے ہوئی تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی طرح وہ سامنے آئے اور اسے وہ سالم نگل جائے۔

"اچھا چل بس کر ابا سے کیسے مخاطب ہے تو اب۔"

صفیہ نے نعیم کا جھکا چہرہ دیکھ اسے شرم دلانی چاہی تو وہ ضبط سے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر رہ گئی۔

"تو نا کچھ بول صفیہ یہ میرے اور میری بیٹی کی بات ہے سہی بول رہی ہے وہ اگر میں انہیں لے کر کچھ غلط کہہ دیتا تو پوری زندگی خود کو معاف نا کر پاتا ایک یہی تو ہے جو اگلے کا منہ بند کروا دیتی ہے ایسے جواز پیش کر کے جو سو فیصد درست ہوتے ہیں۔ادھر آ جا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سختی سے صفیہ کو تلقین کرتے مسکرا کر عفیفہ سے مخاطب ہوئے تو وہ بھی خاموشی سے ان کے شانے سے آلگی۔

"تیری ہر بات بجا ہے مگر یاسر کیلیے برامت سوچ وہ بس تم سب کیلیے پریشان رہتا ہے میرے بعد ایک اسے ہی اس گھر کی فکر کھائی جاتی ہے۔"

وہ نرمی سے اسے قائل کرنے والے انداز میں بولے تو عفیفہ کے اندر غصے کا ایک ابال اٹھا مگر آنکھیں میچتے خود پہ ضبط کے کڑے پہرے بنائے بیٹھی رہی کیونکہ فلحال کچھ بھی بولنا بیکار تھا۔وہ اچھے سے سمجھ گئی تھی کہ اس کا باپ اس کمینے یاسر کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتا تبھی بمشکل مسکرا کر ان کی جانب دیکھا اور چائے کے برتن سمیٹتی کچن کی جانب چل دی۔منال اور نوال نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔

"آپی ابا کو دیکھیں ذرا کیسے اس کی طرفداری کر رہے تھے۔"

منال منہ بسور کر بولتی پلیٹ میں رکھے بسکٹ کھانے لگی۔عفیفہ نے برتن دھوتے ایک نظر باہر نعیم کو دیکھا جس کے چہرے پہ کچھ دیر قبل اضطراب تھا اب وہاں سکون چھلک رہا تھا۔وہ بھی پر سکون ہوتے ہلکی پھلکی ہو گئی۔

"کچھ مت دیکھو تم دونوں بس یہ دیکھو کہ ہمارے ابا ہم پہ کس قدر بھروسہ رکھتے ہیں بیٹیوں کیلیے یہی بہت اعزاز کی بات ہوتی ہے اگر انہیں اس یاسر کی بات سے الجھنا ہوتا تو وہ باہر سے گھر آتے ہم پہ غصہ کرتے ہمارا سکول جامعہ جانا بند کر دیتے انہوں نے نہیں کیا نا ایسا۔بس وہ پریشان ہے ہمیں ان کی پریشانیوں میں مزید

All Rights Reserved By Novels Lounge

اضافہ نہیں کرنا بلکہ کم کرنا ہے۔ خیر میں بس دو منٹ میں کچن سمیٹ کر آرہی ہوں پھر تم دونوں کو کام میں

"نے دیا تھا وہ کروانا ہے میں نے۔

وہ سادہ سے لہجے میں بولتی اخر میں تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوئی تو وہ دونوں وہاں سے ایسے غائب ہوئی جیسے

گدھے کے سر سے سینگ۔

"آپی پری آپی کا میسج ہے آپ کیلیے۔"

منال کی آواز پہ اس نے سرعت سے ٹاول سے ہاتھ صاف کیے اور کچن کی بتی بجھاتے اپنے کمرے کی جانب

بڑھ گئی۔ بیڈ پہ بیٹھتے ہی موبائل جوں ہی اٹھایا بڈیز گروپ میں میسجز کی بوچھار دیکھ وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

"ان صدا کے ویلو نکموں کو بھی کوئی کام نہیں ہے۔"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی اور ایک میسج لکھتے سینڈ کرتے ہی ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئی۔ منال کو اس نے

ریاضی کے کچھ سوالات لکھ کر دیے اور نوال سے انگلش کے سوالات سننے لگی جو کہ بار بار درمیان میں ہی اڑتی

جارہی تھی۔

"نوال اب ایک بار پھر تم نے کوئی غلطی کی نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

وہ اس کے بازو پہ تھپڑ مارتے ہوئے غصے سے بولی تو اس نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ منال تو

کھسک کر اس کی پہنچ سے ہی دور ہوگئی۔

"چپ کر کے واپس آجاؤ اپنی جگہ پہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے تنبیہی نگاہوں سے منال کی جانب دیکھا تو وہ سہمی نگاہوں سے اسے دیکھتے کھسک کر واپس اپنی جگہ پہ ہوئی اور خاموشی سے سوالات حل کرنے لگی۔ اسے ایک نظر دیکھ عفیفہ نے کتاب واپس نوال کو تھمائی۔ وہ دونوں جانتی تھی کہ جس قدر وہ نرم دل ہے پڑھائی کے معاملے میں اتنی ہی سخت تھی وہ تبھی ان دونوں کی اس کے آگے کچھ بھی بولنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

تم دونوں کے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے گیارہ بج رہے ہیں پھر میں نے بھی سونا ہے صبح ویسے بھی آنکھ نہیں "کھلتی میری۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے باور کرانے والے لہجے میں بولتی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے خود موبائل پہ مصروف ہوگئی۔ اب اس کی توجہ کا مرکز بڈیز گروپ تھا جہاں تمام آتمائیں اب تک جاگ رہی تھی۔ وہ بھی مسکرا کر انہی میں شامل ہوگئی۔

اگلے دن بھی جامعہ بھی معمول سے زیادہ چہل پہل تھی کیونکہ ساتویں سمسٹر کے امتحانات شروع ہونے والے تھے اسی بدولت سب اسی تیاریوں میں مصروف تھے۔

"اُفف یا خدایا اس ہال کے باہر سے گزرتے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

پریسہ ہال کے باہر سے گزرتی عفیفہ کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولتی جھرجھری لے اٹھی۔ عفیفہ نے ایک نظر کمرے کے اندر دوڑائی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"فاصلہ تو چیک کرو ذرا کرسیوں کے درمیان ہماری دفعہ تو لگتا ہے سارا بدلہ ہم سے نکال لیتے ہیں۔"

وہ رعونت ذدہ لہجے میں گویا ہوئی۔انہی باتوں کے دوران وہ سب کلاس میں پہنچ چکے تھے۔اپنی مطلوبہ جگہ پہ پہنچتے ہی ان دونوں نے سب سے مل کر جگہ سنبھالی تو پریسہ نے ایک نظر کانوں میں ہینڈ فری لگائے بیٹھے فارس کی جانب دیکھا جس نے آنکھیں موندی ہوئی تھی۔وہ انگلیاں چٹخا کر سوچنے لگی کہ اس سے کل والی بات کی معافی کیسے مانگے۔

"بیٹھ جا پری اب کیا کھڑی رہنے کا ارادہ ہے۔"

عناب اسے کھینچ کر بٹھاتے ہوئے بولی تو اس نے نفی میں سر ہلاتے خاموشی سے جگہ سنبھال لی مگر ابھی بھی گاہے بگاہے نگاہیں اس جانب ہی اٹھ رہی تھی جہاں وہ تینوں ایک دوسرے میں جھکے ناجانے کیا راز و نیاز کرنے میں مصروف تھے۔

"تم سب کیا پڑھ رہے ہو اتنے زور و شور سے۔"

بریزہ نے اپنے سے آگے والی کرسی پہ جھکتے لڑکی کو مخاطب کیا تو اس نے نوٹس سے نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب یوں دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کرلی ہو۔

سر نعمان کا کوئز ہے کل انہوں نے سختی سے تاکید کی ہے کہ سب تیار کریں ورنہ وہ سیشنل مارکس بلکل "نہیں دیں گے۔سب کی حالت تو کل سے یوں ہی پتلی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات پہ سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔سر نعمان کا کوئزان سب نے بے یقینی کی کیفیت میں ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

افف یاخدایا۔شکر ہے کل ہے آج کے دن کوئی ناکوئی جگاڑ بٹھالیں گے سوچو اگر آج ہوتا تو سر ایک ایک "کر کے ہمارے پیپر پہ فیل لکھتے۔"

عناب کھوئی کھوئی کیفیت میں بولتے سرعت سے اپنے نوٹس کھولنے لگی کیونکہ کچھ ہی دیر میں ان کا ہی لیکچر تھا۔پریسہ ایکدم کچھ سوچتے اپنی جگہ سے اٹھی اور فارس کی جانب چل دی۔ہادی نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے فارس کے کان میں کچھ کہا تو وہ خاموشی اختیار کرتے اپنی کتاب پہ جھک گیا۔

"فارس۔"

پریسہ نے مدھم لہجے میں اسے مخاطب کیا تو اس نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

"ہمم کیا ہوا۔"

سنجیدگی سے مختصر جواب دیتے وہ پریسہ کے دل کو مزید بے چین کر گیا۔وہ بے چینی سے انگلیاں چٹخانے لگی۔

"تم مجھ سے ناراض ہو کیا کل کی بات پہ۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تو فارس نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔چہرے پہ ازلی سنجیدگی رقم تھی جو پریسہ کو بے تحاشہ کھٹک رہی تھی وہ بھلا کب اس کا سنجیدہ انداز دیکھنے کا عادی تھے۔ہادی اور ارتضٰی نے اس کے سنجیدہ انداز پہ مسکراہٹ دبائی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پری ان جاہلوں کی باتوں میں نا آنا یہ ابھی تمہارے ساتھ لازماً کچھ کرے گا۔ میرا تو اس پر سے اعتبار ہی اٹھ گیا" ہے۔"

بریزہ پریسہ کے کندھے پہ بازو پھیلاتی اسے باور کرانے والے انداز میں بولی تو فارس نے دانت کچکچا کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"تم تو چپ کرو فٹ بال۔"

ہادی نے اس کے صحت مند ہونے پہ چوٹ کی تو وہ ہمیشہ کی طرح بلبلا اٹھی۔

اپنی بکواس بندر کھو فٹ بال ہو گی تمہاری گرل فرینڈ تمہاری ہونے والی بیوی تمہاری بیٹی آئندہ مجھے فٹ بال" مت کہنا ورنہ میں تمہیں ٹینس بال بنا کر ہوا میں اچھال دوں گی۔"

وہ اشتعال کے عالم میں اس پہ چڑھائی کرتے ہوئے بولی تو وہ سب اس کے اس قدر شدید ردِ عمل پہ بوکھلا گئے۔ پریسہ نے بے ساختہ اس کا بازو تھامتے تسلی دی جس کا تنفس بری طرح بکھرا ہوا تھا۔

میں نے پہلے صرف سنا تھا مگر آج دیکھ بھی لیا۔"

ہادی بری دقت سے بڑبڑایا اور اپنا ہاتھ سینے پہ رکھا۔

"کیا دیکھا تو نے۔

ارتضیٰ اسے ٹہوکا مارتے ہوئے متجسس سا بولا۔

کہ انسان کو سچی بات کسی تیلی کی طرح لگتی ہے۔

کھوئی کھوئی کیفیت میں بولتے ساتھ ہی بیک وقت ان تینوں کا قہقہہ پوری کلاس میں گونجا۔پوری کلاس ان کی جانب متوجہ ہو چکی تھی جبکہ بریزہ اپنی اس قدر بے عزتی پہ کھول کر رہ گئی۔

"تم لوگ تو اپنی بکواس بندر کھو میں یہاں بات کرنے آئی تھی کچھ مجھے نظرانداز کردیا اور خود اپنی فضولیات شروع کرلی ہیں۔"

پریسہ اچھا خاصہ غصہ ہوتے ہوئے بولی۔عفیفہ نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جواب بہت جلد اپنی معافی پہ بھی شرمندہ ہونے والی تھی۔

"فارس تم نے سیدھے منہ بات کرنی ہے یا نہیں۔زیادہ بھاؤ کھانے کی ضرورت نہیں ہے میرے ساتھ۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی اب وہ اس کی منت ساجت کرنے سے تو رہی۔

"سیدھے منہ ہی بات کر رہا ہوں دیکھو الٹا تو نہیں ہے بلکل سیدھا ہے میرا منہ۔"

وہ اپنا چہرہ دائیں بائیں گھماتا ہوا بولا تو پریسہ کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

"کل کیلیے معذرت جو میں زیادہ برابرتاؤ کر گئی جو مجھے اس وقت نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

وہ سادہ سے لہجے میں بولی۔فارس نے مصنوعی کان صاف کرنے اس کی جانب ناسمجھی سے دیکھا۔

"کیا بولا تم نے کچھ سمجھ نہیں آئی۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا۔اس کی حرکت پہ پوری کلاس ہنسنے لگی جبکہ پریسہ کا حال ایسا تھا کہ کوئی چیز ملے اور وہ اس کا سر پہلی فرصت میں پھاڑ دے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ایم سوری کل کیلیے۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھکتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔فارس نے ایکدم دلکشی سے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہادی ارتضیٰ تم دونوں نے سنا یہ مان گئی۔ہے نا پتیسہ تم مان گئی نا۔"

وہ ان دونوں کو بھی اپنی گفتگو میں شامل کرتے شانِ بے نیازی سے گویا ہوا۔ان دونوں نے بھرپور طریقے سے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا مان گئی میں۔"

وہ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے بولی۔

"کہ تم کڈو ہو۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے اسے سلگا کر راکھ کر گیا۔وہ غلطی نا ہونے کے باوجود معافی مانگ رہی تھی اور اسے اپنی گھٹیا حرکتوں سے سکون نہیں تھا۔

تم دفعہ ہو جاؤ گندی نالے کے کیڑے ہو تم جس پہ جو مرضی دوائیاں استعمال کر لو وہ رہتا ڈھیٹ کا ڈھیٹ ہی ہے۔"

وہ اس کی کرسی پہ رکھی کتاب اٹھاتے اس کے شانے پہ مارتے ہوئے دھیمے لہجے میں غرائی۔فارس نے سینے پہ ہاتھ رکھتے سر کو ہولے سے خم کیا۔

نوازش مس پری سہ۔ ہم تو ہم ڈنکے کی چوٹ پہ تسلیم کرتے ہیں کہ جب سے پیدا ہوئے ہیں ڈھیٹ ہی پائے "
" گئے ہیں کبھی فرصت نکال کر آپ بھی تسلیم کریں نا کہ آپ چھوٹی رہ گئی ہیں۔

وہ بائیں آنکھ دباتے مسخرے پن سے گویا ہوا۔ پریسہ نے ایک نظر پوری کلاس کو دیکھا جو انہی کی جانب متوجہ تھی۔ وہ ایکدم سٹپٹا تے غصے سے پیچ وتاب کھاتے اس سے پہلے کہ اپنی جگہ کی جانب بڑھتی اندر آتی مریم کو دیکھتے ان سب نے بے ساختہ ایک دوسرے سے نگاہیں چرائی تھی جبکہ فارس کی نگاہیں اسے دیکھ کر سکڑ کر پھیلی۔ وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گیا۔

"ہیلو گائز۔"

وہ اپنے مخصوص انداز میں پوری کلاس کو دیکھتے ہاتھ ہلاتے ہوئے بولی تو سب نے اسی پر جوشی کے ساتھ اسے جواب بھی دیا۔

"آنکھیں کیوں اس قدر سوجھی ہوئی ہے تمہاری۔"

عناب اس کی آنکھوں کا معائنہ کرتے ہوئے بولی۔

ہاں وہ بس کل رات کو دوستوں کے ساتھ مونال گئی تھی ڈنر پہ تو رات کو دیر سے واپسی ہوئی بس اسی لیے نیند "
" نہیں پوری ہو سکی۔

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے گویا ہوئی۔ پریسہ اور عفیفہ نے خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا اور ایک نظر اس کے لباس کو دیکھا کو بلکل کندھوں سے ذرا نیچے تھا ساتھ جینز پہنے وہ کسی کی بھی توجہ کا مرکز ہو سکتی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"واؤیہ ڈریس نیا لیا کیا تم نے۔

بریزہ اس کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے بولی۔ مریم نے اس کی آنکھوں میں موجود جگنو دیکھ مخصوص انداز میں آنکھیں گھمائی۔اس کا مقصد کامیاب ہو رہا تھا مطلب۔دوسروں سے تعریف سن کر ہی تو اسے تسکین ملتی تھی۔

ہاں ویسے تو آج کچھ اور پہننے کا ارادہ تھا مگر ماما کے کہنے پہ یہ پہن لیا۔وہ کہتی ہے کہ شادی سے پہلے جو کرنا ہے" کرو جس طرح کی زندگی گزارنی ہے گزارو کیونکہ شادی کے بعد کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا۔ان کی "جانب سے کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولی تو پریسہ نے اپنا دھیان خاموشی سے سامنے رکھے نوٹس پہ جما لیا۔

"ویسے کچھ برا تو نہیں لگ رہا نا۔"

وہ ان سب سے تصدیق چاہتی تھی یا تعریف وہ سمجھ نا سکی۔

اگر برا لگ رہا ہوگا تو کیا کرو گی کچھ بھی نہیں اسی لیے خاموش رہو۔ویسے بھی ہم کچھ کہنے والے کون ہوتے" ہیں جب تمہاری ماما کی جانب سے تمہیں کھلی اجازت ہے۔جب گھر والے آپ کے عمل میں آپ کے ساتھ "ہو تو پھر باہر والوں کے منہ خود بخود سل جاتے ہیں۔

پریسہ نرمی سے بولتی بہت گہری بات کر گئی جس کا اس پہ تو کوئی خاطر خواہ اثر نا ہوا البتہ باقی سب نے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔اس دوران کلاس میں سر نعمان کی آمد سے وہ اب لیکچر کی جانب متوجہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہوئے۔وہ بورڈ پہ ناجانے کیا لکھنے میں مصروف تھے کہ اسی دوران فارس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔اس نے ترچھی نگاہوں سے ان پانچوں کی جانب دیکھا اور پر اسرار مسکراہٹ سمیت بیگ سے وہ چیز برآمد کی۔

"فارس ابھی نا کر یہ سر نعمان ہماری عزت کا جنازہ نکال دیں گے۔"

ہادی سختی سے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے بولا مگر اس نے پہلے کبھی کسی کی سنی تھی جو اب سنتا تبھی طہت احتیاط کے ساتھ وہ ربڑ کی چھپکلی مریم کی کرسی کے نیچے اچھالی تھی مگر وائے رے قسمت وہ سیدھا اس پہ کھلے رجسٹر کے اوپر جا گری۔فارس نے سرعت سے اپنا حلق تر کرتے نگاہوں کا زاویہ بورڈ کی جانب کیا مگر اگلے ہی پورا کمرہ مریم کی دلخراش چیخوں سے گونج اٹھا۔اب اس کا حال ایسا تھا کہ وہ پوری کلاس میں بھاگ رہی تھی جبکہ باقی سب حیرت کی زیادتی سے کھلی آنکھوں سمیت اسے گھور رہے تھے۔اس کے ساتھ بیٹھی عناب اور پریسہ کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

"مریم یہ کیا طریقہ ہے۔یہ کس قسم کی حرکت ہے۔"

وہ روسٹرم بجاتے ہوئے کرخت لہجے میں بولے تو مویم تیر کی مانند سیدھی ہوئی۔

"سس۔سر وہ میرے رجسٹر کے اوپر چھپکلی۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں گویا ہوئی۔سر نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا اور مضبوط قدم اٹھاتے اس تک پہنچے اور ایک نظر اس کے رجسٹر پہ رکھی ربڑ کی چھپکلی کو دیکھا تو ان سب کی حالت ایسی ہوگئی کہ کاٹو تو بدن میں لہو

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں۔فارس جانتا تھا کہ اب بات سیدھا اسی پہ آئے گی تبھی کھسک کھسک کر کلاس سے باہر نکلنے کی تگ و دو کرنے لگا۔

"گیٹ آؤٹ فرام مائی کلاس اور اگلے دو لیکچرز میں میری کلاس میں آنے کی آپ کو قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ ناگواری سے بولتے جوں ہی پلٹے فارس کو دروازے کی جانب جاتا دیکھ ان کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔

"فارس آپ کہاں جا رہے ہیں۔"

ان کی سخت آواز پہ فارس نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا اور ڈسٹر نے بورڈ صاف کرنے لگا۔

"سر وہ میں یہ صاف کرنے آیا ہوں اب میں ایک اچھے طالب علم ہونے کی حیثیت سے آپ سے بورڈ تو صاف کروانے سے رہا اور ویسے ہی آپ کا ہاتھ یہاں تک نا جانے پہنچے گا میرا مطلب ہے کہ ہاتھ تو آپ بہت اونچا مارتے ہیں میرا مطلب ہے کہ کچھ نہیں سر آپ نہیں سمجھیں گے۔"

وہ مسکینیت سے ہنستے ہوئے بولا۔مریم نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ ساری کارستانی اسی کی ہے جبھی سر نے اسے کلاس سے باہر جانے کو بولا ہے۔وہ اپنا بیگ کندھے پہ ڈالتے غصے سے تن فن کرتی کلاس سے باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی فارس نے ان چاروں کو دیکھتے بائیں آنکھ دبائی اور

All Rights Reserved By Novels Lounge

پوری شان سے کرسی پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا۔ان سب نے افسوس سے اس کی جانب دیکھا جو مریم کو کلاس سے نکلوا کر کس قدر پر سکون تھا مگر وجہ وہ سب ہی سمجھنے سے قاصر تھی۔

"تمہیں شرم نہیں آتی فارس۔ تمہیں اس کے ساتھ ایسا بلکل نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

پریسہ افسوس سے گویا ہوئی۔ایک تو وہ تھی بھی صدا کی رحم دل۔فارس کو اس وقت وہ قابلِ رحم محسوس ہوئی تھی۔

اوئے بُہتیسہ ہر کسی کو لے کر اچھا مت سوچا کرو کبھی کوئی انسان اچھا نہیں بھی ہوتا اور ہم اس سے بہت سے "امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے ہوئے بولا۔پریسہ نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا اور تم اتنی سنجیدہ باتیں کب سے کرنے لگے۔"

عفیفہ نے دوسری جانب سے اس کے ساتھ چلتے طنزیہ لب ولہجے میں استفسار کیا تو وہ اس کی بات پہ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارنے لگا۔

"ہم آل ان ون پیس ہے محترماؤ۔ کبھی پرکھنا چاہو تو ضرور پرکھنا۔ہر بار ایک نئے فارس سے متعارف ہو گی۔"

وہ ان دونوں کی جانب چاکلیٹ بڑھاتے ہوئے بولا جسے ان دونوں نے سرعت سے تھام بھی لیا تھا۔وہ تینوں اپنے دھیان میں آگے کی جانب بڑھ رہے تھے معاً کسی سے زوردار تصادم کی صورت میں پریسہ کے ہاتھ میں

All Rights Reserved By Novels Lounge

موجود کتابیں چھوٹتے زمین بوس ہوئی اور مقابل کے ہاتھ میں پہنی کوئی نوکیلی چیز اس کے ہاتھ پہ پھرتی چلی گئی۔جلن کی شدت سے اس کے لبوں سے ایک سسکی برآمد ہوئی۔ساتھ ہی کسی کے تیز کلون کی مہک نے اسے زبردستی اپنے حصار میں مقید کیا تھا۔ناجانے کس خیال کے تحت وہ غصے سے سرعت سے مڑی اور ایک نظر اس کے سنجیدہ چہرے پہ ڈالی

"ایم سوری"

"اندھے ہو کر چل رہے ہیں کیا آپ۔"

اس سے قبل کے شہرام خان اپنی بات مکمل کرتا وہ غصے سے جو منہ میں بول اٹھی مگر اگلے ہی لمحے مقابل کی صورت پہ چھائی کرختگی دیکھ اس کا رنگ ناجانے کیوں اگلے ہی لمحے سپید پڑا تھا۔وہ لہو چھلکاتی نگاہوں سے اسے یوں گھور رہا تھا جیسے ابھی سالم نگل جائے گا۔پریسہ کی سانس مدھم پڑی۔اس نے بے ساختہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری۔

"مائنڈ یور لینگویج۔"

اس کے سرد لہجے پہ پریسہ کے دل کو بے ساختہ دھکا سا لگا جبکہ وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔کیسا عجیب شخص تھا زخم بھی خود ہی دیا تھا اور آگے سے اسے ہی جھکنے کا بول رہا تھا۔کیا اسے اپنے کیے پہ کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔

"ایکسکیوز می آپ کی بدولت اس کے ہاتھ پہ زخم آیا ہے۔آپ کو معذرت کرنی چاہیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ نے نرمی سے بات سنبھالنی چاہی مگر پریسہ وہ تو یک ٹک ان کانچ سی آنکھوں میں نرمی کا شرمندگی کا عنصر تلاش کرنے کی تگ ودو میں تھی جہاں سے فقط ایک سرد سا تاثر ابھر رہا تھا جو کسی کو بھی سنسنا کر رکھ دینے کیلیے کافی تھا۔

اگر کوئی خود ہی زخموں سے بھرے رستے کا انتخاب کرے تو اس سے معذرت نہیں بلکہ اس پہ افسوس کیا جاتا "ہے محترمہ۔"

وہ اپنے مخصوص بھاری پٹھانوں والے جلالی لب ولہجے میں بولتے نا جانے کیوں پریسہ کو نظریں جھکانے پہ مجبور کر گیا۔ کیسی آگ تھی اس کی آنکھوں میں جو پریسہ کے وجود کو جلا کر راکھ کر گئی۔ وہ اپنا خشک ہوتا حلق تر کرتے عفیفہ کا ہاتھ سختی سے تھامتے بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ شہرام خان نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے بغور اس بھاگتی ہوئی لڑکی کی پشت کو تکا معاً اس کا گستاخانہ لہجہ یاد کرتے وہ نفرت سے سر جھٹک گیا۔اس کے جاتے ہی فارس جو سنجیدگی سے بغور اس کی جانب دیکھ رہا تھا شہرام کے بھنویں اچکانے پہ اپنی ٹھوڑی کھجانے لگا۔ شہرام جو اسے پہچان چکا تھا اس سے پہلے کہ وہاں سے جاتا فارس کی بات پہ جھٹکے سے مڑا۔

"ارے مڑا شہرام خان۔ کیسے ہو پٹھان اتنے عرصے بعد ملے ہو۔"

وہ ایکدم اسے پہچانتے اس کے گلے سے لگتا ہوا ہنستے ہوئے گویا ہوا تو نا چاہتے ہوئے بھی شہرام کے لبوں پہ تبسم بکھرا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں سوچ رہا تھا کہ تم مجھے نا پہچانتے مگر افسوس اب ایسے ہی گزارا کرنا پڑے گا مگر تم ابھی تک نہیں "
بدلے۔"

وہ تاسف سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا جہاں سے وہی شرارتی پن وہی لاابالی پن لاپرواہی چھلک رہی تھی جو
اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔

"جو بدل جائے وہ فارس شیخ نہیں ہم جیسے پیدا ہوئے ہیں ویسے ہی اس دنیا سے جائیں گے۔ "

وہ ایک ادا سے بولتے اس کے شانے پہ گرد بازو پھیلا گیا۔شہرام نے تعجب سے اس کی بے تکلفی خود کے ساتھ
محسوس کی تھی۔

اربے اتنا فارمل مت ہو اب۔جانتا ہوں دو تین سال بڑے ہو مگر جیسے صدام میرے لیے ہے ویسے ہی تم "
" بھی میرے لیے ہو اب میں تمہیں بھائی بولنے سے رہا۔

وہ خود ہی سوال اور خود ہی جواب دیتے دونوں میں بات بڑھانے کی کوششوں میں تھا۔

بلکل مجھے کوئی مسئلہ نہیں مگر ایسی بے تکلیفیاں جامعہ سے باہر اندر نہیں کیونکہ یہاں میں ایک طالب علم کی "
"حیثیت سے نہیں بلکہ آپکے پروفیسر کی حیثیت سے موجود ہوں۔

وہ اس کا بازو اپنے شانے سے ہٹاتے اس کی جیکٹ پہ لگی نادیدہ گرد جھاڑتے جتانے والے لہجے میں بولا تو فارس
کو اپنے اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"کیا مطلب پروفیسر۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ عجیب سے لہجے میں بولا اور ایک نظر اس کے چہرے پہ چھائی کرختگی کو تکا۔

"اگلے لیکچر میں آپ سے کلاس میں ملاقات ہو گی اس وقت ہی آپ سب سے تعارف کرواؤں گا ایز آ ملٹی ویری ایٹ پروفیسر۔"

وہ سخت لہجے میں بولتے مضبوطی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ فارس نے حیرت سے بڑبڑاتے اس کی چوری پشت کو تکا جو چاکلیٹ رنگ کی شلوار قمیض پہ ہلکے بادامی رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔

"پٹھان تو بڑا سخت دل ہے یار۔ یا اللہ مجھے تو اب ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے تو نے اس دنیا میں ہی سارے ہٹلر مجھے نواز دیے ہیں۔"

وہ اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتا ہوا بڑبڑایا۔

"کیا ہوا فارس بھائی سب ٹھیک ہے نا۔"

ایک جونئیر اسے خود سے مخاطب دیکھ اس کے نزدیک ایا اور پریشانی سے استسفار کیا۔

"ہاں پاگل ہو گیا ہوں تمہیں بھی ہونا ہے کیا۔"

وہ چڑ کر گویا ہوا۔ وہ لڑکا اس کی بات سونے پہ سہاگہ اس کے لہجے پہ پہ عجیب و غریب چہرے کے زاویے بگاڑتا وہاں سے غائب ہو گیا۔ اس کے جاتے ہی فارس نے اپنے حواس بحال کیے اور اپنے پلین پہ عمل درآمد کرنے کی خاطر کیفے کی جانب بڑھ گیا جہاں ابھی مریم کو اصل مزا چکھانا باقی تھا اب اس کی ہڈیوں میں چین تو قطعی نہیں تھا جو وہ سکون سا سانس لیتا۔ کچھ ہی دیر میں جب تک وہ کیفے پہنچا مریم ان سب کے سامنے اپنے رونے

All Rights Reserved By Novels Lounge

رونے میں مصروف تھی۔فارس نے شرارتی نگاہوں سے سرتاپااس کا جائزہ لیااور خاموشی سے کرسی کھینچتے عین اس کے سامنے براجمان ہو گیا۔

"اسے ابھی اوراسی وقت میری نگاہوں کے سامنے سے غائب کردو ورنہ میں اس کا حشر بگاڑدوں گی۔"

مریم کی پھاڑ کھانے والی آواز پہ فارس نے ٹھٹھک کراس کی سمت دیکھا البتہ باقی سب اس اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلا گئے۔فارس نے مصنوعی بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میری بات سنو تم سب وہ نا مجھے کسی کی مدد کیلیے کچھ پیسے درکار ہیں کرنے کو تو میں اکیلا بھی کر سکتا تھا مگر میں چاہتا ہوں کہ اس نیکی کے کاموں میں تم سب بھی شامل ہو۔اب میں اپنے دوستوں کے بغیر کوئی نیکی کر کے جہنم میں تھوڑی نا جاؤں گا۔اس لیے جس کے پاس اس کی حیثیت کے مطابق جو جو کچھ ہے وہ یہاں نکال کر رکھ دے۔"

وہ چہرے پہ سنجیدگی طاری کرتے ہوئے بولا۔پریشہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی بات پہ رتی برابر بھی یقین نا ہو مگر پھر بھی ان سب نے کچھ نا کچھ نکالتے اس کے سامنے رکھ دیا۔فارس نے بھنویں اچکاتے مریم کی جانب دیکھا تو اس نے بھی 500 کا نوٹ نکالتے اس کے سامنے پٹخنے والے انداز میں رکھا۔فارس سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا گیا۔

"ویسے وہ کون ہے جسے تمہاری مدد درکار ہے۔"

بریزہ عجیب سے لہجے میں ہونق پن سے گویا ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ارے میری بھولی بہن ذرا سا حوصلہ کرو ابھی پتہ چل جائے گا۔"

اس نے بریزہ کو تسلی دیتے وہ تمام پیسے نرمی سے مریم کی جانب کھسکائے تھے جس کی آنکھوں میں واضح سوالات درج تھے۔

"مریم یہ پیسے تمہارے لیے اکٹھے کیے ہیں میں نے۔مجھے بلکل اچھا نہیں لگتا کہ ہم سب پورا لباس پہنیں اور تم ایسا آدھا کٹا ہوا لباس پہنو۔مجھے دلی طور پہ افسوس ہوا ہے جس کی بدولت میں نے تمہارے لیے چندا اکٹھا کیا ہے اب ان پیسوں کو پکڑو اور دوا چھے سے سوٹ خرید کر اسے پہننا۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولتا مریم کو زہر سے بھی انتہائی برا لگا تھا۔اس کے وجود سے شرارے سے پھوٹنے لگے۔سب کے چہروں کا رنگ ان دونوں کو ایک دوسرے کو گھورتا پا کر حلق تر کیا کیونکہ آثار کچھ ٹھیک نہیں تھے۔

"مسٹر فارس شیخ میری بات کان کھول کر سن لو تمہیں یا تم سب میں سے کسی کو بھی میری ذاتیات میں دخل اندازی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔میں کیا پہنتی ہوں کیا کھاتی ہوں کہاں جاتی ہوں کون روک ٹوک کرتا ہے اور کون نہیں اٹس نن آف یور بزنس سو پلیز سٹے ان یور لمٹس۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے لہو رنگ نگاہوں سے اسے گھورتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتی تنفر سے سر جھٹکتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"فارس تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ کو حقیقت میں افسوس ہوا تھا۔جو بھی تھا وہ اس کی دوست تھی۔

ابھی تو بہت کچھ باقی ہے سمجھو یہ ایک چھوٹا ساٹریلر تھا پکچرا ابھی باقی ہے میرے دوست کیونکہ فارس جب "

"کسی کام کی ٹھان لیتا ہے تو پھر چاہے زمین آسمان ایک کیوں نا ہو جائیں وہ اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

وہ دلکشی سے مسکراتے بھنویں سکیڑ کر جتانے والے لہجے میں بولا۔وہ سب تاسف سے اسے دیکھ کر رہ گئے۔

"فارس یو آر جسٹ امپوسیبل۔"

پریسہ جھرجھری لیتے ہوئے بولی۔وہ اس کی بات پہ کھل کر ہنسا تھا۔

"یہی تو ہماری خوبی ہے بتیسہ اوپس سوری پریسہ۔'

وہ قہقہہ لگا کر بولتے آخر میں تصیح کرتے ہوئے بولا۔وہ سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ اگلا لیکچر انگلش کے سر کا تھا۔کلاس میں پہنچ کر بھی مریم ایک جانب منہ پھلائے بیٹھی تھی یہاں تک کہ کسی نے بات کرنا بھی گوارا نا کیا۔

مریم موقع ہے تمہارے پاس کسی کے پاس چلی جاؤ اگر سر نے سرپرائز کوئز لے لیا تو کل تمہارے گھر قل "

"خوانی ہو گی اور ہم وہاں بیٹھ کر بریانی کھا رہے ہونگے۔

وہ اس کے قریب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولتے اسے ابھی بھی تنگ کرنے سے بعض نہیں آیا تھا۔مریم اس کی گھٹیا بات پہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی مگر اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نا ہلی۔

"کیا ہوا تم سب کے منہ کیوں لٹکے ہوئے ہیں۔"

پریسہ ان سب کے اداس چہروں کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ابھی تمہارا ابھی اتر جائے گا اور سب سے زیادہ تمہاری ہی حالت بری ہو گی۔"

ان میں سے ایک لڑکی مدھم لہجے میں بولتی اسے بے چین کر گئی۔ابھی وہ سب باتوں میں مصروف تھے کہ اچانک ملٹی ویری ایٹ کے پروفیسر کے ساتھ وہی انسان کمرے میں داخل ہوا تو پریسہ نے بے ساختہ عفیفہ کی جانب دیکھا جس کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی البتہ فارس سب سے بے نیاز شرارتی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ارتضیٰ اور ہادی نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا شہرام کو وہ لوگ بھی پہچان چکے تھے مگر اس کی کلاس میں موجودگی ناقابلِ یقین تھی۔

"سو کلاس۔آج سے تین ماہ کیلیے میرے ساتھ آپ کا سفر یہی اختتام پہ پہنچتا ہے اگر زندگی نے موقع دیا تو میں تین ماہ بعد دوبارہ لوٹوں گی مگر شاید اس وقت تک آپ کا جامعہ میں اختتامی وقت گزر رہا ہو گا۔خیر کچھ ایمرجنسی کی بدولت مجھے سب کچھ بیچ راہ میں ہی چھوڑنا پڑ رہا ہے مگر میری جگہ آپ کو آج سے میرے سب سے ہونہار طالب علم شہرام خان پڑھائیں گے۔"

ان کی آواز پہ سب لڑکیوں نے افسردگی سے ان کی جانب دیکھا اس کے برعکس پریسہ کی آنکھوں میں باقاعدہ آنسو چمک اٹھے۔ضبط کے باوجود آنسو لڑیوں کی صورت میں گالوں پہ بہتے چلے گئے۔وہ اس کے سب سے پسندیدہ استاد تھے وہ کیسے انہیں بیچ راہ میں چھوڑ کر جا سکتے تھے۔

"سر دس از ناٹ فئیر آپ ایسے نہیں جا سکتے۔آپ کو اپنا سمسٹر تو مکمل کروانا چاہیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ بروقت اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی شکوہ کناں لہجے میں بولی تو شہرام نے آواز کے تعاقب میں جوں ہی نگاہ دوڑائی اس درمیانے قد والی لڑکی کو دیکھ ذہن کے دریچوں میں کچھ دیر قبل کا منظر لہرایا تو کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

محترمہ یہ کلاس کے رولز کے سخت خلاف ہے کہ آپ یوں بغیر کسی کی اجازت کے درمیان میں مداخلت "کریں۔"

شہرام خان نے آنکھوں میں سرد پن لیے اسے جتانا ضروری سمجھا تو پریسہ کی آنکھوں میں الجھن ذدہ تاثرات ابھرے۔وہ جو کب سے خود پہ ضبط کیے بیٹھی وہ ایک چھناکے سے ٹوٹ کر بکھرا تھا۔

"میں نے آپ سے نہیں بلکہ اپنے سر سے بات کی ہے۔"

وہ کپکپاتے لہجے میں بولتی اس کا وجود انگاروں کی ضد میں لپیٹ گئی۔عفیفہ نے بے ساختہ اسے کھینچ کر موقع کا احساس دلوایا تھا اس کے برعکس باقی سب حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہے تھے۔پریسہ کو بھی اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا تو شرمندگی کے احساس سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"ایم سوری وہ پتہ نہیں۔"

پہلے ایسے کام ہی نہیں کرنے چاہیے جس کے بعد آپ کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔

وہ گہرے کاٹ دار لہجے میں بولتے اسے مٹھیاں بھینچنے پہ مجبور کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"شہرام یہ میری سب سے پسندیدہ سٹوڈنٹ ہے کلاس میں سب سے اوپر سی جی پی اے میں بھی سب سے اوپر۔اتنا تو میں یقین سے کہ سکتا ہوں کہ باقی اساتذہ کے دلوں کی طرح یہ تمہارے دل پہ بھی راج کرے گی بطور ایک اچھی سٹوڈنٹ کی حیثیت سے۔"

پروفیسر نے مسکراتے ہوئے پریسہ کا تعارف کیا تو وہ خاموشی سے اپنی جگہ پہ بیٹھتے انگلیاں چٹخانے لگی۔

شہرام نے ان کی بات کے جواب میں کچھ بھی بولنا ضروری نہیں سمجھا بلکہ خاموشی سے سر جھکا گیا۔جو بھی تھا استاد کا احترام لازم تھا۔ایسے ہی دو تین مزید باتوں کے بعد وہ ان سب سے الوداع لیتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ان کے جاتے ہی وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"جس کو کلاس میں ایسی ڈرامے بازیاں لگانی ہیں اسے کلاس میں آنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھے وقت کا ضیاع کرنے والے لوگ بلکل نہیں پسند۔"

اس کے کرخت لہجے پہ جہاں اس کی ہچکی بندھی وہی فارس نے التجائی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جسے شاید بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ صدام کی لاڈلی بہن ہے جس کی آنکھ میں ایک بھی آنسو اسے قطعی برداشت نہیں ہے۔اس کے لہجے پہ ناجانے پریسہ کے دماغ میں کیا سوجھی وہ ایکدم اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

"مجھے تہذیب بتا رہے تھے آپ سر مگر شاید آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ اپنے سٹوڈنٹس سے بات کرنے کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی بات اسی کو لوٹاتی بھیگی ناراض نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑھتی بیگ کندھے پہ ڈالتی غصے سے کلاس سے واک آؤٹ کر گئی۔ کلاس میں موجود سب اس کی ہمت پہ عش عش کر اٹھے۔ شہرام خان کے دل میں اس کیلیے نفرت کا پیمانہ مزید بڑھا تھا۔ اس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی وہ بھی کلاس کا تعارف لیتے باہر کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اسے صدام سے ملاقات کیلیے بھی جانا تھا آج۔

"تم اتنی دیر سے کہاں سے آ رہی ہو۔"

بریزہ نے جوں ہی گھر کے داخلی دروازے کے اندر قدم رکھا سامنے صوفے پہ منتظر بیٹھی صائمہ نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔ آنکھوں میں واضح تنبیہہ رقم تھی۔ بریزہ کی آنکھوں میں خوف کی واضح لکیریں تیرنے لگی۔

"ماما وہ آج نئے پروفیسر آئے تھے تو ان کی بدولت آج تاخیر ہو گئی۔"

وہ چہرہ جھکاتے کسی مجرم کی طرح اعتراف کرتے ہوئے بولی۔ صائمہ نے تنقیدی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا گویا کچھ جانچنا چاہ رہی ہو۔

"سچ بول رہی ہو نا تم۔ میری بات کان کھول کر سن لو بریزہ مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وارن کرنے والے انداز میں بولی تو ان کے غصے سے وہ اچھا خاصہ خائف ہو گئی۔ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ جامعہ میں اتنی ہنس مکھ بریزہ گھر میں ایسی ہو گی جس کا دل اس کی ماں کے سخت لہجے پہ وہ مٹھی میں جکڑا جاتا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ماما آپ کی ہی اولاد ہوں یقین رکھیں مجھ پہ۔ نا جانے کیوں آپ کی ان باتوں سے میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔ آپ اپنی بیٹی کو لے کر کچھ غلط بات کیسے دل میں لا سکتی ہیں۔"

وہ رنج و ملال کی کیفیت میں بولی تو صائمہ بھی اس کے لہجے پہ کچھ ڈھیلی سی پڑی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی ان کا دھیان موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوا جہاں بابا کالنگ جگمگا رہا تھا۔ اس نے سنجیدگی سے صائمہ کی جانب دیکھا تو وہ سٹپٹاتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"جی بابا پہنچ گئی ہوں میں گھر جی بابا آئندہ اطلاع دے دوں گی۔"

دو منٹ بعد ان کی کال کاٹتے ہی وہ گہرا سانس بھرتے اپنے آنسوؤں پہ ضبط باندھتی خاموشی سے وہاں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ کہنے سننے کو اب کچھ بچا ہی نہیں تھا کون کہ سکتا تھا کہ اس کی سگی ماں اس پہ شک کرنے کا فریضہ سرانجام دیتی ہے جس کی بدولت انہوں نے اس کے بابا کو بھی کال کر دی تھی جیسے وہ کہی بھاگ گئی ہو۔ وہ کمرے میں آتے ساتھ ہی بیگ زمین پہ چھینک کر بیڈ پہ اوندھی گرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ تکلیف کی شدت سے آنکھیں سرخ ہو گئی تھی۔ دل میں ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔

"اللہ پاک اگر یہ سب میرے ساتھ کرنا تھا تو مجھے اس دنیا میں ہی کیوں بھیجا۔ دوسری شادی مما نے بابا سے کی ہے مگر اس کی سزا ان کے شک کی صورت میں مجھے بھگتنی پڑتی ہے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔"

وہ روتے ہوئے اس ذات سے شکوہ کر رہی تھی جس سے ہمیشہ سے کرتی آئی تھی۔ آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔ لائبہ کے بابا سے اس کی ماما کی دوسری شادی تھی جس کی بدولت ان میں پورے بیس سال کا واضح

All Rights Reserved By Novels Lounge

فرق تھا۔اسی بدولت صائمہ اپنی بیٹی پہ بھی شک کرنے سے باز نہیں آتی تھی کیونکہ ان کے دل میں چور تھا انہیں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے انہوں نے ایسی ہی عمر میں شادی کی تھی ویسے ہی لائبہ بھی باہر کچھ ایسا ویسا کام نا سرانجام دے دے اور اس کی سزا شروع سے بریزہ کو ہی بھگتنی پڑتی تھی۔گھر میں بلکل خاموش اس کے برعکس جامعہ میں کھلکھلاتی ہوئی بریزہ کے دو روپ تھے۔وہ تھک ہار کر اپنا سر تکیے میں چھپاتے گہرا سانس بھر گئی۔نمی ابھی بھی پلکوں پہ ٹھہری ہوئی تھی۔

وہ غصے سے تن فن کرتی وہاں سے نکل تو آئی تھی مگر اب اسے شدت سے افسوس ہو رہا تھا کہ اسے یوں بات نہیں کرنی چاہیے تھی کیونکہ جو بھی تھا وہ اب اس کے استاد تھے۔ساتھ ساتھ اس کی نگاہیں صدام کو بھی تلاش کرنے میں مصروف تھی۔معاًاپنے شانے پہ دباؤ محسوس کرتے اس نے چونک کر اپنی پشت پہ دیکھا جہاں عفیفہ کھڑی تھی۔پریسہ نے بے ساختہ نگاہیں چرائی۔

"پری تمہیں ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

اس نے اسے سمجھانا ضروری سمجھا تو وہ آنکھوں کو میچتے گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"پلیز عفیفہ اب تم اس متعلق کوئی بات مت کرنا ایک صبح سے وہ انسان بغیر کسی وجہ کے میرے پیچھے لڑا ہے جیسے میں اس سے اس کا کچھ قیمتی چرا کر بھاگی ہوں۔میں نے تو کبھی کسی کا کچھ نہیں بگاڑا تو وہ مجھ سے ایسے برتاؤ کیوں کر رہے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔عفیفہ نے بے ساختہ اسے ساتھ لگاتے تسلی دی وہ اس کی بات سے بھی کافی حد تک متفق تھی کیونکہ اس کے ساتھ شہرام کا رویہ کسی کی بھی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔معاً پریسہ کی نگاہ لائبریری سے نکلتے صدام کی جانب اٹھی تو وہ بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی۔

"بھائی۔"

اس نے دھیمے لہجے میں اسے پکارا۔صدام نے بغیر اس کی جانب دیکھتے اپنے کلاس فیلو سے بات جاری رکھی۔

"پری آپ ایسا کرو گاڑی میں جاؤ میں آتا ہوں۔"

وہ بے دھیانی میں بولتے اسے مزید جلا کر راکھ کر گیا تبھی وہ عفیفہ کو الوداع کہتے خود باہر کی جانب بڑھ گئی۔اس کے ذہن پہ ابھی بھی شہرام کی باتیں سوار تھی۔دل آٹھ آٹھ آنسو رو رہا تھا۔اس نے گاڑی کے نزدیک پہنچ کر جھٹکے سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور بیگ وہاں پھینکتی خود اگلا دروازہ کھول کر براجمان ہو گئی اگلے ہی لمحے گاڑی میں بیٹھے وجود کو دیکھ اس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی تھی۔خوف سے پھیلی آنکھوں سمیت اس نے بے ساختہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا۔البتہ شہرام کی آنکھیں نا سمجھی سے اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔چہرے کے عضلات خود بخود تن گئے۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔

"اور اگر میں یہی سوال آپ سے پوچھوں تو۔"

وہ جواباً چہرے پہ ناگواری سجائے دبے دبے لہجے میں غرایا۔اس کی سانسوں کی تپش پریسہ کو اپنے چہرے تک پہ محسوس ہو رہی تھی۔وہ بدک کر گاڑی کے دروازے سے جالگی۔

"میرے خیال میں اس گاڑی کے مالک سے آپ ایسی بات پوچھتے بلکل اچھے نہیں لگتے۔"

وہ سر جھٹک کر باور کرانے والے انداز میں بولی۔اس کے ساتھ گوارا شہرام کو قطعی نہیں تھا تبھی ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلا۔پریسہ کو اپنے اعصاب سن ہوتے محسوس ہوئے وہ اس سے ایسے برتاؤ کیوں کر رہا تھا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا معاً اس کی نگاہ ونڈ سکرین سے باہر نظر آتے منظر کو دیکھتے ساکت ہوئی جہاں وہ مسکراتے ہوئے صدام کے سینے سے لگ رہا تھا۔اس کے چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ اس سارے عرصے میں پریسہ نے پہلی بار دیکھی تھی اور وہ ہنستے ہوئے بے حد پیارا لگتا تھا اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں تھی مگر وہ صدام بھائی سے کیوں مل رہے تھے ابھی وہ یہی سب سوچ رہی تھی کہ وہ دونوں اسے گاڑی کی جانب ہی آتے ہوئے دکھائی دیے۔اس کا دل گویا کانوں میں دھڑکنے لگا کہ اگر وہ صدام کو جانتے ہیں تو ضرور اس کی حرکت کی بابت بتائیں گے۔

ارے وہاں کہاں جا رہے ہو یہ کسی اور کی گاڑی ہے۔

شہرام نے گویا اسے آگاہ کرنا چاہا۔

"یہ میری ہی گاڑی ہے تم آؤ اندر پریسہ ہو گی بتایا تھا نا تمہیں میں نے اپنی لاڈو کے متعلق۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے محبت بھرے لہجے پہ اب کی بار شہرام خان کو اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔ صبح سے لے کر اب تک کر منظر اس کے ذہن میں کسی فلم کی مانند چلنے لگا تھا۔ صدام اب مسکراتے ہوئے گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا مگر اس کی نگاہیں اسی منظر پہ جم کر رہ گئی جہاں وہ گاڑی سے نکلتی پوری شدت سے صدام کے سینے سے لگے روتے ہوئے اسے کچھ بتا رہی تھی۔ اس کے بات بات پہ رونے پہ شہرام نے کوفت سے آنکھیں گھمائی۔ پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا تھا۔

ان کے نزدیک آتے ہی پریسہ نگاہوں کا زاویہ بدلتی آنکھیں میچ گئی۔ نا جانے اب کیا ہوگا جب بھائی کا علم ہوگا کہ وہ کلاس کا دروازہ غصے سے بند کر کے وہاں سے نکلی تھی۔ معاً گاڑی کا دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس کی آتی جاتی سانسیں بھی تھمی تھی آنکھوں کے سامنے باقاعدہ اندھیرا سا چھایا۔ وہ آنکھوں کو مزید میچ کر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگی۔

"یا اللہ پلیز آج بچا لینا۔ آئندہ کبھی ایسا کچھ نہیں کرونگی۔"

وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتے دل ہی دل میں تہیہ کرتے ہوئے بولی۔ اچانک اپنے شانے پہ دباؤ محسوس کرتے اس نے چونک کر جوں ہی خوف سے لرزتی پلکوں کی جھالر اوپر اٹھائی اپنے سامنے بیٹھے صدام کو دیکھتے ہونق زدہ رہ گئی جو پریشانی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں کیا ہو گیا یوں کانپ کیوں رہی ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا تو پریسہ نے اپنے چہرے سے پسینہ پونچھتے نفی میں سر ہلایا اور ایک نگاہ پچھلی سیٹ پہ دوڑائی جہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ باہر دیکھتے ہی اس نے شکر ادا کیا۔

"اچھا تو وہ جو ابھی باہر تھے آپ کے ساتھ وہ کون تھے۔"

اس نے اپنا لہجہ سرسری سا بناتے ہوئے استسفار کیا تو صدام نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو تمہیں نہیں معلوم وہ کون تھا۔"

وہ بھنویں اچکاتے طنزیہ لہجے میں بولتے اسے جی جان سے گڑبڑانے پہ مجبور کر گیا۔

نہیں میرا مطلب ہے کہ ہمارے تو پروفیسر ہیں نا نئے مگر آپ ان سے اس حد تک فرینک کیوں ہو رہے "

"تھے۔

اسے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ صدام اس قدر آسانی سے اس کی چوری پکڑ لے گا۔ اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور گاڑی یونی کی حدود سے دھول اڑاتی ہوئی نکلتی چلی گئی۔

میرا جگری یار ہے وہ شہرام خان۔ کئی بار گھر میں بھی ذکر کر چکا ہوں مگر میرے خیال سے آپ نے دھیان "نہیں دیا۔ اس سے پہلے سر نے مجھے آفر کی تھی ان کی جگہ کلاسز لینے کی مگر میری پڑھائی مشکل ہونے کی بدولت میں نے انکار کر دیا تھا پھر مجھ سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے شہرام سے رابطہ کیا اور وہ سر

"کا ہونہار بچہ ہمیشہ کی مانند آج بھی انکار نہیں کر پایا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔اس کی بابت بولتے صدام کے لہجے میں ایک نامحسوس سامان در آیا تھا جو پریسہ نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

"کاش انکار کر ہی دیتے تو ہمارے حلق میں تو نا اڑتے کم از کم۔"

وہ جلے کٹے لہجے میں بولی مگر اس کی آواز اس قدر کم تھی کہ صدام چاہنے کے باوجود بھی نا سن پایا۔

"کچھ کہا کیا تم نے۔"

اس کے برجستہ سوال پہ پریسہ نے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا۔

نہیں کچھ بھی نہیں بلکہ میں تو سوچ رہی تھی کہ آپ اتنے عرصے بعد اپنے دوست سے ملیں ہیں تو ان کے "

"ساتھ وقت کیوں نہیں گزارا۔

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان سادہ سا بناتے ہوئے بولی تا کہ اس کی باتوں سے ذرا سا بھی نا جھلکے کہ اندر وہ غلط حرکت کر کے آئی ہے۔

"وقت گزاری ایسے ہی تھوڑی نا ہو جاتی ہے اسے تو میں نے ہمارے ہی گھر میں رہنے کی آفر کی ہے۔"

وہ مدھم سا مسکراتے لہجے میں بولا۔پریسہ جو بے دھیانی میں اس کی باتیں سنتے پانی حلق میں اتار رہی تھی اسے زوردار قسم کا پھندا لگا۔مسلسل کھانسنے کی بدولت آنکھیں سرخ پڑ گئی۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں صدام کی جانب دیکھا جو کس قدر سکون سے اسے یہ بات بتا رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مگر وہ پھر بھی نہیں مانا اس کا کہنا ہے کہ وہ تمام انتظامات خود دیکھ لے گا مگر پھر میرے اصرار پہ وہ انیکسی پہ رہنے پہ رضامند ہوا ہے۔ یہ تو اب صبح کی بات تھی اب جب رات کو وہ گھر آئے گا تو تفصیل سے اس سلسلے میں بات ہو جائے گی۔"

آج تو وہ پے در پے پریسہ کو جھٹکے دے رہا تھا۔

"بھائی گھر بلانا ضروری تھا کیا۔ یونی میں مشکل ہضم ہوتے ہیں وہ سڑیل آپ نے تو ان کو گھر کا راستہ ہی دکھا دیا۔ کہیں مجھے بد ہضمی ہی نا ہو جائے۔"

وہ صدماتی کیفیت میں گویا ہوئی تو اس کے بیزار لہجے پہ صدام نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ ایک جھٹکے میں سیدھی ہوئی تھی۔ اس طرح تو وہ خود ہی سب کچھ اس پہ آشکار کر رہی تھی۔ اس نے گہرا سانس بھرتے ونڈ سکرین کے پار بھاگتے دوڑتے مناظر کو دیکھا اور اپنے اعصابوں پہ قابو پانے لگی۔ اس کے احساسات نا جانے کیوں عجیب ہو رہے تھے اور یہ بات وہ خود ہی سمجھنے سے قاصر تھی۔

عفیفہ جوں ہی یونی سے گھر پہنچی سامنے ہی لاؤنج میں موجود شخص کو دیکھتے اس کی تیوری چڑھی تھی۔ اس نے بیزاری سے اس کی جانب دیکھا جو اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ سر جھٹک کر سلام کرتی سیدھا لاؤنج میں ہی آ گئی جہاں سر پکڑے بیٹھے نعیم کو دیکھ اسے حیرت کا شدید قسم کا جھٹکا لگا۔ بے اختیار ہی اس کی نگاہ گھڑی کی جانب اٹھی جو دوپہر کے تین بجا رہی تھی۔ پہلے کبھی وہ وقت سے پہلے گھر نہیں آئے تھے اور آج ان کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

اضطرابی کیفیت محسوس کر وہ بیگ وہی رکھتے تیز قدموں سے ان کے نزدیک پہنچی اوران کے ہاتھوں کو تھاما تھا۔

"کیا ہوا ابا۔پریشان کیوں ہیں آپ۔"

وہ ان کا تھکا تھکا سا چہرہ دیکھتے پریشانی سے گویا ہوئی اورایک نظر اپنے کھلے سے ہاتھوں پہ مقیدان کے ہاتھوں پہ ڈالی جو مسلسل کام کرنے کی بدولت اپنی رنگت اور چمک کھو چکے تھے۔اس نے بے ساختہ ان ہاتھوں کو لبوں سے لگایا تھا۔ان کی جانب سے کوئی جواب نا پاکر اس نے استہفامیہ نگاہیں صفیہ کی جانب اٹھائی جس کی خود ہی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے آپ سب کو کیوں ایسے خاموش بیٹھے ہیں سب ٹھیک ہے نا۔"

وہ اب کی بار کوفت کے مارے بولی۔ان سب کے اترے چہروں کو دیکھ اس کا دل بیٹھا جارہا تھا اور یہاں سب اپنے لبوں پہ زپ لگائے بیٹھے تھے۔

عفیفہ بہت غلط ہو گیا ہے دکان سے دو لاکھ چوری ہو گئے ہیں۔آج تیرے ابا گھر لانے والے تھے مگر نا جانے"

"کیسے کب کون اور کس نے یہ حرکت کی ہے۔

صفیہ ڈوپٹے میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

تنے بڑے نقصان پہ عفیفہ بھی ساکت رہ گئی۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے نعیم کی جانب دیکھا جن کی آنکھوں میں نمی سی تیر رہی تھی۔اس کا دل تڑپ اٹھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اس میں تیری فیس کے پیسے بھی تھے اب میں کیا کروں گا۔میری کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔"

وہ رنج و ملال کی کیفیت میں ویرانی سموئے بولے۔عفیفہ کے پاس تسلی دینے کو کوئی الفاظ تو نہیں تھے کیونکہ اتنا بڑا نقصان اس کی تمام سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں مفلوج ہو رہی تھی معاً اس کے ذہن میں بجلی کی تیزی سے ایک کوندا سا لپکا۔وہ ایک جھٹکے سے اپنا رخ یاسر کی جانب کر گئی جس کے چہرے پہ ابھی کچھ دیر پہلے مسکراہٹ رقصاں تھی۔اگر وہ ابا کا اس قدر ہی خیر خواہ ہے تو پھر انہیں ہریشانی میں دیکھ وہ مسکرایا کیوں تھا۔اس کے وجود میں شرارے سے پھوٹنے لگے کیونکہ بات کو کسی حد تک وہ سمجھ گئی تھی۔

ابا سب سے پہلے اس منحوسیت کو یہاں سے غائب کریں یقین کریں ہماری زندگی میں آدھی سے زیادہ"

"مشکلات صرف اس انسان کی بدولت ہے۔

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی حلق کے بل دھاڑی۔منال اور نوال نے گھبرا کر ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا البتہ صفیہ نے سختی سے اس کی بازو کو تھام کر جھٹکا دیا۔وہ لڑکھڑا کر رہ گئی۔

"عفیفہ بس کر۔"

وہ نعیم کا سپید پڑتا چہرہ دیکھتے التجائی لب و لہجے میں گویا ہوئی تو عفیفہ کے ہاتھ پیر بھی پھول گئے۔وہ تیز قدموں سے نعیم کی جانب بڑھی جو گہرے گہرے سانس بھر رہے تھے۔اس نے کینہ توز نگاہوں سے یاسر کی جانب دیکھا جو نعیم کو تھامنے کی پوری کوششوں میں تھا مگر عفیفہ نے آج اس کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ابھی اور اسی وقت اس گھر سے نکل جاؤ یا سرور نہ آج میں کچھ ایسا کر جاؤں گی جس کی توقع یہاں موجود کسی بھی فرد نے نہیں کی ہو گی۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے بپھری ہوئی شیرنی کی مانند دھاڑا اٹھی۔ نعیم نے آنکھوں میں ویرانی لیے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں باقاعدہ وحشت ناچ رہی تھی۔ اس کے تیور جس قدر خطرناک تھے جو سچ میں کچھ کرنے سے گریز نا کرتی تبھی وہ خاموشی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی عفیفہ نے ایک جانب سے انہیں سہارہ دیتے کمرے کا رخ کیا۔

"تجھے اس سے ایسے مخاطب نہیں ہونا چاہیے تھا وہ بس میری مدد ہی۔"

"ابا ابھی آپ کی بیٹیاں سلامت ہیں جب مر جائیں گی نا ہم سب تو جس مرضی کی مدد اور سہارہ لیجیے گا مگر خدارا ابھی جو ہمارا حق یا فرض ہے وہ ہم سے مت چھینیں۔"

وہ تلخی سے بولتی ان کی دوائیاں الٹ پلٹ کرنے لگی۔ چہرے پہ سختی کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔ نعیم تھکے تھکے انداز میں بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئے۔

"تم دونوں جاؤ کمرے میں پڑھنا شروع کرو میں آ رہی ہوں بس۔"

اس نے منال اور نوال کو منظر سے ہٹانا چاہا تو وہ بھی بغیر کسی تردد کے اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ نعیم بھی اس وقت تک دوائی کھا کر اس سے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ اس نے گلہ کھنکھارتے ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی اور ان کا جھریوں والا ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مت کیا کریں ایسے ابا۔آپ جانتے ہیں سانس رک جاتی ہے ہماری ہمارا کون ہے آپ کے سوا۔اماں کو دیکھیں کیسے ذرد پڑ گئی ہیں۔نوال منال کو دیکھیں وہ ابھی بہت چھوٹی ہیں۔ان کے بارے میں سوچیں پلیز۔اپنا خیال رکھیں بہت زیادہ۔بیٹیوں کے لیے باپ کا سایہ کسی مفتِ کلیم کی مانند ہوتا ہے۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولتے انہیں بھی آبدیدہ کر گئی۔انہوں نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے سر پہ رکھا تو اس کی ایک سسکی بلند ہوئی۔

"اور تیرا خیال کون رکھے گا۔تجھے کون سنبھالے گا۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولے تو وہ نم آنکھوں سمیت مسکرائی تھی۔

"میری فکر مت کیا کریں آپ ابا۔آپ ان کا خیال رکھیں میں آپ سب کو خوش دیکھ کر خوش ہوں۔یقین کریں آپ کی جانب سے باہر جاب کرنے پہ پابندی نا ہوتی تو یقیناً آج میں آپکا بایاں بازو ہوتی۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے ان کا تھکا ماندہ چہرہ تکتے ہوئے بولی۔

"یاسر ہے نا اس نے کہا ہے مدد کرنے کو میں تیری فیس بھروں گا نا۔مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے اب میں پائی پائی کا محتاج ہو گیا ہے بلکل خالی ہاتھ ہوں۔"

وہ اذیت سے بولتے شرمندگی سے چہرہ جھکا گئے۔یاسر کے نام پہ اس کے وجود میں ابال تو اٹھا تھا مگر وہ وہی ضبط کر گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

خدارا اباب یاسر کا نام مت لیجیے گا۔رہی بات میری فیس بھرنے کی تو میرے پاس ٹیوشن کے بچوں کو پڑھا" پڑھا کرا تنی جمع پونجی تو ہے کہ میں اس سمیسٹر کی فیس بھر سکوں مگر میں ایک اچھی بیٹی ہونے کی حیثیت سے آپ کو کبھی کسی غیر کے آگے جھکنے نہیں دوں گی۔جب تک آپ کی یہ بیٹی آپ کے ساتھ ہے نا ابا اس وقت تک تو آپ کسی کا محتاج ہونے کا سوچیے گا بھی مت ہاں اپنے جانے کے بعد میں گارنٹی نہیں دے سکتی۔مجھے آپ کی انا اور وقار بہت عزیز ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ ہر محاذ پہ میرے ساتھ ڈٹے رہیں۔ابا ایک اور ایک مل کر گیارہ ہوتے ہیں اور ہم دونوں ساتھ ہونگے تو کس کی جرأت کے وہ باپ بیٹی کے رشتے میں دڑار "ڈالے۔

وہ آسودگی سے مسکراتے ہوئے انہیں تسلی دے رہی تھی اور صفیہ اور نعیم کے وجود میں اطمینان اترتا چلا جا رہا تھا۔ان دونوں نے فخر سے اس کی جانب دیکھا۔

یہ ہاتھ ہمیں بھی پال پوس کر ہمارے لیے محنت مزدوری کر کے ایسے ہوئے ہیں نا مجھے ان ہاتھوں کی رونق" "بحال کرنی ہے ابا مجھے آپ کی ہمت بننا ہے سہارہ بننا ہے مجھے آپ کا بیٹا بننا ہے۔

وہ ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے محبت سے بولتی انہیں رونے پہ مجبور کر گئی۔اس نے سرعت سے ان کے سینے پہ سر رکھتے سختی سے ان کے گرد بازو حمائل کیے تو نعیم نے بے ساختہ اس کی پیشانی پہ محبت بھرا بوسہ دیا تو وہ نم نگاہوں سمیت کھل کر ہنس دی تھی۔صفیہ نے تشکرانہ انداز میں ان کی جانب دیکھا جو کبھی لڑتے جھگڑتے تھے تو کبھی محبت جتانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مگر وہ پیسے۔"

"سمجھے آپ نے اپنی بیٹیوں کا صدقہ دے دیا۔ باقی اللہ پاک کی ذات مدد کرنے والی ہے۔"

وہ تحمل مزاجی سے بولتے ان کے پور پور میں سکون برپا کر گئی۔ کچھ دیر مزید وہاں ٹھہرنے کے بعد وہ وہاں سے کمرے کی جانب چلی آئی تھی کیونکہ کل سر نعمان کا کوئز تھا اور اسے ٹیوشن پڑھانے کے بعد اپنی بھی تیاری کرنی تھی ورنہ سر سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس سبجیکٹ میں اڑا دیتے۔

"بھائی بابا اسلام آباد سے کب لوٹیں گے۔ انہوں نے تو کہا تھا کہ ایک دن کا ٹرپ ہے بس۔"

پریسہ صدام کے شانے سے سر ٹکائے لاؤنج میں صوفے پہ ٹانگیں اوپر چڑھا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ سوچوں کے سارے دھاگے فلحال آفندی صاحب سے جڑے تھے کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ وہ بزنس کے سلسلے میں کہی جاتے اور پریسہ اور عافیہ ساتھ ناجاتی تبھی "آج اس کا بلکل بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔"

آجائیں گے چندا۔ بڑی ہوگئی ہو اب سو پلیز بی میچیور۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتے سمجھانے والے انداز میں بولا اور ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے چینل تبدیل کرنے لگا۔ عافیہ ملازمہ کے ساتھ کچن میں کسی کام کے تحت موجود تھی اور وہ دونوں باہر بیٹھے اپنی باتوں میں گم۔

"بھائی یہ ریموٹ ذرا مجھے تو دیں۔"

وہ اس کی جانب ہاتھ پھیلاتے مظلومیت سے بولی تو اس نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"سوری میں نے میچ دیکھنا ہے آج سے ٹی ٹوینٹی سیریز شروع ہو رہی ہے اور اس بار میں نے ایک بھی سکپ نہیں کرنی تمہاری تو ہمیشہ کی ڈرامے بازی ہے یہ۔"

وہ اسے خود سے دور دھکیلتے تلخی سے گویا ہوا۔ پریسہ کا منہ اس کی جرأت پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"بھائی آپ گھنٹے سے یہیں جم کر بیٹھے ہیں جیسے کسی نے ایلفی لگا دی ہو۔"

وہ چڑ کر گویا ہوئی مگر اس نے بھی سہولت سے اسے نظر انداز کر دیا گویا اس کی بات سے کچھ خاص فرق نا پڑا ہو۔

"اٹھو یہاں سے گھر گھرستی سیکھو کچھ اگلے گھر جا کر ہماری ناک نا کٹوا دینا۔ ویسے تو شوہر تمہیں برداشت کرے گا نہیں کیا پتہ اس کے دل کا راستہ بھی پیٹ سے ہو کر. جاتا ہو۔"

وہ بڑے بوڑھوں کی طرح اسے ڈپٹنے والے انداز میں سمجھاتے ہوئے بولا۔ پریسہ نے. مصنوعی دلچسپی ظاہر کی۔

"ہاں تو اگر وہ کھانے کا شوقین ہوا تو میں ضرور انہیں نئ نئ چیزیں بنا کر کھلاؤں گی اور وہ بھی بہت شوق سے۔"

وہ شرماتے ہوئے اترا کر بولتی اسے ساکت کر گئی۔

"کبھی ایسی پیشِ رفت ہمارے ساتھ تو نہیں کی تم نے ٹڈی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پونی میں بندھے بالوں کو کھینچتے تڑپ کر بولا۔ پریسہ خود کوٹڈی کہے جانے پہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

"تو آپ نے میرے دشمنِ اول ہیں اور وہ میرا شوہر ہو گا شوہروں پہ تو انسان مہربان ہو جاتا ہے مگر دشمنوں سے صرف دشمنی ہی اچھی لگتی ہے۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولی۔ صدام نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اسی دوران اس کے ہاتھ میں موجود ریموٹ کے گرد اس کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اچھل کر اس کے ہاتھ سے وہ ریموٹ چھینتی صدام نے بروقت ریموٹ دوسرے ہاتھ میں لیتے اپنی پشت پہ چھپایا تھا۔

"اچھا تو میرے ساتھ چالاکی چھوٹی۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔ پریسہ نے خجل ہوتے اس کی جانب دیکھا اور بے چینی سے انگلیاں چٹخانے لگی معاًاس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا وہ دل ہی دل میں اس کی حماقت پہ مسکرا دی اگلے ہی لمحے اس کے حلق سے جو چیخ برآمد ہوئی۔ اس نے کھینچ کر اپنی پونی ڈھیلی کی اور مسلسل چیختے عافیہ کو پکارنے لگی۔

"ماماما۔ بھائی نے مارا ہے۔"

وہ آہ و پکار کرتے ہوئے روتے ہوئے بولی۔ صدام نے ہونق پن سے اس لڑکی کی جانب دیکھا جو کس قدر بڑی والی ڈرامے باز تھی۔ وہ غصے سے دانت کچکچا کر رہ گیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کی چیخوں سے عاجز آتے وہ کچن سے جو ہی باہر نکلی پریسہ کے بالوں کی اجڑی ہوئی حالت دیکھ سرعت سے اس کی جانب بھاگی ہوئی آئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"صدام یہ کیا حرکت ہے کیوں مارا ہے اسے۔"

وہ تیکھے چتونوں سے صدام کو گھورتے ہوئے تند لہجے میں بولی تو پریسہ کے دل میں خوشی کے مارے لڈو پھوٹنے لگے۔

"ماما یہ چالاک لومڑی سراسر جھوٹ بول رہی ہے۔"

وہ اب کی بار سچ میں اس کے بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے بولا تو وہ درد کی شدت سے کراہ اٹھی اور شکوہ کناں نگاہوں سے عافیہ کی جانب دیکھا۔

"ماما میں نے صرف بھائی سے یہ کہا تھا کہ اب کچھ دیر کیلیے ریموٹ مجھے دیدیں مگر جواب میں انہوں نے مجھے مارا۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔ صدام نے اس کی ہمت پہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"پریسہ تمہارے کوئز کی تیاری ہو گئی کیا۔"

صدام بروقت موقع پہ چوکہ مارتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے گویا ہوا۔ پریسہ کا رنگ اسے بازی پلٹتے دیکھ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا البتہ عافیہ ناسمجھی سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"بھائی کوئز کونسا کوئز۔"

وہ عافیہ کی موجودگی کا خیال کرتے آنکھوں کے اشارے سے اس کی منت کرتے ملتجیانہ لہجے میں بولی مگر صدام نے شاہانہ انداز میں ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کونسا کوئز پری آپ نے جس کی اب تک تیاری نہیں کی اور کیا کل ہے وہ۔"

عافیہ نے سنجیدگی سے استنسفار کیا۔

ماماوہی کوئز جس کا میں صبح سے بارہا بار اسے پڑھنے کا کہہ چکا ہوں اور اب جب ریموٹ مانگنے کے جواب میں "میں نے اسے پڑھنے کا کہا تو جواب میں اس نے اپنے بال خود ہی کھینچ کر واویلا مچادیا تاکہ میں پھنس جاؤ۔"

وہ پریسہ کے شانے پہ گرد بازو پھیلاتے دل جلانے والے مسکراہٹ سمیت بولتے اس کا دل جلا کر راکھ کر گیا۔عافیہ کی توپوں کا رخ اب صدام سے ہٹتے اس کی جانب مبذول ہو چکا تھا۔کچھ ہی دیر میں وہ پریسہ سے اچھے سے ڈانٹ ڈپٹ کرتے آخر میں نرمی سے سمجھاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ان کے اٹھتے ہی صدام بھی بھاگنے والے انداز میں اس سے سو قدم کا فاصلہ اختیار کر گیا جس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کا خون چوس جاتی۔اب وہ آگے آگے بھاگ رہا تھا اور پریسہ پانی کا جگ پکڑے اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہی تھی تاکہ موقع ملتے ہی یہ سارا جگ اس کے سر پہ انڈیل سکے۔کچھ ساعتوں بعد ہی پریسہ نے اسے گھیرے میں لے لیا تھا۔پری نے کھینچ کر جگ میں موجود پانی اس کی جانب اچھالا لیکن وہ بروقت نیچے جھکتے اپنے حصے کا پانی اندر آنے والی شخصیت کے چہرے کی زینت کر چکا تھا۔اس نے مقابل کھڑی شخصیت کو دیکھتے پھٹی پھٹی نگاہوں سمیت دونوں ہاتھ سختی سے اپنے لبوں پہ جمائے تھے جس کی آنکھوں میں اب بھی اسے دیکھتے صرف سرد تاثر ہی ابھرا تھا۔صدام جو نیچے جھکا ہوا تھا اپنی پشت پہ بھیگے کھڑے شہرام کو دیکھتے اس کا فلک شگاف قہقہہ لاؤنج کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

فضامیں گونجا۔وہ اب اس کی صورت دیکھ مشکل اپنی ہنسی ضبط کرنے کے چکروں میں تھااس کے برعکس پریسہ کااس کی آنکھوں کی اگلتی آگ کو دیکھتے دم گھٹنے لگا۔

"ارے کیا ہو گیا ہے بھئی غلطی سے ہوا ہے رنگ کیوں اڑ رہا ہے تمہارا۔"

وہ پریسہ کے فق پڑتے چہرے کو دیکھتے بے اختیار ہی اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے تسلی آمیز لہجے میں بولا اور خود شہرام کی جانب بڑھا جو ایک ہی جگہ پہ ساکت کھڑا تھا۔

تو میری لاڈو کو گھور رہا ہے شہرام اور یہ بات ایک بھائی ہونے کی حیثیت سے مجھے تو بلکل بھی برداشت نہیں "ہے۔"

وہ اس کے شانے کو تھپتھپاتے جتانے والے لہجے میں بولتے اس کے سینے سے لگا۔اس دوران پریسہ عجلت میں اسے سوری بولتے وہاں سے بھاگنے والے انداز میں کمرے کی جانب بڑھی کیونکہ اس کی نگاہوں میں اسے دیکھ کر جو سرد مہری ابھرتی تھی وہ ناجانے کیوں پریسہ کا دل چیر کر رکھ دیتی تھی۔اس سے بہتر یہی تھا کہ وہ اس کا سامنا ہی نا کرتی۔

تو پھر اپنی بہن کو سمجھاؤ کہ اپنی حرکتیں درست کرلیں پھر نا تو میں اسے گھوروں گا اور نا تمہیں تکلیف "ہو گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بھی جواباً سادہ سے لہجے میں بہت گہری بات کر گیا۔اندر آتے ہی وہ عافیہ سے ملا جو اس سے بہت خوشدلی سے ملی تھی۔صدام پہلے ہی شہرام کی بابت انہیں آگاہ کر چکا تھا۔عافیہ نے ملازمہ کو چائے کا انتظام کرنے کو کہا اور خود ان کے پاس ہی آکر بیٹھ گئی۔اب وہ تینوں ناجانے کونسی باتیں کرنے میں محو تھے۔

پنے کمرے میں آتے ہی وہ جلے پیر کی بلی کی مانند پورے کمرے میں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی معاً فون بجنے کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچی۔فون اٹھا کر دیکھا تو عفیفہ کا فون تھا۔اس نے بغیر کوئی وقت ضائع کیے فون کان سے لگایا۔

"عفیفہ بہت غلط ہو گیا میرے سے۔"

فون چھٹتے ہی وہ دبے دبے لہجے میں بولی اور کمرے کی کھڑکی کھولتے وہاں آکھڑی ہوئی۔

"کیوں کیا ہو گیا ہے سب ٹھیک ہے ناپری۔"

اس کے پریشانی سے پوچھنے پہ پریسہ نے پوری بات تفصیل سے اس کے گوش گزار دی مگر اس کی بات ختم ہونے کی دیر تھی کہ اگلے ہی لمحے اس کی ہنسی کا جو فوارا چھوٹا وہ مسلسل ہنستی ہی چلی جا رہی تھی اور پریسہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا سر پھاڑ دے۔

"تم ہنس لو میں فون بند کر رہی ہوں۔"

وہ چڑ کر بولتی اس سے پہلے فون کاٹتی عفیفہ کی پکار پہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"پری ہر غلط قسم کا کام تمہارا انہی کے سامنے ہی سرزد ہوتا ہے کہیں یہ محبت کی شروات تو نہیں۔ یا پھر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہیں تم سے محبت ہو گئی ہو۔"

وہ شریر لب و لہجے میں بولتے اس کی سماعتوں میں صور پھونکنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"عفیفہ میں نے تمہارے ساتھ اپنی پریشانی کا اظہار کیا ہے اور تم یہ کس قسم کی بیہودہ گفتگو کر رہی ہوں رہی محبت کی بات تو جن سے محبت کی جاتی ہے اس کیلیے آپ کے ہر عمل میں نرمی ہونا ضروری ہے جو آنکھوں کے راستے نگلا نہیں جاتا جس طرح وہ مجھے دیکھتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے سالم نگل جائیں گے۔"

وہ بیچارگی سے بولتے آخر میں پھر سے اداس ہو گئی۔ اس کا افسردہ لہجہ اس نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

"اچھا اب بس کرو کچھ نہیں ہوا معذرت کر لی نا تم نے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے رہی بات تمہیں گھورنے کی تو وہ سب کو ہی ایسے گھورتے ہیں فقط تمہیں نہیں ہو سکتا ہے انہیں لڑکیوں سے کسی قسم کی کھاڑ ہو۔"

وہ اپنی تیہ اس کی بات کا مطلب اخذ کرتے ہوئے بولی۔

"انہیں لڑکیوں سے نہیں فقط مجھ سے ہی کھاڑ ہے" عفیفہ۔ میں نے تو کبھی کسی کو کچھ غلط نہیں کہا وہ مجھے شاید بد تمیز خود سر لڑکی سمجھتے ہیں میں ایسی تو نہیں ہوں۔"

وہ بھرائے لہجے میں گویا ہوئی۔ عفیفہ اس کے رونے پہ ساکت رہ گئی۔

"پری کیا وہ شخص اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ ہماری گفتگو میں صرف اس کا ذکر ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے جھاڑنے والے انداز میں بولی۔

وہ اہمیت کے حامل تو نہیں ہے مگر پھر بھی ناجانے کیوں صرف ان کی باتوں سے ہی تکلیف محسوس ہوتی "ہے۔"

وہ دھیمے نم لہجے میں بولتے اسے سن کر گئی۔اس نے فالوقت باقی باتیں کل آمنے سامنے کرنے کا سوچا اور گہرا سانس بھرتے اس کی توجہ اس بات سے ہٹانے لگی۔

خیر میں نے جس لیے تمہیں فون کیا تھا وہ تو بھول ہی گئی۔کل کے لیے جو نوٹس تیار کرنے ہیں وہ تو بھیج دو "پلیز۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی تو پریسہ نے بھی ساری باتوں کو ذہن سے جھٹکتے اثبات میں سر ہلایا اور اسے وٹس ایپ کرنے کا کہتے کال کاٹ دی۔کچھ ہی دیر میں وہ ان تمام فضول باتوں کو ذہن سے جھٹک کر اپنی توجہ پڑھائی کی جانب مبذول کروا چکی تھی۔بڈیز گروپ میں نوٹس بھیجتے ہی اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتی میسج کی آواز پہ اس نے موبائل دیکھا جہاں ہادی کا میسج جگمگا رہا تھا۔

"پتیسہ کل ذرا میرے آگے بیٹھ کر میرا منہ میٹھا کروا دینا ساتھ میں دانت نکوسنے والا ایموجی۔"

وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"تم تو چپ ہی رہو ہادی۔ہمیشہ ایسی حرکات کر کے آخر میں بازی بھی تم ہی مار جاتے ہوں۔"

وہ جلے کٹے انداز میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

سب کو دھوکے میں رکھ کر آخر میں پینتڑا بدل لینے والے کو ہی تو فسادی پھپھو میرا مطلب ہے کہ ہادی ملک "
"کہتے ہیں۔

بریزہ کے میسج پہ جہاں وہ کھل کر مسکرائی تھی وہی اب گروپ میں ہی وہ دونوں گھتم گتھا ہو چکے تھے۔ وہ موبائل سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کر کچھ کھانے کا سوچتے کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے خیال میں تو اب تک شہرام یا تو انیکسی میں چلا گیا ہو گا یا پھر اپنے گھر ہی چلا گیا ہو گا۔ پھر بھی اپنی تسلی کی خاطر اس نے ایک طائرانہ نگاہ سب جگہ پہ گھمائی لاؤنج میں عافیہ کو کسی سے فون پہ مصروف دیکھ وہ سیدھا وہی چلی آئی۔

"پڑھ لیا میری زندگی نے۔"

عافیہ نے فون بند کرتے محبت سے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ وہ مرے مرے قدموں سے چلتی ان کے بازوؤں میں آسمائی۔

"ماما بھائی کو بھلا کیا ضرورت تھی اپنے کسی دوست کو یہاں رکھنے کی۔ بھائی کو بول دیں آپ کہ آئندہ ان کا کوئی دوست اس گھر۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنے لہجے پہ حتی الامکان قابو پاتی کھردرے لہجے میں اپنی بات مکمل کرتی سامنے نگاہ پڑتے ہی اس کا شدت سے جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس پہ سما جائے۔ چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا مگر شاید وہ سن کر بھی ان سنا کر چکا تھا یہاں تک کہ اب کی بار اس نے پریسہ کو دیکھنا بھی گوارا نا کیا۔ اس کے دل کو بے اختیار دھکا سا لگا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اچھا آنٹی اب میں نکلتا ہوں۔"

وہ عافیہ کے سامنے جھکتے مودب لہجے میں بولا۔پریسہ اسے اس قدر نزدیک دیکھ دم سادھ گئی۔سیاہ رنگ کی شلوار قمیض پہ بھورے رنگ کی چادر جو شاید نہیں یقیناً اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔کانچ سی آنکھیں جن میں ہنوز ایک سرد مہری سی رقم ہوتی تھی۔ گھنی مونچھوں تلے عنابی لب جو ہمہ وقت بھینچے ہوتے تھے ساتھ بیئرڈ وہ بلاشبہ ایک مکمل مرد تھا۔وہ یک ٹک اس کے چہرے کو نگاہوں کے حصار میں لیے تک رہی تھی کہ اچانک ہی شہرام کی نگاہیں اس کی آنکھوں سے جا ٹکرائی۔پریسہ کے چہرے کا رنگ یکلخت بدلا تھا۔وہ بے ساختہ اپنے دھڑکتے دل پہ ہاتھ رکھ گئی۔شہرام اب اس سے نگاہیں ہٹاتا فون پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہو چکا تھا۔

"زہ ہ یم مورہ اندیہ نہ مہ کوہ زہ بھر یم اوس کور تہ ؑم او خبر ہ کوم"

(میں بلکل ٹھیک ہوں مورے آپ پریشان مت ہو۔ابھی باہر ہوں گھر جا کر بات کرتا ہوں۔)

فون اٹھاتے ساتھ ہی اس کا مسکراتا ہوا مخصوص پٹھانوں والا لہجہ اس کی سماعتوں میں گونجا تو اس نے خوشگوار حیرت سے پلکوں کی جھالر اٹھاتے اس کے چہرے کو جانچا جہاں کسی قسم کی سختی نہیں تھی بلکہ ایک نرم سا تاثر تھا۔وہ خاموشی سے وہاں سے نکلتے ٹیکسی کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی پریسہ صدام کے سر ہوئی۔

"بھائی یہ پشتو میں بات کر رہے تھے نا کیا بول رہے تھے۔"

وہ دلچسپی سے صدام کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اتنے سالوں کی دوستی کے بعد میں آج تک یہ جان نہیں پایا کہ یہ کب کہاں کس سے کیا بات کرتا ہے کیونکہ "

"جب بھی ایبٹ آباد سے فون آتا ہے اس کا لہجہ خود بخود ایسا ہو جاتا ہے۔

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے مسکرا کر بولا تو وہ بجھے دل سمیت گردن ہلا گئی۔کس قدر خوبصورت لہجے میں وہ مقابل سے مخاطب تھا۔اس کی سوچ کے سارے دھاگے ناچاہتے ہوئے بھی اس کی ذات سے جڑ چکے تھے۔

اگلے دن سورج جم کر آگ برسا رہا تھا۔اکتوبر کا مہینہ ہونے کے باوجود گرمی میں کچھ خاص افاقہ نا تھا۔گرم ہواؤں کے زور سے لہراتے درخت وجود میں سنسناہٹ سی اتار دیتے ایسے موسم میں وہ گھنے درخت کی چھاؤں تلے بیٹھے کانوں میں ہینڈ فری لگائے اپنی ہی مستیوں میں مگن تھا اگلے ہی لمحے اپنی کمر پہ پڑنے والی ٹانگ سے وہ کراہ کر ایکدم ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا ۔

اٹھ جا جاہل انسان۔اب تو کچھ پڑھ لیں ساری رات تیری شغل بازیاں نہیں ختم ہو رہی تھی۔اب سر جب "

"کوئز کا پوچھیں گے نا تو اسی گانے پہ ناچ کر دکھائی سر کو۔

ہادی اس کے نزدیک ہی بیٹھتے تلملا کر بولا تو وہ خود بھی سوچ میں پڑ گیا۔

"کچھ ایسا کرو کہ آج کا یہ کوئز ہی کینسل ہو جائے۔"

فارس اپنے شیطانی دماغ سے کچھ سوچنے کے جتن کرنے لگا معاًاس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔اس نے چمکتی نگاہوں سے ہادی کی جانب دیکھا اس سے قبل کہ وہ کچھ بولتا اپنے نزدیک سے آنے والی بائیک کی آواز پہ ان

All Rights Reserved By Novels Lounge

دونوں نے جوں ہی نگاہیں بائیں جانب گھمائی وہاں بلکل نئی سیاہ رنگ کی ہیوی بائیک پہ موجود ارتضی کو دیکھتے انہیں اپنی آنکھیں دھوکہ دیتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچے اور مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ایک اداسے سر کے بالوں کو سنوار رہا تھا۔

"کس کی چوری کر کے لایا ہے۔"

فارس نے اس کی بائیک کا تفصیلی معائنہ کرتے خشمگین نگاہوں سے اسے تکتے سوال کیا۔اس کی بات ارتضی کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"میں ارتضیٰ ہوں فارس شیخ نہیں۔"

جواباًوہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا اور اپنے بالوں کو سنوارتے تین چار سیلفیز کھینچ ڈالی۔

ارتضیٰ تو تو ہیوی بائیکس ایسے تبدیل کرتا ہے جیسے کوئی معمولی سالباس ہو۔واہ یار ایک مجھے بھی بطور تحفہ "

"دے دے اگر اتنا ہی امیر ہے تو۔

ہادی مسکرا کر بولتے آخر میں مسکینیت سے بولا۔

اے چل شاباش کوئی نئی چیز دیکھی نہیں ساتھ ہی بھکاریوں کی طرح ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو جاتا ہے غریبوں کی "

"طرح۔

وہ منہ بناتے ہوئے اس پہ واضح کر گیا کہ وہ اس بائیک کے لائق نہیں ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اور ویسے بھی جس چیز کا شوق جنون بن کر آپ کے سر پہ سوار ہو تو پھر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ معمولی سا لباس "

"ہے یا اس طرح کی ہیوی بائیکس بس خرید لینی چاہیے۔

وہ مسکراتے لہجے میں بولا تو ان دونوں نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

اور تیرے جیسی مخلوق کو تو میوزم میں رکھنا چاہیے کیونکہ ایسی مخلوق تو ایک صدی میں ایک بار ہی وجود میں "

"آتی ہے جو تیری صورت میں آچکی ہے۔

فارس نے برابر طنز کرتے اپنا حساب چکتا کیا۔

"کمینہ کہی کا۔"

ہادی دل ہی دل میں بڑبڑایا سامنے بول کر اپنا منہ تھوڑی ناتڑوانا تھا۔

تیرے سے تو میں بعد میں نپٹوں گا گو نچھو انسان ابھی خاموش ہوں تو مجھے ہلکے میں قطعی مت لینا اپنے "

"سارے بدلے سود سمیت لینا آتا ہے مجھے۔

وہ اس کے بازو میں زوردار قسم کی چٹکی بھرتے تیز تیز قدموں سے شہرام کے آفس کی جانب بڑھ گیا۔ہادی نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔ارتضیٰ بھی اپنی تکلیف پہ بلبلاتے بائیک کو کک لگاتے پارکنگ ایریا کی جانب بڑھ گیا۔اس کے آفس کے باہر پہنچتے ہی اسے وہ تمام ہمت متجمع کرتے اندر داخل ہوا تو وہ اندر موجود نہیں تھا۔اس کا اطمینان مزید بحال ہو گیا تبھی سب باتوں کو جھٹکتے اس کی نگاہ میز پہ رکھے چائے کے کپ پہ پڑی جسے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے بغیر کسی تردد کے تھامتے لبوں سے لگالیا۔ہادی اس کے کمینے پن پہ دانت کچکچا کر تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"تم تینوں یہاں کیا کر رہے ہو۔"

شہرام جوں ہی واشروم سے فریش ہوتے باہر نکلا ان تینوں کو اپنے آفس میں دیکھ اسے اپنے اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"وہ سر جی آپ سے ایک اہم بات کرنی تھی۔"

فارس دانت نکوستے ہوئے بولا۔اس کی آنکھوں میں موجود شرارتی پن سے شہرام نظریں چڑا گیا مگر اپنا چائے کا کپ اس کے آگے رکھا دیکھ اس کے اعصاب جھنجھنا اٹھے۔

"سر جی وہ ایک التجا کرنی تھی آپ سے۔"

ارتضیٰ نے بات کی تمہید باندھی تو انہوں نے زور و شور سے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

"بولو۔"

شہرام لٹھ مار انداز میں بولا تو وہ دونوں کھسیا گئے۔

"وہ دراصل ہم کہنے آئے تھے کہ باقی سارے استاد پڑھائی میں آپ سے آگے نکل چکے ہیں بس آپ ہی پیچھے رہ گئے ہیں تو کیوں نا آج آپ کے لیکچر کے بعد بھی آپ ایک میک اپ کلاس لے لیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس نے معصومیت سے بولتے ایک ہونہار طالب علم کا ثبوت دیا تو اس نے پیپر ویٹ کو دونوں ہاتھوں میں گھماتے گہری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جن کے چہروں پہ ایسی معصومیت رقم تھی کہ شہرام نے اپنے ہی بے ساختہ خیال پہ دس بار تف بھیجی۔

"کیوں میرے لیکچر کے بعد کسی کی کلاس نہیں ہے آج۔"

وہ مصروف سے انداز میں بولتے موبائل پہ جھک گیا۔

"ہے ناسر مگر سر نعمان کی وہ تو ہمیں سب کچھ پڑھا چکے ہیں۔ان کی ضرورت نہیں ہے ہمیں بلکل بھی ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔"

وہ میز پہ جھک کر رازدارانہ انداز میں گویا ہوا۔اسی لمحے چیخ کی آواز کے ساتھ آفس کا دروازہ کھلا اور سر نعمان اندر داخل ہوئے مگر وہاں بیٹھے ان تینوں شیطان کی پوٹلیوں کو دیکھ ان کا ماتھا ٹھنکا تھا۔

جی شہرام بولیں آپ کو کچھ ضروری بات کرنی تھی۔

سر نعمان کی رعب دار آواز پہ ان تینوں کی نگاہیں بیک وقت اپنی پشت پہ اٹھی جہاں سے وہ آگے کی جانب آرہے تھے۔

"جی سر وہ دراصل مجھے آج اپنا لیکچر لینے میں ہو سکتا ہے آدھے گھنٹے کی تاخیر ہو جائے تو اس وقت میں اگر آپ نے کچھ پڑھانا ہو تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سنجیدگی سے بولتے ان تینوں کی جانب دیکھنے لگا جن کی رنگت غصے سے سرخ پڑ چکی تھی۔کچھ ہی دیر میں ان تینوں کا نام ونشان آفس کی حدود سے ہی مٹ چکا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا ہم تو شہرام سے ہینڈ کرنے چلے تھے اس نے تو ہمارے ساتھ ہی ہینڈ کر دیا۔"

ارتضیٰ اپنا رونا روتے ہوئے بولا۔ساری رات فارس کے ساتھ آوارہ گردیاں کرتے رہنے کے بعد اب کوئز کون دے سکتا تھا۔چند ساعتوں بعد وہ پانچوں لڑکیاں بھی اپنے اپنے نوٹس ہاتھوں میں تھامے انہی کی جانب چلی آئی۔ان سب کو بھی پڑھتا دیکھ وہ مزید جل کر راکھ ہو گئے۔

"کیا ہو گیا تم تینوں کے رنگ کیوں اڑے ہوئے ہیں۔"

عناب ان کی حالت پہ ہنستے ہوئے بولی۔

"پڑھا نہیں نا تم تینوں نے آج۔"

پریسہ افسوس کرنے والے انداز میں بولی تو ان تینوں نے مظلومیت سے نفی میں سر ہلایا۔

"چلو میں سمجھاتی ہوں کسی حد تک تم لوگوں کو۔"

وہ ان سب کو لیتے کیفے ٹیریا کی جانب بڑھ گئی۔اگلے آدھے گھنٹے میں وہ کسی حد تک انہیں پورا نوٹس ہی سمجھا چکی تھی۔

"بس یہی سب کچھ ہے سلیبس میں سمجھ آ گئی نا۔"

پریسہ نے ان سے تصدیق چاہی تو ان تینوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم اتنے پیار سے پڑھاؤں گی تو سمجھ کس کافر کو آئے گی پتیسہ۔"

اس کی بات پہ پریسہ نے وہ نوٹس کا رول بناتے دو تین بار اس کے سر پہ مارا تھا۔

تم ان کو پورا دن بھی دو گی نا پریسہ تو آج تو یہ قطعی نہیں پڑھنے والے اسی لیے بہتر ہے ان پہ اپنی انرجی مت "

"ضائع کرو اور کلاس میں چلو سر نعمان ویسے بھی آنے ہی والے ہیں۔

مریم نے سنجیدگی سے اسے جتایا تو وہ کسی حد تک سمجھ بھی گئی تبھی گہرا سانس بھرتے وہ پانچوں کلاس کی جانب بڑھ گئی۔

دوستوں پریشان ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے ہم سب ساتھ ساتھ ہیں ویسے بھی یہ جامعہ ہے سکول یا"

"کالج نہیں۔ایک کوئز ہی تو ہے چھوڑ دیتے ہیں بعد میں اس ڈبل بیٹری کو کہہ کر کوئی جگاڑ لگوا لیں گے۔

فارس کرسی کھینچ کر بیٹھتے انہیں تسلی دیتے ہوئے بولا۔

"وسم سے صبح سے ٹینشن لے لے کر بھوک بھی محسوس ہو رہی ہے اب۔"

ارتضیٰ اپنی دونوں ٹانگیں اپنے سامنے رکھی کرسی پہ رکھتے نیم دراز ہو گیا۔

"تم لوگوں کا حال ایسا ہے کہ خود تو ڈوبیں گے صنم تن کو بھی ساتھ لے ڈوبیں گے۔"

ہادی ان دونوں کو ریلیکس دیکھ طنزیہ لہجے میں گویا ہوا۔

"اگر ساتھ ڈوبیں گے نہیں میری چھمک چھلو تو پھر میرے نزدیک یہ دوستی کسی کام کی نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس کی اپنی ہی منطق تھی جو وہ کبھی بھی کسی بھی وقت جھاڑ لیا کرتا تھا ابھی بھی اس کی بکواس زور و شور سے جاری تھی۔

"میرے خیال میں اب سر جا چکے ہونگے ڈھیر گھنٹہ تو ہو گیا ہے۔ چلو اٹھ کر دیکھتے ہیں۔"

وہ تینوں آگے پیچھے بی بلاک کے اندر داخل ہوئے اور اپنی کلاس کی جانب چل دیے۔ صد شکر تھا کہ انہیں سی آر باہر ہی مل گیا۔

"اے بیٹری۔ سر چلے گئے کیا۔"

فارس نے انگلی کے اشارے سے اسے اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا تو وہ بغیر کسی تردد کے آ بھی گیا۔

"ہاں سر تو نا جانے کب سے چلے گئے ہیں انہیں کچھ ضروری کام یاد آ گیا تھا۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے سیدھا کلاس میں گھس گیا۔ وہ تینوں بھی اپنی کامیابی پہ فرضی کالر اکڑاتے کلاس میں گھس گئے مگر سامنے خود کو گھورتی شخصیت کو دیکھ فارس نے اس بیٹری کو دیکھ کر دانت پیسے۔ وہ پانچوں بھی چہرہ جھکائے مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں لال ہوئی چلی جا رہی تھی۔

"کہاں سے آ رہے ہیں آپ تینوں۔"

سر نعمان کی کرخت آواز کلاس کی فضا میں گونجی تو فارس نے سکون سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔

سر میں تو آنے والا تھا کوئز کے عین وقت پہ۔ آپ جانتے ہیں میں کس قدر ہونہار طالب علم ہوں آپ کا بس" آپ کبھی شک مت کیجیے گا میری ہونہاری پہ۔ ہوا یہ کہ لیکچر شروع ہونے سے عین دس سیکنڈ پہلے ہی اس کے

All Rights Reserved By Novels Lounge

پیٹ میں ایسا ہارٹ اٹیک ہوا کہ مجھ سے میرے دوست کی تکلیف نا دیکھی گئی اسی لیے اس وقت سے اگر تکلیف سے یہ تڑپ رہا تھا تو میں بھی رو رہا تھا یہ دیکھیں میری آنکھیں رت جگے کی عکاسی کر رہی ہیں۔"

ارتضیٰ بھولپن کے تمام ریکارڈ توڑتے تو ڑمڑ ور کر بھونڈا سا بہانہ بناتے ہوئے بولا مگر اگلے ہی لمحے اپنے پیٹ پہ پڑنے والی کہنی کی بدولت وہ کراہ کر رہ گیا جو فارس کی مرہونِ منت تھی۔

"اب اندازہ ہو گیا ہو گا تجھے کہ پیٹ میں ہارٹ اٹیک کیسے آتا ہے جاہل انسان دل میں ہوتا ہے۔"

فارس اس کی بکواسیات پہ دانت کچکچاتے سر کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ سرگوشی نما لہجے میں گویا ہوا۔وہ بوکھلاتے دوبارہ سر نعمان کی جانب متوجہ ہوا۔

"اوہ سوری سر نینداس قدر سوار ہے سر پہ کہ بس۔سوری سوری دل میں ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہکلاتے لہجے میں تصحیح کرتے گویا ہوا۔ہادی نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اپنے ساتھ ساتھ ان دونوں کو بھی پھنسا رہا تھا۔

"اچھا آپ کے پیٹ میں ہارٹ اٹیک ہو گیا تھا اور آپ ساری رات رونے میں مصروف تھے حالانکہ ان کو ہارٹ اٹیک لیکچر سے عین دس منٹ پہلے ہوا ہے آپ دونوں کی تو سمجھ میں آگئی آپ بتائیں ہادی آپ کے ساتھ کیا مسئلہ درپیش تھا۔"

ان کی توپوں کا رخ اپنی جانب مڑتا دیکھ ہادی نے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"سر وہ میں۔میں تو جائے نماز سے نہیں اٹھا ڈاکٹرز نے تو جواب دے دیا تھا اور یقین کریں میں نے تو فارس کے قلوں کی بھی تیاری کرلی تھی مگر وائے رے قسمت اب وہ بوٹیوں والی بریانی کی دیگ ان بے بس لاچار طلبہ میں ہی تقسیم کردیں گے کیونکہ غریب تو یہ بھی ہیں نا شکلیں دیکھیں ان کی۔"

اس کے دکھی لہجے میں بولنے پہ فارس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مطلب اپنے مفاد کی خاطر وہ اس کے قل کی تیاری بھی کرواچکا تھا۔اس نے تمسخرانہ نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا۔

"سر میں آپ کو دکھائی دے رہا ہوں نا۔آپ مجھے سن پارہے ہیں یا نہیں۔"

فارس ایکدم کچھ سوچتے سر نعمان کے آگے ہاتھ جھلاتے ہوئے دانت پہ دانت جماتے ہوئے بولا تو اس کی فضول حرکت پہ ان کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"دیکھا سر آپ نے اس کے ہارٹ اٹیک کا اثر دماغ پہ سب سے زیادہ ہوا ہے تبھی ایسی بہکی بہکی باتیں کررہا ہے۔"

ہادی تو باقاعدہ فارس کے شانے سے سر ٹکاتے رونا شروع ہوچکا تھا۔فارس نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور پھینکا۔

"نہیں سر مجھے ڈر ہے کہ ایک نے مجھے ہارٹ اٹیک کروادیا دوسرے نے میرے قل کروادیے اب اپنے مفاد کی خاطر یہ دونوں یہ نا بول دیں کہ سر آپ دیکھیں آپ کے کوئز کی خاطر ہم اس کی روح کو قبر سے کھینچ کر نکال لائے ہیں محبت ہی کچھ ایسی ہے انہیں آپ سے کہ میری جان تک لے لی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان دونوں کو قہر برساتی نگاہوں سے تکتے سلگتے لہجے میں بولتے انہیں پہلو بدلنے پہ مجبور کر گیا۔وہ کھسیا کر مسکینیت سے ہنس دیے۔

اوکے کلاس کوئز تو آپ سب کا ہو گیا نا۔اب جو یہ تینوں محترم رہ گئے ہیں یہ اسی ٹاپک پہ ہمیں پریزنٹیشن دیں "گے تاکہ ہمیں ان کی ہونہاری پہ کسی قسم کا کوئی شک نا رہیں۔"

وہ ان کے شانے تھپتھپاتے ہوئے بولے۔

"سر ایسی باتیں نا کریں سچ میں ہارٹ اٹیک ہو جائے گا۔"

فارس ہنستے ہنستے آنسو پونچھتے ہوئے بولا مگر ان کی جواب میں ایک ہی رٹ تھی۔فارس نے غصے سے بیگ کرسی پہ پھینکا اور کٹیلی نگاہوں سے سی آر کی جانب دیکھا جو اب اپنی مونچھوں کو تاؤ دے رہا تھا۔رتضی اور ہادی اپنی جگہ سنبھال چکے تھے۔

میں جارہا ہوں پریزنٹیشن دینے تم میں سے کسی نے بھی سوال پوچھا نا تو بس پھر یاد رکھنا میرے سے برا کوئی "نہیں ہو گا۔"

وہ اپنی شرٹ کے بازو کو کہنیوں تک فولڈ کرتے تنبیہی لہجے میں گویا ہوا۔

فارس تو ٹینشن ہی کیوں لے رہا ہے ہمیں کچھ آتا ہو گا تو تیرے سے پوچھیں گے نا۔جا میرا شہزادہ ویر۔آج "میدان فتح کر ہی آ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ارتضیٰ اسے پچکارنے والے انداز میں بولا تو وہ دو منٹ آنکھیں موندتے صبح والی پریسہ کی باتیں یاد کرنے لگا جو پانچ منٹ کی مشقت کے بعد کسی حد تک زبان پہ آئی تھی۔اگلے دس منٹ میں وہ اٹک اٹک کر بولتے وہ ٹاپک سمجھانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ارتضیٰ اور ہادی نے باقاعدہ کھڑے ہو کر ہوٹنگ دی البتہ فارس نے سر کو خم دیتے پریسہ کی جانب دیکھا تھا جس کی بدولت وہ یہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

"بہت خوب فارس۔"

سر نعمان کے منہ سے تعریفی کلمات سن اسے غش آتے آتے رہ گئے۔

"سر میں نے کہا تھا کہ میری قابلیت پہ شک مت کیجیے گا۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے گردن اکڑا کر بولا۔

"سر جی سب کچھ سمجھ آگیا ہے ہمیں بس ایک سوال ہے ذرا عرض کروا گر آپ کی اجازت ہو تو۔"

ہادی اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

نہیں بیٹا ابھی کلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے آپ مجھ سے آفس میں آکر مل لیجیے گا میں کل پوری کلاس کے "سامنے اس کا جواب دوں گا۔"

وہ اپنی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے بولے تو وہ ان کے جواب پہ ناک منہ چڑھا کر رہ گیا۔

واہ ہمارے سے پریزنٹیشن تک کروالی اتنی جلد بازی میں اپنی باری کل بتاؤں گا انج دے استاد ہون تو بہتر "اے استاد ہو وے ای نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کے کلاس سے جاتے ہی فارس تمسخرانہ لہجے میں گویا ہوا۔ سی آر بھی سر کے چمچے کی طرح کلاس سے فرار ہو چکا تھا۔

"شکریہ پتیسہ آج تمہاری بدولت میری عزت رہ گئی۔"

وہ سچ میں پریسہ کا مشکور تھا۔ پریسہ نے اس کی بند مٹھی نما مکے پہ مکہ مارا اور مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"دوست ہوتے کس لیے ہیں۔ اگر وہ آپ کی عزت کا فالودہ کرنا جانتے ہیں تو آپ کی عزت رکھنے میں بھی سب سے پیش پیش وہی ہوتے ہیں۔"

وہ گہرے مسکاتے لہجے میں بولی۔ وہ سب اس کی بات پہ کھل کر ہنس دیے تھے معاً پریسہ کی ہنسی کو بریک دروازے پہ ایستادہ شہرام کو دیکھ کر لگی جس کی آنکھیں بلکل بے تاثر تھی۔ چہرے پہ ازلی سرد پن عود آیا تھا۔ اس کے دل کی دھڑکن ان آنکھوں میں دیکھتے نا جانے کیوں معمول سے تیز ہوئی تھی۔ فارس نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا جواب روسٹروم پہ جا کر اپنا لیپ ٹاپ اور کتابیں رکھ چکا تھا۔ وہ سب خاموشی سے اپنی اپنی جگہ سنبھال گئے۔ مریم نے شہرام کی شخصیت سے مرعوب ہوتے سرعت سے خود کو درست کیا اور ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالی اس کی یہ حرکت ان چاروں کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی۔

"ویسے اتنے شاندار شخص کو ہمارے سر بنا کر بھی بہت اچھا کام کیا ہے بندہ ایسے حسین و جمیل بندے کو دیکھ کر ہی خوش ہو لے اب دیکھنے میں تو ممانعت نہیں ہے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ہنستے ہوئے کھنکتے لہجے میں بولی۔ بریزہ اور عناب اس کی بات کھل کر ہنس دی تھی البتہ پریسہ اور عفیفہ نے سنجیدگی سے ایک دوسرے کی سمت دیکھا تھا اور مریم سے کچھ فاصلے پہ براجمان فارس اس کی سوچ پہ ہی عش عش کر اٹھا۔

"مورے پشمینہ باجی کہاں ہے۔ صبح سے دیکھ رہی ہیں مگر امارے کو کہی نہیں دکھی وہ۔"

پرخہ جوں ہی سکول سے پڑھ کر واپس لوٹی اس وقت سے پشمینہ کو پوری حویلی میں تلاش کرتی پھر رہی تھی مگر وہ تھی کہ کہی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ غنچہ نے اس کی جانب دیکھا۔

"جا میرا بچہ پچھلے باغ میں دیکھ وہی ہوگی مینہ۔ صبح سے ناجانے کیوں ماری ماری پھر رہی ہے اماری بچی۔"

ان کی بات پہ وہ دروازے کی حدود پھلانگتی بھاگنے والے انداز میں باہر دالان کی جانب بڑھی اور وہاں سے ہوتے ہوئے باغیچے کی جانب چل دی اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ اسے وہی بڑے سے پتھر پہ بیٹھی ہوئی دکھائی تھی۔ وہ بھی دبے دبے قدموں سے چلتی اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھال گئی۔

"آپ اداس ہو مینہ باجی۔ ایسے تنہا بیٹھ کر کونسی یادوں میں گم ہو۔"

وہ اس کے شانے کے گرد بازو حائل کرتے دوستانہ لہجے میں گویا ہوئی تو پشمینہ نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں کچھ نہیں بس یہاں آنے کا دل چاہ رہا تھا ام کا تو چلی آئی تم بتاؤ ابھی تک سکول کا لباس کیوں نہیں تبدیل کیا تم نے۔"

وہ اس کے بالوں کو سنوارتی مدھم لہجے میں بولی۔ وہ اس کا دھیان سراسر اپنی جانب سے ہٹوانا چاہتی تھی۔

"جھوٹ مت بولیں ام سے آپ باجی۔ امیں اچھے سے معلوم ہے کہ آپ یہاں کیوں آکر بیٹھی ہیں لالہ کی یاد آرہی ہے نا آپ کو۔"

اس کی بے ساختہ بات پہ پشمینہ کے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔ اس نے گھبرا کر پہلو بدلا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے پرخہ۔ بس اداس ہوں میں۔

وہ مدھم شکست خورد لہجے میں گویا ہوئی۔ پرخہ نے بے ساختہ اسے سینے میں بھینچ لیا۔

"لالہ کو آپ کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ نا جانے کیوں وہ ایسے اکھڑ مزاج ہو گئے ہیں اماری سمجھ سے بالا تر ہے یہ بات۔ اور آپ دونوں کے مابین جو رشتہ ہے انہیں وہ بھی تو سمجھنا چاہیے نا۔"

وہ ناراضگی اور غصے کے ملے جلے تاثرات سمیت بولی تو پشمینہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا مگر پھر مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ان کے نزدیک اس رشتے کی کوئی اہمیت نہیں ہے پرخہ وہ ختم کر دیں گے اسے بھی ان کیلیے کچھ بھی مشکل نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ خالی خالی لہجے میں بولتے درخت سے پشت ٹکا کر دور کہی خلا میں دیکھنے لگی۔پر خہ کو اس وقت وہ کافی قابل رحم محسوس ہوئی تھی۔

"مگر خان بابا ایسا"

""اے مینہ۔پر خہ آجا اندر۔خان بابا آرہے ہیں بس زمینوں سے۔"

غنچہ کی آواز پہ وہ دونوں خان بابا کا نام سن کر ہی بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھی تھی کیونکہ کھانے کو انتظار کروانے والے سے خان بابا کو سخت نفرت تھی اور وہ دونوں سب جانتے بوجھتے انہیں اشتعال میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"رخہ تم اس متعلق کسی سے کوئی بات نہیں کرو گی تم کو اماری قسم ہے۔"

مینہ نے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے ملتجیانہ لہجہ اپنایا۔

"آپ پریشان مت ہو باجی۔"

وہ مصالحتی لب و لہجے میں بولتی مسکرا کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔مینہ نے بھی اچھے سے چادر خود سے درست کرتے زنان خانے کی جانب قدم بڑھائے تھے جہاں بریختہ خانم پہلے سے ہی موجود تھی۔

ہیلو ایوری ون ایک اطلاع عرض ہے باوثوق ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ ساتویں اور آٹھویں سمیسٹر کا ٹور مالم جبا" جارہا ہے اور وہ بھی پورے تین دنوں کیلیے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سب کیفے میں اپنی مخصوص جگہ پہ ڈیرا جمائے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کہ اسی دوران ارتضیٰ تقریباً ہانپتا ہانپتا وہی چلا آیا تو سب نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا مگر اس کی اگلی بات پہ سب کے چہرے پہ حیرت کے ساتھ ساتھ بے یقینی والا تاثر بھی ابھرا تھا کیونکہ پچھلے دو سالوں سے ڈیپارٹمنٹ والے کہی بھی نہیں لے کر گئے تھے۔

"یہ فیکلٹی کو ہمارا احساس کب سے ہو گیا جو ہمیں گھمانے پھرانے لے کر جا رہے ہیں۔"

فارس بے نیازی سے چیونگم چباتے ہوئے بولا تو ہادی نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"چل تو اپنی منحوست اور کالی زبان کو ایک جانب رکھ بس یہ سمجھ کہ دیر آئے اور درست آئے۔"

وہ سمجھانے والے انداز میں بولتے کرسی کی تلاش میں نگاہیں گھمانے لگا جو اسے کافی فاصلے پہ دکھائی دے تھی۔معاً اپنے سے کچھ فاصلے پہ بیٹھے جونئیر کو دیکھ اس کی آنکھیں چمک اٹھی وہ کروفر سے چلتا اس کے نزدیک پہنچا اور اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"کیا ہوا بھائی۔"

وہ لڑکا حقیقت میں ارتضیٰ کے تیور دیکھ پریشان ہو چکا تھا۔اس کے اٹھتے ہی ارتضیٰ نے ایک جست میں کرسی اس کے نیچے سے کھینچی اور خود ان کے ساتھ لگاتے جگہ سنبھال گیا۔

"جا میرا شہزادہ پتر وہ دیکھ کرسی رکھی نظر آرہی ہے نا وہ لے آ اور اس کے بیٹھ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پشت تھپتھپاتے پچکارنے والے انداز میں گویا ہوا۔اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بھائی یہ تو غلط بات ہے۔"

اس نے اپنی جانب سے بے ساختہ احتجاج کیا تو ان سب نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا جی اب ہمیں آپ ہماری غلطیاں بتائیں گے جونیئر صاحب۔"

وہ دونوں بازوؤں کے کف کو کہنیوں تک فولڈ کرتے جتانے والے لہجے میں بولا تو وہ لڑکا گھبرا کر کرسی لینے چل دیا۔اس کے جاتے ہی سب نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا مگر اس کی شانِ بے نیازی پہ وہ تاسف سے سر ہلا کر رہ گئے۔

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ارتضیٰ اس کے ساتھ۔"

عناب نے اس لڑکے کے جاتے ہی ارتضیٰ کو کہنا مناسب سمجھا تو اس کے ساتھ ساتھ باقی لڑکوں نے بھی استہفامیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"اچھا تو آپ بتا دیں کہ کیسا کرنا چاہیے تھا۔"

وہ نہایت سنجیدگی سے مستفسرانہ انداز میں اس سے مخاطب ہوا تو وہ ایک ناگوار نگاہ اس پہ ڈالتی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"اچھا تو پھر ٹرپ پہ جانے کا کیا ارادہ ہے تم سب کا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی نے چھوٹے کو بلاتے سب سے سوال کیا تو بریزہ کے چہرے پہ ایک رنگ اکر گزر گیا۔ وہ فون سننے کے بہانے سے وہاں سے اٹھتے ایک جانب آئی اور فون کان سے لگائے کھڑی ہو گئی۔ سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا مگر اسے فون پہ بات کرتا دیکھ وہ خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئے۔

"تو یہ سب چھوڑا بے گھونچو پہلے سب کو خوشخبری تو سنا۔"

فارس نے اس کی گدی پہ سختی سے ہاتھ جماتے اس کی توجہ نئی ہیوی بائیک کی جانب مبذول کروانی چاہی تو وہ سب کی سامنے اس کی بات پہ دانت کچکچا کر رہ گیا جس کی آنکھوں میں مخصوص چمک لہرا رہی تھی۔

"خوشخبری ارتضیٰ تجھے کونسا مہینہ لگا ہوا ہے۔"

ہادی دل پہ ہاتھ رکھتے ڈرامائی لہجے میں گویا ہوا تو ساری لڑکیاں اچھا خاصہ شرمندہ ہوتے پہلو بدل کر رہ گئی۔

"کچھ شرم کر لے ہادی جانتا ہوں تو بچپن سے ہی بے شرم ہے مگر آس پاس بیٹھے بندوں کا ہی لحاظ کر لے۔"

وہ اسے شرم دلاتے ہوئے بولا مگر وہ صدا کا لاپرواہ انسان لاپرواہی سے ہاتھ جھلا کر رہ گیا جیسے اس کی بات سے اسے کوئی خاص فرق نا پڑا ہو۔

ان دونوں کی بکواسیات پہ کان دھرنے کی ضرورت نہیں ہے تم سب ٹھہرو میں بتاتا ہوں بات اصل میں یہ ہے کہ یہ جو ہماری عظیم ہستی ہیں نا ارتضیٰ نامی لڑکا اس نے نئی ہیوی بائیک خریدی ہے اور ہمیں بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس نے بالا خر سب کے سروں پہ بم پھوڑا۔سب اس کی بات پہ جہاں کے تہاں رہ گئے مگر اس سب کے برعکس عناب کی صورت دیکھنے والی تھی جس کے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔اس نے سکتے کی کیفیت میں ارتضیٰ . کی جانب دیکھا۔

"میں یہاں بائیک لینے کو مر رہی ہوں اور تم بائکس پہ بائکس بدل رہے ہو۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی آخر میں روہانسی ہو گئی۔گھر میں کہ کہ کر وہ تھک چکی تھی مگر سب کا کہنا تھا کہ لڑکیاں بائیک چلاتے ہوئے بلکل اچھی نہیں لگتی۔

"اللہ کرے تمہیں بائیک کبھی نا ملے۔سارے بولو آمین۔"

ارتضیٰ اجتماعی دعا کروانے والے انداز میں بولا تو سب نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"نانا غصہ نہیں کرنا بہنا وہ کہنا چاہ رہا ہے کہ تمہیں بائیک میں لے کر دوں گا کسی کو زحمت کیوں دینی۔"

فارس نے بائیں آنکھ دباتے مسخرے پن سے اسے آگاہ کیا تو ارتضیٰ نے ٹیڑھے میڑھے منہ بناتے اس کی نقل اتاری تھی۔

"اچھا ساری باتیں چھوڑوں ارتضیٰ بائیک تو دکھا دو پلیز۔"

وہ ملتجیانہ لب ولہجے میں بولتی بے چینی سے پارکنگ ایریا کی جانب نگاہ دوڑانے لگی۔اس کی بات پہ ارتضیٰ ان سب کو اپنی تقلید میں آنے کا کہتے پارکنگ کی جانب بڑھ گیا۔

"افففف یہ کس قدر خوبصورت ہے سونے پہ سہاگہ سیاہ رنگ میرا پسندیدہ ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ حسرت سے بائیک پہ ہاتھ پھیرتی پرجوشی سے بولی تو سب بیزاری سے اس کی بائیکس سے محبت دیکھنے میں مصروف تھے۔

اسے رونے دوار تضیٰ تم یہ بتاؤ کہ اس کی ٹریٹ کب دے رہے ہو۔ بھئی میں تو تمہیں ٹریٹ لیے بغیر نہیں "چھوڑنے والی۔"

مریم نے کندھے اچکا کر اسے باور کروانا ضروری سمجھا اور ایک نظر اپنے ناخنوں پہ لگے نیل پینٹ پہ پھونک مارنے لگی جو اس نے خاص طور پہ بریزہ سے منگوایا تھا۔ ارتضیٰ نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ٹھیک ہے جب تم سب کہو۔"

وہ فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولتے ان سب کو حیرتوں کے سمندر میں غوطہ زن کر گیا۔

"ارتضیٰ تم مجھے بھی ایک بائیک گفٹ کر دو نا۔"

وہ اشتیاق سے اس کی جانب دیکھتے منت کرنے والے انداز میں بولی۔ اس کی بات پہ اگلے ہی لمحے سب کا دلکش قہقہہ فضا میں بلند ہوا تھا۔ ارتضیٰ نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں سرخ پڑتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا اور وہ کس خوشی میں۔"

وہ اس کا چہرہ دیکھ محظوظ کن مسکراہٹ سمیت گویا ہوا۔ اس کے مسکرانے پہ عناب کے چہرے کے عضلات تن گئے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم میرے دوست ہو ناوہ بھی بہت اچھے والے۔"

وہ مٹھاس بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

"یہ جو تمہارا دوست ہے ناوہ بھی بہت اچھے والا اس نے تمہیں پھوٹی کوڑی بھی نہیں دینی۔"

پریسہ نے اس کی خوش فہمیوں کے پہاڑ کو بے دردی سے ریزہ ریزہ کیا تھا۔فارس نے بے ساختہ پریسہ کو شاباشی دی۔

ہاں دیکھا ہتیسہ سب سمجھنے لگی ہے اس کھونچو انسان سے تم دو صرف ایک ٹافی کی توقع رکھ سکتی ہو وہ بھی دو روپے والی۔"

وہ مصنوعی افسوس کرنے والے انداز میں گویا ہوا۔ہر بے پہ شرارتی پن ہمیشہ کی طرح چھایا ہوا تھا جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا۔

"اچھا تو تم دے دو پھر۔"

وہ اس کی جانب ہاتھ ایسے پھیلاتے ہوئے مزے سے بولی جیسے وہ بائیک نہیں بلکہ سچ میں ٹافی مانگ رہی ہو۔

"مجھ سے تو تم دو روپے والی ٹافی کی توقع بھی چھوڑ دو عناب بی بی۔"

وہ صاف انکار اس کے منہ پہ چپیڑ کی صورت میں مارتے ہوئے بولا۔اس کی بات پہ وہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی اور اس کی بائیک پہ لعنت بھیجتی واپس اپنی کرسیوں کی جانب بڑھ گئی۔کچھ دیر تو ٹریٹ کیلیے جگہ ڈیسائڈ ہوتی رہی مگر آخر میں کچھ سوجھ ہی نہیں رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ان سب باتوں کو چھوڑو یہ ہم گروپ میں ڈیسائیڈ کریں گے پہلے ٹرپ کا بتاؤ وہاں کون کون جا رہا ہے۔"

مریم نے ان سب کی توجہ ایک بار پھر ٹرپ کی جانب مبذول کروائی۔

"میں تو بلکل نہیں جاؤں گی۔ میری نانوں کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو ہم لوگ وہاں جا رہے ہیں۔"

بریزہ جو انہیں کسی بھی طرح ٹالنے کا سوچ رہی تھی جھوٹ موٹ کا بہانہ گڑھتے ہوئے ہچکچاہٹ سے بولی۔ سب کو اس کا صاف انکار بے تحاشہ کھٹکا تھا۔ وہ تو من موجی سی لڑکی تھی ان سب چیزوں کی دیوانی اور سب سے پہلے اس کی جانب سے ہی انکار انہیں قطعی ہضم نہیں ہوا تھا۔ عفیفہ کی طرف سے بھی انکار سن وہ سب حق دق رہ گئے۔

"یہ ہمارا آخری سمیسٹر ہے دوستوں تم لوگ اب انجوائے نہیں کرو گے ان لمحوں کو تو کب کرو گے۔"

مریم عجیب سے لہجے میں تمسخرانہ انداز میں بولی۔ کسی نے بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس کے بعد ان سب نے ہی خاموشی اختیار کرلی تھی۔ معاً اپنے فون پہ آنے والی کال نے پریسہ کی توجہ اپنی جانب کھینچی جہاں بھائی کالنگ سکرین پہ جگمگا رہا تھا۔ وہ ان سب سے ایکسکیوز کرتی ایک جانب ہو گئی۔ کچھ ہی دیر میں اس کی جانب سے جو اطلاع موصول ہوئی وہ اسے خوش کرنے کافی تھی۔ وہ ان سب سے ملتے بھاگنے والے انداز میں اس کی تلاش میں بھاگی تھی۔ اگلے پانچ منٹ میں ہی وہ اے بلاک کے باہر صدام کے پاس کھڑی تھی۔

"بھائی چلیں بھی بابا سے ملنا ہے مجھے۔"

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے ساتھ کھڑے شہرام کو سرے سے نظرانداز کرتی اس کا بازو کھینچتے ہوئے بولی۔ شہرام نے ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالی اور دوبارہ فائل کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"اچھا شہرام اب میں نکلتا ہوں۔"

وہ اس سے ملتے پریسہ کے شانے کے گرد بازو پھیلا گیا۔ اس نے سپاٹ انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔ صدام اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے پارکنگ کی جانب بڑھ گیا۔ اس سے پہلے کہ پریسہ اپنے قدم آگے کی جانب بڑھاتی زمین پہ گرے پین کو دیکھتے وہ بے ساختہ جھکی تھی اور ایک نظر اسے غور سے دیکھا جس پہ شہرام خان لکھا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں ہانپتی ہانپتی اس تک پہنچی جو لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا جارہا تھا۔

"سر رکیں سر۔"

وہ بگڑے تنفس سمیت بھاگتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ شہرام ایک جھٹکے میں رخ موڑنے پہ مجبور کر گیا جس کی بدولت بھاگ کر اسی کی جانب آتی پریسہ کا بری طرح اس سے تصادم ہوا اس کی پیشانی بری طرح اس چٹانی وجود کے سینے سے لگی تھی۔ اسے اپنے اطراف میں اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہوا۔

آپ کو عقل کب آئے گی۔ نظر نہیں آرہا کہ لیکچر لینے جارہا ہوں تو پیچھے سے آواز دینے سے گریز کریں مگر "
"نہیں ہر الٹ کام کی توقع آپ سے کی جاسکتی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ برفیلے لہجے میں بولا۔اس کے پور پور میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔آس پاس سے گزرتے طلبہ بھی حیرانی سے اس صورت حال کا ملاحظہ کر رہے تھے۔

"مگر سر میں تو بس۔"

"نو مور آرگیو منٹس اینڈ گو فرام ہئیر کوئک۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے پتھریلے لہجے میں اسے باور کروانے والے انداز میں بولا تو وہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔شہرام ناگواری سے سر جھٹکتے ایک جھٹکے سے مڑا تھا۔

"آپ مقابل انسان کو زخم دے کر اس پہ مرہم کیوں نہیں رکھتے ناہی شرمندہ ہوتے ہیں۔"

بے اختیاری کی کیفیت میں اس کے لبوں سے پھسلا تھا مگر اگلے ہی وہ لمحے وہ دل ہی دل میں خود کو کوستے زبان دانتوں تلے سختی سے دبا گئی۔شہرام اس کی معنی خیز بات پہ اس کی جانب رخ پھیرنے پہ مجبور ہوا اور تلخی سے ہنسا۔

مرہم ان زخموں پہ رکھا جاتا ہے جو غلطی سے آپ کے وجود پہ آئے ہو مگر جب آپ جیسے انسان خود ہی زخموں بھرے راستے کا انتخاب کر لیں تو پھر زیادہ سے زیادہ اس کیلیے دعا ہی جا سکتی ہے کہ وہ راہِ راست پہ لوٹ آئے۔"

وہ اس کی ذات کو ایک لمحے میں روندتے مضبوط قدم اٹھاتے اپنی پر وقار چال چلتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔پریسہ بھیگی نگاہوں سمیت اس کی چوڑی پشت کو تکتی رہ گئی۔معاً صدام کا خیال آتے ہی اس نے چونک کر آس پاس

All Rights Reserved By Novels Lounge

نگاہ دوڑائی جہاں طلبہ گروپس میں صورت میں کھڑے ہوئے تھے۔شرمندگی سے پریسہ کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"کہاں رہ گئی تھی پری۔"

اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی صدام نے اسے مخاطب کیا اور ایک نظر اس کے سرخ پڑتے چہرے کی جانب ڈالی جو اسے بے تحاشہ کھٹکا گیا تھا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا رنگ کیوں اڑا ہوا ہے۔"

وہ پریشانی سے مستفسرانہ انداز میں بولا تو اس نے بمشکل مسکراتے نفی میں سر ہلایا اور پانی کی بوتل لبوں سے لگاتے ایک ہی سانس میں پی گئی۔

بھائی ڈیمارٹمنٹ کی ٹرپ جا رہی ہے اور آپ نے ہمیں بتایا ہی نہیں حالانکہ آپ لوگوں کو اس بابت پہلے ہی "علم ہو جاتا ہے۔'

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولی تو صدام نے مسکراتے ہوئے اسکی جانب دیکھا۔

بتانے کا ارادہ تو تھا مگر ایک دو بار درمیان میں ان لوگوں کا ایمان ڈگمگایا تھا میں نے اسی لیے کچھ نہیں بتایا کہ " بعد میں پلین رد ہو جائے اور ساری خوشی ملیامیٹ ہو جائے خیر یہ سب چھوڑو اب یہ بتاؤ کہ جا کون کون رہا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے احتیاط سے موڑ کاٹتے تفصیل اس کی سماعتوں کی نذر کی تو وہ بھی کچھ حد تک اس کی بات سے متفق ہوتے سر ہلا گئی۔

"باقی سب تو آرام سے مان گئے مگر بریزہ اور عفیفہ نے صاف انکار کر دیا بھائی جانے سے۔"

وہ افسردگی سے بولتے اپنے ناخن کھرچنے لگی۔ صدام نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔

ایسا کیوں میرا خیال ہے کہ یہ آپ سب دوستوں کو پہلا اور آخری ٹرپ ہے آپ سب کو ضرور جانا "چاہیے۔ آپ نے پوچھا نہیں ان سے اس بابت۔

وہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

پتہ نہیں بھائی ان کے ساتھ کیا مسئلہ ہے ان کا وہ حساب ہے کہ سب راضی ہوتے ہیں مگر آخر میں آکر ایک "انسان کی بدولت سب چیزوں پہ پانی پھر جاتا ہے۔"

وہ سر جھٹک کر بولتی اپنا موبائل چھاننے لگی۔ صدام نے کچھ سوچتے اسکی جانب دیکھا جس کا دھیان اب موبائل کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

"آپ نے عفیفہ سے اس لڑکے کی بابت پوچھا پری۔"

اس کی اچانک بات پہ پریسہ کے موبائل پہ حرکت کرتے ہاتھ وہی ساکت ہوئے۔ اس نے جھٹکے سے سر اٹھاتے اس کی جانب دیکھا اور خاموشی سے نفی میں گردن ہلا گئی اور اپنے سر پہ ہاتھ مارا۔

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں بھائی بھول گئی میں ایسا کرتی ہوں ابھی میسج کرتی ہوں اسے تاکہ ذہن میں تازہ رہے۔اور میرے خیال "

"میں یہ سارا معجزہ اسی کی بدولت ہے۔

وہ عفیفہ کا نمبر نکالتی اس پہ میسج کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی۔ صدام نے گہرا سانس بھرتے توجہ ڈرائیونگ کی جانب مبذول کروالی۔

"تمہاری شکل کیوں اتری ہوئی ہے بہن۔"

سائرہ عناب کی روئی روئی شکل کو بغور دیکھتے اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتے ہوئے بولی تو اس نے کڑی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر اس کی گود میں موجود اس کے چھ ماہ کے بیٹے کو۔وہ خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

تم تو چپ ہی کر جاؤ یہ جو آج میری ماں میرے خلاف ہوئی پڑی ہے وہ تمہاری ہی مرہونِ منت ہے۔کیا "

"ضرورت تھی یہاں آکر کسی قسم کی فضول گوئی کرنے کی۔

وہ غصے سے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی تو سائرہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

مطلب کیا ہے تمہارا میری ماں کیا ہوتا ہے اپنی ماں سے بات کرنے میں بھی کیا اب پابندی ہے جو یوں تیور "

دکھا رہی ہوں مجھے اور رہی بات تمہارے خلاف ہونے کی تو بیٹے یہ جو گز بھر کی لمبی زبان ہے نا تمہاری یہ اس

All Rights Reserved By Novels Lounge

کی مرہونِ منت ہے۔ کبھی اپنی حرکتوں پہ بھی غور کیا کرو یہ نہیں کہ اگلے کے اوپر ہی چڑھائی کر دو۔اگلے کو ہی بے عزت کر کے رکھ دیتی ہو۔"

وہ سختی سے بڑبڑانے والے انداز میں بولی تو عناب نے اپنا درد سے پھٹتا سر دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔

"ہاں تو اتنا ہی اپنی بے عزتی کا خوف ہے تو مت آیا کرو نا کیا ضرورت ہے یہاں آنے کی اپنے گھر میں خوش رہو سکون سے رہو اور ہمیں بھی جینے دو اچھا بھلا ماما کو منا لینا تھا میں نے بائیک کیلیے مگر نہیں ہمیشہ کی طرح میرے کاموں میں رکاوٹ بن کر تم نازل ہو گئی ہو۔"

وہ طیش میں بولتے آخر میں بھرائے لہجے میں بولی تو سائرہ نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"شکل دیکھی ہے اپنی بائیک لینی ہے۔مانتی ہوں گھر کے حالات ٹھیک ہے مگر اب اس حد تک بھی نہیں ہے۔ عثمان کو دیکھا ہے نا اپنی بیوی کو لے کر علیحدہ ہو گیا ہے نا بوڑھی ماں کا خیال آیا اور نا کچھ۔ناجوان جہان بہن کا خیال ہے اب جو سارا گھر کا نظام چل رہا ہے وہ انہی پیسوں کی بدولت ہے فرض کرو گرامی تمہاری بے جا ضدوں کی بدولت تمہیں ہیوی بائیک لے کر دیتی ہیں اور تمہارے شوق پورے کر دیتی ہیں تو پھر اس گھر کو کون سنبھالے گا۔"

وہ اسے نرمی سے قائل کرنے والے انداز میں بولی جس کی تقریباً دو ہفتوں سے ایک ہی ضد تھی کہ بائیک لازماً لینی ہے جس کی بدولت رضیہ بے حد پریشان تھی آج اسی پریشانی میں تھک ہار کر انہوں نے سائرہ کو یہاں بلایا تھا تاکہ وہ اسے سمجھا سکے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مگر سائرہ میں کوئی جاب وغیرہ ڈھونڈوں گی نا۔ساتھ ساتھ گھر کا نظام بھی چلتا رہے گا۔"

وہ منت سماجت کرتے اسکے دونوں ہاتھوں کو تھام گئی۔سائرہ کو اندازہ ہوا کہ اس کی بہن بائیکس کے پیچھے جنون کی حد تک پاگل ہے۔

ضروری نہیں جس چیز کی خواہش کی جائے وہ ہمیں اسی وقت مل جائے کبھی کبھی کسی معاملے میں ہمیں صبر "سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔"

وہ اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے محبت سے بولی تو وہ ضدی انداز میں نفی میں سر ہلا گئی۔

ابھی دیکھو تم نے ٹرپ پہ تو بھی جانا ہے امی نے انکار نہیں کیا نا تاکہ تم اداس نا ہو جاؤ کہ تمہاری ہر بات ٹالی "جارہی ہے تم دعا کرو کہ تمہیں شوہر ایسا مل جائے جو تمہاری ان خواہشات کو پورا کر سکے۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت کھلکھلاتے ہوئے بولی۔ان کی بات پہ عناب کے لبوں پہ پھیلتی مسکراہٹ وہی دم توڑ گئی۔

ہم لڑکیوں کو اپنے خواب پورے کرنے کیلیے کسی مرد کی ہی کیوں ضرورت محسوس ہوتی ہے سائرہ۔کیا ہم " خود کیلیے کچھ نہیں کر سکتی کیا ہم اپنی خواہشوں کو پایہ تکمیل پہ نہیں پہنچا سکتی۔ممکن ہے سب کچھ ممکن ہے بس اپنی ذہنیت بدلنے کی دیر ہے اور تم دیکھنا تمہاری یہ بہن ایک شاندار قسم کی سیاہ رنگ کی ہیوی بائیک کی مالک "ہو گی اور وہ سب بھی جس کی مجھے تمنا ہے کیونکہ ان چیزوں کو میں اپنے لیے حاصل کروں گی۔

وہ پر عزم لہجے میں بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔سائرہ اس کی باتوں میں تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اچھا اب ان سب باتوں کو چھوڑو اور اسے پکڑو میں اس کے کپڑے سمیٹ لوں احان آنے والے ہونگے۔"

وہ زوار کو اس کی گود میں تھماتے خود بیگ کھول کر اس میں تہہ لگے کپڑے ترتیب سے رکھنے لگی۔

"اے براؤنی۔ذرا ہنس کر تو دکھاؤ۔"

وہ اس کے دونوں گالوں کو چومتی اسے گدگداتے ہوئے بولی تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔اس کے طرزِ مخاطب پہ سائرہ نے ماتھے پہ تیوری چڑھائے اس کی جانب دیکھا اور اس کا پاؤڈر کھینچ کر اس کی جانب اچھالا تھا۔

اچھا خاصہ میرے بیٹے کا نام ہے تم بگاڑ کر رکھ دیتی ہو براؤنی کیا ہوتا ہے میرے بچے کا رنگ تو دیکھو کیسا گورا" چٹا ہے۔"

وہ چٹاچٹ ذوار کے گالوں کو چومتے ہوئے اچھا خاصہ برا مناتے ہوئے بولی۔

میں یہ نام محبت سے لیتی ہوں اسکا مگر تمہارا حال ان پاکستانی ماؤں جیسا ہے جو دوسروں کے بچوں میں ہزار" باتیں کر لیں گی مگر اپنے بیٹے پہ ایک لفظ بھی برداشت نہیں کرتی۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولی تو سائرہ نے خشمگین نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"تم نے بھی پاکستانی ماں ہی بننا ہے محترمہ۔فورین ماں نہیں بننا۔"

وہ طنزیہ لب و لہجے میں بولتی اس کا واضح مزاق اڑانے لگی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاں تو میں تو شوق سے بنوں گی اور اپنے بچے کے خلاف بولنے والے کا منہ بھی توڑ دوں گی۔ جانتی ہو نا پھر مجھے۔ رہی بات فورین ہونے کی تو کیا ہوا بھئی باپ فورین ڈھونڈ لوں گی۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے مزے سے بھنویں اچکانے لگی۔ سائرہ نے افسوس سے اس کی جانب دیکھا تھا مگر کہیں نا کہیں شکر بھی تھا کہ وہ اس کی باتوں کو فالوقت سمجھ گئی تھی اسے زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا تھا۔

"ہاں کیا خبر ہے میکس۔"

وہ اپنے کمرے میں موجود صوفے پہ شاہانہ انداز میں بیٹھتے تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوا جو اباً میکس اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتے اپنی زبان مخصوص انداز میں باہر نکالتے کچھ سونگھنے کے جتن کرنے لگا۔

"تجھے بھی خطرے کی بو آ رہی ہے نا میری طرح۔ نا جانے یہ میرے ماں باپ اب مجھ سے کس قسم کی توقع رکھے ہوئے ہیں۔ ہاتھ پاؤں دھو کر میرے خونی دشمن بن گئے ہیں۔"

وہ میکس کے سامنے بیٹھا اپنے دکھڑے رونے میں محو تھا اور میکس ترحم بھری نگاہوں سے اپنے مالک کو دیکھنے میں۔ معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس نے چونک کر میکس کی جانب دیکھا اور گہرا سانس بھر کر اپنے حواس بحال کرتے دروازے کی جانب بڑھ گیا جہاں ملازمہ ڈوپٹہ دانتوں میں دابے کھڑی تھی۔ وہ اس کی حرکتوں پہ حیران پریشان رہ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"وہ صاحب جی۔"

وہ مختصر بولتے شرما کر دوبارہ ڈوپٹہ دانتوں میں دبا گئی۔فارس نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"صاحب جی کے آگے بھی کچھ پھوٹوں گی یا ڈوپٹہ کھانے کا ارادہ ہے بہن جی۔"

وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے چبا چبا کر بولا تو وہ سرعت سے ڈوپٹہ اپنی گرفت سے آزاد کر گئی۔

"صاحب جی وہ بیگم صاحبہ اور بڑے صاحب آپ کو نیچے بلا رہے ہیں۔"

وہ شرماتے گھبرائے لہجے میں بولتی اس سے پہلے وہاں سے جاتی فارس کی ہونق زدہ آواز پہ اس کے قدم وہی منجمد ہو گئے۔

"اپنی بیگم صاحبہ اور بڑے صاحب سے کہو کہ میں بہت مصروف ہوں جاؤ۔"

وہ اسے حکم صادر کرنے والے انداز میں بولا۔ملازمہ نے اس کی بات پہ سرعت سے موبائل اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے ذرا سے توقف کے بعد تھام بھی لیا۔

"کیا ہے اس میں۔"

وہ بیزار لہجے میں گویا ہوا۔ملازمہ نے اس کے یوں کوفت سے پوچھنے پہ دانت نکوسے۔

وہ جی صاحب نے کہا تھا کہ اگر آپ آنے سے انکار کر دیں تو یہ فون آپ کو دے دوں۔اب آپ سن لیں ان کی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کندھے اچکا کر بولتی وہاں سے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔فارس نے دانت کچکچا کر موبائل کی جانب دیکھا اور آنکھیں میچتے کان سے لگایا۔

"مجھے تم سے یہی توقع تھی کہ تبھی اگلا انتظام بھی کر کے بھیجا تھا اسی لیے اب خاموشی سے نیچے آؤ۔"

آفتاب نے اشتعال آمیز لہجے میں بولتے کال کاٹ دی۔فارس نے ایک نگاہ میکس پہ ڈالی اور اپنی ازلی انداز میں واپس لوٹتے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے نیچے کی جانب بڑھ گیا۔

ویسے ڈیڈ پہلے میں خود کو دیکھ کر سوچتا تھا کہ میں کس پہ گیا ہوں مگر آج آپ کی حرکتوں کو دیکھ کر اندازہ ہو گیا"

"ہے کہ میں آپ کی ہی اولاد ہوں۔

وہ لاؤنج میں قدم رکھتے ہی پاٹ دار لب و لہجے میں سکون سے بولتے ان کا سکون سرے سے ہی غارت کر گیا۔

"اچھا بہت اچھی خبر پتہ چلی ہے ہمیں کہو تو اخبار میں چھپوا دیں۔"

وہ طنز کرنے والے انداز میں بولے تو اس نے ہولے سے ہنستے ان کی جانب دیکھا۔

"جی ڈیڈ بصدِ شوق اگر آپ کو مارکیٹ میں اپنی دھومیں مچانے کا اس قدر ہی شوق ہے تو۔"

وہ نہایت سہولت سے بولتے آخر میں دلکشی سے ہنستے اپنے پیروں میں بیٹھتے میکس کی پشت کو سہلانے لگا۔اس دوران مافیہ خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی جو نا جانے ان کے کس کرموں کی سزا تھی۔

"تم یہ مت بھولو کہ ہم تمہارے ماں باپ ہیں ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے فارس۔"

وہ گرجدار لب و لہجے میں بولے تو وہ ان کی نگاہوں سے خائف ہوتے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

"تو کونسا مجھ سے احسانِ عظیم کیا ہے بھئی جو جتا رہے ہیں۔"

وہ ان لہجے پہ حیران ہوتے ہونقوں کی طرح بولا۔

تمہیں اس دنیا میں لائے ہیں اسے احسان ہی سمجھو کیونکہ تم جیسی اولادوں کو دنیا میں لانے سے قبل لوگ"

"ہزار لاکھ بار ضرور سوچیں۔

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتے اسے فلک شگاف قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئے۔اس کے ہنسنے پہ میکس بھی اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

".کاش آپ نے بھی سوچ لیا ہوتا اور مجھ پہ یہ احسان بلکل نا کیا ہوتا"

وہ شانے اچکاتے ہوئے شریر لب و لہجے میں بولتے ان کے اشتعال کو شدت سے ہوا دے گیا۔

ہم نے تمہیں اس قسم کی فضول گوئی کرنے کیلیے یہاں نہیں بلایا فارس۔بس تمہیں یہ بتانے کیلیے بلایا ہے"

کل وہ لڑکی والے آرہے ہیں جو تمہارے ڈیڈ کے دوست ہیں ان کی بیٹی بھی ساتھ آئے گی تو خدارا یہ سب

"حرکتیں کر کے ان کے سامنے ہمیں کم از کم شرمندہ مت کرنا۔

مافیہ مناسب طریقے سے اسے سمجھاتے ہوئے بولی مگر ان کی بات کا بھی اس پہ رتی برابر اثر نہیں ہوا تھا۔

تو میں نے آپ سے بلکل نہیں کہا کہ انہیں بلائیں کیونکہ "مجھے ابھی شادی ہی نہیں کرنی کنوارا جینا چاہتا ہوں

"میں ابھی آپ کو لگتا ہے مجھ جیسا انسان کبھی شادی کیلیے سنجیدہ ہو سکتا ہے کم ان مام ڈیڈ۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتے شانے جھٹکتے ہوئے بولا۔

"ہم نہیں جانتے تم کیا چاہتے ہو یا کیا نہیں بس یہ رشتہ بہت اچھا ہے اور میں اس رشتے سے قطعی انکار نہیں کر سکتا فارس۔ وہ لوگ ہی ہمارے سٹینڈرڈ کو پہنچتے ہیں بس اور مجھے اپنے سرکل میں ایسے ہی بہو کو متعارف کروانا ہے۔"

وہ سختی سے اسے تنبیہ کرتے ہوئے جتانے والے انداز میں بولے۔ فارس نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ فیشن ایبل یا ماڈرن ہونا امیری کی نشانی ہے یا ایسی لڑکیاں ہی آپ کے سرکل میں متعارف ہو سکتی ہیں۔"

وہ سوالیہ انداز میں بولتے انگوٹھے کی مدد سے اپنی شیو سہلانے لگا اور استفہامیہ نگاہیں ان کی جانب اٹھائی جیسے ان کے جواب کا منتظر ہو۔

"مجھے لگتا نہیں ہے بلکہ یقین ہے کیونکہ مجھے بہو اور تمہارا سسرال ایزاٹ از ویسا ہی چاہیے جیسے ہم ہیں اب جب میرا جگری دوست ہمارے دوستی کو رشتے داری میں بدلنا چاہتا ہے تو تم کیوں درمیان میں کیوں ایسے بول رہے ہو۔"

وہ نہایت سنجیدگی سے گویا ہوئے وہ آج پوری بات ہی کلئیر کرنا چاہتے تھے جو نا جانے کیوں رشتے سے انکار کر رہا تھا حالانکہ اس رشتے میں کوئی مضائقہ ہی نہیں تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیونکہ مجھے اس لڑکی سے شادی نہیں کرنی ڈیڈ۔ مجھے ایسی لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کرنا۔ مجھے ماڈرن لڑکیاں قطعی اٹریکٹ نہیں کرتی اگر کرنی ہوتی تو جہاں میں پڑھتا ہوں وہاں تو نا جانے کتنی لڑکیاں ویسے ہی حلیے میں ملتی ہیں جس حلیے میں آپ چاہتے ہیں مگر میں ان کی جانب مائل نہیں ہوتا کیونکہ مجھے اس جانب مائل ہونا ہی نہیں ہے۔ آپ کو کیا لگتا ہے جس ماحول میں پڑھتا ہوں وہاں یہ سب اس قدر عام ہے تو مجھے اس رشتے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا مگر نہیں میری. شخصیت ایسی قطعی نہیں ہے کہ کسی بھی ماحول میں ڈھل جاؤں ہاں البتہ ماحول کو خود میں کیسے ڈھالنا ہے وہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔"

اس متعلق بات کرتے اس کے ذہن کے دریچوں میں بے ساختہ مریم کا سراپا لہرایا تو وہ تنگ کر سر جھٹک گیا۔ مافیہ کو ایسا ہی محسوس ہوا جیسے وہ قطعی اس رشتے سے نہیں مانے گا۔

"فارس اگر تمہیں یونی میں کوئی پسند ہو تو ہمارے سٹینڈرڈ کے لحاظ سے یہ شرط پکی ہے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہم اس بارے میں ضرور سوچ سکتے ہیں۔"

مافیہ نے آنکھوں کے راستے آفتاب کو اشارہ کرتے نرمی سے اسے مخاطب کیا مگر وہ سختی سے ان کی بات کو رد کر گیا۔

"ایسی لڑکیاں چاہے یونی میں ہو یا آپ کے فرینڈ سرکل میں مجھے شادی کرنی ہی نہیں ہے مام آپ ان لوگوں کو بھی انکار کر دیں۔ امیر گھرانے سے تعلق رکھتا ضرور ہوں اس کا مطلب یہ نہیں اپنی شرم بیچ کر ایسی عورت اپنی زندگی میں لے کر آؤں غیرت مجھ میں بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہے مجھے اپنی عورت گھر کی چار دیواری

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں چاہیے باہر مختلف طرز کی پارٹیوں کی زینت نہیں آپ مجھے معمولی مرد بھی کہ سکتی ہیں نوپرابلم اور ویسے بھی پرسوں میں یونی کے ساتھ ٹرپ پہ جا رہا ہوں تو شاید ہی آپ کو گھر پہ ملوں۔"

وہ بے نیازی سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا وہ دونوں اس کی بات سونے پہ سہاگہ اس کے لہجے پہ کڑھ کر رہ گئی۔

"میری بات کان کھول کر سن لو فارس تمہاری شادی ہو گی تو میری پسند کی لڑکی کے ساتھ ہی ورنہ نہیں۔"

آفتاب کے کھردرے لہجے پہ اس کے باہر کی جانب بڑھتے قدم بے ساختہ تھمے۔اس نے نگاہوں کا رخ آفتاب کی جانب کیا اور قدم بقدم چلتا ان کے نزدیک اتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ گیا۔

کوئی مسئلہ نہیں ہے ڈیڈ البتہ مجھے تو کنوارا مرتے ہوئے بے حد خوشی ہو گی مگر میں آپ کی اس بے وجہ کی ضد کو کبھی پایہ تکمیل پہ نہیں پہنچنے دوں گا۔"

وہ ان کی آنکھوں میں اپنی انکھیں گاڑھتے نہایت سنجیدگی سے بولا۔اس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی سختی تھی وہ شرارتی پن کہی بھی نہیں تھا جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا۔

مام میرے آنے تک بٹر چکن،اور لذیذ کباب فرائی کروا کر اچھا سا کھانا تیار کروا دیجیے گا دراصل آج اس رشتے کے انکار پہ میں کھل کر دعوت کھانا چاہتا ہوں۔"

وہ آفتاب کا گال چومتے بائیں آنکھ دباتے مسخرے پن سے بولا اور اپنی ازلی موڈ میں لوٹتے فلک شگاف قہقہہ لگا کر ہنستے باہر کی جانب بڑھ گیا۔میکس بھی اس کے قدم سے قدم ملاتے چل رہا تھا۔وہ دونوں اس کی لاپرواہی

All Rights Reserved By Novels Lounge

اور بے نیازی پہ جل بھن کر رہ گئے۔آفتاب نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے مافیہ کی جانب دیکھا تو وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔ان کے پاس کہنے سننے کو اب کچھ بچا ہی نہیں تھا۔ذہن کے دریچوں پہ سو طرح کے سوالات لہرا رہے تھے کہ کیا وہ کسی کو پسند کرتا ہے یا پھر اپنے باپ کے ساتھ یہ اس کی اعلانیہ جنگ تھی۔وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔انہوں نے رات اس کے کمرے میں جا کر اس سے بات کرنے کی بابت سوچا تھا۔

رات کے سائے چاروں اطراف میں اپنے پر پھیلا چکے تھے ایسے میں وہ تاریک لاؤنج میں بیٹھی اپنے بابا کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ گھر والے کبھی بھی اسے ٹرپ پہ بھیجنے پہ آمادہ نہیں ہونگے مگر وہ پھر بھی ایک امید کے تحت ایک بار کوشش کرنا چاہتی تھی تبھی ہمت متجمع کرتے جی کڑا کر ان کے انتظار میں کمر توڑ رہی تھی۔اس بار اس نے ماما سے بات کرنے کی بجائے بابا سے بات کرنے کو ترجیح دی تھی۔چند ساعتوں بعد پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز پہ وہ دم سادھ گئی۔آنے والے لمحات کو سوچتے اس کے ہاتھ پیر باقاعدہ ٹھنڈے پڑ گئے۔کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے جوں ہی اپنا بریف کیس اٹھائے اندر داخل ہوئے سامنے ہی صوفے پہ منتظر بیٹھی بریزہ کو دیکھ کر ٹھٹھک گئے کیونکہ عموماً وہ یونی جانے کی بدولت جلدی سو جایا کرتی تھی۔بریزہ بھی انہیں اندر آتا دیکھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دھیمے لہجے میں انہیں سلام کیا۔

"آج آپ سوئی نہیں ابھی تک یوں رات تک بیٹھی ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

انہوں نے اپنا کوٹ اتارتے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا تو اس کے دل کی دھڑکن معمول سے ہٹ کر تیز چلنے لگی۔

"جی بابا وہ دراصل کچھ کام تھا آپ سے۔"

وہ ہولے سے بولی یہاں تک کہ اس کی آواز بہت مشکلوں سے انہوں نے سنی تھی۔

"آپ کی ماما کہاں ہیں۔"

ان کی آواز پہ بریزہ نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے کمرے کی جانب اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے اثبات میں سر ہلا گئے اور اس کی ڈری سہمی صورت دیکھ خاموشی سے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ان کی باوقار شخصیت کے آگے بریزہ کی جان ہوا ہونے لگتی تھی۔

"جی بولیں کیا بات ہے کیوں پریشان ہیں اور یوں کانپ کیوں رہی ہیں۔"

وہ دوستانہ لب ولہجے میں بولی۔اپنے رویے پہ ایک لمحے کیلیے انہیں پشیمانی ہوئی تھی وہ ان کی اولاد تھی اور ان سے ہی کچھ شئیر کرنے پہ ہچکچا رہی تھی اور ڈر رہی تھی۔بریزہ نے نم نگاہیں ان کی جانب اٹھائی۔

"بابا اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو آپ میری خواہش پوری کریں گے پلیز۔"

وہ ان کے نزدیک ہوتے آنکھوں میں آس کا ایک دریا لیے بولی۔انہوں نے کچھ توقف کیلیے ٹھہر کر اس کی آنکھوں میں دیکھا اور گہرا سانس بھر گئے۔

"پہیلیاں مت بجھوائیں بیٹا سید ھا مدعے کی بات کریں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سپاٹ لہجے میں بولتے اسے خجالت کا شکار کر گئے۔اس نے فق چہرے سمیت اپنی انگلیوں میں انگلیاں الجھائی۔

"بابا وہ میری یونی کا ٹرپ جا رہا ہے مالم جبا سٹے ہے تین دنوں کا۔کیا میں جا سکتی ہوں۔"

وہ چور نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہکلاتے لہجے میں بولی۔انہوں نے بغور اس کی جانب دیکھا۔

"کون کون جا رہا ہے۔"

ان کے مختصر سے سوال پہ وہ نگاہیں جھکا گئی اور دل ہی دل میں ہمت جمع کرتے تانے بانے باندھنے لگی۔

"جی بابا وہ موسٹلی پوری کلاس ہی جا رہی ہے اور میرا گروپ تو پورا ہی۔پلیز انکار مت کیجیے گا۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتے سرکتے ان کا ہاتھ تھام گئی۔انہوں نے خاموشی سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

"میرا کہنے کا مطلب ہے لڑکے یا لڑکیاں۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولتے اس کی رنگت متغیر کر گئے۔اس نے شدت سے اس لمحے دعا کی تھی کہ وہ کوئی ایسی بات نا بول دے جو اس کے وجود سے جان نکالنے کے مترادف ہو۔

"بابا دونوں مطلب سب ہی۔"

وہ تنفس بحال کرتے ہوئے پر اعتماد لہجے میں بولی۔انہوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پلیز بابا منع مت کیجیے گا۔میں نے بہت آس سے آپ سے فریاد کی ہے یہ میرا آخری سال ہے میں بھی اسے بھرپور طریقے سے بیتانا چاہتی ہوں ان پلوں کو محسوس کرنا چاہتی ہوں۔پلیز بابا۔مجھ پہ یقین رکھیں مجھ پہ نا سہی اپنی بیٹی اور اپنے خون پہ تو یقین رکھیں کم از کم۔میں آپ کی ہی اولاد ہوں یوں مجھے بے اعتباری کی موت مت ماریں۔"

وہ ان کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کپکپاتے لہجے میں بولی۔چہرہ شدت گریہ سے سرخ پڑ رہا تھا۔ان کے دل کو اس کی حرکت پہ دھکا سا لگا تبھی سرعت سے اس کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو کھولتے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ تیاریاں شروع کرو جا رہی ہو آپ۔"

ان کی بات پہ بریزہ کے چہرے پہ زندگی کی رمق دوڑ گئی۔اس نے سکتے کی کیفیت میں خوشگوار حیرت سے ان کا چہرہ جانچا آیا کہ وہ کسی قسم کا جھوٹ تو نہیں بول رہے مگر وہاں تو سنجیدگی کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔اگلے ہی لمحے وہ نم آنکھوں سمیت دلکشی سے مسکرائی تھی۔اس نے تو اپنی قسمت آزمانے کا سوچا تھا اور آج تو قسمت اس پہ مہربان ہو گئی تھی۔وہ بے ساختہ آگے بڑھی اور ان کے سینے پہ سر رکھتے آسودگی سے دو منٹ کیلیے آنکھیں موندی معاً ماما کا خیال آتے ہی وہ سرعت سے اٹھی۔

"بابا وہ ماما۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی آنکھوں لہجے میں خوف کے سائے دیکھ انہوں نے نرمی سے اس کا سر تھپتھپایا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

مجھ سے اجازت لے لی ہے آپ نے اس کے بعد کسی کیلیے بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں" "سب سنبھال لوں گا۔

وہ اسے باور کرانے والے انداز میں بولتے ہلکا پھلکا کر گئے۔ اس نے ایک تشکر بھرا سانس خارج کیا اور بھرپور انداز میں مسکراتے ان کی آنکھوں میں دیکھا۔

"تھینکیو بابا تھینکیو سو مچ۔"

وہ ان کے ہاتھ کی پشت کو چومتے کھلکھلاتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بھاگی تھی اب سب کو جا کر یہ اطلاع بھی تو دینی تھی کہ وہ بھی دوستوں کی سنگت میں نئی یادوں کو خوش آمدید کہنے آ رہی ہے۔ وہ زندگی کو بھرپور انداز میں جینے آ رہی ہے۔ اس کے تو وہم و گمان میں نہیں تھا کہ اس کی قسمت یوں پلٹا کھائے گی اسے تو اب اپنی ماما کی بھی پریشانی نہیں تھی کیونکہ اگر اس کے بابا کو سب باتوں کا علم تھا تو پھر وہ پر سکون تھی۔ وہ خوش تھی بے تحاشہ خوش تبھی چاروں اطراف میں کھلکھلاتی ہوئی پھر رہی تھی۔ زندگی نے اسے ایک نیا تجربہ کرنے کا موقع دیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنے موبائل میں موجود پریسہ کا میسج پڑھتے ہی اس نے بنا کسی توقف کے اسے فون ملاتے کان سے لگایا تھا۔نوال منال ایک جانب بیٹھی پڑھنے میں مصروف تھی۔آج بے تحاشہ سر درد کی بدولت اس نے بچوں کو چھٹی دے دی تھی۔ابھی بھی اس کا عجلت بھرا پیغام پڑھ اس نے سرعت سے فون کان سے لگایا جو تیسری بیل کے بعد دوسری جانب سے اٹھالیا گیا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔"

عفیفہ نے فون چھٹتے ہی استسفار کیا اور ساتھ ہی کھڑکیوں پہ لگے پردے درست کرنے لگی جہاں سے باہر کے مناظر صاف دکھائی دیتے تھے۔

ہاں ٹھیک تو ہے مگر مجھے اس دن سے تم سے ایک بات پوچھنی تھی یاد ہی نہیں رہتا تھا مگر آج اچانک سے یاد "آیا تو تمہیں میسج کھڑکا دیا۔"

وہ تفصیل سے بتاتے ہوئے گویا ہوئی تو عفیفہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی۔

"ہاں پوچھو کیا بات کرنی تھی۔"

وہ اپنی پیشانی کو دونوں انگلیوں سے مسلتے ہوئے گویا ہوئی۔

وہ جو اس دن لڑکا ملا تھا تمہیں جب ہم چھوڑنے آئے تھے تمہیں وہ کون تھا جسے دیکھ کر تم بھی گھبرا گئی "تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی برجستہ بات پہ کئی ثانیے تو وہ کچھ بول ہی نہیں پائی۔ مطلب وہ بھی اس چیز کو محسوس کر چکی تھی۔ وہ سرعت سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"عذاب ہے جو ہم پہ نا جانے کتنے عرصے سے نازل ہوا پڑا ہے مگر ٹلنے کا نام ہی نہیں لے پڑا۔"

وہ تند لہجے میں بولی۔ پریسہ نے نا سمجھی سے اس کی بات کا مطلب اخذ کرنا چاہا۔

"سیدھی طرح بتاؤنا پاگل انسان۔"

وہ اس کی پہیلیوں سے اکتا کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

یار بس وہ ابا کے دور دراز کے کزن کا بیٹا ہے یہی رہتا ہے اکیلا کزن تو وفات پا چکے ہیں اور ابا اس پہ اندھا اعتماد" کرتے ہیں۔ انہیں سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہوں مگر وہ ہے کہ سمجھنے کا نام ہی نہیں لے رہے۔ اب میں نے بھی "اس معاملے میں کچھ بھی بولنا چھوڑ دیا ہے۔

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے مرے مرے لہجے میں بولتی اسے ٹھٹھکا گئی۔

"تو ایسے ہی کسی کو بھی گھر میں یوں رکھنا اور اس کی آپ کی ذات پہ برتری مجھے کچھ اچھا نہیں لگا۔"

پریسہ نے صاف لفظوں میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

تو کس کو پسند ہوتی ہیں ایسی چیزیں پری ضروری نہیں جو چیزیں ہمیں پسند ہو ہمیشہ وہی چیزیں ہمارے ساتھ" "ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تلخی سے بولتے سر جھٹک گئی۔اس کے لہجے میں ایک اذیت رقم تھی۔پریسہ نے مزید اس بابت بات کرنا مناسب نا سمجھا جس سے اسے تکلیف ہوتی۔وہ اس کی حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتی تھی کہ گھر میں اس پہ کیا بیتتی ہو گی مگر وہ اپنے عمل یا باتوں سے اس کے زخم کم از کم ہرے نہیں کر سکتی تھی۔

"یہ سب باتیں چھوڑو مجھے یہ بتاؤ کہ تم ٹرپ پہ کیوں نہیں چل رہی ہو۔"

پریسہ نے تیکھے چتونوں سمیت اس سے سوال کیا۔

صاف بتاؤ تو پری میرا ابجٹ نہیں بنے گا بلکل بھی۔جھوٹ بولنا مجھے پسند نہیں ہے سچ تمہیں میں نے بتا دیا ہے"

"ورنہ کس کی خواہش نہیں ہوتی اپنی خواہش پوری کرنے کی۔

وہ کچھ زیادہ ہی صاف گو تھی تبھی سادہ سے لہجے میں بولی اور اس کی یہی صاف گوئی تو پریسہ کو پسند تھی کیونکہ اس کی نیچر بھی کچھ حد تک ایسی ہی تھی تبھی تو ان دونوں میں سب سے زیادہ بنتی تھی۔

اس کیلیے تم پریشان ہونا چھوڑ دو اور خاموشی سے اپنی تیاری پکڑو ورنہ اپنی اور میری دوستی ختم سمجھنا۔ہم مل"

"کر کوئی جگاڑ لگا لیں گے۔ہم کس لیے ہیں عفیفہ بہت اچھا کیا اپنی باتیں مجھ سے شئیر کر کے۔

وہ مزید بھی کچھ بول رہی تھی مگر عفیفہ کا سارا دھیان تو باہر سے آنے والی غیر معمولی آوازوں کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔وہ سرعت سے فون کاٹتی تقریباً بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی جہاں سے شاید ابا اماں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھی جو لمحہ بہ لمحہ اونچی ہوتی جا رہی تھی۔

"اپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں نعیم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اماں غصے سے ہانپتے ہوئے بولی۔ان تینوں نے ہونق پن سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ دونوں کو کیوں لڑ رہے ہیں ایسے بچوں کی طرح۔"

عفیفہ بے ساختہ ان دونوں کے درمیان حائل ہوتے ناسمجھی سے گویا ہوئی اور صفیہ کے بازوؤں پہ گرفت مضبوط کرتے انہیں ٹوکنا چاہا۔

پوچھو اپنے ابا سے کیا کارنامہ سرانجام دے کر آئے ہیں یہ۔ہم سب بھی انہیں اب بوجھ لگنے لگے ہیں جو یہ "سب کرتے پھر رہے ہیں۔"

وہ دکھ اور غصے کے ملے جلے تاثرات سمیت بولی۔وہ تینوں پریشانی سے ان کی باتیں سمجھنے کی کوششوں میں تھی۔

"مجھے بتائیں کیا ہوا ہے ٹھیک سے بتائیں۔"

وہ نرمی سے ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔

دکان کا ٹھیکہ مانگ رہا تھا دکان کا مالک۔پیسے نہیں تھے تیرے ابا کے پاس۔تیرے رشتے کی بات چلا آیا ہے "تمہارا باپ۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی عفیفہ کی رنگت متغیر کر گئی۔اس کے ہاتھ ان کے چہرے سے سرکتے پہلو میں آ گرے۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں نعیم کی جانب دیکھا جن کا چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا۔وہ ایکدم جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

NovelsLounge.com

"کس سے اماں۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولی۔مزید بولنے کی اس میں ہمت نہیں تھی جسم کا جان نکلنا کسے کہتے ہیں یہ کوئی عفیفہ سے پوچھتا۔

"یہ مجھے بھی نہیں معلوم اپنے ابا سے پوچھوں۔"

وہ ہاتھ جھلا کر بولتے صوفے پہ جا کر بیٹھ گئی اور آلو کاٹنے میں مصروف ہو گئی۔وہ اب آنکھوں میں ویرانی اور بے پناہ سوال لیے نعیم کے سر ہو گئی۔

"بتاؤنا ابا اس ٹھیکے کی بدولت کسے بیچ کر آئے ہو مجھے۔"

وہ شدید غصے کی عالم میں انہیں جھنجھوڑتے حلق کے بل دھاڑی۔نعیم نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا البتہ اس کی بات پہ صفیہ بلکل خاموش تھی۔نوال اور منال نے اپنے ہاتھ سختی سے لبوں پہ جما لیے۔

دیکھ عفیفہ ایسی باتیں نا کر۔میں نے تیری خواہشات کا سوچ کر یہ سب کیا ہے۔پڑھنا تیرا خواب ہے نا میں" بس اسی لیے یہ سوچا ہے اور تیرا بھلا ہی سوچا ہے کہ تیری شادی جب یاسر سے ہو جائے گی تو تجھے کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہو گی دنیا کی ہر آسائش دے گا وہ تجھے اور تجھے جتنا بھی پڑھنا ہوا شوق سے پڑھی اور تو مجھے غلط مت سمجھی میں نے بس اس سے اپنی پریشانی بتائی تو اس نے مجھے تسلی دے کر وہ رقم ادا کر دی تھی دکان کے مالک کو۔میں تو اس کا بے حد مشکور ہوں کیسا فرشتہ بچہ ہے جس نے بغیر اتنی بڑی رقم کی پرواہ کیے ادا کر دی۔اس "کے بعد ہی اس نے مجھ سے شادی کا ذکر چھیڑا وہ بھی تجھ سے تو مجھ سے انکار نہیں ہو پایا بس۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بول رہے تھے مگر وہ فق چہرے سمیت ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی جہاں اس کا رشتہ یاسر سے کر دینے کے بعد کس قدر سکون تھا۔ایسا تو کوئی اپنی سوتیلی اولاد کے ساتھ بھی نہیں کرتا ہو گا جو انہوں نے اس کے ساتھ کر دیا تھا۔اس نے بے ساختہ اپنے درد سے پھٹتے سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑا اور صفیہ کی جانب دیکھا جو خود اس اچانک ہوئی افتاد پہ بے یقین سی تھی مگر یاسر کا نام جاننے کے بعد ان کے وجود میں کچھ حد تک طمانیت پھیل گئی تھی مگر فلحال انہوں نے اس کا اظہار کرنا ضروری نا سمجھا۔

ابا آج آپ نے اپنی بیٹی کا سودا کر دیا ابا سودا۔زندگی میں ہی ایسی موت دے دی جس کی تکلیف چاہ کر بھی ختم "نہیں ہو سکتی کاش اس کی جگہ مجھے زہر دے کر مار دیتے تو آج تجھ سے کوئی شکایت نا ہوتی۔"

وہ اذیت سے چور لہجے میں بولتی روتے ہوئے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی جو وہاں موجود ہر فرد کے وجود میں پیوست ہوتے انہیں لہولہان کر گئی۔کیسی بے بسی تھی کیسی آگ تھی اس کے لہجے میں جو ان کے وجود کو جلا کر بھسم کر گئی تھی۔انہوں نے اپنی جلتی ہوئی آنکھیں میچی تھی۔

"اے گھونچو انسان یہاں آ تیرا تو آج میں قیمہ بناؤں گا۔"

اس دن کے بعد فارس کو آج موقع ملا تھا فرحان سے بدلا لینے کا تبھی اس کے دکھائی دیتے ہی وہ دونوں آستینیں چڑھاتا اشتعال سے بولتے اس کی جانب بڑھا۔اس سے پہلے کہ اس کے آگے سنگل پسلی فرحان اس کی گرفت

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں آنے سے قبل فرار حاصل کرتا فارس نے ایک جست میں اس کے نزدیک پہنچتے عقب سے اس کی گردن میں بازو حائل کرتے دباؤ بڑھایا تو وہ بلبلا اٹھا۔

چل بس کر اب یہ جو تیری مزاحمت ہے نا کچھ رنگ نہیں لانے والی ہمارے آگے ایسے لگتا ہے ہینگر میں کسی "نے کپڑے لٹکا دیے ہو۔"

وہ اس کی کان میں بولتے دانت کچکچانے لگا۔

"بھائی جان چھوڑ دے میری۔ کیوں میری جان کے دشمن بن گئے ہو۔"

وہ کسمساتے ہوئے اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی تگ و دو کرنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے بازو پہ کاٹ کر وہاں سے بھاگتا سامنے سے آتے ارتضیٰ نے دونوں بازو پھیلاتے مزے سے بھنویں اچکائی۔

"آجا آجا تیرا ہی انتظار ہے۔"

وہ اسے سینے میں بھینچتے کپل ڈانس کرنے لگا۔ فرحان نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو آس پاس کھڑے طالب علم کی پرواکیے بغیر اس کی عزت بھی خاک میں ملا رہے تھے۔

"چل اب میرے پاس بھیج۔ مجھے بھی ڈانس کرنا ہے۔"

ہادی چہکتے ہوئے بولا تو ارتضیٰ نے خوشدلی سے فرحان کو اس کی جانب دھکیلا۔ اس کا سر باقاعدہ ان کی حرکتوں پہ چکرانے لگا۔ اس نے مدد طلب نگاہوں سے اطراف میں دیکھا جہاں سب اس کی حالت سے محظوظ ہو رہے تھے مگر کوئی اس کے بچاؤ کیلیے آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔

"اب بتا اپنی حرکتوں سے باز آنا ہے یا نہیں تو نے۔"

فارس اس کی جانب آتے کینہ توز نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔اس دن اچانک پریزینٹیشن دینے کا غم ابھی تک تازہ تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس میں جو تھوڑی بہت پھونک باقی ہے وہ بھی ختم کر دے۔فرحان نے سرعت سے اثبات میں سر ہلایا مبادہ وہ اس کی جان کا ہلکان کر دے۔فارس نے شاطرانہ مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھتے ایک جونئیر کے ہاتھ سے پانی کی بوتل چھینتے اس کا ڈھکن کھولا تو فرحان نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے اس بوتل سے نکلنے والا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی اس کے سر سے ہوتا قمیض میں جذب ہو رہا تھا۔اس نے بے ساختہ آگے بڑھتے فارس پہ جھپٹا مارنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی کوشش میں کامیاب نا ہو سکا۔وہ تینوں اس کی حالت پہ زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

"ایسی ہی بے بس اس دن ہم تھے سوکھی ڈنڈی۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا ساتھ ہی شریر نگاہوں سے ارتضیٰ اور ہادی کی جانب دیکھا جن کا حلیہ سراسر غنڈوں جیسا تھا جیسے وہ اس لڑائی کیلیے تیار شیار ہو کر آئے ہو۔شرٹ کے اوپری بٹن کھلے ہوئے تھے جس سے ان کا اوپری حصہ دکھائی دے رہا تھا۔کہنیوں تک بازو فولڈ تھے اور کالر کھڑے ہوئے تھے۔وہ ان کی حالت پہ دل ہی دل میں ہنس دیا۔اس دوران ان پانچوں کی آمد پہ فارس نے تنقیدی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا مگر ان کے حیرت سے کھلے منہ دیکھ وہ دانت پہ دانت جماتے مسکراہٹ کا گلہ گھونٹ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"فارس یہ تم نے۔ہادی ارتضیٰ تم جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔تم لوگوں کو رسٹیکیٹ بھی کیا جا سکتا ہے۔"

پریسہ نے انہیں جتانا ضروری سمجھا مگر وہ اس کی بات پہ کان دھرنے کی بجائے لاپرواہی سے ہاتھ ہلا گیا۔

"ہاں ہاں سمجھاؤ اسے ورنہ میں انہیں دیکھ لوں گا۔"

فرحان نے انہیں ڈرانا دھمکانا ضروری سمجھا۔

"ابے چپ کر ہمیں دیکھے گا تو کبھی خود کو دیکھا ہے آئینے میں سنگل پسلی۔اگر دیکھا ہوتا تو کبھی یہ بات نا کرتا ہینگر میں لٹکا ہوا ڈھانچا۔"

وہ پیچ وتاب کھاتے ہوئے بولا۔وہ سب کی سب اس کی باتوں پہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

چل اب یہی اس پلر کے ساتھ پول ڈانس کر کے دکھا۔"

"شاباش۔ہادی پلے دا سونگ۔

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے شاہانہ لب ولہجے میں گویا ہوا۔فرحان نے ملتجیانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر دل ہی دل میں اس کی حالت بری کرنے کا سوچ کر مٹھیاں بھینچ گیا۔ہادی نے اس کے کہنے پہ خاموشی سے ہلکی آواز میں دلبر گانا پلے کیا تو اگلے ہی لمحے راہداری کی فضا میں اس گانے کے سر گونجنے لگے۔

"میں نہیں کروں گا۔چل جو کرنا ہے کر لے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فرحان بھی اب کی بار ہمت کرتے اپنی بات پہ ڈٹ گیا مگر اگلے ہی لمحے فارس کی جیب سے برآمد ہوتی قینچی دیکھ اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔اس نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بتا گنجا ہونا ہے یا پھر ناچ کر دکھائے گا۔"

وہ گانے کے سروں پہ ہلکا ہلکا جھومتا ہوا بولا۔سب وہاں کھڑے اس تماشے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔فرحان نے زہر آلود نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے پلر کے آگے پیچھے گھومنا شروع کر دیا۔ہادی نے. سرعت سے موبائل نکالتے اس کی. ویڈیو بنانا شروع کر دی۔ان کی جرأت پہ وہ سب عش عش کر اٹھی۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

صدام جو ابھی ابھی گاڑی پارک کرتے ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا وہ لڑکوں لڑکیوں کا ہجوم دیکھ نا سمجھی سے گویا ہوا معاً اس کی نگاہ پلر سے لگے فرحان کی جانب اٹھی تو اس نے بے یقینی کی کیفیت میں فارس کی جانب دیکھا جو ابھی بھی قدرے پرسکون تھا جیسے اس کے آنے سے بھی کوئی فرق نا پڑا ہو۔

"ڈانس ہو رہا ہے اور اب مجھے کسی کی آواز نا آئے انجوائے کرنے دو ہمیں۔"

وہ تنبیہی لہجے میں بولتے اسے ایک بار پھر سے اپنا کام جاری کرنے کا اشارہ کرنے لگا۔صدام نے مضبوط قدم اس کی جانب اٹھاتے سختی سے اس کی جانب دیکھا اور فرحان کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔ہادی نے صدام کی نظروں میں آئے بغیر موبائل بیگ میں ڈالتے سرعت سے زپ بند کی مبادہ وہ کہی ان کی بنائی گئی ویڈیو ہی نا اڑا

All Rights Reserved By Novels Lounge

دے۔اس دوران شہرام جو لیکچر لینے کی بدولت جارہا تھا غیر معمولی شور کی آواز سنتے وہی چلا آیا۔سامنے لگے قدآور شیشے میں اس کا عکس ابھرتے دیکھ فارس نے دل جلانے والی. مسکراہٹ سمیت صدام کی جانب دیکھا اور ایک جھٹکے میں اپنی شرٹ کا بٹن توڑتے ہلکے ہلکے اپنے بال بکھیرتے اپنا حلیہ بگاڑا اور چہرے پہ ازلی مظلومیت طاری کرلی۔صدام کا جی شدت سے چاہا اسے شوٹ کردے۔

"یہاں اس قدر سٹوڈنٹس کیوں جمع ہیں۔ازایوری تھنگ آل رائٹ۔"

وہ اپنے مخصوص سپاٹ لب ولہجے میں بولتے. پریسہ کے دل کی دھڑکن معمول سے بڑھا گیا۔اس نے چور نگاہوں سے شہرام کی جانب دیکھا جو آج سیاہ رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔اس کے شانوں کے گرد پھیلی بھوری چادر جو اس کی شخصیت کو چار چاند لگاتی تھی سونے پہ سہاگہ اس کے بولنے کا انداز۔وہ جی کراہ کر رہ گئی۔اس کے پوچھتے ہی فارس نے معصومیت سے اسکی جانب دیکھا اور ایکدم اس کے شانے سے لگتے اپناد کھڑا رونے لگا۔شہرام نے کھردری نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"سر جی سی آر کا کام کیا ہوتا ہے۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے بھولپن سے بولتے ان سب کو ٹھٹھکا گیا۔

"لو کرلو گل ہو گیا اس کا کوئی نیا تماشہ شروع۔"

مریم ناک منہ چڑھاتے ہوئے بولی تو سب نے اس کے چڑنے پہ مسکراہٹ دبائی۔

"کیوں آپ کو نہیں معلوم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرد مہری سے بولا۔فارس نے اپنے نادیدہ آنسوؤں کو پونچھتے ان کی جانب دیکھا۔

"سر جی مجھے تو معلوم ہے مگر ہماری کلاس کے سی آر کو نہیں معلوم شاید۔میں نے اس سے صرف نوٹس مانگے تھے کیونکہ مجھے آج سے پڑھائی شروع کرنی ہے مگر یہ انکار کر کے دھکم پیل پہ اتر آیا یہ دیکھیں کیسے میری شرٹ کا بٹن توڑ دیا اور یہ بھی دیکھیں۔"

وہ اپنا بکھرا ہوا حلیہ تفصیل سے شہرام کو دکھانے لگا۔وہ جواب میں نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا جیسے اس کی بات کا یقین قطعی نا ہو۔

"فارس جھوٹ بولنا انتہائی غلط بات ہے۔"

صدام نے اسے ٹوکنا ضروری سمجھا۔

"بس آخری جھوٹ صدام۔"

عجلت میں بولتے ساتھ ہی وہ سرعت سے زبان دانتوں میں دیتے آنکھیں میچ گیا۔شہرام کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی البتہ باقی سب اس کی حالت سے حظ اٹھا رہے تھے کیونکہ اس کی چوری اب پکڑی گئی تھی۔

"آپ مجھ سے میرے آفس میں ملیے گا فارس شیخ۔آپ کے ان زخموں پہ مرہم میں رکھوں گا۔"

اس کرخت لہجے میں بولتے ایک کھردری نگاہ اس پہ ڈالی۔

"سر جی آپ کا حکم سر آنکھوں پہ۔مگر آفس میں نہیں حویلی پہ بلائیے نا وہ بھی خوشبو لگا کر۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شہرام کے شانے سے شانہ ٹکراتے دلفریب لہجے میں بولتے اس کے اشتعال کو مزید ہوا دے گیا۔صدام جو اس سارے عرصے میں افسوس میں گھرا تھا اس کی آخری بات پہ چہرہ جھکاتے مسکراہٹ کا گلہ گھونٹ گیا۔البتہ باقی سب کے قہقہے چھوٹ پڑے جس میں سب سے اونچی ہنسی پریسہ کی ہی تھی۔شہرام نے ایک ناگوار نگاہ اس پہ ڈالی تو اس کی ہنسی کو بریک لگی وہ گلہ کھنکھارتے پہلو بدل کر رہ گئی۔شہرام ایک کٹیلی نگاہ فارس پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

آہستہ آہستہ ہجوم بھی کم ہونے لگا تھا۔ہجوم ختم ہوتے ہی صدام اس کی جانب آیا۔

"کیوں کرتے ہو فارس ایسی حرکتیں تم۔"

وہ افسوس سے بھرپور لہجے میں بولا ساتھ ہی اس کی شرٹ کے بٹن بند کیے تھے جو اسی کی کارستانی تھی۔

کیا کروں کسی کو تنگ کیے بغیر دن نہیں گزرتا میرا۔یقین کریں ایک ایسا کیڑا ہے میرے اندر کہ جب تک "پورے دن میں کسی کو عاجز نا کردوں اپنی حرکتوں سے سینہ ہی جلتا رہتا ہے۔"

وہ جواباً قدر سنجیدگی سے بولا کہ صدام ایک غصیلی نگاہ اس پہ ڈال کر رہ گیا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا کیونکہ اس کی بھی کلاس کا وقت ہو چکا تھا۔وہ سب بھی آگے پیچھے ایک دوسرے کی تقلید میں کلاس کی جانب بڑھ گئے۔سب لڑکوں نے فارس کو دیکھتے زبردست قسم کی ہوٹنگ کی تھی۔وہ سینے پہ ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیتے ان کی داد وصول کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"واہ فارس تیرا تو سواگ ہی الگ ہے اتنے عرصے سے اس ٹیپر سے جان چھڑوانی تھی بدلہ لینا تھا آج تو نے سینے میں ٹھنڈک ڈال دی۔"

ایک لڑکے نے اس کا شانہ تھپتھپاتے شاباشی دی۔وہ کھل کر ہنس دیا۔چہرے پہ ایک فاتح پن تھا۔

"یہ سر کیوں نہیں آئے ابھی تک۔"

معاً بریزہ کی اکتائی ہوئی آواز پہ ان سب کی توجہ اس کی جانب مبذول ہوئی تھی۔

"یہ جو سارا تماشہ باہر لگایا تھا نا فٹ بال وہ وقت گزاری کیلیے ہی تھا مگر ہمارے سر ہمیشہ سے لیٹ لطیف رہے ہیں۔"

ہادی مرے مرے انداز میں بولا۔

"سچ میں یہاں کی فکیلٹی بہت خراب ہے۔مجھے اندازہ ہوتا تو میں اس یونی میں کبھی نا آتی۔میرا تو پچھلی یونی میں بھی داخلہ ہو گیا تھا۔"

عناب نے ہمیشہ کی طرح اپنے لمبے بالوں میں انگلیاں پھیرتے جتانا ضروری سمجھا۔وہ سب کے سب کی اونچی اونچی پھینکنے والی عادت سے واقف تھے تبھی کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گئے۔

"تو بی بی وہی چلی جاتی نا یہاں کیوں آگئی ہماری دنیا اندھیری کرنے۔"

ارتضیٰ اس کی باتوں سے عاجز آتے تلملا کر گویا ہوا۔عناب نے کاٹ دار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

دلبر دلبر دلبر آ دلبر دلبر۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اب تو ہوش نا خبر ہے یہ کیسا اثر ہے۔

تم سے ملنے کے بعد دلبر ر۔

فرحان کو کلاس میں آتا دیکھ فارس گنگناتے ہوئے ان سروں پہ جھومتا ہوا مزے سے بولا۔ باقی سب لڑکوں نے بھی بھرپور طریقے سے اس کا ساتھ دیا تھا۔

"کلب میں ناچا کرنا میری جان پیسہ ملے گا۔"

فارس اس کے اطراف میں جھومتا ہوا مزے سے بولا۔ وہ اسے زچ کرنے کے بے تحاشہ موڈ میں تھا معاً کلاس میں سر نعمان کی آمد پہ وہ سرعت سے اپنی اپنی جگہ سنبھال گئے۔ فارس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا مطلب وہ پورا آدھا گھنٹہ لیٹ تھے۔

سر ویسے ہمیں صبح صبح جگا کر یونی بلانا اور پھر خود ہی دیر کر دینا یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اگر ہم اساتذہ کا احترام "کرتے ہیں تو ہمارا بھی تو ہونا چاہیے نا۔"

فارس جلے کٹے لہجے میں بولتے آخر میں منت کرنے والے انداز میں بولا۔ سر نعمان نے ذرا سا چشمہ اپنی ناک پہ کرتے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالی۔

تو بیٹا آئی ایم دی باس میں تاخیر کر سکتا ہوں آپ سب نہیں کیونکہ آپ سب فلوقت میرے انڈر پڑھتے "ہیں۔ میں چاہے گھنٹہ لیٹ آؤ چاہے دو گھنٹے آپ مجھے کلاس میں ہی چاہیے یہ میرا حکم ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی بات کی سختی سے نفی کرتے بے نیازی سے بولے۔فارس ان کی بات پہ ایسے ہنسا جیسے کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہو مگر دل ہی دل میں اچھا خاصہ کڑھنا نا بھولا۔اگلے ہی لمحے انہوں نے پڑھانا شروع کیا تھا اور پروجیکٹر پہ وہ جو پڑھانا شروع ہوئے اگلے ڈیڑھ گھنٹے میں پوری کلاس بیٹھے بیٹھے اونگھ رہی تھی۔

"سر ویسے قسم سے آپ کے بچوں کو آپ کا بڑا فائدہ ہوتا ہو گا۔"

فارس اپنی جمائی روکتے نیند سے بوجھل لہجے میں بولا۔انہوں نے اس کی بات پہ نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب بیٹا جی۔"

وہ اچھنبے سے بولتے اٹینڈنس لگانے کی تیاری کرنے لگے۔

رات کو انہیں نیند آنے میں بلکل مشکل نہیں ہوتی ہو گی کیونکہ آپ لوری بہت اچھی سناتے ہیں۔اب سے" میں بھی سوچ رہا ہوں کہ رات کو جو اتنی دیر جاگتا رہتا ہوں ایک کال آپ کو ہی ملا لیا کروں کم از کم وقت پہ "سو تو جایا کروں گا نا۔

وہ اپنے مسئلے کا حل بتاتے مزے سے ہنس دیا۔انہوں نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"سر آئی ایم جسٹ کڈنگ۔"

وہ ذبردستی قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تو پوری کلاس اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہنس دی۔

"سر جی ذرا یہ پوائنٹ دوبارہ سے کلئیر کر دیں۔"

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

فرحان کی آواز پہ ان سب نے قہر آلود نگاہیں اس کی جانب اٹھائی کیونکہ اب ان کی دوبارہ کیسٹ شروع ہونے والی تھی۔

"او بھائی اینوں تے سب توپیلا بار کڈو۔"

ارتضیٰ چپکے سے ایک مکہ اس کی کمر میں جڑتے ہوئے بولا تو وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلا کر رہ گیا۔کچھ ہی دیر میں کلاس اوور ہوتے ہی وہ سب نیند کی کیفیت میں باہر کی جانب بڑھ گئے۔

"فارس ویسے کبھی کبھی تمہارے ان بے وجہ شگوفوں سے کبھی ہنسی نہیں آتی۔"

مریم نے بیزاری سے اسے بتانا ضروری سمجھا۔

"تو تم مت ہنسا کرو ویسے بھی تمہارے ہارمونیم والے دانتوں سے مجھے بہت خوف آتا ہے۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے سیٹی کی دھن بجاتا آگے کی جانب بڑھ گیا اور دھوپ کی تمازت سے بچنے کی خاطر پینٹ میں لگی کیپ اتارتے سر پہ جمالی۔مریم اس کی حاظر جوابی پہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

"گراؤنڈ میں کس چیز کی تیاریاں ہو رہی ہے ویسے۔"

عفیفہ نے گراؤنڈ میں موجود ایم فل اور پی ایچ ڈی کے سٹوڈنٹس کو دیکھتے نا سمجھی سے استسفار کیا تو سب کی توجہ انہی کی جانب مبذول ہوگئی۔

"پتہ نہیں آؤ پتہ کرتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریزہ کے اشارے پہ وہ پانچوں لڑکیاں بھاگتی ہوئی وہاں کی جانب بڑھ گئی اب لڑکیاں تھی جب تک سب کو جان نالیتی چین کیسے آناتھا۔صدام نے بھی اس متعلق پریسہ کو کچھ نہیں بتایا تھا۔

"کومل آپی۔یہاں کیاہورہاہے۔کوئی فنکشن ہے کیا۔"

وہ اس کے نزدیک پہنچتے دھیمے لہجے میں بولی۔صدام کی کلاس فیلو ہونے کی بدولت ان کی اس سے اچھی بول چال تھی اور ویسے بھی جامعہ میں کون ایسا نہیں تھا جو ان کو نا جانتا ہو۔

آج چھوٹا سافٹ بال میچ ہے ہمارا۔بوائز اور گرلز دوالگ الگ ٹیمز بنی ہیں مگر مسئلہ یہ ہو گیا ہے کہ ابھی تک "ہماری ہیڈ نہیں آئی جو اس چیز میں پرفیکٹ ہے۔"

اس نے اپنی پریشانی ظاہر کی مگر فٹ بال کا نام سنتے ہی پریسہ کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔

"ارے واہ فٹ بال۔کتنا مزا آئے گا نا۔"

وہ سب اس کی فٹ بال کو لے کر پسندیدگی سے بھی واقف تھے تبھی کھل کر ہنس دیے مگر کومل کی اگلی بات پہ ان سب کے چہروں پہ بھی پریشانی چھا گئی۔

"تواب کیا ہو گا۔ایسے تو گرلز ٹیم ہار جائے گی نا۔"

عناب انگلیاں چٹخاتے ہوئے تشویش سے گویا ہوئی۔

وہی تو بات ہے ساری جب سے لڑکوں کو اس بابت علم ہوا ہے وہ اپنی ٹیم مزید مضبوط کر رہے ہیں صدام کا" کوئی دوست ہے جو یہاں پروفیسر ہیں شاید شہرام نام ہے ان کا۔انہیں ٹیم میں شامل کرنے کا سوچا جارہا پے

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیونکہ وہ اپنی وقت میں چیمپئن رہے ہیں۔اس طرح تو انہیں جیت حاصل کرنے میں کسی بھی قسم کی دقت نہیں ہو گی۔"

اس کی اگلی بات پہ ان سب کی حالت پتلی ہو گئی۔

"چیمپئن مطلب آپ لوگ تو بیچ میں ہارے ہی ہارے۔"

پریسہ افسردگی سے گویا ہوئی۔ایکدم مریم کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔اس نے چمکتی نگاہوں سے مریم کی جانب دیکھا۔

مریم آپی کیا ٹیمز میں باہر کا بھی کوئی آسکتا ہے۔ویسے آ ہی سکتا ہے کیونکہ بوائز نے بھی تو شہرام سر کو ایڈ کیا" ہے اپنی ٹیم میں۔"

مریم نے چونک کر بولتے اپنی بات کی . تصدیق چاہی. تو اس نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔پریشانی سے اس کی جان ہلکان ہو رہی تھی اور وہ سب یہاں ناجانے کونسی باتیں لے کر بیٹھ گئی تھی۔

تو آپی یہ تو بیسٹ ہو گیا آپ اپنی طرف سے ایزآلیڈ پری کو لے لیں کیونکہ یہ تو فٹ بال کی ماسٹر ہے بہت سے " میچز ہم اس کی بدولت جیتے بھی ہیں۔"

مریم کی برجستہ بات پہ جہاں ان سب کے چہروں کی رونق بحال ہوئی تھی وہی پریسہ کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔بھلا اب ایسا کیسے ممکن تھا کہ وہ شہرام خان کے اپوزٹ کھیلتی وہ تو ویسے ہی اس کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے۔اس کا سر بے ساختہ سہم کر نفی میں ہلا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں میں نہیں کھیلوں گی کیا ہو گیا ہے تم سب کو۔ جانتی ہو نا اتنے سارے بوائز ہو نگے مجھ میں اتنی ہمت "

"نہیں ہے۔ سونے پہ سہاگہ سر شہرام وہ میرا سر دھڑ سے الگ کر دیں گے مجھے معاف رکھو تم سب۔

وہ ان سب کے فیصلے سے دستبردار ہوتے سختی سے ان کی بات کی نفی کرتے وہاں سے کیفے کی جانب بڑھ گئی۔ ان سب نے بیچارگی سے اس کی پشت کو تکا۔

"مجھے نہیں لگتا وہ مانے گی۔"

وہ بجھے بجھے دل کے ساتھ بولی۔ عفیفہ نے انہیں آنکھوں کے راستے تسلی دی کیونکہ ابھی میچ شروع ہونے میں پورا گھنٹہ باقی تھا اور وہاں سے ہوتے کیفے کی جانب چلی آئی۔

پری تم ضرور کھیلو اور ڈرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے اس وقت وہ تمہارے سر نہیں بلکہ تمہارے سب "

"سے بڑے دشمن ہونگے جنہیں تم نے قطعی جیتنے نہیں دینا۔

ان سب نے اسے سمجھانا چاہا مگر اس کی ایک ہی رٹ تھی کہ ایسا کسی صورت ممکن نہیں ہے۔

ایسا کیسے ممکن ہے مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے یار۔ ان کو دیکھتے ہی میں ساکت ہو جاتی ہوں میرا وجود میرا "

"ساتھ دینے سے ہی انکاری ہو جاتا ہے۔

وہ بھرائے لہجے میں بولتی ان سب پہ اپنی بے بسی آشکار کرنے لگی۔ صدام جو کیفے کی جانب ہی آ رہا تھا اس کی نگاہ جوں ہی روتی ہوئی پریسہ کی جانب اٹھی وہ تیز تیز قدموں سے چلتا اس کے نزدیک آیا تو وہ گھبرا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا ہو گیا کیوں رو رہا ہے میرا بچہ۔سب ٹھیک ہے نا۔"

صدام نے اس کے نزدیک دوزانوں بیٹھتے اس کا چہرہ اپنی جانب کیا تو وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا گئی۔عناب نے سنجیدگی سے پوری بات اس کے گوش گزار دی تو اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"اچھا تو مطلب میرا مقابلہ کرنے والی ہے میری بہن۔"

وہ شریر لب ولہجے میں گویا ہوا۔پریسہ نے سرعت سے گردن نہیں میں ہلائی۔

"میں کچھ بھی نہیں کر رہی بھائی۔کچھ بھی نہیں۔"

وہ ان سب کی بات کو جھٹلاتے ہوئے بولی۔

مگر میں تو چاہتا ہوں کہ میرا بچہ میرے خلاف لڑکیوں کی ٹیم میں آئے اور مجھے مات دے کر دکھائے۔مجھے "کیا سب کو مات دے کر دکھائے اور سب کو یہ جتائے کہ وہ کمزور قطعی نہیں ہے۔

وہ اس کی سرخ ہوتی چھوٹی سی ناک دباتے ہوئے اس کی ہمت بندھانے کی خاطر بولا۔

"مگر وہ آپ کے دوست۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولتے بات ادھوری چھوڑ گئی۔

ان دس گیم ہی از ناٹ یور پروفیسر میری جان۔ہی از جسٹ یور کمپیڈیٹر سو کالم ڈاؤن اینڈ گو اہیڈ۔آج میری "بہن ہونے کا حق ادا کر دو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے اس کے وجود میں نئے سرے سے توانائیاں بھر گیا۔اسے حیرت ہوتی تھی کہ وہ شہرام سے اس قدر سہم کیوں جاتی ہے۔پریسہ نے اس کی بات پہ مضبوطی سے اثبات میں سر ہلایا اور گہرا سانس بھرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔صدام اسے آل دا بیسٹ کہتے واپس گراؤنڈ کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی ان چاروں نے کورس میں پریسہ کیلیے ہوٹنگ کی تھی۔

کچھ ہی دیر میں لڑکوں اور لڑکیوں کی ٹیم ایک دوسرے کے مقابل کھڑی تھی۔لڑکے سیاہ رنگ کے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھے البتہ لڑکیوں کا شرٹس ہلکے پیلے رنگ کی تھی۔دونوں ٹیمز آمنے سامنے گول دائرے میں کھڑی تھی۔ہر ٹیم میں گیارہ کھلاڑی موجود تھے مگر لڑکیوں کی ٹیم میں دس کھلاڑی دیکھ ریفری نے چونک کر لڑکیوں کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس پریسہ کو اسی جانب آتا دیکھ ریفری نے ناسمجھی سے کومل کی جانب دیکھا جس نے تفصیل اس کے گوش گزار دی تھی۔

ویسے ان کی ہائیٹ چھوٹی نہیں۔ان کا کھیلنا مناسب نہیں ہوگا کیونکہ بال کو پوائنٹ میں ڈالنے کیلیے آپکی ہائیٹ" ایک اہم چیز ہے"

اس کی بات پہ جہاں پریسہ سختی سے آنکھوں کو میچتے انگلیاں چٹخانے لگی تھی وہی صدام کی کشادہ پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی البتہ شہرام کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا اور پریسہ نے ایک بار بھی اسے دیکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔اسے اپنی ہائیٹ پہ بات سنتے انتہائی دکھ ہوا تھا۔کیا جن کے قد چھوٹے ہو وہ کچھ نہیں کر سکتی۔اس کا ہر چیز

All Rights Reserved By Novels Lounge

سے اچاٹ ہو گیا تھا۔ٹاس ہوتے ہی پہلا فیصلہ لڑکوں کی حق میں آیا تو پریسہ کی ہمت جواب دینے لگی البتہ شہرام کے لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

"ویسے کھیل دلچسپ ہو گا آج کا بہت کیونکہ شہرام اپنے وقت میں چیمپئن رہا ہے اور پری اپنے وقت میں۔دیکھتے ہیں جیت کس کی ہوتی ہے۔دیکھتے ہیں پریسہ شہرام کو مات دے پاتی ہے یا نہیں۔"

صدام کی آواز پہ سب کی نگاہیں اب ان دونوں کی جانب موکوز ہو چکی تھی اور وہ دونوں آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کھڑے تھے۔

"شہرام خان کو مات وہ بھی ایک لڑکی کے ہاتھوں ناممکنات میں سے ایک ہے۔"

وہ پریسہ کی آنکھوں میں دیکھتے چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کرتا ہوا بولا۔پریسہ نے فضا میں سانس بھرنے کی کوشش کی مگر گھٹن کا احساس تھا کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔اس نے آنکھوں میں بے تحاشہ خوف لیے ان چاروں کی جانب دیکھا جو اس کا نام لیتے ابھی سے اسے حوصلہ دے رہی تھی۔

"میری بات بھی آپ پھر ذہن نشین کر لیں کہ آپ کی مات پریسہ آفندی کے ہاتھوں ہی ہو گی کیونکہ ہار نا مجھے پسند نہیں ہے اور جیتنے میں آپ کو دوں گی نہیں تو جیت دونوں صورت میں میرے ہی حصے میں آئے گی۔"

ناجانے اس میں اتنی ہمت کیسے آئی کہ وہ لبوں پہ ایک دلفریب مسکراہٹ سجائے فٹ بال فضا میں بلند کرتے ہوئے بولی جسے بروقت شہرام نے تھامتے اپنی انگلی پہ گھمایا۔

"جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کھردرے لہجے میں بولتے ایک کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈال گیا اور اس کی یہی نگاہ تھی جو پریسہ کے وجود سے جان تک نکال لیتی تھی۔

آپ مجھے یوں گھور نہیں سکتے کیونکہ ابھی آپ میرے پروفیسر نہیں بلکہ میری ہی طرح ٹیم کے لیڈر" "ہے۔ووئی آڑایٹ داسیم پوائنٹ۔

وہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے ہکلاتے لہجے میں بولی۔ شہرام نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا جو ابھی اسے مات دینے کے خواب دیکھ رہی تھی مگر تھی وہ اس کی ایک ہی نگاہ کی مار۔ شہرام سر جھٹکتا دوسری جانب بڑھ گیا البتہ پریسہ کی نگاہیں اس کی پشت پہ جمی تھی۔ وہ آنکھیں موندتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ ناجانے آج اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔ اس نے خوفزدہ ہرنی کی مانند نگاہوں سے ان چاروں کی جانب دیکھا جو اس کی ہمت تھی۔

"ووئی لویو پری اینڈ ووئی ٹرسٹ یو۔ چک دے پھٹے۔"

وہ سب ایک کورس میں بولی تو اس کے لبوں کی تراش میں ایک کھلی سی مسکراہٹ ابھری۔ وہاں سے ہوتے ہی اس کی نگاہ فارس ارتضیٰ اور ہادی کی جانب اٹھی جو کچھ ہی فاصلے پہ کھڑے تھے۔

ویسے میں لڑکوں کی جانب جانا چاہتا تھا مگر تمہیں دیکھ کر اب میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کھل کر کھیلنا اچھا" "کھیلنا اور میرا نام روشن کرنا۔

فارس اس کی جانب چوکلیٹ بڑھاتا ہوا بولا جسے اس نے بغیر کسی تردد کے تھام کر منہ میں ڈال لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تمہاری جیت ہی ہم دوستوں کی جیت ہے پریسہ۔ تمہیں اپنے لیے نا سہی مگر ہمارے لیے ضرور جیتنا ہے "

"پریسہ۔

اس کی بات پہ پریسہ نے چونک کر ان تینوں کی جانب دیکھا تھا جو اس کی حوصلہ افزائی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہے تھے۔ وہ بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے مضبوط قدم اٹھاتی گراؤنڈ کی جانب بڑھ گئی۔

"اپنی ہار کا بہت شدت سے اہتمام کر رہیں ہیں نا آپ۔"

وہاں سے گزرتے اس کی سماعتوں میں شہرام کی بھاری مگر بر فیلی آواز گونجی تو اسے ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔ وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔

میں خود کو ہارنے کا حوصلہ رکھتی ہوں مگر آپ سے ہارنے کا حوصلہ قطعی نہیں رکھتی۔ یہ فقط ایک گیم نہیں "رہی اب بلکہ میری زندگی کا ایک اہم جزو بن چکا ہے جانتے ہیں کیوں کیونکہ اس کی ڈور آپ سے جڑی ہے۔

وہ سپاٹ مگر دھیمے لہجے میں بولتے اسے نظر انداز کرتے آگے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ میچ شروع ہونے میں صرف پانچ منٹ باقی تھے۔ شہرام نے بھی دوسری جانب قدم بڑھائے۔ نا جانے قسمت اب ان کے ساتھ کونسا کھیل کھیلنے والی تھی۔ اسے سب کے ساتھ مدھم سا مسکراتا دیکھ نا جانے کیوں پریسہ کے دل میں ہوک سی اٹھی۔ گھنی مونچھوں تلے کٹاؤ دار لب کس قدر دلکشی سے مسکراتے تھے اور جب وہ ہنستا تھا اس کی آنکھیں بند ہو جایا کرتی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سب بیٹھی میچ شروع ہونے کا انتظار کر رہی تھی معاً عناب کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا وہ بغیر کسی کو کچھ بھی بتائے بھاگنے والے انداز میں لائبریری کی جانب بڑھی۔ سب نے حیرت سے اسے اندھا دھند بھاگتے دیکھا۔

"اس پاگل کو کیا ہوا ہے۔"

ارتضیٰ ہونق پن سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھا تو سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو کدھر جارہا ہے بیٹھ جا آجائے گی میچ شروع ہونے والا ہے۔"

فارس نے اس کی توجہ میچ کی جانب مبذول کرائی اور اس کی شرٹ کھینچنے لگا۔

"ابے آرہا ہوں حوصلہ رکھ دیکھ لوں اسے سب ٹھیک ہو جو یوں بھاگی ہے۔"

وہ اسے بولتے ساتھ ہی وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ وہ سب شانے اچکاتے خاموشی سے نگاہیں گراؤنڈ کی جانب جما گئے۔ ارتضیٰ اس کے تعاقب میں جوں ہی لائبریری میں داخل ہوا وہ کسی کتاب کی تلاش میں نگاہیں دوڑانے میں مصروف تھی۔ وہ تیز تیز چلتا اس کے . سر پہ پہنچا اور اس کا سر بجایا۔ عناب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں کیا ہوا تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"

وہ عجیب سے لہجے میں گویا ہوئی۔

"جو تم کر رہی ہو۔"

وہ دو بدو بولتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ گیا۔

"میں تو کسی کتاب کی تلاش میں ہوں البتہ تم مجھے گھورنے کا فریضہ سر انجام دے رہے ہو۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی نا جانے اسے کیا جتانا چاہ رہی تھی۔

"ہاں تو تم اپنا کام کر رہی ہو اور میں اپنا۔'

وہ لاپرواہی سے شانے اچکا کر بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔عناب نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ گڑبڑا گیا۔اگلے ہی لمحے وہ ان تمام باتوں کو جھٹکتی زور و شور سے وہ کتاب تلاش کرنے لگی کیونکہ اس کے پاس فالوقت ان فضولیات کا وقت قطعی نہیں تھا۔

"ارتضیٰ ذرا اوپر والی شیلف سے کتابیں تو اتارنا۔میرا ہاتھ نہیں جائے گا۔"

وہ مصروف سے لہجے میں بولتی کتابیں سمیٹنے لگی۔

"ہاں تو زبان سے اتار لو وہ تو تمہارے قد سے بھی لمبی ہے۔"

اس کے طنزیہ مگر کاٹ دار لب و لہجے پہ عناب نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تو اس نے منہ بناتے وہ کتابیں وہاں سے نکالتے اس کی جانب بڑھائی۔اگلے ہی لمحے عناب کے لبوں پہ دلکش مسکراہٹ بکھر گئی کیونکہ اسے اس کی مطلوبہ چیز مل گئی تھی۔

"اچھا تو تم اس لیے بھاگی ہوئی آئی تھی۔"

وہ گہرا سانس بھرتے صدماتی کیفیت میں بولا جس کے ہاتھ میں فٹ بال کھیلنے کے ٹیپش کی کتاب تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاں تو کسی بھی طرح پری کی مدد ہو جائے خیر یہ سب باتیں بعد کیلیے چھوڑ و اور چلو باہر۔"

وہ اس کے شانے پہ کتاب مارتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی جہاں میچ شروع ہو چکا تھا۔

وہ جوں ہی اپنی جگہ پہ بیٹھی سب نے حیرت سے اس کے ہاتھ میں موجود کتاب دیکھی تھی جواب بہت تفصیل سے ایک ایک بات پڑھ رہی تھی۔

"اف مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے نا جانے کیا ہو گا۔"

بریزہ فنگر کراس کرتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں بولی۔

"بریزہ۔"

ہادی کی آواز پہ اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔"

"کیا مطلب۔"

وہ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے بولی۔

فٹ بال میچ چل رہا ہے مگر فٹ بال تو یہاں بیٹھا ہے۔پریسہ کو اس فٹ کی بجائے اس فٹ بال سے کھیلنا" "چاہیے تھا کیا پتہ یہ تھوڑی سی پتلی ہو جاتی۔

وہ قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ پڑتے چہرے سمیت بولا تو اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ذلیل انسان"

وہ دل ہی دل میں اسے تہذیب سے صلواتیں سنانے لگی۔

"عفیفہ تمہارا دھیان کدھر ہے۔"

مریم نے اپنے ساتھ کھوئی کھوئی بیٹھی عفیفہ کو ٹہوکا مارا تو وہ بمشکل مسکراتے نفی میں سر ہلا گئی۔ان سب نے بغور اس کی جانب دیکھا جواب مصنوعی دلچسپی دکھانے کی کوششوں میں تھی مگر چہرے پہ چھایا حزن وملال ان سب کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔وہ اس سے بعد میں بات کرنے کا ارادہ کرتے اپنا دھیان میچ کی جانب مبذول کرا گئے جہاں کی حالت گھمبیر ہوتی جا رہی تھی کیونکہ دونوں ٹیمز ابھی تک برابری پہ چل رہی تھی۔

خاناں آپ کی بات شہرام سے ہوئی کیا۔جب سے گیا ہے ایک بار بھی فون کر کے اپنی ماں کا حال نہیں پوچھا۔"

بریختہ خانم ان کے سامنے چائے کی پیالی رکھتے افسردگی سے گویا ہوئی تو انہوں نے چونک کر ان کے اداس چہرے کو دیکھا۔

پریشان ناہو خانم وہ وہاں مصروف ہے امارا بچہ جیسے ہی مصروفیت سے وقت نکلے گا ہم اس سے بات کریں گے۔"

انہوں نے اسے تسلی دینا ضروری سمجھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بابا آپ نے پھر کیا سوچا ہے اماری پڑھائی کے بارے میں۔ام کو اور نہیں پڑھنا بابا۔تھک جاتی ہوں میں۔"

پرخہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی تو انہوں نے پیالی پرچ میں رکھتے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پرخہ اندر چل تو کمرے میں۔میں بات کرتی ہوں تجھ سے آکر اپنے بابا کو پریشان مت کر۔"

وہ اسے ڈپٹتے ہوئے گویا ہوئی تو پرخہ نے منہ بنا کر خان بابا کی جانب دیکھا۔

دیکھ میری بچی لڑکیاں تو پڑھائی کو ترستی ہیں اور اس قبیلے میں میں نے جب لڑکیوں کو پڑھانا چاہا ہے تو اماری"

اپنی بیٹی کو اماری خواہشات کو پورا نہیں کرے گی۔ٹھیک ہے پھر ام تیری شادی رچا دیتے ہیں کیا کہتی ہو تم

"بریختہ خانم۔

انہوں نے اپنی بات پہ اب انہیں بھی گھسیٹنا چاہا۔

استغفر اللہ بابا اب اماری بات کا مطلب یہ بھی نہیں تھا۔امیں تو ابھی پڑھنا ہے بہت زیادہ۔ام آپ کا خواب"

"ضرور پورا کریں گے۔

وہ مسکراتے ہوئے پرعزم لہجے میں بولی تو انہوں نے اس کے چادر سے ڈھکے سر پہ ہولے سے لب مس

کیے۔اسی دوران ان کا ایک ملازم ہانپتا ہانپتا گھبراہٹ کے مارے اندر داخل ہوا تو پرخہ نے سرعت سے اپنا چہرہ

نقاب کی اوٹ میں کرتے وہاں سے کھسکنا ضروری سمجھا۔واقدار یوسف زئی کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار

ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ جب بھی ملاقات کرنی ہو تو مردان خانے میں آیا کرو یوں منہ اٹھا کر کیوں

آجاتے ہو۔"

وہ گرجدار لب و لہجے میں بولتے اسے کپکپانے پہ مجبور کر گئے۔اس نے سہم کر ذرا سی نگاہیں اٹھائی۔

"سردار صاحب دغہ کسانو بیاز مو°پر س°یو برید کا°ی دی۔"

(سرداران لوگوں نے پھر سے ہمارے آدمیوں پہ حملہ کیا ہے)

وہ گھبراہٹ آمیز لہجے میں بولا ماتھے پہ ننھے منھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔وہ شدید اشتعال کی کیفیت میں غراتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔چہرے پہ ازلی سرد پج عود آیا تھا۔آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا۔ بریختہ خانم جو دیوار کی اوٹ سے ان کی باتیں سن رہی تھی ان کا ہاتھ بے ساختہ اپنے دل پہ پڑا تھا۔وہ تیز تیز قدموں سے چلتی غنچہ کے کمرے کی جانب چل دی جہاں طبیعت خرابی کی بدولت وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔

"نوفیل آفریدی مردان خانے میں آپ کے منتظر ہیں سردار۔"

اس کی مدھم چور آواز پہ انہوں نے لہو رنگ آنکھوں سے اسے گھورا اور مضبوط قدم اٹھاتے مردان خانے کی جانب بڑھ گئے جہاں وہ ان کے منتظر تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

آسمان پہ سورج آب وتاب سے جگمگا رہا تھا۔دھوپ کی تمازت سے سرخ ہوتے چہرے سمیت وہ سب میچ کھیلنے میں مصروف تھے۔ گرمی اپنے فل جوبن پہ تھی۔چہرے پہ پسینہ اپنی لکیریں چھوڑ رہا تھا مگر وہ بھی جیتنے کیلیے جت چکے تھے۔عناب کی ٹیم کے دو کھلاڑی زخمی ہوتے ٹیم سے جا چکے تھے مگر ابھی تک وہ نہیں جا پائی تھی کیونکہ اس کی باری سب سے آخر میں آنی تھی۔اس نے عقابی نگاہوں سے تفصیل سے میچ کا جائزہ لیا اور گہرا سانس بھرتے اپنے کمر سے بھی نیچے آتے بالوں کو جوڑے میں مقید کرنے لگی۔دل نا جانے کیوں آنے والے وقت کا سوچتے تیز تیز دھڑک رہا تھا۔

"میرے خیال میں پری کو اپنے بالوں پہ کچھ پہن لینا چاہیے ورنہ یہ پورے میچ میں اسے پریشان کریں گے۔"

مریم نے اپنے مطابق انہیں رائے دینا ضروری سمجھا۔سب نے بھرپور انداز میں اس کی تائید کی تھی مگر اب مسئلہ یہ تھا کہ پری کو اس متعلق بتایا کیسے جاتا کیونکہ وہ تو اس سے اس قدر فاصلے پہ تھی۔بریزہ کچھ سوچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور فارس کے ہاتھ سے اس کی کیپ جھپٹی۔

"کیا ہو گیا ہے میری ذاتی کیپ ہے فٹ بال۔"

وہ اس کے ہاتھ میں موجود اپنی ٹوپی دیکھتے نا سمجھی سے گویا ہوا۔

"میں پری کو دینے جا رہی ہوں یہ۔حوصلہ رکھو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرگوشی نماانداز میں بولتے تیز تیز قدموں سے چلتی وہ سیڑھیاں عبور کرنے لگی مگر بیچ راہ میں کھڑے سینئیر کو دیکھتے اس نے پریشانی سے سب کی جانب دیکھا جو اس کے جلد از جلد یہاں سے جانے کے دعا گو تھے۔

"آپ یہاں سے کہی نہیں جاسکتی۔اٹس این آرڈر۔واپس جگہ پہ جایئے اپنی۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے پھر سے سپاٹ چہرے سمیت اپنی توجہ گراؤنڈ کی جانب مبذول کرواگئے۔

ہاں جانتی ہوں کبھی نہیں جانے دے گا یہ مائیکل جیکسن۔لڑکے جو جیت رہے ہیں کیسے چاہے گا کہ لڑکیاں" جیت جائے۔"

وہ عقب سے ہی اسے مکہ دکھاتے تلملا کر بولی مگر دل میں کیونکہ منہ پہ بول کر اسے اس کو اپنی جان کا دشمن تھوڑی بنوانا تھا۔

"جائیں اب یہاں کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہیں۔"

وہ اسے ہنوز وہی جماد یکھ سپاٹ لب و لہجے میں بولا۔

"ہاں اتنے ہی کوئی حسین ہے نا آپ کا یہ چہرہ جو میری نگاہیں ہی نہیں ہٹ رہی۔"

وہ تند نگاہوں سمیت اس کا چہرہ دیکھتی تنک کر بولی۔

"چلیں بہت اچھی بات ہے آپ نے خود ہی مان لیا۔ویسے اپنی خوبصورتی سے میں بہت اچھے سے آشنا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا تو وہ اس کی باتوں پہ تلملا کر تن فن کرتی واپس اپنی جگہ کی جانب بڑھ گئی۔

"کیا ہوا واپس کیوں آ گئی۔"

عفیفہ نے اس کی غصے سے سرخ ہوتی صورت دیکھ نا سمجھی سے استفسار کیا۔

"وہ جو موت کا فرشتہ وہاں نازل کیا ہوا ہے ناوہ وہاں سے اگے نہیں جانے دے رہا۔"

وہ کوفت سے آنکھیں گھماتے سیڑھیوں میں ہی اپنی پشت ٹکا گئی۔ان سب نے پریشانی سے اب اس لڑکے کی جانب دیکھا۔

"اب تو ہماری ٹیم کا اللہ ہی حافظ ہے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پریسہ کی رنگت دیکھو کیسے اڑی ہوئی ہے۔"

وہ اپنی انگلیاں مسلتے ہوئے بے چینی سے گویا ہوئی اور دوبارہ اپنی نگاہیں پریسہ کے چہرے پہ جمالی۔

"کومل آپی میں نہیں کھیل پاؤں گی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

وہ سہمے ہوئے لہجے میں بولتی اسے پریشانی میں مبتلا کر گئی۔

"پریسہ ناٹ ایٹ آل گیم اب شروع ہو چکی ہے تم اسے بیچ راہ میں چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔"

وہ سختی سے بولتی اسے تنبیہہ کرنے لگی جس کی پیشانی پہ پسینے کی ننھی منھی بوندیں چمک رہی تھی۔

"آپی مگر آپ دیکھیں وہ جیت رہے ہیں ہمارے دو کھلاڑی زخمی ہو چکے ہیں۔"

وہ گھبرائے انداز میں بولتی اسے تاسف سے سر ہلانے پہ مجبور کر گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پری جیت یا ہار سے فالوقت ہمارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی مگر یوں میدان چھوڑ کر بھاگ جانا سب سے" بڑے بزدل کی نشانی ہو گی۔ابھی ہم دونوں کو ہی جانا ہے اگر کھیلتے ہویے تمہارے چہرے پہ ذرا سا بھی خوف ہوا تو ہم کبھی نہیں جیت پائیں گے کیونکہ مقابل اس سے ہمیں مزید کمزور گردانتے کچھ ایسا لاذمی کرے گا جس "سے ہم ہار جائیں۔

وہ اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگاتے سمجھانے والے انداز میں بولی۔پریسہ نے ایک مظر سکور بورڈ کی جانب دیکھا۔دیکھوان کے مکمل شوٹس آٹھ ہیں اور ہمارے پانچ ہیں اور ہر بال کا سٹیٹسٹکس کرے تو وہ اس وقت 60 فیصد پہ ہیں اور ہم 40 پہ۔

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولی۔پریسہ نے خود میں ہمت متجمع کرتے ایک نظر گراؤنڈ کی جانب دیکھا جہاں بریک آچکی تھی۔اس کے بعد اسے اور کومل کو ہی باقی کھلاڑیوں میں شامل ہونا تھا۔تقریباً آدھے گھنٹے بعد میچ دوبارہ شروع ہوا تو اس بار آمنے سامنے پریسہ اور شہرام تھے۔پریسہ نے ایک نظر شہرام کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ جیت کی خوشی ابھی سے واضح تھی۔

"ہارنے کیلیے تیار رہیے محترمہ۔"

وہ ہاتھوں کو گول گول گھماتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں بولا۔آنکھوں میں جیت کا خمار واضح تھا۔

عین موقع پہ بازی پلٹنے والے ہی اصل بازی گر کہتے ہیں جبکہ آدھے میچ کے بعد خود کو فاتح تسلیم کرنے" "والے کو سراسر بیوقوف کہتے ہیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے دل جلانے والے انداز میں بولی اور شہرام کا دل اس کی باتوں پہ جل کر راکھ ہو بھی گیا۔

"آپ مجھے بے وقوف کہ رہی ہیں مس پریسہ آفندی۔"

وہ سلگتے لہجے میں بولتے دھیمے لہجے میں غرایا۔پریسہ نے مخصوص انداز میں بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا۔پورا وجود اس کو جواب دینے پہ کپکپا رہا تھا مگر اگر وہ ابھی ہمت نا کرتی تو پورے میچ میں شہرام اسے کمزور گردانتا۔

"نہیں میں نے آپکو نہیں بلکہ بغیر جیتے خود کو فاتح سمجھنے والے کو بیوقوف کہا ہے۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولتی بالوں کو کس کے باندھتے کیچڑ میں مقید کر گئی۔آنکھوں میں ایک واضح چیلنج تھا جسے دیکھ شہرام کا وجود گویا کسی نے انگاروں کی ضد میں رکھ دیا۔

"بیسٹ آف لک لاڈو۔"

صدام کی آواز پہ ان دونوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔پریسہ تو اس کی بات پہ مسکرا دی البتہ شہرام کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"بھئی میں اپنی بہن کو بس بیسٹ آف لک کہ رہا ہوں۔"

اس نے گڑبڑاتے عجلت میں وضاحت دی مبادہ شہرام اس کا سر نا پھاڑ دے۔اگلے پانچ منٹ میں ریفری کی آواز پہ ایک بار پھر میچ شروع ہوا تھا۔اگلے دو شاٹس بھی لڑکوں کی جانب سے دیکھ پریسہ کا سر باقاعدہ چکرانے

All Rights Reserved By Novels Lounge

لگا۔اسے ماننا پڑا تھا کہ شہرام حقیقت میں اپنے وقت کا چیمپئن رہا ہوگا۔وہ گراؤنڈ کے بیچ و بیچ دونوں ہاتھ کمر پہ جمائے کھڑی تھی۔ان چاروں نے غصے سے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے کیوں شاید ہار مان چکی تھی۔

"پری ہولڈ دا بال۔"

کومل کی چیختی ہوئی آواز پہ وہ باقاعدہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹتے سرعت سے بال کیچ کرتے کومل کی جانب اچھال گئی جس نے بروقت اس کا شاٹ مارا تھا مگر اسی دوران بری طرح زمین بوس ہونے کی بدولت اس کے لبوں سے ایک کراہ نکلی تھی۔ہر جانب سکوت چھا گیا۔پریسہ دونوں ہاتھ سختی سے لبوں پہ جماتے بھاگنے والے انداز میں اس تک بڑھی۔

"کومل آپی آپ ٹھیک ہیں نا۔"

وہ بھیگے لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے بولی جو تکلیف سے دوہری ہوتی جا رہی تھی۔

"تم روؤمت پری پلیز نس میچ پہ فوکس کرو جو تم نہیں کر پا رہی۔اگر آج ہم ہار گئے تو پوری جامعہ میں ہم لوزرز کہلائیں جائیں گے مگر ہمیں یہ جتانا ہے کہ ہم لڑکیاں کسی سے بھی کم نہیں ہے۔پلیز گو اہیڈ۔"

کومل کو تو اس کی دوست ساتھی وہاں سے اٹھا کر لے گئی مگر وہ پریسہ کو ساکت چھوڑ گئی تھی۔معاً اس کی نگاہ سکور بورڈ سے ہوتے شہرام کی آنکھوں سے جا ٹکرائی جو بال کو فضا میں بلند کرتے سرد نگاہیں اسی پہ جمائے کھڑا تھا۔

"پریسہ یو کین ڈو اٹ۔"

فارس کی آوازاسے اس سوچوں کے گرداب سے کھینچ لائی۔اس نے ان سب کی جانب دیکھا جو ملتجیانہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے اگلے ہی لمحے پریسہ کے اندر وہی ضدی اور خود سر پریسہ نے سرعت سے سر اٹھایا۔اس نے بے دردی سے اپنے ماتھے سے پسینہ پونچھتے دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کیا تھا۔شہرام کی نگاہیں اس کی بند آنکھوں پہ جمی تھی اگلے ہی لمحے جوں ہی وہ واں ہوئی اس کی آنکھوں ایک جنون آباد تھا جیت کا جنون جو شہرام کو بری طرح ٹھٹھکا گیا۔میچ کے شروع ہوتے ہی وہاں موجود سب کو پریسہ کا ایک نیا روپ دیکھنے کو ملا تھا۔بیچ وقت چار شوٹس مارتے اس نے وہاں موجود سب طالب علم کے علاوہ گراؤنڈ میں موجود کھلاڑیوں کو بھی چوکنا کر دیا تھا۔اب وہ دونوں ٹیمز برابری پہ آگئی تھی۔پریسہ کے لبوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھری۔اب سٹوڈنٹس میں ہر جانب کھلبلی مچ چکی تھی کیونکہ میچ آخری دہانے پہ پہنچتے اپنی نوعیت ہی بدل چکا تھا۔پریسہ نے دونوں ہاتھ گھٹنوں پہ جماتے گہرے گہرے سانس بھرے تھے۔اس کا تنفس بری طرح بکھرا ہوا تھا۔دو تین بار زمین بوس ہونے کی بدولت کہنیوں میں خراشیں بھی آئی تھی جہاں سے خون بھی رس رہا تھا مگر فلحال وہ اس سب سے بے نیاز تھی۔اب آخری بال تھی اور پھر جیت ہار کا فیصلہ ہو جانا تھا۔

تمام سٹوڈنس اپنی اپنی جگہ پہ کھڑے ہوتے اپنے پسندیدہ کھلاڑی کیلیے ہوٹنگ کرنے میں مصروف تھے۔اگلے ہی لمحے گیند جوں ہی فضا میں بلند ہوئی دونوں ٹیمز شاٹ لگانے کیلیے جت چکی تھی۔معاً بال شہرام کے ہاتھ لگتے ہی پریسہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔بال جوڑے سے کھل کر ڈھیلے ہو چکے تھے۔

"اگر یہ بال گئی تو پھر میری ہار پکی ہے اور پھر شہرام سر کی نگاہیں۔نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔"

اس نے اپنے خیال کی سراسر نفی کی اور جتنی تیزی سے وہ بھاگ سکتی تھی بھاگتے ہوئے اس تک پہنچی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ بال کو شاٹ لگاتا پریسہ نے بر وقت اس کی گھٹنے کے مقام پہ اپنی ٹانگ ماری تھی اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ سے بال چھوٹتے زمین پہ گری اور وہ خود بھی زمین بوس ہوا تھا۔اس دوران پریسہ جیت کے جنون میں یہ بات بلکل فراموش کر چکی تھی کہ وہ اس کا استاد ہے۔ مگر اسے زمین پہ گرتا دیکھ جہاں پورے گراؤنڈ میں سکوت چھایا وہی سب کی نگاہیں پریسہ پہ جمی تھی جس کے بال کھلتے اس کے شانوں پہ بکھر چکے تھے۔پریسہ نے بال ہاتھ میں تھامے پھٹی پھٹی نگاہوں سے شہرام کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔اس کی بازو سے رستا خون دیکھ اس سے پہلے کہ وہ بے چینی سے اس کی جانب بڑھتی عفیفہ کی آواز نے اس کے قدم وہی روک لیے۔

"نہیں پری وہاں نہیں جانا ڈونٹ ڈو دس۔ بال کو کک کرو پری اٹس یور لاسٹ چانس۔"

وہ جتنی شدت سے چلا سکتی تھی چلائی تھی۔اب ایک بار پھر پریسہ کی نام کی ہوٹنگ پورے گراؤنڈ میں گونج رہی تھی۔پریسہ نے ایک آخری نگاہ اس پہ ڈالتے پوری شدت سے بال کو کک کیا تھا۔شاٹ لگتے ہی چند ساعتوں بعد پورے گراؤنڈ میں چیخ و پکار گونج اٹھی۔پریسہ ڈھے جانے والے انداز میں شہرام کے نزدیک کچھ ہی فاصلے پہ بیٹھتے شدت سے آنکھوں کو میچ گئی۔وہ سچ میں اسے ہرا چکی تھی۔اس کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ گرا تھا۔اس کا پورا گروپ اس کے پاس آتے کبھی اسے سینے میں بھینچتا تو کبھی کچھ مگر اس کی نگاہیں تو صرف شہرام کی جانب تھی جس کی آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔

"اوہ مائی گاڈ پری تم نے کیسے کک کیا آخر میں سر کو آئی سوئیر یو ڈڈ کا گریٹ جاب۔"

عناب اسے سینے میں بھینچتے کھلکھلاتے ہوئے بولی۔ فارس ہادی اور ارتضیٰ نے اپنے مخصوص انداز میں اس کے مکے سے مکہ ٹکرایا تھا۔ وہ نم آنکھوں سمیت کھل کر ہنس دی تھی۔ صدام کو اپنے ہارنے کا دکھ تو تھا مگر اپنی بہن کے جیتنے کی خوشی میں وہ دکھ بھی کہی دور جا سویا تھا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد سٹیج پہ ان کے ناموں کی اناؤنسمنٹ ہوتے ہی وہ اپنی ٹیم کے ساتھ تفاخر سے چلتی سٹیج کی جانب بڑھی مگر درمیان میں کھڑے شہرام کو دیکھتے اس کے قدموں کو بے ساختہ بریک لگی۔ ناجانے کیوں اس کی نگاہیں اس کے چہرے سے ہوتی اس کے بازو کے زخم پہ آکر رکی تو شرمندگی نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ فلحال وہ بعد میں اس سے معذرت کرنے کا سوچتے سٹیج کی جانب بڑھی کیونکہ وہاں بار بار اس کا نام اناؤنس ہو رہا تھا۔ وہ اس سے جیتنا چاہتی تھی مگر ناجانے کیوں اب جیت کر اس کی آنکھوں میں ہارا سے بے تحاشہ کھٹک رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ٹرافی دیکھ شہرام ایک زہرخند نگاہ اس پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ پریسہ کی نگاہوں نے اس کے نگاہوں سے اوجھل ہونے تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"۔ بھائی میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا کچھ بھی۔ وہ بس"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی دفاع میں صدام سے مزید کچھ بولتی اس نے سرعت کے اس کے لبوں پہ انگلی جمادی۔ پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے پری آپ کب سے چھوٹی چھوٹی باتوں کو سر پہ سوار کرنے لگ گئی۔ میں نے پہلے بھی آپ کو یہ بات باور کروائی تھی کہ یہ ایک میچ ہے بس۔ چل رہو اور اب تو یہ جیت بھی سیلیبریٹ کرنی ہے ہمیں کیوں لڑکیوں۔"

وہ محبت سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولتے باقی سب سے مخاطب ہوا جنہوں نے بغیر کسی تردد کے خوشی خوشی اثبات میں سر ہلایا تھا۔ معاً اپنے فون پہ آنے والی کال کے پیشِ نظر وہ ان سب سے معذرت کرتا فون کان سے لگاتے آگے کی جانب بڑھ گیا۔ اب باری باری جونیئر زپریسہ کو آکر مبارکباد دے رہی تھی جسے وہ بمشکل مسکرا کر قبول کر رہی تھی۔ دل کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی۔ وہ سب یوں ہی باتوں میں مصروف کیفے کی جانب بڑھے تھے۔ اپنی مطلوبہ جگہ سنبھالتے ہی پریسہ نے عفیفہ کی جانب دیکھا جو کسی سوچ کے زیرِ اثر تھی۔

"آج پریسہ کے جیتنے کی خوشی میں میں تم سب کو کچھ کھلانا چاہتا ہوں۔"

فارس کی آواز پہ سب نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا مطلب وہ بھوکا بھی کچھ کھلانا جانتا تھا۔

"کیا سچ میں فارس تم کھلاؤں گے۔ جھوٹ تو نہیں بول رہے نا۔"

بریزہ نے تصدیق چاہی۔ فارس نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا اب میں تمہیں جھوٹا لگتا ہوں۔"

وہ مصنوعی ناراضگی سے گویا ہوا۔ سب نے اس کی بات پہ ٹیڑھی میڑھی شکلیں بناتے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اس میں کوئی شک نہیں ہے فارس۔"

عفیفہ اس پورے قصے میں پہلی بار بولی تھی۔

"چلو اب بکواس مت کرنے لگ جاتا جو تمہارا پسندیدہ شیوہ ہے۔"

ارتضیٰ کی آواز پہ وہ گہرا سانس بھرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بے نیازی سے ببل گم چباتی مریم کو دیکھتے ان سب کو اشارہ کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"اب یہ کہاں گیا۔"

ہادی چپس کیچپ میں ڈبوتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولا۔

"ندیدے پہلے کھالو پھر کچھ بولنا۔"

عناب اس کے شانے پہ مکہ جڑتے ہوئے بولی تو وہ مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کرتے چپس کی پلیٹ لیتے ایک جانب ہو گیا۔ان سب نے اس کے کمینے پن پہ دانت کچکچائے۔اس دوران پریسہ عفیفہ کو آنکھوں کے اشارے سے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ان سب کو ڈیپارٹمنٹ کا چکر لگانے کا کہتے وہ خود اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"کیا ہوا تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے عفیفہ۔"

پریسہ نے اس کا ہاتھ تھامتے پریشانی سے اس سے سوال کیا تو اس نے بمشکل مسکراتے نفی میں سر ہلایا اور دور کہیں خلا میں دیکھنے لگی۔

"مجھے کچھ بھی تو نہیں ٹھیک ہوں میں۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولی۔پریسہ نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں اس کی مسکراہٹ کی عکاسی نہیں کر رہی تھی۔

جھوٹ مت بولو عفیفہ۔تمہارے چہرے سے صاف واضح ہے میں صبح سے محسوس کر رہی ہوں مگر نظرانداز "کرتی جارہی تھی مگر اب تم مجھے بتا ہی دو کہ کیا ہوا ہے ورنہ مجھ سے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولی۔عفیفہ نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھتے ایک نظر اطراف کا جائزہ لیا۔ایک بج چکا تھا تبھی ڈیمارٹمنٹ میں طلبہ نا ہونے کے برابر تھے۔عفیفہ کی نگاہیں پل بھر میں آنسوؤں سے بھیگی تھی۔پریسہ کو بے چینی ہونے لگی۔

"عفیفہ پلیز مت رونا مجھے بتاؤ کہ کیا ہوا ہے۔"

وہ اس کے چہرے پہ بہتے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے تکلیف سے بولی۔اسے اس کا رونا اذیت میں مبتلا کر رہا تھا۔عفیفہ نے اس کی بات پہ کل رات کی پوری تفصیل روتے روتے اس کے گوش گزار دی۔پریسہ کی حالت ایسی تھی گویا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اس کا ہاتھ بے یقینی کی کیفیت میں لبوں پہ آن ٹھہرا۔

"تم مذاق کر رہی ہو نا عفیفہ۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولی تو اس نے اپنی آنکھوں کو بے دردی سے پونچھتے نفی میں سر ہلایا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہم جیسے لوگ مزاق نہیں کر سکتے۔ ہمارے رشتے یوں ہی کر دیے جاتے ہیں پری۔ ہم سے پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا جاتا میں نے ابا سے اتنا بولا تھا کہ میں ان کا بیٹا بنوں گی کسی کا سہارہ لینے کی ضرورت نہیں ہے مگر انہوں نے میری ایک بھی نہیں سنی اور فیصلہ ہمیشہ کی طرح اس یاسر کے حق میں ہی کیا ہے۔"

وہ بھیگے لہجے میں آرزدگی سے گویا ہوئی۔

"تمہیں اپنے حق کیلیے بولنا چاہیے تھا عفیفہ۔"

پری باور کرانے والے انداز میں بولی ساتھ ہی اس کا ہاتھ تھامتے اسے تسلی دینے لگی۔

"میں ختم ہو گئی ہوں پری۔ وہ یاسر بلکل بھی اچھا انسان نہیں ہے اس کی نگاہیں اس کی باتیں اس کا سب کچھ کسی کو نظر نہیں آتا نا جانے کیوں سب پر سکون ہیں۔ مگر اب میں نے بھی سوچ لیا ہے کہ میں ہار نہیں مان سکتی کیونکہ اگر میں نے خاموشی سے ہامی اس رشتے کیلیے بھر لی تو پھر آگے سے میری بہنوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔ اپنے ساتھ تو میں کچھ بھی برداشت کر لوں گی مگر ان کے ساتھ کچھ بھی برا میرے اعصابوں پہ بہت گراں گزرے گا۔"

وہ یاسیت بھرے لہجے میں بولتی اسے ٹھٹھکا گئی۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب تمہارے ساتھ بھی کیوں کچھ برا ہو گا فضول گوئی سے پرہیز کیا کرو اور اپنے لیے آواز اٹھانا گھر جا کر ایم شیور انکل نے اس کے دباؤ میں آکر اس رشتے کیلیے ہامی بھری ہو گی۔ وہ سنبھل جائیں گے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ محبت سے اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے بولی۔اس نے گہرا سانس بھرتے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"خیر اب ہمیں وہاں چلنا چاہیے اس سے پہلے کسی کو کسی قسم کا شک ہو۔"

"ہاں تم چلو میں بس آ رہی ہوں مجھے صدام بھائی سے کوئی کام ہے۔"

وہ حلق تر کرتے نظریں چراتے ہوئے بولی مگر عفیفہ نے اس بات پہ دھیان نا دیا اور مسکرا کر واپس کیفے کی جانب بڑھ گئی وہ سوچ چکی تھی کہ اسے بلکل بھی ہار نہیں ماننی تھی اسے اپنے فیصلے پہ ڈٹ کر کھڑی رہنا تھا تاکہ اس کے ساتھ کوئی ناانصافی نا ہو سکتی۔

پریسہ اسے راہداری کے حدود سے نکلتا دیکھ کر خود چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی شہرام کے آفس کی جانب بڑھنے لگی۔اس کے آفس کے باہر پہنچتے ہی اس نے ہمت مجتمع کرتے ہولے سے دروازہ بجایا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے نا جانے کونسا احساس اسے شہرام کی جانب کھینچ لایا تھا۔اندر سے آنے والی بھاری کم ان کی آواز پہ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"پری ریلیکس وہ تجھے کھا تھوڑی نا جائیں گے۔"

وہ خود کو تسلی دیتے دروازے کی ناب گھمانے لگی اگلے ہی لمحے دروازہ چرڑ کی آواز سے کھلتا چلا گیا۔اس نے اندر داخل ہوتے ہی ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی جہاں وہ صوفے پہ پشت کیے بیٹھا کچھ کرنے میں مصروف تھا۔اس کا چہرہ دوسری جانب ہونے کی بدولت وہ اسے دیکھ نا پائی کہ وہ کیا کر رہا ہے۔شہرام جو اپنے

All Rights Reserved By Novels Lounge

بازو پہ آیا زخم کاٹن سے صاف کرنے میں محو تھا کسی کی آمد کے احساس سے جوں ہی گردن ترچھی کرتے دروازے کی جانب دیکھا وہاں کھڑی پریسہ کو دیکھتے اس کی کشادہ پیشانی پہ لاتعداد سلوٹیں نمودار ہوئی۔ وہ کاٹن وہی رکھتے ایک جھٹکے میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں مس آفندی۔"

وہ لہو رنگ آنکھوں سے اسے گھورتے برفیلے لہجے میں بولا تو اس کی آنکھوں سے خوف کھاتے پریسہ کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس کی زبان نے بھی بروقت ساتھ چھوڑ دیا۔

"وہ میں آپکو دیکھنے آئی تھی۔"

وہ بوکھلاہٹ میں الٹا سیدھا بولتے زبان دانتوں تلے دبا گئی۔ شہرام نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"صاف بولیں کہ میرا مذاق اڑانے آئی ہیں آپ۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں گویا ہوا۔ اس کا اسے زمین پہ پھینکنا ابھی تک اعصابوں پہ بری طرح سوار تھا۔

"نہیں سر آئی سوئیر وہ میں دراصل آپ سے سوری کرنے آئی تھی۔"

وہ حلق تر کرتے خوفزدہ لہجے میں بولی اور اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔ شہرام نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"سر۔"

وہ یہ لفظ بول کر مدھم سا ہنسا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا میں آپکا استاد ہوں مس پریسہ۔"

اس کے بولنے کا انداز اس قدر تلخ تھا کہ پریسہ کی ہمت جواب دینے لگی۔وہ گھر بھر کی لاڈلی اور ضدی لڑکی اس کے لہجے پہ آ کر ہار مان جاتی تھی۔

دیکھیں سر میں نے یہ میچ قطعی نہیں کھیلنا تھا کیونکہ مجھے ایک استاد اور طالب علم کے رشتے کو تقدس رکھنا آتا"

"ہے مگر سب نے اصرار کیا تو میں نے بس اسی لیے۔

وہ تفصیل اسے بتاتے تین چار قدم اٹھاتے اس کے نزدیک آئی اور منت کرنے والی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کی نگاہ صوفے پہ رکھی کاٹن پہ پڑی جو سرخ ہو رہی تھی۔اس کا ہاتھ بے ساختہ دل پہ پڑا۔

"سر یہ کیا آپکو زیادہ چوٹ آئی ہے کیا۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولتے اس کے چہرے اور ہاتھوں میں متلاشی نگاہیں دوڑانے لگی مگر اگلے ہی لمحے اس کے بازو پہ آئے گہرے کٹ کو دیکھ اس کے اوسان خطا ہو گئے۔اس نے تڑپ کر اس کا بازو اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تھاما تھا۔شہرام جو اس کی آنکھوں میں واضح شرمندگی محسوس کر سکتا تھا اپنے مضبوط بازو پہ اس کی مومی انگلیاں محسوس کر جہاں کا تہاں رہ گیا۔یہ سب بے اختیاری کی کیفیت میں ہوا تھا۔پریسہ کا آنسو اپنے بازو پہ گرتا دیکھ وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔اس نے ایک جھٹکے میں اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کرتے ایک سیکنڈ میں اسے پیچھے کی جانب دھکیلا۔وہ بری طرح لڑکھڑاتے شیشے کی میز کو تھام گئی۔

"ہاؤ ڈیئر یو ٹو ٹچ می۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے حلق کے بل دھاڑا۔ پریسہ نے خوفزدہ ہرنی کی مانند نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"وہ میں بس زخم۔"

وہ آنکھوں میں ڈھیروں شکویں لیے صفائی دینے والے انداز میں بولی۔

اپنی بکواس بند رکھیں اور ابھی اسی وقت اس کمرے سے نکلیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا سمجھی آپ اور"

"آئندہ مجھ سے کم از کم دس قدم کے فاصلے پہ رہیے گا۔

وہ اس کے بازو کو ایک جھٹکا دیتے گرجدار لہجے میں بولا تو اس کے لبوں سے ایک کراہ سی نکلی۔ تکلیف کی شدت سے آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔

"پلیز چھوڑیں مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"

وہ رحم طلب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہچکیاں دباتے ہوئے بولی۔ شہرام نے مذاق اڑانے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا اور ایک جست میں اسے کھینچ کر اپنے مقابل کیا یہاں تک کہ ان میں صرف ایک انچ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ شہرام نے اپنی دو انگلیوں کی مدد سے ٹھوڑی سے تھام کر اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔

مجھے بھی بہت تکلیف ہوئی تھی جب میری مات آپکے ہاتھوں ہوئی تھی میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ آپ کی"

"آتی جاتی سانسیں کھینچ لوں۔

وہ بھنویں اچکاتے مخصوص پٹھانوں والے سپاٹ لہجے میں بولا۔ پریسہ نے نہایت سنجیدگی سے یک ٹک اس کی کانچ سی آنکھوں میں دیکھا۔ کس قدر ظالم تھا وہ شخص جو نا جانے اسے کونسے نا کردہ گناہ کی سزا دے رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میرا یقین کریں میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔"

وہ ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھتے رنجیدگی سے بولی۔ قد چھوٹا ہونے کی بدولت اسے چہرہ اٹھا کر اس سے مخاطب ہونا پڑ رہا تھا۔

"سب جانتا ہوں میں مگر میری ایک بات کان کھول کر سن لیں مس پریسہ ایک بار کی جیت کا مطلب قطعی یہ نہیں کہ آپ ساری زندگی جیتتی ہی رہے گی۔ ہار تو آپ کے نصیب میں بھی ہے اور وہ ہار بھی ایسی ہو گی جس ہار کے بعد شاید آپ کے پاس کچھ نا بچے۔ اس کے بعد سب ختم ہو جائے گا۔"

وہ اس کے بازو پہ دباؤ بڑھاتے جتانے والے انداز میں بولا۔ پریسہ نے اس کی بات پہ غصے سے ایک جست میں اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا۔ کیا سمجھتا تھا وہ خود کو اس کی سمجھ سے بالاتر تھا وہ شخص۔

"آپ کے چہرے پہ تکلیف دیکھ مجھے یقیناً دکھ ہوا تھا کہ نہیں مجھے آپ کے ساتھ کم از کم ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مگر اب میرا بیان پوری طرح بدل چکا ہے مجھے آپ کے ساتھ ایسا بلکل کرنا چاہیے تھا کیونکہ آپ جیسے انا پرست انسان کو یہ مات بے حد ضروری تھی۔ اب آپ کا انا کا پرچم بلند ہونے کی بجائے ذرا سا نیچے آیا ہے مگر انشااللہ ایک دن یہ زمین بوس بھی ہو گا اور اسے قدموں میں روندنے والی میری ذات ہو گی میری مسٹر شہرام خان۔"

وہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتی ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔ شہرام نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ ہولے سے مسکرا دی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ویسے ہار کر کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ۔ چلیں آپ یہ چھوڑیں میں بتاتی ہوں کہ مجھے جیت کر کیسا محسوس" ہورہا ہے۔ مجھے جیت کر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ بس شدت سے جی چاہ رہا ہے کہ میں اس جیت کو آپ کے "ساتھ سیلیبریٹ کروں۔

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی ہوئے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔ شہرام کو دل میں شدید حیرت ہوئی کہ یہ وہی لڑکی تھی جو ابھی صفائیاں پیش کر رہی تھی اور اب اسے جلانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"مجھے ایسا کوئی شوق نہیں ہے۔"

وہ تنفر سے سر جھٹکتے اسے نظر انداز کرتے اپنی چادر درست کرنے لگا۔اس کی حاظر جوابی پہ اس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔پریسہ نے اپنے گلے میں موجود سٹالر پہ گرفت مضبوط کی۔اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ شہرام خان سے بے تحاشہ ڈرتی ہے مگر فالوقت وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔

تو آپ کے شوق کے بابت پوچھا کس نے ہے میں تو اپنا شوق بتارہی ہوں اور ویسے بھی آپ کا آنا لازم ہے" "اب سب کو بھی تو معلوم ہو کہ میں دی پرفیکٹ شہرام خان سے جیت کر وہ تمغہ اپنے نام لکھوا چکی ہوں۔

وہ آئینے میں اس کے عکس کو دیکھتے اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے معصومیت بھرے لہجے میں بولتی اسے سلگا گئی۔ شہرام نے طیش کے عالم میں میز پہ رکھے گلدان کو ہاتھ مارا جس کی بدولت وہ زمین بوس ہوتے بری طرح چکنا چور ہوا تھا۔اس کی حرکت پہ پریسہ کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔اس کی ٹانگیں باقاعدہ کانپی تھی۔

"بی ان یور لمٹس ورنہ میں اپنی حدیں تجاوز کر جاؤں گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند دھاڑا تھا۔اس کے غرانے سے کمرے کے در و دیوار لرز اٹھے۔پریسہ اس کی آنکھوں میں خون کا لاوا ابلتے دیکھ کانپتی ٹانگوں سمیت بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی مبادہ وہ سچ میں کچھ ایسا نا کر دے جو ان دونوں کیلیے غلط ثابت ہو۔باہر نکلتے ہی اس نے باقاعدہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرے تھے مبادہ اس کی لال ہوتی صورت یاد کر وہ ضبط کے باوجود کھلکھلا کر ہنس دی۔آنکھوں میں نمی ابھی بھی موجود تھی۔

"ویسے ماننا پڑے یہ اینگری مین غصے میں مزید پیارے لگتے ہیں۔"

وہ دلچسپی سے اس کا چہرہ اور اس کی میچی آنکھیں یاد کرتے مزے سے چہرہ جھکا گئی اور ایک نظر اس کے بند دروازے پہ ڈالتے کیفے کی جانب بڑھ گئی۔دل نے نا جانے کیوں ایک الگ پرلے پہ دھڑکنا شروع کیا تھا۔لب اپنے آپ مسکراہٹ میں ڈھل چکے تھے۔

"بھائی۔"

پریسہ کی آواز پہ وہ جو پارکنگ کی جانب بڑھ رہا تھا مضبوط قدم اٹھاتا اس کی جانب آیا اور سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی۔

"بھائی آپ کیفے چلیں میرے ساتھ فارس میری جیت کی خوشی میں کچھ کھلانے والا ہے ہمیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چہک کر بولتی اسے اپنے ساتھ آنے پہ آمادہ کرنے لگی جس نے اسے کچھ دیر میں آنے کا وعدہ کرتے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"ابھی تک فارس نہیں آیا۔"

پریسہ کرسی کھینچ کر بیٹھتی حیرانگی سے گویا ہوئی تو سب نے کندھے اچکاتے نفی میں سر ہلایا۔وہ ناسمجھی سے آنکھیں گھما کر رہ گئی۔مریم بھی وہاں موجود نہیں تھی وہ اس کے انتظار میں دونوں ہاتھ چہرے پہ رکھتی اطراف کا جائزہ لینے لگی۔

"میرا موبائل کہاں ہے۔"

مریم تن فن کرتی کیفے میں پہنچی اور میز پہ ہاتھ مارتے نتھنے پھلاتے غصے کی کیفیت میں گویا ہوئی۔سب کی نگاہیں حیرت انگیز طور پہ اس کی جانب اٹھی تھی جس کا چہرہ لہو چھلکا رہا تھا۔

"کیا تمہارا موبائل ہم اپنی جیب میں لیے گھومتے ہیں۔"

ہادی نے کرسی اس کی جانب کھسکاتے اپنے مخصوص نرم لہجے میں طعنہ مارا جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا۔مریم نے تلملا کر اس کی جانب دیکھا۔اس کی بات پہ اپنے موبائل کے معاملے میں صدا کی پریشان حال عناب نے سرعت سے اپنے بیگ کی زپ کھولتے تانکا جھانکی تھی تو مریم نے محبت سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ واحد اسے ہی پریشانی ہوئی تھی اس کے موبائل کی مگر اس کے دربارہ پر سکون انداز میں بیٹھنے سے اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا ہوا واپس کیوں بیٹھ گئی۔"

وہ دبے دبے انداز میں اکھڑے لہجے میں بولی۔ عناب نے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا۔

"کیونکہ صد شکر میرا موبائل میرے بیگ میں ہی موجود ہے۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولی اور بریزہ کے آگے سے چپس کی پلیٹ اپنی جانب کھسکاتے کیچپ میں ڈبو ڈبو کر مزے سے کھانے میں مصروف ہو گئی۔ سب نے اس کی حرکت پہ کتابوں میں سر دھنسا تھا۔ پریسہ نے اس کی بات پہ مسکراہٹ دبائی۔

"مگر یہاں بات میرے موبائل کی ہو رہی ہے۔ تمہارے کی نہیں۔"

وہ اس کے بال کھینچتے ہوئے غصے سے بولی۔ عناب نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے بالوں کو اور اطراف میں متوجہ ہوتے لوگوں کو دیکھا اور اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے اسے پیچھے کی جانب دھکا دیا۔ مریم نے غشی کے عالم میں اس کی جانب دیکھا۔

"شروع ہونے والی ہے۔ اب کیا کریں۔ WWE مجھے لگتا ہے یہاں"

بریزہ اپنا بیگ کندھے پہ لٹکاتے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہادی کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی معاً کسی سوچ کے آتے ہی وہ سرعت سے ان دونوں کے درمیان حائل ہوئی۔ پریسہ اور عفیفہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ایک منٹ ایک منٹ! یہ سب کرنے سے پہلے صرف یہ سوچو کہ فارس کہاں ہے کیونکہ وہ کمینہ صرف اس وقت ہی موقع سے غائب ہوتا ہے جب ہمارا کچھ قیمتی غائب ہوتا ہے۔"

وہ ان دونوں کا رخ بروقت اپنی جانب کرتی دانت کچکچاتے ہوئے سمجھانے والے انداز میں بولی تو مریم کی آنکھوں میں ایک بار پھر خون اتر آیا۔اس نے سنیپ چیٹ پہ سٹریک بھیجنی تھی اور وہ اس کا موبائل غائب کرتے فرار ہو چکا تھا اب وہ اتنی دلچسپ لڑائی کی سٹریک کیسے بھیجے گی یہی سوچ اسے پریشان کر رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ تن فن کرتی اس کے تعاقب میں جاتی سامنے سے تین لڑکیوں کے جھرمٹ میں کھلکھلاتے ہوئے فارس کو آتے دیکھ ان سب کی حالت غش کھانے والی تھی۔جس کے ہاتھ میں ایک عدد بلیو رنگ کا ٹراؤزر موجود تھا جسے وہ اپنے ہاتھوں سے بار بار صاف کرتے اسی کی جانب آرہا تھا۔ان سب کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔

"مریم۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت سپاٹ انداز میں بولتے اس کی جانب تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔مریم نے اشتعال کے عالم میں مٹھیاں بھینچی۔

"یہ لو تمہارے لیے لایا ہوں یہ۔بہت ہی اعلیٰ برینڈ کا ہے یہ کھلا ہوا دار۔کہیں سے بھی پھاڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان تک پہنچتے ہی ٹراؤزر مریم کی جانب بڑھاتے مصنوعی سنجیدگی سے بولا جبکہ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

"میرا موبائل کہاں ہے فارس۔"

وہ اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتی دانت پیستے ہوئے جتانے والے لہجے میں بولی۔

تمہارا موبائل اچھا وہ جو سیاہ رنگ کا ہے سیم سنگ کا نا۔اچھا اچھا وہ۔اسی کو تو بیچ کر یہ مہنگا ترین ٹراؤزر" تمہارے لیے خریدا ہے تاکہ تم کل سے یہ پھٹی ہوئی جینز نا پہن کر آؤ اور نا ہی اسے فیشن کا نام دو۔قسم سے تمہاری حالت ذار پہ آنکھیں نم سی ہو جاتی ہیں۔پریشان مت ہونا بہت ہوادارہے اسے گھٹنوں سے پھاڑنے کی ضرورت تمہیں قطعی پیش نہیں آئے گی۔"

وہ مصنوعی افسردگی سے بولتے اس کے ہاتھ میں ٹراؤزر رکھ گیا۔سب نے سکتے کی کیفیت میں اسکی جانب دیکھا جواب بریزہ کے آگے رکھی ہوئی چپس اور ہادی کے آگے سے سٹرنگ کی بوتل اٹھاتے ایک ہی لمحے میں حلق میں اتار گیا تھا۔مریم نے اس ٹراؤزر کو دیکھتے سختی سے مٹھی میں بھینچا۔

"اور کچھ نہیں منگوایا تم لوگوں نے۔"

وہ حیرت سے ان سب کو دیکھتے چلایا مگر ان سب کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت دیکھ فارس نے ایک نظر مریم کی جانب دیکھا جو سرخ ہوتے چہرے سمیت اسے ہی گھور رہی تھی۔وہ ہولے سے مسکرایا تھا۔

چلواسی کی سٹریک بھیج دو۔مائی ڈیئر سٹ فرینڈ گفٹڈ می دس وائٹ اینڈ کول ٹراؤزر۔اوہو میں بھول ہی گیا تھا کہ "

"تمہارے پاس تو موبائل ہی نہیں ہے سٹریک کیسے بھیجو گی۔

وہ انگلش کا قیمہ نکالتے ہوئے مزے سے بولا معاًاس کے موبائل کا یاد آتے ہی افسردگی سے بولا مگر وہ ہنوز اسے ویسے ہی گھور رہی تھی۔

میں جانتا ہوں تمہیں مجھ پہ بے حد پیار آرہا ہے چلواسی خوشی میں دو کولڈ ڈرنکس دو سموسے ایک پلیٹ بریانی" کی اور ایک شوارما تو بے حد لازمی ہے جان بستی ہے میری اس میں۔ایسا کرتا ہوں میں ہی آرڈر دے آتا ہوں پیسوں کا بعد میں تم کر لینا۔کیا تم سب بھی کچھ کھاؤ گے آج مریم ہم سب کو ٹریٹ دے رہی ہے اس پورے "ٹراؤزر کی خوشی میں۔

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے ایک نظر سب کو دیکھ کر وہاں موجود لڑکے کو آواز دینے لگا۔سب نے بمشکل مسکراتے دل ہی دل میں اس کی سلامتی کی دعائیں مانگی تھی جو لاپرواہی سے اپنا آرڈر دے رہا تھا۔

"ایک منٹ ایک منٹ کھلانے تو تم والے تھے آج میری جیت کی خوشی میں۔"

پریسہ اس کا چہرہ جانچتی ناگواری سے بولی۔

"ارے وہ سب سے آخر میں دوں گا۔پہلے کچھ کھا تو لیں۔"

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے ہوئے بولا۔اس دوران صدام اور اس کے ساتھ موجود شخصیت کو اپنی جانب آتا دیکھ وہ سب کے سب سانس روک گئے۔فارس نے شرارتی نگاہوں سے شہرام کی جانب دیکھا اور اس کے

احترام میں اپنی جگہ سے اٹھتے اسے اپنی کرسی پہ بٹھایا تھا۔اب حال یہ تھا کہ وہ پریسہ کے بلکل ساتھ والی کرسی پہ براجمان تھااور پریسہ کا دل اس کی اس قدر قربت پہ اچھل کر حلق میں آگیا۔فارس نے ایک کرسی کھسکا کر شہرام کے ساتھ لگائی تھی۔پریسہ بدک کراپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کی گھبراہٹ کے پیشِ نظر صدام اپنی جگہ سے اٹھتے وہاں بیٹھ گیا۔اس کی اس حرکت کو کسی نے نا سہی مگر شہرام نے شدت سے محسوس کیا تھا تبھی چہرے پہ ناگواری کا تاثر ابھرا۔پریسہ کو اس کے چہرے پہ ڈھونڈنے سے بھی گزرے واقعے کا کوئی شائبہ نہیں محسوس ہوا تھاالبتہ وہ اسے ہمیشہ کی طرح دیکھنے سے گریز کررہا تھا۔

"چلو بھئی فارس جلدی سے کھلاؤ جو تم کھلانے والے تھے۔"

صدام کی آواز پہ اس نے ایک نظر سب کی جانب دیکھااور مسکرا کر اپنی جیب سے ٹافیاں نکالتے میز پہ سب کے اگے ایک ایک رکھی تھی۔سب کی آنکھیں اپنے سامنے رکھی ٹوفیوں کو دیکھ آخری حد تک پھیل گئ البتہ شہرام کا چہرہ اس کی حرکت پہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔اس نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جو کھسیا گیا۔

"یہ لو بھئی ایک اور ٹافی لے لو تم ناراض تو مت ہو۔جانتا ہوں استاد ہو اور اس کا حق زیادہ ہوتا ہے۔"

وہ شہرام کے آگے ایک اور ٹافی رکھتا ہوا بولا تو اس کی حرکت پہ سب دانت کچکچا کر رہ گئے۔

"کیا یار سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا لگتا ہے دنیا کے سارے غریب دوست میرے ہی نصیب میں ہیں۔"

ہادی کی اکتاہٹ بھری آواز پہ فارس نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں جیسے خود تو تو مہینے کا لاکھوں کماتا ہے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنی حرکت پہ شرمندہ ہونے کی بجائے اس پہ طنز کرنے سے باز نا آیا۔

"انسان اصل میں غریب ہو چاہے مگر اس کا دل اور سوچ کم از کم غریب نہیں ہونی چاہیے۔"

ارتضیٰ نے ان کی گفتگو میں اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

ہاں تو پھر اس لحاظ سے تم دونوں غریب ہوئے نا میں نے کم از کم کھلانے کے بابت سوچا تو ہے نا تو نے تو وہ بھی "

" کبھی نہیں سوچا ندیدے انسانوں۔

وہ اسے شرم دلاتے ہوئے بولا تو ان دونوں کا منہ اس قدر بے عزتی پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ باقی سب دانت پی

۔ دانت جمائے ان کی بکواسیات کا ملاحظہ کر رہے تھے

پکا منحوس ہے یہ مجھ سے لکھوا لو جس دن یہ پیدا ہوا ہو گا نا ڈاکٹرز نے بھی یہی کہا ہو گا کہ آپ کے گھر قہر نازل "

"ہوا ہے۔

ارتضیٰ اپنا جوتا اتارتے اس کی جانب اچھالتا ہوا پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا جو سید ھا فارس کے دل کے مقام

پہ لگا تھا۔

دھک دھک کرنے لگا۔

او میرا اجیار ام ڈرنے لگا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اک ادا سے بولتے سب کو وہاں سے اٹھنے پہ مجبور کر گیا۔ شہرام کے اٹھتے ہی اس کے مخصوص کلون کی خوشبو پریسہ کو اپنے اطراف میں پھیلتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے چہرہ جھکاتے اس دلفریب مہک میں گہرا سانس بھرا۔

"ارے کیا ہوا کھایا نہیں تم سب لوگوں نے۔"

فارس ناسمجھی سے گویا ہوا تو سب نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

کیا فائدہ فارس تیرے اتنے بڑے بزنس ٹائیکون کی اولاد ہونے کا جب رہنا تو نے اول درجے کا کمینا ہی "ہے۔"

اب کی بار صدام نے اسے شرم دلانی چاہی۔

"بس یہ نہیں چاہتا کہ میرے باپ کے خزانوں میں کوئی کمی آئے۔"

وہ دل پہ ہاتھ رکھتے دلفریبی سے بولا۔

"تو یہ لے پھر ان ٹوفیوں کو بھی اپنے باپ کے خزانوں میں رکھ دے جا کر۔"

ارتضٰی اور ہادی وہ دو روپے والی ٹافیاں اس کی جانب اچھالتے ہوئے بولے تو باقی سب نے بھی ان کی تائید کی تھی۔فارس اپنی اس قدر بے عزتی پہ کھول کر رہ گیا۔

"سر شہرام جی آپ بچے ہیں کچھ کہیں گے نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

کہاان کو جاتا ہے جنہیں کہنے کا کوئی فائدہ ہو تم جیسے جو ڈھیٹ ہوتے ہیں ناان کے سامنے سر بھی دیوار سے "
ٹکرا لیے جائیں پھر بھی وہ اپنے موقف پہ قائم رہتے ہیں۔ مجھے بس ان لوگوں پہ افسوس ہوتا ہے جو تمہیں
"جھیلنے کا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔

وہ اس کا شانہ تھپتھپا کر اچھی خاصی اس کی کلاس لیتے آگے کی جانب بڑھ گیا۔ چہرے پہ سرد سا تاثر قائم تھا۔

"لو جی نانا کر کے بھی اتنا کچھ سنا گیا ہے یہ انسان۔ جب سنائے گا تو کونسا قہر ڈھائے گا۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے گویا ہوا۔ صدام نے اس کی بات پہ مسکراہٹ دبائی تھی کیونکہ شہرام کی طبیعت سے وہ بخوبی واقف تھا ابھی بھی وہ صرف صدام کے اصرار پہ یہاں آیا تھا۔

"فارس میرا موبائل تو دے دو کم از کم۔"

مریم کی آواز پہ اس نے گہرا سانس بھرتے اپنی جیب میں سے موبائل نکالتے اس کی ہتھیلی پہ رکھا۔

"موقع ہے ابھی بھی سنبھل جاؤ بعد میں سنبھالنے والا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہ ایک دوست ہونے کی حیثیت سے شاید اسے سمجھانا چاہتا تھا کیونکہ آج دو تین لڑکوں کی غلیظ نگاہیں وہ اس پہ محسوس کر چکا تھا اس کے لباس سے تو فارس کو ویسے بھی چڑ تھی مگر آج اس کا تن بدن جھلس اٹھا تھا تبھی اسے سبق سکھانے کا سوچا تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ جسے وہ سبق سکھانے کا سوچ رہا تھا وہ اپنی مرضی کی مالک تھی۔

میں اپنا اچھا برا بخوبی جانتی ہوں فارس تمہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ میں آخری بار میں تمہیں "
"وارن کر رہی ہوں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جتانے والے لہجے میں بولی تو فارس نے تاسف سے اس کی جانب دیکھتے قدم سب کی جانب بڑھائے تھے۔عفیفہ گھر سے فون آنے کی بدولت پہلے ہی جا چکی تھی۔

"رات کو تیار رہنا تم تینوں جانا ہے نا۔"

پریسہ جاتے جاتے ان تینوں کو ہدایت کرنا نا بھولی کیونکہ ان کا رات کو عفیفہ کے گھر جانے کا ارادہ تھا تاکہ وہ لوگ اس کے اماں ابا کو ٹرپ پہ جانے کیلیے منا سکیں۔

"اوکے تمہارے گھر ہی ملاقات ہوتی ہے پھر پری وہی سے عفیفہ کے گھر جائیں گے۔"

عناب مسکراتے لہجے میں بولی تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب آگے پیچھے گھروں کی جانب بڑھے تھے۔پریسہ اور صدام گاڑی میں تھے۔ہادی اور ارتضیٰ اس کی ہیوی بائیک پہ موجود تھے۔

"ارتضیٰ تم مجھے بھی ہیوی بائیک چلانا سکھاؤ نا۔میرا بھی بہت دل کرتا ہے بائیک چلانے کو۔"

وہ پر شوق نگاہوں سے بائیک کو دیکھتے ہوئے بچوں کی سی معصومیت سے گویا ہوئی۔ارتضیٰ نے مسکراہٹ دبا کر اس کی جانب دیکھا۔

ارے بہنا تھوڑا وقت مزید ٹھہر جاؤ پھر ارتضیٰ تمہیں بائیک چلانا تو کیا بائیک کی سیر بھی خود کروائے گا اور "آسمان کی بلندیوں کو بھی پہچائے گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ معنی خیز نگاہوں سے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے شیطانیت بھرے لہجے میں بولا جو ابا آپنی کمر پہ پڑنے والے دھموکے سے وہ کراہتے اپنی کمر سہلانے لگا۔اس دوران فارس کی سپورٹس کار ان کے عین نزدیک دھول اڑاتی ہوئی رکی تھی۔ان سب نے ستائشی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ایک ادا سے اب اپنے بالوں کو سنوار رہا تھا۔

"آؤ عناب مریم تم دونوں کو آج میں گھر ڈراپ کروں گا تم لوگ بھی کیا یاد کرو گے۔"

وہ شاہانہ انداز میں بولا۔ بریزہ کو ڈرائیور لینے آچکا تھا جس کی بدولت وہ بھی جا چکی تھی۔عناب تو اس کی بات پہ بنا کسی تردد کے سرعت سے دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔اس سے پہلے کہ مریم بھی اس کی تقلید کرتی فارس نے گاڑی کو سرعت سے لاک کر دیا۔

"پہلے تم مجھے یقین دہانی کرواؤ کہ کل وہی ٹراؤزر پہن کر آؤں گی۔"

وہ مسکراہٹ دباتے مزے سے بولا۔مریم نے رعونت زدہ نگاہیں اس کے چہرے پہ جمالی۔

"مر جاؤ تم کمینے انسان۔"

وہ اس کے شانے پہ مکہ جڑتے ہوئے تلملا کر بولی تو وہ دلکشی سے قہقہہ لگاتے گاڑی کا لاک کھول گیا۔مریم نے سر جھٹکتے اپنی جگہ سنبھالی تھی۔معاً ان کی نگاہ ارتضیٰ کی بائیک کی جانب اٹھی جہاں ہادی پکی لڑکیوں کی طرح اس کے پیچھے بیٹھے اس کے بازوؤں سے ہاتھ گزارتے اس کے شانوں کو تھام چکا تھا۔ان دونوں کے منہ اس کی حرکت پہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"منہ بند کر لو لڑکیوں شدید ترسے ہوئے لوگ ہیں میرے دوست۔ کوئی لڑکی منہ نہیں لگاتی اسی لیے خود ہی اپنی حسرتیں پوری کر لیتے ہیں۔"

وہ ان کے کھلے منہ پہ چوٹ کرتے ہوئے مزے سے بولا اور زن سے گاڑی آگے بھگا لے گیا۔ ارتضیٰ نے بھی زبردست قسم کا ٹھوکا ہادی کے پیٹ پہ مارتے بائیک کو کک لگاتے ہوا میں اڑائی تھی۔ اب وہ سب اگے پیچھے اپنے اپنے گھروں کی جانب گامزن تھے۔

"کیا لگتا ہے کہ اس کے ماما بابا مان جائیں گے۔"

عناب اور مریم نے یکے بعد دیگرے ایک ہی قسم کا سوال کرتے اسے اچھا خاصہ عاجز کر دیا تھا۔ وہ جو خود الجھی پڑی تھی ان کے سوالوں نے اسے مزید گھما ڈالا تھا۔

"تم دونوں اپنے منہ بند رکھو گی تو ضرور کر دیں گے۔"

وہ دانت کچکچا کر بولی اور ایک طار پھر اپنی توجہ ونڈ سکرین سے باہر دوڑتے مناظر پہ جمالی۔ وہ تینوں صدام کے ساتھ عفیفہ کے گھر جارہی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا مگر پھر بھی وہ ایک بار اپنی قسمت آزمانا چاہتی تھی۔ پریسہ تو اس کے گھر کے حالات سے واقف تھی مگر اس نے غلطی سے بھی کسی کے سامنے ان باتوں کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اسی اثناء میں کچھ دیر کی مسافت کے بعد گاڑی ایک تنگ سی گلی کے عین باہر رکی تھی۔ وہ تینوں گاڑی رکتے ہی گاڑی سے باہر نکل آئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بھائی آپ نہیں چل رہے کیا اندر۔"

صدام جو سکون سے گاڑی کی سیٹ سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا تھا پریسہ کی حیرت میں ڈوبی آواز پہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"میرا اندر کیا کام بھلا۔ وہ آپ کی دوست ہے جاؤ شاباش میں باہر ہی انتظار کر رہا ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے گویا ہوا تو پریسہ نے بھی مزید بحث کرنا ضروری نہیں سمجھا اور خاموشی سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ شام کے چھ بجنے کی بدولت ہلکی ہلکی تاریکی چھا رہی تھی۔ گھر کی بیل بجاتے ہی چند ساعتوں بعد ہی دروازہ کھلا اور صفیہ نمودار ہوئی مگر سامنے کھڑی پریسہ کو دیکھ ان کے لبوں کی تراش پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ارے پری آئی ہے آجا میرا بچہ کیسا ہے۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولی ساتھ ہی عناب اور مریم کے سر پہ بھی پیار دیا۔

"ہم تو بلکل ٹھیک ہے آنٹی آپ بتائیں اور عفیفہ کہاں ہے۔"

وہ محبت سے مسکرا کر بولی اس دوران وہ انہیں لاؤنج میں لے آئی تو پریسہ نے صوفے پہ بیٹھتے استفسار کیا۔

وہ تو جب سے یونی سے آئی ہے ایسے لمبی تان کر سوئی ہے جیسے کوئی حل چلا کر آئی ہو۔ رکو میں بلاتی'

"ہوں۔ منال آپی کو اٹھاؤ اپنی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

انہوں نے مسکرا کر بولتے منال کو آواز دی تھی۔اس دوران انہوں نے چائے بھی چولہے پہ چڑھا دی تھی ساتھ نعیم کو اس کے ساتھ کا سامان لانے کیلیے فون بھی ملا دیا تھا۔کچھ دیر میں عفیفہ جوں ہی مندی مندی آنکھیں کھولے لاؤنج میں آئی وہاں موجود پریسہ عناب اور مریم کو دیکھ اس کی آنکھیں خوشگوار حیرت سے پھیلتی چلی گئی۔وہ سرعت سے اپنی انکھیں کھولتی تیز تیز قدم اٹھاتی ان کی جانب آئی۔

"ارے تم لوگ کب آئے اور یوں اچانک بتایا بھی نہیں۔"

وہ ان سب سے ملتے ہوئے بولی ساتھ ہی پریسہ کے واں کیے گئے بازوؤں میں آسمائی۔

"ہم نے سوچا تم نے تو کبھی اپنے گھر بلانا نہیں ہے ہم ہی تمہیں سرپرائز کردیں۔"

عناب کی چہکتی ہوئی آواز پہ وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔

کیوں اس گھر میں آکر تم لوگوں کو کیا مل جانا تھا۔"اس کی بات کے جواب میں س قدر عفیفہ کا تلخ لہجہ سن وہ" سب جہاں کے تہاں رہ گئے۔

"ویسے تم لوگ کس کے ساتھ آئے ہو۔اس قائم تن تنہا آنء سے تو رہے۔"

وہ اطراف میں نگاہیں دوڑاتے ہوئے ناسمجھی سے گویا ہوا جوابا پریسہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

ہاں صدام بھائی کے ساتھ آئے ہیں وہ باہر ہی ہیں ہم تو بس انکل کا انتظار کر رہے ہیں جیسے ہی وہ اائے تو ان "سے بات کر کے نکلنے والے بنے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سہولت سے بتاتی آخر میں جتانے والے انداز میں بولی تو عفیفہ کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔اسے اب ان کے یہاں آنے کا مفہوم سمجھ آیا تھا۔

"تو انہیں بھی اندر بلاتی نا ایسے اچھا تھوڑی لگتا ہے کہ وہ باہر ہیں اور تم سب اندر۔"

وہ اس پہ افسوس کرنے والے انداز میں بولی۔صفیہ وہاں سے اٹھ کر کچن میں جا چکی تھی۔تقریباً پندرہ منٹ بعد نعیم بھی رومال سے اپنا ماتھا پونچھتے جوں ہی اندر داخل ہوئے تو عفیفہ کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی تھی۔چہرہ بلکل بے تاثر ہو گیا جو کسی نے نا سہی البتہ پریسہ اور صفیہ نے شدت سے محسوس کیا تھا۔عفیفہ کے بجائے پریسہ نے ہی اس کی دوستوں سے ان کا تعارف کروایا تھا۔عفیفہ اس دوران بلکل خاموش بیٹھی اپنی انگلیاں مسل رہی تھی۔

بات سنو ذرا باہر نا بڑی سی گاڑی میں نا ایک لڑکا ہو گا اسے بھی اندر لے آؤ وہ پری کا بھائی ہے ایسے اچھا تھوڑی "لگتا ہے۔"

صفیہ کی بات پہ وہ اثبات میں سر ہلاتے باہر کی جانب بڑھ گئے تو عفیفہ خاموشی سے صفیہ کی مدد کروانے لگی۔اس دوران وہ تینوں منال اور نوال کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔مریم کو تو ویسے بھی جڑواں کو دیکھنے کا بہت اشتیاق تھا اور اب جب وہ اس کے سامنے تھی تو یہ کیسے ناممکن تھا کہ وہ سٹریک نا بھیجتی۔اس کی ہمیشہ والی حرکت پہ عفیفہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی۔

"عفیفہ نو ڈاؤٹ مگر تمہاری بہنیں تم سے زیادہ خوبصورت ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم نے صاف گوئی سے اپنی رائے کا اظہار کرنا ضروری سمجھا۔عفیفہ اس کی بات پہ نرمی سے مسکراتے ان سب کو چائے پیش کرنے لگی۔اس دوران صدام بھی اپنی شاندار شخصیت سمیت خوشبو بکھیرتا اندر داخل ہوا تو عفیفہ نے مسکرا کر اسے سلام کیا تھا جس کا جواب اس نے سنجیدگی سے سر ہلاتے ہوئے دیا۔اس دوران اس کی نگاہیں ہنوز جھکی ہوئی تھی۔

"انکل ہمیں نا آپ سے کچھ بات کرنی تھی اگر آپ برا نا مانیں تو کر سکتے ہیں کیا ہم۔"

پریسہ نے گلہ کھنکھارتے بات کی تمہید باندھی تو سب کی نگاہیں اس کی جانب اٹھی تھی۔ان کے نا سمجھی سے خود کو دیکھنے پہ پریسہ نے مزید بات کا آغاز کیا۔

انکل وہ دراصل کل شام میں ہمارا ٹرپ جا رہا ہے مالم جبا جامعہ کی طرف سے۔دراصل یونی والوں نے تو ہفتہ" پہلے ہی اگاہ کر دیا تھا مگر عفیفہ نے نا جانے کیوں اس چیز کا ذکر نہیں کیا آپ سے۔اب ہم سب جا رہے ہیں تو ہم "چاہتے ہیں کہ آپ عفیفہ کو بھی ہمارے پاس بھیج دیں کیونکہ یہ ہمارا بلکل پہلا اور آخری ٹرپ ہے۔

وہ اپنی کپکپاتی ہوئی انگلیوں کو چٹخاتے عاجزانہ لہجے میں بولی۔مریم اور عناب نے بھی زور و شور سے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔عفیفہ نے سکون سے صوفے سے پشت ٹکالی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ابا کا جواب کیا ہونے والا ہے۔انہوں نے کبھی اسے کسی خالہ پھپھو کے گھر جانے کی اجازت نہیں تھی وہ بھی رہنے کی خاص طور پہ اتنی دور جانے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔کچھ دیر لاؤنج کی فضا میں خاموشی کا راج رہا۔

"پری ابا کو پریشان مت کرو یہ ممکن نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

کوئی مسئلہ نہیں ہے بیٹا۔میری جانب سے اجازت ہے جانے کی مگر سکیورٹی کا کیا سین ہو گا مطلب سخت "حفاظت کی جائے گی گا کیونکہ وہ علاقہ خطرے سے بلکل خالی نہیں ہے نا۔"

ان کی بات پہ عفیفہ نے بے یقینی کی کیفیت میں جھٹکے سے رخ موڑتے ان کی جانب دیکھا۔اس کے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جارہا تھا۔اس نے اسی طرح پریسہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ خوشحالی لوٹ آئی تھی۔

جی انکل اس چیز کا کوئی مسئلہ نہیں ہے تمام سینیئر ز اور اساتذہ بھی ساتھ ہی ہونگے۔ہم آپ کی بیٹی کو محفوظ "یہاں پہنچائیں گے۔"

اس سارے واقعے میں صدام نے پہلی بار زبان کھولی تھی۔صفیہ تو اس کے نرم لہجے پہ صدقے واری چلی گئی۔ان کی توقع کے برعکس نعیم نے جو فیصلہ کیا تھا اس نے انہیں نے تحاشہ خوشی دی تھی۔کچھ ہی دیر میں ان سے ایک بار پھر تصدیق کر لینے کے بعد وہ سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ انہیں بھی گھر جا کر تیاریاں کرنی تھی۔وہ مسکراتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ رہے تھے کہ سامنے سے آتی شخصیت کو دیکھتے عفیفہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔اس کے دل نے شدت سے یہ دعا کی تھی کہ وہ کہی روپوش ہو جائے۔اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے نعیم کی جانب دیکھا جو اس کے دیکھنے پہ نگاہیں چرا گئے۔

"ارے بڑے بڑے لوگ آئے ہیں یہاں۔سب خیر ہے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پریسہ کو نگاہوں کے حصار میں لیے معنی خیزی سے بولا مگر اس کے لہجے میں چھپی خباثت صدام کے اعصابوں پہ نہایت گراں گزری تھی تبھی وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے اس کی سمت بڑھا اور اس کے کالر کو اپنے شکنجے میں لیتے ایک جھٹکا دیا۔

میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو مگر اپنی نگاہوں کو لگام دو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اور انکل معذرت کے" ساتھ جب گھر میں جوان بیٹیاں ہو تو ایسے غلیظ ذہنیت کے حامل مردوں کو گھر میں گھسانے سے گریز کیا "کریں۔

وہ سرد مہری سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

"نہیں بیٹا جی وہ بس مزاق کر رہا ہے۔اس کی عادت ہے آپ کسی غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں۔"

نعیم نے بات رفع دفع کرنی چاہی تبھی اسے سمجھانے والے انداز میں بولے۔ان کی صفائی پہ صدام نے بغیر کان دھڑے فقط ہنکارہ بھرنے پہ اکتفا کیا اور پریسہ کی کلائی تھامتے گھر کا خارجی دروازہ عبور کر گیا۔ان کے جاتے ہی عفیفہ نے تنفر بھری نگاہ یاسر پہ ڈالی جو اپنی گھنی مونچھوں کو تاؤ دے رہا تھا۔

اا ری دنیا سمجھ جائے گی مگر میرے ماں باپ اس خبیث انسان کے دیوانے ہی رہیں گے۔رہی بات آپ کے" اس احسان کی جو آپ مان گئے ابا مگر اس کا مطلب میری ہامی یا ہار کی صورت میں مت سمجھیے گا۔کہ آپ نے "میری خوشی کو ترجیح دی تو میں بھی آپ کی خوشی کو ترجیح دوں گی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اذیت سے بولتی ایک ذہر خند نگاہ یاسر پہ ڈالتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔یاسر اس کی بات پہ تمسخر سے ہنستے صفیہ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"کیا ہوا سب خیریت ہے نا جو یہ لوگ یہاں آئے ہوئے تھے۔"

وہ صوفے پہ بیٹھتے گہرے لہجے میں گویا ہوا تو ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ہاں وہ کل عفیفہ ٹرپ پہ جا رہی ہے نا اپنی یونی کے ساتھ تو اسی متعلق کوئی بات چیت کرنی تھی۔"

نعیم نے دل بڑا کرتے اسے آگاہ کیا تو یاسر کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔وہ ٹیک چھوڑتے سرعت سے سیدھا ہو بیٹھا۔

"ٹرپ پہ وہ بھی یونی والوں کے ساتھ چچا۔ایسا کیسے ممکن ہے لڑکی ذات ہے کوئی اونچ نیچ ہو گئی تو۔"

وہ مصنوعی پریشانی ظاہر کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں گویا ہوا تو نعیم نے اس کی پریشانی پہ ہولے سے مسکراتے نفی میں سر ہلایا۔

"ارے نہیں نہیں پتر اعتبار والے بچے ہیں سارے اور رہی بات عفیفہ کی تو مجھے اس پہ بھی پورا اعتبار ہے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے اسے بہت کچھ باور کروا گئے۔یاسر کے چہرے پہ ناگواری کی واضح تحریر رقم تھی جو ان کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہی۔

آپ کو ایک بار مجھ سے بھی اجازت لے لینی چاہیے تھی آخر کو اس گھر کا فرد ہوں میں بھی اور اب تو عفیفہ کا"

"منگیتر بھی ہوں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سختی سے مٹھیوں کو بھینچتے مونچھوں کو گھماتے ہوئے ایک ادا سے گویا ہوا۔ صفیہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جو شاید اس پہ حق جتانا چاہ رہا تھا۔

"فلحال وہ صرف میری بیٹی ہے اور میں نے اس کیلیے جو بھی فیصلہ لیا ہے اچھا ہی لیا ہو گا جب وہ تم سے جڑیں گی تو مجھے کوئی حق حاصل نہیں ہو گا تمہارے فیصلوں میں دخل اندازی کا مگر ابھی اس کے حق میں کسی بھی قسم کا فیصلہ لینے کا اختیار میرے پاس ہی ہے۔"

نعیم اپنی ازلی نرم لہجے میں بولے۔ وہ غصے کا اظہار کرتے بات کو بڑھانا نہیں چاہتے تھے۔ یاسر کو بھی اب کی بار اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا تو خجل سا ہو گیا۔ اسے اتنی جلدی ایسا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

"ارے چچا تم تو غصہ ہی کر گئے۔ میں تو بس لڑکی ہونے کی بدولت پریشان ہو رہا تھا مگر تم ٹھیک کہ رہے ہو تم نے جو بھی فیصلہ لیا ہے بہترین ہی لیا ہے۔ بس وہ جہاں بھی رہے خوش رہیں ہمیں اس کی خوشی ہی عزیز ہے اور میں نے اس کا انتخاب بھی تو اسی لیے کیا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کی بیٹیاں کس قدر بھلی مانس ہے میرا گھر سنور جائے گا۔"

اس کے محبت سے بولنے پہ ان دونوں کے تنے ہوئے اعصاب سرعت سے ڈھیلے پڑے تھے۔ وہ دونوں اس کی بات پہ کھل کر ہنس دیے۔ وہ ایسا ہی تو تھا لمحوں میں اپنے مصنوعی نرم لہجے سے کسی کو بھی اسیر کر لینے والا اور ابھی بھی ایسا ہی ہوا تھا کہ اس کی باتوں سے ان کے تمام شک و شبہات دور ہوتے چلے گئے تھے۔ اس کے

All Rights Reserved By Novels Lounge

برعکس یاسر کا وجود کسی نے انگاروں کی ضد میں رکھا ہوا تھا۔وہ کیسے اس بات کو ہضم کر لیتا کہ وہ تین راتیں گھر کے باہر رہے گی اور وہ بھی غیر مردوں کے ساتھ۔وہ اشتعال کے عالم میں اپنی مٹھیوں کو بھینچ گیا۔

"بھائی کالم ڈاؤن آپ نظر انداز کریں نا۔"

پریسہ نے اس کے چہرے پہ چھائی سرخی بھانپتے اسے تسلی دینی چاہی مگر جواب میں ملنے والی اس کی زبردست گھوری کی بدولت وہ اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ گئی۔

نظر انداز کردو اس انسان کی نگاہوں کو۔میری سمجھ سے باہر ہے کہ تین بیٹیوں کے ماں باپ ہونے کے" باوجود وہ کسی ایسے مرد کو اندر گھسنے ہی کیوں دے رہے ہیں جس کی نگاہیں انہیں گھبراہٹ میں مبتلا کر دیتی ہیں۔"

وہ سٹیرئینگ پہ مکہ مارتے ہوئے دھیمے لہجے میں غرایا۔وہ عناب اور مریم کو ان کے گھروں میں چھوڑتے واپسی کے سفر کی جانب گامزن تھے۔پریسہ نے سہمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا ذہن میں خیال سا آیا کہ اسے بتادیں عفیفہ کے متعلق مگر پھر وہ کیا کر سکتا تھا اس بابت یہ سوچ کر ایک خاموش نگاہ اس پہ ڈال کر خاموشی سے بیٹھ گئی۔اس کیلیے یہی بہت تھا کہ عفیفہ بھی ان کے ساتھ جا رہی تھی اور فلحال وہ اسی میں ہی خوش رہنا چاہتی تھی۔مزید کسی بھی سوچ کو خود میں الجھا کر وہ اپنا مزا کرکرا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"پری۔"

معاً صدام کی پر سوچ آواز پہ اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو گہری نگاہوں سے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

"کچھ چھپا رہی ہو کیا آپ مجھ سے۔"

اس کے سپاٹ لہجے پہ پریسہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔اس نے بے ساختہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری۔

"نہیں بھائی کیا ہو گیا ہے میں کیوں آپ سے کچھ چھپانے لگی۔"

وہ حتی الامکان اپنے لہجے کو نارمل کرتے ہوئے بولی تو صدام نے بھی مزید کوئی سوال کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اپنی توجہ ڈرائیونگ کی جانب مبزول کرا لی۔

"میں سوچ رہی ہوں حمزہ کو باہر بھیج دو کیا خیال ہے تم دونوں کا۔"

رومانہ نے سنجیدگی سے ان دونوں کو مخاطب کیا جو پوری طرح اپنے موبائل میں محو تھی۔وہ غصے سے پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

"میں تم دونوں سے مخاطب ہو مریم عائشہ۔"

وہ ہٹیلے لہجے میں بولتی ان دونوں کو اپنی جانب متوجہ کر گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیاہو گیاماما۔میں بس دو تین ڈریس شرٹس دیکھ رہی تھی انہیں کہاہے کہ کل دوپہر تک پہنچادیں کیونکہ میں ان کی ریگولر کسٹمر جو ہوں اب دیکھیں کیاجواب آتاہے۔"

مریم کی بات پہ وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی جس کی توجہ فلحال جامعہ کی ٹرپ کی جانب تھی اور کچھ اسے سوجھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔

"مریم وہ جو تمہاری کبرڈ بھری پڑی ہے اور کے علاوہ عائشہ کے بھی تو ڈھیروں شرٹس پینٹس ہیں تم ان سے بھی گزارا کر سکتی ہوں۔"

وہ طیش کے عالم میں باور کرانے والے انداز میں بولی۔

"ایم سوری ماما۔میں اس میں گزارا نہیں کر سکتی۔اب وہ سب تو میں یونی پہن کر جاچکی ہوں دوبارہ پہن کر جاؤں گی تو کیااچھا لگے گا۔"

وہ منہ بسور کر بولتی اسے تاسف میں مبتلا کر گئی۔عائشہ ان دونوں کی باتوں سے بے نیاز اپنی ٹک ٹاکس بنانے کی جانب متوجہ تھی۔رومانہ نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا جو ناجانے کونسی راہ کی جانب جارہی تھی۔

"اچھامیں سوچ رہی تھی کہ حمزہ کو باہر بھجوادوں۔"

وہ ایک بار پھر اپنی رائے کااظہار ان دونوں سے کرتے ہوئے بولی۔مریم کی آنکھیں ان کی بات پہ چمک اٹھی۔حمزہ یہاں سے جائے گا مطلب اس کیلیے آزادی ہی آزادی۔

"مامانیک کام میں دیری نہیں کرنی چاہیے ویسے بھیج کہاں رہی ہیں اسے اور کس کے زریعے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ موبائل شیشے کی میز پہ رکھتے دونوں ٹانگیں صوفے پہ رکھ کر آرام دہ حالت میں بیٹھ گئی اور مدھم سے لہجے میں بولی۔

"سوچ رہی ہوں دبئ کا کیونکہ وہاں میرے کزن رہتے ہیں ان کے ذریعے وہی کا ویزا لگ سکتا ہے۔"

وہ تفصیل اس کے گوش گزارتے ہوئے بولی تو مریم کے ذہن مین جھماکہ سا ہوا کہ اس رات حمزہ شاید کسی لڑکی سے ہی فون پہ گفتگو کرنے میں مصروف تھا۔نا جانے دل کے کس کونے میں حمزہ کیلیے نرم احساس جاگا تھا تبھی اس نے بات کرنے کا سوچا۔

ماما ویسے میرے مطابق اگر آپ حمزہ کو وہاں بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہیں تو پھر اس کی شادی یا پھر نکاح ہی کروادیں"

"ایٹ لیسٹ کیونکہ اگر اس نے وہاں کو پھنسالی تو آپ کو ہی مشکل ہوگی ہم نے تو اگلے گھر ہی چلے جانا ہے۔

وہ کندھے اچکا کر بولتی انہین ڈراوادینا چاہتی تھی۔اس نے کھلے لفظوں میں اظہار نہیں کیا تھا کہ حمزہ کو اس نے کسی لڑکی سے بات کرتے ہوئے سنا ہے۔

"تمہیں اپنے علاوہ کسی اور کا خیال کیسے اگیا باجی۔"

عائشہ کی آواز پہ اس نے کینہ توز نگاہیں اس پہ جمائے دانت کچکچائے جو عذاب بن کر اس کے سر پہ منڈلاتی رہتی تھی۔

نہیں ابھی تم ان سب چیزوں کی بابت بھول جاؤ۔نکاح تو قطعی نہیں کیونکہ .اگر وہ اس کی بیوی کے عہدے" پہ فائز ہو جائے گی تو پھر وہ وہاں جو کمائے گا سب کچھ اپنی بیوی کے نام لکھے گا اور میں ایسا قطعی نہیں ہو سکتی وہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

میرا بھی بیٹا ہے اور مجھے بھی اس سے کچھ فائدہ اٹھانا ہے اب تک میں تم لوگوں کا کرتی آئی ہوں اب تم لوگوں کو بھی کچھ حق ہے یا نہیں۔"

وہ تنفر سے بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مریم نے پریشانی سے ان کی جانب دیکھا جو اپنے موقف پہ ڈٹی ہوئی تھی۔اسے کسی بھی طرح اب حمزہ سے بات کرنی تھی تاکہ وہ ان کے کچھ کرنے سے قبل ہی اپنے لیے کوئی جگاڑ لگالیتا تبھی اپنا فون تھام کر سب سے پہلے حمزہ کے نمبر پہ میسج سینڈ کیا تھا۔

رات کے سائے چاروں اطراف میں اپنے پر پھیلا رہے تھے۔ایسے میں نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔وہ تاروں بھرے آسمان پہ نگاہیں جمائے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز پہ اس کی توجہ اس منظر سے ہٹتے کمرے کے مناظر پہ آکر رکی جہاں منال اور نوال بیڈ پہ پر سکون نیند سوئی ہوئی تھی۔اس کی آنکھوں میں حسرت سی جاگی کہ کاش وہ بھی اس قدر سکون سے سو سکتی۔یاسر کی بابت سوچتے اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے تھے۔اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے دس بجا رہی تھی۔پیاس کی شدت سے خشک پڑتے لبوں کو بے دردی سے کچلتے وہ پانی پینے کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"ارے اماں آپ ابھی تک سوئی نہیں۔"

وہ صفیہ کو کچن میں بیٹھا دیکھ نا سمجھی سے گویا ہوا تو انہوں نے چونک کر آواز کے تعاقب میں دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

سونے ہی جارہی تھی مگر پھر باہر چل رہی ہواؤں کا خیال آگیا۔ چھت پہ کپڑے ڈالے ہوئے ہیں مگر ہوا"

"بہت تیز ہے اوپر۔

وہ پریشانی سے پیشانی مسلتے ہوئے بولی۔

تو آپ مجھے جگا لیتی ناماں۔ ایسے اوپر جاتی تو گھٹنوں میں درد ہوتا۔ اب جائیں آپ کمرے میں۔ میں دیکھ لیتی"

"ہوں اور آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر بولتے خود زینوں کی جانب بڑھ گئی۔ اس نے جوں ہی قدم چھت پہ رکھے ٹھنڈی معطر کر دینے والی ہواؤں نے اس کا استقبال کیا تھا۔ اس نے گہرا سانس بھرتے اس کی مہک کو خود میں سمونا چاہا تھا۔ بارش کسی بھی وقت ہو سکتی تھی کیونکہ آسمان پہ کالی گھٹاؤں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔ وہ سرعت سے رسی پہ لٹکے کپڑوں کو اس سے پہلے اتارتی اپنے عقب میں بھاری قدموں کی چاپ محسوس کرتے اس کی آنکھیں تحیر سے آخری حد تک پھیلی تھی معاً صفیہ کا خیال کرتے وہ اپنے سر پہ ہاتھ رکھتے مڑی۔

"امی آپ۔"

اپنے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ اس کا سانس سینے میں ہی کہی اٹک گیا جبکہ چہرہ خوف کے زیرِ اثر زرد پڑ گیا۔ یاسر نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے گہری پر تپش نگاہیں اس کے وجود پہ جمادی جس کا دوپٹہ معمول کے برعکس شانے پہ جھول رہا تھا۔ عفیفہ جو کسی سے بھی نہیں ڈرتی تھی رات کے اس پہر اپنے سامنے کھڑے یاسر کو دیکھتے اس کے دل کی دھڑکن باقاعدہ سست پڑی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔اور اندر کیسے آئے۔"

وہ حتی الامکان اپنے لہجے کو سخت بناتے ہوئے گویا ہوئی تو وہ اس کی بات پہ تمسخر سے ہنستے دو قدم اٹھاتا اس کے نزدیک ہوا۔

"تمہیں دیکھنے آیا تھا سینے میں ایک آگ سی جل رہی تھی بس تمہارے دیدار سے وہی مٹانی تھی۔"

وہ اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتے ہوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا۔عفیفہ کے پور پور میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اس نے سرعت سے اپنے وجود پہ موجود دوپٹے کو سر پہ اوڑھنا چاہا مگر اس سے قبل ہی وہ یاسر کی گرفت میں آچکا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی رات کے اس پہر یہاں آنے کی اور میرا دوپٹہ چھوڑو یاسر ورنہ میرے سے برا کوئی "نہیں ہوگا سمجھے۔

وہ دھیمے لہجے میں غراتے کسمسانے لگی۔ساتھ ساتھ اس کا دھیان مگ کی جانب جا رہا تھا مبادہ کوئی اوپر نا آجائے کیونکہ اگر کوئی اوپر آتا تو یاسر تو پامال ہوتا ہی ساتھ اس کے کردار پہ بھی انگلیاں اٹھتی۔اس نے بہت مشکل سے اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلا تھا۔وہ اس کے سامنے رو کر خود کو کمزور ثابت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"ارے ایسے کیسے چھوڑ دوں ابھی تو پکڑا ہے اب کل تم چلی جاؤ گی تو میں اپنا دل کیسے بہلاؤں گا بھلا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے انگلیوں سے اس کی ٹھوڑی کو جکڑتے مصنوعی افسردگی سے گویا ہوا۔عفیفہ نے اس کے سینے پہ ہاتھ مارتے اسے خود کو دور دھکیلنا چاہا مگر وہ تو جیسے درندہ بنا اسے خود میں بھینچے کھڑا تھا۔تکلیف کی شدت سے عفیفہ کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگی۔

"یاسر چھوڑو مجھے ورنہ میں چلا چلا کر پورا محلہ اکٹھا کرلوں گی پھر اپنے انجام سے تم بخوبی واقف ہو جاؤ گے۔"

وہ ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور دھکیلتی بھیگے لہجے میں وارن کرتی اس سے پہلے نیچے کی جانب بھاگتی یاسر نے ایک جست میں اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اپنی سمت کھینچا تھا۔عفیفہ کو اپنے وجود میں چیونٹیاں رینگتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔

"یا اللہ نہیں پلیز نہیں مجھے اس سے پہلے ہی اٹھا لے یا میرے خدا۔"

وہ جتنی شدت سے چیخ سکتی تھی چلائی تھی مگر اگلے ہی لمحے اپنے لبوں پہ اس حیوان کا بھاری ہاتھ محسوس کرتے اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔عفیفہ نے اس کے ہاتھ پہ ناخن کھبوتے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا مگر وہ تو گرفت مزید مضبوط کرتا جارہا تھا۔

"پلیز یاسر تمہیں خدا کا واسطہ ہے چھوڑ دو میرے ابا کے یقین کا ہی بھرم رکھ لوں پلیز۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتی اس کے آگے ہاتھ جوڑ گئی۔اس کی بے بسی و بے کسی پہ وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ایک شرط پہ چھوڑوں گا کہ اگر تم کل ٹرپ پہ نہیں جاؤں گی کیونکہ اگر تم کل ٹرپ پہ گئی تو پھر جانتی ہو کیا ہوگا پھر روز تمہارے گھر تو آتا رہوں گا مگر تمہاری بہنوں کی خاطر ہو سکتا ہے جذبات کی رو میں بہکتے میں کوئی ایسا قدم۔"

اس سے پہلے کہ خباثت سے ہنستے وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ اپنی بات مکمل کرتا اگلے ہی لمحے عفیفہ کا ہاتھ اٹھا اور اس کے گال پہ نشان چھوڑ گیا۔اس کی جرأت پہ یاسر کو اپنے گال کے ساتھ اپنا دل بھی جلتا ہوا محسوس ہوا۔اگلے ہی لمحے وہ جھکی اور زمین پہ رکھی اینٹ اٹھاتے بغیر کوئی لحاظ کیے اس کے سر پہ ماری تھی۔وہ تکلیف کی شدت سے دوہرا ہوتے بلبلا کر ڈھے جانے والے انداز میں زمین پہ گرا تڑپنے لگا۔اس کی پیشانی سے خون کا فوارا ابلتے دیکھ عفیفہ کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی۔وہ بگڑے تنفس سمیت اس کے سینے پہ زور زور سے اپنے پاؤں مارنے لگی۔

"تم مر جاؤ یاسر تم مرد کے نام پہ دھبا ہو۔ایسی موت مرو تم کہ بس سب کو عبرت حاصل ہو جائے۔اور اگر میری بہنوں پہ کوئی غلط نگاہ ڈالی تو تمہاری آنکھیں نوچ لوں گی۔"

وہ اس کی انکھوں میں پاؤں مارتے بھاگنے والے انداز میں نیچے کی جانب بڑھی تھی۔اسی لمحے بجلی زور سے کڑکی تھی تو وہ گھبرا کر وہی زمین پہ بیٹھتی سہم کر رونے لگی۔

"عفیفہ عفیفہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صفیہ کی پریشان آواز پہ عفیفہ نے سختی سے اپنے دونوں ہاتھ لبوں پہ جمائے تھے۔اس کی آنکھوں سے یکے بعد دیگرے بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہتے چلے گئے۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سرعت سے کمرے کا دروازہ کھولتے واشروم کی جانب بھاگی تھی اور دروازہ لاک کرتے وہی زمین پہ بیٹھتے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔آنکھوں میں مسلسل رونے کی بدولت جلن سی ہونے لگی تھی۔

یااللہ پلیز ابا کی آنکھیں کھول دے وہ ایسے تو نہیں تھے۔اگر آج یاسر کچھ کردیتا تو اس کا ذمہدار کون ہوتا میں "تو برباد ہو جاتی۔میں ختم ہو جاتی یااللہ میری عصمت کو تار تار کردیتا وہ۔"

وہ شدت گریہ سے سرخ ہوتی آنکھوں کو میچتے ہوئے بولی اور گھٹنوں میں سر دیتے گڑگڑائی۔

"ایک شرط پہ چھوڑوں گا کہ اگر تم کل ٹرپ پہ نہیں جاؤں گی۔"

معاًاس کے ذہن میں اس کے الفاظ گونجے تو اس نے بے دردی سے اپنے گال پہ بہنے والے آنسوؤں کو پونچھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہار نہیں مانوں گی میں کل ٹرپ پہ بھی جاؤں گی تم جیسے انسان سے اپنی بہنوں کی حفاظت بھی کروں گی اور تم "سے شادی تو قطعی نہیں کروں گی چاہے اس کیلیے مجھے اپنی جان ہی کیوں نا لینی پڑے۔"

اس نے بے تاثر لب ولہجے میں بولتے ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا جہاں گالوں پہ مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔وہ بیسن کا نل کھولتے بے دردی سے اپنے ہاتھ منہ رگڑنے لگی جہاں اس درندے نے اسے چھوا تھا۔تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ہچکیوں پہ قابو پاتی واشروم کا دروازہ کھولتے باہر نکلی اور ایک خوفزدہ نگاہ بند

All Rights Reserved By Novels Lounge

دروازے پہ ڈالتی سرعت سے بستر میں گھستے آنکھیں میچ گئی۔وہ بظاہر جس قدر مرضی بہادر بنتی اندر سے وہ پوری طرح سہمتے ٹوٹ چکی تھی۔آنسوایک بار پھر لڑیوں کی صورت میں بہتے گالوں کو بگھو رہے تھے۔تڑپ پہ جانااب اس کی ضد بن چکی تھی۔

"آپ کی تیاری ہو گئی پری۔"

وہ جو وارڈروب میں سر دیے جانے کیلیے کپڑے نکال رہی تھی کمرے میں داخل ہوتے عادل اور عافیہ کو دیکھ مسکراتے ہوئے ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ابھی کہاں ڈیڈا۔ابھی تو بس دیکھ رہی ہوں۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی اور تھک ہار کر وارڈروب بند کرتے ان کی جانب ہی چلی آئی جہاں وہ صوفے پہ براجمان تھے۔

"تو کب کریں گی پری وقت دیکھو آپ نے سونا بھی ہے۔"

وہ اس کے آلسی پن پہ اسے ایک گھوری سے نوازتے ہوئے بولی۔عادل نے محبت بھری نگاہوں سے اپنی اس چھوٹی سی گڑیا کو دیکھا جو ان کے دل کا ٹکڑا تھا۔معاً باہر بادل گرجنے کی آواز پہ پریسہ کا ماتھا زور سے ٹھنکا۔اس نے چونک کر ان دونوں کی جانب دیکھا۔

"ماماڈیڈا کیا باہر بارش ہو رہی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اتاولے پن سے گویا ہوئی۔ وہ سب ہی اس کی بارش سے دیوانگی کیلیے واقف تھے تبھی مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئے۔ اس سے پہلے کہ بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھتی عادل نے بروقت اس کا بازو تھاما تھا مگر اگلے ہی لمحے اس کے لبوں سے نکلتی کراہ پہ عادل کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی۔ انہوں نے پریشانی سے اسے قریب بٹھاتے اس کی بازو کا جائزہ لیا جہاں کہنی پہ بے تحاشہ خراشیں پڑی ہوئی تھی۔

"یہ پری چوٹ کیسے لگی آپ نے بتایا کیوں نہیں۔"

وہ ڈوبتے دل کے ساتھ بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتے اس کے بازو پہ مرہم لگانے لگے۔ عافیہ بھی اس کی تکلیف کو دل پہ محسوس کرتے اس کا سر تھپتھپا رہی تھی مگر پریسہ اس کا سارا دھیان تو بس باہر ہو رہی بارش کی جانب مبذول ہو چکا تھا۔ وہ کسمسا کر خود کو ان کی گرفت سے آزاد کرانے کی سعی کر رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہو گئی۔

"پری مت جانا بارش میں ایک زخم سونے پہ سہاگہ سردیوں کی بارش ہے بیمار پڑ جاؤ گی۔"

ان کی آواز پہ وہ بغیر کان دھرے بھاگنے والے انداز میں زینے چڑھتی چھت کی جانب بڑھی تھی۔ وہ دونوں اس کی جلد بازی پہ کڑھ کر رہ گئے۔

"پری پیکنگ کون کرے گا آپکی۔"

عافیہ کی آواز پہ پریسہ نے دوبارہ سر سے اندر گھسایا۔

"ماما آپ کریں گی نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بائیں آنکھ دبا کر کھلکھلا کر بولتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"بیمار پڑ جائے گی نا جانے کیوں اتنی ضدی ہوتی جا رہی ہے۔آپ نے کیوں نہیں ٹوکا اسے۔"

عادل نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی تو عافیہ ان کی فکر پہ مسکراتے اس کے کپڑے تہہ لگاتے بیگ میں رکھنے لگی۔

کیونکہ میں جانتی تھی کہ اس معاملے میں وہ کسی کی بھی نہیں سنے گی آپ جانتے ہیں وہ پاگل ہے اس موسم "کے پیچھے۔"

وہ ہولے سے ہنستی دوبارہ اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"اچھا آپ نے پتہ کیا کہ احمد صاحب نے کیوں ہمیں دعوت پہ بلایا تھا۔"

وہ ان کے نزدیک جگہ سنبھالتے ہوئے بولی تو انہوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔احمد ہادی کے والد اور عادل کے بچپن کے دوست تھے ابھی بھی کچھ دیر پہلے انہوں نے انہیں اپنے گھر دعوت پہ مدعو کیا تھا سب کے ساتھ۔ تبھی عادل نے یہ کہ کر ٹال دیا تھا کہ بچے تو ٹرپ پہ جا رہے ہیں ان کی واپسی کے ساتھ ہی کچھ ممکن ہے۔

ہم پوچھا تو تھا ان کا کہنا ہے انہیں بہت ضروری بات کرنی ہے دوستی کو کسی اور رشتے میں ڈھالنا ہے ایسے ہی "کچھ کوڈ ورڈنگ تھی۔"

وہ الجھے الجھے تاثرات سمیت بولے تو وہ بھی ہولے سے ان کی بات سے تائید کرتے کندھے اچکا گئی۔

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ بھاگنے والے انداز میں جوں ہی چھت پہ پہنچی نہایت ٹھنڈے اور خوبصورت موسم نے اس کا استقبال کیا تھا۔اس نے آنکھیں موندتے ان روح پرور ہواؤں کو خود میں سموتے گہرا سانس بھرا معاً اپنے چہرے پہ پڑتی بوندوں کو محسوس کر وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔اس نے سرعت سے اپنا دوپٹہ باندھا اور مومی پیڑوں کو چپل سے آزاد کرتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی چھت کے عین بیچ و بیچ آگئی۔اسی دوران ایک سرد ہوا کا جھونکا اس سے ٹکرایا تو اس کے وجود میں کپکپی سی طاری ہوگئی۔اس نے اپنے بازوؤں کو سہلاتے ہمت کرتے دونوں بازو فضا میں کھولے اور گول گول گھومنے لگی۔بارش کی بدولت لمبے بال آپس میں چپکے ہوئے تھے جبکہ لب ہولے ہولے لرز رہے تھے۔

"یہ موسم کس قدر خوبصورت ہے ناخود میں بے انتہا کہانیاں لیے ایک پہیلی سا جو خود میں الجھانے کا ہنر جانتا ہے۔ان بارش کی برستی ہوئی بوندوں سے مجھے اپنا آپ بھی جل تھل کرتا محسوس ہوتا ہے۔ان ہواؤں میں میں خود کو اڑتا محسوس کرتی ہوں۔"

وہ دھیمے لہجے میں سرگوشی کرنے میں مصروف تھی وہ مکمل طور پہ خود میں مگن تھی معاً اس کی نگاہ بائیں جانب لگے شیڈ کی سمت اٹھی تو آنکھوں میں ناجانے کیوں بے تحاشہ دیپ جل اٹھے۔وہ آنکھوں میں والہانہ پن لیے اس خوبصورت منظر کو تکنے لگی جہاں شہرام خان شیڈ تلے بیٹھے سگریٹ پھونک رہا تھا۔اس کے انگلیوں میں دبی سگریٹ سے نجانے کیوں اسے شدید جلن محسوس ہوئی تھی۔

سب سے اچھے سے پیش آتے ہیں حتیٰ کہ اپنی انگلیوں میں دبی سگریٹ کو بھی دیکھو کس قدر نرمی سے پکڑا ہوا ہے بس ایک مجھ سے ہی انہیں شدید قسم کی چڑ ہے۔"

وہ بجھے دل سمیت بولتی افسردہ ہو گئی۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ کیوں اس قدر الجھا ہوا رہتا ہے۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتے ایک بار پھر بارش میں گول گول گھومنے میں مصروف ہو چکی تھی معاً ایکدم پاس ہی رکھے جھولے سے پاؤں اڑنے کی بدولت اس سے پہلے کہ وہ توازن کھوتی کسی کے مضبوط ہاتھوں نے بر وقت اس کے ہاتھوں کو تھامتے اپنی جانب کھینچا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ اپنے دونوں ہاتھ سختی سے اس کے شانوں پہ جمائے گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔ کسی احساس کے تحت اس نے اپنی پلکوں کو جنبش دیتے پلکوں کی جھالر جوں ہی اٹھاتے اوپر دیکھا خود کو شہرام کے حصار میں دیکھ اس کی آنکھوں میں روشنیاں سی بڑھ گئی۔ اس کی سنہری کانچ سی آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی شاید سگریٹ پینے کا اثر تھا۔ اس کے وجود سے اٹھنے والی سگریٹ اور کلون کی ملی جلی خوشبو اس کے حواس جھنجھلانے کو کافی تھی۔

"لگتا ہے اس موسم کی دیوانی ہیں آپ۔"

اس کے بھاری مردانہ لہجے پہ پریسہ کی آنکھیں پٹ سے کھلتے ساکت رہ گئی اسے یقین نا آیا کہ اس نے اسے مخاطب کیا ہے۔

"آپ مجھ سے بات کر رہے ہیں کیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ عجیب سے لہجے میں بولتے اطراف میں نگاہیں دوڑانے لگی۔اس کی بات شہرام کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوتی دیکھ اسے اندازہ ہوا کہ اس نے تو بس اسے سہارہ دیتے گرنے سے بچایا تھا مگر وہ تو اسے اپنا مال سمجھ کر چپکے کھڑی ہے تبھی اپنی بے ساختگی پہ خفت سے سرخ پڑتے اپنے ہاتھوں کو اس کے شانوں سے ہٹا گئی۔

"میرا نہیں خیال کہ یہاں آپ کے علاوہ کوئی موجود ہے مس پریسہ آفندی۔"

وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے طنزیہ لب و لہجے میں بولتے اسے ایک بار پھر شرمندہ کر گیا۔معاً پریسہ کی نگاہ اپنے حلیے پہ پڑی تو شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔کس قدر بے شرمی سے وہ بارش میں بھیگے کپڑوں سمیت اس کے مقابل کھڑی تھی۔ناجانے شہرام کو کیسے علم ہوا مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلتے آسمان کی جانب کر گیا جہاں اب چاند ہلکا ہلکا اپنی چھب دکھلا رہا تھا۔پریسہ جو ساکت کھڑی اس کے اس عمل کے بابت سوچ رہی تھی سرعت سے اپنا ڈوپٹہ کھولتے شانوں پہ پھیلا گئی مگر پھر بھی شرمندگی کا احساس بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔اگلے ہی لمحے شہرام نے اپنے شانوں کے گرد لپٹی اپنی بھوری چادر اتاری تھی۔

"یہ آپ کیا۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی خود کو اس کے گھیرے میں محسوس کر وہ ساکت رہ گئی جواب نہایت سہولت سے اسے اپنی چادر اوڑھا رہا تھا۔اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اس نے پریسہ کو اپنے حصار میں مقید کیا ہو۔پریسہ نے اس کی مہک میں گہرا سانس بھرا تھا۔

"تھامیں اسے۔"

اس کے سرد لہجے پہ کپکپاتی پریسہ نے الجھی الجھی نگاہوں سے اس کی کانچ سی آنکھوں میں دیکھا تھا جس کا لہجہ ایک بار پھر سرد ہو چکا تھا۔

"ایسا کام کر لینے سے قبل اطراف میں نظریں گھما لینی چاہیے تاکہ بعد میں اپنے عمل سے شرمندگی نا محسوس ہو۔جانتی ہیں اگر یہ حرکت ہماری حویلی میں ہوئی ہوتی تو وہ عورت سزا کی مستحق ہوتی کیونکہ پٹھانوں کو اپنی غیرت بہت عزیز ہوتی ہے۔خیر اسے تھامے رکھیے گا اب۔"

وہ برفیلے لہجے میں بولتے ایک تند نگاہ اس پہ ڈال گیا۔اس کی نگاہیں پریسہ کو اپنے اندر تک اترتی محسوس ہوئی۔اگلے ہی لمحے بھاری قدموں کی چاپ پہ اس نے چونک کر نظریں اوپر اٹھائی تو وہ زینوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔ناجانے اس کی بات کا اثر تھا یا لہجے کا پریسہ نے سختی سے اس کی چادر کو خود میں بھینچتے گہرا سانس بھرا تھا۔

"عفیفہ تو نے کیا سوچا ہے رشتے کی بابت۔"

وہ جو شام کو جانے کے لیے تیاری کرنے میں محو تھی انکی آواز پہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔رات کا منظر کسی فلم کی مانند ایک بار پھر ذہن کے دریچوں پہ اجاگر ہوا تھا مگر چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔اس نے ایک نظر منال اور نوال کو دیکھا جو ہمیشہ کی طرح بورڈ کے امتحانات کی تیاری کرنے میں مصروف تھی۔وہ صفیہ کو کبھی بھی رات والا منظر جتانا نہیں چاہتی تھی۔وہ جانتی تھی کہ یاسر اب ان دنوں میں کبھی بھی گھر میں قدم نہیں رکھے گا۔اسے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس جانب سے تو سکون تھا۔دل ابھی بھی آنے والے لمحات کا سوچتے ڈر رہا تھا معاً اس نے صفیہ کی بات سے انکار کا جواز تراشا چاہا۔

"دیکھیں اماں ابا کی ان حرکتوں کے باوجود میں کبھی بھی اس بتیس سالہ بڈھے سے شادی کیلیے کبھی راضی نہیں ہو نگی میری بات آپ آج سن لیں کیونکہ اولاد تو پھر میں بھی انہی کی ہوں۔ہم سب ابا پہ بوجھ تو کبھی نہیں رہے امی۔پھر وہ کیوں اس قدر بدل گئے ہیں کہ بیٹی کو ہی اپنی آسانیوں کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔"

وہ پیچ وتاب کھاتی دانت پہ دانت جمائے کر خفگی سے دبے دبے لہجے میں غرائی۔امی نے تند نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں نمی متجمع ہو رہی تھی مگر وہ ضبط سے سرخ چہرہ لیے کھڑی تھی۔

"تیرا اباپ تو جاتے جاتے مجھے بھی مفت کی روٹیاں توڑنے کا طعنہ دے کر گیا ہے صبح۔اس کا کہنا ہے کہ میں کسی کے گھر میں کام کر کے اس کا ہاتھ بٹاؤ۔تو شادی کیلیے مان جائے گی تو ہماری زندگی بھی سہل ہو جائے گی۔ناجانے کون اس کے ذہن میں خناس بھر رہا ہے جو وہ کسی کی بھی سننے کو تیار نہیں ہے۔میں دیکھ سکتی ہوں کہ وہ کس قدر پریشان ہے ان حالات کو لے کر۔"

وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے التجائیہ لب و لہجے میں بولتی اسے ساکت کر گئی۔اسے بلکل یقین نہیں آیا تھا کہ یہ بات اس کے باپ نے اس کی ماں سے کہی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میری زندگی جہنم بنا کر کونسی آسائشیں مانگ رہے ہیں آپ لوگ امی۔ابو نہیں سمجھ رہے مجھے کم از کم آپ تو سمجھیں۔آپ تو ماں ہیں نا اور مائیں کبھی اپنی اولاد کو جہنم میں نہیں جھونک سکتی۔میں اس لوفر انسان سے قطعی شادی نہیں کروں گی۔"

وہ بیڈ پہ ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتی منت کرنے والے انداز میں بولتے ان کا ہاتھ تھام گئی۔انہوں نے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا۔عفیفہ ان کی حرکت پہ دم بخود رہ گئی۔

"دیکھ عفیفہ یہ تیرے حق میں ہی بہتر ہے وہ اچھا خاصا کماتا ہے۔ایک یہاں تیرا باپ پرچون کی دکان چلا کر تیری اور چھوٹی بہن کی پڑھائی کا خرچہ نہیں اٹھا سکتا اور اگر اٹھا بھی لے گا تو بھی کب تک آخر۔تو اس کے نام سے جڑے گی تو تیری ساری زمہداری بھی اسے ہی سونپ دی جائے گی۔"

وہ سنجیدگی سے اسے باور کرانے والے انداز میں بولی۔ان کا چہرہ بے تاثر تھا۔عفیفہ نے ڈھے جانے والے انداز میں اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔

"میں اگر تم لوگوں پہ بوجھ ہوں تو مجھے نہیں کرنی یہ پڑھائی اور جسے آپ کہہ رہی ہیں کہ نا کہ اچھا کماتا ہے وہ ٹھگ باز ہے بہت بڑا جو بس حرام طریقوں سے لوگوں کو لوٹنا جانتا ہے مگر نا جانے اس نے ابا کی آنکھوں میں کونسی پٹی باندھ دی ہے جو انہیں کچھ نہیں دکھائی دیتا۔"

وہ دانت کچکچاتے رعونت ذدہ لہجے میں بولتی دو انگلیوں سے اپنی پیشانی مسلنے لگی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

آئے ہائے ایسے کیسے پڑھائی چھوڑ دے گی تو پڑھنا تو تیرا خواب ہے نا اور اب تیری عمر بھی تو نکلتی جا رہی ہے" "چوبیس کی ہو گئی ہے تو شادی کرا لے میری بات مان اور اس کے پیسوں پہ میری بیٹی عیش کرے گی۔

وہ محبت سے بولتی اپنی گود میں رکھا اس کا سر سہلانے لگی۔ عفیفہ نے ناراضگی سے ان کا ہاتھ اپنے سر سے علیحدہ کیا تھا۔

اماں پیسوں پہ عیش نہیں ہوتی نا ہی ایسے حرام کے پیسے تا عمر چلتے ہیں دور کے ڈھول ہی سہانے ہوتے ہیں بس" وہ جو دکھنے میں مالا مال لگتا ہے نا اندر سے کھوٹا سکا ہے جو عورتوں کو عزت دینا بھی نہیں جانتا۔ نہیں کرنی مجھے شادی۔ میں پڑھائی چھوڑ دوں گی مگر اس سے شادی نہیں کروں گی۔ میری بات سن لیں آپ۔ میرے لیے "اس سے شادی سے بہتر آپشن جانتی ہیں کیا ہے صرف موت۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولتی تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ پیچھے سے اماں نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرایا تھا۔ وہ یوں ہی تن فن کرتی کمرے میں داخل ہوئی تو نوال اور منال کی جانب دیکھتے ہی اس کا غصہ نئے سرے سے عود آیا۔

میری بات تم دونوں بھی کان کھول کر سن لو میرے جانے کے بعد اکیلے کمرے سے قطعی باہر مت نکلنا اور" اس یاسر کے سامنے تو بلکل مت جانا۔ ہو سکے تو اماں ابا کے کمرے میں ہی بستر ڈال کر سو جانا پلیز مگر اکیلے مت "سونا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان دونوں کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے ازیت لہجے میں گویا ہوئی۔ان دونوں نے ٹھٹھک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا جو نا جانے کس احساس کے زیرِ اثر تھی۔

"آپی سب ٹھیک ہے نا آپ پریشان۔"

اس سے پہلے کہ نوال اس کے نزدیک آتے بات مکمل کرتی وہ اس کا ہاتھ بے دردی سے جھٹکتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"دعا کرنا نوال منال کہ تمہاری آپی مر جائے۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی ان دونوں کو تڑپا گئی اور بھاگنے والے انداز میں واشروم کی جانب بڑھ گئی۔زندگی انہی پہ کیوں اس قدر سخت ہو رہی تھی۔اس نے شدت سے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پہ مارتے اپنی سسکیاں روکی تھی۔وہ اس وقت اس بے بس مورت کی مانند تھی جو اپنی نگاہوں کے سامنے سب کچھ تباہ و برباد ہونے کے باوجود خاموش تھی۔

ایک حسین صبح حویلی کی سرزمین پہ اتری تھی۔ہوا کے زور سے لہلہاتے پتوں کی آوازیں روح کو معطر کرتی محسوس ہو رہی تھی۔ایسے موسم میں وہ خان بابا دالان میں بیٹھے حقہ پینے میں محو تھے ساتھ ساتھ ملازم کے ہاتھ میں موجود کھاتے کے رجسٹر پہ بھی نگاہیں گھما لیتے۔چند لمحوں کی توقف کے بعد ان کے اشارے پہ ملازم کے جاتے ہی بریختہ خانم اور غنچہ خانم چہرہ جھکائے وہاں داخل ہوئی تو انہوں نے سنجیدگی سے انہیں سامنے رکھے

All Rights Reserved By Novels Lounge

صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ غنچہ کا چہرہ بڑی سی چادر کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ وہ دل سے واقدار یوسف ذئی کا بہت احترام کرتی تھی۔

"خاناں آپ نے عرض کیا امارے کو۔"

بریختہ خانم کی آواز پہ انہوں نے حقہ ایک جانب رکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"غنچہ بہن۔ تم امارے چھوٹے بھائی کی بیوی کے عہدے پہ فائز ہو جس سے اس کی محبت کی شادی تھی ہم نے اس معاملے میں کوئی اعتراض نہیں کیا تھا یہاں تک کہ تم امارے دشمنوں کے گھر سے تعلق رکھتی تھی حتیٰ کہ اس کے جانے کے بعد بھی تمارے کو اس حویلی میں وہی مقام درجہ عزت ملی جس کی تم حقدار ہو۔ حتیٰ کہ تمہارے گھر والوں نے اس معاملے میں بہت پتھر اٹکائے تاکہ تم وہاں کو واپس لوٹ جاؤ مگر اس کے جواب میں تمہارا اانکار ہمیں پریشان کر گیا مگر اس کے بعد بھی امارے نے تحمل سے کام لیتے حامی بھر لی مگر اب تمہارے میکے کی جانب سے روز بروز ایسی دھمکیاں اور ہمارے ملازمین پہ حملے امارے لیے بے حد پریشانی کا باعث ہے اب اس کا کیا حل نکالا جائے۔"

وہ نرمی سے ساری تفصیل ان کی سماعتوں میں انڈیلتے ہوئے گویا ہوئے۔ ان کی بات پہ بریختہ نے غنچہ کے شانے پہ ہاتھ جماتے اسے تسلی دی البتہ غنچہ کا جھکا سر مزید جھک گیا۔

"بھائی صاحب ہم بہت معذرت خواہ ہیں مگر اس میں امارے کا کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ لوگ آپ سے دشمنی کے چکر میں ہمیں وہاں لانا چاہتے ہیں تاکہ آپ کا سر جھک جائے۔ مگر میں یہاں کا سر جھکنے نہیں دے سکتی۔ وہ

لوگ بہت بڑے ہیں سوتیلے ہیں وہ میرے۔ان کا مقصد بس یہاں کی جائیداد کو ہڑپنا جو پشمینہ کی صورت میں ہی ممکن ہے۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی اپنی چادر سے گالوں کو رگڑنے لگی۔خان بابا اور بریختہ خانم اس کی بات پہ ساکت رہ گیے۔دروازے کے اوٹ میں کھڑی پشمینہ اور پرخہ کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

"ارے مڑا یہ دیکھو ہمارے قبیلے کے بھی دشمن نکل آئے۔"

پرخہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے حیرانگی سے بولی۔پشمینہ نے اسے آنکھیں دکھاتے اپنی آواز مدھم رکھنے کا کہا۔

"مینہ کے صورت میں جائیداد مگر وہ تو اس گھر سے کبھی نہیں جاسکتی اگر یہاں سے کوئی جاسکتا ہے تو وہ تم ہی ہو غنچہ بہن۔"

ان کی بات پہ پشمینہ کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا تھا۔پرخہ نے بروقت اسے ٹھوکا مارتے چڑایا تو وہ چہرہ جھکاتے شرمیلی سی مسکراہٹ سمیت ہنس دی۔پرخہ نے دل ہی دل میں اس کی مسکراہٹ کی نظر اتاری تھی وہ اس کے بھائی سے اس قدر محبت کرتی تھی مگر جواب میں اس کا بھائی اسے مخاطب کرنا بھی پسند نہیں کرتا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ ایسا کیوں ہے۔

"نہیں بھائی صاحب ام کو وہاں کبھی نہیں جانا۔امیں اسی گھر میں رہنا ہے اماری بیٹی اماری جمع پونجی ہے اسے کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس سے دوری کے خیال سے ہی تڑپ ہی تو گئی تھی تبھی ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر بولی۔

"خاناں کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں جو وہ اپنے موقف سے پیچھے ہٹ جائیں۔"

بریختہ نے اس سارے قصے میں پہلی بار زبان کھولی۔

ہٹے گا تو نہیں وہ لوگ مگر غنچہ کو ان کے منہ پہ ایک بار کروانا ہو گا تا کہ انہیں اچھے سے یہ بات ازبر ہو جائے"

"کہ غنچہ کہی نہیں جانا چاہتی۔

وہ پرسوچ لہجے میں بولتے انہیں بھی سوچنے پہ مجبور کر گئے۔

"بھائی صاحب آپ کا حکم سر آنکھوں پہ مگر اماری مینہ تو ان کے سامنے نہیں آنے دے گا۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں ہانپتے ہانپتے بولی۔

اگر مینہ ان کے سامنے آ بھی جاتی ہے تو اس میں سے کسی کی یہ اوقات نہیں کہ اس پہ کوئی حق جتا سکے اگر ان" میں سے کسی نے ایسا کچھ کرنے کی جرأت کی تو حویلی میں گولیاں چلیں گی گولیاں کیونکہ وہ اس حویلی کی عزت "پہ نگاہ ڈالنے کی کوتاہی کریں گے۔

وہ گرجدار لہجے میں بولتے وہاں موجود سب افراد کو سہمنے پہ مجبور کر گئے۔ بریختہ نے تسلی آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا اس کے برعکس مینہ کی نگاہوں میں اس صورتِحال میں بھی صرف ایک ہی شخص کا عکس نمایاں ہوا تھا شہرام خان کا جو اس کی روح کا مکین تھا۔ اس کی آتی جاتی سانسوں میں بستا تھا۔ بچپن سے اب تک

All Rights Reserved By Novels Lounge

صرف اس کے چہرے کو ہی تو اس نے آنکھوں میں بسایا تھا۔وہ اس کے بابت سوچتے نم نگاہوں سمیت ہنس دی تھی۔

مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تمہارے بابایوں مجھ سے پوچھے بغیر تمہیں اجازت دے دیں گے وہ بھی پورے تین" "دنوں کی۔

صائمہ چائے کا کپ لبوں سے لگاتی ایک گہری کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالتے ہوئے بولی جو اپنے ہینڈ کیری میں اپنا سامان رکھنے میں مصروف تھی۔ان کی بات پہ بریزہ نے چونک کر ان کی جانب دیکھا تھا۔

"اندازہ تو مجھے بھی نہیں تھا مگر شکر میں نے آپ کی غیر موجودگی میں ہی پوچھا ورنہ آپ ہنگامہ برپا کر دیتی۔"

وہ دل ہی دل میں ان کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے مزے سے گویا ہوئی۔سامنے بولنے کی ہمت ابھی اس میں قطعی نہیں تھی۔

"میں تم سے بات کر رہی ہوں بریزہ۔"

صائمہ کی نے لچک آواز پہ بریزہ نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جن کی آنکھوں میں از حد ناگواری پھیلی ہوئی تھی۔وہ دل ہی دل میں تلملا کر رہ گئی۔

"جی ماما میں نے تو بس ایسے ہی بابا سے بات کی تھی تو انہوں نے حامی بھر لی اب اس میں میرا کیا قصور۔"

وہ دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پہ سجائے آنکھیں پٹپٹا کر گویا ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"خیر اب تو تم جا ہی رہی ہو مگر وہاں جا کر خیال کرنا کوئی ایسی ویسی حرکت نا ہو جو ہمیں نا گوار گزرے اور جیسے ہی تم لوٹوں گی میں نے مسز حسین کو تمہارے رشتے کے بابت کہ دیا ہے وہ جلد از جلد اس معاملے میں بھی کچھ کر دے گی ویسے بھی پڑھائی بھی تمہاری مکمل ہونے ہی والی ہے اب ہمیں مزید دیری نہیں کرنی چاہیے۔"

وہ کندھے اچکاتی بے نیازی سے بولتی اسے ساکت کر گئی۔اس نے کوفت سے آنکھیں گھماتے گہرا سانس بھرا۔نا جانے یہ ان کی بے یقینی اسے کہاں لا کر مارنے والی تھی۔

"ماما پلیز مت کریں مجھے ابھی پڑھائی کے بعد جاب بھی کرنی ہے ابھی میرا اس جانب آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔شادی کے بعد کیا ہے میں جانتی ہوں آپ کی پسند کی شادی کے بعد لڑائی جھگڑے تو کبھی ٹھیک ہو جانا یہ سب میرے لیے بلکل معنی نہیں رکھتا۔میں اکتا چکی ہوں اس سب سے۔کہنا نہیں چاہتی تھی میں یہ سب مگر آپ نے کہنے پہ مجبور کیا ہے۔کہنے کو تو آپ میری سگی ماں ہیں مگر رویہ آپ کا سوتیلوں سے بھی بد تر ہے۔آپ کی ہی اولاد ہوں یقین رکھیں کتنی بار کہوں آپ تو ایسے گھبراتی ہیں جیسے میں اللہ معاف کریں وہاں سے نکاح پڑھوا کر لوٹوں گی۔آپ کی طرح جلدی شادی کا شوق نہیں ہے مجھے۔"

وہ دلکش مسکراہٹ لبوں پہ جمائے آج اتنے عرصے بعد اپنی بابا کی بدولت بول پائی تھی ورنہ صائمہ کی باتوں سے وہ بری طرح ٹوٹتی تھی مگر اب مجھے اندازہ ہوا تھا کہ اس کے بابا نے اس کی طرفداری کی ہے تو نا جانے کیوں اس میں ہمت امنڈ آئی تھی تبھی وہ تمام ضبط کھوتے بول اٹھی تھی۔اس کی بلاوجہ کی بکواس پہ صائمہ کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ تم کس طرح مخاطب ہو مجھ سے اپنی ماں سے کون اس طرح بات کرتا ہے۔"

وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔ بریزہ نے نرم نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"ماما یقین کریں میرا بھی دل کرتا ہے کہ میں اپنی ماں کے پاس بیٹھوان سے ڈھیروں باتیں کرو پورے دن کی تفصیل انہیں بتاؤں مگر میری ماں جب مجھے کسی کھاتے میں نہیں لیتی تو میں کب تک خود کو پاک صاف ظاہر کرو۔ میں اپنے کردار کی صفائی دے دے کر تھک گئی ہوں۔ میری دوستوں کی بھی مائیں ہیں مجال ہے کبھی کسی نے انہیں یوں جامعہ جانے پہ ٹوکا ہوں لڑکوں سے مخاطب ہونے پہ انہیں غلط الفاظ کا استعمال کرتے انہیں شرمندہ کیا ہوان کے کردار بھی انگلی اٹھائی نہیں ہوں نہیں ماما مگر یہاں معاملہ ہی الٹ ہے جانتی ہیں اصل بات کیا ہے آپ بابا سے شادی کے بعد بہت وہمی اور شکی ہو گئی ہے جیسے سب انسان ہی غلط دکھائی دیتے ہیں مگر یقین کریں ماما میں کبھی کسی مرد کی دوسری بیوی نہیں بنوں گی۔ کسی شادی شدہ مرد کو کبھی نہیں پھنساؤں گی۔ آپ کا شک مجھے مار رہا ہے ماما۔ آپ کا یہ شک مجھے خود پہ سے بے اعتبار کر رہا ہے۔ آپ نے ماضی میں جو کوتاہیاں کی ہیں خدارا مجھے اس دلدل میں مت دھکیلیں۔ مجھے ان میں شمار نا کریں۔ تھک گئی ہوں میں نارمل لائف چاہتی ہوں ایک جہاں لڑائی جھگڑے یہ باتیں تخ الفاظ کچھ بھی نا ہو بس سکون ہو۔"

وہ گہرے لہجے میں بولتی اسے ساکت کر گئی۔ اس کا بھیگا لہجہ صائمہ کے دل پہ کسی چابک کی مانند لگا تھا۔ وہ کس قدر اکتائی ہوئی تھی ان سب سے صرف ان کی بدولت مگر اس کا یوں دوسری بیوی بننے کا طعنہ ان کی انا پہ تازیانے کی مانند لگا تھا تبھی بلبلا اٹھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

آئندہ تم نے یہ دوسری بیوی کا ذکر کیا نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا بریزہ۔ میں بس تمہاری ماں ہوں" تمہارے بابا کی بیوی۔ تمہاری زبان جو یونی جا کر زیادہ ہی کھل گئی ہے اسے لگام دینا میں اچھے سے جانتی ہوں۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وارن کرنے والے انداز میں بولی۔

ماما یہ جو دوست ہوتے ہیں نا یہ صرف ہنسنا سکھاتے ہیں زبان درازی کرنا نہیں ہاں ان کے ہونے سے ہمت" آتی ہے سکون آتا ہے اپنی پشت پہ کسی مضبوط ہاتھ کا گمان ہوتا ہے خیر میں تو جامعہ اپنے دوستوں کے بیچ ان تمام لڑائی جھگڑوں کو چھوڑ کر بس مسکرانے جاتی ہوں۔"

وہ نرمی سے مسکراتے کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔ اس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی محبت تھی۔ وہ پیشانی پہ شکنیں سجائے اسے گھورنے لگی جواب اپنے بیگ کی زپ بند کر رہی تھی اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی اس نے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے گہرا سانس بھرا معاً باہر گاڑی کے ہارن کی آواز پہ اس کے لبوں کی تراش پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ اس نے صبح ہی بابا کو گاڑی بھیجنے کا کہا تھا اور انہوں نے بغیر کسی تردد اور سوال جواب کے بھیج بھی دی تھی۔

چلیں میری تو گاڑی آگئی۔ میں جا رہی ہوں اس پر سکون دنیا کا باسی بننے جہاں صرف خوشیاں ہی خوشیاں" ہو گی۔ یقین کریں یہ میری زندگی کا پہلا اور یادگار ٹرپ ہو گا میں بہت خوش ہوں آپ بھی خوش رہیں اور میرے متعلق سوچ کر اپنا خون مت جلایئے گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان کا گال چومتے دھیمے سے ہنس کر بولتے اپنا بیگ اٹھاتی باہر کی جانب بڑھ گئی جہاں پورچ میں گاڑی کھڑی اسی کی منتظر تھی۔اس کی پشت کو گھورتی صائمہ نے اس کے داخلی دروازے سے باہر نکلتے ہی سر جھٹکا تھا۔

"تم گاڑی عفیفہ کے گھر کی جانب موڑ لو۔مجھے راستے میں اسے بھی پک کرنا ہے۔"

اس نے ونڈ سکرین سے باہر نگاہیں ٹکائے ڈرائیور پہ حکم صادر کیا تو وہ مودب انداز میں سر ہلاتے اس کے بتائے گئے راستوں پہ گاڑی دوڑانے لگا۔بریزہ نے موبائل پہ بڈیز کا گروپ کھولتے آن داوے کا میسج سینڈ کیا تھا۔اس کا دل آج روشنیوں سے پر تھا۔وہ ٹھوڑی تلے ہاتھ ٹکاتے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر کو دلچسپی سے دیکھنے لگی۔

آج موسم معمول کی بانسبت نہایت خوبصورت تھا۔آسمان پہ کالی گھٹاؤں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔صد شکر تھا کہ وہ شام کے وقت ہی مالم جبہ کی جانب جارہے تھے۔ساتویں اور آٹھویں سمیسٹر کے تمام طلبا جامعہ میں ڈیپارٹمنٹ میں جمع ہو چکے تھے۔بس انتظار تھا تو فارس کا جو ناجانے کہاں غائب تھا۔

"یہ فارس کہی ہمیں چکمہ دینے کا تو نہیں سوچ رہا۔"

بریزہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہادی کی جانب دیکھا جو کانوں میں ہینڈ فری لگائے گانے پہ بول پہ مکمل طور پہ جھومنے میں مصروف تھا۔وہ اس کی حرکت پہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

"کس سے مخاطب ہو تم بریزہ اس آدمی سے جسے اپنے علاوہ کسی کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی تو وہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔

"یار فارس کو بلاؤنا اس کے بغیر کیا مزا ہے اس ٹرپ کا۔مجھے تو اس ٹرپ سے زیادہ فارس کے ساتھ جانے میں دلچسپی تھی کہ اس کے ساتھ یہ سفر بہت مزے کا کٹنے والا ہے۔"

وہ سب کیفے میں موجود اس طرح کی ملی جلی باتیں اس کے متعلق سنتے غشی کھانے میں مصروف تھے معاًان کی توجہ ایک نرم نسوانی آواز کی جانب مبذول ہوئی۔

"آج فارس نہیں آیا کیا۔"

وہ سب میز کے اطراف میں بیٹھے باتوں میں باتوں میں مصروف تھے کہ اسی دوران کلاس کی ایک لڑکی فائقہ نے آتے ایک ادا سے استسفار کیا تو ان سب نے ایک کورس میں ہوٹنگ کرتے تالیاں بجائی تھی۔ہادی نے تو سکتے کی کیفیت میں اپنے کانوں سے ہینڈ فری نکالتے سر تا پا اس کی جانب دیکھا اور اپنی آنکھوں کو ملنے لگا۔

"تمہیں کیا کام ہے فارس سے بی بی۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔عناب نے اس کے انداز پہ اس کے بازو میں ایک زوردار قسم سے چٹکی بھری تھی۔

"وہ بس کل سے دیکھا نہیں تو دل چاہا کہ ایک نظر اسے دیکھ لوں۔کہاں ہے وہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے شانے پہ رکھے بالوں کو پشت پہ جھٹکتی اترا کر بولی۔پہلے تو ہادی نے اس کی بات پہ اپنا ہاتھ لبوں پہ جمایا مگر ان سب کے کھلے چہروں کو دیکھتے اس کا چھت پھاڑ قہقہہ کیفے کی فضا میں گونجا تھا۔فائقہ اس کے یوں ہنسنے پہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"جا بہن کیوں اپنی بے عزتی کروانی ہے ہمارے فارس سے۔"

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے اس کی ٹھیک ٹھاک بے عزتی کرتے ہوئے بولا مگر مقابل بھی فائقہ تھی کیسے اپنے موقف سے پیچھے ہٹ جاتی تبھی ڈٹ کر اس کا سامنا کرنے کیلیے کھڑی رہی۔

"سوچ لو آج تم اپنی بات سے پھر نا جانا مسٹر ہادی کیونکہ فارس آج مجھے نظر انداز نہیں کر پائے گا۔"

وہ لبوں پہ دلکش مسکراہٹ سجائے ایک ادا سے جھکتے ہوئے بولی تو ہادی کی آنکھیں اس کی جرأت پہ کھلی کی کھلی رہ گئی۔پریسہ جو ابھی صدام کے ساتھ ان کے میز کے نزدیک پہنچی تھی اس کی حرکت پہ پریسہ کے حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔اس نے صدماتی کیفیت میں ان سب کی جانب دیکھا تو عفیفہ نا سمجھی سے شانے اچکا گئی۔پریسہ نے اپنا ہینڈ کیری میز پہ رکھا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی تاکہ ان سب کی باتوں سے لطف اندوز ہو سکے۔

چلو بھئی لگی شرط تم سب کے سامنے یہ فائقہ بی بی مجھ سے شرط لگا رہی ہے مطلب کے ہادی سے اور وہ بھی "فارس کے متعلق۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں بولتے ہنس دیا۔مریم نے نہایت زیرک نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔

ہادی سوچ لو فارس کبھی بھی اپنی بات سے پھر جاتا ہے یہ نا ہو کہ اپنی بات سے مکر کر وہ تمہیں ہی ذلیل "
" کر وادے۔اس کا کچھ پتہ نہیں ہے۔

مریم نے اپنے مطابق اسے آگاہ کرنا ضروری سمجھا مگر ہادی اس کی بات کو چولہے میں جھونکتے سینہ تان کریوں کھڑا تھا جیسے فارس سے ایسی کوئی توقع ہی نا ہو۔

ابھی وہ سب انہی باتوں میں مصروف تھے کہ اسی دوران تیز رفتار گاڑی کی آواز پہ ان سب نے سرعت سے رخ پھیرتے کیفے کے باہری حصے کی جانب دیکھا جہاں ایک سیاہ رنگ کی گاڑی پوری تیزی سے دھول اڑاتی اس کے پارکنگ ایریا میں گول گول چکر کاٹ رہی تھی۔وہ اپنی جگہ چھوڑتے باہر کی جانب بھاگے جہاں سپورٹس کار میں بیٹھا فارس آنکھوں میں سیاہ رنگ کے گوگلز لگائے ایک شان سے گاڑی سے چھلانگ مار کر اترا اور سینے پہ ہاتھ رکھتے جھکا تھا۔سب کلاس کے لڑکے لڑکیوں نے شور مچاتے زبردست قسم کی ہوٹنگ کی تھی جیسے کسی ہیرو کی انٹری ہوئی تھی۔

"کیا کوئی ہیرو آیا ہے جو یہ سب یوں اچھل رہی ہیں۔"

عناب کرسی پہ لاپرواہی سے بیٹھی اس جھرمٹ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

ہیرو نہیں نمونہ آیا ہے اور پہلی بار میرے علم میں اضافہ ہوا ہے کہ نمونوں کے آنے پہ بھی لوگ خوشی کا "
" اظہار کرتے ہیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ارتضیٰ ناجانے کہاں سے برآمد ہوتے دانت نکوستے ہوئے بولا۔عناب کی پوری آنکھیں اپنے نزدیک سے آنے والی بھاری مردانہ آواز پہ پٹ سے کھلی۔وہ ایکدم کرسی سے اٹھتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی۔

"اوہ اچھا فارس شیخ کی آمد ہوئی ہے جو یہ لوگ اتنا ادھم مچا رہے ہیں۔"

وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی۔وہ سب کے سب دروازے سے لگ کر کھڑے اس کی کرم نوازیوں کا ملاحظہ کررہے تھے جو سب سے ایسے ہاتھ ملاتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ رہا تھا۔وہ سب اس کی ڈرامے بازیاں دیکھتے رہ گئے۔

"ارے فارس کہاں تھے تم اتنی دیر کیوں کردی تم نے آنے میں۔"

اس کے نزدیک آتے ہی فائقہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولی۔فارس نے اس کی بات پہ مخصوص انداز میں بھنویں اچکاتے اس کی جانب سر تا پا دیکھا جو جینز پہ گھٹنوں کو چھوتا ٹاپ پہنے ڈوپٹہ سرے سے ہی ندارد تھا۔منہ پہ میک اپ کی دو سے تین تہیں تو لازم تھی۔

"کیوں میں نے آپ کے پیسے واپس کرنے تھے کیا۔"

وہ جوابا دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے نہایت معصومیت سے بولتے اس لڑکی کا دل جلا کر راکھ کر گیا مگر اپنی اس بے عزتی پہ وہ سب کو ہنستا دیکھ خود بھی ہنس دی۔

"فارس۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے سینے پہ مارتی مصنوعی کھلکھلائی اور اس کی یہ کھلکھلاہٹ ان سب کو بے تحاشہ بری لگی تھی۔

"فائقہ۔"

جواباً وہ بھی اسی کیفیت میں بولتے سب کو کھانسنے پہ مجبور کر گیا۔ان سب کو ہی اس سے اس قسم کی توقع نہیں تھی۔

ہمارے تو آج تک کسی لڑکی نے یوں سینے پہ ہاتھ نہیں رکھا۔اچھے خاصے چوڑے سینے ہیں ہمارے"

"خوبصورت ہیں تگڑے ہیں اور کیا چاہیے لڑکی کو۔

ارتضیٰ ہادی کے کان میں جھکتے ہوئے جلے کٹے لہجے میں بولا۔ہادی نے اس کی بات پہ افسردگی سے اس کی جانب دیکھا۔

تیرا غم میرا غم ایک جیسا صنم۔ہمیں تو کبھی کسی نے اتنی محبت سے پکارا ہی نہیں سینے پہ ہاتھ رکھنا تو بہت دور"

"کی بات ہے۔

وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولا۔

مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے ہم نے شدید کنوارے ہی اس دنیا سے چلے جانا ہے۔ہمیں کبھی کوئی حسین دوشیزہ"

"نہیں ملے گی جسے دیکھ کر ہمارا گنگنائے گا۔

تو اتنی خوبصورت ہے۔"

"فدا دیدار پہ تیرے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ہادی کے شانے پہ سر رکھے افسوس کرنے والے انداز میں بولتے آخر میں خیالی پلاؤ بناتے ہوئے مزے سے بولا۔ہادی نے اس کی بات پہ اس کا ہاتھ تھپتھپاتے تسلی دی تھی۔

"تیرا پتہ نہیں مگر مجھے کوئی بھی مل جائے میں اس سے کام چلالوں گا مگر کنوارا نہیں مروں گا۔بس لڑکی ہونی چاہیے باقی سب کچھ چلے گا۔"

ارتضیٰ کی بات جیسے اس کے دل پہ تازیانے کی مانند چبھی تھی تبھی جتانے والے لہجے میں بولا۔

"توبہ ہے تم دونوں سے کس قدر ترسے ہوئے ہو تم لوگ۔"

عناب ان کی فضول کی بکواس سے تنگ آتے چیخ کر گویا ہوئی۔

"ہاں تو اگر ہم ترسے ہوئے ہیں تو تم سے اتنا نہیں ہو رہا کہ ترس ہی کھالو ہم مظلوموں پہ۔"

ہادی پکی عورتوں کی طرح ہاتھ نچا کر بولتے اسے حیرت میں مبتلا کر گیا۔

"چلو بھئی ہادی بھیا تیار ہو جاؤ اپنی بے عزتی کیلیے کیونکہ فارس تو فارم میں آچکے ہیں۔ذرا نگاہوں کا رخ اس جانب کر کے ملاحظہ فرمائیں۔"

مریم نے طنزیہ نگاہوں سمیت اس کی توجہ واپس اس جانب مبذول کرائی جہاں فارس اپنے ہاتھ میں تھاما ہوا گلاب کا پھول زور زور سے گھمارہا تھا۔

"ابے فارس نا کری۔برباد ہو جائے گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے مگر وہ کہاں کس کی سننے والا تھا البتہ عفیفہ کی آنکھیں پوری طرح چمک اٹھی تھی۔

"تجھے میں نے حق نہیں دیا کہ میرے ذاتی معاملات میں بول۔چل جا یہاں سے پہلی بار کسی لڑکی نے یوں منہ لگایا ہے اور تو چاہ رہا ہے کہ میں اسے بھی چھوڑ دو۔ہاں سمجھ گیا میں تو میرے سے جل رہا ہے جل ککڑا کہی کا۔ارتضیٰ اسے پیچھے لے جاؤ واپس۔"

اس کے غصیلے لہجے پہ ارتضیٰ نے سرعت سے ہادی کو تھاما تو فائقہ نے فاتحانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ہادی نے دل ہی دل میں اسے سو گالیوں سے نوازا تھا جو اسے انتہا کا شودا انسان محسوس ہو رہا تھا۔وہ دل مسوس کر رہ گیا۔فارس گلہ کھنکھارتے ہوئے دو زانوں بیٹھا اور مسکراتے ہوئے پھول اس کی جانب بڑھایا۔فائقہ تو خوشی کے مارے باقاعدہ اچھلنے لگی تھی۔اس اچانک افتاد پہ اس کے ہاتھ پیر پھول گئے۔فارس جو کافی دیر سے اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کر رہا تھا سنجیدگی سے اسے دیکھے گیا جس کی ڈرامے بازیاں ہی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"مس لیپوزرا اسے ایک منٹ تھامنا۔"

فارس کی مسکراتی آواز پہ فائقہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا معاً اس طرزِ مخاطب پہ اس کی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔

"مگر تم تو مجھے پرپوز کرنے والے تھے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنی کھسیاہٹ پہ قابو پاتے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے مدھم لہجے میں بولی۔

"ہیں۔ کیا پروپوز وہ کیا ہوتا ہے۔ کیا تم سب جانتے ہو کہ پروپوز کیا ہوتا ہے۔ میں تو اپنے شوز کے لیسز باندھنے کیلیے نیچے جھکا تھا۔"

وہ جواب میں جس قدر معصومیت سے بولا اس قدر ہی پرجوش ہادی کا بھنگڑا تھا۔ وہ پورے جوش سے ان دونوں کے اطراف میں جھوم رہا تھا۔

"مگر یہ پھول۔"

وہ اپنی اس قدر بے عزتی پہ سختی سے مٹھیاں بھینچتے اپنے لہجے پہ حتی الامکان قابو پاتے ہوئے بولی۔ فارس اس کی بات پہ کھل کر ہنسا۔

"ارے یہ۔ یہ تو میں ایسے ہی لایا تھا لاؤ اسے دو۔"

وہ اس کے ہاتھ سے پھول چھینتے ہوئے بولا تو وہ اپنی خالی ہتھیلی کو دیکھتی رہ گئی جہاں سے ابھی اس نے پھول واپس لیا تھا۔

"پتیسہ۔ یہ لو یہ تمہارے لیے۔"

وہ پھول فائقہ سے لیتے پریسہ کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا جس نے بغیر کسی تردد کے مسکراتے ہوئے تھام بھی لیا تھا۔ اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ ایسا ہی کچھ ہونے والا ہے اور اس کی توقع کے عین مطابق اس نے ایسے ہی کیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ایک منٹ میں ابھی آیا۔"

وہ بول کر دوبارہ فائقہ کی جانب بڑھا۔

"تمہیں کیا لگا تم میرے ہی دوستوں سے مجھے لے کر شرطیں لگواؤں کی اور اپنے دوستوں کو بھرم توڑ کر تمہیں کامیابی سونپوں گا۔"

وہ اپنے ہاتھ پشت پہ باندھتے مصنوعی حیرت سے گویا ہوا۔ہادی نے دل ہی دل میں اس کا منہ چوما تھا۔

"فائقہ بی بی میری ایک بات جان لو کہ میں فارس شیخ مر تو سکتا ہوں مگر اپنے دوستوں کا سر جھکنے نہیں دے سکتا۔چلو بیٹا اب نئی سواری پکڑو یہ سواری مسافروں سے بھری ہوئی ہے۔"

وہ اسے باہر کا راستہ دکھاتے ہوئے مزے سے بولتے ہادی اور ارتضیٰ کے شانوں پہ ہاتھ جماتے بس کی جانب بڑھ گیا کیونکہ جانے کا وقت ہو چلا تھا تبھی باہر بس بھی آچکی تھی۔

"بے عزتی کر کے عزت کون رکھتا ہے کمینے۔"

ہادی اس کی کمر میں دھموکا جڑتے ہوئے غصے سے گویا ہوا۔

"بے عزت کر کے عزت رکھنے والے کو ہی تو سچا دوست کہتے ہیں میری جان۔"

وہ اس کے بالوں پہ لب رکھتے محبت سے بولا تو وہ تڑپ کر اس کے حصار سے نکلا۔

"درفٹے منہ میرا سر کیوں چوم رہا ہے کمینہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پے درپے اس کے شانے پہ مکہ جڑتے ہوئے بولا۔ عقب میں آتی لڑکیاں ان کج تخریب کاریوں پہ تلملا کر رہ گئی کیونکہ کلاس کے تمام سٹوڈنٹس ان کی حرکتوں پہ ہنسنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ بس میں گھستے ہی ان سب نے سب سے آخر والی سیٹس مل لی تھی۔ باقی سب کی بھی بس میں جگہ سنبھالتے ہی صدام اندر داخل ہوا تھا۔

"بھائی آپ کہاں جارہے ہیں یہاں نہیں بیٹھیں گے۔"

پریسہ نے اسے دوبارہ باہر کی جانب جاتے دیکھ نا سمجھی سے استسفار کیا۔

"نہیں گڑیا میں شہرام کے ساتھ اس کی گاڑی میں وہاں پہنچو گا۔ ہیو آ سیف جرنی ٹو آل۔"

وہ مسکرا کر پریسہ کا سر تھپتھپاتے بس سے باہر نکل گیا۔اس کے جاتے ہی پریسہ کی آنکھیں شہرام کے بابت سوچتے لو دینے لگی۔ لب آپ ہی آپ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے معاً وہ اپنے برابر میں کھوئی کھوئی بیٹھی عفیفہ کی جانب متوجہ ہوئی جس نے جب سے وہ آئی تھی ایک بھی بات نہیں کی تھی۔

"عفیفہ۔"

پریسہ کے ٹھوکا مارتے ہی وہ ایکدم ڈر کر شیشے کے ساتھ لگی تھی۔ پریسہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جس کی رنگت ایکدم زرد پڑی تھی۔

"ہمم۔ کیا ہوا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے چہرے پہ کپکپاتے ہوئے ہاتھ پھیرتی سہم کر بولی۔ پریسہ کا دل اس کی حالت دیکھ دھک سے رہ گیا۔ وہ اس قدر گھبرا کیوں رہی تھی۔ اس نے سرعت سے اس کا ہاتھ تھامتے سہلایا تو اس کے چہرے پہ کچھ حد تک رونق بحال ہوئی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا عفیفہ۔ گھبرا کیوں رہی ہو۔"

وہ اس کے بازو پہ ہاتھ رکھتی متفکر سی گویا ہوئی۔ عفیفہ نے آنکھوں میں آئی نمی کو اندر دھکیلتے نفی میں سر ہلایا۔ وہ اسے کسی صورت بھی اپنے ساتھ ہونے والے واقعے کی متعلق نہیں بتا سکتی تھی تبھی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنے اعصابوں پہ قابو پانے لگی۔

"نہیں بس وہ ویسے ہی میں کچھ سوچ رہی تھی۔"

وہ اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے مصنوعی مسکراتے ہوئے بولی۔ پریسہ نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ بحث و مباحثے کا وقت بھی نہیں تھا اور نا ہی جگہ کہ وہ سب کے سامنے یوں بات کو بکھیرتی تبھی ہولے سے ہنس کر ان سب کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"پتیسہ کھانے کو کیا لائی ہو اب ظاہر ہے پورا راستہ ہم بھوکے تھوڑی نا جائیں گے۔"

فارس نے اپنی عادت سے مجبور ٹانگ پوری جگہ پہ پھیلاتے مسکینیت سے سوال کیا تو اس نے اپنے بیگ سے ایک چپس کا پیکٹ نکالتے ان کی جانب اچھالا تھا جو ا باوہ شکریہ کہتے کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"ماما نے راستے کیلیے سینڈویچز بنا دیے ہیں مگر میں وہ ابھی کسی کو نہیں دوں گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ کی تنبیہی آواز پہ ہادی جو چپس سے بھرپور انصاف کرنے میں مصروف تھا بجھے دل سمیت فارس کو دیکھنے لگا جس کی خود کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔اسی طرح سب ہی بار بار اپنے گھروں سے لانے والے چیزوں کے متعلق بتا رہے تھے اور بریزہ کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اگر وہ سب اس کی جانب آگئے تو وہ کیا بتائے گی۔اس کے گھر کے حالات کے متعلق تو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

"اوئے فٹ بال تم کیا لائی ہو یا بس ٹھونس کر ہی آئی ہو۔"

ہادی کی مستفسرانہ آواز پہ بریزہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور اڑے اڑے رنگت سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"میں کچھ بھی نہیں ماما کی طبیعت نہیں ٹھیک تھی بس تو میں نے انہیں پریشان کرنا ضروری نہیں سمجھا۔"

وہ کندھے اچکاتی شانِ بے نیازی سے گویا ہوئی۔وہ سب اس کی بات پہ عش عش کر اٹھے۔کچھ ہی دیر میں بس اپنی منزل کی جانب روانہ ہوئی تھی۔ تقریباً دو گھنٹوں کی مسافت طے کرتے ہی ان سب کو نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا تھا بس ایک فارس ہی تھا جس کی آنکھوں میں نیند نامی چیز کا شائبہ تک نہیں تھا۔معاً اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔اس نے کسی چیز کی تلاش میں متلاشی نگاہیں گھمائی اور اپنی جگہ سے اٹھتے بس میں بنی ہوئی مخصوص جگہ جہاں ان کے بیگز وغیرہ رکھے ہوئے تھے اس میں سے کچھ تلاش کرنے لگا۔اگلے ہی لمحے وہ اپنے بیگ سے پین اور ہادی کی پانی والی بوتل اٹھاتے واپس اپنی جگہ پہ آکر بیٹھا اور گلہ کنکھارتے شرارت سے بھرپور نگاہ ان سب پہ ڈالتے اس پین سے بوتل کو بجانا شروع کیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اے میرے دل کے چین۔"

"چین آیے میرے دل کو دعا کیجیے۔

وہ ساتھ ساتھ پین کی مدد سے بوتل بجاتا ساتھ ہی اپنے راگ الاپ رہا تھا۔اس کی آواز اس قدر اونچی تھی کہ آس پاس سوئے سب سٹوڈنٹس گھبرا کر آنکھیں کھولتے اطراف کا جائزہ لینے لگے۔

راجا کی آئے گی بارات رنگیلی ہو گی رات"

"مگن میں ناچوں گی۔

ہادی اور ارتضیٰ نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ہنوز آنکھیں موندے نا جانے خود کو کونسا سنگر گردان رہا تھا۔

"ابے گھونچو انسان۔یہ کیا کر رہا ہے۔"

ارتضیٰ اس کے ہاتھ سے بوتل چھینتے غرایا جواباً اس نے نہایت سکون سے اس کی جانب دیکھا۔

"بور ہو رہا تھا بس تو بوریت کا حل بھی تو نکالنا تھا۔"

وہ جواب میں اتنے بھولے پن سے بولا کہ ہادی کا بس نہیں چلا کہ اسے اٹھا کر گاڑی سے باہر پھینک دے۔وہ پانچوں بھی ناگواری سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"چل پھر میں بھی تیرے ساتھ ہوں تو ایسا کر بجا میں گاتا ہوں۔"

وہ اس کی جانب واپس بوتل بڑھاتے ہوئے مزے سے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یا خدایا کن جنگلیوں کے ساتھ ہم جا رہے ہیں۔"

مریم روہانسا چہرہ بنائے تند لہجے میں بولی۔

مریم بی بی پہلے اپنا میک اپ سنوار مہربانی ہو گی کیونکہ ایسا میک اپ سونے پہ سہاگہ تمہاری اتنی گندی شکل"

"قسم سے کسی چڑیل کا گمان ہو رہا ہے۔

ہادی کی زبان ایکدم پھسلی تھی تبھی ڈرنے کی ناکام اداکاری کرتا ہوا بولا۔

"شٹ اپ یو ایڈیٹ۔"

وہ اپنی توپوں کا رخ ہادی کی جانب کرتے دھیمے لہجے میں گرجی۔

"اکثر لڑکیاں اپنی بے عزتی کے جواب میں انہی لفظوں کا انتخاب کرتی ہیں۔"

فارس نے نہایت سکون سے بولتے اس کا سکون سرے سے ہی غارت کر دیا۔مریم نے اپنے ساتھ ہی رکھی کوک کی بوتل اٹھاتے اس کے منہ پہ ماری تھی جواباً اس نے کمال مہارت سے کیچ کرتے اسے لبوں سے لگایا تھا۔

"شکریہ مریم اس کی بہت تمنا ہو رہی تھی۔"

وہ اسے اچھا خاصہ زچ کرتے ہوئے بولا۔اس کی بات پہ جہاں وہ عاجز آئی وہی باقی سب کا قہقہہ بس کی فضا میں گونجا تھا۔

دل تو بچہ ہے جی۔اووو"

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھوڑا سچا ہے جی۔اووو

ایسی الجھی نظر ان سے ہٹتی نہیں۔

"پیار سے ریشمی ڈور کٹتی نہیں۔

اب کی بار ارتضیٰ کی بے سری آواز جوں ہی فضا میں گونجی عناب تو واضح لڑنے کی خاطر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی مگر سامنے کا منظر دیکھ نا چاہتے ہوئے. بھی ان کی ہنسی چھوٹ گئی کیونکہ وہ آنکھیں موندے گنگنا رہا تھا۔فارس بوتل بجانے میں مصروف تھا اور ساتھ بیٹھا ہادی ان بے سروں کے سروں پہ جھومنے میں مصروف تھا۔کچھ ہی دیر میں پوری بس میں یہ آوازیں گونج رہی تھی کیونکہ اب پوری بس ہی اس سب میں شامل ہو چکی تھی۔اسی طرح ہنستے مسکراتے ان کا لاہور سے مالم جبہ تک کا سفر کٹا تھا۔

صبح کے آٹھ بجے تقریباً وہ سب مالم جبا میں موجود پرل کونٹینینٹل ہوٹل میں موجود تھے۔سب کو ان کے کمروں میں پہنچایا گیا تھا۔ہادی ارتضیٰ فارس ایک کمرے میں البتہ وہ پانچوں ایک کمرے میں ٹھہری تھی۔صدام نے ان نمونوں کے ساتھ ٹھہرنے کی بجائے شہرام کے ساتھ ٹھہرنے کو ترجیح دی تھی۔تقریباً دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد ان سب نے باہر گھومنے جانے کا سوچا تھا کیونکہ اچھے خاصے لمبے سفر کی بدولت تھکان بھی اسی لحاظ سے تھی۔

"یہ یہاں سے ہی اس قدر دلکش لگ رہا ہے تو جب ہم قریب جا کر دیکھے ہیں تو کیا ہو گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریزہ کھڑکی کے پار دکھائی دیتے مناظر کو دیکھتے شدت جذبات کی رو میں بہکتے ہوئے بولی تو سب اس کی پرجوشی پہ کھلکھلا کر ہنس دیے۔کچھ ہی دیر میں سب تیار ہونے کے بعد باہر کی جانب بڑھ گئے جہاں سب ان کے منتظر تھے۔انہوں نے بس کی بجائے پیدل چلنے کو ترجیح دی تھی۔پندرہ منٹ مسلسل چلنے کے بعد آخرکار ایک جگہ پہ رک کر ان سب نے پکچرز کلک کرنے کا سوچا تھا۔

کتنا خوبصورت ہے نا یہ سب بلکل مکمل سا میسمرائزنگ سا۔میرا دل چاہے تو یہاں سے کبھی واپس جاؤں ہی "نا۔"

پریسہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے محبت سے بولی۔عفیفہ نے ایک نظر اسے دیکھا جو بھورے رنگ کے ٹاپ کے ساتھ ہم رنگ ہی اونی ٹوپی پہنے اور بڑا سا کوٹ پہنے چھوٹی سی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔ایک اس کا قد چھوٹا تھا تو دوسرا اس کے کپڑے بھی کچھ اس طرح کے تھے۔اس نے پریسہ کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا جہاں چاروں اطراف میں سبزہ ہی سبزہ تھا۔اونچے لمبے پہاڑوں کے ساتھ ہی قدآور درخت جو آسمان کی بلندیوں کو چھوتے محسوس ہو رہے تھے۔روح کو جھنجھوڑ دینے والی معطر ہوا سونے پہ سہاگہ مختلف طرز کے نسلی گھوڑے جس پہ وہ سب سواری کرنے میں مصروف تھے۔شاید یہ جگہ اسی بدولت مشہور تھی۔مریم جو گھوڑے پہ بیٹھنے کی تگ و دو میں تھی گھوڑے کے اچھلتے ہی ایکدم بری طرح زمین بوس ہوئی تھی۔اس کے گرنے پہ ایک سیکنڈ کیلیے تو چاروں اطراف میں سکوت چھا گیا معاً اگلے ہی لمحے سب کا چھت پھاڑ قہقہہ اسے اچھا خاصہ شرمندہ کروا گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"چلو مریم نکلو شاباش دیکھو اس گھوڑے کو بھی تمہارا وجود برداشت نہیں ہے۔"

فارس نے گھوڑے پہ ایک شان سے بیٹھتے اس کی نکیل چڑھائی تو وہ اپنی مخصوص آواز نکالتے جتنی تیزی سے بھاگ سکتا تھا بھاگنے لگا۔ پریسہ بھی بھاگنے والے انداز میں ان تک پہنچی اور صدام کا بازو تھامتے کھینچا۔

"بھائی مجھے بھی گھوڑے پہ بیٹھنا ہے پلیز۔"

وہ ان سب کو اس پہ مزا کرتے دیکھ مصالحتی لب و لہجے میں بولی مگر نا چاہتے ہوئے بھی اس کی نگاہ اطراف میں شہرام کی تلاش میں گھوم رہی تھی۔ اسے ایک جانب فون پہ مصروف دیکھ یک گونہ سکون پریسہ کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔ کس قدر خوبصورت لگ رہا تھا وہ کسی شہزادے کی مانند۔ بھورے رنگ کی کلف لگی شلوار قمیض ساتھ سیاہ رنگ کی چادر جو اس کی پر وقار شخصیت پہ چار چاند لگاتی تھی۔ پٹھان ہونے کی بدولت اس کی رنگت بھی اچھی خاصی سفید تھی۔ وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی معاً بریزہ کی ٹکر سے ایکدم وہ لڑکھڑاتے ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

پتیسہ تمہیں گھوڑے پہ چڑھانے کیلیے بہت مشقت کرنی پڑے گی پہلے زمین سے تو نکل آؤ پھر گھوڑے کی "سواری کر لینا۔ ویسے بھی اس نے تمہیں کہیں اڑا دیا تو جتنی چھوٹی تم ہو ہمیں دوبارہ نہیں مل پاؤ گی۔"

فارس کی بات پہ جہاں صدام نے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا وہی پریسہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا تھا۔ ایکدم نا جانے اسے کیا سوجھی وہ سفید رنگ کے نہایت ہی خوبصورت نسلی گھوڑے کی جانب بڑھا اور بنا کسی تردد کے اس پہ سوار ہوا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اپنی چوڑی ہتھیلی پریسہ کی جانب

بڑھائی تو اس کے لبوں پہ نہایت ہی خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔ارد گرد تارے سے ٹمٹمانے لگے۔یہ احساس ہی اس قدر حسین تھا۔سب ستائشی انداز میں ان دونوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔پریسہ نے ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالتے اس کی ہتھیلی پہ اپنا ہاتھ رکھا۔صدام نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے اسے کھینچ کر گھوڑے پہ بٹھایا تو وہ سہم کر اس کے سینے سے جا لگی۔اس منظر کو دور کھڑے شہرام کی نگاہوں نے بھی محظوظ ہو کر تکا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔صدام نے اس کی نکیل جوں ہی چڑھائی وہ تیز رفتاری میں بھاگنا شروع ہوا تھا۔

"بھائی!"

پریسہ روہانسی ہوتی چیخ کر اس کے سینے سے لگتی دونوں بازو اس کے گرد حمائل کر گئی۔ہوا کی زور سے بال لہراتے چہرے پہ آ رہے تھے۔اسے مسلسل آگے کی جانب بڑھتا دیکھ پریسہ کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا جو اسے پرسکون رہنے کی ہدایت دے رہا تھا۔

"آئی لو یو بھائی۔"

وہ اس کا گال محبت سے چومتے اس کے گلے سے لگتے انکھیں موندتے اس احساس کو محسوس کرنے لگی مگر اگلے ہی لمحے صدام نے نا جانے کیا کیا کہ وہ گھوڑا اپنے اگے والے دونوں پاؤں فضا میں بلند کرتے مخصوص انداز میں بولنے لگا۔پریسہ اس کی حرکت پہ اپنی موت کو انتہائی قریب دیکھ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"آئی ہیٹ یو بھائی آئی ہیٹ یو اپ بہت برے ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے سینے پہ پے در پے مکے برساتے ہوئے بھیگے لہجے میں بولی۔ صدام نے ہنستے ہوئے اس کی پیشانی چومتے گھوڑے کو واپسی کی راہ کی جانب بھگایا تھا جہاں سب ان کے منتظر تھے۔

"چل شاباش بس پیسے ختم اب اتر نیچے۔"

فارس اسے بڑے سے پتھر سے مسلسل بیٹھ کر تصویریں بناتا دیکھ غصے سے بولا مگر اس کے ہنوز وہی بیٹھے رہنے پہ فارس نے اس کی ٹانگ کو کھینچتے اسے نیچے اتارنا چاہا تھا کیونکہ شام کے سائے ہر جانب پھیل رہے تھے جس کی بدولت سردی کا احساس بھی دوبالا ہوتا جا رہا تھا۔

"فارس تجھے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔"

ہادی شہرام کو خود کو گھورتا پا کر نہایت سلجھے ہوئے انسان کی مانند سنجیدگی سے گویا ہوا۔ فارس کو اپنے اطراف میں خطرے کی بو آتی ہوئی محسوس ہوئی مگر ہادی کی بات کا جواب بھی تو ازحد ضروری تھا تبھی مسکراتے ہوئے اس کے شانے پہ گرد بازو حائل کیا۔

تو جانتا ہے ہماری زندگی میں ایک ایسا شخص لازمی ہوتا ہے جس سے ہم چاہ کر بھی تمیز سے بات نہیں "کر سکتے۔ تو جانتا ہے کہ میری زندگی میں وہ شخص کون ہے۔"

وہ اس کے کان میں جھکتے رازداری سے بولا۔ ہادی نے ناسمجھی سے نفی میں سر ہلایا۔

"کون ہے وہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی کی تجسس سے بھرپور آواز پہ فارس نے مسکراتے ہوئے اس کے بال سنوارے جیسے کوئی ماں اپنے بچے کے سنوارتی ہے۔

"تو میری جان۔"

جواباً وہ جتنی دلفریبی سے بولا اتنی ہی تیزی سے ہادی شعلہ اگلتی نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کی گرفت سے باہر نکلا تھا۔

چل میرا اپتر ہن چھٹی کر اور تو ارتضیٰ میری پانچ چھ اچھی اچھی تصیریں کھینچ بھئی بھائی کا لیول ہے انستا پہ بھی تو "ڈالنی ہے۔ٹرپ ٹو مالم جبہ۔

وہ ایک ادا سے بولتے اپنی تصویریں بنوانے لگا۔

"کیا ہوا کیا دیکھ رہے ہو۔"

شہرام کو یوں بغور ان تینوں کی جانب دیکھتا پاکر صدام اس کے نزدیک آیا اور مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"کچھ نہیں بس یہ فارس کے متعلق سوچ رہا ہوں کہ کیا چیز ہے وہ۔"

وہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔صدام اس کی برجستہ بات پہ کھل کر ہنس دیا۔

پہلے میں بھی سوچتا تھا مگر اب میں نے سوچنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ ہماری سوچ چھوٹی پڑ جائے گی مگر یہ انسان "اب اپنی حرکتوں میں بھی استاد بنتا جا رہا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے فارس کے متعلق آگاہی دیتے ہوئے بولا جواب جگتوں پہ جگتیں مارتے ان دونوں کی حالت پتلی کر رہا تھا۔

"میرے جیسا حاضر جواب بندہ تم لوگوں نے کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔"

وہ فرضی کالر جھاڑتے ہوئے گردن کڑا کر بولا۔ ارتضیٰ اور ہادی نے ناگواری سے ناک منہ چڑھایا۔

"ہمیں یکھنے کی تمنا بھی نہیں ہے بھائی۔ تجھے ہی برداشت کر لیں بہت ہے۔"

وہ دونوں یک زبان دکھی ہارے ہوئے لہجے میں بولے۔

"دیکھنا تو تمہیں پھر بھی پڑے گا میرے بچوں کی صورت میں۔"

وہ مغرورانہ لہجے میں بولتے ان دونوں کو رونے پہ مجبور کر گیا۔ اب وہ دونوں باقاعدہ زمین پہ بیٹھ کر اپنا رونا رو رہے تھے اور فارس ان کی ویڈیو بناتے ہوئے انہیں زچ کرنے میں مصروف تھا۔

غنچہ تو چل میرے ساتھ ہمارے بازوؤں میں ابھی اتنی سکت ہے کہ ہم تیری باقی ماندہ زندگی اچھی گزروا سکے۔"

اپنے بھائی کی بات پہ غنچہ نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جس میں لاتعداد شکوے تھے۔

تو سنبھالے گا مجھے۔ تیرے جیسا بھائی ہونے سے بہتر ہے کہ وہ پیدا ہوتے ساتھ ہی مر جائے تو بھائی نہیں بھائی کے نام پہ ایک گرہن ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سب اس وقت حویلی کے مردان خانے میں موجود تھے۔سامنے صوفے پہ غنچہ کا ایک بھائی اور ساتھ اس کا بیٹا نوفیل براجمان اسے ساتھ لے جانے کو بضد تھے جبکہ وہ بھی اس بار اپنے فیصلے پہ قائم ودائم تھی۔اس کی .کڑک دار آواز پہ ان دونوں کا خون ابال اٹھا تبھی سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھے۔

تو یہاں رہ کر مزید بدلحاظ ہوتی جارہی ہے مت بھول کہ تو ان سے پہلے ہماری بہن ہے۔یہاں تو تیرا مضبوط" "سہارہ بھی نہیں ہے تیرا شوہر مرچکا ہے غنچہ یہاں پہ تم بس عورتیں ہو۔

وہ دھاڑ کر گویا ہوئے۔واقدار یوسف ذئی نے انہیں تنہا چھوڑنے کو ترجیح دی تھی تا کہ وہ ایک ہی بار سب باتوں کو تحمل مزاجی سے حل کرلیں۔غنچہ اس کی بات پہ حیرت سے ہنسی تھی۔اس کی ہنسی میں بھی ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔

تنہا میں اب نہیں تنہا میں اس وقت تھی جب اپنی ماں کے گھر میں ہوتے ہوئے میرے بھائیوں نے میری" شادی کے بعد دھکے دے کر اس گھر سے نکالا تھا ان کیلیے میرا وجود نا قابل برداشت تھا۔تنہا میں اب نہیں ہوں۔میرے شوہر کے جانے کے بعد ان لوگوں نے مجھے تم کم ظرف لوگوں کی طرح دھکے دے کر گھر سے "نہیں نکالا بلکہ اسی گھر میں پناہ دی ہے مضبوط پناہ۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے لہو چھلکاتی آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔ان دونوں بھائیوں نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

یہ سہارے کھوکھلے ہیں دیکھ یہ لوگ پہلے ہی ہمارے دشمن تھے تومت بھول کہ یہ لوگ ہمارے خون کے" پیاسے تھے۔ابھی بھی تجھے ان لوگوں نے اپنے بھائی کی بدولت قبول کیا تھا مگر اب تجھے یہاں رکھنے کا مقصد سراسر مطلب تیرے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کا ہے۔تجھے یہاں رکھ کر ہمیشہ کیلیے تمہارے حصے کی جائیداد اپنے نام کرنا ہے۔"

بس کر جاؤ تم لوگ۔یہ لوگ آپ سے بھی زیادہ امیر ہیں انہیں کیا پڑی ہے ہمارے حصے کی جائیداد ہڑپنے" کی۔"

وہ ان کی بے مقصد باتوں پہ تڑخ کر بولی جو شاید نہیں یقیناً اسے ان لوگوں سے بدگمان کرنے کی کوششوں میں تھے۔

تو سمجھ نہیں رہی بہنا۔تو ہمارے ساتھ چل اور اپنا حصہ مانگ۔مینہ کی شادی ہم میرے بیٹے سے کریں" گے۔تو بھی ہم خوش ہم بھی خوش اور مینہ اور نوفیل بھی خوش۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے انہیں سمجھانے لگے مگر وہ تھی کہ سمجھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ایکدم وہ ان کی بات پہ تمسخر سے ہنسی تھی۔ان کی ساری بات کا نتیجہ وہ اخذ کر چکی تھی۔

بسس! میں اب تک واپس یہاں نہیں لوٹا کہ تم بہن بھائیوں کی آپسی بات ہے مگر اب یہاں باپ ہمارے" گھر کی عزت پہ آگئی ہے پشمینہ اس گھر کی فرد ہے اور اسی گھر میں رہے گی۔اس کا اس گھر سے جو رشتہ ہے وہ میں چاہ کر بھی نہیں ٹوٹنے دوں گا۔ابھی کے ابھی تم دونوں یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ غصے سے بولتے باقاعدہ ہانپنے لگے۔ غنچہ نے سرعت سے ڈوپٹہ چہرے کے آگے کرتے ڈھکا تھا۔ وہ دونوں بھائی اپنی ناکامی پہ ہاتھ ملتے رہ گئے۔

"تم لوگوں کو تو ہم دیکھ لیں گے۔ بس انتظار کرو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

وہ غصے سے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ انہیں لگا تھا کہ غنچہ کو منانا بلکل مشکل نہیں ہو گا مگر یہاں آ کر انہیں اندازہ ہوا تھا کہ یہ کام تو بے حد مشکل ہے۔

"نامینہ باجی چھوڑ دے امارے کو۔ مورے دیکھے گی تو غصہ کرے گی۔"

معاً ان دونوں کی نگاہ باغیچے میں نکر میں بنے جھولے کی جانب اٹھی جہاں دو لڑکیاں آپس میں کھلکھلانے میں مصروف تھی۔ ان دونوں نے بغور اس جانب دیکھنا چاہا مگر دونوں کے چہرے چادر سے ڈھکے ہوئے تھے اسی لمحے ہوا کے زور سے جھولے لیتی پرخہ کے چہرے سے چادر سرکی تھی اور ان دونوں کی نگاہیں وہی ساکت رہ گئی۔ وہ بے یقین نگاہوں سے اس سرخ و سفید رنگت کی حامل لڑکی کو دیکھ رہے تھے جس کے چہرے پہ معصومیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شرارتی پن جھلک رہا تھا۔ وہ تو تحیر سے پھیلی آنکھوں سمیت اسے تک رہے تھے اس کے چادر لیتے ہی غصے سے ہاتھ پہ مکہ مارتے گہرا سانس بھر گئے۔ اگلے ہی لمحے دونوں کی آنکھیں مخصوص انداز میں چمکی تھی اور ان آنکھوں میں ناکامی کی جگہ ایک حیوانیت نے لے لی۔ وہ خباثت سے ہنستے ایک نگاہ اس پہ ڈالتے مونچھوں کو تاؤ دیتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ اس کے برعکس پرخہ اور مینہ ان کی آمد سے ہی بے خبر تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

بھائی اماری جان پہ مہربانی کریں اور کچھ حل نکالیں اس کا اس سے قبل کہ وہ لوگ مینہ کے واسطے کچھ غلط قدم "
"اٹھالیں اب یہ سب اپ کے ہاتھ میں ہے۔

وہ بھرائے لہجے میں بولتے بے بسی سے اپنے دونوں ہاتھ ان کے سامنے جوڑ گئی۔انہوں نے آنکھوں میں وحشت لیے سامنے دیوار پہ مرکوز شہرام خان کی تصویر کو دیکھا اور جب وہ بولے تو ان کا لہجہ چٹانوں سے بھی سخت تھا۔

ہم ابھی اور اسی وقت شہرام کو فون کرتے ہیں اب اس کے واپس لوٹنے کا وقت ہو گیا ہے۔ام مزید اسے شہر "
"میں رہنے کی اجازت نہیں دے سکتے ورنہ یہاں سب برباد ہو جائے گا۔

غنچہ نے ان کا چہرہ جانچا جہاں نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔ایک عجیب سی سرد مہری رقم تھی۔

"مگر خاناں وہ وہاں اپنا کام کرنے گیا ہے وہ یوں نہیں لوٹے گا آپ جانتے ہیں۔"

بریختہ کے شکایتی انداز پہ وہ ایک گہری نگاہ ان پہ ڈال کر انہیں نظر انداز کرتے مضبوط چال چلتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ان کے جاتے ہی ان دونوں نے بے بسی و بے کسی سے ایک دوسرے کا چہرہ جانچا۔

".شاید داز مو° دماشومانولپارہ غورہ وي.°ر مو° درا تلونکی وخت° نخہ° یر ویرہ احساس کوو"

شاید ہمارے بچوں کے حق میں یہی بہتر ہے مگر ہمارے کو آنے والے وقت سے بہت خوف محسوس ہو رہا (ہے۔ کہی نئے رشتے بنانے کے چکر میں پرانے رشتے بکھر نا جائیں۔)

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریختہ خانم سرہاتھوں میں گراتے ہوئے تشویش زدہ لہجے میں بولی کیونکہ ابھی ماضی کے پنے ان کے ذہن کے دریچوں میں تازہ تھے۔انہیں مندمل ہونے میں ابھی وقت درکار تھااور اس پہ مزید یہ سب۔ناجانے شہرام کیا کر بیٹھے۔اس کے غصے سے تو ویسے ہی سب کی جان جاتی تھی۔

کالی رات مزید گہری ہوتی جارہی تھی مگر اس کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔دور کہی سے آنے والی پانی کی لہروں کی آواز سے پیدا ہونے والے شور کی بدولت اس کی نیند میں بے تحاشہ خلل پڑ رہا تھا۔اس نے ایک سہمی ہوئی نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی جہاں پریسہ اس کے ساتھ بیڈ پہ اور مریم ان کے پاؤں والی سائیڈ پہ جبکہ نیچے میٹرس بچھائے عناب اور بریزہ نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔ناجانے کیوں گھٹن کا احساس بڑھتا چلا جارہا تھا۔اسے کمرے میں چل رہے ہیٹر کی روشنی کی بدولت کوئی ہیولا سا محسوس ہوا۔وہ خوفزدہ نگاہوں سے اطراف میں نگاہیں گھماتی پریسہ کی جانب جھکی۔

"پری۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتے اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ تو ایسا سوئی تھی کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔وہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے اپنی جگہ سے اٹھی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کھڑکی کی جانب بڑھی جہاں سے اندھیرا ہونے کی بدولت کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ذہن میں ایک بار پھر یاسر کی باتیں بری طرح گردش کرنے لگی۔اس نے گہرا سانس بھرنے کی کوشش کی مگر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے فضا

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں آکسیجن کی کمی ہو گئی ہو۔ بازو میں ہو رہی جلن کی پیشِ نظر اس نے اپنا بازو جوں ہی نگاہوں کے سامنے کیا سامنے ہی ناخنوں کے نشان نظر آ رہے تھے۔ عفیفہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہا تھا۔ ایکدم بھاری قدموں کی چاپ پہ عفیفہ نے سرعت سے اپنی پشت پہ دیکھا جہاں وہ ہنوز سو رہی تھی مگر قدموں کی آواز تو بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔

"نہیں نہیں۔ پری۔ اماں۔ مجھے بچا لو پلیز۔"

وہ اپنے دونوں کانوں پہ سختی سے ہاتھ جماتی روتے ہوئے بولتے قالین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ اس کا دل گویا کانوں میں دھڑک رہا تھا۔

"میں مر جاؤں گی مگر اس یاسر کے ساتھ شادی نہیں کروں گی کبھی بھی۔ نہیں کروں گی۔"

اگلے ہی لمحے وہ سوچ چکی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اس کی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحتیں مفلوج ہو چکی تھی۔ وہ پاگلوں کی طرح اپنے گالوں کو بے دردی سے پونچھتی کمرے کے دروازے کی جانب بڑھی اور کپکپاتے ہاتھوں سے کمرے کی چٹخنی گراتے ایک سہمی ہوئی نگاہ باہر گھمائی مگر وہاں تو کسی ذی روح کا نام و نشان ہی نہیں تھا۔ آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔ وہ ننگے پاؤں ہی ملگجے سے حلیے میں بے دم سی آگے کی جانب بڑھتی جا رہی تھی۔ ڈوپٹہ وجود سے سرے سے ہی ندارد تھا معاً وہ لڑکھڑائی تھی مگر سامنے موجود زینوں کو دیکھ وہ غائب دماغی کی کیفیت میں اس پہ چڑھنے لگی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تیری دنیا بہت ظالم ہے اللہ۔ بہت زیادہ۔ جس باپ کو سب کچھ مانا ہے وہی باپ مجھے جہنم میں کیوں جھونک رہا ہے۔ ہم بیٹیاں کیوں باپ کے فیصلوں میں بے بس ہوتی ہیں۔"

وہ تکلیف سے روتے روتے بڑبڑائی اور اوپر چھت پہ پہنچتے ہی وہ عین نکر پہ آ کھڑی ہوئی۔ اس نے چونک کر نگاہ نیچے کی جانب دوڑائی تو اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔ کس قدر خوفناک منظر تھا۔

"نہیں عفیفہ خودکشی حرام ہے۔ تو ایسے حرام موت کو گلے نہیں لگا سکتی۔"

اس کے دل نے اسے سرزنش کی۔

"اگر تو اس دنیا میں رہی تو یہاں وہ حیوان تجھے جیتے جی مار دے گا۔"

اس کے دماغ نے فوراً اس کے دل کی بات کی تردید کی۔ عفیفہ نے خالی خالی نگاہیں آسمان کی جانب اٹھائی۔

"بلاشبہ تیری دنیا بہت وسیع ہے مگر صرف امیروں کیلیے ہی ہم جیسے لوگ تو بس اس دنیا میں ٹھوکریں کھانے کیلیے بنائے گئے ہیں۔ ٹوٹ گئی ہوں میں میرے اللہ بس ایک التجا ہے تیرے میرے بعد میری بہنوں کو اس درندے سے محفوظ کر لینا۔ اس کی غلیظ نگاہوں سے بچا لینا اسے۔"

وہ ویران لہجے میں بولتے اپنی آنکھوں کو سختی سے میچ گئی۔ ڈر کی بدولت آنکھیں بری طرح کانپ رہی تھی۔ اس نے خوفزدہ دل سمیت ایک قدم مزید آگے بڑھایا تھا۔ آنکھیں ہنوز بند تھی اور ان بند آنکھوں میں پنہاں ڈھیروں شکوے ڈھیروں ناکام حسرتیں بھی مقید تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"عفیفہ۔"

ایک زوردار چیخ کے ساتھ ہی پریسہ نے اسے اپنی جانب کھینچا جس کی بدولت وہ لڑکھراتی ہوئی کسی لچکیلی ڈال کی مانند اس کی جانب کھینچی آئی۔پریسہ کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ رہا تھا البتہ عفیفہ کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔وہ دونوں فق چہرے سمیت ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"یہ تم کیا کر رہی تھی عفیفہ۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولی تو اس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"نہیں۔وہ میں کچھ نہیں بس پتہ نہیں یہاں کیسے آ گئی۔"

وہ اپنے لہجے میں جھوٹ کی آمیزش کرتے ہوئے بولی تو پری نے تلخ مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا جو کسی ماہر انسان کی مانند جھوٹ بولنے کی تگ و دو میں تھی مگر پریسہ جانتی تھی کہ اس کے ہکلانے کا مطلب سراسر جھوٹ بولنا ہے۔

تم یہاں خودکشی کرنے جا رہی تھی تمہارا دماغ خراب ہے۔پاگل تو نہیں ہو گئی تم۔دل تو چاہ رہا ہے کہ رکھ کر "تمہارے منہ پہ دو تھپڑ لگاؤں تا کہ تمہیں اندازہ ہو کہ تم کونسا گناہ سرزد کرنے جا رہی تھی۔"

وہ اسے بے دردی سے جھنجھوڑتے ہوئے بولی تا کہ اسے اس کی کوتاہیوں کا اندازہ ہو سکے۔اس دوران وہ بلکل ساکت و جامد تھی کسی ٹھہرے ہوئے سمندر کی مانند۔پریسہ کے اشتعال میں مزید اضافہ ہوا۔اس نے بے دردی سے اس کا بازو جھٹکتے دو تین گہرے سانس بھرے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں عفیفہ۔"

وہ اس کے بازو کو ایک بار پھر سے جھنجھوڑتے حلق کے بل دھاڑی۔ عفیفہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھتے سے پیچھے کی جانب دھکیلا تو وہ مشکل گرتی گرتی بچی۔

کیا پوچھ رہی ہو مجھ سے۔ کیا جاننا چاہتی ہو۔ میری بے بسی جاننا چاہتی ہو۔ میری بے بسی کا مذاق اڑانا چاہتی ہو۔ یہ دیکھنا چاہتی ہو کہ ہم غریبوں کا کوئی ولی وارث نہیں ہوتا اور تم امیر ہو کر کس قدر خوش قسمت ہو۔ یا یہ جاننا چاہتی ہو کہ میرے باپ نے اپنی ذمہداریوں کا بوجھ ہلکا کرنے کیلیے مجھے کسی بھی ایرے غیرے سے باندھ دیا ہے جس کی نگاہوں سے نا میں محفوظ ہوں اور نا ہی میری چھوٹی بہنیں۔ جانتی ہوں یہاں آنے سے ایک دن قبل کیا ہوا ہے اس غلیظ آدمی نے میری عزت کو تار تار کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے میرے ماں باپ کی موجودگی میں یہ سب ہوا ہے پری سب ان کی موجودگی میں ہوا ہے ان کا اندھا اعتماد اس شخص پہ کسی دن ہم تینوں بیٹیوں کو کھا جائے گا۔ مجھے دھمکی دی اس نے کہ میں ٹرپ پہ نا جاؤں مگر میں ہٹ دھرم بن کر پھر سے آ گئی کیونکہ مجھے اس کے آگے جھکنا نہیں تھا میں نہیں جانتی کہ میری بہنوں کے ساتھ کیا ہوگا مجھے بہت خوف آ رہا ہے۔ میں مر جاؤں گی میں مرنا چاہتی ہوں اس زندگی سے چھٹکارا چاہتی ہوں۔"

وہ اذیت سے بولتے اپنی بے بسی اس پہ آشکار کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ پریسہ کی حالت تو ایسی تھی گویا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اسے سب سے زیادہ تکلیف عفیفہ کی اس بات نے دی تھی کہ وہ سمجھتی تھی کہ وہ اس کا مذاق بناتی ہے۔ کیا دوستی میں یہ سب بھی ہوتا ہے اس نے تو کبھی نہیں سنا تھا ایسا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم مجھے اتنا غلط سمجھتی ہو۔"

اس کے لبوں سے ادا ہونے والے شکوہ کناں الفاظ عفیفہ کے وجود کو شرمندگی کی اتھاں گہرائیوں میں ڈبا گئے۔اس نے سختی سے نفی میں سر ہلاتے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

نہیں عفیفہ نہیں بس۔تم نے تو آج دوستی کا بھرم تک چھین لیا۔آج تک تمہاری ہر بات کو دوست کم بہن" زیادہ ہونے کے ناطے سمجھا ہے میں نے۔تمہارے درد کو اپنے دل پہ محسوس کیا ہے میں نے مگر تم نے کیا کیا تم نے تو ایک لمحے میں اتنے سالوں کی دوستی کو یوں لمحوں میں بے اعتباری کے نذر کر دیا۔کیا ہے میرے پاس بتاؤ مجھے۔یہ امیری گھر بنگلہ پیسہ گاڑی یہ سب کچھ کیا ہے یہ وقتی آسائشیں نا۔جانتی ہو ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔بس ایک چیز چاہیے اپنا آپ مکمل۔کبھی خود کو تم نے آئینے میں دیکھا ہے بلکل مکمل ہو تم ہر چیز پرفیکٹ۔خوبصورت ہو لمبی ہو ہر چیز ہے نا تمہارے پاس۔مجھے دیکھو نا میں اتنی خوبصورت ہوں اور اس چھوٹے قد کے آگے مزید بدصورت لگتی ہونگی۔اصل کمی یہ ہے۔روز کبھی کسی سے تو کبھی کسی سے اپنی اس کمی کے بارے میں سنتی ہوں کیونکہ کوئی بھولنے ہی نہیں دیتا مجھے۔طرح طرح کے طنز میں ڈوبے لہجے۔لڑکی چھوٹی ہو تو اس کا قصور موٹی ہو تو اس کا قصور کالی ہو تو اس کا قصور کیوں؟کیوں ہے ایسا۔کیا میں اپنی اس امیری سے اپنا قد ٹھیک کروا سکتی ہوں لوگوں کے منہ بند کروا سکتی ہوں نہیں عفیفہ۔اللہ کا بنایا کوئی انسان مکمل نہیں ہے اگر اس ذات نے تمہیں یہ کمی دی ہے تو مجھے بھی کمی دی ہے میں پیسوں کے ساتھ مکمل نہیں ہوں۔میں یہ سب بولنا نہیں چاہتی تھی مگر آج تمہارے ہمت ہار جانے پہ میں بولنے پہ مجبور ہوئی ہوں کہ کیوں کیوں تم

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہار مانو نہیں کیا میں نے لوگوں کے چبھتے رویے محسوس کر کے ہار مان لی ہاں کبھی کبھی ضبط ٹوٹتا ہے بہت روتی ہوں راتوں کو کسی سے بھی بات کرنے کو جی نہیں چاہتا مگر پھر اگلے دن میں ایک نئی امید سے جاگتی ہوں کہ آج پورا دن بغیر کسی طنز کے گزرے گا۔ کبھی اس طرح حرام موت کو گلے لگانے کے بابت نہیں سوچا میں نے۔"

وہ غیض کے عالم میں بولتے بولتے آخر میں ہانپ گئی۔لفظ مزید ساتھ دینے سے انکاری تھے اور عفیفہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک ریلہ جاری تھا۔

"پری ایم سوری میں ایسا قطعی نہیں۔"

اس سے قبل کہ وہ اپنی صفائی میں کچھ بولتی عفیفہ نے بے دردی سے اپنے آنسوؤں کو رگڑتے نفی میں سر ہلایا۔

"تم ناچاہنے کے باوجود اپنے الفاظوں سے کسی کی دل آزاری کر چکی ہو عفیفہ۔ خیر یہ وقت نہیں ہے یہ سب باتیں کرنے کا ہمیں کمرے میں چلنا چاہیے اس سے قبل کوئی باہر آ کر غلط سمجھے۔"

وہ بوجھل لہجے میں بولتے اس سے پہلے قدم کمرے کی جانب بڑھاتی اپنی پشت پہ کھڑے فارس کو دیکھتے ان دونوں کے لبوں سے ایک چیخ بلند ہوئی۔وہ دونوں لبوں پہ سختی سے ہاتھ جمائے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کے ہیولے کو تک رہی تھی جو کس قدر بھیانک لگ رہا تھا۔ان دونوں نے بیک وقت شدت سے دعا کی کہ کاش اس نے کچھ نا سنا ہو۔اس کے چہرے پہ چھائے اضطراب کو دیکھتے ان دونوں کے اوسان خطا ہو گئے۔

"فارس۔تم یہاں اتنی رات کو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بالآخر پریسہ نے ہمت کر کے اسے مخاطب کیا تو اس کے تنے ہوئے تاثرات ڈھیلے پڑے۔

"یہی سوال اگر میں تم دونوں سے پوچھو کہ آدھی رات کو چڑیلوں کی مانند چھت پہ کیوں منڈلا رہی ہو۔"

وہ خشمگین نگاہوں سے ان دونوں کی اڑی اڑی رنگت دیکھتے گویا ہوا۔

"ہم یہاں کچھ خاص نہیں بس چھت دیکھنے آئے تھے۔"

عفیفہ کھسیاہٹ سمیت کچھ الٹا سیدھا بولتے اسے حیرت میں مبتلا کر گئی۔

"آدھی رات کو چھت کر کیا کوئی جن عاشق کروانا ہے کیا تم دونوں نے عجیب انسان ہو۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا جیسے کچھ اگلوانا چاہتا ہو۔ عفیفہ اور پریسہ نے چور نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"ہمیں چھوڑو تم اپنا بتاؤ کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"

پریسہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے دو قدم اس کے نزدیک ہوئی۔ فارس نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور اپنی پینٹ کی پوکٹ سے عینک نکالتے آنکھوں پہ لگائی اور پرفیوم تھام کر اچھے سے خود پہ چھڑکنے لگا۔

"بھئی ہم تو چاہتے ہیں کہ کوئی چڑیل ہم پہ عاشق ہو ہی جائے۔ اپنی زندگی میں ایک آدھا اڈوینچر تو لازماً کرنا چاہیے۔"

وہ دلفریبی سے بولتے چھت سے نیچے جھانکنے لگا جس کی اونچائی دیکھ اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے کیا یہ چڑیل اصل میں تم سے چمٹ گئی نا تمہارا اتراہ نکل جائے گا۔"

عفیفہ نے دانت پہ دانت جماتے اسے جتانا چاہا مگر جواب میں فارس ایسے ہنسا جیسے کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہو۔

"آج تک تم لوگوں کو دیکھ کر تراہ نکلا کیا نہیں نا تو پھر اسے بھی دیکھ کر نہیں نکلے گا۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اس کا دل جلا کر راکھ کر گیا۔

"تم ہمیں چڑیلیں بول رہے ہو۔"

پریسہ تو باقاعدہ لڑنے پہ اتر آئی تبھی اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے کرخت لہجے میں بولی مگر وہ تھا کہ کسی کے ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا۔

یار کیا ہو گیا ہے ویٹ میں تم لوگوں کو چڑیلیں بول سکتا ہوں کیا۔ تم لوگ تو ڈائن ہو وہ بھی خون چوسنے والی" "بھلا ڈائن اور چڑیل کا آپس میں کیا مقابلہ۔

وہ نہایت معصومیت سے بولتے بات کا رخ بدل گیا۔ اس کے زچ کرنے پہ ان دونوں نے مٹھیاں بھینچتے پیر پٹخے۔

دفعہ ہو جاؤ تم اللہ کرے تم پہ کوئی چڑیل عاشق ہو اور وہ تمہیں یہاں سے کبھی جانے نا دے تمہارے اس" "سے درجن بچے ہو اور وہ بچے مل کر تمہیں گنجا کر دیں۔

وہ زور و شور سے اسے بد دعائیں دیتے ہوئے بولی۔ فارس نے بے نیازی سے شانیں اچکائی۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

0"میری فکر چھوڑو اپنی خیر مناؤ کہی راستے میں کوئی جن بھوت نا مل جائے۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے مزے سے بولا۔ان دونوں کو اس کی بات ایک لمحے کیلیے بے تحاشہ کھٹکی اگلے ہی لمحے سکوت چھا گیا۔ بھلا وہ ایسا بھی کیا کر سکتا تھا تبھی سر جھٹکتے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔ایک تو سب سے زیادہ خوفناک چیز یہاں کی سیڑھیاں تھی جسے اترنے چڑھنے میں انہیں بے تحاشہ دقت پیش آرہی تھی۔وہ آگے پیچھے ایک دوسرے کی تقلید میں کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی معاً انہیں اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا گمان ہوا تھا۔ان کے حلق میں باقاعدہ کانٹے سے چبھنے لگے۔وہ چور نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد اطراف میں نگاہیں گھمانے لگی مگر وہاں صرف دور ایک روشنی کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا۔

"یہ بس فارس کی باتوں کا فتور ہے اور کوئی بات نہیں۔"

پریسہ خود کو ہمت دینے والے انداز میں بولتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگی معاً اپنے سامنے سے اڑتی کسی چیز کو دیکھ ان دونوں کی چیخ بے ساختہ تھی۔اگلے ہی لمحے وہ روشنی کبھی جلتی تو کبھی بجھتی ان دونوں کے رنگ خوف سے لٹھے کی مانند سپید پڑ گئے۔پریسہ نے سرعت سے عفیفہ کا ہاتھ تھامتے بھاگنے والے انداز میں قدم کمرے کی جانب بڑھائے تو ایکدم ایک چیز اڑتی ان کے قدموں پہ گری تھی پریسہ کی ہولناک چیخ ہوری راہداری میں گونجی تھی۔وہ دونوں اب دیوار سے لگی تھر تھر کانپتی اپنی زندگی کیلیے دعاگو تھی۔

"فارس۔"

عفیفہ نے شدت سے اسے پکارا مگر جواب ندارد۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مجھے لگ رہا ہے عفیفہ کے وہ بھی فارس نہیں تھا وہ کوئی اور تھا اس ہوٹل میں لازماً کچھ ایسا ویسا ہے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اندھیرا ابھی اس قدر ہے۔

وہ کانپتے لہجے میں بولی عین اسی وقت راہداری کی لائٹ دوبارہ سے جلی تو ان کی نگاہ اپنے قدموں میں گری خون آلود چیز پہ جمی کی جمی رہ گئی۔ وہ حق دق ساکت نگاہوں سے اسے تک رہی تھی جو شاید کوئی پرندہ تھا۔ پریسہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہا اگلے ہی لمحے اس کے رونے میں شدت آگئی۔ وہ آواز سمیت اونچا اونچا رونے لگی تھی۔ عفیفہ نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا جو بری طرح رونے میں مصروف تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے تسلی دیتی ذبردست قسم کے قہقہوں کی آواز پہ ان دونوں نے چونک کر بائیں جانب دیکھا جہاں سے فارس ارتضیٰ اور ہادی انہی کی جانب آرہے تھے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ مارتے مسلسل ہنس رہے تھے۔ ان دونوں نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ان کی جانب اور ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اگلے ہی لمحے شدید اشتعال کے عالم میں وہ ان کی جانب بڑھی تھی۔ ان کی آوازوں سے باقی سب بھی اٹھ کر وہی آچکے تھے اور حیرانگی سے صورتِحال کا ملاحظہ کرنے میں مصروف تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں اتنی رات کو۔"

شہرام کی بھاری سرد آواز پہ ان سب نے نگاہوں کا رخ ان کی جانب کیا جہاں سب مونڈی مونڈی نگاہوں میں حیرانگی سموئے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ پریسہ ایکدم آنکھوں میں ڈھیروں شکوے لیے صدام اور شہرام کی جانب بڑھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"سر ہم دونوں چھت پہ گئے تھے تو ان تینوں نے پیچھے سے آکر ہمیں ڈرایا یہ دیکھیں یہ زمین پہ نا جانے کیا گرا ہے اور وہ روشنی بھی کبھی جل رہی تھی تو کبھی ماند پڑ رہی تھی بس اسی لیے ہم بہت ڈر گئے تھے۔"

اس نے بھرائے لہجے میں اپنی بات مکمل کی تو شہرام کی پیشانی میں شکنیں نمودار ہوئی۔ صدام نے آگے بڑھتے بے ساختہ اسے اپنے حصار میں لیتے ان تینوں کو کٹیلی نگاہوں سے گھورا۔

"اول تو آپ کا یوں آدھی رات کو بغیر کسی کی اجازت کے یوں باہر نکلنا بنتا نہیں تھا اور دوسری بات اگر انہوں نے ایسی کوئی حرکت کی بھی ہے تو آپ کا یوں سب کی نیند میں خلل ڈالنا نہیں بنتا تھا مس پریسہ۔"

وہ اپنی کانچ سی آنکھوں میں ڈھیروں ناگواری لیے تنفر بھرے لہجے میں بولتے پریسہ کو ساکت کر گیا۔ مطلب غلطی ہر چیز میں اسی کی تھی۔ صدام نے گھورتی نگاہوں سے شہرام کو دیکھا جواب سر جھٹکتے ان تینوں کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

"میں آپ تینوں کو پہلی اور آخری بار وارن کر رہا ہوں مجھے آج کے بعد آپ کی کوئی شکایت نا ملے اگر یہاں آپ کو یہاں لایا گیا ہے تو تہذیب کے دائرے میں رہیے۔ اسے پھلانگنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولا۔ جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔ اس کی بات پریسہ کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔ اس کا دل مقابل شخص کے لیے الگ ہی پرلے پہ دھڑک رہا تھا اور اس کے دل میں سرے سے ہی اس کیلیے کوئی جذبات نہیں تھے وہ کس قدر ٹھہرا ہوا شخص تھا جس کے اندر احساسات نامی کوئی

All Rights Reserved By Novels Lounge

چیز ہی نہیں تھی۔ عفیفہ نے اس کے تیوروں سے گھبراتے اسے ٹوکنا چاہا مگر اس سے قبل ہی وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آذاد کروا چکی تھی۔ وہ اپنے لزرتے دل کو سنبھالتے اس کے عین مقابل ہوئی۔

"سر شہرام آپ استاد ہیں میں اچھے سے جانتی ہوں مگر آپ کو استاد اس لیے نہیں بنایا گیا کہ آپ ہر بات پہ صرف میری ہی غلطی نکالیں چاہے میری غلطی ہو یا نا ہو آپ کو ہمیشہ میں ہی کیوں غلط دکھائی دیتی ہوں۔ میں کچھ کروں تو غلط نا کروں تو غلط کچھ بولوں تو غلط کچھ نا بولوں تو غلط آج آپ بتا ہی دیں کہ مجھ سے چاہتے کیا ہیں آپ۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی غصے سے نتھنے پھلاتی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ صدام نے گھبرا کر شہرام کو سرخ پڑتا چہرہ دیکھا تھا جو ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

"میرا مسئلہ جانتی ہیں کیا ہے آپ کی یہ زبان۔ ویسے یہ اندازہ مجھے بخوبی ہو گیا ہے کہ آپ پہ یہ فقرہ بخوبی سوٹ کرتا ہے کہ قد سے زیادہ تو یہ زبان لمبی ہے۔"

وہ سلگتے لہجے میں بولتے اس کے پور پور کو سلگا کر راکھ کر گیا۔ بس اسی سے تو سننا باقی رہ گیا تھا کہ اس کا قد چھوٹا ہے۔

"چلیں اچھی بات ہے کچھ تو لمبا ہے اور یہ جو لمبی زبان ہے نا یہ میں بہت اچھے سے چلانا بھی جانتی ہوں۔ اب دیکھیں میری زبان کے جوہر آپ کی حالت ایسی ہو رہی ہے جیسے ابھی سڑ کر راکھ ہو جائیں گے۔ اور ایک آخری بات پریسہ آفندی کو ہلکے میں مت لیجیے گا میں آپ جیسوں پہ بہت بھاری پڑتی ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی دلچسپی سے اس کے پل پل بدلتے تیور دیکھ مزے سے بولی۔ شہرام نے اب کی بار کٹیلی نگاہوں سے صدام کو دیکھا جو ہونق پن سے پریسہ کی چلتی زبان کو دیکھ رہا تھا۔ باقی سب بھی دلچسپی سے اس صورتحال کا ملاحظہ کر رہے تھے۔ شہرام نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا تھا۔

"ڈونٹ یو ڈیئر می مس پریسہ میں آپ کا استاد ہوں اور ایک سٹوڈنٹ ہونے کے ناطے آپ پہ عائد ہے کہ آپ ہمارے درمیان موجود رشتے کا خیال کریں ورنہ میں تمام لحاظ بالائے طاق رکھ دوں گا اور صدام تم اپنی گھر کی عورتوں کو اتنا بھی لاڈ پیار مت دو کہ وہ بگڑتی چلی جائیں۔"

وہ پریسہ کے کانوں میں سیسہ انڈیلتے آخر میں صدام سے مخاطب ہوا۔

"ریلیکس شہرام اٹس ناٹ آ بگ ڈیل۔ یہاں ہم سب ٹرپ انجوائے کرنے آئیں ہیں اگر انہوں نے کوئی مذاق کر بھی لیا تو اٹس ناٹ آ بگ ڈیل کالم ڈاؤن۔"

وہ تحمل سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولا تو شہرام ایک سرسری سی نگاہ پریسہ پہ ڈالتے وہاں سے اگے کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اس کی آنکھوں میں واضح حیرانی درج تھی اور اسے اس چیز سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔

"سر شہرام خان پٹھان۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتا فارس کی شرارت سے لبریز آواز پہ اس کے قدم زمین پہ ہی جم گئے۔ وہ قدم بہ قدم چلتا اس کے نزدیک آیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کیا ہے نا معافی تو میں مانگوں گا نہیں مگر ایک بات "آپ سے ضرور کہوں گا کہ ہم آپ کی اس پہلی اور آخری تنبیہہ کو نظرانداز کرتے ہوئے آپ کو یہ فیصلہ سناتے ہیں کہ ہم یہ کام پھر سے کریں گے بار بار کریں گے اور ہمیشہ کریں گے۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولتے اپنے مخصوص انداز میں بائیں آنکھ دبا گیا۔اس کی بات پہ جہاں صدام کا فلک شگاف قہقہہ راہداری کی فضا میں گونجا وہی شہرام تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"ابے چل اٹھ کمرے سے جا کر سو سوتی قوم۔"

شہرام کے جاتے ہی وہ زمین پہ بیٹھ کر اونگھنے میں مصروف ہادی کو لات مارتے ہوئے بولا تو اس نے ہلکی سی پلکیں واں کرتے اس کی جانب دیکھا اور اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔

"معذرت میری جان مگر میری ماں کہتی ہیں کہ گری ہوئی چیزوں کو نہیں اٹھانا چاہیے۔"

وہ مصنوعی دکھ سے بولتے اسے ایک فلائنگ کس سے نوازتا ارتضیٰ کے شانے پہ بازو پھیلاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ہادی نے اس کی پشت کو دیکھتے دانت کچکچائے تھے۔صدام نے ایک نظر سنجیدگی سے ان سب کی جانب دیکھا جو اب اپنے اپنے کمروں کو لوٹ رہے تھے۔

"پری۔"

اس نے سنجیدگی سے اسے پکارا۔پریسہ نے انگلیاں چٹخاتے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

آپ کو شہرام سے ایسے مخاطب نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ جو بھی ہے فلحال وہ آپ کا استاد ہے اور استادوں "

" سے یوں گستاخانہ لہجے میں مخاطب نہیں ہوا جاتا۔

وہ اپنے لہجے میں کچھ حد تک سختی سموئے بولا تو پریسہ نے شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

بھائی آپ نے دیکھا نہیں وہ بھی میرے قد پہ آگئے۔ابھی فارس اور ان دونوں کی غلطی تھی مگر صرف مجھے "

ڈانٹا یہاں تک کہ عفیفہ کو بھی کچھ نہیں کہا پتہ نہیں کیوں ان کی صرف مجھ سے ہی کوئی دشمنی ہے حالانکہ باقی

" سب سے وہ نرمی سے مخاطب ہوتے ہیں بس مجھ سے بات کرتے ہوئے وہ انگارے چباتے ہیں۔

وہ روہانسے لب و لہجے میں بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

میں نے پہلے بھی آپ کو یہ بات باور کرائی تھی کہ اس کی نیچر شروع سے ایسی ہے سرد مزاج کم گو اپنے "

احساسات کو دل میں دبا کر رکھنے والا۔زیادہ کسی پہ نہیں کھلتا وہ۔وہ ایسا ہی ہے۔میں نے اسے کبھی بھی

ضرورت سے زیادہ کسی سے بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور ہم انسان کی نیچر میں ردوبدل نہیں

" کر سکتے۔ہمیں بس کومپروومائز کرنا آنا چاہیے۔

وہ اس کا سر نرمی سے سہلاتے سمجھانے والے انداز میں بولا تو پریسہ اس کی بات پہ نرمی سے مسکراتے اثبات

میں سر ہلا گئی۔اسے بھی تو وہ ایسے ہی اینگری مین کی طرح ہی اچھا لگتا تھا۔اس کے بابت سوچتے اسے اپنے وجود

میں میٹھی سی گدگدی ہوتی محسوس ہوئی۔وہ گہرا سانس بھرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ابھی سونا بھی

تھااور نیند پوری کرنی تھی تا کہ کل وہ لوگ مزید تفریحی مقامات پہ جا سکیں۔وہ یہ بات سوچ چکی تھی کہ فلحال وہ عفیفہ سے قطعی بات نہیں کرے گی کیونکہ اس بار اس نے اس کا دل توڑا ہے۔

اگلی صبح بھی وہاں موسم اچھا خاصہ سرد اور ٹھٹھرتا ہوا تھا ان سب نے اس مناسبت سے ہی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ان کا ارادہ مالم جبہ کی سب کی مشہور مقام سکائے ریزورٹ جانے کا تھا۔تقریباً دس بجے وہ لوگ وہاں جانے کیلیے نکلے تھے کیونکہ ریزورٹ ان کے ہوٹل سے کچھ فاصلے پہ تھا۔بس میں بھی فارس وغیرہ کی بدولت خوب ہلا گلہ مچا ہوا تھا۔تقریباً پونے گھنٹے بعد ان کی گاڑی ریزوٹ کی حدود میں داخل ہوئی تھی۔وہاں کی خوبصورتی دیکھ وہ سب مبہوت رہ گئے۔آنکھوں کو چندھیا کر دینے والا منظر تھا۔قد آور درخت جو برف میں ڈھکے ہوئے تھے چاروں اطراف میں برف نے اپنا آپ بکھیرا ہوا تھا۔ایکدم سردی کا احساس شدت سے بڑھا تھا۔

"یار آئی مسٹ سے اٹس جسٹ امیزنگ۔"

عناب کی کھوئی کھوئی آواز پہ سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔وہاں طرح طرح کی چیزوں کا انتظام کیا گیا تھا۔کچھ لوگ چیئر لفٹ لینے میں مصروف تھے اور کچھ ہائیکنگ کرنے میں مصروف تھے اور وہ سب سب کو ایک نظر دیکھتے سوچ رہے تھے کہ کیا کیا جائے۔

"اف یا خدایا یہ کیسے چیئر لفٹ پہ بیٹھے ہیں میری تو جان نکل جائے گی۔دیکھ کر ہی کچھ ہو رہا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ کی آواز پہ ایک بار پھر فارس کو شرارت سوجھی تبھی گلہ کھنکھارتے اس کے نزدیک ہوا۔

"پتیسہ یہ چھوٹے بچوں کیلیے ہے بھی نہیں۔یہ ہم جیسے لوگوں کیلیے ہے۔اب تمہیں دکھ تو ہو گا مگر سچ تو سچ ہے ناوار سچ کڑوا بھی لگتا ہے۔"

وہ مصنوعی افسوس کرنے والے انداز میں بولتے اسے ضبط سے مٹھیاں بھینچنے پہ مجبور کر گیا۔

"اور یہ تم جیسوں کیلیے بھی نہیں ہے کیونکہ تم نے ہر جگہ ہمیں بس شرمندہ ہی کروایا ہے۔"

مریم کہاں باز رہنے والوں میں سے تھی تبھی دل جلانے والے لہجے میں بولی۔فارس نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا مطلب اس سے پنگا۔

"مس مریم آپ میری دوست ہیں تو دوست ہی رہیں میری ماں بننے کی ضرورت نہیں ہے۔پھر میں تمہیں کچھ کہوں گا تو تم کہو گی فارس اپنی حد میں رہو ڈونٹ کراس یور لمٹس اور پھر جو لمٹس کراس نا کرے وہ میں تو ہو ہی نہیں سکتا۔"

وہ اس کی نقل اتارتے ہوئے بولا۔مریم نے خفت سے سرخ پڑتے اس کی جانب دیکھا جواب اسے جواب دیتے کس قدر پر سکون تھا۔

"فارس چلو نا یہ چیئر لفٹ پہ بیٹھتے ہیں۔"

وہ پر جوش سی کیفیت میں گویا ہوئی۔فارس نے اپنی مخصوص انداز میں بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا اور کچھ سوچ کر اثبات میں سر ہلا گیا۔

"اچھا ٹھیک ہے مگر پتیسہ تم وعدہ کرو چیخو گی نہیں۔"

وہ اس سے وعدہ لیتے ہوئے بولا۔ پریسہ نے سرعت سے نفی میں ہلایا۔

"اوکے گائز فولو می۔"

وہ اپنی جیکٹ کو فرضی جھاڑتے مغرورانہ چال چلتے چیئر لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔

"تم دونوں کو کیا ہوا ہے کیا کوئی لڑائی ہوئی ہے۔"

بریزہ کی حیران کن آواز پہ ان دونوں نے پٹ سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ پریسہ تو خاموشی سے چہرہ جھکا گئی البتہ عفیفہ نے بمشکل مسکراتے اس کا وہم دور کرنا چاہا تھا۔ بریزہ مسکرا کر آگے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ وہ مریم کے ساتھ بیٹھنے والی تھی۔

"پریسہ میری بات۔"

"مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی عفیفہ پلیز سٹاپ اٹ۔ میں نہیں چاہتی کہ یہاں کوئی تماشہ کھڑا ہو۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتی آگے کی جانب بڑھ گئی۔ عفیفہ نے بے بسی نے ہتھیلی پہ مکہ مارا۔

"میں نہیں بیٹھوں گی اس پہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

"پریسہ مت کرو ایسے زیادہ خطرہ ہو گا فارس کو ہاتھ دو۔"

صدام کی کرخت آواز پہ پریسہ نے سہمی ہرنی کی مانند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اسے بار بار فارس کو ہاتھ تھمانے کی تلقین کر رہا تھا۔ شہرام کی نگاہیں بھی اسی پہ جمی تھی۔ غصے سے اسے اپنے دماغ کی رگیں تنتی

ہوئی محسوس ہوئی۔پریسہ نے آنکھیں موند کر گہرا سانس بھرتے اس کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا تو اگلے ہی لمحے فارس نے اسے اپنی جانب کھینچتے خود ہی دونوں کے درمیان فاصلہ قائم کر لیا۔

"فارس یہ نیچے تو بہت گہرا ہے اگر میں یہاں سے گری تو سیدھا اوپر جاؤں گی۔"

وہ کانپتے لہجے میں بولتی اس کی سپورٹ کو سختی سے جکڑتے آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی۔اوپر دیکھنے پہ کشادہ آسمان کا منظر بھی کس قدر دلکش دکھائی دے رہا تھا۔فارس نے اپنے موبائل کا فرنٹ کیمرہ کھولتے اس کی ویڈیو بنانا شروع کی تھی ساتھ ساتھ وہ سب اس کا مذاق بنانے میں مصروف تھے۔پھر پوری چیئر لفٹ کے دوران اس نے چیخ چیخ کر سب کے کان پکا دیے تھے۔

شکر ہے پتیسہ یہ چیئر لفٹ آج کی صدی میں ختم ہو گئی ورنہ مجھے تو اپنی سماعتیں مفلوج ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔"

نیچے اترتے ہی وہ اسے تنگ کرنے کی خاطر مصنوعی غصے سے بولا۔پریسہ نے ہٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا ابھی بھی دل گویا کانوں میں دھڑک رہا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہی غائب ہو جائے۔اس کے بعد ان سب کا ہائیکنگ کا ارادہ تھا۔ویسے بھی اونچائی اچھی خاصی تھی اور چڑھنا بھی برف پہ تھا اسی لیے ان سب نے ہمت کرتے ہائیکنگ سٹکس اور ہائیکنگ شوز پہنتے سفر شروع کیا تھا۔صدام اور شہرام نے کرنے سے قبل ہی اس چیز سے ہار مان لی تھی کیونکہ ان دونوں کا یوں سفر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"کتنا چلنا پڑے گا مزید اوپر جاتے جاتے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہماری قلفی جم جائے گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عناب نے کپکپاتے دانتوں کو آپس میں بھینچتے دھیمے سے لہجے میں انہیں مخاطب کیا۔

"کوئی بات نہیں ہم تمہارا قلفی والا وجود میوزئم میں لگوائیں گے۔"

ارتضیٰ اپنا تمام تر زور لگاتا سر سراتے لہجے میں بولا۔جوں جوں وہ اوپر بڑھتے جارہے تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا وہ آسمان کے درمیان میں سفر کر رہے ہو۔

اور تمہیں میوزم میں بھیجنے کیلیے قلفی بننے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی تمہارا حسین چہرہ ہی لوگوں کو لطف" اندوز کرنے کیلیے کافی ہے۔"

اچھا کیا ہو گیا ہے بس کرو دوسردی سے یہاں جان نکل رہی ہے اور تم لوگوں کی فضول بحث طول لیتی جارہی" ہیں۔"

مریم نے اپنے ہاتھوں کو مسلتے انہیں شرم دلانی چاہی۔ابھی وہ اچھا خاصہ خود کو کور کیے ہوئے تھے مگر جوں جوں وہ اوپر کی جانب بڑھ رہے تھے سردی کی شدت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اوپر کی جانب بڑھتے عفیفہ نے اپنے چاروں اطراف میں نگاہیں دوڑائی اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں آخری حد تک پھیل گئی۔وہ پاگلوں کی طرح سب سٹوڈنٹس کے جھرمٹ میں پریسہ کو تلاش کر رہی تھی۔

"پپ۔پریسہ کہاں ہے۔"

اس کی سرسراتی آواز پہ سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کا رنگ پھیکا پڑتا جارہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کہاں ہے سے مراد یہی ہو گی چھوٹی سی تو ہے۔ تنگ کر رہی ہو گی ہمارے ساتھ ہی تھی۔ ایسے کیسے کہی جاسکتی ہے۔"

فارس نے مزاح میں بولتے اس کی بات کو ٹالنا چاہا مگر اندر سے اس کا دل بھی نہایت زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ فارس کے اشارے پہ سب نے مخصوص جگہوں کا تعین کرتے اس کو تلاش کرنا شروع کیا تھا۔ صدام کو وہ فون ملا نہیں سکتے تھے کیونکہ اگر اسے فون ملاتے تو وہ ضرور پریشان ہو جاتا۔ ان لوگوں نے اسے خود ہی تلاش کرنے کو ترجیح دی تھی۔

وہ کہی نہیں ہے اب کیا ہو گا۔ ہمیں ساتھ ساتھ رہنا چاہیے تھا۔ افف یا خدایا یہ ساری برف ہے اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔ مجھے بہت خوف آ رہا ہے فارس۔"

پریشانی سب کے چہروں سے صاف جھلک رہی تھی مگر عفیفہ تو باقاعدہ رونا شروع ہو چکی تھی۔ فارس نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

"اوپر آتے ہوئے سب نے لوکیشن اون کی تھی نا۔"

"کی تو تھی مگر یہاں تک پہنچتے تمام سگنلز جا چکے ہیں۔"

بریزہ کی آواز پہ اس کے چہرے سے رونق گویا کسی نے چھین لی تھی۔ وہ تشویش کے عالم میں اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔ نا جانے وہ کہاں رہ گئی تھی۔ ان سب کے چہروں کی ہوائیاں اڑ چکی تھی۔ فارس تقریباً بھاگنے والے انداز میں نیچے ڈھلوان کی جانب بڑھا تھا۔ وہ کسی صورت میں کچھ غلط نہیں ہونے دے سکتا

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا۔وہ سب بھی چیخ وپکار کرتے اس کے تعاقب میں لپکے تھے کیونکہ یوں برف پہ بھاگنا وہ بھی نیچے کی جانب کسی بھی صورت خطرے سے خالی نہیں تھا۔

"پریسہ۔پری۔"

ان سب کی چلاتی آوازیں اطراف میں پھیلے سناٹے گونجتے واپس انہی کی جانب لوٹ رہی تھی مگر آگے سے پریسہ کا جواب سرے سے ہی ندارد تھا۔

آسمان پہ چھائے بادلوں میں ہوتی غرغراہٹ کی آواز پہ ان دونوں نے آسمان کی جانب دیکھا جہاں سیاہ گھٹاؤں میں لدا آسمان ایک نئی داستان رقم کر رہا تھا۔

ہوا کے زور سے وجود میں اترتی سنسناہٹ کپکپانے پہ مجبور کر رہی تھی۔وہ دونوں لکڑی کے بینچ پہ بیٹھے تھے۔شہرام اپنی عادت کے مطابق سگار سلگانے میں مصروف تھا البتہ صدام کوفت سے اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"بس کر جاؤ شہرام کتنا پیو گے۔"

جب اس کی برداشت کی حد ٹوٹ گئی تبھی جھنجھلاتے لہجے میں بولا۔شہرام نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور سکون سے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا گویا اس کی بات کا جواب دینا ضروری نا سمجھا ہو۔وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔اس کے تاثرات دیکھ اسے اندازہ ہوا تھا کہ اسے کسی قسم کی پریشانی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"شہرام ازا یوری تھنگ آل رائٹ۔کوئی پریشانی تو نہیں ہے تمہیں۔"

وہ اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے بولا تو وہ ہولے سے نفی میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اب اس کا دایاں شوز اسے قدموں میں روندنے میں مصروف تھا اور ہاتھ اپنی چادر درست کرنے میں۔

شاید تم بھول رہے ہو کہ ان وحشتوں سے میرا بہت پرانا رشتہ ہے صدام۔میں خاموش ہوں تو خاموش رہنے دو میرے اندر کے شیر کو جگا کر مجھے دھاڑنے پہ مجبور مت کرو۔اگر میں بپھر اٹھا تو پھر ساری دنیا دیکھے گی۔"

وہ آنکھوں میں واضح چیلنج لیے سرد مہری سے بولا۔صدام نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں چاہتا ہوں یہ شیر بپھرے۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چیلنجنگ لہجے میں بولتے اسے تلخی سے ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔

"یہ دنیا ڈر جائے گی۔"

وہ مختصر جواب دیتے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے وہاں جما گیا جہاں سے وہ سب اوپر کی جانب بڑھے تھے۔

"تو کیا تم اس دنیا کے خوف سے۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا فون بجنے کی آواز پہ ان کی باتوں کا تسلسل توڑا تھا۔شہرام نے چونک کر موبائل کی جانب دیکھا جہاں خان بابا کا نام جگمگا رہا تھا۔اس کی پیشانی پہ بے تحاشہ شکنیں نمودار ہوئی۔اگلے ہی

All Rights Reserved By Novels Lounge

لمحے صدام کی موجودگی کے پیشِ نظر فون کان سے لگاتے ایک جانب ہوا تھا وہ صدام پہ کچھ بھی بلکل بھی واضح نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"جی بابا۔"

فون اٹھاتے ہی اس نے سنجیدگی سے استسفار کیا۔ چہرے پہ ازلی سرد پن عود آیا تھا۔ جواب میں اسے ان کی جانب سے جو سننے کو ملا ایک بار پھر اس کے حواس جھنجھلا کر رکھ گیا۔ اس نے سختی سے لبوں پہ لب جماتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا۔

"بابا، دا حتماً ممکنہ نہ دہ، زہ یواز° دوہ اون° دلتہ یم، دا کار زماز° ہتہ°° مرز° د° دی، زہ ی° دھیچا لپارہ نہ شم

پر°° ودلای."

بابا یہ قطعی ممکن نہیں ہے ابھی تو مجھے گئے فقط دو ہفتے ہوئے ہیں۔ یہ جاب میرے دل کے بہت قریب ہے (میں اسے کسی کے لیے بھی نہیں چھوڑ سکتا۔)

صدام کو اس کی بات کا ایک لفظ بھی پلے نہیں پڑا تھا کیونکہ وہ سراسر پشتو میں مخاطب تھا۔ مٹھیاں غصے سے بھینچی ہوئی تھی۔

"زہ بہ دھیر° دلیل لپارہ خپل °مان تہ زیان ونہ رسوم، دا °ل تاسو کولی شئ ھر °ہ چ° وغوا°ئ."

(میں کسی کی بھی وجہ سے اب اپنا نقصان نہیں کروں گا۔ اس بار آپ جو مرضی کر لیں یا کہہ لیں۔)

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پتھریلے لہجے میں بولتے تنفر سے سر جھٹک گیا۔آ گے سے نجانے اسے کہا گیا وہ ایکدم ڈھیلا پڑا تھا۔صدام کے اس کے چہرے پہ پھیلا اضطراب بخوبی محسوس کیا تھا جس کے چہرے پہ اب ہار واضح تھی۔صدام نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

".زہ بہ پہ دریویا°لورووړ°و کا°راشم"

(میں پہنچ جاؤں گا تین چار دنوں میں۔)

اس نے برفیلے لہجے میں بولتی بات ہی سرے سے ختم کردی تھی۔اس نے فون جیب میں ڈالتے رخ صدام کی جانب کیا جو بغور اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔اس نے اپنے مخصوص انداز میں بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا تو وہ گڑبڑا گیا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں گویا ہوا۔اس کے چہرے پہ گزری بات کا شائبہ تک نہیں تھا۔صدام نے بھی بات کو سرسری سا لینے پہ ہی ترجیح دی تھی تبھی بمشکل مسکراتے سر جھٹک گیا۔

"کس کا فون تھا۔"

اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ نا سمجھی سے مستفسرانہ انداز میں گویا ہوا۔

"خان بابا کا۔"

وہ آسمان پہ ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے سنجیدگی سے بولا۔جہاں بجلی چمک رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میرے خیال میں ہمیں انہیں یوں ایسے خراب موسم میں جانے نہیں دینا چاہیے تھا خدانخواستہ بیچ راہ میں بارش ہو جائے تو واپسی کا راستہ بے حد کٹھن ہو گا۔ کیا خیال ہے ان کے تعاقب میں چلتے ہیں اوپر لڑکیاں بھی ہیں اور ہمیں یوں انہیں تن تنہا چھوڑنا بلکل درست فیصلہ نہیں ہے۔ وہ سب ہماری ذمہداری پہ یہاں آئی ہیں۔"

شہرام کی پریشان کن آواز پہ صدام نے بھی بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے خود کو اچھے سے کور کرتے ان کے تعاقب میں آگے کی جانب بڑھ گئے۔ صدام نے بھی اس کی تقلید میں قدم آگے کی جانب بڑھائے۔ اب وہ ساتھ ساتھ فارس یا ہادی کو کال ملانے میں بھی مصروف تھے مگر کوئی فون اٹھا نہیں رہا تھا۔ اسی دوران بجلی زور سے چمکی تھی ساتھ ہی بارش کی بوندوں نے ان پہ برسنا شروع کر دیا۔ ان کے قدموں کی رفتار خود بخود تیز ہوئی تھی۔

ایبٹ آباد کا موسم معمول کی نسبت ذرا سا گرم تھا۔ تین دنوں نے نا ہونے والی بارش کی بدولت ہوائیں نارمل ہو چکی تھی ورنہ سرد ہوائیں انسان کے وجود کو ٹھٹھرا کر رکھ دیتی تھی۔ ایسے موسم میں پشمینہ اور پرخہ خاندانی ملازم کے ہمراہ گاڑی میں حویلی کی جانب رواں دواں تھی۔ پرخہ کے امتحانات کا داخلہ جانا تھا جس کی بدولت اس نے اپنے ساتھ پشمینہ کو لے جانے میں ترجیح دی تھی تاکہ اسے تنہا وہاں کسی قسم کی دقت نا ہو اور ہوا بھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

کچھ یہی تھا پشمینہ کے ساتھ کی بدولت اس کا گھنٹے کا کام فقط آدھے گھنٹے میں مکمل ہو گیا تھا کیونکہ پشمینہ وہاں خود بھی انٹر پڑھی ہوئی تھی تبھی اسے اس کالج کے چپے چپے کے بابت علم تھا۔

"مینہ باجی امارا بہت جی چاہ رہا ہے کہ آج نواب کے گول گپے کھائیں جائیں۔"

وہ ونڈ سکرین کے پار بھاگتے دوڑتے مناظر کو دیکھتے چٹخارہ بھرتے ہوئے بولی۔مینہ نے اس کی بات پہ سرعت سے نفی میں سر ہلایا مبادہ ملازم نے سن نالیا ہو کیونکہ اگر خان بابا کو کانوں کان خبر ملتی تو ان کا باہر آنا جانا سختی سے منع ہو جانا تھا۔

چپ کر جاو پرخہ یہ ٹھیک نہیں ہے اپنی زبان کو لگام دو کیونکہ اگر خان بابا کو اس بابت علم ہو گیا تو تمہارے"

"امتحانات خطرے میں پڑ جائیں گے۔

مینہ نے اسے ڈرانا دھمکانا چاہا۔

"ام تو پہلے بھی یہی چاہتے ہیں باجی۔"

وہ دانت نکوس کر بولتی اسے تاسف میں سر ہلانے مو مجبور کر گئی۔اس کے بعد ان دونوں نے ملازم کے خوف کی بدولت اس بابت کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔گاڑی حویلی کی جانب رواں دواں تھی معاً گول چکر کو پار کرنے کے دوران ان کی گاڑی ایکدم جھٹکا کھا کر رکی تو ان دونوں نے پریشانی سے ملازم کی جانب دیکھا معاً ان کی نگاہ گاڑی کے باہر کھڑے ایک آدمی کی جانب اٹھی جو آنکھوں میں شیطانیت لئے اپنی مونچھوں کو تاؤ دے رہا تھا۔اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مینہ باجی یہ کون لوگ ہیں۔"

پر خہ اس کے ساتھ جڑتے ہوئے بولی تو پشمینہ نے سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ اشتعال سے دروازہ کھولتی ملازم نے سختی سے اسے ٹوک دیا۔

"بی بی جی یہ درست نہیں ہے خان بابا نے ایسا کچھ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔آپ یوں باہر نہیں نکل سکتی۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔مینہ نے خشمگیں نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائی۔اس کا انکار کرنا پشمینہ کے وجود میں آگ برپا کر گیا تھا۔

"اور تم کون ہوتے ہو ہم پہ پابندی عائد کرنے والے آئندہ ام سے اس لہجے میں مخاطب مت ہونا اور پرخہ تم پریشان مت ہو کچھ نہیں ہوا ام ابھی اس سے نپٹ کر آتے ہیں۔"

وہ اس کا سر تھپتھپا کر اسے تسلی دیتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلی تو نوفیل نے خباثت سے مسکراتے سرتا پا اس کا جائزہ لیا۔مینہ نے اچھے سے بڑی سی چادر میں اپنے چہرے کو چھپایا تھا تاکہ اس کے وجود پہ کسی کی غلط نگاہ نا پڑے۔اب بس اس کی آنکھیں ہی دکھائی دے رہی تھی اور انہی آنکھوں کا ہی تو وہ دیوانہ تھا بس اسی وجود کو وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔پشمینہ نے ایک رعونت زدہ نگاہ اس پہ ڈالی جو سفید رنگ کا کلف زدہ لباس پہنے ساتھ سر پہ پٹھانوں کی مخصوص ٹوپی پہنے اپنی مونچھوں کو تاؤ دے رہا تھا۔سیاہ آنکھوں میں دہشت بھری ہوئی تھی۔پشمینہ کا پور پور سلگنے لگا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اماری گاڑی کو بیچ راہ میں یوں روکنے کی تم شاید بھول رہے ہو کہ ام کس کی عزت ہیں۔امارا رتبہ کیا ہے۔"

وہ حلق کے بل دھاڑی۔نوفیل نے بھنویں اچکاتے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں ام نہیں جانتے کہ تمہارا رتبہ کیا ہے امارے کو بس اتنا معلوم ہے کہ تو امارے دل میں بستی ہے اور تجھے تو ام کسی بھی قیمت پہ حاصل کر کے رہے گے۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے حیوانیت بھرے لہجے میں بولا۔

"اگر تو امارے مامے کا بیٹا نا ہوتا نا یقین کر آج میں یہاں گولیاں چلوا دیتی اور اگر آج شہرام خان یہاں ہوتا تو امارے معاملے میں ایسی گستاخی پہ یہاں پہ گولیاں چلتی کیونکہ تو نے شہرام خان کی عزت پہ غلط نگاہ ڈالنے کی جرأت کی ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے پتھریلے لہجے میں بولتی بپھر اٹھی۔نوفیل نے اس کی بات پہ تمسخر سے ہنستے مذاق میں اڑایا۔

"اسی شہرام خان کی عزت ہے تو جو کسی گیڈر کی طرح چھپا بیٹھا ہے جسے یہاں کیا ہو رہا ہے کیا نہیں اس سے کسی قسم کا ہوش نہیں۔تو بس خوش فہمیوں کے پہاڑ بلند کر حاصل تجھے کچھ نہیں ہو گا یہ امارا تجربہ بولتا ہے۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔مینہ کی آنکھوں سے وحشت ٹپکنے لگی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

امارے کو حاصل ہے یا ناحاصل میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم ام بچپن سے شہرام خان کی امانت تھی" ہے اور رہے گی۔ مینہ کا وجود شہرام خان کے ہونے سے ہے اس کے بغیر وہ ایک کھوکھلے وجود کے سوا کچھ نہیں۔"

اس کی بات پہ اہانت کے احساس سے نوفیل کا چہرہ سرخ انگارہ ہو گیا۔ آنکھیں لہو ٹپکانے لگی معاً اس کی نگاہ گاڑی سے نکلتی پرخہ پہ پڑی تو اس کی آنکھیں اگلے ہی لمحے چمک اٹھی۔ ایک مخصوص شیطانی چمک اس کی آنکھوں میں لہراتے ہی اس کا ذبردست قسم کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا۔ اس کے یوں ہنسنے پہ پرخہ گھبرا کر پشمینہ کا ہاتھ تھام گئی جو اسے یوں باہر نکلنے پہ سرزنشی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ نوفیل کے ملازم ہاتھوں میں بڑی بڑی رائفلز تھامے الرٹ ہوئے۔

"ویسے امارہ جانب سے ایک پیشکش ہے اگر قبول ہو تو سن لینا تم نا سہی تو یہ وجود بھی کچھ کم نہیں ہے۔"

وہ شیطانیت سے ذبردست قسم کا قہقہہ لگا کر بولتے ان کے چہرے فق کر گیا۔ اس کی بات پہ پرخہ کے ساتھ ساتھ پشمینہ کے کان بھی سائیں سائیں کرنے لگے۔ پرخہ نے خوفزرہ نگاہوں سے پشمینہ کی جانب دیکھا جس کا ہاتھ اگلے ہی لمحے فضا میں بلند ہوتے ہی نوفیل کے گال پہ نشان چھوڑ گیا۔ اس سے پہلے کہ اس کا تمام ملازم بپھر کر اس کی گستاخی پہ آگے بڑھتے نوفیل نے ہاتھ کے اشارے سے ہی اسے ٹوک دیا۔ ان کے قدموں کو وہی بریک لگی تھی۔ پشمینہ غصے سے باقاعدہ ہانپ رہی تھی۔ وہ اس طرح کی بکواس کرنے کی جرأت کر بھی کیسے سکتا تھا۔ کیا شہرام خان یا واقدار یوسف ذئی کا خوف ان کے ذہنوں سے مٹ چکا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ تھپڑ ہم عزت دار پٹھانوں کی بیٹی پہ غلط نگاہ ڈالنے کیلیے۔"

وہ جتا کر تنفر بھرے لہجے میں بولتی پرخہ کا ہاتھ کھینچ کر گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔

"چلو تم گاڑی چلاؤ۔مزید وقت کا ضیاع کرنے کی قطعی ضرورت نہیں۔"

گاڑی کے شیشے اوپر چڑھاتے ہی اس نے ملازم کو حکم صادر کیا جس نے گھبرا کر سرعت سے گاڑی کا گئیر بدلتے حویلی کی جانب بڑھائی تھی۔نوفیل نے نفرت بھری نگاہوں سے گاڑی کو نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔ذہن کے دریچوں میں سرعت سے کھچڑی بننے لگی تھی۔ایکدم کو تلخی سے ہنستے اپنی شیو کو انگلیوں سے مسلنے لگا۔

وہ ہلکی ہلکی ہو رہی بارش میں آگے کی جانب بڑھتے جا رہے تھے۔صد شکر تھا وہ ہائیکنگ کرنے پہاڑ پہ چڑھے تھے تبھی پاؤں میں موجود جوتے بے حد مددگار ثابت ہوئے تھے۔برف کی وجہ سے بے حد پھسلن تھی۔

ناجانے کہاں غائب ہے یہ سب۔اتنی جلدی تو کوئی بھی اس پہاڑ کے پیک پوائنٹ پہ نہیں پہنچ سکتا۔

شہرام نے پریشانی سے پیشانی مسلتے صدام کی جانب دیکھا جس کی حالت بھی اب خراب ہونا شروع ہو چکی تھی۔ان دونوں نے اسی لیے علیحدہ علیحدہ جانے کا فیصلہ لیا تھا۔

"تم ایسا کرو بائیں جانب جاؤ اور احتیاط سے جانا۔میں تو ایسے ہی علاقے کا باسی ہوں تمہیں خیال کرنا ہوگا۔میں دائیں جانب جاتا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے سرد لہجے میں اسے باور کرواتے اپنے منتخب کیے راستے کی جانب مڑ گیا۔ ساتھ ساتھ وہ فارس کو بھی فون ملاتا جا رہا تھا مگر شاید سگنلز کا مسئلہ ہونے کی بدولت دوسری جانب بیل ہی نہیں جا رہی تھی۔ کسی انہونی کے احساس سے اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔ وہ موبائل میں مصروف بڑھتی ٹھٹھرتی سردی کو نظر انداز کرتے آگے کی جانب بڑھ رہا تھا معاً ایک جگہ اس کی نگاہ ٹھٹھک کر رکی۔ کسی غیر معمولی پن کے احساس سے اس نے زیرک نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا اور دھڑکتے دل سمیت اس جانب چل دیا جہاں کسی وجود کا اسے گمان ہوا تھا۔

"اتنی سردی میں یہاں اکیلا کوئی وجود۔"

وہ حیرت وصدمے کی کیفیت میں بولتے قدم اس کی جانب بڑھانے لگا۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا اس کے دل کی دھڑکن سست پڑتی جا رہی تھی۔ کچھ دوری پہ اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ کوئی نسوانی وجود ہے کیونکہ اس کے بال اطراف میں پھیلے ہوئے تھے مگر نزدیک پہنچتے ہی وہ بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچا کیونکہ وہ ہوش وحواس سے بیگانہ تھی۔ چہرہ دوسری جانب ہونے کی بدولت وہ فلوقت اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔ وہ متفکر سا دو زانوں اس کے قریب بیٹھا اس کا شانہ تھپتھپایا تھا مگر سردی کی بدولت اس کا وجود بلکل سرد پڑ رہا تھا۔ اسے اسے چھوتے کسی پتھر کا گمان ہوا تھا۔ شہرام نے تمام تر سرد مہری بالائے طاق رکھتے ایک جھٹکے سے اس کے کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے سیدھا کیا مگر اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اسے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے کیونکہ سامنے کوئی اور نہیں بلکہ پریسہ کا وجود تھا جو نیلی پڑ رہی تھی۔ شہرام نے بے ساختہ اس کا گال تھپتھپایا۔

"پریسہ آنکھیں کھولیں۔"

وہ اس کا گال سہلاتے ہوئے بولا مگر اتنی سردی میں کہاں اس کے وجود کو حرارت نصیب ہوتی۔ اس نے اسے دوسرے بازو میں منتقل کرتے سرعت سے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور صدام کو کال ملائی تھی۔

"ڈیم اٹ۔"

فون نا ملنے کی بدولت اس نے بے بسی و بے کسی سے دھاڑ کر موبائل پھینکنا چاہا مگر پھر نا جانے کیا سوچتے وہی تھم گیا اور اس کے ہاتھوں کو سہلاتے اس کے وجود میں گرمائش اتارنے لگا مگر صورتحال نا سنبھلتے دیکھ اس نے ایک جست میں اس کے وجود کو بازوؤں میں بھرا اور احتیاط سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا نیچے کی جانب بڑھنے لگا۔ بارش کی بدولت بے تحاشہ پھسلن تھی۔ اس نے ایک درخت کے سائے میں ٹھہرتے اپنے شانوں کے گرد لپٹی چادر اتاری اور اس کے وجود کو اس سے اچھے سے ڈھانپا تھا۔ اس دوران اس کے ہاتھ پاؤں بری طرح کپکپا رہے تھے کیونکہ اس کے چہرے اور ہاتھوں پہ بری طرح نیل پڑے ہوئے تھے۔ ایک ہی جگہ پہ برف پہ کافی دیر پڑے رہنے کی بدولت بازوؤں سے سکن بھی جھلس چکی تھی۔ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ کیا کیا جائے۔ وہ ایک بار پھر اسے باہوں میں بھرے نیچے کی جانب چل دیا۔

"شہرام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

تقریباً اس کا ابھی آدھا راستہ ہی کٹا تھا کہ اپنے عقب سے آنے والی بے چین آواز پہ شہرام کے آگے کی جانب بڑھتے قدم وہی تھمے تھے۔ صدام کے ساتھ ساتھ وہ سب بھی ہانپتے ہانپتے اسی کی جانب چلے آ رہے تھے۔

"یہ۔یہ کون ہے شہرام۔"

صدام کو اپنی آواز گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے اس کی بات پہ بے ساختہ نگاہیں چرائی۔ صدام کا دل کسی انہونی کے خیال سے بری طرح لرز اٹھا۔فارس اور باقی سب کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی۔ان سب کے دلوں سے شدت سے دعا نکلی تھی کہ جیسا وہ سوچ رہے ہیں کاش ویسا نا ہو مگر اگلے ہی لمحے صدام کے اس کے چہرے سے چادر ہٹاتے ہی اسے اپنے وجود سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"پری۔لاڈو۔"

طرح طرح کی ملی جلی آوازیں عین اسی لمحے سب کے لبوں سے برآمد ہوئی۔اس کی حالت کس قدر ابتر تھی۔ گردن بھی ایک جانب لڑھکی ہوئی تھی۔ صدام نے تڑپ کر اسے شہرام کے بازوؤں سے لیا اور بنا کسی وقت کا ضیاع کیے تیز تیز قدموں سے نیچے کی جانب بڑھنے لگا۔

"صدام احتیاط سے نیچے کافی ڈھلوان ہے۔"

اس کے سخت لہجے پہ بھی صدام نے کان نہیں دھرے۔اس کی نگاہوں میں تو بس پریسہ کا چہرہ گھوم رہا تھا۔اگر اسے کچھ ہو گیا تو وہ ماما بابا کو کیا جواب دے گا۔اس نے سختی سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو بے دردی سے پونچھ ڈالا۔وہ سب بھی تیز تیز قدموں سے اس کی تقلید میں نیچے کی جانب بڑھے تھے۔ تقریباً بیس منٹ

کی ان تھک محنت کے بعد وہ سب اپنی گاڑیوں کے نزدیک پہنچنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ شہرام صدام اور فارس شہرام کی گاڑی میں اسے لیتے ہسپتال کی جانب بڑھے کیونکہ مزید ایک لمحے کی بھی دیری اس کی جان کو خطرے میں ڈال سکتی تھی۔اس کے برعکس باقی سب بس میں بیٹھتے واپس ہوٹل کی جانب روانہ ہو چکے تھے۔

"اگر پری کو کچھ ہو گیا تو۔"

بریزہ کی سرسراتی ہوئی خوفزدہ آواز پہ سب نے فق چہروں سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"خدارا خاموش ہو جاؤ ویسے بھی اس کی حالت کا سوچتے میرے وجود سے جان نکل رہی ہے۔ہم تو یہاں انجوائے کرنے آئے تھے یہ کیسے ہو گیا۔"

عفیفہ اس کی بات پہ تڑپتے بھیگے لہجے میں بولی۔ باقی سب نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

"ہم سے یہ غلطی نہیں ہونی چاہیے تھی۔افف خیال کرنا چاہیے تھا ہمیں۔اگر اتنی بڑی کوتاہی کا نتیجہ پریسہ کی حالت خرابی کی صورت میں نکلا تو صدام اور شہرام ہمیں کبھی نہیں بخشیں گے۔"

ہادی نے تفکر سے اپنی پیشانی مسلتے ارتضیٰ کی جانب دیکھا جس کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہسپتال پہنچتے ہی بغیر کسی وقت کی تاخیر کیے ایمر جنسی وارڈ میں لے جایا گیا تھا۔شہرام کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا وہ پلر سے پشت ٹکائے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا اور صدام آنکھوں میں نمی لیے وارڈ کو تک رہا تھا۔پریشانی سے سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

"صدام۔"

فارس نے ایک نظران دونوں کو دیکھتے شرمندگی سے اسے پکارنا چاہا مگر اس نے ہاتھ کے اشارے سے ہی اسے خاموش کروادیا تھا۔

"پلیز فارس فالوقت میں کسی سے بھی کسی بھی قسم کی بات کرنے کی حالت میں نہیں ہوں تم تینوں کی ذمہداری پہ لڑکیاں اوپر گئی تھی ہائیکنگ کرنے اگر دم نہیں تھا کہ کسی کا خیال کر سکتے تو پھر کیوں لے کر گئے تھے انہیں اپنے ساتھ۔"

وہ غصے اور دکھ کی ملی جلی کیفیت سمیت دھاڑا۔فارس نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔وہ سمجھ سکتا تھا کہ پریسہ گھر بھر میں سب کی لاڈلی ہے تبھی وہ شاید اس کی اس حالت پہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے تبھی فلحال اس نے کسی بھی قسم کی مزید کوئی بات کرنے سے بہتر ایک جانب ہو جانا ہی بہتر سمجھا۔وہ چاہتا تھا کہ ایک بار خیر خیریت کی خبر آجائے تبھی وہ اپنی صفائی پیش کرے گا۔شہرام کی نگاہیں گاہے بگاہے فارس اور صدام کی جانب اٹھتی اور دوبارہ نگاہوں کا زاویہ بدل لیتا۔اس کے چہرے سے اندازہ لگانا بے حد مشکل تھا کہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے ذہن ودل میں کیا چل رہا ہے۔چند ساعتوں بعد ڈاکٹر کے باہر آتے ہی وہ بے تابی سے ان کی جانب لپکے تھے ماسوائے شہرام کے جو دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے بغور ان کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"پیشنٹ کی حالت بے حد خراب تھی اتنی دیر سردی میں ٹھہرنا اور وہ بھی بے سدھ خیر فلحال ان کے وجود کو گرمائش دی جارہی ہے مگر سردی پہ مسلسل آدھا پونہ گھنٹہ لیٹے رہنے کی بدولت ان کے بازو کچھ حد تک جھلس گئے ہیں اور پیشانی پہ بھی زخم آیا ہے۔ہم نے ٹریٹمنٹ کر دیا ہے مگر زخم بھرنے میں وقت درکار ہو گا۔"

وہ پیشہ وارانہ انداز میں بولتے اپنا کوٹ درست کرتے اپنے کیبن کی جانب بڑھ گئے۔ان کے جاتے ہی صدام دونوں ہاتھوں میں سر گرائے ڈھے جانے والے انداز میں بینچ پہ بیٹھا تھا۔فارس نے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے اس کی پشت تھپتھپائی تھی تبھی وہ اس کے شانے سے لگا اونچا لمبا مرد سسک اٹھا۔

"نا جانے کس قدر تکلیف میں ہو گی وہ ماما بابا کو معلوم ہو گا تو وہ کس قدر پریشان ہونگے کہ میں اس کی حفاظت تک نا کر پایا۔"

وہ شکست خوردہ لہجے میں گویا ہوا۔

"صدام یہ چوٹ اس کے نصیب میں تھی۔ہم کسی کو بھی قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے بس اللہ نے یوں ہی اسے اس زخم سے متعارف کروانا تھا۔"

شہرام بے تاثر چہرے سمیت مضبوط قدم اٹھاتے صدام کی جانب آیا اور بینچ پہ رکھی چادر کو اچھے سے خود پہ اوڑھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"صدام میں ہوٹل پہنچ رہا ہوں وہاں جا کر تمام انتظامات بھی دیکھنے ہیں میرے خیال میں ہمیں آج رات ہی گھر کو روانہ ہو جانا چاہیے کیونکہ ایسے ٹھٹھرتے موسم میں مزید یہاں ٹھہرنا بالکل مناسب نہیں ہے۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں اسے باور کراتے اسے تسلی دیتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ پیچھے فقط فارس اور صدام ہی رہ گئے تھے اور ان دونوں کی منتظر نگاہیں وارڈ کی جانب جمی تھی کہ کب انہیں اس کے ہوش میں آنے کی خبر سنائی جائے گی۔ چند لمحوں کی توقف کے بعد نرس کے اطلاع دینے پہ وہ بنا کسی تردد کے تیز تیز قدموں سمیت کمرے کی جانب بڑھے جہاں وہ ہلکا ہلکا ہوش میں لوٹ رہی تھی۔ صدام سرعت سے سٹول کھینچتے اس کے نزدیک ہی براجمان ہوتے اس کے سر کے بالوں کو سہلانے لگا۔

"بھائی۔"

"بھائی کی جان۔"

صدام نے نرمی سے جھکتے اس کی پیشانی پہ اپنے لب رکھے تو وہ اپنی تمام تر تکلیف بھلائے نرمی سے مسکرا دی تھی۔ فارس کو اس کی ہمت اور صبر کا اندازہ اسی لمحے ہو گیا تھا۔ ہلکی سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔

"جان نکال دی آپ نے ہم سب کی۔ ایسے کون کرتا ہے اور فارس کی تو ابھی میں کلاس لیتا ہوں جو آپکا خیال نہیں رکھ پایا۔"

وہ محبت سے بولتے آخر میں فارس کو دیکھتے پتھریلے لہجے میں بولا تو وہ خجل سی ہو گیا۔ پریسہ نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مگراس میں فارس کا کیا قصور وہ تو ہمیں ساتھ لے کر ہی چل رہا تھا مگر وہ مجھے درخت دکھائی دیا ایک اس پہ گلابی پھول تھے میں کھوئی کھوئی کیفیت میں اس کی جانب چل دی تھی مگر پھر ایک بڑی سی ڈھلوان آئی تھی جس کے بعد میں اس سے اڑ کر گری مگر اس کے بعد مجھے اندازہ نہیں ہوا کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔"

وہ شرمندگی وملال کے زیرِاثر چور لہجے میں بولی۔ صدام نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا جبکہ فارس نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔

"شکر ہے پتیسہ تم نے اسے سچ بتا دیا ورنہ تمہارا یہ جلاد بھائی گھور گھور کر ہی میری جان لے لیتا۔"

وہ واپس اپنی مخصوص ٹون میں لوٹتے چڑ کر بولا تو وہ دونوں اس کے لہجے پہ ناچاہتے ہوئے بھی مدھم سا ہنس دیے معاً پریسہ کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔اس نے بے ساختہ کسی کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی تھی مگر ان دونوں کے علاوہ کسی بھی وجود کو وہاں موجود نا دیکھ اس کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ سرعت سے سمٹی۔آنکھوں میں ناامیدی سی در آئی تھی۔

"کیا ہوتا اگر وہ بھی ان دونوں کے ساتھ یہاں اور اس کے پاس ہوتا۔اس کے سارے زخم درد تو اس کی موجودگی محسوس کرتے ہی مندمل ہو جانے تھے۔"

وہ لبوں کو آپس میں سختی سے بھینچتے دل ہی دل میں شکوہ کناں تھی۔

"بھائی میں آپ سب کو ملی کیسے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے نجانے کس سوچ کے تحت سوالیہ لہجے میں اسے مخاطب کیا تو صدام کے ساتھ ساتھ فارس نے بھی چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے سے ناجانے کیوں بے چینی چھلک رہی تھی۔

"ہمیں نہیں بلکہ شہرام کو ملی تھی۔ تلاش ہم سب کر رہے تھے مگر آپ کا ملنا شاید شہرام کی قسمت میں تھا۔"

وہ متانت سے بولتے پریسہ کو زندگی کی نوید سنا گیا۔ اس کی آنکھوں میں واضح جگنو ٹمٹمانے لگے۔ لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ مطلب وہ ناصرف اس کے پاس تھا بلکہ اسے بچانے والا بھی وہی تھا اس کے انتہائی قریب تھا یہاں تک کہ وہ اسے محسوس بھی کر سکتی تھی۔ دل کے تار بدلے تھے اور اطراف میں موسم بھی کھلکھلا اٹھے۔

"تو بھائی کہاں ہیں وہ۔"

اس کی کھنکتی آواز پہ صدام نے آنکھوں میں نا سمجھی لیے اس کا چہرہ جانچا تو وہ سٹپٹاتے ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی کیونکہ سامنے اس کا بھائی موجود تھا نا جانے وہ یہ بات کیوں فراموش کر گئی تھی۔

"میرا مطلب ہے کہ کہاں ہے وہ مجھے انہیں تھینکیو بولنا ہے کیونکہ اگر وہ مجھے آج نا بچاتے تو میں تو پکا آسمان کی جانب کا سفر طے کر رہی ہوتی اس وقت۔"

وہ اپنی بات کی تصحیح کرتے ہوئے مزے سے بولی۔

اس کی مزاحیہ بات پہ صدام نے شکوہ کناں نگاہوں سے البتہ فارس اس کی بات کو کسی کھاتے میں لائے بغیر زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ایک منٹ تم اور مرنے والی چیز توبہ کرو پتیسہ۔"

وہ طنزیہ لب ولہجے میں بولتے اسے حیران کر گیا۔

"کیوں مرنے کیلیے بھی کیا آپ کے اندر کچھ ہونا ضروری ہے۔"

وہ اپنی تکلیف کو دباتے تیز لہجے میں بولی۔ایک یہ انسان کبھی بھی زچ کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

"مجھے ایک بات بتاؤ تمہیں جہنم میں جانے کا اس قدر شوق کیوں ہیں۔"

وہ نہایت سنجیدگی سے بولتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ گیا۔

"کیا مطلب۔"

پریسہ اس کی بکواس پہ بھونچکارہ گئی۔

"مطلب یہ ہے جب تم مروگی تو جہنم میں ہی جاؤ گی نا جنت میں جانے والے تمہارے کام تو ہے نہیں۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے اسے اچھا خاصہ زچ کر چکا تھا۔

"استغفراللہ جہنم میں جائیں میرے دشمن جیسے کہ تم۔"

وہ اس کی بات جھرجھری لیتے ہوئے بولی۔فارس نے اس کی بات پہ تمسخرانہ انداز میں اسے دیکھا۔

"ہم تو بھئی جنت میں جائیں گے وہ کیا ہے نا ہماری حوریں وہاں محو انتظار ہے ہم انہیں اپنے دیدار کو ترسانا نہیں چاہتے۔اگر تم کہو گی تو ہم تمہیں بھی ساتھ لے جائیں گے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شاہانہ لب و لہجے میں بولا۔اس کی پیشانی پہ بے تحاشہ بل نمودار ہوئے۔

"تمہارے ساتھ تو میں جنت میں بھی جانا پسند نا کروں۔"

وہ جلے کٹے لہجے میں بولتے سر جھٹک گئی معاً بازو میں ہونے والی جلن کی بدولت اس کے لبوں سے ایک سسکی نکلی تھی۔فارس نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ ہولے سے نفی میں سر ہلا گئی۔فارس صدام کو دیکھنے رسیپشن کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی پریسہ کے لبوں کے ساتھ آنکھیں بھی دلکشی سے مسکرا اٹھی تھی۔

"نجانے مجھے کیا ہوتا جارہا ہے۔شاید میں انہیں پسند۔نہیں پسند تو شاید بہت چھوٹی سی چیز ہے میں ان سے محبت۔اگر ایسا ہو گیا تو کیا وہ بھی مجھ سے محبت۔ہاں وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں تبھی تو مجھے یہاں لائے ہیں بغیر کسی کا خیال کیے وہ ضرور مجھے لے کر پریشان ہونگے۔اس دن انہوں نے مجھے چادر بھی تو اوڑھائی تھی۔مگر وہ تو مجھے دیکھ کر ہمیشہ مرچیں چباتے ہیں تو کیا ہوا پریسہ تجھے بھی تو ان کا اینگری روپ دل کو بھاتا ہے مجھے اس شخص کے کم گو انداز سے ہی عشق ہے۔"

وہ خود ہی اپنے سوالات کے جوابات دیتے نم نگاہوں سمیت ہنس دی تھی۔اس کے بابت سوچتے ہی دل میں میٹھی سی گدگدی ہوئی تھی۔اس نے ایک نظر اپنے ہاتھ پہ آئے زخم کو دیکھا مگر اسے سوچتے اس کی نزدیکی کو سوچتے اسے ان زخموں پہ بھی پھوار پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ایکدم وہ شرمیلے پن سے ہنس دی۔تقریباً دس منٹ بعد وہ دونوں ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تھے شاید ڈسچارج پیپر تیار ہو گئے تھے۔صدام نے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسے باہوں میں بھرتے قدم باہر کی جانب بڑھائے کیونکہ پاؤں میں ہلکی ہلکی سوجھن ہونے کی بدولت چلنے میں دقت پیش آنی تھی۔

"ارے شہرام کی گاڑی یہی ہے مگر وہ تو کب سے جا چکا ہے۔"

فارس نے نا سمجھی سے سیاہ رنگ کی گاڑی کی جانب دیکھا تو صدام کی آنکھوں میں بھی حیرانی در آئی معاً وہ کچھ سوچتے ہنس دیا۔

"خود اس نے مصیبت سر لے لی ہو گی مگر ہمیں کسی قسم کی پریشانی نا ہو تبھی یہ یہی چھوڑ گیا۔"

اسی دوران وہی کھڑے گارڈ نے چابیاں لاتے ان کی جانب بڑھائی تھی جسے انہوں نے سہولت سے تھام کر پریسہ کو پچھلی سیٹ پہ بٹھایا تھا۔پریسہ نے ایک نظر اس گاڑی کو دیکھا۔آنکھوں میں الوہی سی چمک نے احاطہ کیا ہوا تھا۔

"مطلب وہ گاڑی بھی میرے لیے چھوڑ گئے۔کیا سچ میں انہیں میرا خیال ہے مطلب وہ بھی وہی سب محسوس کرتے ہیں جو میں کرتی ہوں۔"

وہ دھڑکتے دل سمیت سوچ رہی تھی۔دل میں اس کیلیے ایک اور احساس پنجے گاڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔وہ آسودگی سے مسکراتی سیٹ سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گئی۔فارس نے انگیشن میں چابی گھماتے گاڑی ہوٹل کی جانب دوڑائی تھی۔محبت کا خمار نیا نیا تھا تبھی اس کا پورا وجود کھل اٹھا تھا۔اس سے سامنے کا سوچتے ہی اس کے دل کو کوئی مٹھی میں جکڑ رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"شہرام سر پریسہ کیسی ہے اب۔"

عناب کی پریشان کن آواز پہ شہرام نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا اور ان سب کو اپنی اپنی پیکنگ کرنے کی تاکید کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ ابھی دس منٹ پہلے ہی ہوٹل پہنچا تھا اور اس کا ارادہ سب سے پہلے یہاں سے نکلنے کا تھا۔ ابھی بہت سے ایسے کام تھے جو اسے نپٹانے تھے۔ اس کے سرد انداز پہ عناب اور عفیفہ نے ناک منہ چڑھا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"سٹون مین۔ قسم سے آج تک ایسے سخت مزاج شخص سے سامنا نہیں ہوا۔ نہیں ہمارے سامنے منہ کھولنے سے کیا ہو جائے گا بس ہلکی سی گردن ہلائی اور یہ جا وہ جا۔"

عناب اس کے بگڑے تیور یاد کرتے چڑ کر بریزہ سے بولی جس نے اس کی بات پہ متفقانہ انداز میں زور و شور سے سر ہلایا تھا۔

"میں بلا وجہ منہ کھولنا پسند نہیں کرتا اور جس دن میرا منہ کھل گیا نا اس دن آپ سب کے منہ بند ہو جائیں گے اسی لیے بی کیئر فل۔"

اپنے عقب سے آنے والی پتھریلی بھاری آواز پہ ان دونوں کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑتے ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کر گئی۔ انہوں نے جھٹکے سے رخ موڑتے خوفزدہ انداز میں شہرام کی جانب دیکھا جس کے

All Rights Reserved By Novels Lounge

چہرے پہ چٹانوں جیسی سختی تھی۔صاف ظاہر تھا اسے اپنی بات پہ ان کا یہ تبصرہ ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔وہ غصے سے تن فن کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"اُفف یہ ایک جن بن کر کہی سے بھی نازل ہو جاتے ہیں۔"

عناب دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرتے ہوئے بولی اور ان دونوں نے تسلی ہو جاتے ہی کمرے کی جانب دوڑ لگائی تھی تاکہ سب کو پیکنگ کرنے کی تاکید کر سکے۔تقریباً آدھے گھنٹے بعد پریسہ بھی کمرے میں موجود تھی اور سب اس کی خاطر داریوں میں مصروف مگر وہ جسے دیکھنے کی چاہ دل میں دبائے بیٹھی تھی وہ ستمگر تو کہی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"کیا معلوم وہ سب کے سامنے نا آنا چاہتے ہو۔"

وہ اپنی انگلیاں چٹخاتے ہوئے سوچ رہی تھی معاً اپنے نزدیک کسی وجود کا گمان ہوتے ہی اس نے بائیں جانب دیکھا جہاں عفیفہ بیٹھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔اس کے دیکھتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے کان کو پکڑتے سوری کہا تھا۔

"پری پلیز بس کرو نا تم جانتی ہو کسی کی بھی ناراضگی سے میری جان جاتی ہے۔"

وہ تھکے تھکے لہجے میں بولی۔پریسہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے ہولے سے اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

"ہاں تو میں کونسا ذیادہ دیر ناراض رہ سکتی ہوں مگر تمہاری حرکت پہ یہ ضروری تھا تاکہ تمہیں اندازہ ہوتا کہ تم کیا کرنے جا رہی تھی مگر پھر تمہارا مجھے اپنی ہی ذات پہ مذاق بنانے کا طعنہ دینا اس لمحے میں ٹوٹ گئی تھی عفیفہ دوستوں میں یہ سٹیٹس رنگ وغیرہ نہیں دیکھے جاتے میری جان۔بس محبت ہوتی ہے ایک انوکھی سی کشش ہوتی ہے۔ان چیزوں سے کچھ نہیں حاصل۔یہ تو ویسے بھی اسی دنیا میں رہ جانی ہیں ہم تنہا آئے تھے اور تنہا ہی جائیں گے یہ آسائشیں بس اسی دنیا تک محدود ہیں۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔عفیفہ نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا کیونکہ وہ جو بھی بات کر رہی تھی بلکل ٹھیک کہ رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں پری مگر میں بہت فرسٹریٹ ہو گئی تھی اس سب سے۔زندگی جینے کا دل نہیں کرتا میرا۔بہت تکلیف ہوتی ہے اپنے گھر کو دیکھ کر اور تم جانتی ہو کہ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرے بابا کبھی بھی اپنی بیٹیوں کو اپنی کمزوری نہیں سمجھتے اگر وہ ہمیں بیٹوں سے کم اور اسی دقیانوسی سوچ کے مالک ہوتے تو ہمیں وہ یوں آزادی سے پڑھا لکھا نا رہے ہوتے میں اج اس کو یونی میں نا پڑھ رہی ہوتی انہیں بس ہماری آگے کی زندگی کی پریشانی ہے اور وہ یہ سب کسی کے دباؤ میں آ کر ہی کر رہے ہیں۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولتی پریسہ کو ساکت کر گئی۔اس نے چہرے پہ نا قابلِ فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا۔

"اگر تم یہ سب جانتی ہو تو کچھ کر کیوں نہیں رہی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ حیرت سے دبے دبے لہجے میں چلائی۔ عفیفہ نے گھبرا کر اس کے لبوں پہ ہاتھ جمایا۔

"آرام سے بولو اور میں خاموش اس لیے ہوں کیونکہ میں ابا کے منہ سے سب اگلوانا چاہتی ہوں۔ یہ جو گناہ میں کرنے جا رہی تھی اس کا بے حد افسوس ہے مجھے مگر اب گھر جا کر سب سے پہلے مجھے اس یاسر کا ہی سب سے پہلے بندوبست کروانا ہے کیونکہ اس کی ذات سے سب سے زیادہ خطرہ ہم تینوں بہنوں کی جان کو ہی ہے۔"

وہ گہرا سانس بھرتے نم لہجے میں بولی۔ پریسہ نے اسے ساتھ لگاتے بے ساختہ تسلی دی جو کس قدر پریشانیوں میں گھری ہوئی تھی۔

"یقین کرو اگر کچھ ممکن ہوتا تو میں سب کچھ تم پہ وار دیتی۔"

وہ اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے محبت سے بولی۔ عفیفہ نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جانتی ہوں۔"

وہ ہولے سے بولتی اسے سینے میں بھینچ گئی۔ پریسہ نے سکون سے آنکھیں موندی تھی۔ ٹھیک کہتے ہیں اگر دوست سچے اور محبت کرنے والے ہو تو زمانے کی گرم ہوا کو بھی سرد ہوا کا جھونکا بنا دیتے ہیں۔

"کیوں ہانپ رہی ہو غصے سے ٹک کر سکون سے بیٹھ کیوں نہیں جاتی۔ کوئی بات ہے کیا مینہ۔"

وہ جب سے حویلی لوٹی تھی کمرے میں بے چینی سے یہاں وہاں منڈلا رہی تھی مگر سکون تھا کہ میسر ہی نہیں تھا تبھی غنچہ نے اسے ٹوکتے استفسار کیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں مورے کچھ نہیں۔"

وہ تھکے تھکے انداز میں بولتی بیڈ پہ گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی۔اس نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرہ مضطرب تھا۔

"ام کو پتہ ہے کہ کوئی بات ضرور ہے تو ایسے ہی پریشان نہیں ہوتی اور جب سے لوٹی ہے ایسے ہی پھیکے پن سے گھوم رہی ہے اگر کوئی بات ہے تو ام کو بتا۔اگر امارے بس میں ہوا تو اس کا حل لازماً تلاش کریں گے۔"

وہ اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتی محبت سے بولی۔اپنے شوہر کے جانے کے بعد اب یہ ہی ان کا قیمتی سرمایہ تھی تبھی اس کے چہرے پہ پریشانی پہ ان کی جان پہ بن آتی تھی۔

"مورے آج جب ہم کالج سے لوٹ رہے تھے تو نوفیل آفریدی کی گاڑی نے امارا راستہ روکا تھا۔"

وہ انگلیاں آپس میں الجھاتے سپاٹ لہجے میں بولی۔غنچہ کا ہاتھ بے ساختہ اپنے دل پہ پڑا۔انہوں نے اضطرابی کیفیت میں اس کا چہرہ جانچنا شروع کر دیا۔

"سب ٹھیک تھا نامینہ کچھ ہوا تو نہیں یا اس نے کچھ کہا تو نہیں۔تم اسے نظرانداز کر دیتے بس۔"

وہ متفکر سی بولی۔پشمینہ نے نرمی سے ان کے دونوں ہاتھوں کی پشت پہ اپنے لب رکھے۔

"مورے ام اسے نظرانداز ہی کرنے والے تھے مگر اس کی گاڑی اور اس کے ملازم امارا راستہ روکے کھڑے تھے تبھی ام کو باہر نکلنا پڑا اسے جواب دینے کو۔"

وہ گہرا سانس بھر کر بولتی ان کی پیشانی پہ بل نمودار کروا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"توگاڑی سے باہر نکلی تھی اس کے سامنے تیرا دماغ کھسکا ہوا ہے کیا مینہ تو جانتی ہے کہ خان بابا کو اس بارے میں علم ہوا تو کیا ہو گا وہ غضب ناک غصہ کریں گے اور کسی بھی قسم کی سزا دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔تو مت نکلتی باہر فون ملاتی حویلی میں۔"

وہ اسے زبردست قسم کی جھاڑ پلاتے ہوئے متوقع صورتِحال سے باور کراتے ہوئے بولی تو وہ شرمندگی سے چہرہ جھکا گئی۔

"مورے وہ اتنے غلط الفاظ کا انتخاب کر رہا تھا اور ویسے بھی خان بابا کو کون بتائے گا میں نے پہلے نرمی سے اسے مخاطب کیا مگر پھر اس نے پرخہ کو دیکھ کر اس قدر گندی بات کی کہ ہم سے ضبط نا ہوا تبھی اس کے گال پہ تھپڑ مار دیا۔"

وہ کس قدر تفاخر سے اپنا کارنامہ ان کی سماعتوں میں اتار رہی تھی اور وہ فق چہرے سمیت لبوں پہ ہاتھ جمائے بیٹھی تھی جیسے اس سے اس قسم کی توقع قطعی نا ہو۔

"تو نے اس کو تھپڑ مار دیا مینہ۔یہ کیا کر دیا تو نے ایسا بھی کیا بول دیا تھا اس نے۔یہ مردوں کے معاملے ہوتے ہیں اگر ان کی انا اور غیرت پہ آجائے تو یہ جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔یہ تو نے کیا کر دیا۔تو اماری بات یاد رکھ وہ اب کچھ نا کچھ ایسا ضرور کرے گا جو خان بابا کے اعصابوں کو شدید ناگوار گزرے گا۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے سرد مہری سے اسے جتانے والے انداز میں بولی۔پشمینہ ان کی بات پہ لبوں کو آپس میں پیوست کر گئی کیونکہ ان کی بات بھی سو آنے درست تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"شادی کی پیشکش کر رہا تھا امارے کو یہ جانتے ہوئے بھی کہ۔"

وہ غصے سے بپھر کر بولتی آخر میں تھمی۔

"اور پر خہ کو جانتی ہیں کیا بکواس کر رہا تھا۔ بول رہا تھا کہ اگر تم نہیں تو وہ سہی۔ وہ چھوٹی ہے ابھی مورے۔"

وہ اذیت سے بولتے اپنا دونوں دونوں ہاتھوں میں تھام گئی۔ غنچہ نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ وہ ان کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ اتنے عرصے کا ضبط تھا جو آج ٹوٹا تھا اور آج وہ اپنے دل کا تمام غبار نکالنا چاہتی تھی۔

"کیوں ہے ایسا مورے۔ ام کیوں سب کے ساتھ ہوتے ہوئے اکیلے ہیں۔ کوئی اپنی زمہداری کیوں نہیں نبھاتا۔ شروع سے جس کے نام پہ میں بیٹھی ہوئی ہوں وہ مجھے کیوں فراموش کر جاتا ہے۔ ام کیوں یہ عذاب جھیلے مورے۔ ام کو بھی پر سکون زندگی گزارنی ہے وہ اپنی خواہشات کی تکمیل میں میری جان لے لیں گے۔"

وہ پر درد لہجے میں بولتی غنچہ کے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ گئی۔

"نہیں نا میرا بچہ۔ خان بابا نے اسے فون کیا ہے اور اب وہ جلد ہی لوٹ آئے گا۔ پھر سکون ہی سکون ہو گا وہ کبھی بھی خان بابا کی بات نہیں ٹالے گا۔"

انہوں نے بے ساختہ اسے تسلی دی۔ وہ ہچکیاں بھر کر رہ گئی۔ آنکھوں کے دریچوں میں شہرام کی صورت آسمائی تھی۔ ان کی بات نے ایک نئے سرے سے اس کے وجود میں روشنیاں سی بھر دی تھی۔ وہ درست ہی تو

کہ رہی تھی اس نے اج سے پہلے بھی کبھی خان بابا کی بات نہیں ٹالی تھی جواب ٹالتا۔اب اسے بس اس کی واپسی کا انتظار تھا کہ کب وہ آتا اور کب اس کی پیاسی نگاہیں اس کا دیدار کرتی مگر وہ اس قدر پتھر دل تھا کہ اسے مخاطب کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔اس کا انداز یاد کرتے مینہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ایک یہی چیز اس کا دل ہولا کر رکھ دیتی تھی۔اس کی واپیں مطلب پھر سے اس کی نظر اندازی۔اس نے تکلیف سے آنکھیں میچی۔غنچہ نے محبت سے اس کے بال سہلاتے اس کی پیشانی چومی تھی۔

واپسی کی ان سب کی تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھی۔رات کے وقت ان سب کا واپسی کے سفر کا ارادہ تھا۔ابھی بھی وہ سب پریسہ کے نزدیک ہی بیڈ پہ ڈیرا جمائے بیٹھے ہوئے تھے۔

"پریسہ تم ٹھیک ہو نا اب۔"

ہادی نے سادہ سے لہجے میں سوال کیا۔فارس کی رگِ ظرافت پھر پھڑکی۔

"اب تک تو ٹھیک تھی مگر اب تجھے دیکھنے کے بعد ٹھیک نہیں رہے گی۔"

وہ سکون سے بولتے اسے بے سکونی میں مبتلا کر گیا۔وہ اس کی بات پہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

"قسم سے اتنے عرصے بعد فلیلٹی کو ہمارا خیال آیا تھا مگر قسمت ہی شاید ہمارے حق میں نہیں ہے جو کچھ نا کچھ غلط ہو جاتا ہے۔قسم سے اس زندگی سے ہی تنگ آگیا ہوں میں۔"

ارتضیٰ اکتاہت آمیز لہجے میں بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاں تو تھوڑا سا وقت نکال کر مر کیوں نہیں جاتے۔"

فارس کی حاضر جوابی پہ ارتضیٰ نے اپنا جوتا اتارتے اس کے منہ پہ اچھالا تھا جو اس نے بروقت کیچ کر لیا۔

"خیر پریسہ کو اب کچھ وقت کیلیے آرام کرنے دو ہم بھی تھکے ہوئے ہیں کچھ دیر آرام کر کے ہی واپسی کیلیے نکلیں گے۔"

مریم سنجیدگی سے بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ باقی سب بھی اس کی بات سے کسی حد تک متفق تھے۔ پریسہ نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو شام کے چھ بجا رہی تھی۔ وہ سب باری باری وہاں سے اٹھتے جا چکے تھے۔ تمام لڑکیاں کمرے میں ہی لیٹنے کا انتظام کرتے لائٹ بھی بجھا چکی تھی مگر پریسہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔ وہ یک ٹک کھڑکی سے باہر دکھائی دیتے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔ اسے شدت سے شہرام کا انتظار تھا مگر وہ نا جانے کیا چھپا بیٹھا تھا۔ دس منٹ بعد ہی کمرے میں ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز سن وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر مسکراتے اپنی جگہ سے اٹھی مگر پاؤں میں زور ڈالنے سے تکلیف کا احساس بڑھ رہا تھا۔ وہ اپنی تمام تر ہمت مجتمع کرتے دیوار کا سہارہ لیتے دروازے کی جانب بڑھی اور دروازہ کھولتے ایک نظر باہر کا جائزہ لیا جہاں کسی ذی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ وہ اپنے وجود میں اٹھتی ٹیسوں کو نظر انداز کرتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے راہداری کی جانب بڑھنے لگی کہ شاید دل کو جس کی تمنا ہے وہ دکھ جائے۔ معاً اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی اور اس کیلیے تو اس سے زیادہ دلفریب منظر کوئی تھا ہی نہیں۔ لبوں پہ محفوظ کن مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ سیاہ آنکھوں میں دیپ سے جل اٹھے تھے۔ چہرے پہ گلال سا بکھر گیا۔ اس نے

All Rights Reserved By Novels Lounge

کپکپاتے ہاتھ اپنے گالوں پہ پھیرتے خود کو کمپوز کیا اور اس کی جانب بڑھنے لگی جو صوفے پہ بیٹھا اس کی توقع کے عین مطابق سگار سلگانے میں مصروف تھا۔کسی کی آہٹ محسوس کرتے اس نے جوں ہی اپنی لہو رنگ نگاہیں پشت پہ گھمائی وہاں کھڑے وجود کو دیکھتے اس کے وجود میں غصے کے بھانبھڑ سے جلنے لگے۔اس کی لہو رنگ آنکھیں دیکھ پریسہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔اس کی یہاں موجودگی ہی ناقابلِ یقین تھی۔

"یہاں کیا کر رہی ہیں آپ۔"

اس کی برفیلی آواز پہ پریسہ کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔

"مم۔میں وہ آپ کا شکریہ کرنے آئی تھی۔"

اس نے چہرہ جھکاتے مدھم لہجے میں جواب دیا۔شہرام کی نگاہیں بلاارادہ طور پہ اس کے پاؤں پہ جا رکی جس میں ابھی بھی سوجھن موجود تھی۔

"اچھا تو آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں کہاں ہوں۔"

اس کے سرد لہجے میں طنز کرنے پہ پریسہ نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے اس کی بھوری کانچ سی آنکھوں میں دیکھا جو بلکل ساکت تھی۔یکلخت پریسہ کے چہرے کا رنگ سرخ پڑا تھا۔

"میرے دل نے گواہی دی تھی کہ آپ یہاں ہونگے اور دیکھیں میں ٹھیک تھی ویسے بھی اپنے دل کا تو پتہ ہوتا ہے نا کہ وہ کہاں دھڑک رہا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بے اختیاری میں یہ الفاظ اس کے لبوں سے پھسلے تھے جبکہ اس کے معنی خیز لہجے پہ شہرام کو اپنا وجود اتھاں گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔اس نے شاکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے قدم اس کی جانب بڑھائے۔پریسہ سہم کر پیچھے پلر سے جالگی۔اس کی آنکھوں میں جو پیام تھا وہ شہرام خان بخوبی سمجھ چکا تھا اور دل ہی دل میں اس کی حماقت پہ تمسخر سے ہنس بھی رہا تھا۔

"جانتی ہیں کس قسم کی بے ہودہ بکواس کر رہی ہیں آپ میرے ساتھ۔دماغ ٹھکانے پہ ہے یا کھسک گیا ہے۔"

وہ پلر پہ مکہ مارتے بپھرے شیر کی مانند غراتے اسے کپکپانے پہ مجبور کر گیا۔پریسہ نے سہمی ہرنی کی مانند نگاہوں سمیت چہرہ اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ایک اس کا قد چھوٹا تھا سونے پہ سہاگہ مقابل کا قد کافی لمبا تھا کہ اسے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا۔اس کے غصے سے جان جا رہی تھی مگر وہ اپنے موقف سے پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتی تھی۔

"یہ بکواس نہیں ہے یہ حقیقت ہے جسے آپ تسلیم نہیں کر رہے کہ آپ مجھ سے دلی وابستگی رکھتے ہیں تبھی تو مجھے آج بچایا ہے اور اس دن جو چادر دی تھی۔"

اس کے ایک ایک لفظ پہ زور دینے سے شہرام کا اس کی بات پہ فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا۔اس کے مسلسل ہنسنے پہ پریسہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑتے چہرے سمیت خود میں سمٹ کر رہ گئی۔وہ مسلسل ہنس رہا تھا اور پریسہ کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔کیا وہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔پریسہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔تکلیف کا احساس رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں اور آپ سے محبت۔ کیا میرا اسٹینڈرڈ اس قدر گرا ہوا ہے کہ میں اپنی سٹوڈنٹ سے عشق معشوقیاں لڑاؤں۔ پٹھان ہوں میں اور انہیں اپنی غیرت بہت عزیز ہوتی ہے۔ اگر آج جان بچائی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اپنے دل میں کسی بھی قسم کا احساس پنپنا شروع کر دیں اگر میں جان بچا سکتا ہوں تو جان لینے کا حوصلہ بھی رکھتا ہوں۔"

وہ اس کی ٹھوڑی کو سختی سے اپنی گرفت میں لیتے اس کے چہرے پہ جھکتے برفیلے لہجے میں پھنکارا۔ پریسہ کے ہاتھ بے یقینی کی کیفیت میں لڑھک کر پہلو میں آن گرے۔ وہ متحیر سی اسے دیکھے گئی جس کے چہرے پہ نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا مگر وہ اتنی جلدی ہمت بھی تو نہیں ہار سکتی تھی کیونکہ اگر وہ ہمت ہار جاتی تو اس کی محبت تو بے مول ہوتی نا۔ وہ تو اس راہ کی اکیلی مسافر رہ جاتی۔ اس کا کیا وجود ہوتا۔ وہ تو کسی مورت کی مانند ساکت و جامد ہو جاتی۔ شہرام نے اس کا چہرہ جانچا جو بلکل شفاف چمکتا ہوا تھا اور اس پہ چھلکتا عزم اسے شدید اشتعال کی جانب دھکیل رہا تھا۔ اسے اپنے حواس سلب ہوتے محسوس ہوئے۔

"آپ کچھ بھی کہہ لیں مگر میں جانتی ہوں کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں اور میں پریسہ آفندی آج بنا کسی خوف کے آج کے منہ پہ یہ اعتراف کرتی ہوں کہ مجھے شہرام خان سے بے تحاشہ محبت ہے مجھے اس کے احساس سے محبت ہے مجھے اس کی کلون کی مہک سے محبت ہے مجھے اس کے غصے سے عشق ہے مجھے اس کی سرد مہری سے ایک عجیب سا سکون ملتا ہے مجھے اس کی موجودگی سے لگاؤ ہے حتیٰ کہ یہ کہنا غلط نہیں ہو گا پریسہ آفندی شہرام خان کی دیوانی ہے اور یہی دیوانہ پن آپ کو بھی ایک دن لے ڈوبے گا۔"

وہ اس کے بھاری مضبوط ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے بے خوفی سے ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر بولی۔ شہرام اس کی آنکھوں میں چیلنج دیکھ بلبلا اٹھا اور یہی اس کی انا پہ گہرا وار ہوا تھا۔ اس نے غیض کے عالم میں اس کے بازوؤں کو سختی سے جکڑتے دباؤ بڑھایا کہ پریسہ کے لبوں سے سسکی برآمد ہوئی۔ وہ اس کے زخم پہ دباؤ بڑھاتے اسے تکلیف کے احساس سے روشناس کرا رہا تھا۔

"مجھے پریسہ آفندی سے نفرت ہے صرف نفرت۔ ابھی اور اسی وقت میری نگاہوں سے دور ہو جائیں ورنہ اپنے انہی ہاتھوں سے جان لے لوں گا۔"

وہ اسے بے دردی سے صوفے پہ پھینکتا گرجا اور دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں سر کو بالوں کو جکڑتے ایک تنفر بھری نگاہ ساکت بیٹھی پریسہ پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اسکا اٹھتا ہر قدم پریسہ کو اپنے دل پہ پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے فق چہرے سمیت اس کی پشت کو دیکھا اور اپنے زخم سے آلود بازوؤں کو سہلاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی جہاں ابھی بھی اس ستمگر کا لمس اسے محسوس ہو رہا تھا۔

"تم کہاں سے آ رہی ہو اور یہ چہرہ کیوں اتنا سرخ پڑ رہا ہے۔"

وہ اپنے چہرے پہ پانی کے دو تین چھپاکے مارتے جوں ہی لڑکھڑاتے قدموں سمیت جوں ہی اندر داخل ہوئی سامنے ہی کھڑی عناب اسے تیکھے چتونوں سے گھورنے کا فریضہ سر انجام دے رہی تھی مگر اس کی اگلی بات پہ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر اب جواب تو دینا تھا نا تبھی مرے مرے انداز میں سر جھٹک گئی۔

"نہیں کچھ نہیں میں تو بس باہر تازہ ہوا کھانے گئی تھی۔"

وہ نگاہیں چرا کر بولتی بیڈ پہ جا بیٹھی تاکہ اپنا ہینڈ کیری پیک کر سکے۔ مریم نے بھی اب کی بار اس کی جانب دیکھا۔

کیا مطلب بھئی تازہ ہوا کھانے گئی تھی اپنی حالت دیکھی ہے کس قدر خراب ہے محترمہ ہسپتال سے آ رہی "ہیں اور انہیں تازہ ہوا کھانے کی پڑی ہے۔"

مریم اس پہ طنزیہ پھول نچھاور کرتے ہوئے بولی تو بریزہ نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

یار کیا ہو گیا ہے کول ڈاؤن ہم لوگ گھر جا رہے ہیں نا تو بس وہاں یہ سب مناظر یہ ہوا ایسا کچھ نہیں ملے گا میں "بس آخری بار ان نظاروں کو جینے گئی تھی۔"

وہ اپنے لہجے کو بمشکل ہشاش بشاش بناتے ہوئے بولی باقی سب کو کسی حد تک اس کی بات سے متفق ہو گئے مگر عفیفہ کی مشکوک نگاہیں ابھی بھی اس پہ جمی تھی۔

"اچھا تو یہ تمہاری آنکھ کو کیا ہوا ہے اس بارے میں بتانا پسند کرو گی۔"

عفیفہ تنک کر بولی۔ پریسہ کو اب کی باران سب کی تفشیشی کرنے پہ اشتعال آن گھیرا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو ایسے برتاؤ کر رہے ہو جیسے میں جھوٹ بول رہی ہوں بول تو رہی ہوں کہ باہر گئی تھی ہوا کے دوران آنکھ میں کچھ چلا گیا ہو گا یہ ایشو بنانے والی کوئی بات نہیں ہے۔"

وہ غیض کے عالم میں بولتی سر جھٹک گئی۔اس کے غصیلے لہجے پہ ان سب کو سانپ سونگھ گیا کیونکہ اس نے کبھی بھی یوں برتاؤ نہیں کیا تھا کسی کے ساتھ۔

"کیا ہو گیا ہے تم سب کو پتیسہ کونسا کسی کے ساتھ ڈیٹ پہ گئی تھی جو تم سب اتنا مشکوک برتاؤ کر رہی ہو۔"

عین اسی لمحے فارس کی شوخ آواز پہ پریسہ کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس نے اس کی ذات پہ طنز کیا ہو مگر اس کے چہرے پہ دیکھتے ہی اسے سراسر یہ اپنا وہم محسوس ہوا تھا تبھی اس کی بات پہ بمشکل مسکرا دی۔

"پریسہ اور ڈیٹ وہ تو پیار محبت کے معاملات میں کبھی نہیں پڑی ڈیٹ پہ خاک جائے گی۔"

عفیفہ بیگ پیک کرنے میں مصروف ہنستے ہوئے بولی۔

"ہو سکتا ہے اس نے سوچا ہو کہ شادی سے قبل ہر قسم کا تجربہ کرنا چاہیے۔"

ہادی بائیں آنکھ دباتے مزے سے بولا۔اس کی بات پہ پریسہ کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔کس قدر مشکل تھا اپنے جزبات پہ پل باندھنا مگر ان سب کے سامنے اسے ضبط کرنا تھا کیونکہ اگر وہ ضبط کھو دیتی تو نا جانے وہ سب اس کی بابت کیا سوچتے۔کچھ ہی دیر میں صدام کے فون پہ ان سب نے اپنے اپنے سامان ٹرالی میں رکھے اور لفٹ کی جانب بڑھ گئے کیونکہ بس اپنی مطلوبہ جگہ پہ آ چکی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔"

صدام نے اسے ساتھ لگاتے محبت بھرے لہجے میں استفسار کیا۔

صورت دیکھ کر تو بلکل ٹھیک لگ رہی ہیں کیوں صدام۔یقیناً اندر سے بھی اب ٹھیک ہو چکی ہو گی۔ "تم پریشان مت ہوا ایسی حالت میں بھی انہوں نے خود کو بہت مضبوط ظاہر کیا ہے۔در اصل انہوں نے اپنا دل مضبوط کر لیا ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ اس کی بات کا جواب دینے کیلیے منہ کھولتی اپنے عقب سے آنے والی پتھریلی آواز پہ پریسہ کا سر خود بخود جھکتا چلا گیا۔شرمندگی اس قدر تھی کہ شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔وہ اس کے عین سامنے آن کھڑا ہوا تھا شاید اس کے ضبط کا امتحان لینا چاہتا تھا پریسہ نے بارہا بار نگاہیں اٹھاتے اسے دیکھنے کی کوشش کی مگر ہر بار ناکام ٹھہر جاتی یکلخت اس کی بات سوچتے اس کے زہن میں جھما کہ سا ہوا۔اسے تو فالوقت ہمت نہیں ہارنی تھی۔اسے ان حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا تھا اور مقابل شخص سے اس کی محبت کا اعتراف بھی کروانا تھا تبھی اپنی تمام تر ہمت متجمع کرتے اس کی بھوری کانچ سی آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑھی۔

"آپ کو میرے دل کے بابت کیسے اس قدر علم ہے شہرام سر۔آپ میرے دل میں تھوڑی نا رہتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل جلانے والے انداز میں بولتی اسے بیک وقت لال پیلا نیلا کر گئی۔اس نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں واضح چیلنج تھا مطلب اپنا دھتکارے جانے کا احساس بھی اس کی انا پہ وار ثابت نہیں ہوا تھا۔صدام ان دونوں کی ہمیشہ والی نوک جھوک پہ مسکراتے تاسف سے نفی میں سر ہلا گیا۔

یہ کیا تم دونوں ہر وقت لڑتے جھگڑتے رہتے ہو بچوں کی طرح۔اتنے بڑے ہو گئے ہو کم از کم شہرام تم تو"
"بڑوں کی طرح برتاؤ کرو۔

وہ سرزنشی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"تمہاری بہن کو میرے گلے پڑنے کا بہت شوق ہے شاید تبھی میرے اطراف میں منڈلاتی رہتی ہے۔"

شہرام کے کاٹ دار لب ولہجے پہ اہانت کے احساس سے پریسہ کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔اس نے بھیگی نگاہوں میں شکوہ لیے اس کی جانب دیکھا تو وہ دلکشی سے مسکرا دیا اس کی آنکھوں میں یہی ہار اس کے لطف میں اضافہ کرتی تھی۔

"یقین کریں آپ کو بے بس دیکھ کر مجھے جتنا مزا آتا ہے نا وہ نا قابل بیان ہے۔"

ایکدم پریسہ کھنکتے لہجے میں بولتی شہرام کے وجود کو آگ کی بھٹی میں پھینک گئی۔وہ کیسے فراموش کر گیا تھا کہ مقابل پریسہ آفندی ہے۔شہرام نے سختی سے جبڑے بھینچتے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں سکون کا ایک جہاں آباد تھا۔

"کیا ملتا ہے آپ کو یہ سب کر کے۔"

صدام کے جاتے ہی وہ زہر خند لہجے میں دھاڑا تھا مگر آواز اتنی ہلکی تھی کہ صرف پریسہ کی سماعتوں تک اترتی۔یہ بات اس کی انا پہ ایک تازیانے کی مانند تھی کہ پریسہ ایک عورت ہو کر دھڑلے سے اس سے یوں اعتراف کر رہی ہے۔پریسہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کے مقابل آئی اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہولے سے مسکرائی۔

اتنے انگارے مت چبایا کریں پٹھان صاحب یقین کریں مجھے آپ سے عشق کرنے کی ایک نئی وجہ مل جاتی" ہے۔

وہ چاشنی بھرے لہجے میں بولی۔ایک بار پھر اس کے اعتراف پہ شہرام کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔اس نے نفرت بھری نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھا جو اس کے سامنے بے شرمی کی تمام حدیں پھلانگ رہی تھی۔

"یو آر ڈسگسٹ۔"

اس سے قبل وہ اپنی بات مکمل کرتا فارس کی آمد پہ اس نے مشکل خود پہ ضبط کرتے اس سے فاصلہ قائم کیا۔

"چلو پتیسہ تمہیں سہارہ دے کر بس تک پہنچا دوں۔"

اس نے مسکراتے لہجے میں بولتے اسے پیشکش کی۔اس سے پہلے کہ پریسہ شہرام کی آنکھوں میں دیکھتے اس کا ہاتھ تھامتی صدام نے ان کے نزدیک آتے ایک بار پھر اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا۔

"پریسہ بس میں نہیں بلکہ ہمارے ساتھ گاڑی میں جا رہی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام کی بات پہ پریسہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ شہرام نے دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا۔ آنکھوں میں جیت کا خمار واضح تھا۔ پریسہ کو اس کی حرکت پہ ہنسی تو بہت آئی مگر ضبط کرتے اپنی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹ گئی۔

"اور یہ آپ سے کس نے کہا بھائی۔"

پریسہ سہارہ لینے کی خاطر فارس کا بازو کانپتے ہاتھوں سے تھامتی ناسمجھی سے بولی۔

میں بول رہا ہوں بس میں جھٹکے لگیں گے جو آپ کیلیے بلکل مناسب نہیں ہے اسی لیے آپ گاڑی میں ہی"

"جاؤ۔

صدام اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔ شہرام کی آنکھیں اس دوران دلکشی سے مسکرا رہی تھی البتہ لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ پریسہ اسے ہارتا ہوا دیکھ تو نہیں سکتی تھی مگر فلحال یہ کرنا بے حد ضروری تھا۔

بھائی ایم سوری میں قطعی آپ جیسے بور انسانوں کے ساتھ گاڑی میں نہیں جاؤں گی۔ اتنا لمبا رستہ سو سو کر گزر" جائے گا۔ نا آپ لوگ کوئی بات کرتے ہیں میں تو آپ کی شکلیں ہی دیکھتی رہ جاؤں گی میں بس میں ہی جاؤں "گی اپنے دوستوں کے ساتھ وہ سب کے سب میرا خیال رکھنا بھی بخوبی جانتے ہیں اور میرا دل رکھنا بھی۔

سپاٹ انداز میں بولتے آخر میں ناجانے کیوں اس کا لہجہ بھیگا تھا مگر وہ اگلے ہی لمحے خود پہ ایک بار پھر مضبوطی کا خول چڑھا گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

چلو صدام مزید وقت کا ضیاع کرنا بلکل ٹھیک نہیں جس کا جانے کا نہیں دل تو زبردستی کیسی ویسے بھی ان کا" "دل وہی لگتا ہے۔

شہرام تند لہجے میں بولتے اس کے پور پور کو سلگا لیا۔اس کے لہجے میں ایسی کاٹ تھی جو ایک بار پھر پریسہ کا دل چکنا چور کر گئی۔

دل تو میرا ہر جانب لگ جاتا ہے مگر شاید کچھ لوگ دل لگانے کے قابل نہیں ہوتے فرق صرف اتنا ہی" "ہے۔

وہ کٹیلے لہجے میں بولتی فارس کا بازو تھام کر لڑکھڑاتے قدموں سمیت بس کی جانب بڑھ گئی۔اس نے نرمی سے اسے تھام کر گاڑی میں بٹھایا تھا۔شہرام شرر بار نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھتا رہ گیا یہاں تک وہ کہ وہ بس اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔شدت جزبات سے سرخ پڑتے چہرے سمیت وہ تنفر سے سر جھٹکتے اپنی گاڑی کی اگلی سیٹ کی جانب بڑھا تھا۔

"میرا تو شدت سے دل چاہ رہا ہے کہ کل یونی نا آؤ بس گھر میں آرام کر لوں تھکاوٹ بھی تو اتارنی ہے۔"

بریزہ آنکھیں موندتے ہوئے بولی۔

اچھا اور جو ہم تمہارا فٹ بال جیسا چہرہ دیکھ دیکھ کر تھک گئے ہیں ہمیں تو پھر دارِ فانی سے کوچ ہی کر جانا" "چاہیے۔

ہادی کے تنک کر بولنے پہ سب نے مسکراہٹ ضبط دی البتہ بریزہ نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"شوق سے۔"

اس کے نہایت سکون سے بولنے پہ فارس کا بلند بانگ قہقہہ بس کی فضا کو خوشگوار کر گیا۔

"ابے گھونچو انسان کس قسم کا انسان ہے تو نا یہاں عزت اور نا ہی گھر میں عزت۔شدید بے عزتی کا مارا انسان ہے تو۔"

فارس اسے اچھی خاصی شرم دلاتے ہوئے بولا۔اس کی بات پہ وہ جل بھن گیا۔

"اچھا جی کبھی اپنے پہ غور کیا ہے تجھے تو جیسے کھانے پیش کیے جاتے ہیں نا اچھے سے جانتا ہوں کیسے بیچارے کتے کو آگے لگایا ہوا ہے۔"

ہادی کاٹ دار لہجے میں بولتے ہنس دیا۔

"اچھا مطلب کتے نے کتے کو ہی آگے لگایا ہوا ہے۔"

ارتضیٰ کی بات پہ ایک لمحے کو پوری بس میں سناٹا چھا گیا۔ان سب نے فارس نے سنجیدگی سے ارتضیٰ کی جانب دیکھا تھا جواب کھسیاتے اپنا رونا شروع کر چکا تھا۔فارس نے ایک ذبردست قسم کا مکہ اس کی کمر پہ رسید کیا تو وہ بلبلا اٹھا۔

"اب اسے کیا ہوا۔"

عناب اسے ایک پل میں ہنستا اور ایک پل میں ہی روتا دیکھ بوکھلاتے لہجے میں بولی۔ان سب کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ اسے اچانک ہوا کیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہاں کچھ کچھ ہوتا ہے کا سیکول چل رہا ہے۔"

فارس کے سکون سے بولنے پہ ان سب نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مطلب یہ کہ محبوبہ کے پنکچر ہونے کے بعد اسے اپنی پرانی محبوبہ کی شدت سے یاد ستا رہی ہے۔"

فارس کی برجستہ بات پہ ان سب نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم لوگ دیکھنا ایک دن میں بھی بائیک لوں گی۔"

عناب چمکتی نگاہوں سمیت بولتی ان سب کو داد دینے پہ مجبور کر گئی۔ان سب کے لبوں سے کورس میں اوو نکلا تھا۔

عناب بہن تمہیں لینے کی کیا ضرورت ہے ہمارا ارتضیٰ ہے نا یہ تمہیں گھمائے گا پھر دونوں ایک ساتھ مزے "کرنا۔"

ہادی نے مسخرے پن سے بولتے معنی خیز نگاہوں ارتضیٰ کی جانب دیکھا۔ارتضیٰ نے اسے درجن درجن صلواتوں سے نوازا۔

"کیا مطلب یہ کیوں گھمائے گا مجھے۔"

وہ حیرت کی زیادتی سے پھیلی آنکھوں سمیت بولی۔

"ارتضیٰ بتادوں کیا۔"

ہادی کے شریر انداز میں بولنے پہ ارتضیٰ نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آجا میری جان پہلے تجھے تو گھمادوں۔"

ارتضیٰ نے اسے اس کے بالوں سے پکڑتے گول گول گھماڈالا۔اس کے بالوں کو چھوڑتے ہی ہادی نے بمشکل اپنے چکراتے سر کو سنبھالا۔

"کیسا لگا گھوم کر میری جان۔"

ارتضیٰ اس کے گالوں کو کھینچتے ہوئے تمسخرانہ لہجے میں بولا۔عناب پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"یار تم لوگ بچے ہو کیا۔ میچور بنو یوں حرکتیں کر کے نا جانے کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہو۔"

مریم ان سب کی جانب دیکھتے ناگواری سے بولی۔عفیفہ اور پریسہ نے خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔

باجی مریم کیا آپ کو کسی نے مخاطب کیا۔ نہیں نا تو پھر دوبارہ اپنا چہرہ آگے کی جانب موڑ لیں۔ "ہمیں بھی بڑی عمر کی عورتوں کے ساتھ اس طرح کی حرکتیں کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

فارس معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتا ہوا جتانے والے لہجے میں بولا۔اب کی بار سب سے اونچا قہقہہ بریزہ کا بلند ہوا جو مریم کی گھورتی نگاہوں سے وہی تھم گیا البتہ دل ہی دل میں وہ سب اس کے سرخ پڑتے چہرے سے خوف محظوظ ہو رہے تھے۔پریسہ نے ایک مسکراتی نظر ان سب پہ ڈالی جنہوں نے کافی حد تک اس کا موڈ خوشگوار کر دیا تھا مگر اپنا رخ ونڈ سکرین کے پار کرتے ہی شہرام کا لہجہ اس کی سماعتوں میں گونجا تو دل ایک بار پھر کرچی کرچی ہو گیا تھا۔لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ سکڑ گئی جس کی جگہ ایک بے نام سی اداسی نے لے لی

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھی۔آنکھوں کی دریچوں میں وہی منظر دوبارہ لہرایا جب اس نے اسے بری طرح صوفے پہ پٹخا تھا۔اس کی حرکات وسکنات سے کافی بار اسے محسوس ہوا تھا کہ وہ ویسا نہیں ہے جیسا وہ دکھائی دیتا ہے مگر اب اس کی باتوں سے تکلیف کا احساس ایک نئے سرے سے رگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا تھا۔اس نے ایک نظر اپنی شفاف ہتھیلی کو دیکھا جس پہ لکیریں کس قدر واضح تھی۔

"کیا ان لکیروں میں شہرام خان کے ساتھ کی لکیر ہو گی یا نہیں۔"

وہ بس سوچ کر رہ گئی مگر جواب نا ملنے پہ اس نے اپنی جلتی آنکھوں کو موندتے اذیت کو کم کرنا چاہا تھا جو ہر بار ایک نئے سرے سے بڑھ رہی تھی۔

"آپی ہم نے آپ کو بہت زیادہ یاد کیا۔بہت بہت سے بھی زیادہ۔"

عفیفہ جب سے گھر لوٹی تھی کوئی سو بار منال اور نوال اس بات کو دہرا چکی تھی اور وہ ہر بار بس ہولے سے مسکرا کر رہ جاتی۔

"پتہ لگ گیا ہے مجھے کہ تم دونوں نے ہی مجھے سب سے زیادہ یاد کیا ہے مگر اماں ابا کا بلکل نہیں لگتا کہ انہوں نے یاد کیا ہو گا۔"

وہ اپنے بیگ سے کپڑے نکال کر الماری میں رکھتی تلخ لہجے میں بولی۔ان دونوں نے خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"خیر یہ سب باتیں چھوڑو مجھے یہ بتاؤ کہ یاسر تو نہیں آیا یہاں میرے پیچھے سے۔"

وہ گہری نگاہوں سے ان دونوں نے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے بولی تاکہ وہ جھوٹ نا بولے۔

نہیں آپی پہلے تو ہمیں بہت حیرت ہوئی مگر پھر ابا نے جب یہ بتایا کہ اس کی آنکھ پہ کسی نے کوئی بھاری چیز" ماری ہے اور اس کی آنکھ ضائع ہوگئی ہے تو ہم ایک لمحے کیلیے سکتے میں آگئے مگر پھر یہ سوچ کر کہ یہ سب اس "کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے یقین کریں دل کو ٹھنڈک پہنچی تھی۔

منال باقاعدہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے ہوئے مزے سے بولی۔عفیفہ ان کی خوشی میں ہی خوش ہوگئی تھی۔

تم دونوں کو کسی بھی قسم کی ہمدردی کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس واہیات شخص کے ساتھ۔یہ تو بہت کم" ہے اس کے ساتھ تو اس سے بھی برا ہونا چاہیے تھا کاش اس کی دونوں آنکھیں ہی ضائع ہوجاتی اور کمینہ اندھا "ہوجاتا۔

وہ دبے دبے لہجے میں غصے سے غرائی۔ان دونوں نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا معاً باہر سے آنے والی صفیہ کی آواز پہ وہ تینوں تمام کاموں کو وہی چھوڑتی باہر کی جانب بڑھی جہاں وہ دستر خوان پہ کھانا لگوا چکی تھی۔باہر کا ماحول دیکھ کر اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہوگیا تبھی تھک ہار کر واپس کمرے میں جانے کیلیے مڑی تھی۔

"تم کہاں چلی عفیفہ۔"

صفیہ کی آواز پہ وہ ٹھنڈی آہ بھرتے واپس مڑی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

کمرے میں جارہی ہوں ویسے بھی اب اس گھر میں تو کھانے کا بھی جی نہیں چاہتا عجیب سوگواری سی چھائی "ہوتی ہے ہر جانب جیسے کوئی مر گیا ہو۔"

وہ اذیت سے پر لہجے میں بولتی ان سب کو ساکت کر گئی۔اس نے تو کبھی اس لہجے میں بات نہیں کی تھی۔

"یہ تم کس لہجے میں مخاطب ہو ہم سے۔"

صفیہ حتی الامکان اپنے لہجے کو سخت بناتے ہوئے بولی۔وہ تمسخرانہ انداز میں مسکرائی تھی۔

شاید مجھے آپ لوگوں نے ہی مجبور کیا ہے اس طریقے سے بات کرنے کیلیے۔میں بد تمیز ہوئی ہوں آپ "لوگوں کی وجہ سے تلخ ہوئی ہوں تو صرف اپ لوگوں کی بدولت۔

وہ غصے سے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔نعیم نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا۔

"نا میرا بچہ میں بس یاسر کیلیے پریشان۔"

کیا یاسر یاسر کی مالا جپتے ہیں آپ کون ہیں یہ یاسر آپ کی اولاد یا آپ کے سر پہ خدا بنا بیٹھا ہے (نعوذ باللہ) کچھ "نہیں ہے وہ آپ کیلیے ہم ہیں آپ کی بیٹیاں جسے اس جیسے واہیات شخص کیلیے آپ ختم کر رہے ہیں۔

وہ از شتعال کے عالم میں گلاس زمین پہ مارتے ہوئے چیخی۔منال اور نوال نے گھبرا کر اس کا بازو تھاما جسے وہ بری طرح جھٹک گئی۔

"چلیں میری ایک بات کا جواب دیں میں دو تین دن گھر سے باہر رہی ہوں کیسا محسوس کر رہے تھے آپ۔"

اپنی بات کے جواب میں انہیں ہنوز ساکت و جامد دیکھ وہ بھیگا سا مسکرائی تھی۔

نہیں بتا پائیں گے آپ کیونکہ آپ نے تو باقاعدہ شکر کیا ہو گا نا کہ گلے کا طوق دو دونوں کیلیے ہی سہی مگر ختم "

"ہو گیا میری صورت میں۔

وہ حلق کے بل دھاڑی۔ نعیم کا ہاتھ بے ساختہ اپنے دل پہ پڑا تھا۔اس نے خوفزدہ انداز میں اس کی جانب دیکھا جو ہچکیوں سے روتے خود کو نوچ رہی تھی۔

تو غلط سمجھ رہی ہے میں تو بس اس کی آنکھ کی بات کر رہا تھا جو ضائع ہو گئی ہے۔ایک آنکھ سے ہر کام کرنا"

"بے حد مشکل ہے اس کیلیے تو ہم سوچ رہے تھے تیرے سے اس کی شادی۔

ان کی بات پہ عفیفہ کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے فق پڑتے چہرے سمیت صفیہ کی جانب دیکھا جو اس اچانک بات پہ خود بھونچکارہ گئی تھی۔انہوں نے سرزنشی نگاہوں سے نعیم کو دیکھا جنہوں نے غلط وقت پہ غلط بات کہ کر ماحول مزید بگاڑ دیا تھا۔

شادی میری شادی اس یاسر سے ابا۔اس یاسر سے شادی کروائیں گے آپ میری۔ابا میری ایک بات مانیں" آپ پلیز انکار مت کیجیے گا مجھے یقین ہے آپ مان لیں گے اس یاسر سے شادی کروانے سے بہتر ہے کہ آپ مجھے اپنے ہاتھوں سے جان سے ماردیں اس کے بعد ان دونوں کو بھی مار دیجیے گا مگر انہیں اس یاسر جیسوں کے حوالے مت کیجیے گا۔روز اخبار پڑھتے ہیں نا آپ روز اس مین نت نئ مرنے مرانے کی خبریں بھی اتی ہونگی تو بس ان خبروں کو ہی دیکھ لیں آپ بھی تو ان کی طرح غربت کے ہاتھوں مجبور ہیں نا تو پھر دیری کیوں کر رہے ہیں آپ ایک بڑا سا چاقو لائیں یا پھر پٹرول لائیں ہم سب پہ چھڑکیں اور ہمیں مار دیں۔زیادہ پیسہ نہیں لگے گا

All Rights Reserved By Novels Lounge

آپ کا یقین کریں اگلے دن کیا ہو گا اخبار میں خبر آئے گی نا تو آپ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جایئے گا کہ غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ان سب نے خود کشی کر لی۔"

وہ تھکے تھکے انداز میں اذیت سے بولتے انہیں سن کر گئی۔ صفیہ نے تو باقاعدہ اپنا سینہ پیٹ ڈالا تھا اس کی بات پہ جو نا جانے کیسے کیسے خیال ان کے ذہن میں ڈال رہی تھی۔

"یہاں آپ کو جھوٹ بولنے کی اجازت میں دے رہی ہوں مگر ابا اوپر اپنے اللہ کے پاس جا کر میں انہیں ضرور شکایت کروں گی کہ تو نے تو کہا تھا کہ بیٹیاں بوجھ نہیں ہوتی اپنے نصیب کا کھاتی ہیں تو پھر ہمارے باپ نے ہمیں کیوں بوجھ سمجھا۔ ہمارا باپ کیوں ہمیں فراموش کر گیا۔"

وہ تکلیف سے بولتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ اس کا سرخ پڑتا چہرہ اس کے دل میں اٹھتی تکلیف کا گواہ تھا۔

"نا میری جان ایسی باتیں نہیں کرتے۔"

صفیہ نے اس کا چہرہ تھامنا چاہا مگر وہ ان کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"آپ نے بھی پرایا کر دیا اماں۔ آپ نے بھی۔ آپ بھی صرف ابا کی بیوی ہیں ہماری ماں نہیں مائیں تو اپنے بچوں کو زمانے کی گرم ہواؤں سے بچانے کی خاطر نا جانے کیا کیا کر جاتی ہیں مگر آپ نے ہمیں ان کے ساتھ مل کر اس زمانے کی ہواؤں میں جھلسنے کیلیے آزاد چھوڑ دیا ہے۔"

وہ نا امیدی سے بولتی ان کا کلیجہ نوچ گئی۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

میں اس شادی کیلیے تیار ہوں ابا آپ بس جلد از جلد میرا جنازہ اٹھانے کی تیاری کریں۔ یہاں روزا گر یہ اذیت" ملے گی تو میں برداشت نہیں کرپاؤں گی کیونکہ آپ میرے اپنے ہیں مگر اگر یہی اذیت اس شخص سے ملے گی تو کہیں نا کہیں ضبط کر جاؤں گی میں کیونکہ وہ غیر ہو گا اور غیروں سے زیادہ اپنوں کی دی گئی اذیت رلاتی ہے۔"

ایکدم ناجانے اسے کیا ہوا وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ان سب کی سماعتوں میں صور پھینکتے ایک تیز نگاہ بھاگنے والے انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

اس کی پشت کو دیکھتا نعیم ڈھے جانے والے انداز میں زمین پہ بیٹھتے سر ہاتھوں میں گرا گئے۔ان تینوں کو وہ اس وقت بے بسی و بے کسی کی واضح تصویر لگے تھے۔

گھڑی رات کے آٹھ بجا رہی تھی مگر لاؤنج میں بیٹھے نفوس کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔ان دونوں کا سارا دھیان ویڈیو گیم کی جانب تھا جو وہ پوری دلجمعی سے کھیلنے میں مصروف تھے۔

"بھائی بس کریں اب میری باری ہے۔"

وقار جھنجھلا کر ہادی کو دیکھتے ہوئے بولا جو جب سے سو کر اٹھا تھا اس کی گیم کھیلنے پہ پابندی لگائی ہوئی تھی اور خود اسے چڑانے کی خاطر مسلسل کھیل رہا تھا۔

چل شاباش میرا پتر سو جا کوئی نہیں ملے گی تجھے میرے جانے کے بعد مجھے یقین ہے جی بھر کر کھیل لی ہو گی تو" نے اب اگلے دو دن تک اسے بھول جا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے صوفے سے اٹھاتے خود پھیل کر بیٹھتا ہوا پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

"بھائی یہ ویڈیو گیم میری ہے پپا نے مجھے دلوائی ہے آپ اس پہ ایسے حق جماتے ہیں جیسے یہ آپکی ہو۔ واپس کریں مجھے ورنہ ابھی مما کو بلالوں گا۔"

وہ اس کے ہاتھ سے ریموٹ کھینچتے ہوئے بولا۔ اس دوران وہ دونوں ایک دوسرے کے اوپر جھپٹتے گھتم گھتا ہو چکے تھے۔ نازیہ جو کچن سے نکلتی لاؤنج کی جانب ہی آ رہی تھی ان دونوں کو پھر سے لڑتا دیکھ غصے سے تن فن کرتی اس تک آئی اور بری دقت سے ان دونوں کو الگ کرتے طیش کے عالم میں ان دونوں کو گھورا۔

"مجھے مت گھوریں ماما۔ ہمیشہ بھائی مجھے تنگ کرتے ہیں ابھی بھی میں سکون سے تھا مگر بھائی کو میں سکون سے بیٹھا ہوا اچھا نہیں لگتا۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولا تو نازیہ کا دل فوراً سے پہلے پسیج گیا۔

"تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے آخر ہادی چین نامی چیز ہے تم میں یا نہیں۔ یقین کرو یہ دو دن ہمارے اس قدر سکون میں گزرے ہیں تمہارے بغیر کیونکہ اس قسم کک فضول لڑائی جھگڑے نہیں تھے۔"

وہ جھنجھلاتے لہجے میں بولی۔ ان کی توپوں کا رخ اپنی جانب ہوتا دیکھ وہ پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

"جی جی میں تو ویسے بھی آپ کی مفت کی اولاد ہوں کسی بے اولاد جوڑے کو ہی دے دیتی مجھے آپ کی طرح کم از کم مجھے طعنے تو نا دیتا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ناراضگی کا بھرپور اظہار کرتے سامنے میز پہ رکھا سیب اٹھاتے اپنے دانتوں سے کترنے لگا۔نازیہ نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ایسے کیسے کسی کو دے دیتی تم تو میری پہلی اور پیاری اولاد ہو میں تو بس ایسے ہی بول رہی تھی کہ چھوٹا بھائی ہے ذرا تحمل سے بات کیا کرو وہ تم سے کیا سیکھے گا چھوٹے اپنے بڑوں سے ہی سیکھتے ہیں۔

وہ فوراً ہی اپنے لہجے میں چاشنی بھرتے ہوئے بولی تو وہ داد دیتی نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"مما مجھے ویسے ایک بات کا اندازہ ہو گیا ہے کہ آپ کسی پانڈے کا ڈھکن نہیں ہے کسی اس جانب تو میری جانب۔ مستقل کہی نہیں ٹکتی۔"

ہادی شکوہ کناں لہجے میں بولتے اب کیلا چھیلنے لگا۔وقار نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا جو موٹا بیٹھا بیٹھا اتنا کچھ کھا چکا تھا۔

"مائیں ایسی ہوتی ہیں انہیں ہر پانڈے کا ڈھکن بنتے انہیں ڈھکنا پڑتا ہے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتی بہت گہری بات کر گئی معاآن کی نگاہ زمین پہ گرے چھلکوں پہ پڑی تو انہیں ہادی پہ بے تحاشہ تاؤ آیا۔

"ہادی یہ کیا حرکت ہے ڈسٹ بن میں پھینکو جا کر یہ۔"

وہ اسے جھڑکنے والے انداز میں بولی۔اگر وہ کسی معاملے میں میٹھی تھی تو انہیں سیدھا کرنے کے معاملے میں کڑوی بھی بہت تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ اٹھائے گا ناویسے بھی اس جمادار کو ہم نے کوڑے دان سے ہی تو اٹھایا ہے۔"

وہ اس کی عینک کھینچ کر اتارتے اسے چڑاتے ہوئے بولا اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گیا۔

"ماما۔"

وہ احتجاجی لہجے میں بولا تو نازیہ نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ ایک تھپڑ اس کی کمر پہ مارتے قہقہ لگا کر ہنس دیا اور اپنی جگہ سے اٹھتے چپل پیڑوں میں اڑسنے لگا۔

"کہاں جارہے ہو تم۔"

نازیہ نے وقار کیلیے پلیٹ میں پاستہ ڈالتے مصروف لہجے میں استسفار کیا۔

"اپنے کمرے میں جارہا ہوں ماما۔آئی وانٹ ٹو سلیپ ناؤ۔"

وہ جمائی روکتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا۔

ٹھہر جاؤ ابھی مت جاؤ تمہارے پاپا نے آج کچھ بات کرنی ہے تم سے پہلے ان کی بات سن لینا پھر چلے جانا وہ "آنے والے ہی ہونگے اور یہ بات میں نہیں کر سکتی تم سے صرف وہی کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔میری بات سنتے ہی تم ہتھے سے اکھڑ جاؤ گے۔"

انہوں نے اسے ہدایت کرنا ضروری سمجھا۔وہ ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھے گیا جو اسے حکم صادر کرتے خود دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔

"ایسی بھی کیا بات ہے ماما جو آپ نہیں کر سکتی صرف وہی کر سکتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مشکوک لہجے میں بولتے انہیں خائف کر گیا۔اس سے پہلے کہ وہ اس کی بات کا جواب دیتی راحیل کی آمد پہ ہادی خود بخود سمٹ کر بیٹھ گیا ویسے بھی ان کی موجودگی میں وہ ذرا خاموش ہی رہتا تھا ابھی بھی ان کے آتے ہی وہ خاموشی اختیار کر گیا۔

"میں نے دراصل عادی کی فیملی کی دعوت کرنا چاہ رہا تھا تم کیا کہتے ہو اس بارے میں۔"

ان کی غیر متوقع بات پہ ہادی نے شانے اچکائے تھے۔وہ جانتا تھا کہ وہ دونوں کتنے اچھے دوست ہیں مگر انہیں دعوت پہ بلانے کیلیے اس کی اجازت کی کیوں ضرورت پڑ گئی انہیں۔

پاپا آپ جنہیں مرضی بلائیں آخر کو وہ آپ کے دوست ہیں اس میں میرے سے اجازت کیوں درکار ہے "آپ کو۔

وہ مدھم سا مسکراتے ہوئے ناسمجھی سے گویا ہوا۔نازیہ نے اس پاگل کی عقل پہ ماتم کیا تھا جبکہ وقار کی آنکھیں بھرپور انداز میں شرارت سے مسکرا رہی تھی کیونکہ اصل جھٹکا لگنے کی باری تو اب تھی۔

تمہاری اجازت نہیں مانگ رہا ہے بس ایک صلاح مانگ رہا ہوں آخر کو وہ تمہارے لیے ہی تو یہاں خصوصًا "آرہے ہیں۔

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولے۔ہادی کو اپنے اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے کینہ توز نگاہوں سے اس چھٹکو کی جانب دیکھا جو اسے دیکھتے مزے سے بھنویں اچکا رہا تھا۔

"کیا وہ مجھے لیمبر گینی بطور تحفے میں دینا چاہتے ہیں جو آپ مجھ سے صلاح مانگ رہے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے لہجے میں بھرپور میسنا پن سموئے بولا۔

"نہیں لیمبر گینی سے بھی بڑی چیز ہے میری جان۔آخر کو میں ان کی بیٹی پریسہ کو تمہاری زندگی میں بطور بیوی کے طور پہ شامل کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے اس کے اعصاب ٹھنکا گئے۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا اور ایکدم اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں پاپا اتنے بڑے تحفے کی مجھے قطعی خواہش نہیں ہے میری خواہشات تو بس ایک لیمبر گینی تک ہی محدود ہیں۔"

وہ صوفے کی ہتھی پہ ہاتھ بجاتے بے چینی سے بولا۔راحیل کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔

"تم ان کے آنے سے قبل ہی انکار کر رہے ہو ہادی۔کیا کمی ہے اس بچی میں اتنی پیاری تو ہے پریسہ اور ویسے بھی اتنے سالوں کی ہماری دوستی ہے میں اسے اب رشتہ داری میں تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ ان کا ذکر بھی انتہائی ملائمت اور محبت سے کر رہے تھے اور ہادی کو بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے۔یہ زندگی اس کے ساتھ ہی کیوں یہ کھیل کھیل رہی تھی۔

"بابا مرگی کے دورے پڑتے ہیں اسے ہاں مطلب وہ بیٹھے بیٹھے پیچھے کو لڑھک جاتی ہے آپ ایسی لڑکی کو تھوڑی میری زندگی میں شامل کر سکتے ہیں۔"

ہادی نے ایکدم یاد آنے پہ بہانہ گھڑا۔راحیل اور نازیہ اس کی بکواس پہ بھونچکا رہ گئے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کوئی بات نہیں ہمیں تم جیسے پاگل کے لیے ایسی ہی لڑکی کی تلاش ہے اپنا مائینڈ سیٹ کر لو کیونکہ تمہاری شادی میری ہی پسند کی گئی لڑکی سے ہونی ہے ہادی۔"

وہ اس کی بلاوجہ کی باتوں سے تنگ آتے کرخت لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ہادی نے ان کے جاتے ہی شکوہ کناں نگاہوں سے نازیہ کی جانب دیکھا تو وہ نگاہیں چڑا گئی۔

"ماما کم ازکم آپ مجھے اطلاع تو دے سکتی تھی ناا چانک ہی یہ مجھ پہ کس قسم کا دھماکہ کیا جارہا ہے نو ڈاؤٹ ماما وہ میری بہت اچھی دوست ہے مگر اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔آپ اپنے شوہر کو بتا دیجیے گا کہ میں یہ شادی قطعی نہیں کروں گا۔"

وہ غصے سے دندناتا ہوا ان کے سر پہ پہنچا اور ہٹیلے لہجے میں بولا۔

"میں نے تم سے بات نہیں کی ہادی تمہارے پاپا نے کی ہے تو بہتر ہے کہ یہ جواب خود ہی اپنے پاپا تک پہنچا دو مجھے کبوتر مت بناؤں تم جانتے ہو وہ کبھی بھی اپنے موقف سے نہیں ہٹیں گے ویسے بھی میں اس رشتے پہ خود بھی رضامند نہیں ہوں۔"

وہ ہاتھ جھلاتے ہوئے سختی سے بولتی آخر میں اس پہ اپنی رائے بھی آشکار کر گئی۔ہادی نے بے ساختہ تشکر بھرا سانس خارج کیا معاً تجسس کے مارے مجبور ہوتے ان کے نزدیک جھکا۔

"ویسے آپ کو کیوں نہیں پسند یہ رشتہ ماما۔"

وہ تحیر سے پھیلی آنکھوں سمیت بولا شاید وہ وجہ جاننا چاہ رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بس ویسے ہی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ اچھی لڑکی ہے مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں نا کہ ہم بغیر پر کھے اسے بہو بنالیں اب دیکھو اس کا قد دیکھا ہے تم نے تمہارے کندھے سے بھی نیچے آئے گی اور یہ چیز مجھے انتہائی بری لگتی ہے مجھے تو لمبی تمہاری قسم کی پیاری سی لڑکی چاہیے کم از کم میرے بیٹے کے جوڑ کی تو ہو تمہارے باپ کو تو ویسے بھی دوستیاں نبھانے کا شوق چڑھا ہوا ہے مگر اس کا چھوٹا قد مجھے خود اس رشتے سے انکار کرنے پہ مجبور کر رہا ہے۔ دیکھو آگے سے ہماری نسل بھی بونوں کی ہی پروان چڑھیں گی۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے اس پہ اپنی ناپسندیدگی ظاہر کر رہی تھی اور ہادی کا رنگ ان کی بات پہ اڑتا چلا جا رہا تھا۔ اسے یقین کرنا بے تحاشہ مشکل کام لگ رہا تھا کہ یہ باتیں اس کی ماں کر رہی ہے۔

"ماما آئی کانٹ بلیو دس کہ آپ اس قسم کی باتیں کر سکتی ہیں۔ ٹھیک ہے میں اس رشتے پہ نہیں رضامند اس کی سو وجوہات ہو سکتی ہیں مگر میں اپنی دوست کی ذات پہ کوئی بات برداشت نہیں کروں گا اور ویسے بھی اس میں یہ کمی ہے تو اس سب میں اس کا کیا قصور۔ یہ تو قدرتی عمل ہے نا۔"

وہ ذور سے سلیب پہ ہاتھ مارتے غصے سے تن فن کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ نا جانے اس کے ماں باپ ہی اس سے کیا چاہتے تھے۔ اپنی ماں کی سوچ پہ اسے حقیقت میں افسوس کیا تھا۔

"تمہیں کم از کم گھر فون کر کے اطلاع تو دینی چاہیے تھی نا صدام کہ وہاں اس قسم کا مسئلہ ہوا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

جب سے وہ لوگ گھر پہنچے تھے عافیہ اور عادل نے ایک منٹ کیلیے بھی اسے تنہا نہیں چھوڑا تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی چپک کر بیٹھے ہوئے تھے جیسے ذرا سا تنہا چھوڑا تو وہ پھر سے کوئی چوٹ کھا لے گی۔

"آپ اس چوٹ کی بات کر رہے ہیں ماما بابا جس کی میری نگاہوں میں کوئی اہمیت نہیں ہے اگر آپ کو میری اندرونی چوٹ کی بابت علم ہو جائے تو پھر کیا ہو گا۔"

پریسہ نے نم نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے سوچا جو پریشانی سے اس کی پیشانی چوم رہے تھے۔

"بس اسی لیے نہیں بتایا میں نے ابھی اس کو دیکھ کر پ لوگوں کا یہ حال ہے تو سوچیں اس کو دیکھے بغیر تو آپ نا جانے کیا کر بیٹھتے۔"

وہ دھیما سا ہنستے ہوئے بولا۔ان دونوں نے شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"چلو اب آپ آرام کرو ہم بھی جاتے ہیں کافی رات ہو گئی ہے زیادہ دیر بیٹھنا بھی مناسب نہیں ہے۔"

عادل اس کی پیشانی چومتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔پریسہ ان کی فکر پہ ہولے سے مسکرائی تھی۔ان دونوں کے کمرے سے جاتے ہی صدام نے اس کی دوائیوں والا باکس کھولتے اس میں سے دوائی نکالتے اس کی جانب بڑھائی مگر جواب میں اسے غائب دماغی کے ساتھ کسی گہری سوچ میں غلطاں دیکھ اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس نے اس کے سین سامنے بیٹھتے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تھی۔وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"جی بھائی کیا ہوا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ حیرانگی سے گویا ہوئی۔

مجھے تو کچھ نہیں ہوا بیٹا جی البتہ آپ کو ضرور کچھ ہوا ہے چلو جلدی سے بتاؤ اب کیا ہوا ہے وہاں بھی تمہارا" "خراب موڈ میں دیکھ چکا تھا مگر سب کے سامنے بات کو چھیڑ نا مناسب نہیں سمجھا۔

اس کی بات پہ پریسہ نے اپنا حلق تر کیا اور انگلیوں میں مسلتے بمشکل مسکراتے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے بس میں عفیفہ کیلیے پریشان تھی تھوڑا سا۔"

اس نے بات کو رخ اپنی جانب سے مائل کرتے عفیفہ کی جانب کر دیا۔اس کی اچانک بات پہ صدام کا حرکت کرتا ہاتھ بے ساختہ تھما۔اس نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھتے بھنویں اچکائی۔

"کیوں کیا ہوا عفیفہ کو وہاں تو بلکل ٹھیک تھی وہ۔"

وہ دبے دبے لہجے میں بولتے اس کی جانب دوائی بڑھا گیا جسے پریسہ نے خاموشی سے تھام لیا۔

نہیں بھائی وہ بلکل ٹھیک نہیں ہے بس خود کو ٹھیک ظاہر کرتی ہے وہ۔اندر سے جس قدر وہ ٹوٹی بکھری ہے نا" "یقین کریں اس بابت جانتے میرا دل بھی خون کے آنسو رویا ہے۔

وہ اذیت سے بولتے اسے مزید پریشان کر گئی۔

"پری پہیلیوں میں بات مت کرو ٹھیک سے ساری بات بتاؤ کیا ہوا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے سرد لہجے پہ پریسہ نے وہاں اس کی خودکشی کرنے سے لے کر یاسر کے رشتے کی پوری بات اس کی سماعتوں کی نذر کرتے خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی رنگت خود اس کی بات پہ اڑی ہوئی تھی۔اس کا ذہن یہ سب باتیں ماننے کو تیار ہی نہیں ہوتا اگر وہ اس دن یاسر کو اپنی آنکھوں سے نا دیکھتا۔

اتنا سب کچھ ہو گیا اور تم اب مجھ سے یہ سب باتیں شئیر کر رہی ہو فرض کرو اگر وہ خدانخواستہ ایسا کوئی قدم" اٹھا لیتی بعد میں الزام تمہارے سر آ جاتا کہ تم سب جانتی تھی اس بابت۔پری یہ معاملات اتنے آسان نہیں "ہوتے انتہائی پیچیدہ معاملے ہیں یہ جنہیں سلجھانا اس سے بھی مشکل کام۔

وہ ابھی بھی بے یقینی کی ہی کیفیت میں تھا تبھی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

بھائی مجھ سے اس کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی وہ خود کچھ نہیں بتاتی بس اس کی صورت دیکھ خود بخود اندازہ" ہو جاتا ہے کہ ایسا کچھ ہوا ہے۔میرا بس نہیں چلتا کہ میں اس کیلیے کچھ ایسا کروں کہ اس کی تمام پریشانیاں ختم "ہو جائیں اور اس کی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہو بس۔

وہ شدت بھرے لہجے میں بولتی آخر میں بھرائے لہجے میں بولتی اسے تاسف سے نفی میں سر ہلانے پہ مجبور کر گئی۔

"اچھا تو پھر یہ رونے سے کیا ہو گا پری۔اس طرح کوئی حل مل جائے گا کیا۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے بولا تو وہ منہ بسورتے نفی میں سر ہلا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

رو میں اس وجہ سے نہیں رہی بس یہ سوچ کر رونا آرہا ہے کہ ایسا کیا کروں جس سے سب ٹھیک ہو جائے"

"کوئی حل بھی تو نہیں ہے نا۔

وہ گہرا سانس بھرتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی۔

تو سوچو پھر میں بھی کچھ سوچتا ہوں ایسے اس کے ماں باپ کو اپنی بیٹی کے ساتھ قطعی ذبردستی نہیں کرنی"

"چاہیے۔

وہ تحمل مزاجی سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تو وہ مریل انداز میں شانے گرا دیے۔ ایکدم اس کے ذہن میں کوندا سا لپکا۔ پریسہ نے ایکدم چونک کر گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ صدام نے اسے یک ٹک خود کو دیکھتا پا کر نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ ہنوز اسے گھورے گئی۔ صدام اس کی پیشانی پہ ہولے سے چپت لگاتے اس سے پہلے اپنے قدم وہاں سے آگے کی جانب بڑھاتا پریسہ نے سرعت سے اس کی مضبوط کلائی جکڑی تھی۔

"بھائی اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو کیا آپ مجھے دیں گے۔"

اس کے لہجے میں ایک آس سی تھی جیسے وہ کسی صورت انکار نہیں کر سکتا نا جانے کس احساس کے تحت اس کے لہجے پہ صدام کا سر خود بخود اثبات میں ہلتا چلا گیا۔ پریسہ نے مٹھیاں بھینچتے خود میں ہمت متجمع کی اور اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے بمشکل مسکرانے کی کوشش کی۔

"بھائی آپ عفیفہ سے شادی کر لیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات تھی یا کوئی انہونی صدام کو پورے گھر کی عمارت اپنے سر پہ گرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ چہرے کا رنگ یکلخت بدلا تھا اور آنکھوں میں بے یقینی سی در آئی۔ پریسہ اس کے پل پل بدلتے تاثرات دیکھ بری طرح گھبرا گئی تبھی اس کی کلائی کو چھوڑتے اپنی نم ہتھیلیاں مسلنے لگی۔

"کیا بولا آپ نے۔"

پریسہ کی بات اس قدر غیر متوقع تھی کہ صدام سکتے کے عالم میں سرسراتے لہجے میں بولا۔ پریسہ نے ذرا سی پلکیں واں کرتے اس کی جانب دیکھا اور اپنا حلق تر کرنے لگی۔

"میں نے اتنی مشکل بات بھی نہیں کی بھائی۔"

وہ خود میں ہمت لاتے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بولی۔

"آپکا دماغ ٹھکانے پہ ہے میں کیوں کروں گا اس سے شادی۔ شاید گرنے کی بدولت سب سے زیادہ اثر ذہن پہ ہی ہوا ہے۔"

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ پریسہ اس سے اس قسم کی بات کر سکتی ہے۔

"بھائی پلیز آپ میری بات کو سمجھیں میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ بات کی ہے اس سے اس کی مدد بھی ہو جائے گی اس کی زندگی بھی سنور جائے گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔صدام نے صدمے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو اپنے موقف پہ قائم تھی۔

"چھوڑو میرا بازو تمہارے پاس بیٹھنا ہی اب ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے۔"

وہ بری طرح اس کا ہاتھ جھٹکتا ہوا بولا۔پریسہ نے آنکھوں میں نمی لیے اس کی جانب دیکھا جو اس کی ہر بات ماننے کیلیے ہمہ وقت تیار رہتا تھا مگر یہ بات تو سننے کو بھی تیار نہیں تھا۔اسے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ صدام کو یہ بات شدید ناگوار گزرے گی۔

بھائی آپ نے حامی بھری تھی میری بات ماننے کی پلیز میری بات کو سمجھے وہ بہت مشکل میں ہے اس کی"

"مشکل حل کر دیں۔پلیز میری بات کو سمجھیں۔

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔صدام نے شاکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اسے غصے سے بولنے کی بجائے نرمی سے قائل کرنے کا سوچا تھا۔

دیکھو پری یہ سب باتیں اتنی آسانی سے کہے جانے والی نہیں ہے تم ابھی اس معاملات کیلیے بچی ہو میری جان"

تمہیں ان سب چیزوں کی سمجھ بوجھ نہیں ہے اور نا ہی یہ شادی وغیرہ گڈا گڑیا کا کھیل ہے۔اس کیلیے دونوں فریقین کا رضامند ہونا لازم ہے مگر یہاں اس معاملے میں نا تو وہ جانتی ہو گی اس بارے میں اور میرے خیال

"میں با ہی میں رضامند ہوں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نرمی سے بولتے آخر میں جتانے والے انداز میں بولا۔پریسہ ایکدم مریل انداز میں پشت بیڈ کراؤن سے لگا گئی۔

"بھائی میں اسے منالوں گی نا کسی بھی طرح۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر منت کرنے والے انداز میں بچوں کی طرح بولی۔صدام کو اس کی ذہنی حالت پہ شبہ ہوا تھا جو یہ ایک تکرار کیے جا رہی تھی۔

"اگر وہ مان بھی گئی تو میں کبھی رضامند نہیں ہو نگا گوٹ اٹ پریسہ سو ناؤ نو مور آرگیومنٹس۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے پتھریلے لہجے میں تنبیہہ کرتے ہوئے بولا۔پریسہ نے ساکت نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔وہ سمجھی تھی کہ صدام کو منانا بے حد مشکل ہے مگر یہاں تو ایسے کوئی بھی آثار نظر نہیں آرہے تھے

بھائی وہ یاسر بہت برا ہے گندی نگاہوں سے دیکھتا ہے اسے۔ان تینوں بہنوں کو۔وہ بہت گندا انسان" ہے۔مجھے اس کی حالت دیکھ وہ دکھ ہوتا ہے۔اس کے وجود پہ اس کے ناخنوں کے نشان بھی ہیں۔میں اس بارے میں سب کچھ جانتی ہوں تو میں کیسے سب کچھ جانتے بوجھتے اسے اس جہنم میں جانے دوں مجھے اس کیلیے کچھ کرنا ہے نا بھائی۔یہ سب مشکل ہے بے حد مشکل۔میں بچی لگ رہی ہوں نا آپ کو ٹھیک ہے میں بچی ہی سہی مگر یہ ضد بھی تو میں آپ کے سامنے ہی کر سکتی ہوں نا کسی غیر انسان کے سامنے جا کر تو نہیں نا کر سکتی نا ہی "کوئی غیر میری سنے گا آپ سن سکتے ہیں تو ایک التجا ہی کر سکتی ہوں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے نم لہجے میں بولی۔ صدام نے پریشانی سے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں سر کے بالوں کو بھینچا تھا۔ یہ کیسی آزمائش پریسہ اس کے سر پہ ڈالنا چاہ رہی تھی۔

"مجھے بلی کا بکرا مت بناؤ پریسہ میں کبھی خوش نہیں رہ پاؤں گا پلیز۔ میں آپکی ہر جائز ناجائز خواہشات مانتا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپ کسی کو بھی منہ اٹھا کر میری بیوی کے درجے پہ فائز کروانے کا سوچو۔ رہی بات اسے سمجھنے کی اس یاسر کی تو اس بارے میں اس کے ماں باپ کو سوچنا نہیں نا کہ آپ کو۔ جب اس کے ماں باپ ہی آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہیں تو ہم پھر کیا کر سکتے ہیں۔ میرا اس کے ساتھ کوئی فیوچر نہیں ہے پری کوئی بھی نہیں۔"

وہ سنجیدگی سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ پریسہ نے ایکدم ضدی انداز میں اس کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"بھائی فیوچر کا کیا ہے وہ تو شادی کے بعد بھی سیٹ ہو جائے گا۔ آپ یقین کریں اسے جس راہ پہ ڈھالیں گے وہ اسی کی ہو جائے گی وہ ایسی ہی ہے آپ اتنا تو اسے جانتے ہی ہیں نا بھائی۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ صدام نے سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جانتا ہوں مگر آپ کی دوست کی حیثیت سے۔ اب جو میں بات کرنے جا رہا ہوں سچی بات ہے کڑوی بھی ضرور لگے گی آپ کو۔ کیا اس کی اور ہماری فیملی کا سٹینڈرڈ میچ کرتا ہے وہ متوسط گھرانے سے تعلق رکھتی ہے اور ہمارے بابا شہر کے جانے مانے بزنس مین اور میں ایک ایسی لڑکی کے ساتھ سروائیو نہیں کر سکتا جو ابھی اپنے

All Rights Reserved By Novels Lounge

لیے نہیں بول پارہی بے بسی کی مورت بنی ہوئی ہے وہ میرے سے شادی کے بعد کیا کر پائے گی اگر کوئی اسے کچھ کہے گا تو وہ کسی دبو سی لڑکی کی طرح خاموشی اختیار کرلے گی اور یہی چیز مجھے اس لڑکی سے نفرت کرنے پہ مجبور کرے گی۔ سمجھ آئی میری بات مجھے اپنے لیے ویسی ہی نڈر اور اوپن مائنڈڈ لڑکی کی ضرورت ہے جو کسی کے سامنے بھی ڈٹ کر کھڑی ہونا جانتی ہو۔"

صدام نے بالا خر سپاٹ لب و لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر اپنی بات اس پہ واضح کر دی تھی۔اس کی غیر متوقع بات پہ پریسہ کے ہاتھ ایکدم لڑھک کر اس کے پہلو میں آ گرے۔ صدام تاسف سے نفی میں سر ہلاتے وہاں سے اٹھا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اشتعال کے عالم میں باہر کی جانب بڑھتا پریسہ کی مدھم آواز نے اس پہ قدم وہی منجمد کر دیے۔

"کیا آپ کسی کو پسند کرتے ہیں بھائی۔"

وہ ویران لہجے میں ایک آس لیے بولی کہ کاش وہ انکار کر دے تاکہ وہ کسی بھی طرح عفیفہ کا آنے والا کل محفوظ کر دے۔

"ہاں۔"

اس کی آواز پہ پریسہ کو اپنی سانسیں تھمتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے شاکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ گہرا سانس بھرتے نگاہوں کا زاویہ بدلتے دیوار پہ لگی تصویر پہ جما گیا۔

"کسے بھائی۔کسے پسند کرتے ہیں آپ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بے چینی سے انگلیاں چٹخاتے ہوئے گویا ہوئی۔

"کومل کو۔"

اس کے لبوں سے نکلتا نام سن اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی سماعتوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔وہ دم بخود بیٹھی رہ گئی۔

آپ کومل آپی کو پسند کرتے ہیں مگر آپ نے کبھی بتایا ہی نہیں بھائی اور کیا وہ آپ کی امیدوں پہ پورا اترتی "ہیں۔"

وہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی جیسے ابھی بھی ایک امید ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے عفیفہ سے جان چھڑوانے کی خاطر۔

جی ہاں وہ میری امیدوں پہ بخوبی پورا اترتی ہے اور ہم اب سے نہیں تقریباً بی ایس کے پروگرام سے ایک" ساتھ میں ہم دونوں ایک دوسرے کو اچھے سے سمجھتے ہیں وہ کونفیڈینٹ ہے اور کسی کے آگے اپنے حق کیلیے "بولنا جانتی ہے بس یہی باتیں ہیں جو میں اسے پسند کرتا ہوں اور ایز آ لائف پارٹنر بھی اسے ہی چاہتا ہوں۔

وہ کندھے اچکاتے کرلاپرواہی سے بول رہا تھا اور پریسہ کو اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔اس نے اذیت زدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور بمشکل اپنی ہچکی دبائی تھی۔ایکدم کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ ان دونوں نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔پری نے عجلت میں اپنے گالوں کو رگڑتے اپنے حواس بحال کیے۔کمرے میں داخل ہوتی عافیہ کو دیکھ پریسہ اپنا سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔

"کیا ہو گیا تم دونوں کو تم ابھی تک اپنے کمرے میں نہیں گئے۔"

وہ دودھ کا گلاس سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے نا سمجھی سے گویا ہوئی اور پریسہ کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔

جی بس جا رہا تھا پری نے باتیں شروع کر دی تھی۔

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔عافیہ نے مسکرا کر پری کی جانب دیکھا اور دودھ کا گلاس اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے بنا کسی تردد کے تھام لیا تھا معاً عافیہ کی نگاہ پریسہ کے چہرے پہ پڑتے ساکت ہوئی۔آنکھوں میں خود بخود حیرانی در آئی۔

یہ چہرہ کیوں اتنا سرخ پڑ رہا ہے تمہارا اور آنکھیں کیوں سوجھی ہوئی ہیں کیا کوئی بات ہوئی ہے تم دونوں "میں۔"

وہ کسی حد تک معاملہ سمجھ گئی تھی تبھی سخت لہجے میں بولی۔پریسہ نے گھبرا کر نفی میں سر ہلایا اور دل ہی دل میں بے تحاشہ دعا کی کہ صدام نا بول دے اب منہ سے کچھ ورنہ عافیہ اس سے ناراض ہوتی۔

جی بات ہوئی ہے ماما ہم میں۔میں بتانا تو نہیں چاہتا تھا مگر اس کی بچگانہ سوچ پہ آپ کو ہی یہ کہہ سکتا ہوں کہ " "اسے سمجھائیں جو چاہتی ہے کہ میں اس کی دوست عفیفہ سے شادی کر لوں۔

اس کی بات پہ عافیہ نے بے یقینی کی کیفیت میں جھٹکے سے رخ موڑتے پریسہ کی جانب دیکھا جو چہرہ جھکائے آنسو روکنے کے چکر میں سرخ پڑ رہی تھی۔

"عفیفہ سے شادی مگر کیوں۔ابھی تو وہ پڑھ رہی ہے نا اور آپ کے ذہن میں یک بات کیسے آئی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

انہوں نے ناسمجھی سے بولتے آخر میں پری کو اس کی حالت کے پیشِ نظر نرمی سے مخاطب کیا۔ جواب میں اسے ہنوز خاموش دیکھ صدام نے سامنے رکھے صوفے پہ جگہ سنبھالتے مختصر تمام بات ان کی سماعتوں میں اتار دی۔ وہ بات کرتے جوں ہی خاموش ہوا عافیہ کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھی۔

"ظلم تو واقعی ہی ہے بچی پہ مگر ماں باپ کو سمجھنا چاہیے اولاد کو ہم ایسے تو پیدا نہیں کرتے کہ آخر میں انہیں رلنے کیلیے چھوڑ دیا جائے۔ کرنا تو چاہیے ہمیں کچھ اس کیلیے۔"

وہ افسوس سے بولی تو کسی خیال کے تحت پریسہ کے چہرے پہ چمک سی لہرائی تھی۔ وہ ہولے سے نم آنکھوں سمیت مسکرا دی تھی۔

"او پلیز ماما اب آپ مت شروع ہو جایئے گا اس پاگل کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ وہ تو چھوٹی ہے مگر آپ ہماری ماں ہے اچھی خاصی دنیا پرکھی ہے آپ نے اور ویسے بھی مجھے اس میں کسی قسم کی دلچسپی نہیں ہے میں کومل کو پسند کرتا ہوں اور آپ بہت جلد اس کے گھر رشتہ لے کر جا رہی ہیں۔"

وہ حتمی لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عافیہ نے سرزنشی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جواب اپنے ازلی لاپرواہ انداز میں کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔ اس کے جاتے ہی وہ ٹھنڈی آہ بھرتے پری کی جانب متوجہ ہوئی جو سوالیہ نگاہیں انہی پہ مرکوز کیے بیٹھی تھی۔

"آپ پریشان مت ہو اس ذات نے ضرور کوئی بہتری سوچی ہو گی اس معاملے میں بھی۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے محبت سے بولی۔ پریسہ نے ان کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ماما پلیز آپ بھائی سے بات کریں ناوہ عفیفہ کو اپنا لیں۔ وہ بہت بکھری ہوئی ہے مجھ سے اس کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی میں کیا کروں گی اگر اس کی شادی اس یاسر سے ہو گئی تو۔"

وہ اپنے گالوں کو رگڑتے ایک شکوہ کناں نگاہ ان پہ ڈالتے کمفرٹر سر تک لپیٹتے کروٹ بدل گئی۔ عافیہ متفکر سی اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی جس کا وجود ابھی بھی ہچکولے کھا رہا تھا۔ اس نے یہ کیسے اتنی بڑی بات بول دی تھی وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی تھی۔ صدام سے بات کرنے کو وہ کر بھی لیتی مگر جس طرح کا اس کا ردِ عمل تھا انہیں اس سے کوئی خاص توقع نہیں تھی وہ توان پہ اپنا حکم صادر کرتے جا چکا تھا۔ انہوں نے اس بارے میں عادل سے بات کرنے کا سوچا اور ایک نظر پریسہ کو دیکھتے اس کے سر پہ محبت بھرا بوسہ دیتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تجھے کس چیز کا رونا پڑا ہوا ہے بھائی جب سے آیا ہے نحوست ہی ڈالی ہوئی ہے۔"

ہادی جب سے یونی آیا تھا اپنے پسندیدہ ٹھکانے پہ بیٹھا رونے کا شغل کرنے میں مصروف تھا۔ اب کی بار تو ارتضیٰ اور فارس سچ مچ اکتا گئے تھے تبھی فارس اس کی کمر پہ دھموکا جڑتے ہوئے تنگ کر بولا۔

"تم لوگ نہیں جانتے کیا انہونی ہونے والی ہے میری جان یہاں سولی میں اٹکی ہوئی ہے اور تم ہو کہ میری آنکھوں سے آنسو تک پونچھ سکتے۔"

وہ مصنوعی آہ وزار کرتے ہوئے بولا۔ فارس نے کوفت سے اس کی ڈرامے بازیوں کا ملاحظہ فرمایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اب تو جب تک بتائے گا نہیں تو ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ تو سولی پہ لٹکنے والا ہے رہی بات آنسو پونچھنے کی تو"

"تیرے چہرے کو کبھی ہاتھ نا لگاؤں میں نا جانے کتنے دنوں کا نہایا بھی نہیں ہے تو اتنی بری بد بو آ رہی ہے۔

وہ اسے جھڑکنے والے انداز میں گویا ہوا۔ہادی ان کی بات پہ سرعت سے آگے ہوتے میز پہ جھکا اور ان دونوں کو بھی کان قریب لانے کا حکم صادر کیا۔اگلے ہی لمحے وہ دونوں جوں ہی اس کے نزدیک آئے ہادی نے سرگوشی والے انداز میں انہیں بتانا شروع کیا۔

"میرے گھر والے میری شادی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولا۔

"اچھا تو ہم کیا کریں۔"

ارتضیٰ خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"چلو بھر پانی میں ڈوب مر میری جان۔"

ہادی دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔ان لوگوں کو سرے سے ہی اس کا خیال نہیں تھا۔

چلوں بھر پانی میں گر کر کون مرتا ہے اس کیلیے تو پورے تالاب کا بندوبست کروانا پڑے تاکہ یہ مرے تو"

"ہمیں بریانی بھی تو کھانے کو ملے۔

فارس طنزیہ لب و لہجے میں بولا۔ہادی دانت نکوستے ارتضیٰ کی جانب دیکھنے لگا جس کی ستھری ہو چکی تھی۔

"میں نے تو ٹینڈے بنوانے ہیں وصیت بھی کر دی ہوئی ہے میں نے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ارتضیٰ نے تمسخرانہ انداز میں مسکراتے ان کے اعصابوں پہ اپنی جانب سے بم پھوڑنے کی کوشش کی تھی۔

کوئی بات نہیں میری جان میں ٹینڈے بھی کھالوں گا بس بوٹیاں اس میں بھی زیادہ ہونی چاہیے۔تو جانتا ہے "

"نا میں تو سب کچھ کھالیتا ہوں۔

ہادی شاہانہ لہجے میں بولا۔ارتضیٰ کا وجود اس کی بات پہ جل کر راکھ ہو گیا جس کی حاضر جوابی سے وہ اچھا خاصہ تنگ تھا۔

"اب آگے بکواس کرو گے کہ کیا معاجرہ ہے۔"

فارس کی آواز ان دونوں کو ہوش کی دنیا میں کھینچ لائی۔ہادی نے گلہ کھنکھارتے ایک بار پھر بات کی تمہید باندھی۔

"ہاں تو میں بول رہا تھا کہ میرے گھر والے شادی کروا رہے ہیں میری۔"

وہ ایک بار پھر وہی بات دہراتے ہوئے بولا۔

"کیا ملکہ تھمبلینا سے کروا رہے ہیں جو اتنا تجسس پھیلا رہا ہے۔"

ارتضیٰ اس کی بکواس پہ چڑ کر بولا۔

تو مجھے ایک بات بتا کیا اس کی شکل ایسی ہے کہ اسے ملکہ تھمبلینا ملے۔نہیں نا تو فضول کیوں ہانکتا ہے۔"

فارس اس کی گدی پہ چپت رسید کرتے ہوئے بولا۔ارتضیٰ نے اس کی بات پہ تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں نے سوچا کہ آج کل تو کالوں کی بھی قسمت کھلی ہوئی ہے بڑی گوری میمیں مل رہی ہیں کیا پتہ ہمارے ہادی کی بھی لاٹری نکل آئے۔"

ارتضیٰ سکون سے کرسی سے پشت ٹکا کر بیٹھتے اس اچھی طرح جلا بھنا گیا۔ہادی نے نہایت سکون سے ان کی جانب دیکھا کیونکہ ابھی وہ اصل بات سے ہی آگاہ نہیں تھے۔

"میری شادی میرے گھر والے ملکہ پتیسہ سے کرنا چاہ رہے ہیں۔"

اس کے پرسکون لہجے پہ ان دونوں کی چلتی زبانوں کو بروقت بریک لگی۔

"ملکہ پتیسہ یہ کون سی آئیٹم ہے۔پتیسہ بھی کوئی نام۔پتیسہ مطلب پریسہ۔پریسہ کے ساتھ تیری شادی۔ابے گھونچو انسان کیا بکواس کر رہا ہے۔"

فارس پہلے تو ناسمجھی سے بولا مگر بات شعور کی منزل تک پہنچتے ہی اس نے صدماتی کیفیت سے اس کی جانب دیکھا۔ارتضیٰ کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی۔

"پریسہ اور تو۔"

ارتضیٰ بولتے ساتھ ہی زبردست قسم کا قہقہہ لگا اٹھا۔

"تیرے ماں باپ کو کیا نظر آیا تجھ میں جو تیرے ساتھ پریسہ کو سوچ لیا۔"

فارس سوگوشیانہ انداز میں بولتے خود بھی ارتضیٰ کے ساتھ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"اسے بولتے ہیں بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ ان تینوں نے چونک کر پیچھے دیکھا جہاں ان کا ایک جونیئر کھڑا اس کا سراسر مزاق اڑا رہا تھا۔

"چل دفعہ ہو یہاں سے۔"

ہادی اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتے ہوئے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا تو وہ لڑکا بھی ہنستا ہوا وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گیا۔اسے حقیقت میں اب افسوس ہو رہا تھا بھلا کیا ضرورت تھی انہیں بتانے کی اب یہ دونوں تو اس کا ذبردست قسم کا ریکارڈ لگائیں گے مگر اگر وہ نا بھی بتاتا تو انہیں کہی نا کہی سے پتہ لگ ہی جانا تھا۔

یار میں اس شادی پہ رضامند نہیں ہوں پلیز مجھے کوئی حل بتاؤ جس سے میں اس ہٹلر کو مناسکوں قسم سے "جب بھی جاتے ہیں میری توقع کے برعکس ہی جاتے ہیں۔

وہ جھنجھلا کر چڑتے ہوئے بولا۔چہرے پہ بے بسی چھائی ہوئی تھی۔وہ دونوں بھی سرعت سے سنجیدہ ہوئے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے ان پانچوں کی آمد پہ وہ تینوں ان سب باتوں کو ترک جاتے ان کی جانب متوجہ ہوئے جواب اپنی اپنی کرسیاں گھسیٹ کر بیٹھ رہی تھی۔

"قنا پھیل کر بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی ہم نے شہرام سر کا لیکچر بھی لینے جانا ہے۔"

پریسہ انہیں سکون سے آرڈر دیتے دیکھ جتانے والے لہجے میں بولی۔اس کی برخستہ بات پہ سب نے اس کی جانب ایسے دیکھا جیسے کوئی انہونی بات کہ دی ہو۔ان سب کے ایسے متوجہ ہونے پہ وہ سچ مچ گھبرا گئی۔

"کیا ہوا تم سب ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ یکے بعد دیگرے ان سب کو نظروں کے حصار میں لیے بولی۔

"کیا تم نہیں جانتی پریسہ۔"

بریزہ حیرت کے مارے دبے دبے لہجے میں چلائی۔پریسہ اس کی بات پہ نا سمجھی سے شانے اچکاتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"ابھی پورے لیکچر کے دوران سر چیخ چیخ کر بول کر گئے ہیں کہ سر شہرام اب ہمارے ساتھ آگے کنٹینیو نہیں کر پائیں گے وہ یہاں سے جا رہے ہیں تم کہاں سوئی ہوئی تھی۔ان کا اور ہمارا سفر بس یہی تک تھا۔

عفیفہ مزید کچھ بھی بول رہی تھی مگر پریسہ کو تو اس کی بات پہ اپنے کان سائیں سائیں کرتے ہوئے محسوس ہوئے۔آنکھوں میں گویا کسی بے مرچیں سی بھر دی تھی۔اسے اپنے دل کی دھڑکن سست پڑتی محسوس ہوئی معاً مریم کے کندھا ہلانے پہ وہ چونک کر خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔

"کیا ہوا کہاں کھو گئی محترمہ۔"

عناب اس کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بولی۔فارس نے بھی پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"نن۔نہیں کچھ نہیں وہ تم سب نے اچانک بتایا نا تو حیران ہو گئی تھی میں بس اور کچھ نہیں۔"

وہ غائب دماغی کی کیفیت میں بمشکل مسکراتے ہوئے انہیں مطمئن کرنے والے انداز میں بولی۔دل اپنی بربادی پہ خون کے آنسو رو رہا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب تہس نہس کر دے۔

"کیا سب اتنی جلدی اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولی اور خوفزدہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"میں تو مل بھی آیا اس سے اور ایک دن کی مہلت بھی مانگ لی ہے بھئی کیا ہے نا آج رات ذرا میر اذ بردست سا برتھڈے بیش ہو جائے پھر شہرام چلا جائے گا صد شکر ہے کہ وہ مان گیا ورنہ تم لوگ جانتے ہو کہ وہ کسی کی سننے والوں میں سے نہیں ہے کیوں پریسہ۔"

فارس کی اچانک بات پہ پریسہ نے خوف سے پیلے پڑتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا۔وہ بھلا کیوں سب کی موجودگی میں اسے پوائنٹ آؤٹ کررہا تھا۔

"تم پریسہ کو کیوں خاص مخاطب کررہے ہو ہم سب یہ بات اچھے سے جانتے ہیں۔"

مریم بر گر کھاتے ہوئے لاپرواہی سے بولی۔

"نو ڈاؤٹ مگر پریسہ پھر بھی ہم سب سے بہتر جانتی ہے اب دیکھو اس دن فٹ بال میچ میں کیسے ایک دوسرے سے شرطیں لگا رہے تھے دونوں۔پریسہ تو اس دن ہی اس کی نیچر کو سمجھ گئی ہوگی۔"

ارتضیٰ نے فارس کی بات کو ذرا تفصیل سے کھولتے سب کی مشکل آسان کردی۔پریسہ کا دھیان اب فارس کی برتھڈے کی جانب مبذول ہو چکا تھا مطلب وہ وہاں آنے والا تھا۔

"میں اپنی ایک آخری کوشش وہاں کروں گی۔"

وہ دل ہی دل میں خود کو آمادہ کرتے ہوئے بولی۔ایک بھولی بھسری مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔

آج موسم بھی اچھا خاصہ سہانہ ہے اگر رات تک بارش ہو گئی تو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تو کیا ہوا مزہ دو بالا ہو جائے گا مجھے تو ویسے بھی بارش میں جھومنے کا بہت شوق ہے۔"

عناب کی بات کے جواب میں پریسہ چہک کر بولی تو سب بھی اس کی بارش کیلیے دیوانگی محسوس کرتے کھل کر ہنس دیے۔ایکدم پریسہ کسی خیال کے ذہن میں آتے ہی اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

"تم کہاں چلی۔"

عفیفہ نے حیرت سے پلکیں واں کرتے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے سے اضطراب جھلک رہا تھا۔

"میں آتی ہوں بھائی سے کچھ بات کرنی ہے۔"

وہ ٹال مٹول سے کام لیتی تیز تیز قدموں سمیت کیفے کی حدود سے نکلی تھی۔یہ کام کرتے ہوئے دل نہایت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔وہ اپنے لزرتے وجود پہ قابو پاتے شہرام کے آفس کی جانب بڑھ گئی۔جو ضبط وہ ان سب کے سامنے باندھے بیٹھی تھی وہ بس ٹوٹنے کے قریب تھا۔

"شہرام یوں اپنی ذمہداری چھوڑ کر جانا کہاں کی عقلمندی ہے میرے بھائی۔"

صدام کو جب سے معلوم ہوا تھا کہ وہ واپس ایبٹ آباد اپنی حویلی جا رہا تھا اس وقت سے اسے سمجھانے میں لگا ہوا مگر شہرام وہ تو شاید کان لپیٹے کھڑا ہوا تھا۔

"شہرام میں تجھ سے مخاطب ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام سے مزید اپنی نظراندازی برداشت نا ہوئی تو غصیلے لہجے میں بولا۔ شہرام نے سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک بار پھر اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔

"میرا جانا بے حد ضروری ہے۔ وہاں سب کو میری ضرورت ہے۔"

وہ پتھریلے لہجے میں گویا ہوا۔ صدام نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا۔

اور یہاں جو سرا تنی امید اتنے بھروسے سے یہ ذمہداری تمہیں سونپ کر گئے ہیں اسے کس کے حوالے کر رہے ہو۔ دیکھو شہرام یہ درست فیصلہ نہیں ہے اس سے تمہارا کیریر جڑا ہے۔ تم اپنے بابا سے بات کر کے دیکھو وہ سمجھیں گے تمہیں۔"

وہ اس کے شانے پہ ہاتھ جماتے اب کی بار نرم لہجے میں بولا۔ شہرام نے نفی میں سر ہلاتے اپنی نگاہیں کھڑکی کے پار دکھائی دیتے مناظر پہ ٹکا دی۔

"ان کا حکم ہے صدام۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔

"تم اپنی منوانے کی کوشش تو کرو۔"

وہ کسی بھی حال میں اسے سمجھانا چاہتا تھا روکنا چاہتا تھا۔ پہلے بھی وہ یوں ہی اچانک اپنی پڑھائی کو چھوڑ کر ایک بار حویلی جا چکا تھا۔ وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا کہ خان بابا شہرام سے چاہتے کیا ہیں۔

"میں ان کا حکم نہیں ٹال سکتا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرد مہری سے بولتے گہرا سانس بھر اٹھا اور ایک تنبیہی نگاہ صدام پہ ڈالی جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ اب اس بابت کوئی بات نا کرنا۔

"پہلے کب تم نے ان کا حکم ٹالا ہے شہرام۔"

اس کے لہجے میں بیتے دنوں کی ایک آنچ سی تھی جو اسے جھلسا کر راکھ کر گئی۔اس کا پورا وجود انگاروں کی لپیٹ میں آ گیا تھا۔اس نے سرخ ہوتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

جانتے ہو تو پھر روک کیوں رہے ہو صدام۔میں نے بہت کوشش کی ہے انہیں ٹالنے کی مگر انہوں نے ہمیشہ "کی طرح ایک بھی نہیں سنی جیسے وہ ہمیشہ سے کرتے آئیں ہیں خیر تم یہ سب باتیں چھوڑو۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتے اسے گہرا سانس بھرنے پہ مجبور کر گیا۔

"اتنے عرصے بعد ملے تھے ابھی بھی اتنی جلدی جا رہے ہو شہرام۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔شہرام اس کی بات پہ تلخی سے ہنسا۔

تجھ سے زیادہ بے بس اور لاچار انسان اس دنیا میں کوئی نہیں ہو گا اور ابھی کہنے کو ساری دنیا مجھ سے ڈرتی "ہے۔"

وہ تاسف سے بولتے تمسخر سے ہنسا تو صدام نے اس کی پشت تھپتھپاتے اس کا حوصلہ بڑھایا تھا۔

"ڈرتی تو ہے دنیا اس میں کوئی شک نہیں۔تمہاری شکل ہی ایسی ہے کہ اگلا انسان ڈر جائے۔"

وہ بات کا رخ کسی اور جانب کرتے ہشاش بشاش لہجے میں بولا۔اس بات پہ اس کا چہرہ سرعت سے سپاٹ ہوا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایک اپنی اسی عادت سے مجھے محبت ہے ورنہ یہ دنیا سر پہ چڑھ کر ناچنے لگے گی اور ساتھ آپ کو بھی نچائے گی۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں بولا۔آنکھوں کے دریچوں میں ناچاہتے ہوئے بھی دو بھیگی آنکھیں لہرائی تھی۔وہ نفرت سے سر جھٹکتے میز کو مضبوطی سے تھام گیا۔

خیر میں اب چلتاہوں کلاس کا وقت ہو رہا ہے میری۔

وہ سنجیدگی سے بولتے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی شہرام سر جھٹکتے کرسی سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گیا۔ہاتھ میں پین تھاماہوا تھا جس کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز پورے کمرے میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد کمرے کے دروازے پہ کھٹکا سا ہوا۔اس نے بغیر چونکے آنکھیں موندی رکھی کیونکہ یہ وقت بالخصوص اس کی چائے کا ہوتا تھا مگر کافی دیر بعد بھی مقابل کی جانب سے کوئی ردعمل نا دیکھ اس نے ہولے سے اپنی آنکھیں کھولتے اطراف کا جائزہ لیا تو سامنے نگاہ پڑتے ہی اس کی بصارتیں ساکت ہو گئی۔چہرے پہ ازلی سردمہری عود آئی اس کے برعکس مقابل کے لبوں پہ ایک اذیت ناک مسکراہٹ رقصاں تھی جو شہرام کو مزید اشتعال میں مبتلا کر گئی۔اس نے غصے سے پیپر ویٹ اٹھاتے سامنے دیوار میں مارا۔ایک لمحے کیلیے پریسہ کا دل تو لرزا مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔

"پ یہاں کیا کر رہی ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کڑے تیوروں سمیت اس کے سر پہ پہنچتے گرجا۔پریسہ نے پلکوں کی جھالر اٹھاتے اس کی بھوری کانچ سی آنکھوں میں دیکھا جہاں فقط ایک تاثر تھا وہ بھی نفرت کا ناپسندیدگی کا۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

"میں وہ مجھے پتہ لگا تھا کہ آپ جا رہے ہیں تو میں۔"

تو آپ ایک بار پھر اپنی بے عزتی کروانے آگئی ہیں نا۔شرم ولحاظ نامی چیز ہے یا نہیں آپ میں یا ختم ہو گئی" "ہے۔صدام کی بہن سے مجھے قطعی ایسی توقع نہیں تھی۔

وہ اس کی بات درمیان میں ہی کاٹتے تیز لہجے میں دھاڑا۔پریسہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

کیا کیا ہے صدام کی بہن نے کیا آپ نے ناجائز تعلقات بنانے کی کوشش کی ہے یا پھر آپ کے ساتھ کچھ غلط" کر دیا ہے۔محبت کرتی ہوں میں آپ سے صرف آپ کا ساتھ ہی تو مانگ رہی ہوں صرف ساتھ اور کچھ بھی نہیں۔یقین کریں میں اپنی زندگی میں کسی چیز کیلیے اتنی بے بس نہیں ہوئی خدارا مجھ پہ رحم کھائیں۔میں نہیں جی پاؤں گی آپ کے بغیر۔آپ یہاں سے جا رہے ہیں یہ خیال ہی سوہانِ روح ہے تو جب نگاہوں سے اوجھل "ہو جائیں گے تو میں تو مر جاؤں گی۔

وہ ایکدم غصے سے بولتی نرم پڑی اور آخر میں بے بسی و بے کسی سے بولتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔کیسے وہ اس کی سنے گا وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"جو کرنا ہے کریں مگر میری جان چھوڑیں۔مجھے آپ جیسی لڑکی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے آئی سمجھ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے بازو کو جھٹکا دیتے اشتعال کے عالم میں بپھر اٹھا یہاں تک کہ اس کی دھاڑ سے آفس کی در و دیوار بھی لرز اٹھے اس نے گھبرا کر اپنے دونوں ہاتھ لبوں پہ سختی سے جمائے تھے۔ وہ سوچ کر آئی تھی کہ وہ اس کے سامنے بلکل بھی کمزور نہیں پڑے گی مگر اس ستمگر کو سامنے دیکھ ہمیشہ کی طرح وہ بکھر گئی تھی۔

"آپ کی محبت دیمک کی مانند مجھے اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہے۔"

چند ساعتوں بعد اس کی خالی آواز سے آفس کے ماحول میں ارتعاش پیدا ہوا۔

اور میں اس دن کا انتظار کروں گا جس دن یہ مکمل طور پہ آپکو نگل لے پھر ہی شاید میں اس سب پہ یقین کر "پاؤں۔"

وہ ناگواری سے بولتے سر جھٹک گیا۔ پریسہ کے لبوں پہ ایک تکلیف دہ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

"مجھے اس محبت کے شعلوں میں جھونکتے دردناک مات سے روشناس مت کرائیں۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتی کسی بچے کی مانند ضدی لب و لہجے میں بولی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آذاد کروایا تھا۔

میری نگاہوں سے نکلتے شعلے ہی آپکو مات دینے کیلیے کافی ہیں ان محبت وحبت کے چکروں میں نہیں پڑتا "میں۔"

وہ استہزائیہ لہجے میں بولتے ایک کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈال کر بہت کچھ جتا گیا۔

"حوصلے بہت بلند ہیں میرے۔ آپ میرے انجام کی فکر مت کریں بلکہ اپنے انجام سے خوفزدہ ہوں۔"

وہ اپنے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے تمسخرانہ لہجے میں بولتی اس کا چہرہ پل بھر میں سرخ کر گئی۔اس نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو کھینچتے آفس کا دروازہ کھولا اور ایک طائرانہ نگاہ راہداری میں ڈال کر کسی کے نا ہونے کا یقین کرتے ہی ایک جھٹکے سے اسے باہر کی جانب دھکیلا تھا۔

"کاش یہ بے عزتی آپ کو محسوس ہو جائے تو دوبارہ مجھے اپنی شکل نا دکھائیں آپ۔"

وہ برفیلے لہجے میں بولتے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کر گیا۔پریسہ نے خالی الزہنی سے بند دروازے کو دیکھا۔اس کی بات سے اس کا پور پور سنسنا اٹھا تھا۔وہ غائب دماغی کی کیفیت میں گھڑی زمین کو گھور رہی تھی معاً اپنے نزدیک ہی قدموں کی چاپ محسوس کر اس نے چونک کر اپنی آنسوؤں سے لبریز نگاہیں دائیں جانب اٹھائی جہاں سے مریم اور بریزہ اپنی باتوں میں مصروف اسی جانب آ رہی تھی۔شاید ان کی اس پہ نظر نہیں گئی تھی۔پریسہ گھبرا کر سرعت سے پلر کی اوٹ میں ہوئی تھی۔ان کے وہاں سے گزرتے ہی اس نے اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے گہرا سانس بھرا اور اپنی آنکھوں کو سختی سے رگڑتے کومن روم کی جانب بڑھ گئی تاکہ چہرے پہ پانی کے چھپاکے مار کر اپنی جلتی آنکھوں کو سکون پہنچا سکے۔جل تو اس کا وجود بھی رہا تھا مگر اسے راحت صرف شہرام کے ساتھ سے ہی مل سکتی تھی۔وہ مریل قدموں سے چلتی آگے کی جانب بڑھ گئی ذہن شہرام کی باتوں میں الجھتے مکمل طور پہ ماؤف ہو چکا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی کی گود میں سر رکھتے اپنے دل کا سارا غبار اس کے سامنے نکال دے۔اس دنیا سے ہی اس کا دل اچاٹ ہو چکا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

شیخ ولاس میں ہر جگہ گہما گہمی کا سماں تھا۔سالگرہ کی تقریب پوری جوش وخروش سے جاری تھی۔لاؤنج میں ڈسکولائٹس لگائی گئی تھی جس سے پوپ پارٹی کا گمان ہورہا تھا۔زیادہ لوگوں کو مدعو نہیں کیا گیا تھا بس فارس کے چند دوست ہی وہاں موجود تھے کیونکہ یہ پارٹی اس کی جانب سے دی گئی تھی۔آفتاب صاحب کا تو کہنا تھا کہ وہ اس کے سالگرہ کی خوشی میں بڑی سی پارٹی آرگنائز کرتے شہر کے معروف بزنس مین کو بھی دعوت دینا چاہتے تھے اور اینکرز وغیرہ کو بلواتے پارٹی کی رونق کو چار چاند لگوانا چاہتے تھے مفر فارس نے یہ سب کہ کر انہیں صاف انکار کر دیا تھا کہ اسے یہ سب چونچلے قطعی نہیں پسند۔تھیم ان سب نے سیاہ رنگ کی رکھی تھی۔ایک جانب بڑا سا میز لگاتے اس کے عقب میں سیاہ اور گولڈن پردے لگائے گئے تھے جس میں بڑے بڑے حروف میں بورن ڈے لکھا ہوا تھا۔وہ خود سیاہ ٹیکسڈو میں ملبوس تھا۔اس کے نزدیک ہی ہادی اور ارتضیٰ کھڑے میکس سے باتوں میں مصروف تھے جیسے اس کے بچھڑے ہوئے ساتھی ہو جبکہ تمام لڑکیاں ایک جانب کھڑی اپنے ہلے گلے میں محو تھی کیونکہ ابھی بارہ بجنے میں کافی وقت تھا اور صدام اور شہرام بھی بس پہنچنے والے تھے۔آفتاب صاحب نے پارٹی میں شمولیت اختیار نہیں کی تھی کیونکہ ان کے خیال میں یہ اس کے دوستوں کی پارٹی تھی تو انہیں اس سب سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

میکس جو ارتضیٰ کے اوپر چڑھ رہا تھا ایک جانب نگاہ پڑتے ہی اس کی آنکھیں پل بھر میں چمکی تھی۔اس نے شیطانیت بھری نگاہوں سے اپنے باس کی جانب دیکھا جس کا اشارہ ملتے ہی وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا اس جانب چل دیا جہاں مریم ان چاروں میں گھڑی قہقہے لگا رہی تھی۔وہ بھاگتا ہوا اس تک پہنچا اور اس کے

قدموں کو چاٹنے لگا۔مریم جس نے ہیل پہنی ہوئی تھی اپنے پاؤں میں غیر معمولی پن کے احساس سے اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے نیچے کی جانب دیکھا مگر اپنے پاؤں میں بیٹھے میکس کو خود کو تکتا پاکر بھونچکارہ گئی۔اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے میکس کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے چیختی چلاتی ہوئی وہاں سے بھاگی مگر ہیل پہنے ہونے کی بدولت پاؤں مرتے ہی ایک جھٹکے سے توازن کھوتی زمین بوس ہوئی تھی۔وہاں موجود سب کے اس اچانک ہوئی افتاد پہ قہقہے ابل پڑے۔

"جاہل انسان ڈوب کے مرجاؤ تم۔جانتے بھی ہو مجھے ان چیزوں کس قدر خوف آتا ہے۔"

مریم تڑپ کر بولی اور میکس کی وحشت ذدہ نگاہوں میں دیکھا۔

تبھی تو اسے تمہارے پاس آیا ہے اسے بھی ہماری طرح تمہیں کسی چیز سے ڈرتا دیکھ دل کو سکون میسر آتا "ہوگا۔"

۔ہادی آنکھیں موندتے دلفریبی سے گویا ہوا

"یہ لازماً تمہاری حرکت ہی ہوگی فارس آج کے دن تو کچھ لحاظ کرلو کم از کم۔"

پریسہ اسے شرم دلاتے ہوئے بولی۔سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کی ناک غصے سے پھولی ہوئی تھی۔پریسہ ایکدم جھکی اور میکس کے بالوں کو نرمی سے سہلاتے مسکرائی تھی۔میکس کو بھی شاید یہ لمس پسند آیا تھا تبھی اپنی مخصوص انداز میں بولتے سکون سے آنکھیں موند گیا۔فارس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

استغفراللہ تجھ میں اور میرے دوستوں میں کوئی فرق نہیں ہے میکس تو بھی ان کی طرح لڑکیوں کو ترسا ہوا"

"ہے۔

وہ میکس کو کان کو مروڑتے حیرت کی زیادری سے کھلی آنکھوں سمیت بولا۔پریسہ کا منہ اسکی بکواس پہ کھلا کا کھلا

رہ گیا۔

بے شرمی کی ساری حدیں تجھ پہ آکر ختم ہو جاتی ہیں فارس۔ تیرے ماں باپ تجھے دنیا میں لا کر جس پہلے "

"احساس سے روشناس ہوئے ہونگے وہ شرمندگی کا ہی ہوگا۔

ارتضیٰ نے اس کے شانے پہ دھموکا جڑا۔انہی سب باتوں کے دوران صدام اور شہرام بھی پہنچ گئے تھے۔پریسہ کی نگاہ بے دھیانی میں اس پہ پڑتے ہی ساکت ہوئی تھی وہ سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔اس نے کبھی بھی اسے پینٹ شرٹ یا پینٹ کوٹ پہنے نہیں دیکھا تھا۔وہ ہمیشہ ہی شلوار قمیض پہنتا تھا اور اس پہ اوڑھی ہوئی چادر جو اس کی باوقار شخصیت کو چار چاند لگاتی تھی۔اس کی آنکھوں کی جوت ایک بار پھر جل اٹھی تھی مگر صدام پہ نگاہ پڑتے ہی اس نے ناراضگی کا مکمل اظہار کرتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا تھا۔عفیفہ بھی طبیعت خرابی کی بدولت نہیں آسکی تھی مگر وہ جانتی تھی کہ یہ طبعت خرابی نہیں بلکہ اس کے گھر کے مسئلے مسائل ہیں۔عناب مریم اور بریزہ کے پوچھنے پہ بھی اس نے ٹال مٹول سے کام لیتے انہیں خاموش کروادیا تھا۔صدام اور شہرام فارس سے آکر ملے تو بارہ بجتے ہی فارس نے کیک کاٹا تھا جس پہ دی ہینڈسم ہنک لکھا ہوا تھا۔

"صدام بھائی آپ اتنی لیٹ کیوں ہو گئے۔"

عناب نے صدام کو مخاطب کرتے استفسار کیا۔

بارش کی بدولت باہر بہت تیز بارش ہو رہی تھی جس کی بدولت ٹریفک بھی جام تھی اور شہرام کو بھی بس "ابھی نکلنا ہے ائیر پورٹ کیلیے تو اس کا سامان وغیرہ پہنچانا تھا وہاں۔

وہ تفصیل سے بتاتے ہوئے نرمی سے بولا۔ وہ سب افسردگی سے اثبات میں سر ہلا گئی مگر ایک جانب کھڑی پریسہ مسلسل بری طرح انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

"صرف تمہاری سالگرہ کے موقع پہ یہاں آیا تھا اب مجھے نکلنا چاہیے وقت بہت کم رہ گیا ہے۔"

شہرام فارس سے بولتے اپنی چوڑی کلائی میں موجود گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔ سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

"چھوڑنے کون جا رہا ہے۔"

ہادی نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑسے۔

"لارڈ صاحب کا حکم ہے کہ یہ خود ہی جائے گا کوئی ساتھ نہیں جائے گا۔"

صدام شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تو سب نے کندھے اچکاتے اس کی بات کی تائید کی تھی۔

وہ سب سے ملتا اس پہ ایک غلط نگاہ ڈالے بغیر وہاں سے باہر کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی پریسہ نے ایک چور نگاہ اس پہ ڈالی اور اپنے قدم پیچھے کی جانب لیتے بھاگنے والے انداز میں اس کے تعاقب میں باہر کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

جانب بڑھی تھی۔دل کی دھڑکن سست پڑ چکی تھی۔اب تک تو یہ احساس تھا کہ وہ فلحال یہی ہے مگر ابھی تو وہ جارہا تھا۔وہ تو جیتے جی مر جائے گی۔حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا جسے اس نے مشکل اندر کی جانب دھکیلا تھا۔وہ جوں ہی باہر پہنچی وہ کچھ ہی فاصلے پہ کھڑا کسی سے فون پہ پٹھانوں والے لب ولہجے میں بات کرنے میں مصروف تھا۔بارش کو دیکھتے وہ روتے روتے بھی مسکائی تھی۔اس بارش کی تو وہ دیوانی تھی۔

بارش زور و شور سے برس رہی تھی۔آسمان سے گرنے والی بوندیں اس کے جلتے دل پہ ایک پھوار بن کر برس رہی تھی۔ٹھنڈی یک بستہ ہوا کے تیز جھونکے اندر تک اترتے وجود میں کپکپی پھیلاتے تو وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلتے سردی کی شدت میں کمی کرنے لگتی۔ہر جانب ہو کا عالم تھا بس کچھ فاصلے پہ رنگوں پہ نہایا ہوا ایک گھر تھا جہاں مدھم سی ڈی جے کی آوازیں اس کی سماعتوں میں اتر رہی تھی مگر دل پھر بھی بے چین تھا۔دل میں ایک انجانا سا خوف تھا کچھ چھن جانے کا خوف جو سختی سے اس کا دل مٹھی میں جکڑتے اس کی سانس تک کھینچ رہا تھا۔وہ ایک درخت تلے کھڑی ان برستی ہوئی بوندوں کو تک رہی تھی جو اس کا پہلا عشق تھی۔جن سے محبت شاید اس پہ فرض ہوئی تھی۔آنکھوں میں بے پناہ جگنو چہرے پہ ایک الوہی سی چمک لیے وہ بارش میں بھیگنے کو مچل رہی تھی معاً اس کی نگاہ اپنے ساتھ ہی کچھ فاصلے پہ کھڑے وجود پہ پڑی تو اس نے حسرت بھری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا۔وہ اس کے تعاقب میں تو یہاں تک کا سفر کر آئی تغی۔اسے اپنے اس قدر نزدیک دیکھ دل بے ایمان ہو رہا تھا۔کچھ ساعتوں بعد وہ موبائل رکھتے اپنی بروقار چال چلتے اسی کی جانب چلا آیا تو اس کی سانسیں تھمی تھی کیونکہ وہ ہر چیز سے بے پرواہ بارش میں بھیگ رہا تھا اور اس سنگ بھیگنے کی خواہش تو اس کی

بھی تھی تو کیا آج اس کی خواہشات پوری ہونے والی تھی۔ وہ سہج دہج کر قدم اٹھاتے اس کے نزدیک آئی تھی۔ شہرام کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی۔

"وہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے بس ایک بار سن لیں۔"

وہ ترستی نگاہوں سے اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے بولی جس پہ ہنوز ایک اکھڑپن چھایا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے جلدی بولیں میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

وہ اکھڑ لہجے میں بولتے اس کے چہرے سے مسکراہٹ بے دردی سے نوچ چکا تھا۔اس نے ہمت متجمع کرتے اس کی جانب دیکھا جو بارہار بار ایسا کرتا تھا کیا وہ اسے شرمندہ کرنا چاہتا تھا۔

"وہ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا مجھے۔"

وہ بمشکل اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پہ قابو پانے کی خاطر اپنے شگرفی لبوں کو سختی سے دانتوں میں دبا گئی یہاں تک کہ خون کا ذائقہ اس کے منہ تک میں گھل گیا۔ مقابل کی آنکھیں اس کی بات پہ سرخ ہوئی۔اس نے ایک قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالی اور بے نیازی سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے قدم آگے کی جانب بڑھائے کیونکہ اس کی بات کا جواب وہ فلحال نہیں رکھتا تھا۔ بارش پوری طرح برستے ان دونوں کو بھگا رہی تھی۔اپنے مضبوط بازو پہ اس کا لمس محسوس کر وہ ایک جھٹکے سے اس کے مقابل آیا تھا۔اس کے ہاتھوں کی لغزش مقابل کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔ وہ اس کے چند قدم کی دوری پہ رکتے تمسخر سے ہنسا تو اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔ کیا وہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا یا اس کے جذبوں کا۔اس کے وجود میں غصے کے بھانبھڑ چلنے لگے۔ آنکھوں

All Rights Reserved By Novels Lounge

سے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہہ رہے تھے۔اس کی ذات ارزاں تو بلکل نہیں تھی کہ کوئی بھی اسے روند کر چلا جاتا اور وہ مظلومیت کا رونا روتے رہ جاتی۔ابھی بھی اس کا یوں ہنسنا اس کی حالت غیر ہونے لگی۔ہاں اس کی مسکراہٹ سے ہی تو تھی جس کی بدولت وہ جیتی تھی مگر یہی مسکراہٹ اسے فالوقت موت کے دہانے پہ دھکیل رہی تھی۔

"میں محبت کرتی ہوں آپ سے۔کیا اس کے معنوں سے واقف ہیں آپ۔"

اس کی بات پہ شہرام نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو آسمان سے زور و شور سے گرتی بارش کی بدولت بھیگی بھیگی سی کانپتے ہوئے پورے ہوش وحواس میں چلا رہی تھی۔چہرے پہ بارش کا پانی گرنے کی بدولت اس کے نین کٹوروں سے نکلتے آنسو بھی بارش کے ساتھ ہی پھسلتے چلے جارہے تھے۔

"کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے۔"

معاً وہ مضبوط قدم اٹھاتا اس تک آیا جس کی بدولت زمین پہ موجود بارش کے پانی کی بدولت چند چھینٹیں اسکے کپڑوں پہ بھی پڑی تھی۔اس لڑکی نے بھیگی متورم آنکھوں سے اس کا چہرہ جانچا جہاں فقط سرد مہری کا تاثر ابھرا ہوا تھا۔اس نے بے دردی سے اپنے سردی سے جمتے گالوں کو رگڑتے کپکپاتے لبوں سمیت ایک ہچکی بھری۔

"شاید خود سے بھی زیادہ۔"

پریسہ دھیمے پرسوز لہجے میں بولتی مقابل کو ساکت وجامد کر گئی۔بارش کے برسنے کی آواز تو کہی دور جا کھوئی تھی اسکی سماعتوں میں تو صرف اس لڑکی کے الفاظ گونج رہے تھے جو کس قدر دھڑلے سے اس سے محبت کا اظہار

All Rights Reserved By Novels Lounge

کررہی تھی یہاں تک کہ وہ اس سے قائم اس کا رشتہ بھی فراموش کرچکی تھی کہ وہ اس کے استاد کے رتبے پہ فائز ہے۔اس نے دو قدم مزید آگے بڑھاتے اس کے بازو کو سختی سے اپنی آہنی گرفت میں لیتے ایک جھٹکا دیا کہ اس کے لبوں سے ایک سسکی برآمد ہوئی۔

"شاید لفظ سے نفرت ہے مجھے۔یقین دلاؤ اپنی محبت کا مجھے کہ کس قدر محبت کرتی ہو مجھ سے۔"

وہ بے تاثر لہجے میں بولتے اس کے وجود میں نئے سرے سے خوف بھر گیا۔اس نے زرد پڑتے چہرے سمیت اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔اسے اپنا آپ بھسم ہوتا محسوس ہوا۔کیا محبت میں اتنی بھی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ مقابل کو شکست دے کر اپنی جانب مائل کرسکے۔کبھی کبھی محبت حقیقتاً کمزور ہوتی ہے۔اس کی ذات کیا مقابل کیلیے اس قدر بے وقعت تھی۔وہ جی کراہ کر رہ گئی۔شدت سے جی چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے اس وقت وہ خود کو بے بسی کی انتہاؤں پہ محسوس کررہی تھی۔

"مم۔میں آپ کیلیے کچھ بھی کرسکتی ہوں۔کچھ بھی۔میں نے آپ سے محبت کرکے خساروں کو اپنی ذات سے منسلک کرلیا ہے۔اب میں چاہ کر بھی خود کو اس خسارے سے نہیں نکال سکتی۔اس سے زیادہ محبت کا یقین کیسے دلایا جاتا ہے۔"

وہ بے بسی و بے کسی سے بولتی اس کے ہاتھ کو تھامتے اس کی ہتھیلی پہ گرتی بارش کی بوندوں کو دیکھنے لگی اور وہ اس کے سردی سے نیلے پڑتے لبوں کو دیکھتے سختی سے لب بھینچ گیا۔یہ لڑکی کو اس کے پیچھے سب کچھ لٹوانے کو

All Rights Reserved By Novels Lounge

تیار تھی مگر کیوں وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا۔کیا اسے اپنی عزت وحرمت کی پرواہ نہیں تھی جو تن تنہا اس سرد رات میں بارش سے بھیگے کپڑوں سمیت اس سے اپنی محبت کی بھیک مانگ رہی تھی۔

"کچھ بھی کر سکتی ہو نا میرے لیے۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے عجیب سی چمک لیے گہرے لہجے میں استسفار کرنے لگا۔پریسہ نے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔

کچھ بھی! چاہے آپ آزما کر دیکھ لیجیے گا آپ سے منسلک ہر امتحان میں میں کامیاب ٹھہروں گی۔

وہ اذیت سے مسکراتے خود ترسی کی کیفیت میں گویا ہوئی۔شہرام سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے دونوں ہاتھوں کو اپنی پشت پہ باندھ گیا۔

"ٹھیک ہے پھر بھول جاؤ مجھے۔'

وہ سفاک لب و لہجے میں بولتے اسے سن کر گیا۔وہ اس کی بات پہ دھنگ رہ گئی۔اس کے ہاتھ پہ اس کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔وہ یہ سننے کی خواہاں تو نہیں تھی۔کیا سچ میں کسی کا کہا سچ ہونے والا تھا کہ محبت میں ذلت کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں۔اس کے لب کچھ بولنے کی خاطر پھڑ پھڑائے تھے۔

میں کوشش تو کرلوں گی مگر میں جانتی ہوں کہ میں آپ کو بھولنے کی پہلی کوشش میں ہی اپنی جان گنوا دوں گی۔میری سانسیں تھم جائیں گی۔کیا آپ مجھے مرتا ہوا دیکھ لیں گے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایک بے مول آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹتے اس کی چوڑی ہتھیلی پہ گرا تو وہ ایک جھٹکے میں اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالتے مٹھی کو بھینچ گیا اور پتھریلی نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائی۔

ہاں تمہاری موت کا اتنا دکھ نہیں ہو گا جتنا تمہارے سے محبت کے عہد و پیمان باندھنے سے ہو گا۔ تم میرے" ساتھ کی خواہش کرکے فقط اپنے نام اذیت لکھوا رہی ہو کیونکہ مجھ سے کسی قسم کی توقع مت رکھنا۔ کاش تم نے ہمارے مابین رشتوں کے تقدس کا خیال کیا ہوتا تو مجھے آج تم سے اس قدر شدید نفرت نا محسوس ہو رہی "ہوتی۔

شہرام بر فیلے زہر خند لہجے میں بولتے اس کی ذات کے پرخچے اڑاتے اس کا وجود لہولہان کر گیا۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی تھی مگر ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے دل کو مٹھی میں جکڑ رہا ہو۔

"اتنی نفرت کرتے ہیں مجھ سے۔'

وہ اذیت زدہ لہجے میں بولتی آنکھوں میں ایک آس لیے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ شدت سے خواہش کی تھی اس چہرے پہ اپنے نام سے چمک دیکھنے کی مگر ہر بار کی طرح وہ ناکام ٹھہری تھی۔

شاید اس سے بھی زیادہ۔ لوگوں کی محبت ان سے کچھ بھی کروانے کا دم رکھتی ہے اور میری نفرت میں اتنا دم" ضرور ہے کہ میں تمہاری جان لینے سے بھی گریز نہیں کروں گا پھر ہر جانب جانتی ہو کیا چرچے ہونگے کہ ایک "عاشق اپنے محبوب کے ہاتھوں ہی مارا گیا وہ محبوب جس کے اندر سرے سے ہی اس کیلیے کوئی جذبہ نہیں تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام اس کے وجود کو بے دردی سے جھٹکتے عجیب تنفر بھرے لہجے میں بولتے اپنا چہرہ آسمان کی جانب کرتے بارش کی بوندوں کو خود پہ گرتے محسوس کرنے لگا تاکہ وجود میں اٹھ رہی جلن کو کم کر سکے۔ وہ اس کی بات پہ لڑکھڑاتے بے دم سی ہوتی زمین پہ گرنے والے انداز میں بیٹھی تو پورے وجود میں ٹھٹھرتی سردی کی بدولت سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"آپ جانتے ہیں کہ آپ بہت ظالم ہیں۔'

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

"نہیں غلط میں ظالم نہیں ہوں تم ظالم ہو۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے لہجے میں بولا۔ پریسہ کے چہرے پہ ایک تاریک سایہ لہرایا۔

ہاں میں ظالم ہوں مگر آپ کے معاملے میں نہیں اپنے معاملے میں کیونکہ سب جانتے بوجھتے میں خود پہ ظلم کر رہی ہوں۔ میرے زندگی کا سب سے سیاہ ترین دن ہے یہ میرے پسندیدہ موسم میں میرے پسندیدہ شخص نے میرے وجود سے روح تک کھینچ لی ہے۔ نا اب یہ موسم پسند رہے گا اور۔"

وہ غیض کے عالم میں چلا کر بولتے آخر میں کمزور پڑی تھی۔ سانسیں تھم سی گئی تھی۔ بس بارش کے گرنے کی آواز اس کی سماعتوں پہ اب گراں گزر رہی تھی۔ اسے نفرت محسوس ہو رہی تھی اس موسم سے۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی گہری بات پہ ایک لمحے کیلیے خاموش ہوا مگر پھر ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنی گاڑی تک پہنچا تھا۔اس نے حسرت سے اس کی چوری پشت کو تکا تھا کہ شاید وہ واپس لوٹ کر اس کا ہاتھ تھام لے اور وہ کسی تتلی کی مانند فضا میں لہلہاتی پھر مگر کچھ خواب کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھاڑ سکتے۔

تم کہتے ہو کہ تم میری جان لینے کی ہمت رکھتے ہو مگر تمہیں کیا معلوم تم میری جان لے چکے ہو۔تم نے مجھے" مار دیا ہے آج ایک محبوب نے بے دردی سے اپنے عاشق کی سانسیں روک دی ہیں تمہاری ہمت کی تو واقعی داد دینی پڑے گی۔تم بہت بے دردی ہو بہت زیادہ۔خود پہ بے تحاشہ جبر کرتے محبت کا جتنا بھی سفر میں طے کر پائی ہوں اس سفر میں ایک بات بہت اچھے سے جان گئی ہوں کہ محبت کبھی مر نہیں سکتی بلکہ مار ضرور دیتی "ہے۔

وہ کرب سے آنکھیں موندتے ویران لہجے میں بڑبڑائی۔گاڑی کی ہیڈ لائٹس اپنے چہرے پہ محسوس کر اس نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی گاڑی کی جانب دیکھا جہاں اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھنا اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی۔وہ اپنی ہی سوچ کر تلخی سے مسکرائی تھی۔لب بری طرح نیلے پڑنا شروع ہو چکے تھے۔گاڑی نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت تاریکی سی چھائی اگلے ہی لمحے وہ زرد چہرے سمیت آنکھوں کو سختی سے میچ گئی تھی مگر پھر بھی وہ پتھر دل بنا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

"ہائے اللہ میری بچی کیا ہو گیا اسے۔گھر سے تو بلکل ٹھیک گئی تھی وہاں جا کر کیا ہو گیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عافیہ اس کے نزدیک جگہ سنبھالتی بھیگے لہجے میں بولی۔جب سے صدام اسے گھر واپس لے کر لوٹا تھا وہ ویسے ہی بھیگے لباس میں موجود ہوش و حواس سے بیگانہ تھی۔چہرہ قدرے نیلا پڑ چکا تھا کیونکہ نا جانے وہ کب سے بارش میں بھیگ رہی تھی۔

میں کچھ نہیں جانتا ماما میں تو اس کی غیر موجودگی محسوس کر کے اس کو تلاش کرتے باہر تک پہنچا تھا تو وہاں یہ "ایسے ہی بے ہوش ملی مجھے۔"

وہ چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجائے گویا ہوا۔عادل نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب وہ باہر گری پڑی تمہیں ملی اور تم نے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا کہ مسئلہ کیا ہوا آخر۔"

وہ اب کی بار صدام پہ برس پڑے کیونکہ یہاں بات ان کی لاڈلی بیٹی کی تھی۔صدام ان کی بات پہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا اور پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے لب بری طرح کپکپا رہے تھے۔اس نے سرعت سے ہیٹر آن کرتے اس کے وجود کو حرارت بخشنی چاہی تھی۔کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں وہاں سے نکلتے چلے گئے تاکہ عافیہ اس کے لباس تبدیل کروا سکے۔ڈاکٹر کو وہ پہلے ہی فون کر چکے تھے۔ان کے جاتے ہی عافیہ نے سب سے قبل اس کا لباس تبدیل کرواتے اس کے ہاتھ پاؤں سہلائے تاکہ وہ کچھ حد تک ہوش کی دنیا میں لوٹے۔

'پری آنکھیں کھولو میری جان۔"

عافیہ اس کے چہرے پہ جھکتے بھیگے لہجے میں بولی اور مسلسل اس کے ہاتھ پاؤں سہلانے لگی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ناجانے کیا ہو گیا ہے میری بچی کو اٹھو پری۔"

وہ اس کی پیشانی پہ لب رکھتے ہوئے محبت سے گویا ہوئی۔چند ساعتوں بعد اس کے پلکوں پہ ہلکی سی جنبش ہوئی تھی۔اس نے بھاری ہوتے پپوٹوں کو کھولتے اطراف کا جائزہ لینا چاہا مگر سر میں اٹھتی ٹیسوں کی بدولت ڈھے جانے والے انداز میں وہی سر پیٹخ گئی۔عافیہ نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ماما۔"

وہ مدھم لہجے میں کراہ اٹھی۔عافیہ نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں سے تواتر آنسو بہہ رہے تھے۔

"میرا بیٹا آنکھیں تو کھولے ماما یہی ہے۔"

وہ اس کے گال سہلاتے ہوئے محبت سے بولی۔پریسہ نے سختی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ماما مجھے یہ آنکھیں نہیں کھولنی ماما مجھے مرنا ہے۔پلیز ماما مجھے ماردیں ماما۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔عافیہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جس کا پورا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔

"ماما کی جان مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔"

وہ اسے تھام کر سہارہ دیتے بٹھاتے ہوئے پچکارنے والے انداز میں بولی۔

ماما آپ تو کہتی تھی کہ میں جو بھی مانگوں گی مجھے مل جائے تو وہ مجھے کیوں نہیں ملا۔میں نے تو اس کی بہت منت' "سماجت کی تھی میں بیمہت روئی تڑپی گڑگڑائی مگر اس نے میری ایک بھی بات نہیں سنی ماما۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پاگلوں کی طرح اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے ہوئے بولی۔عافیہ کے چہرے کے تاثرات ایکدم سنجیدہ ہوئے تھے۔انہوں نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے آنکھوں سے تواتر آنسو بہہ رہے تھے جس سے صاف اس کی اذیت کا اندازہ لگایا جارہا تھا۔عافیہ کے دل کو بے ساختہ دھکا سا لگا۔

"کون نہیں ملا پری کون نہیں ملا تمہیں کس کے آگے تم روئی ہو۔مجھے ٹھیک سے بتاؤ۔"

وہ اس کے دونوں بازوؤں کو جھنجھوڑتے ہوئے غصے سے بولی۔پریسہ کا چہرہ سپید پڑنے لگا مگر اس نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بس وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"ماما میں اپ سب کی لاڈلی ہوں نا۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولی۔عافیہ نے بے بسی و بے کسی سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر کمرے کے بند دروازے کو صد شکر تھا کہ صدام اور عدیل میں سے کوئی کمرے میں نہیں تھا ورنہ پریسہ ان کے سامنے بولنے سے بھی گریز نا کرتی کیونکہ فلحال وہ اپنے حواسوں میں بلکل نہیں لگ رہی تھی۔

"ماما بتائیں نا میں آپ سب کی لاڈلی ہوں نا۔آپ کی پری بابا کی بٹیا اور بھائی کی لاڈو۔ہے نا ماما۔"

وہ ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے بے تابی سے بولی۔عافیہ کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے ان کے گال پہ بہا تھا۔اس کی حالت ناقابل برداشت تھی۔ناچاہتے ہوئے بھی انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔پریسہ تھک کر اذیت سے مسکراتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تو آپ کی اس لاڈلی کو کیوں رسوا کر دیا ماما اس نے۔کیوں توڑ دیا کیوں مار دیا مجھے جیتے جی۔آپ کی پری کی" خوشیاں چھین لی اس نے۔بابا کی بٹیا کی سانسیں روک لی اور بھائی کی لاڈو کو ختم کر دیا ماما۔ختم کر دیا۔ماما پلیز آپ "کہیں ناان سے کہ واپس آ جائیں۔

وہ تلخ لہجے میں بولتی اپنے گھٹنوں کے گرد بازو حمائل کرتے اس پہ سر ٹکا گئی۔

"کس نے کیا ہے کیا کیا ہے کیوں کیا ہے مجھے تو کچھ بتاؤ۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی میری جان۔"

وہ تھکے تھکے انداز میں بولی۔اس کی باتیں ان کے دل پہ کسی خنجر کی مانند پیوست ہو رہی تھی۔

"لا دیں ماما پریسہ کو شہرام خان لا دیں ماما ورنہ وہ مر جائے گی۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامتے منت کرنے والے انداز میں بولی۔عافیہ کے چہرے کی رنگت سپید پڑ گئی۔انہوں نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اور وہ خالی خالی نگاہوں سے کھڑکی سے باہر دوڑتے مناظر کو تک رہی تھی۔عافیہ نے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کرتے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کیا بولا تم نے۔"

وہ خوفزدہ نگاہوں سے دروازے کو دیکھتے خوفزدہ لہجے میں بولی۔پریسہ نے خاموشی سے ان کی جانب دیکھا۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں کیا بولا تم نے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے بازو کو بے دردی سے جھٹکا دیتے ہوئے بولی۔ وہ اس قدر بڑی کوتاہی کیسے کر سکتی تھی۔ اپنی عزت کو داؤ پہ کیسے لگا سکتی تھی۔ انہیں اپنے دماغ کی شریانیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔ لہجہ خود بخود سخت ہو گیا تھا۔

"ناماوہ شش۔ شہرام۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی اپنے منہ پہ پڑنے والے تھپڑ سے وہ ایکدم لڑھک کر بیڈ پہ ہی اوندھی گری تھی۔ اس نے اپنے جلتے گال پہ ہاتھ رکھتے بھیگی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جنھوں نے زندگی میں پہلی بار اس پہ ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ عافیہ کا تنفس غصے کی بدولت تیز ہو گیا۔

شہرام خان۔ وہی نا جو صدام کا دوست ہے دونوں کے درمیان عمروں کا فرق دیکھا ہے تم نے پریسہ۔ "تم کونسی عشق معشوقیوں کے قصے کہانی گھرنے چلی ہو کیا اپنے باپ بھائی کو نہیں جانتی اگر وہ تمہیں لاڈ پیار کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم اس چیز کا ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔ دل تو شدت سے چاہ رہا ہے کہ دو تین مزید "لگاؤں مگر میرے میں اتنی سکت نہیں ہے۔

وہ اشتعال آمیز نگاہوں سے اسے گھورتی تنفر بھرے لہجے میں بولی۔ پریشہ نے زخمی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا مگر کچھ بھی بولنے کی زحمت نہیں کی۔ وہ عافیہ کے ہاتھ اٹھانے پہ ہی دم بخود رہ گئی تھی۔

"ماما میں نے کوئی غلط کام۔"

اس سے بڑھ کر غلط کام کیا ہو گا پری تم اس شخص کے سامنے گڑگڑائی ہو۔میری بیٹی ہو تم میری زندگی ہو"تم کیوں خود کو اذیت میں مبتلا کر لیا ہے میری جان۔کیوں کیا ہے یہ سب۔کیوں بھول گئی اپنی عزت اپنی غیرت اپنے باپ بھائی کے نام کو۔"

وہ اس کے سامنے بیٹھی مسلسل اسے جھنجھوڑ رہی تھی اور وہ کسی چٹان کی مانند ساکت بیٹھی تھی۔چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔

جو کچھ بھی ہوا ہے نا اسے بھول جاؤ۔دوبارہ اس کا ذکر نہیں ہو گا پری۔عادل اس معاملے میں بہت سخت ہے" وہ قطعی یہ سب برداشت نہیں کر پائیں گے اور صدام وہ تو جان سے ہی مار ڈالے گا۔جانتی ہو نا ایک بار پہلے بھی جب ایک لڑکے نے تمہیں چھیڑا تھا تو اس نے اس کا بازو توڑ دیا تھا۔خدارا تمہیں اپنی ماں کا واسطہ ہے خاموشی اختیار کر لو اس معاملے میں بھول جاؤ اسے۔کوئی نہیں تھا تمہاری زندگی میں۔وہ ایک بہت برا خواب تھا جو تم نے جی لیا ہے اب حقیقت میں واپس لوٹ آؤ پلیز۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔پریسہ نے تڑپ کر ان کے بندھے گئے ہاتھوں کو تھاما تھا۔

"ماما میں کیسے بھول جاؤں میں نہیں کر سکتی یہ۔"

وہ سسکیاں بھرتے ہوئے تکلیف سے گویا ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

جب وہ سب سوچوں گی نا جب جب اس نے تمہارے ساتھ غلط کیا ہے تو سب کچھ ہو گا نفرت بھی ہو گی۔ سب ہو گا مگر پلیز مت کرنا ان دونوں کے سامنے کوئی زکر ورنہ سب ختم ہو جائے گا۔ بھول جاؤ گی نا اسے۔بس ایک بار میری باتوں کی لاج رکھ لے۔ بھول جاؤ اسے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔ پریسہ نے خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اگلے ہی لمحے دروازہ کھٹکے کی آواز پہ کھلا تھا۔ان دونوں نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں صدام کے ساتھ ان کے فیملی ڈاکٹر اندر کی جانب ہی آرہے تھے۔ عادل بھی ساتھ ہی تھے۔ عافیہ کے دل کی دھڑکن بے ساختہ سست پڑی۔ اس نے گھبرا کر پریسہ کی جانب دیکھا جس کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔ وہ انگلیاں چٹخاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ انہیں واضح ڈر تھا کہ پریسہ کچھ ایسا ویسا نا بول دے۔

"کیا ہو گیا پری کو بھئی۔ ہماری پری تو بہت اچھے سے تھی یہ کیا اتنی حالت کیوں خراب کر لی۔"

وہ اس کا علاج کرتے ساتھ ہلکا پھلکا مزاح بھی کر رہے تھے اور پریسہ اس دوران بس اکڑو بیٹھی تھی۔ لبوں پہ گہرا قفل لگا ہوا تھا۔

"پری کو بارش میں بھیگنے کا بہت شوق ہے انکل تبھی تو بارش میں گری ملی ہے مجھے۔ نا جانے سردیوں کی بارش میں نہانے کا کیا شوق پڑا ہوا تھا اسے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام سرزنشی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگاتے ہوئے بولا۔چند ساعتوں بعد ڈاکٹر کے چہرے پہ پریشانی کے تاثرات ابھرتے دیکھ ان سب کے چہروں پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا۔

"ویٹ آ سیکنڈ۔پریسہ یہاں دیکھیں۔"

وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ جھلاتے ہوئے بولے مگر وہ بلکل بھی جواب نہیں دے رہی تھی۔

"کیا ہوا ڈاکٹر سب ٹھیک ہے نا پری بول کیوں نہیں رہی۔"

عافیہ کی ممتا تڑپ اٹھی تبھی روتے ہوئے بولی۔انہوں نے اپنا سکیتھوسکوپ اتارتے اپنے بیگ میں رکھا اور سنجیدگی سے ان سب کی جانب دیکھا تھا۔

دیکھو عادل میں تمہیں کسی قسم کی چھوٹی تسلی نہیں دوں گا مگر پریسہ کے دل کی دھڑکن معمول سے ہٹ کر" چل رہی ہے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ وہ کسی ٹروما میں ہے۔کوئی ایسی بات ان سے کہی گئی ہے جو ناقابل برداشت ہے۔فلحال تو وہ بس ایک ہی زاویے میں بیٹھی ہوئی ہے امید ہے کہ چند ساعتوں بعد حواسوں میں لوٹ آئے مگر یہ طبیعت خرابی صرف بارش کی بدولت نہیں بلکہ کسی بات کی بدولت ہوئی ہے جو اس کے "اعصابوں پہ بہت گراں گزری ہے۔

وہ پیشہ وارانہ انداز میں بولتے انجیکشن بھرتے پریسہ کے بازو میں لگاتے ایک جانب ہوئے مگر پھر بھی وہ ایک ہی زاویے پہ بیٹھی تھی۔عافیہ نے روتے ہوئے عادل کا ہاتھ تھام لیا جو بہت دقت سے اس کی یہ حالت دیکھ

All Rights Reserved By Novels Lounge

رہے تھے۔صدام خاموشی سے اس کے نزدیک بیٹھا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے اس کی آنکھوں میں بغور دیکھا۔

"پری مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا کیا وہاں پارٹی میں کسی سے بات ہوئی تھی۔"

وہ نرم لہجے میں بولتے اس کے جواب کا منتظر تھا۔عافیہ کی رنگت فق ہو گئی۔پریسہ نے ذرا سی پلکوں کی جھالر اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جو اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔وہ ایکدم جیسے کسی ٹرانس سے باہر نکلی تھی۔

ب"بھائی کچھ بھی نہیں ہوا مجھے بس طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے میری مجھے آرام کرنا ہے۔آپ میرے لیے پریشان مت ہو۔"

وہ بمشکل مسکراتے لہجے میں بولتے انہیں تسلی دینے لگی۔عافیہ نے سرعت سے اپنی میچی آنکھوں کو کھولتے اس کی جانب دیکھا جس نے ان کی عزت رکھ لی تھی۔صدام نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی بات کا یقین کرنا بے حد مشکل ہو۔وہ تینوں بیک وقت کمرے سے باہر نکلے تھے۔ان کے جاتے ہی جوں ہی دروازہ بند ہوا وہ بے دم سی گرنے والے انداز میں بیڈ پہ گری تھی۔آنسو لڑیوں کی صورت میں نکلتے گالوں کو بھگو رہے تھے۔دل کا درد حد سے سوا تھا۔ایک بار پھر اس ستمگر کو یاد کرتے سانس تھما تھا۔فضا میں آکسیجن کی کمی سی محسوس ہوئی۔

شہرام خان تم تو جاتے جاتے سب کچھ تباہ کر گئے۔میرا دل میری سانسیں میری ہمت میرا سب کچھ تم زندہ دفنا گئے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بوجھل لہجے میں بولتی اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹ گئی۔چند ساعتوں بعد وہ اب تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ مستقل رونے کی بدولت آنکھیں بے تحاشہ سوجھی ہوئی تھی جن میں بے انتہا درد تھا۔اس نے اپنی جلتی ہوئی آنکھوں کو انگلی کے پوروں سے دبایا تھا۔

"یہ دیکھ عفیفہ یہ سوٹ کیسا ہے۔"

صفیہ اس کی جانب ایک گلابی سوٹ بڑھاتے ہوئے بولی۔اس نے اس سوٹ پہ فقط ایک نگاہ ڈالنے پہ اکتفا کیا تھا۔

"کس لیے ہے یہ سوٹ اور کس کیلیے۔'

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولی۔صفیہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو یونی کیلیے بھی تیار ہو رہی تھی مگر چہرہ ہنوز سپاٹ تھا۔

تیری شادی کیلیے اکٹھا کر رہی ہوں ناسامان۔وقت کی ویسے بھی بہت کمی ہے میں نہیں چاہتی کہ کسی قسم کی "کوئی کمی رہے۔"

وہ محبت سے مسکراتے ہوئے بولی اس بات سے بے نیاز کہ عفیفہ کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ انگارہ بنتا جا رہا تھا۔وہ سنجیدگی سے کپڑے سمیٹ رہی تھی۔

"اچھا تو کب ہے میری شادی مجھے یہ بھی بتا دیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولی۔لب تو مسکرا رہے تھے مگر آنکھیں اس کی مسکراہٹ کا ساتھ بلکل نہیں دے رہی تھی۔صفیہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

"ابھی کل تو بتایا تھا تجھے۔تو بھول بھی گئی۔"

وہ چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجاتے ہوئے بولی۔عفیفہ ان کی بات پہ اذیت سے مسکرائی تھی۔آنکھوں میں ایک خالی پن سا امنڈ آیا۔منال اور نوال جو ایک جانب بیٹھی ناشتہ کرنے میں مصروف تھی اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ بخوبی محسوس کر رہی تھی مگر فالوقت ان میں بھی کچھ کہنے کی سکت نہیں تھی۔

اماں دراصل بات یہ ہے کہ میں ایسی باتیں یاد نہیں رکھتی جو یاد رکھنے کے لائق نا ہو اب وہ یاسر نامی مخلوق" 'میرے نزدیک بلکل بھی اچھک یاد نہیں ہے جو میں اپنے زہن کے دریچوں میں تروتازہ رکھوں۔

وہ جتانے والے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔صفیہ کا چہرہ پھیکا پڑنے لگا۔

"رو پھر تو کیوں کر رہی ہے یہ شادی۔"

وہ پیشانی پہ بل ڈالے سنجیدگی سے گویا ہوئی۔عفیفہ نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا۔

یہ میری زندگی کی وہ تلخ حقیقت ہے جو میں کسی صورت بھی فراموش نہیں کر سکتی۔جس کے ساتھ گزارا" "کرنا میرا شوق نہیں بلکہ زبردستی ہے۔

وہ اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بولی تاکہ وہ ایک ایک بات ذہن نشین کر لیں۔

"ویسے یہ اس یاسر نے بھجوائے ہونگے نا۔"

وہ بڑی دلچسپی سے ایک ایک لباس کو دیکھ رہی تھی۔صفیہ نے ہولے سے اعتراف کرتے اثبات میں سر ہلایا۔عفیفہ نے ایک جھٹکے میں وہ تمام سوٹ اپنے بازوؤں میں بھرے اور کچن کی جانب چل دی۔وہ تینوں گھبرا کر اس کے تعاقب میں بھاگی تھی مگر اس وقت تک وہ چولہے کی آگ جلاتے پہلا سوٹ اس آگ میں پھینک چکی تھی۔صفیہ نے ساکت نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو قدرے دلچسپی سے اب ایک ایک کر کے سارے سوٹ جلانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"عفیفہ چھوڑا سے اتنے مہنگے کپڑے ہیں تو نہیں پہن سکتی تو میں ان دونوں۔"

"کوئی نہیں پہنے گا کوئی بھی نہیں نا میں اور نا ہی میری بہنیں میں کسی کی بھی حرام کمائی سے لایا گیا سوٹ ان کے وجود پہ جانے ہی نہیں دوں گی میری بات آپ ذہن نشین کر لیں۔"

وہ ان کی بات کو درمیان میں کاٹتے حلق کے بل دھاڑی۔صفیہ نے دہل کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی چھائی ہوئی تھی مگر لہجہ ہنوز سرد تھا۔ان کے وجود میں بھی کپکپی سی دوڑ گئی۔

"ایسا مت کر عفیفہ تو میری بات کو تحمل سے سن اور سمجھ یہ درست نہیں ہے۔تیرا ابا اس رشتے سے بہت خوش ہے۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی۔

"وہ اس رشتے سے خوش نہیں ہے وہ اس ڈیل سے خوش ہیں۔وہ مجھے بیچ رہے ہیں اماں اچھے خاصے داموں میں وہ اپنی اولاد کو چند پیسوں کی خاطر قربان کرنے جا رہے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑائی تھی معاً اس کی نگاہ کچن کے دروازے پہ ایستادہ نعیم کی جانب اٹھی جو شرمندہ شرمندہ سے نظریں جھکائے کھڑے تھے۔

"نعیم تو ہی کچھ بول۔ یہ دیکھ کیا بکواس کر رہی ہے۔"

وہ ان کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔ عفیفہ نے تاسف سے ان کی جانب دیکھا جن کا بیٹا بننے کی خواہش اس کے دل میں کس قدر شدت سے اجاگر ہوئی تھی مگر انہوں نے کیسے سب ختم کر دیا تھا۔

ان سے کیا پوچھ رہی ہیں اماں یہ سب انہی کی تو مرہونِ منت ہے۔ برا ہمسر ابی یہ باتیں چھیڑ کر زخموں کو" مت تازہ کیجیے یقین کریں ان میں خون رسنا جلد بند نہیں ہوتا اور پھر تکلیف پورے وجود میں سرائیت کر جاتی "ہے۔ برداشت نہیں ہوتی۔

وہ ان کے آگے ہاتھ جوڑتی ملتجیانہ لب ولہجے میں بولتی کھانستی ہوئی کچن سے باہر نکل گئی کیونکہ کپڑے جلنے کی بدولت گھر میں اچھا خاصہ دھواں بھر گیا تھا۔ ان تینوں کو بھی اس بدولت تاخیر ہو گئی تھی۔

"منال نوال تیاری پکڑو میں بس اپنا بیگ لے کر آ رہی ہوں۔"

وہ ان دونوں کو تاکید کرتے کمرے کی جانب بڑھ گئی کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ جوں ہی کمرے سے باہر نکلی وہ دونوں جوں کے توں کھڑے ہوئے تھے۔

اور ایک آخری بات مجھے وداع کرنا ہے تو ان رنگ برنگے کپڑوں کی بجائے سفید رنگ کے کفن کا انتظام کیجیے" "کیونکہ اس گھر سے میری ڈولی نہیں بلکہ جنازہ اٹھنے والا ہے۔

وہ سفاکی سے ان دونوں کی سماعتوں میں صور پھونکتی ہوئی ان دونوں کو ساتھ لیتی خارجی دروازہ عبور کر گئی۔ان کے جاتے ہی نعیم ڈھے جانے والے انداز میں زمین پہ گرنے والے انداز میں بیٹھا تو صفیہ نے اسے سہارہ دیا تھا۔چند دنوں میں ہی جیسے صدیوں کی تھکن اس کے چہرے پہ آسمائی تھی۔

"آپی آپ ایسا کیوں کر رہی ہیں پلیز ایسا مت کریں نا۔"

نوال اس کے ساتھ قدم ملاتے ہوئے بھرائے لہجے میں بولی۔منال نے بھی ذور وشور سے اس کی تائید میں سر ہلایا تھا۔

کیا نا کروں اس سے شادی سے انکار کر دوں اور اس کا راستہ تمہارے لیے صاف کر دوں تا کہ وہ درندہ کچھ "بھی کرتا پھرے۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکا گئی۔ان دونوں نے خاموشی سے چہرہ جھکایا تھا۔

"آپی وہ کچھ بھی کرے مگر آپ کیوں ہماری خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈال رہی ہیں وہ بہت برا ہے آپی۔"

اب کی بار منال روتے ہوئے بولی۔عفیفہ نے چلتے چلتے آنکھیں میچی تھی۔

نیں جو بھی کروں تم دونوں کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔چھوٹی ہو نا تو اسی لیے خاموشی اختیار" رکھو اور آئندہ ایسی بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔پڑھائی کی عمر ہے پڑھائی کرو بس۔فضول بے لگام "سوچوں کو سر پہ حاوی کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

انہیں کالج تک چھوڑتے وہ ہنوز ان لوگوں کو تاکید ہی کر رہی تھی۔ان دونوں نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا اور کالج کا داخلی دروازہ عبور کر گئی۔ان کے اندر جاتے ہی عفیفہ نے عجلت میں اب بس سٹاپ کی جانب قدم بڑھائے تھے۔پہلے ہی وہ اچھی خاصی تاخیر کر چکی تھی آج۔

"پہلا لیکچر بھی گزر گیا ہو گا آج تو۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے بڑبڑانے والے انداز میں بولتی بے دھیانی میں آگے کی جانب بڑھ رہی تھی معاً سامنے سے آتے وجود سے زوردار تصادم کی بدولت وہ بری طرح لڑکھڑا کر زمین بوس ہوئی۔موبائل ہاتھ سے چھوٹتے سڑک پہ ایک جانب کر گیا۔اس سے پہلے کہ وہ اپنا موبائل تھامتی اسی شخص کا بھاری پاؤں اس کے موبائل کے عین اوپر آتے اس کی سکرین کو چکنا چور کر گیا۔وہ مسلسل اس کے موبائل کو پیروں کی مدد سے مسل رہا تھا۔عفیفہ نے صدماتی کیفیت میں جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جہاں ایک آنکھ پہ پٹی باندھے یاسر کھڑا شیطانیت بھری نگاہوں سے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔عفیفہ کی آنکھوں میں ناگواری پھیل گئی البتہ دل بے ساختہ سکڑ کر پھیلا۔اس نے بھیگی نگاہوں سے زمین پہ گرے اپنے ٹوٹے کو موبائل کو دیکھا تھا جو اس کا واحد سہارہ تھا مگر اس شخص نے وہ بھی اس سے چھین لیا تھا۔اشتعال کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں کوندی۔وہ ایک جھٹکے میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرا موبائل توڑنے کی جاہل انسان"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ یاسر کے چہرے پہ نشان چھوڑتا اس نے ایک جست میں اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے مڑوڑ دیا۔ عفیفہ جو شرربار نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی ایکدم کراہ کر رہ گئی۔ آنکھیں تکلیف کی شدت سے پل بھر میں بھیگی تھی۔

"ابھی تو صرف موبائل توڑا ہے بہت جلد تجھے بھی توڑ دوں گا ختم کر دوں گا تجھے بھی۔"

وہ اس کے کان میں سفاکی سے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ عفیفہ کا دل ڈر کے مارے اچھل کر حلق میں آگیا۔

یاسر ہاتھ چھوڑو میرا ورنہ میں تمہاری دوسری آنکھ بھی پھوڑ دوں گی پھر تمہارے جیسا اندھا صرف بھیک "مانگنے کے کام آئے گا۔"

وہ مزاحمت کرتے ہوئے بھی اپنی زبان کے تیر چلانے سے باز نہیں آ رہی تھی اور یہی چیز اسے مزید اشتعال میں مبتلا کر رہی تھی۔

اس آنکھ کو پھوڑنے سے قبل ہی میں تیرے وجود پہ برتری حاصل کرلوں گا پھر یہ جو تیری انا اور جو اس مازعم "ہے نا سب چکنا چور ہو جائیں گے۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں بولتے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ اس کی بے ہودہ گفتگو پہ عفیفہ نے اپنی میچی آنکھوں کو کھولا اور مدد کے لیے بے ساختہ اطراف میں نگاہیں دوڑائی مگر صبح صبح کا وقت ہونے کی بدولت سڑک پہ زیادہ لوگ نہیں تھے۔ اس کا شدت سے جی چاہا شدت سے پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔ اس شخص نے اس کی زندگی شادی

All Rights Reserved By Novels Lounge

سے قبل ہی جہنم بنادی تھی شادی کے بعد وہ تو بلکل ختم ہو جائے گی۔ابھی وہ یہی سب سوچنے میں مصروف تھی کہ اسی دوران اپنے ہاتھ پہ لگنے والی بھاری چیز سے اس کے لبوں سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی اگلے ہی لمحے یاسر کی گرفت اس کی کلائی پہ ڈھیلی پڑی تھی۔اس نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا جو اپنے ہاتھ پہ بنے سرخ دھبے کو بغور دیکھ رہی تھی۔شاید کہی سے اسے پتھر لگا تھا۔جلن کے باعث اس کی آنکھیں بھی جلنے لگی۔یاسر نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا معاًاس کی آنکھوں میں بے بسی دیکھ وہ کھل کر ہنس دیا تھا۔اس کی آنکھوں میں یہی ہلکورے کھاتا درد اسے سکون فراہم کرتا تھا۔عفیفہ نے اس کی پھوٹی ہوئی آنکھ کو ایک نظر دیکھا اور اگلے ہی لمحے زمین سے پتھر اٹھاتے اسی آنکھ کو نشانے پہ لیا تھا۔اس کی حرکت پہ وہ تڑپ کر رہ گیا اور مغلظات بکنے لگا۔وہ مسلسل چیخ و پکار کر رہا تھا اور عفیفہ مزے سے اس کی حالت سے حظ اٹھا رہی تھی۔اپنے ہاتھ میں بھی اچھی خاصی جلن تھی مگر فالوقت اس سے بچنے کا ایک واحد طریقہ یہی تھا کہ اسے اذیت پہ ہی اذیت دی جاتی۔

"شکر کرو تمہاری دوسری آنکھ نہیں پھوڑی۔تمہاری زندگی میں اگر میں آئی تو اسے جہنم سے بھی بد تر کر دوں گی تمہارے لیے۔"

وہ اپنا بیگ کندھے پہ لٹکاتے ہوئے قہر برساتے لہجے میں بولی اور اس کے ہاتھ میں موجود اسی کا موبائل کھینچا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

آج سے اسے بھول جاؤ۔میں اپنا نقصان کرنے والوں کو کبھی نہیں بخشتی بلکہ اگلے ہی سیکنڈ اسی سے بھر پائی "کروانا بھی جانتی ہوں۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں بولتی رعونت زدہ نگاہوں سے اسے دیکھتے تن فن کرتے وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گئی جبکہ یاسر اسے یوں موقع سے فرار ہوتا دیکھ چیختا چلاتا رہ گیا۔اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑاتے قدموں سمیت اس کے تعاقب میں تیزی سے قدم بڑھاتا عین اسی لمحے ایک سفید رنگ کی وین اس کے نزدیک آکر رکی تھی۔اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جہاں سے تین چار نقاب پوش ہاتھ میں پستول تھامے اسی کی جانب آرہے تھے۔یاسر کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ان میں سے دو نے آکر اس کے بازوؤں کو سختی سے جکڑتے گاڑی میں دھکیلنا چاہا جبکہ تیسرے نے اس کے ماتھے پہ گن لوڈ کی ہوئی تھی۔یاسر کی ہوا تو اچھی خاصی ٹائٹ ہو چکی تھی۔

"کوئی ہے مجھے بچاؤ۔بچاؤ مجھے۔"

وہ مسلسل چیخ وپکار کرتے خود کو ان کی گرفت سے آزاد کرنے کی سعی کر رہا تھا مگر اگلے ہی لمحے اپنے چہرے پہ پڑنے والے زناٹے دار تھپڑ سے اس کی زبان کو اسی لمحے بریک لگی۔اس نے سہمی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جن کی . صرف آنکھیں ہی دکھائی دے رہی تھی۔

"تجھے بچانے تو اب قبر سے تیرے ماں باپ ہی آئیں گے اور تجھے بھی واپس اسی قبر میں لے جائیں گے۔"

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پشت پہ ایک ٹانگ رسید کرتے چیخ کر بولا۔دوسرے آدمی نے اس کی گدی پہ کھینط کر ایک چماٹ رسید کی تھی جبکہ تیسرا اس سارے منظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"تم لوگ ہو کون مجھے جانے دو میں بہت شریف سا آدمی ہوں۔"

وہ مصالحتی لب و لہجے میں بولا۔ان سب نے بیک وقت مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تیرے ساتھ چھم چھم کھیلنا ہے ہم نے الے الے میلا بابو۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا۔

"اور تیری شرافت تو ہم ایسی نکالیں گے کہ تیری سات نسلیں بھی یاد رکھیں گی۔"

اس میں سے ایک شخص اس کے منہ پہ کلوروفوم سے لدا رومال رکھتے ہوئے مزے سے بولا۔اگلے پانچ سیکنڈ میں ہی اسے اس کی حسیات گم ہوتی محسوس ہوئی۔اس کی گردن ایک جانب کو لڑھک گئی تھی۔اس کے بعد ان سب نے آپس میں خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا اور وین آگے کی جانب بڑھا دی تھی۔وین دھول اڑاتی سڑک کی حدود کو پار کرتی چلی گئی۔

ایبٹ آباد کی سرزمین پہ بھی سوگواری سی چھائی ہوئی تھی۔موسم روز کی بانسبت گرم سا تاثر پیش کر رہا تھا۔بارش کا نام و نشان تک نہیں تھا البتہ آسمان پہ چمکتا سورج پوری آب تاب سے چمک رہا تھا اور اسی سورج کی کرنیں تیزی سے بڑی حویلی کی حدود میں پڑتی زمین پہ اس کا سایہ بنا رہی تھی۔آس پاس موجود قد آور درخت

All Rights Reserved By Novels Lounge

بھی بلکل ساکت تھے۔ کچھ دیر کی ہوا چلتی اس کے بعد ویسی ہی خاموشی کا راج ہوتا جیسے وہ بھی اس کے غم میں برابر کی شریک تھی۔ وہ باغ میں اپنی پسندیدہ جگہ پہ بیٹھی تالاب میں اپنے دودھیا پاؤں ڈالے یک ٹک پانی میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔ سوچوں کا محور صرف شہرام خان کی ذات تھی جس کی ذات سے وہ منسلک تھی۔ جب جب وہ اس کے بارے میں سوچتی تھی جب جب دل میں بے تحاشہ درد اٹھتا تھا۔ وہ اتنا سرد مزاج کیوں تھا کیا وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا یا پھر سب کے ساتھ ہی اس کا رویہ ایسا تھا۔

"مگر مجھ میں اور سب میں کچھ تو فرق ہو گا نا۔"

اس کے دل نے اس کی سوچوں پہ بری طرح پانی پھیر دیا۔ وہ آنکھوں کو سختی سے میچتے اپنے وجود کے گرد لپٹی چادر درست کرنے لگی۔ آج پرخہ بھی کالج گئی تھی ورنہ وہ یوں یہاں تنہا نا ہوتی کبھی بھی۔ وہ اس کے دکھ سکھ کی ساتھی تھی جس سے وہ اپنے دل کی ہر بات کر لیا کرتی تھی۔

امارے کو یہ سب کچھ بہت پسند ہے شہرام خان۔ یہ پہاڑ یہاں کی ٹھنڈی ہوائیں یہ درخت یہ تالاب یہ باغ"

"اس باغیچے میں مہکنے والے پھول مگر اس سب کیلیے تمہارا ساتھ ہونا ایک لازمی شرط ہے۔

وہ دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب تھی جو سرے سے یہاں تھا ہی نہیں۔ غنچہ نے تو کہا تھا کہ وہ جلد ہی لوٹنے والا ہے کیونکہ خان بابا کا حکم ہے مگر یہاں تو ایسے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ کیا اس کا انتظار اس بار بھی انتظار ہی رہنے والا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ ان بے لگام سوچوں کے یلغار میں بہتی چلی جاتی باہر گاڑی رکنے کی آواز پہ اس کی حسیات ایکدم چوکنا ہوئی۔ سوچوں کا تسلسل کسی کانچ کے ٹکرے کی مانند بری طرح ٹوٹا تھا۔ اس

نے جھٹکے سے رخ موڑتے دوسری جانب دیکھا مگر وہاں سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔اپنے پاؤں تالاب سے نکالتے اس نے سرعت سے چپل پیروں میں اڑسی اور بھاگنے والے انداز میں حویلی کے داخلی دروازے کی جانب بڑھی تھی مگر وہاں سے آتی شخصیت کو دیکھ اسے اس حویلی کی عمارت اپنے وجود پہ گرتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ ایکدم بے یقینی کی کیفیت میں لڑکھڑائی تھی مگر اگلے ہی لمحے اس نے بغیر اس کی نظروں میں آئے بغیر خود کو پلر کی اوٹ میں کر لیا تھا تاکہ اچھی طرح اس کا دیدار کر سکے جس وجود کیلیے وہ دن رات ترسی ہے اس کو یوں ہی بیٹھ کر گھنٹے گھنٹے تکنے کی خواہش اس کی تھی وہ کیونکر نا پوری کرتی۔

"خان بابا لالہ آ گئے۔خان بابا۔مورے دیکھیں امارے لالہ آ گئے۔"

پرخہ کی شوخ آواز پہ پشمینہ کے لبوں پہ ایک بھیگی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھی شاید وہ واپس لوٹتے ہوئے اسے کالج سے لے کر گھر پہنچا تھا۔ابھی بھی اس کا چہرہ کیسا بے تاثر تھا۔اب وہ خان بابا کے سینے سے لگ رہا تھا مورے کبھی اس کا ماتھا چومتی تو کبھی اس کے ہاتھ جیسے یقین کرنا مشکل فعل ہو۔

"ہمیں پوری امید تھی کہ تم واپس ضرور لوٹو گے شہرام خان۔"

واقدار یوسف ذئی مغرورانہ لہجے میں اترا کر بولے۔شہرام نے سپاٹ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"مجھے بھی خود سے یہی امید تھی کہ ہم آپ کی بات نہیں ٹال سکتے خان بابا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بھاری لہجے میں بولتے ان سب کو مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔ بریختہ نے ڈھیر ساری مرچیں منگواتے اس کے اوپر سے واری اور پیسوں کو اس کے اوپر سے گزارتے ملازم کو کسی غریب کو دینے کی سختی سے تلقین کی تھی۔ وہ سب اسے لیتے اندر کی جانب چلے آئے۔ پشمینہ نے بھی گہرا سانس بھرتے خود میں ہمت متجمع کرتے قدم اس کے قدموں کے نشان پہ رکھتے اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ اس کا وجود سرشار سا تھا۔ آس پاس تتلیاں سی منڈلا رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے ہر اٹھتے قدم کے ساتھ جھوم جھوم کر اس کی آمد کا اعلان کرتی۔

"آج تو آپ بہت خوش ہونگی نا باجی آج لالہ جو واپس لوٹ آئے ہیں۔"

پرخہ اسے ٹھوکا مارتے ہوئے بولی تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔ پشمینہ نے اسے آنکھیں دکھاتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"ام تو بہت خوش ہیں مگر تمہارے لالہ کا نہیں معلوم امارے کو نا جانے وہ اتنے سنگدل کیوں ہیں۔"

وہ ناراض لب ولہجے میں بولی۔ پرخہ نے تسلی دینے والے انداز میں اس کے شانے پہ ہاتھ جمایا۔

لالہ کی آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خان بابا ہیں نا خود ہی انہیں سیدھا کر لیں گے وہ ویسے "بھی بابا کی کوئی بات نہیں ٹالتے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولی۔ پشمینہ کو بس ایک اسی بات کی تو تسلی تھی تبھی خوشی خوشی اثبات میں سر ہلاتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اندر جاتے ساتھ ہی وہ ایک نظر جی بھر کر اسے دیکھتے باورچی خانے کی جانب بڑھ

گئی۔خان بابا سے باتوں میں مصروف شہرام نے فقط ایک سرسری سی نگاہ اس کی پشت پہ ڈالتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"تم جانتے ہو نا ہم نے کس کام کیلیے تمہیں یہاں بلایا ہے شہرام خان۔"

پشمینہ نے پانی کا گلاس جوں ہی اس کی جانب بڑھایا وقدار یوسف ذئی کی برخستہ بات پہ اس کا ہاتھ کپکپا کر رہ گیا۔اس نے ایک نظر غنچہ کی جانب دیکھا جو اسے آنکھوں کے راستے سے تسلی دے رہی تھی۔وہ اسے گلاس تھماتے ایک جانب ہو گئی۔

خان بابا ہم نے ہمیشہ سے آپ کے تمام فیصلوں کی دل سے قدر کی ہے مگر یوں ہمیں اچانک یہاں بلانا مجھے "کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔"

وہ چہرہ جھکائے خود پہ ضبط کے کڑے پہرے بٹھاتے ہوئے بول رہا تھا۔دالان میں ہنوز خاموشی کا راج تھا بس ان دونوں کی بھاری مردانہ آوازیں یہاں گونج رہی تھی اور باقی سب سننے پہ مجبور تھے۔

"مقصد بھی تم اچھے سے سمجھتے ہو بس اسے ماننا نہیں چاہتے شہرام۔"

وہ سرد لہجے میں گویا ہوئی۔وہ ان کی بات پہ تمسخر سے ہنسا تھا۔

جب آپ سب کچھ جانتے ہیں تو پھر مجھے مجبور کرتے کا کوئی جواز نہیں تھا خان بابا مگر آپ نے میری زندگی کو" ٹکروں میں تقسیم کر دیا ہے میں اپنی زندگی کے جس موڑ پہ جاتا ہوں مجھے اس موڑ وہی ٹوٹا بکھرا ایک ٹکرا ملتا "ہے اور میں وہی تھم جاتا ہوں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ قہر برساتے لہجے میں بولا۔اس کے بعد چند ساعتوں تک موت سے سناٹے کا راج تھا۔پشمینہ کا دل دھک سے رہ گیا۔اس نے سختی سے غنچہ ہاتھ تھامتے خوفزدہ نگاہوں سے پریختہ کی جانب دیکھا تھا۔

"تمہارے پاس انکار کا کوئی جواز نہیں ہے اماری بات ماننا ہی تمہاری زندگی میں شامل ہے بس۔اس کے بعد کی کوئی بات نہیں ہوگی۔"

وہ کھردرے لہجے میں بولتے بہت کچھ اس پہ واضح کر گئے تھے۔شہرام نے سختی سے آنکھوں کو میچا تھا۔ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو چکی تھی۔

"جانتا ہوں بہت اچھے سے۔"

وہ بے تاثر لہجے میں بولتے خان بابا کو مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔انہوں نے فاتحانہ نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا جن کی سانس بحال ہوئی تھی۔

"تم جانتے ہو نوفیل نے کیا حرکت کی ہے ہمارے خاندان کی عورتوں کے ساتھ۔ہماری عزت جس پہ اج تک کسی نے غلط نگاہ ڈالنے کی جرأت نہیں کی وہ شخص بیچ چوراہے پہ کھڑا ہو کر ہماری عورتوں کو دھمکیاں دے رہا ہے وہ بھی گھٹیا غلیظ تو کیونکر خاموش رہیں اور ایک اور بات تمہیں گیڈر مخاطب کر رہا تھا کہ تم اپنی عزت کو یوں سرعام یہاں چھوڑ کر خود فرار ہو چکے ہو۔"

خان بابا اکسانے والے لہجے میں بولے تاکہ وہ بھڑک اٹھے مگر وہ دانت پہ دانت جمائے سختی سے وہی بیٹھا رہا۔ماتھے کی شریانیں پھٹنے کے قریب تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"خان بابا اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور نا ہی مجھے کوئی فرق پڑتا کون کسے کیا بول رہا ہے اور کیا نہیں۔فرق آپ کو پڑنا چاہیے کیونکہ آپ کے پیچھے سے اس گھر کی عورتیں تن تنہا حویلی سے باہر قدم نکال رہی ہیں۔مورے بھی ساتھ جاسکتی تھی ان کے۔"

وہ سرد و سپاٹ انداز میں بولتے ان کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار کرواگیا۔خان بابا نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا مگر باقی خواتین پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"خاناں اس بات کو یہی ختم کرتے ہیں نا۔"

بریختہ بات بڑھنے کے خوف سے نرم لہجے میں بولی۔انہوں نے اشتعال آمیز نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تو وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی مبادہ سب کے سامنے وہ انہیں ہی بے عزت نا کردے۔خان بابا غصے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سن رہی ہیں آپ اس کی بکواس یہ میرے سامنے کس طرح مخاطب ہے۔میری ہر بات کا جواب کس طرح دے رہا ہے جس کی زبان کو میرے سامنے قفل لگا ہوتا تھا آج وہ ہی زور و شور سے چل رہی ہے اور اسے فرق نہیں پڑتا کیوں نہیں فرق پڑتا سب سے زیادہ فرق اسے ہی پڑنا چاہیے کیونکہ عزت ہے پشمینہ اس گھر کی۔"

وہ دھاڑ کر بولتے ہانپ اٹھے مگر وہ ہنوز دیوار پہ نظریں جمائے کھڑا تھا۔اس کے اندر ایک لاوا سا ابل رہا تھا وہ کسی بھی وقت پھٹ سکتا تھا۔

"ادھر آئیں پشمینہ بیٹی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

انہوں نے غنچہ کے ساتھ لگی تھر تھر کانپتی پشمینہ کو مخاطب کیا۔ان کے بلانے پہ وہ حلق تر کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے نزدیک گئی تھی۔

"دیکھو یہاں شہرام خان۔دیکھو بیوی ہے یہ تمہاری جسے تمہارے ساتھ ایک عزت بھرے محرم رشتے میں باندھا گیا ہے۔جس کا خیال کرنا تمہاری ذمہداری ہے جس کی خواہشات کا احترام کرنا تمہارا فرض۔جو اپنی ذمہداریوں سے بھاگتے ہیں نا شہرام انہیں ہم پٹھان تو قطعی نہیں تسلیم کریں گے وہ سراسر ڈرپوک کہلائے جائیں گے کیونکہ پٹھان اپنی ذمہداریوں سے بھاگتے بلکل نہیں بلکہ ڈنکے کی چوٹ پہ اس کا سامنا کرتے ہیں اپنی عزتوں کو یوں بے مول نہیں ہونے دیتے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اس کی ذات کے پرخچے اڑا گئے تھے۔اس نے لہو رنگ نگاہوں سے خان بابا کی جانب دیکھا جن کے اندر سے آج غصے کا لاوا ابل رہا تھا۔پشمینہ ہنوز چہرہ جھکائے سسک رہی تھی۔

"خود کو پٹھان ثابت کرنے کیلیے اب کونسا امتحان لیں گے آپ میرا خان بابا۔رہی بات میری عزت کی تو اپنی عزتوں کی حفاظت کرنا مجھے بخوبی آتا ہے۔"

وہ برفیلے لہجے میں بولا۔ان کی لڑائی طوالت بخشتی جارہی تھی۔ان سب نے گھبرا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"رخصتی کرنی ہوگی تمہیں ایک بھی دن کی تاخیر کیے بغیر۔کل ہی پشمینہ کی رخصتی ہوگی تمہارے ساتھ اس کے بعد وہ مکمل طور پہ تمہاری بیوی کہلائے گی شہرام خان پھر ہم مانیں گے کہ تم اصل پٹھان ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی سماعتوں میں صور پھونکتے ہوئے بولے۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں خان بابا کی جانب دیکھا تھا۔باقی سب کی حالت بھی کچھ الگ نہیں تھی۔نا جانے شہرام کو کیا ہوا تھا اگلے ہی لمحے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور غائب الدماغی کی کیفیت میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس نے خود پہ لپٹی چادر کو ایک جھٹکے سے ایک شانے سے اتارتے گھٹن کا احساس کم کرنا چاہا تھا۔سب بے چین نگاہوں سے اس کی پشت کو تکتے رہ گئے۔اپنی اس بے قدری پہ پشمینہ کی آنکھ سے ایک مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ جذب ہوا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے چہرے پہ بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں۔"

وہ جوں ہی غصے سے بے حال کلاس روم میں داخل ہوئی عناب نے حیرت سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر استسفار کیا۔عفیفہ نے سرعت سے اپنے حواس بحال کیے تھے۔

"نہیں کچھ نہیں بس ایسے ہی آج دیر سے اٹھی تھی ناتو بس نیند نہیں پوری ہوئی۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولی تو سب نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے وہ سب اس بات کو سرے سے جھٹک گئی تھی کیونکہ اب عفیفہ قدرے نارمل ہو چکی تھی۔

"عفیفہ کہی تمہارے گھر والے بھی تمہاری شادی تو نہیں کروا رہے۔"

فارس کی شوخ آواز پہ عفیفہ کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔اس نے حلق تر کرتے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جو مزے سے بھنویں اچکا رہا تھا۔وہ بمشکل مسکراتی نفی میں سر ہلا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اچھا مجھے ایسا محسوس ہوا کیونکہ ہمارا ہادی بھی ایسے ہی سو یا مرا رہتا ہے سارا سارا دن کیونکہ اس کے گھر والے " بھی اس کی شادی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"

اس کی بات پہ جہاں سب نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا وہی بریزہ کے حلق میں زبردست قسم کا پھندا لگا۔ مسلسل کھانستے اس کا چہرہ بے حال ہو گیا۔ مریم نے سرعت سے پانی کی بوتل اس کی جانب بڑھائی جسے وہ ایک ہی سانس میں چڑھا گئی۔

"لو اب تم یہ کہ دینا کہ میرے گھر والے بھی میری شادی کر رہے ہیں۔"

ارتضیٰ بریزہ کی جانب دیکھتے تلملا کر بولا جس کی حالت اشارہ تو اسی جانب کر رہی تھی مگر یہ اس کا دل جانتا تھا کہ اس کی یہ حالت کیوں ہوئی ہے۔

"بکواس بند رکھو اپنی تم لوگوں کا بس نا چلیں ایک ہی دن سب کے نکاح کروا دو۔"

بریزہ جھنجھلا کر اس کی جانب پین اچھالتے ہوئے بولی۔ عفیفہ نے ایک طائرانہ نگاہ پوری کلاس میں گھمائی جہاں پریسہ کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

"پری نہیں آئی آج۔"

اس کی پریشان آواز پہ اب سب کے سب اس کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

کل تمہارے سامنے ہی شاید اس کا بی پی لو کر گیا تھا اس کے بعد کسی سے بھی بات نہیں ہو سکی تھی اس " کی۔ شاید طبعیت ابھی بحال نا ہوئی ہو تبھی نہیں آئی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس سنجیدگی سے گویا ہوا۔عفیفہ نے تفکر سے اس کی جانب دیکھا۔گھر جاکر وہ اپنی پریشانیوں میں گھلتے اس بات کو تو فراموش ہی کر گئی تھی۔

میرے خیال ہمیں اس لیکچر کے بعد اس کے گھر چلنا چاہیے آؤٹنگ کی آؤٹنگ ہو جائے گی اور اس کا پتہ بھی" "لے لیں گے۔

ہادی نے متانت سے ان سب کو مشورہ کیا تو فارس اور ارتضیٰ نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ہادی کا شدت سے جی چاہا کہ ان کی آنکھیں نکال دے۔

"ہاں اور ساتھ کچھ ٹھوس بھی لیں ہے نا یہ تو تیرا لازمی فعل ہے۔"

ارتضیٰ اس کی کمر پہ جھانپڑ رسید کرتے ہوئے بولا تو وہ تکلیف کی شدت سے بلبلا اٹھا۔اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ بولتا کلاس میں نئے سر کی آمد پہ ان سب نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"سر سے پوچھ ہاں کونسا مہینہ لگا ہوا ہے۔"

ارتضیٰ فارس کے کان میں جھکتے ہوئے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔جواباً اس نے گھورتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔اب وہ روسٹرم پہ کھڑے ہوتے اپنا تعارف کروا رہے تھے اور وہ سب سننے پہ مجبور تھے۔

چلیں جی میرا تعارف تو ہو گیا اب آپ سب باری باری اپنا تعارف کروائے اور اس متعلق بھی بتائیں کہ آپ" "سب اس فیلڈ میں کیوں آئے؟

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اٹینڈنس رجسٹر بند کرتے سوالیہ نگاہوں سے سب کو دیکھتے ہوئے بولے جوابًا سب نے باری باری اپنا تعارف کروانا شروع کر دیا۔ عناب کی باری آتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی بتائیں آپ کا اس فیلڈ میں آنے کا مقصد اور شوق کیا کیا ہیں آپ کے۔"

سر شوق تو بچپن سے ایک ہی ہے ہیوی بائیکس کا مگر گھر والوں کی دھکم پیل کی بدولت اس ڈیپارٹمنٹ میں "آ گئی اور آج تک یہ جان نہیں پائی کہ یہاں میں کیوں آئی ہوں۔"

وہ مصنوعی آہیں بھرتے ہوئے بولی تو پروفیسر اسے دیکھ کر رہ گئے جو کس قدر دھڑلے سے یہ بات کر رہی تھی۔ انہوں نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے فارس کو کھڑے ہونے کا اشارہ کیا تھا۔

"اس فیلڈ میں کیوں آئے ہیں آپ۔"

وہ پین انگلیوں میں دباتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوئی اور اپنا چشمہ ذرا سا کھسکاتے ناک کی زینت بنایا۔

"شوق تھا سر جی بغیر شوق کے کون ایسی گھٹیا فیلڈ چوز کرتا ہے۔"

وہ بظاہر مسکراتے لہجے میں بولا لیکن اس کے لہجے میں ایک کاٹ سی تھی۔

"اچھا تو اس سے متعلقہ سبجیکٹس کے متعلق کچھ آگاہی دیں مجھے آپ۔ شوق تھا نا آپ کو تو لازماً معلوم ہو گا۔"

وہ نرمی سے مسکرا کر بولے۔ فارس نے سنجیدگی سے ان سب کی جانب دیکھا کیونکہ اب وہ برا پھنسا تھا۔

"یہ تو معلوم ہی نہیں سر مجھے۔"

وہ سر کھجاتے ہوئے ناسمجھی سے گویا ہوا۔ پروفیسر سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئے۔

"اچھا خیر آگے کے کیا پلینز ہیں۔"

وہ ایک بار پھر سے اسے کڑے امتحان میں ڈال چکے تھے۔ فارس دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گیا۔

"سر یہ بھی نہیں معلوم مجھے۔"

اب کی بار انہوں نے چشمہ اتارے روسٹرم پہ رکھا اور پیشانی پہ شکنیں سجائے اس کی جانب دیکھا جو ان سب باتوں کے باوجود کس قدر پر سکون تھا۔

"یہ کیسا شوق ہے محترم آپکا جس کا آپ کو کچھ پتہ ہی نہیں۔"

وہ غصیلے لہجے میں بولے۔ یا تو یہ لڑکا انہیں پاگل بنا رہا تھا یا ان کی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا تھا۔

"سر تصحیح کر لیں شوق نہیں گھٹیا شوق۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا تو پوری کلاس میں فلک شگاف قہقہے گونج اٹھے۔ انہوں نے روسٹروم غصے سے بجاتے ان سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اشتعال بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا گلے ہی لمحے سب کے دانت اندر جا چکے تھے۔ اسی دوران لیکچر کا اختتام ہوتے ہی وہ فارس کو زبردست گھوری سے نوازتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

"فارس تمہیں بے عزتی محسوس نہیں ہوتی۔"

عفیفہ افسوس زدہ لہجے میں گویا ہوئی کیونکہ اس کے چہرے پہ شرمندگی کا کوئی تاثر موجود نہیں تھا بلکہ وہ تو خوشی خوشی سب سے شاباشی لے رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"جس دن میں نے اپنی بے عزتی پہ شرمندگی محسوس ہونا شروع ہو گئی نا اس دن اس دنیا میں میرا آخری دن ہو گا۔"

وہ مزے سے بائیں آنکھ دبا کر بولا اور منہ میں چیونگم ڈالتے چبانے لگا۔

"اب میرے خیال میں ہمیں پریسہ کے گھر چلنا چاہیے۔امید ہی رکھ سکتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہو۔"

بریزہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولی تو سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا اور وہ سب ایک ساتھ باہر پارکنگ تک پہنچے تھے۔فارس کی گاڑی میں ساری لڑکیاں جبکہ ارتضیٰ اور ہادی اس کی بائیک پہ سوار تھے۔تقریباً بیس منٹ کی مسافت طے کرتے وہ آفندی ہاؤس کی حدود میں شامل ہو چکے تھے۔چوکیدار نے انہیں دیکھ ہی مسکراتے ہوئے گیٹ کھول دیا جانتے تھے کہ وہ سب پریسہ بی بی کے دوست ہیں۔گاڑی سے نکلتے ہی وہ سب تو اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ فارس نے مسکراتے ہوئے گاڑی سے سامان نکالتے ان کی جانب بڑھایا تھا۔انہوں نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو انہیں دیکھ کر بائیں آنکھ دباتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔انہوں نے نم نگاہوں سے اس کی پشت کو تکتے اس شاپنگ بیگ کی جانب دیکھا جس میں سودا سلف کی دیگر اشیاء ساتھ پیسے رکھے ہوئے تھے وہ نم نگاہوں سمیت مسکرا دیے تھے۔

"اور بابا کیسے ہیں آپ۔"

ہادی کی چہکتی ہوئی آواز پہ انہوں نے سامان ایک جانب رکھتے انہیں سلیوٹ کیا تھا وہ بھی ان سب کی تقلید میں اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"ہیلو آفندی واسیوں فارس شیخ از ہئیر۔"

اندر داخل ہوتے ہی لاؤنج کے وسط میں قدم رکھتے اس کی چہکتی ہوئی آواز لاؤنج کی فضا میں گونجی تو کچن سے نکلتی عافیہ نے خوشگوار حیرت سے ان سب کی جانب دیکھا۔

"ارے آپ سب یوں اچانک۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتی ان کی جانب چلی آئی۔

"بس ہمارا اس خوبصورت خاتون کے دیدار کو جی چاہ رہا تھا۔"

فارس بائیں آنکھ دباتے محبت سے گویا ہوا۔

"آنٹی آپ کے ہاتھ کے آلو والے پراٹھوں کا بھی دیدار چاہیے۔"

ارتضیٰ صوفے پہ جگہ سنبھالتے ہوئے دانت نکوستے ہوئے بولا تو سے ملتی عافیہ ہولے سے مسکرا دی تھی۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے ہماری پری بیمار ہو اور ہم سکون سے بیٹھ جائیں۔اس کے بغیر تو ہمارا چھوٹا سا آشیانہ ویران ہیں۔"

عفیفہ محبت سے گویا ہوئی۔

"اچھا خیر یہ سب باتیں چھوڑو یہ بتاؤ کہ فلحال کیا لوگے چائے یا پھر جوس۔"

وہ نرمی سے گویا ہوئی۔سب نے بیک وقت فارس کی جانب دیکھا جیسے سب جانتے تھے کہ وہ کیا بولنے والا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آنٹی یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے آفکورس چائے۔"

وہ شاہانہ لہجے میں بولتے صوفے سے پشت ٹکا گیا۔

"چائے کا دیوانہ۔"

مریم تاسف سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔فارس نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور اس کے قریب جھک گیا۔

اب میں تمہارا دیوانہ ہونے سے تو رہا۔خیر میری ایک خواہش ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح سب" "چائے کا نشہ کرتے ہیں ویسے ہی کوئی میرا بھی نشہ کرے۔اس کی رگ رگ میں صرف میں دوڑوں۔

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولا تو سب نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھا جس کا موڈ آج کل کچھ زیادہ ہی شاعرانہ ہو رہا تھا۔عفیفہ اس دوران اپنی جگہ سے اٹھتی پریسہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی تاکہ اکیلے میں ہی اس سے کچھ باتیں کر سکے۔زینے چڑھتے ہی اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ اسے کہی دکھائی نہیں دی تھی۔اس نے پیشانی پہ بل ڈالے پورے کمرے میں طائرانہ نگاہ دوڑائی۔بیڈ کی چادر کی شکنوں سے صاف تھی اور کمرے میں بھی کسی ذی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر کی جانب بڑھی تو ٹیرس پہ کسی کی موجودگی کا گمان ہوا تھا۔اس نے حیرت پہ قابو پاتے مسکراتے ہوئے قدم اس کی جانب بڑھائے تھے۔

"پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے اس کے شانے پہ ہاتھ جماتے اسے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا۔

"شہرام۔"

وہ جو اپنی گہری سوچوں میں غلطاں شہرام کے رویے کے متعلق سوچ رہی تھی دہل کر بولتی جھٹکے سے رخ اس کی جانب موڑ گئی مگر اپنے سامنے کھڑی عفیفہ کو دیکھتے وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔ عفیفہ نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔ اس کے ہاتھ بے یقینی کی کیفیت میں پہلو میں آن گرے۔

"پری کیا کہا تم نے ابھی۔"

وہ سر سراتے لہجے میں بولی تو وہ سختی سے شرٹ کی آستین سے اپنے گالوں کو ر گرتی آنسو پونچھتے نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں کچھ بھی تو نہیں۔ تم کب آئی۔"

وہ بمشکل ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔ عفیفہ نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جواب مسلسل نظریں چرا رہی تھی چہرے کی رنگت سپید پڑ چکی تھی۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے پریسہ یہ شہرام سر کا نام تمہارے لبوں پہ کیوں۔"

وہ اس کا رخ جھٹکے سے اپنی جانب موڑتے سخت لہجے میں بولی۔ پریسہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔ اس نے بھیگی نگاہیں اس کی جانب اٹھائی اگلے ہی لمحے وہ ضبط کے تمام پہرے خود پہ سے ہٹاتے اس کے سینے سے

All Rights Reserved By Novels Lounge

لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔عفیفہ کا دل دھک سے رہ گیا۔اسے اپنی تمام حسیات مفلوج ہوتی محسوس ہوئی۔

پلیز پریسہ ایسا کچھ مت کہنا جو میں برداشت نا کر پاؤں۔پلیز میں پہلے ہی اس زندگی سے عاجز ہوں۔"و"

وہ اس کی پشت کو سہلاتے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔پریسہ کے لبوں سے ایک سسکی بلند ہوئی۔

عفیفہ۔سب ختم ہو گیا عفیفہ سب ختم وہ چلے گئے۔چلے گئے مجھے چھوڑ کر میں نے بہت منت کی تھی ان کی"

"مگر وہ مجھے بارش میں تن تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔وہ بہت برے ہیں بہت برے۔

وہ اس کے دونوں ہاتھ تھامتی ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔عفیفہ سن کھڑی اس کی باتیں سن رہی تھی جس کے لہجے میں ایک درد سا ہلکورے کھا رہا تھا۔ایکدم وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتے اسے بیڈ کی جانب لائی اور اسے بیڈ پہ بٹھاتے خود دوزانوں اس کے نزدیک جگہ سنبھال گئی۔

"اب بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے اور شروع سے لے کر آخر تک۔"

اس کے تنبیہی لہجے پہ پریسہ خود پہ قابو پاتے شروع سے لے کر آخر تک ایک ایک بات اس کی سماعتوں کی نذر کرتی چلی گئی۔عفیفہ بغور اس کی جانب دیکھ رہی تھی جس کی آنکھیں مسلسل رونے کی بدولت سرخ اور سوجھی ہوئی تھی۔وجود ابھی بھی ہچکولے کھا رہا تھا۔پریسہ نے اپنی خالی ہتھیلی اس کی جانب پھیلائی۔

تم دیکھو نا اس میں کیا اس میں شہرام خان کے ساتھ کی لکیر ہے کیا وہ میری قسمت میں لکھے ہیں کیا وہ مل"

"جائیں گے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پاگلوں کی طرح اپنے ہاتھ اس کی جانب پھیلاتی ہوئی بڑبڑانے والے انداز میں بولی۔عفیفہ کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کی گال پہ بہا جسے وہ کسی کے نظر آنے سے قبل ہی پونچھ گئی تھی۔

"ادھر دیکھو پریسہ۔"

عفیفہ کے تحکم بھرے لہجے پہ وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے کمرے میں نظریں گھمانے لگی مگر دروازے پہ ایستادہ وجود کو دیکھتے اس کی نگاہوں کے ساتھ ساتھ اس کے آنسو بھی ساکت ہوئے تھے۔آنکھیں تحیر کے مادے آخری حد تک پھیل گئی۔رنگت فق ہو گئی۔عفیفہ نے اسے ٹھنڈا پڑتا دیکھ بے ساختہ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔وہ ایکدم گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم لوگ یہاں۔"

عفیفہ ہکلاتے لہجے میں بولی۔ان تینوں نے بے یقینی کی کیفیت میں پریسہ کی جانب دیکھا اور قدم اس کی جانب بڑھائے۔وہ ان تینوں کو اپنی جانب آتا دیکھ گھبرا گئی۔

"واؤ پریسہ دوسروں کو بھاشن دینے والی پریسہ آفندی آج خود بھی ان چیزوں میں گھل مل چکی ہے۔"

مریم طنزیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے کاٹ دار لہجے میں بولی۔پریسہ کا دل دھک سے رہ گیا جبکہ آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔

"مریم پلیز ابھی وہ اس حالت میں نہیں ہے کہ تم یہ سب باتیں کر کے اسے تکلیف میں مبتلا کرو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عناب نے اسے لتاڑنا ضروری سمجھا۔مریم سر جھٹک کر رہ گئی۔پریسہ نے سختی سے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کو رگڑ ڈالا۔عفیفہ نے گہرا سانس بھرتے اسے واپس بیڈ پہ بٹھایا اور اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔مریم نے بے ساختہ اسے سینے سے لگایا تھا۔پریسہ ایکدم اس کے سینے سے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"اب تم کیا چاہتی ہو۔"

عفیفہ کی آواز پہ اس نے بھیگی نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

م۔مجھے نہیں پتہ میں کیا چاہتی ہوں مگر میں تھک گئی ہوں ان کے تعاقب میں ننگے پیر چلتے چلتے۔پاؤں شل "گئے ہیں مگر تلاش اب بھی مکمل نہیں ہوئی۔

وہ تکلیف ذدہ لہجے میں بولتی ان سب کو اذیت میں مبتلا کر گئی۔

جانتی ہو وہ تمہیں کیوں نہیں ملے پری کیونکہ تم ازل سے ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہی تھی جو کبھی تمہارا" "ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

بریزہ اسے جتانے والے انداز میں بولی۔ان سب نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

"کاش تم نے دل لگانے سے قبل ہم سے ایک بار بات کی ہوتی تو آج تم اتنی ازیت میں نا ہوتی پری۔"

عناب کی بات پہ اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہ گیا۔پریسہ نے سختی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں خود نہیں جج۔جانتی کہ ایسا کب ہوا میں اس سب سے ان۔انجان ہوں اور تم لوگ میرا یقین کرو میں نے کبھی بھی ان سے کسی غلط رشتے کی فرمائش نہیں کی تھی میں نے تو بس ایک محرم رشتہ۔"

وہ ہچکیوں کے درمیان روتے ہوئے بولی۔ان سب نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"تم نے آنٹی سے بات کی پری۔ان کا کیا ردِ عمل ہے اور کل کے بابت سب کو تم نے کیا بتایا ہے۔"

عناب تفکر بھرے لہجے میں بولی۔

"ماما کو بتایا تھا انہوں نے تھپڑ مار دیا میرے منہ پہ انہوں نے آج تک مجھ پہ ہاتھ نہیں اٹھایا مگر کل وہ ریکارڈ بھی توڑ دیا انہوں نے اور بابا اور بھائی کی بات ہے تو انہیں اس متعلق بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیے ورنہ وہ کچھ بھی غلط کرنے سے گریز نہیں کریں گے اور ہماری فیملی میں یہ سب چیزیں بہت غلط مانی جاتی ہے اگر میں اس راہ میں چل پڑی تو بھائی تو میری ہی جان لے لیں گے اگر وہ انتہا کے نرم دل ہیں تو اس معاملے میں ان سے زیادہ سخت دل کوئی نہیں۔"

وہ نم لہجے میں شکستگی سموئے بولی۔ان سب نے گہرا سانس بھرا تھا وہی صدام کے متعلق اس انکشاف پہ وہ جہاں کی تہاں رہ گئے ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ صدام ایسا بھی ہو سکتا ہے۔اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بھی مزید کچھ بولتا کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز کے ساتھ ہی اگلے ہی لمحے صدام مضبوط چال چلتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تو پریسہ نے فق چہرے سمیت ان سب کی جانب دیکھا۔ان سب کی حالت بھی مختلف نہیں تھی۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

"اگر بھائی نے کچھ سن لیا ہوا تو۔"

وہ سر سراتے لہجے میں بولی۔ عفیفہ نے سختی سے اس کا ہاتھ تھامتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپکی پری۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا ہوا بولا۔ ان سب کی سانسیں بحال ہوئی۔ پریسہ نے بمشکل مسکراتے اثبات میں سر ہلایا تھا مگر اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی کسی سے بھی مخفی نہیں تھی۔ ایک دو مزید باتیں کرتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ایک کاٹ دار نگاہ پریسہ کے ساتھ بیٹھی عفیفہ پہ ڈالی۔ خود پہ کسی کی نظروں کی تپش کا احساس تھا کہ اس نے جھٹکے سے گردن اٹھاتے اوپر کی جانب دیکھا جہاں صدام کی آنکھوں سے نکلتی آگ اس کا پور پور جھلسا کر راکھ کر گئی۔ اس نے نا سمجھی سے صدام کی جانب دیکھا جواب سر جھٹکتے باہر کی جانب جا رہا تھا۔ وہ اپنا وہم سمجھتی سر جھٹک گئی۔

"بھلا میں نے صدام بھائی کا کیا بگاڑا ہے جو وہ مجھے یوں گھوریں گے لازماً پری کی وجہ سے پریشان ہونگے۔"

وہ دل ہی دل میں خود کو حوصلہ دیتے دوبارہ پری کی جانب توجہ مبزول کرا گئی۔

پری اب جو میں بولنے جا رہی ہوں نا اسے بغور سننا۔ میں یہ نہیں کہتی کہ تمہارے دل میں جو جذبہ پنپ رہا ہے وہ غلط ہے وہ بلکل سچا ہو گا آئی نو مگر پھر بھی ایک لڑکی کیلیے اپنی عزت نفس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہونا چاہیے مگر تم نے اس شخص کیلیے بارہا بار اپنی عزت کو داؤ پہ لگایا ہے وہ تمہارے لائق نہیں تھا وہ تمہاری عزت تمہاری محبت کے لائق نہیں تھا تبھی یوں تمہیں دھتکار کر چلا گیا۔ فرسٹ یور سیلف رسپیکٹ ڈارلنگ۔ محبت بھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

عزت ہی مانگتی ہے میری جان اور اگر ایک رشتے میں عزت ہے تو سمجھو محبت بھی ہے اور جہاں عزت نہیں وہاں محبت بھی نہیں ہے۔"

مریم سنجیدگی سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا جو انہیں پہلی بار سنجیدہ دکھائی دی تھی۔

مگر مریم میں نے ان کی آنکھوں میں بے بسی۔"

نہیں پری کسی کے اندر بے بسی نہیں ہوتی جب تک کوئی مجبوری نا ہو مگر انہیں کیا مجبوری ہو سکتی ہے وہ تو بلکل ٹھیک تھے ان کا فیملی بیک گراؤنڈ بھی بلکل ٹھیک تھا۔ناوہ کہی شادی شدہ نا ہی منگنی شدہ تو پھر تمہیں ایک رشتے میں باندھنے سے انہیں کیا مسئلہ ہو سکتا تھا مگر نہیں انہیں اپنی انا ہی عزیز تھی صرف جسے انہوں نے سب سے اوپر رکھا ہے اور وہ تمہیں چھوڑ کر جا چکے ہیں۔وہ چاہتے تو اپنی دوست کی بہن کی عزت کا مان رکھ سکتے تھے۔مضبوط بنو اور اپنے آگے کی زندگی کے متعلق سوچو۔انہیں بھول جاؤ وہ تمہاری قسمت میں نہیں تھے۔نہیں تھے وہ تمہاری قسمت میں۔"

اس کی بات پہ پریسہ کا دل دھک سے رہ گیا۔سے فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی۔وہ تڑپ ہی تو گئی تھی یہ تمام باتیں سن کر۔

"میں مضبوط نہیں ہوں بلکل بھی۔میں بہت کمزور ہوں میں نہیں سہ سکتی میں تکلیف سے ہی مر جاؤں گی۔"

وہ سسکیوں سمیت بولی۔ان .سب نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہم تمہیں کسی ایک ایسے شخص کے پیچھے اپنی زندگی برباد نہیں کرنے دیں گے جسے تمہاری کوئی قدر ہی نہیں"

"ہے اسی لیے لیو دس ٹاپک اور چلو باہر آنٹی نے پراٹھے بنائے ہیں میں تو وہی کھاؤں گی۔

وہ اس کے بال سنوارتے ہوئے محبت سے بولی۔ان سب کو وہ پرانی مریم لگی ہی نہیں تھی۔پریسہ نے نم آنکھوں سمیت مسکراتے ان سب کے ساتھ باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے جہاں عافیہ ڈائننگ ٹیبل پہ کھانا لگوا چکی تھی جبکہ فارس ہادی اور ارتضیٰ ایک جانب بیٹھے باتوں میں مشغول تھے۔پریسہ نے ان سب کو دیکھتے بڑی مشکل اپنے آنسوؤں پہ پل باندھا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ٹیبل کی جانب چل دی۔

"ارے راجکماری پریسہ پدھار۔ارے پری یہ تمہاری آنکھیں کیوں اتنی سوجھی ہوئی ہے۔"

لاپرواہی سے بولتے فارس نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔اس نے گھبرا کر عافیہ کی جانب دیکھا۔

"نہیں کچھ نہیں بس طبیعت نہیں ٹھیک تھی تو نیند بھی پوری نہیں ہوئی۔"

وہ بوجھل لہجے میں بولتے ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"اچھا شکر ہے تم ٹھیک ہو ورنہ مجھے لگا تھا کہ اگلی بار جب ہم ملیں گے تم ہمیں نظر ہی نہیں آؤ گی۔"

وہ مزاحیہ لب ولہجے میں بولی۔پریسہ نے زخمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کاش کل ہی مر جاتی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اذیت سے بڑبڑائی۔سب نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس ہنس کر بات ٹال گئی تھی۔اب وہ سب ذور و شور سے ان پراٹھوں سے انصاف کرنے میں مصروف تھے اور پریسہ ان کی موجودگی میں بس چند نوالے ہی زہر مار کر رہی تھی۔اسی دوران ان سب کا دھیان موبائل پہ ہونے والی بیل کی جانب مبذول ہوا تھا۔عفیفہ نے چونک کر موبائل کی جانب دیکھا معاً اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا وہ تو صبح یاسر کا فون اٹھا لائی تھی۔

"ارے واہ عفیفہ لگتا ہے تم نے سمگلنگ شروع کر دی ہے جو برینڈ نیو موبائل خرید لیا۔"

جواباً اس نے لاپرواہی سے صبح والا قصہ اس کے گوش گزار دیا مگر اس دوران اسے دھیان ہی نہیں رہا کہ وہ اپنی پوری بات ان سب پہ آشکار کر گئی ہے۔اس کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا جبکہ ہاتھوں سے نوالہ چھوٹتے پلیٹ میں جا گرا۔سب ساکت نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے جس نے آنکھیں میچی ہوئی تھی۔

ایک منٹ ذرا یہاں تو دیکھو تم سب کی زندگیوں میں ہو کیا رہا ہے آخر سب کے سب ہی ہم سے باتیں"

"چھپانے لگے ہیں اور تم۔تم اس لفنٹر سے شادی کرنے والی ہو۔

مریم تو اس کی بات پہ بھڑک اٹھی تھی۔عفیفہ نے زخمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"شوق سے نہیں کر رہی میں اس سے شادی مجبوری ہے۔"

وہ دھیمے سے بولتے ناخن سے میز کھرچنے لگی۔پریسہ نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا جو اس کے غم میں اپنا غم ہی فراموش کر بیٹھی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مجبوری عفیفہ ایسے رشتوں میں کیسی مجبوری۔مجھے ایٹ لیسٹ تم سے ایسی امید نہیں ہے۔"

مریم افسوس سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔عفیفہ نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی تھی۔

مجھے بھی نہیں تھی مگر میں تم لوگوں کو شادی پہ تھوڑی بلاؤں گی میں تو تم لوگوں کو اپنے جنازے پہ بلاؤں گی"

"وقت پہ پہنچ جانا۔

وہ بھیگے لہجے میں بولتی داخلی دروازے کی جانب جاتے صدام کو ساکت کر گئی۔وہ سب اس کی بات پہ تڑپ ہی

تو گئے تھے۔

"کون ہے وہ خبیث انسان جس نے یہ حرکت کرنے کی جرأت کی ہے۔"

فارس میز پہ ہاتھ مارتے ہوئے غصے سے بولا تو وہ سب ہڑبڑا گئے۔

زیادہ ٹارزن بننے کی ضرورت نہیں ہے فارس میاں درختوں پہ لٹک کر تم صرف دوسروں کے مسائلوں"

"میں جھانک سکتے ہو کسی کا مسئلہ نہیں حل کر سکتے۔

ہادی اس کی گدی میں ایک چماٹ رسید کرتے ہٹیلے لہجے میں گویا ہوا۔وہ سب اس کی بات پہ سب باتیں

بھلاتے کھل کر ہنس دی تھی۔

قسم سے آج میری شادی ہوئی ہوتی ناتو اپنی بیوی کو ورلڈ ٹور کروا چکا ہوتا اسے اپنی ہیوی بائیکس پہ لانگ"

ڈرائیو پہ لے کر جاتا اپنی بیوی کے قدموں تلے جنت رکھنے کا سبب بنتا اپنے ماں باپ کو بچوں کو دادا دادی بنا چکا

"ہوتا بس پھر ہر جانب خوشیاں ہی خوشیاں ہوتی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ارتضیٰ خیالوں کی دنیا میں کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

واہ کیا خوب کہی تو ہی عیاشیاں کر رہا ہوتا وہ جسے تو اپنی بیوی بنا کر لایا ہوتا تو بس تیرے بچوں کے پیمپر ہی "
صاف کر رہی ہوتی۔"

فارس اسے شرم دلاتے ہوئے بولا۔

ارتضیٰ میری بات سنو ایک مشورہ دے رہی ہوں تمہاری خواہشات کی میں بہت قدر کرتی ہوں اسی لیے "
بول رہی ہوں کہ شروع کی دو خواہشات تم میرے ساتھ پوری کر لو ایز آ فرینڈ اور باقی کیلیے اپنی بیوی لے
آنا۔"

عناب ہاتھ جھاڑتے ہوئے مزے سے بولی۔ہادی نے ذو معنی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"ناٹی گرل دو خواہشات کیوں یہ ساری خواہشات تمہارے ساتھ ہی پوری کرے گا۔"

ہادی مزے سے ارتضیٰ کو ٹھوکا مارتے ہوئے بولا۔عناب نے جھنجھلا کر اس کی جانب دیکھا وہ اس کی آدھی
ادھوری باتوں کو بلکل نہیں سمجھ پاتی تھی۔

"آنٹی دو پراٹھے مزید پلیز۔"

ارتضیٰ چٹنی میں پراٹھے ڈبو ڈبو کر کھاتے ہوئے مزے سے بولا۔ان سب نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا
جبکہ عافیہ بھی اب ہلکان ہو چکی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

چلو بس کرو ندیدوں ماما کوئی ضرورت نہیں ہے بہت کھالیا ہے اس نے میری ماما کی حالت دیکھو اور شرم کرلو "کچھ۔"

اس سب قصے کے دوران وہ پہلی بار اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولی تو وہ کھسیا کر رہ گیا۔اسی طرح تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سب اس سے کل یونی آنے کا وعدہ لیتے اپنے اپنے گھروں کی جانب روانہ ہوئے تھے۔پریسہ بھی انہیں رخصت کرتی واپس اندر آگئی۔

"اب کیسی طبعیت ہے آپکی خراب تو نہیں نا۔"

عافیہ اس کے بال سہلاتے ہوئے محبت سے بولی تو اس نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ان لوگوں کے ہوتے ہوئے میں کبھی بھی اداس نہیں رہ سکتی ماما۔"

وہ اپنے دل میں اٹھتے درد کو دباتے بظاہر مسکراتے لہجے میں بولتی انہیں بھی قدرے پرسکون کرگئی۔

"صدام تم مجھے ایک بات واضح کردو کہ تم چاہتے کیا ہو۔تمہاری باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔"

وہ جھنجھلا کر گویا ہوئی۔صدام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔وہ دونوں اس وقت قریبی ریسٹورینٹ میں موجود تھے۔کومل نے اس کے یونی نا آنے کی وجہ سے ایمرجنسی میں اسے وہاں بلایا تھا اور صدام اس کے بلانے پہ پریشانی سے بنا کسی دیری کے وہاں پہنچ گیا تھا۔

"دیکھو کومل میں بول رہا ہوں نا کہ میں تم سے ہی شادی کروں گا تو پھر تمہیں کس بات کی پریشانی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوا۔ کومل نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیونکہ تم مرد لوگ بدل جاتے ہو سب ختم کر دیتے ہو مجھے ڈر لگتا ہے تم بھی بدل گئے تو پھر میرا کون ہے۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔ صدام نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی ابھی تو اسے اس بات کا علم بھی نہیں تھا جو پریسہ نے اس سے کی تھی۔ اگر اس بات کا اسے علم ہوتا تو وہ بکھیرا کھڑا کر دیتی۔

"میرے پہ یہاں تک یقین رکھا ہے تو آگے بھی رکھو میں تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گا۔"

اس نے اس کا ہاتھ دبا کر چھوڑ دیا۔ کومل نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

"خیر تم نے مجھے اتنی جلد بازی میں یہاں کیوں بلایا ہے۔"

وہ ویٹر کو کافی کا آرڈر دیتے اس کی جانب متوجہ ہوا جواب پریشانی سے انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

"تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔ یونی تم آئے نہیں اور یہ مناسب جگہ تھی وہ بات کرنے کی۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولی۔ صدام کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"ہاں بولو میں سن رہا ہوں۔"

وہ اطراف میں نگاہیں دوڑاتے ہوئے بولا۔ کومل نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

وہ میرے گھر والوں نے میرا رشتہ دیکھا ہے ایک انہیں بہت پسند آیا ہے وہ لوگ تو ہاں بھی کر آئے تھے مگر"

"میں نے عین موقع پہ ہی انکار کر دیا کیونکہ میں اس رشتے کیلیے رضامند نہیں تھی۔

اور یہ تم مجھے اب بتا رہی ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تند لب و لہجے میں بولا۔ کومل اس کے اچانک رویے سے گھبرا گئی اور حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"کام ڈاؤن صدام پینک مت کرو میرے گھر والوں کو ابھی ہمارے تعلق کے متعلق کچھ بھی نہیں پتا نا ہی میں انہیں بتا سکتی ہوں اور تم بھی تو رشتہ نہیں بھیج رہے جو میں تم سے اچھی امید رکھوں۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے ناراض لب و لہجے میں بولی۔ صدام کو حقیقتاً اب پریشانی ہوئی تھی۔

"اور اگر فرض کرو میرے گھر والے اگر رشتہ لے کر نہیں آتے تو تم کسی سے بھی شادی کر لو گی۔"

وہ کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ظاہر سی بات ہے صدام کیونکہ رشتہ تم نے لانا ہے یہ تم پہ منحصر ہے میں اپنے گھر والوں کو کب تک رشتے سے انکار کرتی رہوں گی یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں ایک لڑکی ہوں اور لڑکیوں کے رشتے ملنا بے حد مشکل کام ہے۔"

وہ نظریں چرا کر بولتی اسے ساکت کر گئی۔ اس دوران . ویٹر کی آمد پہ وہ دونوں خاموشی اختیار کر گئے۔

"میں نے ماما سے بات کی ہے مگر پریسہ۔"

وہ جلد بازی میں بولتے وہی تھم گیا کیونکہ اس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتا تھا۔ کافی پیتی کومل نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"لیکن پریسہ۔"

وہ بھنویں اچکاتے ہوئے بولی۔صدام کو جھوٹ بولنا درست نہیں لگا تبھی شروع سے لے کر آخر تک ایک ایک بات اس کے گوش گزار دی۔اس کی بات پہ کومل نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔کافی پینا وہی چھوڑ دی تھی اس سے آگے اس سے ہضم ہی نہیں ہونی تھی۔

تم اس عفیفہ سے شادی کرو گے صدام۔وہ تو اس قدر بہن جی ٹائپ ہے یہ پریسہ کی چوائز کو کیا ہوتا جا رہا ہے وہ" "کیسے اپنی دوست کی خاطر اپنے جان سے عزیز بھائی کو بلی کا بکرا بنا سکتی ہے۔

وہ بپھر کر بولی۔صدام نے آنکھوں کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو وہ کچھ حد تک سنبھل گئی مگر ابھی بھی اشتعال چہرے پہ نمایاں تھا۔

میں نے کیا اس سے شادی کر لی کومل۔میں نے تو پریسہ کو صاف انکار تھمایا ہے کہ میں اس سے شادی نہیں" کر سکتا میری اس سے کسی بھی قسم کی کوئی دشمنی نہیں ہے مگر وہ میرے ساتھ سروائیو نہیں کر سکتی اور اسی دن "میں نے ماما کو تمہارے گھر رشتہ لانے کا بولا تھا۔

وہ اسے مزید تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے بولا تو وہ کچھ ہلکی پھلکی ہو گئی۔

"اور اگر دوبارہ کبھی پریسہ نے یہی بات کی تو۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں کبھی نہیں مانوں گا کیونکہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تھکے تھکے لہجے میں بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ دونوں ریسٹورینٹ سے باہر کی جانب بڑھے تھے۔کومل کو اس کے گھر ڈراپ کرتے اب اس کا رخ آفندی ہاؤس کی جانب تھا۔ڈرائیونگ کرنے کے دوران مسلسل اس کے ذہن میں پریسہ اور کومل کی باتیں گڈمڈ ہو رہی تھی معاً اس کے ذہن میں عفیفہ کی بات گونجی تو اس نے اشتعال کے عالم میں مکہ سٹئیرنگ پہ مارتے تھکی تھکی سی سانس خارج کی تھی اور آسمان پہ پھیلتے اندھیرے کو دیکھتے اس نے عجلت میں گاڑی کا گئیر بدلتے آگے کی جانب بڑھائی تھی۔گھر پہنچتے ہی اس کا ارادہ سیدھا اپنے کمرے کی جانب جانے کا تھا مگر عافیہ کی آواز پہ اس نے سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھا جو اس سے کھانے کی متعلق استسفار کر رہی تھی۔

"نہیں ماما بھوک نہیں ہے۔"

وہ انہیں ٹالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا زینے چڑھ گیا۔ گرل کے ساتھ کھڑی پریسہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جو اب اپنے کمرے میں جاتے دروازہ بند کر چکا تھا۔اس نے ایکدم خود میں ہمت متجمع کرتے قدم اس کے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہی وہ دوسری جانب سے اجازت کا انتظار کرنے لگی۔کچھ ساعتوں بعد اندر سے آنے والی بھاری آواز پہ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ چرڑ کی آواز سے کھلتا چلا گیا۔

"ارے پریسہ تم یہاں سب خیریت ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے اپنی ٹائی کو الماری میں لٹکاتے ہوئے بولا۔ پریسہ نے لبوں کو تر کرتے انگلیاں آپس میں الجھائی۔

"بھائی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

اس کی دھیمی آواز پہ صدام کے حرکت کرتے ہاتھ وہی تھمے۔ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے اس کا چہرہ جانچنا چاہا جہاں بے چینی صاف چھلک رہی تھی۔ اس نے دل میں شدت سے دعا کی تھی کہ یہ وہ بات نا ہو جو وہ سوچ رہا تھا۔ پریسہ نے آگے بڑھتے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"بھائی آپ نے اس متعلق کیا سوچا ہے پھر۔"

وہ آس بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ صدام نے بے ساختہ نگاہوں کا زاویہ بدلتے اس کی گرفت سے اپنے ہاتھ آذاد کروائے۔

"میں نے اس دن ہی صاف انکار کر دیا تھا پری میں اس معاملے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں کومل کو پسند کرتا ہوں میرا نہیں خیال کہ تمہارا یوں بار بار ایک ہی بات کرنے کا کوئی جواز ہے۔"

وہ پتھریلے لہجے میں بولا۔ پریسہ کی آنکھوں میں نمی سی جا گی۔

"ں بھائی پلیز کچھ تو رحم کریں بھائی مجھ پہ ایک احسان کر دیں وہ بہت مشکل میں ہے بھائی اگر اس کی شادی اس آدمی سے ہو گئی تو وہ ٹوٹ جائے گی بھائی وہ خاموش ہو جائے گی۔"

وہ آنکھوں میں ڈھیروں پانی لیے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ صدام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں اس کے ساتھ پوری زندگی۔"

بھائی آپ اس سے فلحال شادی کر لیں اس یاسر کا بوجھ اس کے سر سے اترتے ہی آپ چاہے اسے چھوڑ دیجیے گا۔

اس سے پہلے کہ تھکے تھکے لہجے میں اپنی بات مکمل کرتا پریسہ نے اس کی بات کو درمیان میں اچکتے بات ہی ختم کر دی۔ صدام نے بے یقینی کی کیفیت میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اسے سمجھ نا آیا کہ پریسہ نے یہ بات بولی کس تک سے ہے جبکہ پریسہ کی آنکھوں سے تواتر آنسو بہہ رہے تھے وہ مسلسل چہرہ جھکائے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

آپ جانتی ہو کہ کیا بات کر رہی ہو۔ کیا وہ اس سب کیلیے مان؟ جائے گی کیا وہ اپنی پیشانی پہ طلاق یافتہ کا داغ" "لگوا لے گی۔

وہ ویران نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے خالی خالی لہجے میں بولا۔ پریسہ نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا جس کا لہجہ خود بخود سخت ہو چکا تھا۔

توبھائی آپ مان بھی تو نہیں رہے نا۔ مجھ سے نہیں دیکھی جاتی اس کی یہ حالت اور رہی بات اس کی تو اسے" "کوئی بھی نہیں بتائے گزرے گا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جانتی تھی کہ شادی کے بعد صدام خود ہی عفیفہ کے ساتھ اپنا رویہ ٹھیک کر لے گا آخر وہ اس کی بیوی ہو گی تبھی کسی دوسری طرح اسے منانے کا سوچا تھا۔ صدام نے کچھ لمحے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔ سوچ کے سارے دھاگے اب عفیفہ کی ذات سے جڑ چکے تھے۔

"میں سوچ کر جواب دوں گا۔"

وہ کھردرے لہجے میں بولا۔ عفیفہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ اگر عفیفہ کو اس متعلق پتہ لگا تو۔ تو" کوئی بات نہیں میں اس پہ واضح کر دوں گی۔"

وہ دل ہی دل میں تانے بانے باندھ رہی تھی۔

بھائی کسی مظلوم کی مدد کر کے اس کی دعا اس کا احسان صرف آپ تک محدود ہو گی پلیز فیصلہ اس کے حق میں" ہی کیجیے گا اور اس متعلق کسی سے بھی زکر مت کیجیے گا۔"

وہ اس کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ کر بھیگے لہجے میں بولتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی اس نے اپنی آنکھیں بری طرح میچی تھی۔ نا جانے قسمت اسے کس جانب لے جانے والی تھی۔ ایک جانب کومل سے کیا گیا وعدہ اور دوسری جانب عفیفہ اسے اپنے دماغ کی شریانیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے کچھ سوچ کر کومل کا نمبر ڈائل کیا تھا لیکن دوسری جانب فون کوئی بھی نہیں اٹھا رہا تھا۔ اس نے غصے میں موبائل ہی بیڈ پہ پٹخ دیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایک اس لڑکی کو جب کام کے وقت فون ملاؤ تو محترمہ اٹھاتی ہی نہیں ہے اور بعد میں اسی کے گلے شکوے ہی ختم نہیں ہوتے۔"

وہ اس کی حرکتوں سے اچھا خاصہ عاجز آتے ہوئے بولا۔اسے اب عفیفہ کی شادی سے قبل ہی کوئی حل نکالنا تھا۔

بڑی حویلی میں شادی کی تیاریاں دھوم دھام سے چل رہی تھی۔پوری حویلی کو برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔رات کے وقت بھی اچھی خاصی روشنیوں نے بسیرا کیا ہوا تھا۔عورتیں زنان خانے میں جبکہ مرد حضرات مردان خانے میں موجود تھے۔پرخہ تو ہر جانب چہکتی پھر رہی تھی کیونکہ اس کی باجی اس کی بھابھی کے عہدے پہ فائز ہونے والی تھی۔پشمینہ کے پاس کچھ عورتیں اس کے کمرے میں موجود اسے شہرام خان کیلیے سجا رہی تھی اور اس کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ یہ سوچ کر مزید گہری ہوتی جا رہی تھی کہ وہ بالاخر شہرام خان کی زندگی میں پورے حق سے شامل ہونے والی ہے۔اس کے دل کی حالت بھی عجیب سی تھی۔اطراف میں خوشیاں چہکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔اسے تیار کرتے ہی غنچہ نے جوں ہی اس کے سر پہ ڈوپٹہ اوڑھایا سب کے منہ سے بے ساختہ ماشاءاللہ نکلا تھا کیونکہ وہ لگ ہی اس قدر حسین رہی تھی اس کا پور پور مہک رہا تھا۔ہر چال میں سرشاری سی تھی کیونکہ وہ رخصت ہو کر شہرام خان کی زندگی میں اس کی بیوی کی حیثیت سے شامل ہونے والی ہے۔انہوں نے مرچیں منگواتے اس کی نظر اتاری تو وہ مسکرا اٹھی۔

"مڑا بھا جائی تم تو بہت حسین لگ رہی ہو۔"

پرخہ جو کمرے میں غنچہ کو بریختہ کا پیغام دینے آئی تھی پشمینہ کو دیکھتے اس کے لبوں سے یہ الفاظ بے اختیاری میں ادا ہوئے تو سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

"اپنے شوہر کی ہونے جا رہی ہے اماری مینہ تبھی تو دیکھو رنگ کیسے چڑھا ہے۔"

ایک عورت اس کی جانب دیکھتے ہوئے کھنکتے لہجے میں بولی تو اس نے نظریں اٹھاتے ایک نظر آئینے میں خود کے سراپے پہ ڈالی تو ایک خوبصورت مسکراہٹ

لبوں پہ در آئی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد دلہا دلہن کو ایک ساتھ بٹھایا گیا۔اس دوران شہرام کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا کسی بھی تاثر سے پاک۔اس کے دیکھ کر کسے پتلے کا گمان ہو رہا تھا۔شہرام نے آنکھیں موندتے گہرا سانس بھرا۔اس کا ضبط کا شیرازہ بکھر رہا تھا۔اس نے اپنے ساتھ بیٹھی مینہ کو ایک نظر بھی دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوتا اپنی مضبوط کلائی کسی کی گرفت میں محسوس کر اس نے چونک کر نیچے دیکھا جہاں بریختہ ملتجیانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی وہ خاموشی سے واپس بیٹھ گیا۔مینہ کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔انہوں نے نرمی سے ان دونوں کی کلائی میں ایک ساتھ سرخ رنگ کا دھاگا باندھا تھا اور مسکراتے ہوئے ڈھیروں پیسوں ان کے اوپر سے واڑتے ملازمہ کی جانب بڑھائے تھے۔

"آج سے آپ دونوں ایک دوسرے ہوئے ہمیشہ کیلئے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریختہ خانم کی آواز پہ جہاں مینہ دلکشی سے مسکرائی وہی ضبط کے باوجود شہرام کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کی شیو میں جذب ہوا تھا۔دوسری جانب پریسہ بری طرح ہانپتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی اس کا پورا وجود پسینے سے تر تھا اور تھر تھر کانپ رہا تھا۔اس نے اپنی نم پیشانی پونچھتے اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائی تھی۔

یااللہ کس قدر بھیانک خواب تھا ایسا کبھی مت کرنا انہیں میرے نصیب میں لکھ دے نا یارب تیرے لیے تو" کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔

"کاش ہم یوں نا بچھڑے ہوتے۔

وہ اذیت سے بولتے اپنے گھٹنوں میں چہرہ چھپائے پھپھک پھپھک کر رو دی تھی۔یہ جانے بغیر کہ جس خواب کے حقیقت نا ہونے کی وہ دعائیں مانگ رہی تھی وہ کسی اور کے نصیب میں لکھا جا چکا ہے۔اس سے چھینا جا چکا ہے۔وہ خالی ہاتھ رہ گئی تھی۔

"پرخہ کو بلاؤ وہ رسم کر لے۔"

بریختہ کی آواز پہ ملازمہ نے اثبات میں سر ہلاتے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔ان سب نے اطراف میں نگاہیں گھمائی مگر اس کا کہی بھی نام ونشان تک نہیں تھا۔ان سب کو پریشانی ہونے لگی۔

"بھاجائی پرخہ بٹیا تو کہی بھی نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی آواز پہ ان سب کو ایسا محسوس ہوا گویا کسی نے ان کی سماعتوں میں صور پھونک دیا گیا ہو۔ بریختہ نے بے ساختہ اپنے سینے پہ ہاتھ دھڑ لیا۔ ہر جانب گہما گہمی مچ چکی تھی۔ شہرام کے چہرے کے عضلات تن گئے۔ ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو گئی۔ اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے سرعت سے بھاگنے والے انداز میں دالان کی جانب بڑھا اور اپنی رائیفل اتارتے سرد تاثرات سمیت باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ اس کے ملازم بھی اس کی تقلید میں آگے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ پرخہ کے بابت سوچتے اس کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا تھا۔

"میں آج نوفیل کو چھوڑوں گا نہیں اس کی موت شہرام خان کے ہاتھوں ہی لکھی ہے اس رائیفل کی ایک ایک گولی اس کے سینے میں اپنے ہاتھوں سے اتاروں گا میں۔"

وہ قہر برساتے لہجے میں دھاڑا تھا۔ آنکھیں شعلے اگل رہی تھی۔ بریختہ خانم بے چینی سے ہر جانب کسی امید کے تحت اسے تلاش کرتی پھر رہی تھی مگر وہ کہی ہوتی تو دکھائی دیتی نا۔ گھر کی جوان جہاں بیٹی غائب تھی۔ ان سب کو اپنی سانسیں تھمتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں شہرام خان۔"

وقدار یوسف ذئی کی آواز پہ اس نے ایک زخمی نگاہ اس پہ ڈالتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

"میری بچی خاناں۔ کہاں گئی ہو گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریختہ وقدار کی جانب دیکھتے روتے ہوئے بولی۔انہوں نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھتے غنچہ کو ان کا خیال رکھنے کی تاکید کی اور تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ان کے ہاتھوں میں رائیفلز دیکھتے ان سب نے بے ساختہ اپنے سینوں پہ ہاتھ دھرے تھے۔پشمینہ نے گھبرا کر غنچہ کی جانب دیکھا جو خود بھی رو رہی تھی۔جو گھر ابھی کچھ دیر قبل خوشیوں کا گھوارا تھا وہاں اب پرخہ کی غیر موجودگی میں صفِ ماتم بچھ چکا تھا۔

اماری بچی کا جینا حرام ہو جائے گا غنچہ ام کیا کریں گے وہ کیسے جیے گی یہ دنیا اسے جیتے جی مار دیں گی۔میری بچی "واپس آجائے۔"

وہ اپنا سینہ پیٹتے ہوئے آہ و پکار کرتے ہوئے بولی۔بولتے بولتے ان کی زبان لڑکھڑا گئی۔پشمینہ نے بے ساختہ انہیں تھامتے سہارہ دیا جو اب ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے زمین بوس ہو چکی تھی۔ان کے بے ہوش ہوتے ہی ہر جانب چیخ و پکار گونج اٹھی جو حویلی کے در و دیوار نے سنی تھی۔

بڑی حویلی سے یکے بعد دیگرے تین گاڑیاں آفریدی حویلی کی جانب گامزن ہوئی تھی۔شہرام کے چہرے کے تاثرات نہایت پتھریلے تھے۔گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہی اس نے رائفل لوڈ کی تو اس کے تمام آدمی الرٹ ہوتے اپنی اپنی رائفلز سنبھال گئے تھے۔اس کے چہرے کے تنے ہوئے عضلات دیکھ وقدار یوسف زئی کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔یہ بات انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ وہ غصے کا کس قدر تیز ہے کسی کو بھی جان سے مارنے سے گریز نہیں کرے گا اور اب تو بات تھی بھی اس کی چھوٹی بہن کی وہ کیسے اس چیز کو فراموش کر دیتا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"خاناں آپ بھی جائیں اس کے پیچھے وہ کوئی غلط قدم۔"

اس سے قبل کہ بریختہ خانم ہانپتے ہانپتے اپنی بات مکمل کرتی وقدار یوسف ذئی دھاڑ کر اپنے آدمیوں کو اشارہ کرتے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے باہر کی جانب بڑھ گئے تھے۔ان کی غصیلی دھاڑ حویلی کے درو دیوار ہلا گئی تھی۔بریختہ خانم بری طرح روتے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتے جھکتی چلی گئی تھی۔پشمینہ نے انہیں سنبھالتے ان کا سر اپنی گود میں رکھا تھا۔حویلی جہاں کچھ دیر قبل خوشیوں کی چہکاریں گونج رہی تھی وہاں سب موت سا کہرام مچ چکا تھا۔

"گاڑی تیزی سے چلاؤ۔"

اس نے اپنے ساتھ بیٹھے آدمی کو گرج کر حکم صادر کیا تو اس نے تیزی سے گاڑی حویلی کی جانب بڑھائی تھی۔تقریباً پندرہ منٹ کی مسافت طے کرتے پانچ چھ گاڑیاں بیک وقت آفریدی حویلی کے دالان میں رکی تھی۔سب سے آخر میں شہرام خان کی گاڑی کے ٹائر رات کے سناٹے میں بری طرح چرچراتے ارتعاش پیدا کر چکے تھے۔اس کے سب آدمیوں نے اپنی اپنی رائفلز لوڈ کرتے اس کے اطراف میں جگہ سنبھالی تھی۔حویلی کے تمام مکین بھی الجھ کر وہی جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔نوفیل آفریدی نے قہر برساتی نگاہوں سے گاڑی میں سے کروفر سے نکلتے شہرام خان کو دیکھا تھا۔اس کی آنکھیں اس کی اچانک آمد پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔اس نے چونک کر اپنے باپ کی جانب دیکھا جس کی حالت بھی قدرے مختلف نا تھی۔

"نوفیل خان۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام خان کی دھاڑ آفریدی حویلی کے در و دیوار کو ہلا گئی تھی۔نوفیل کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

آواز آہستہ رکھو شہرام خان بھولو مت کہ اس وقت تم اماری حویلی میں کھڑے ہو جان سے مار کر تمہارے "ٹکرے ٹکرے کرنے میں ام ایک لمحہ نہیں لگائے گا۔"

وہ خون اگلتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے پتھریلے لہجے میں بولا جوابا اُس نے تنفر سے سر جھٹکتے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا تھا۔

"مدعے کی بات پہ آتے ہیں نوفیل خان۔"

وہ پراسرار لہجے میں بولتے قدم بڑھاتا اس کی جانب آیا اور اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑا ہو گیا۔نوفیل نے چونک کر اس کی کانچ سی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں سے فقط اس کیلیے نفرت ہی چھلک رہی تھی۔

ام کو تجھ جیسے انسان سے مدعے کی بات بھی نہیں کرنی اسی لیے یہاں سے دفعہ ہو جاؤ یا تمہیں نکلواؤں یہاں "سے۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں بولا۔اگلے ہی لمحے شہرام نے ایک جھٹکے میں اس کے لبوں کے عین نزدیک نشانہ باندھتے زہریلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پرخہ کہاں ہے نوفیل خان۔"

اس کے لبوں سے نکلتے الفاظ سن کئی لمحے کیلیے وہاں کھڑے سب نفوس ساکت رہ گئے۔عورتوں نے توزنان خانے سے باہر جھانکتے اس آواز پہ سختی سے لبوں پہ ہاتھ جما لیے۔نوفیل نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"امارے بیٹے کو چھوڑ دو وہ نہیں جانتا کہ تمہارا بہن کہاں ہے۔اس کی جان بخش دو۔ تمہاری حویلی میں کچھ بھی ہو تو قصور وار ام لوگ ہی کیوں ہوتے ہیں۔"

آفریدی ایکدم اس پہ جھپٹتے اس کی رائفل کا رخ دوسری جانب کر گئے۔اگلے ہی لمحے اس میں سے ایک گولی نکلتے سامنے درخت پہ لگی تھی۔ گولی کی آواز سن سب کے رگوں میں خوف سرائیت کر گیا۔شہرام کے آدمیوں نے اب آفریدی پہ رائفلز تانی ہوئی تھی مگر شہرام کے اشارے پہ وہ دوبارہ نیچے کر گئے۔اتنی دیر میں وقدار یوسف زئی بھی وہاں پہنچ چکے تھے معاملے کی سنگینی کا احساس ہوتے ہی وہ تھکی تھکی سی سانس خارج کر گئے۔

"یہ بات امارے لبوں سے پہلی اور آخری بار نکل رہی ہے کہ ام نہیں جانتے کہ تمہارا بہن کہاں ہے نا امارا اس سے کسی قسم کا دشمنی ہے ہاں جو دل میں ڈیرہ جمائے بیٹھی ہے اسے تو تم اپنی بیوی مان چکا ہے رہی بات تمہاری بہن تو کیا معلوم وہ کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہو۔"

اس کی بکواس پہ شہرام کا چہرہ بے تحاشہ سرخ ہو گیا۔وہ رائفل ایک جانب پھینکتے بری طرح اس پہ جھپٹا تھا۔وقدار یوسف ذئی نے بروقت اسے سنبھالتے پیچھے کیا جو اشتعال کے عالم میں گہرے گہرے سانس بھرتے خود پہ ضبط کر رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

حرام خور ہے یہ بے غیرت ہے جو بھی ہے جیسی بھی ہے اب پشمینہ میری عزت ہے میں اس کے بارے میں" ایک لفظ بھی نہیں سنوں گا آئی میری بات سمجھ اور میری بہن کے بارے میں غلط بات بولنے سے قبل اپنی "بہن کے بارے میں سوچ لینا نوفیل خان۔

وہ زہر خند لہجے میں بولا۔نوفیل اپنی بہن پہ بات آتا دیکھ بلبلا اٹھا۔اس سے پہلے کہ وہ پھنکارتے اس کی جانب بڑھتا آفریدی نے بروقت اسے سنبھالا تھا۔وقدار یوسف ذئی کی بات پہ کئی لمحے تک اسے دیکھتا رہا پھر ایکدم کسی فیصلے پہ پہنچتے وہ دو قدم پیچھے ہوا تھا۔

میں اب تو جا رہا ہوں تجھ پہ یقین کر کے لیکن اگر مجھے پتہ لگا کہ وہ تمہارے پاس ہے تو میں اس حویلی کی اینٹ" سے اینٹ بجا دوں گا یہاں لاشیں بچھے گی اور میں انہی لاشوں پہ سے پھلانگتے اس حویلی سے نکلوں گا میری بات "یاد رکھنا۔

وہ تنفر بھرے لہجے میں بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔دل بری طرح کانپ رہا تھا پر خہ کے بابت سوچ بھلا وہ کہاں جا سکتی تھی۔اس نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتے گاڑی میں بیٹھتے سر سیٹ سے ٹکا لیا۔آنکھوں کے دریچوں میں اس کا ہنستا مسکراتا چہرہ گھوم رہا تھا۔گاڑی حویلی کی جانب رواں دواں تھی۔

اپنی بہن کے کرتوت امارے سر ڈال رہا تھا خبیث انسان۔اپنی بہن غائب ہوئی تو اماری بہن پہ چڑھائی" "کر گیا۔میں بلکل بھی معاف نہیں کروں گا اسے بابا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے جانے کے بعد بھی بپھرے ہوئے شیر کی مانند ہانپ رہا تھا اسی لمحے لالہ رخ نے اس کے سینے سے لگتے اسے تسلی دی تھی۔اس کے سینے سے لگتے ہی اس کا غصہ آہستہ آہستہ ہوا ہونے لگا تھا۔اس نے نرمی سے لالہ رخ کی پشت سہلائی تھی۔

لالہ آپ کسی کی بات پہ پریشان نہیں ہو۔ان کی بھی تو بہن ایک دم سے غائب ہوئی ہے تو وہ بس پریشان ہے "اسی لیے ایسا بول دیا۔میں کونسا ان کی کہنے سے کہی چلی جاؤں گی۔"

وہ محبت سے اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے سمجھانے والے انداز میں بولی۔نوفیل نے نرمی سے اس کی پیشانی پہ لب رکھے تھے۔دل میں ابھی بھی دھڑ کا لگا ہوا تھا۔اس نے ساری باتوں کو ذہن سے جھٹکتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے جہاں اس کی مورے بیٹھی پریشان ہو رہی تھی۔آفریدی نے تفاخر سے مسکراتے نوفیل کی پشت کو تکا تھا جو نا جانے کیوں اچانک ہی بہت بدل گیا تھا۔انہوں نے اتنا جاننے کی کوشش کی تھی مگر وہ ہمیشہ ایسے ہی ٹال دیتا تھا پھر انہوں نے بھی خاموشی اختیار رکھنا ہی ضروری سمجھا تھا۔

"نا جانے کہاں گئی ہو گی وہ بچی۔امارا تو دل بیٹھا جا رہا ہے۔"

وہ دل پہ ہاتھ رکھتے ڈرے سہمے لہجے میں بولی۔نوفیل نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

مورے تمہارے کو پریشان ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے ایسے ہی کوئی غائب نہیں ہو جاتا ضرور اس نے "ہی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

نامیرا بچہ ایسے نہیں بولتے وہ بھی کسی کی جوان اولاد ہے فرض کرا گر تو غلط ہوا اور وہ سہی سلامت واپس آگئی تو تجھے ہی اپنی باتوں پہ پچھتاوا ہو گا" امارا تو کچھ نہیں جائے تو ہی خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہے گا اسی لیے تحمل سے کام رکھ اور اس کیلیے دعا کر۔بس وہ مل جائے تو اماری زات کو بھی سکون میسر آ جائے گا۔"

وہ لالہ رخ کا سر سہلاتے ہوئے تفکر بھرے لہجے میں بولی۔ان کا دل ابھی بھی اس بچی کیلیے دعا گو تھا۔

"جی مورے۔"

نوفیل سر جھکا کر مدھم لہجے میں گویا ہوا۔ذہن میں غصے کے بھانبھڑ چل رہے تھے مگر ایسا کیوں تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

"بابا کہیں ان حویلی والوں کی کسی سے کوئی دشمنی تو نہیں جو سید ھا ان کی بیٹی پہ ہی وار ہوا ہے اور وہ بھی ایسا وار جو سب کی جان نکالنے کو کافی ہے۔"

وہ الجھی نگاہوں سے آفریدی کی جانب دیکھتے ہوئے ٹھہرے لہجے میں بولا۔اس نے جوابا آئینہ توز نگاہوں سے نوفیل کی جانب دیکھا تھا۔

"جس کی بیٹی ہے نا وہ اسے ہی اس بارے میں سوچنے دو فضول کا دماغ لڑانے کی ضرورت نہیں ہے۔سکون سے بیٹھ جاؤ۔وہ اپنی بیٹی کا اچھا برا سب جانتے ہیں۔"

وہ غیض کے عالم میں اسے باور کرواتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔نوفیل نے پر سوچ نگاہوں سے ان کی پشت کو تکا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"غنچہ کی وجہ سے پریشان ہونگے خاناں۔"

زربی بی نے ان کے یوں بولنے کا اثر ذائل کرنا چاہا تھا۔

"مورے کہنا تو نہیں چاہیے مگر ام کو یہ جو پھپھو ہے نا اصل والی پھپھو لگتی ہے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے ہٹیلے لہجے میں بولا۔اس کے ایک ایک لفظ میں عجیب سی نفرت کی بو آرہی تھی۔

"بس کر جا نوفیل ابھی تو شہرام کے آگے اسی کی بیٹی سے محبت کے قصیدے پڑھ رہا تھا۔"

وہ تنک کر گویا ہوئی۔نوفیل ان کی بات پہ ناچاہتے ہوئے بھی مدھم سا ہنس دیا۔

مورے وہ صرف اس انسان کو چڑانے کیلیے تھا اسے اشتعال میں مبتلا کر کے مجھے بے تحاشہ سکون میسر آتا ہے"

"ورنہ اب مجھے کسی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

وہ ناگواری سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور لالہ رخ کا سر تھپتھپاتے مغرورانہ چال چلتے مردان خانے کی جانب بڑھ گیا۔اس کی باتوں پہ ذربی بی کو بے تحاشہ تسلی ہوئی تھی۔ایک یک گونہ سکون ان کی رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کا بیٹا یوں اتنی جلدی سنور جائے گا بلکل ویسا ہو جائے گا جیسا دیکھنے کی وہ اسے خواہش مند تھی۔

"مورے آئیں آپ کو ام آپ کے کمرے تک چھوڑ دے پھر مجھے عشاء کی نماز بھی ادا کرنی ہے۔"

وہ انہیں تشکر سے مسکراتا دیکھ خود بھی انہیں سہارہ دیتے مسکراتے لہجے میں بولی اور انہیں لیتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ سب کہاں جا رہے ہیں ماما بابا۔"

پری جوں ہی یونی سے لوٹی تھی ان سب کو نک سک سا تیار دیکھ حیران پریشان رہ گئی جو کہی جانے کی تیاریوں میں تھے۔اس کی بات پہ عادل نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا تھا۔

وہ تو ہم بتاتے ہیں پہلے آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے۔یونی کیوں گئی تھی کچھ دن آرام "کر لیتی پھر یونی ہی جانا تھا۔"

انہوں نے سرزنشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔پریسہ ان کی بات پہ فقط مسکرا کر رہ گئی۔

بابا گھر بیٹھ کر کیا ہے کچھ بھی نہیں ہے عجیب سی سوچیں بے لگام سی کچھ سمجھ نہیں آتی بس زہن اسی جانب" ہی لگا رہتا ہے چاہ کر بھی ان چیزوں سے چھٹکارہ حاصل نہیں ہو پاتا تبھی میں نے یونی جانے کا سوچا تھا کہ میرا "دھیان اس جانب سے مبذول ہو سکے اور اگر میں اب نہیں جاتی تو ان سب نے مجھے نہیں بخشنا تھا۔

وہ انہیں تفصیل سے بتاتے ہوئے بولی۔عادل اس کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئے۔عافیہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک ویرانی سی چھائی ہوئی تھی۔عین اسی لمحے پریسہ کی نگاہیں ان کی جانب اٹھی تو وہ بغور اس کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔پریسہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں تسلی دی تھی۔عافیہ کے رگ وپے میں ایک سکون سا سرائیت کرتا چلا گیا۔

"چلیں اب میری بات کا بھی جواب دے دیں نا۔"

وہ ان کا شانہ ہلاتے ہوئے گویا ہوئی۔عادل نے مسکرا کر عافیہ کی جانب دیکھا جو ملازم کو میز پہ رکھا سامان گاڑی میں رکھنے کی تاکید کر رہی تھی۔

صرف ہم دونوں نہیں بلکہ صدام اور آپ بھی جا رہی ہیں اور ہم ہادی کے گھر جا رہے ہیں بھئی اتنے عرصے "
"بعد ہمارے دوست نے ہماری دعوت کرنے کا سوچا ہے تو کیسے فراموش کر دیں۔

وہ مدھم سا ہنستے ہوئے بولے تو پریسہ ان کی بات پہ بھونچکا رہ گئی اور ایک نظر سامان کی جانب دیکھا جو کہی سے بھی کسی دعوت پہ لے جانے والا نہیں لگ رہا تھا۔

"مگر بابا یہ سامان۔"

وہ حیرت سے بس یہی بول پائی۔عادل نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو مسکرا دیے۔

یہ تو ایسے ہی آپ جانتی ہو نا مجھے کہی بھی خالی ہاتھ جانا نہیں پسند اور وہاں جاؤ تو وہ خود اتنا سب کچھ چیزوں کا"
"بندوبست کر لیتا ہے میں کسی بھی صورت میں خود کو ڈی گریڈ نہیں کر سکتا میری جان۔

وہ اس کا سر تھپتھپاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔پری نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتی اپنے عقب سے آنے والی عافیہ کی مصروف سی آواز پہ اس نے جھنجھلا کر اس جانب دیکھا جہاں عافیہ اسی سے مخاطب تھی۔اس نے نا سمجھی سے بھنویں اچکائی تھی۔

"میری جان جلدی سے تیاری پکڑو ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔"

وہ اسے تاکید کرتے ہوئے بولی۔پریسہ نے آنکھیں میچی تھی اس کا ذرا بھی دل نہیں تھا کہی بھی جانے کو وہ بس کچھ دیر آرام کرنا چاہتی تھی۔جامعہ بھی بس وہ انہی لوگوں کے کہنے پہ ہی گئی تھی ورنہ وہ ذبردستی لے جاتے اور ویسے بھی اس جگہ پہ دوبارہ جانا جہاں صرف اسی ظالم شخص کی یادیں تھی بھلا وہ کیسے یہ سب کر سکتی تھی وہ اپنے دل پہ اچھا خاصہ جبر کر چکی تھی۔

"ماما میرا جانا ضروری ہے کیا۔آپ لوگ جائیں انجوائے کیجیے یقین کریں میرا ذرا سا بھی دل نہیں ہے کہی بھی جانے کو۔آپ پلیز میری جانب سے معذرت کر لیجیے گا۔پہلے ہی میرا دماغ بہت تھکا ہوا ہے میں کسی کے بھی سوالات کے جوابات دینے کی حالت میں نہیں ہوں۔"

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولتی وہاں سے مڑ گئی مگر اگلے ہی لمحے پریسہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔وہ فق چہرے سمیت اپنے سامنے کھڑے صدام کو دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔

"کیا ہوا تھکی کیوں ہوئی ہو اور ماما کو جانے سے کیوں انکار کر رہی ہو۔"

وہ نرم لہجے میں بولا۔پریسہ کا سانس اسی وقت بحال ہوا تھا۔صد شکر تھا کہ اس نے عافیہ کو تنہا سمجھتے کوئی بات نہیں کر دی تھی ورنہ معاملہ مزید بگڑ جاتا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں بھائی وہ ایسے ہی آپ جانتے ہیں مجھے شوق۔"

شوق ہے یا نہیں میں نہیں جانتا فالوقت تم جا رہی ہو اور ماما بابا کو انکار کر کے انہیں مزید پریشانی سے دوچار "مت کرو پری۔ بچوں کی طرح مت برتاؤ کیا کرو چلو شاباش تیار ہو جاؤ جا کر۔ ہم یہی منتظر ہیں۔

وہ اس کی بات کو درمیان میں ہی کاٹتے اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے مریل انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ اب صدام کے کہنے کے بعد تو انکار کا کوئی جواز ہی نہیں تھا۔ کمرے میں آتے ہی ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھتے اس نے گہرا اسانس بھرا تھا۔ وہ کہی بھی جانے سے کتراتی تھی کیونکہ وہ اگر کہی بھی جاتی تو وہاں لازماً اس کے قد کو نشانہ بنایا جاتا تھا جو اسے بری طرح اذیت سے دوچار کرواتا تھا۔ وارڈروب سے سفید رنگ کا کرتا نکالتے وہ واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ چند ساعتوں بعد فریش ہوتے ہی اس نے بالوں کو اونچی پونی میں مقید کیا اور لبوں پہ ہلکا ہلکا گلابی رنگ کا گلوز لگاتے ڈوپٹے کو مفلر کی صورت میں لپیٹتے ہی شوز پہنتے اس کے تسمے باندھنے لگی۔ اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی اس کی نگاہ سائیڈ ٹیبل کی رکھی گھڑی کی جانب اٹھی اس نے اسے کلائی میں پہن کر اپنا موبائل پکڑتے بھاگنے والے انداز میں نیچے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ لاؤنج میں پہنچتے ہی سب اسی کے منتظر تھے۔ اس کے آتے ہی سب ایک دوسرے کی تلقید میں پورچ کی جانب بڑھے تھے جہاں عادل گاڑی سٹارٹ کر چکے تھے۔ ان کے جگہ سنبھالتے ہی گاڑی ان کے گھر کی جانب گامزن ہوئی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد گاڑی خان ہاؤس کی حدود میں داخل ہوئی تو پریسہ نے بے چینی سے انگلیاں چٹخانا شروع کر دی۔ نا جانے کیوں دل کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

حالت عجیب ہو رہی تھی۔اسے اپنی ماں پہ حیرت ہو رہی تھی جنہوں نے اسے سمجھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔وہ خود بھی صدام کو کچھ بھی کہ کر ٹال سکتی تھی مگر وہ خاموش رہی تھی۔ان کے بابت سوچتے اس کی انکھوں میں بے تحاشہ نمی نمودار ہوئی جسے اس نے بے دردی سے پونچھ لیا تھا۔

"کیا ہوا رو کیوں رہی ہو۔"

صدام سرعت سے اس کی جانب آیا تھا۔پریسہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

"نہیں بھائی رو تو نہیں رہی بس آنکھ میں کچھ چلا گیا ہے وہی نکالنے کی کوشش کر رہی ہو۔"

وہ بمشکل مسکراتی ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے بولی۔کچھ ہی دیر میں وہ سب لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے مگر پریسہ ایک جانب خاموشی سے بیٹھی صوفے کی ہتھی پہ اپنے ناخن کھرچ رہی تھی۔ایک دو بار اس کی نگاہ سامنے بیٹھے ہادی کی جانب اٹھی تھی جو یونی کی بانسبت یہاں بلکل سپاٹ چہرے سمیت بیٹھا ہوا تھا یہاں تک کہ اس نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا تا کہ وہ کوئی ردِ عمل ظاہر کرے مگر جواب میں اس کا ردِ عمل ویسے کا ویسا ہی ٹھنڈا تھا۔اسے شدت سے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا معاً کسی کی نگاہوں کا ارتکاز خود پہ محسوس کرتے اس نے چونک کر نگاہیں اوپر کی جانب اٹھائی تو سامنے ہی صوفے پہ بیٹھی نازیہ زیرک نگاہوں سے اسی کا جائزہ لے رہی تھی۔پریسہ کا دل دھک سے رہ گیا ان کے دیکھنے کے انداز پہ۔

"پریسہ آپی آپ کیوں خاموش بیٹھی ہوئی ہیں۔"

وقار سے مزید برداشت نا ہوا تو اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے ہوئے بولا۔ پری اس کی بات پہ نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی تھی۔

ارے آپی کیا ہوتا ہے۔ دیکھو تو تم سے بھی چھوٹی لگ رہی ہے اب دیکھنے والا کیا سمجھے گا کہ ضرور کوئی سکول "گوئنگ لڑکی ہے اب انہیں کیا پتہ ہو کہ پری جامعہ جاتی ہے اور ہمارے ہادی کی ہی کلاس فیلو ہے۔"

وہ بظاہر ہنستے ہوئے بولی مگر ان کے لہجے میں چھپی کاٹ سے پریسہ کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔ آنکھوں میں ڈھیروں پانی جمع ہوا تھا۔ راحیل نے خشمگین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جو ابھی بھی مسکرا رہی تھی۔ عادل اور عافیہ ان کی بات کو مذاق کے طور پہ لیتے ٹال گئے مگر پری کا دل اب ہر شے سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ کم از کم اسے نازیہ سے اس قسم کی بات کی توقع قطعی نہیں تھی وہ تو جب بھی ملتی تھی محبت سے ہی ملتی تھی مگر آج کچھ تو تھا تو غلط ہو رہا تھا مگر کیا وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھی۔

"اچھا خیر تم بتاؤ اتنے عرصے بعد دعوت کا خیال کیسے آ گیا تمہارے ذہن میں۔"

عادل نے اپنا رخ راحیل کی جانب کیا تو وہ مدھم سا قہقہہ لگا اٹھے۔ اس کے لہجے میں طنز جو بخوبی پڑھ چکے تھے۔

ذہن میں تو میرے بہت کچھ آیا ہے بس اب اس کا اظہار کرنا باقی ہے اور تمہاری جانب سے تو میں ہمیشہ سے "ہی ہر کام کیلیے مثبت جواب کا ممتنی رہا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بات کی تمہید باندھتے آخر میں جتانے والے انداز میں بولے تو سب نے الجھی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جواب گلہ کھنکھارتے بات کا آغاز کرنا چاہ رہے تھے۔ہادی نے اذیت سے آنکھیں میچتے چہرہ جھکالیا کیونکہ یہ بات سننے کی اس کی ہمت بلکل نہیں تھی۔

"اچھاایسا بھی کیاہے جلدی بولو۔"

عادل پریشانی سے گویاہوئے۔صدام نے چہرہ جھکائے بیٹھے ہادی کوٹھوکا مارتے ان کی جانب متوجہ کیاتو وہ بھی بمشکل مسکراتے ان کی جانب دیکھنے لگاالبتہ پریسہ نے ان کی بات کو کسی بھی کھاتے میں لانے کی زحمت نہیں کی تھی۔

"میں دراصل ہادی کا رشتہ مانگنا چاہ رہا تھا۔"

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولے۔ان سب نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"اچھامگر کس کے ساتھ کوئی نظر میں ہے کیاانکل۔"

صدام خوشگوار حیرت سمیت بولا اور ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"پریسہ سے۔"

ان کی برجستہ بات پہ پریسہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے ابلتا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔باقی سب کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔وہ سپید پڑتے چہرے سمیت ان سب کی جانب دیکھ رہی تھی۔ناجانے کیا

All Rights Reserved By Novels Lounge

سوچ کر اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ہادی کی جانب دیکھا تو وہ بے ساختہ نگاہیں چرا گیا۔یکلخت ان سب کے چہروں پہ نہایت خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔نازیہ نے نحوست سے سر جھٹکا۔

"بھائی صاحب یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ آپ نے اس بارے میں سوچا ہادی کو تو ہم سب جانتے ہیں۔"

عافیہ تو ان کی بات پہ پھولے نہیں سما رہی تھی۔پریسہ نے بھیگی شکوہ کناں نگاہیں ان کی جانب اٹھائی جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی کیسے انجان بن رہی تھی۔کیا ان کیلیے اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔وہ سپاٹ چہروں سمیت سب کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"ہاں نا میں نے تو البتہ کوئی اور بھی پسند کر لی ہوئی تھی اچھی خاصی تھی لمبی خوبصورت ہر چیز تھی مگر راحیل کا کہنا تھا کہ نہیں وہ ہادی کی دلہن اگر کسی کو بنائیں گے تو وہ پری ہی ہو گی پھر میں نے بھی زیادہ بحث کرنا ضروری نہیں سمجھا۔"

وہ لبوں پہ ایک دھیمی مسکراہٹ سجائے کاٹ دار لہجے میں بولی۔ان کے لفظوں کی کاٹ سے اسے اپنا پور پور چھلنی ہونا محسوس ہوا تھا۔اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ نازیہ اپنے بیٹے کی حیثیت سے اسے بلکل پسند نہیں کرتی۔باقی سب نے سرے سے ہی اس جانب دھیان نہیں دیا۔

"انکل یقین کریں آپ کی بات نے ہمیں بے تحاشہ خوشی دی ہے بلکل غیر متوقع تھا یہ ہمارے لیے۔"

صدام کی چہکتی ہوئی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ ایک جھٹکے سے گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔سب نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جو اب تیز تیز قدم اٹھاتی باہر کی جانب جا رہی

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھی۔آنکھوں کے آگے دھندلا پن آنے کی بدولت وہ دو تین بار گرتے گرتے بچی تھی مگر باہر آتے ساتھ ہی اس کا خود پہ باندھا ضبط پوری طرح ٹوٹا تھا وہ پلر سے پشت ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ذہن میں بس عافیہ اور صدام کی باتیں گردش کر رہی تھی۔ایک بار پھر اسے اپنے زخموں سے خون رستا ہوا محسوس ہوا۔

"لگتا ہے کہ پریسہ کو ہماری بات پسند نہیں آئی۔"

نازیہ ہنستے ہوئے بولی۔عافیہ نے سرعت سے گردن نا میں ہلاتے ان کی بات کی نفی کی تھی۔

"ارے نہیں نہیں بھابھی وہ بس شرما گئی ہو گی۔اب بچوں کے سامنے ہی ایسی بات تو جھجک تو آ ہی جاتی ہے۔"

عافیہ نے بات کو سنبھالنا چاہا تو وہ مرے مرے انداز میں سر ہلا گئی مگر ابھی بھی ان کی پر سوچ نگاہیں اس کی پشت پہ جمی تھی جہاں سے وہ بھاگ کر گئی تھی۔ہادی ایکدم کسی فیصلے پہ پہنچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں دیکھتا ہوں اس سے مجھے کچھ بات بھی کرنی ہے۔"

وہ ان سب کو تسلی دیتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔اپنی پشت پہ وہ اپنی ماں کی شرر بار نگاہیں واضح محسوس کر سکتا تھا۔اسے آج اپنی ماں کے رویے نے بے تحاشہ ٹھیس پہنچائی تھی۔اگر وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی تو اس کے قد پہ بات کر کے انہیں پریسہ کے دل کو ٹھیس بھی نہیں پہنچانی چاہیے تھی۔باہر لان میں پہنچتے ہی اس کے بھاگتے قدموں کو بے ساختہ بریک لگی تھی اب اس کا مسلسل ہچکولے کھاتا موجود ہادی کی نگاہوں کے عین سامنے تھا۔

"پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے ہمت کرتے اسے مخاطب کیا لیکن وہ اس کے بلانے پہ ہی بپھرتی اس کے کالر پہ چھپٹتے اسے جھٹکا دے گئی۔

ڈونٹ کال می پری ہادی خان ڈونٹ کال میں پری مجھے اس نام سے مخاطب کرنے کا حق صرف میرے اپنوں "کو ہے مگر تم اب میرے اپنے نہیں رہے۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے بپھری شیرنی کی مانند دھاڑی۔ہادی نے پریشانی سے اسے تھامنا چاہا مگر وہ اس کا ہاتھ بری طرح جھٹک گئی۔

پلیز ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ پری جیسے یہ تمہارے لیے غیر متعوقع تھا میرے لیے بھی بلکل ویسے ہی تھا۔جس "تکلیف سے تم دوچار ہو اسی سے میں بھی ہوں تو پھر تم مجھ سے کیوں اس طرح برتاؤ کر رہی ہو۔

وہ دبے دبے لہجے میں بیچارگی سموئے بولا۔پریسہ نے ایکدم روتے ہوئے اپنے بالوں کو بری طرح مٹھی میں جکڑا تھا۔

تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو میں۔میں نے کبھی تمہیں اس نظر سے نہیں دیکھا ہادی پلیز اسے رکوادو پلیز ورنہ " اس شادی سے پہلے ہی میں اپنی جان لے لوں گی۔تم کیسے مان گئے اس رشتے کیلیے۔تمہاری تو ماں بھی اس "رشتے کے حق میں نہیں ہے۔میں انہی باتوں سے ڈرتی تھی اور میرا ڈر آج میرے سامنے آرہا ہے۔

وہ تکلیف کی شدت سے آنکھیں میچتے ہوئے ہچکیاں بھرتے ہوئے بھرائے لہجے میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں نے بہت انکار کیا ہے ماما کو پاپا کو مگر کوئی سننے کو رضامند نہیں ہے اب یہ کام صرف تم ہی کر سکتی ہو" کیونکہ اب سارا کام تمہارے ہاتھوں میں ہے تم سے جب بھی اس رشتے کے متعلق کوئی سوال ہو تو تم انکار "کر دینا۔ہم دونوں کی اس چیز سے جان چھوٹ جائے گی۔

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔اس کی بات پہ وہ تمسخر سے مسکرائی تھی۔

واہ ہادی خان واہ ایک لڑکی ہو کر انکار اپنے والدین کو تھما دوں میں اور اس کے بعد تمہاری ماں جیسے لاکھوں" لوگوں سے کچھ بھی سنتے اپنے وجود پہ کالک ملوالوں کس قدر ڈرپوک ہو تم ہادی اس قدر ڈرپوک ایک مرد ہو کر ہاتھوں میں چوڑیاں پہن کر بیٹھے ہو اور مجھے ایک عورت ہو کر تم انکار کرنے کے طریقے سمجھا رہے "ہو۔

وہ بھیگے تند لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔شرمندگی کا احساس اس کے رگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔

"میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتا پری۔"

وہ تھکے تھکے لہجے میں بولا۔اس کے لہجے کا بھاری پن اس نے شدت سے محسوس کیا تھا۔پریسہ نے اپنا حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا اور ڈھیروں آنسو اندر اتارتے اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھی تھی کیونکہ اب جو وہ بولنے والی تھی وہ جانتی تھی کہ اس کے اعصابوں پہ کس قدر گراں گزرے گی یہ بات۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تو جاؤ اندر اور اپنے ماں باپ کے سامنے اقرار کرو اپنی محبت کا۔ جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ تم پریسہ سے نہیں بلکہ بریزہ سے محبت کرتے ہو اسے اپنا ہمسفر بنانا چاہتے ہو۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ ہادی کی آنکھوں میں وحشت سی دوڑنے لگی۔ وہ بے ساختہ لڑکھڑا یا تھا۔ یہ بات تو وہ سرے سے ہی سب سے چھپاتا آیا تھا پھر پریسہ کو کیسے علم ہوا اس بابت۔ وہ الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا نگاہیں کیوں چڑا رہے ہو ہادی مرد ہو تو ڈنکے کی چوٹ پہ اپنی محبت کو تسلیم کرو اور اگر نہیں کر سکتے تو محبت نامی جذبے کی توہین بھی مت کرو۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔ ہادی نے اذیت سے اس کی جانب دیکھتے اپنی پیشانی مسلی۔ کہنے سننے کو اب باقی کیا بچ گیا تھا۔ سب کی زندگیاں الجھ کر رہ گئی تھی۔

"کوئی سننے کو تیار نہیں میں ماما کو منا بھی لوں مگر پاپا وہ کبھی نہیں مانیں گے وہ اپنے فیصلوں میں بہت اٹل ہیں۔"

وہ خالی خالی لہجے میں گویا ہوا۔ اب جب وہ جان ہی گئی تھی تو اس سے مزید چھپانے کا کوئی جواز ہی نہیں تھا۔

"تمہیں اس سارے قصے میں میں ہی غلط لگا ہوگا مگر تم نے ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں سوچا راتوں کو میں نہیں سو سکتا یونی میں کسی چیز پہ دھیان نہیں لگتا۔ الجھا الجھا سا رہتا ہوں خود سے ہی شرمندہ۔ ہم کہنے کو تو اچھے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور سب کو لگتا ہوگا یہی کہ ہم پسند کی شادیوں کو ترجیح دیتے ہیں مگر یہ بات صرف ہم ہی جانتے ہیں کہ اس اچھے گھرانے میں بھی اسی قسم کے ماں باپ ہوتے ہیں جو بچوں کی پسند کو کبھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

ترجیح نہیں دیتے۔میں نے بریزہ سے کبھی کوئی وعدے وعید نہیں کیے ناہی کبھی اس سے اس چیز کا اظہار کیا ہے کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میرا آنے والا کل کیا ہو گا مگر اس کی آنکھوں میں جب جب میں زرا سی بھی محبت دیکھتا ہوں نا گاؤ دیکھتا ہوں میں چاہ کر بھی خود پہ ضبط نہیں کر پاتا۔میں خود تو ٹوٹ سکتا ہوں مگر اسے نہیں ٹوٹنے دے سکتا کیونکہ وہ پہلے ہی بہت بکھری ہوئی ہے اپنی ذات سے منسلک کر کے میں اس کی ذات کو ریزہ ریزہ نہیں کر سکتا کہ اس کے ذرے ذرے ہوا میں تحلیل ہو جائیں۔"

وہ غائب دماغی کی حالت میں بول رہا تھا اور پریسہ نم آنکھوں سمیت مسکراتے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔اس نے بے ساختہ شکر ادا کیا کہ اس نے کم از کم اس بات کا اعتراف تو کیا ورنہ وہ ہمیشہ اسی پہیلی میں الجھی رہتی۔

"کیا ہو گیا واپسی کا ارادہ ہے یا نہیں۔"

اس سے قبل کہ پریسہ اس کی بات کے جواب میں کچھ بولتی صدام کی آواز پہ ان دونوں نے سرعت سے اپنے چہرے صاف کرتے بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا تھا جس کے چہرے کے تاثرات بلکل سپاٹ تھے۔اندازہ لگانا مشکل تھا کہ اس نے کچھ سنا ہے یا نہیں۔پریسہ خاموشی سے اس کی جانب سے نکلتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ہادی نے بھی اسے ساتھ لے کر اندر واپس جانے کو ترجیح دی تھی جہاں نازیہ بیگم ڈائننگ ٹیبل پہ کھانا لگوا چکی تھی۔پریسہ کا دل تو نہیں تھا مگر جی کڑا کر کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔عافیہ نے دو تین بار اس کے چہرے کو دیکھ کسی بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی مگر نگاہیں ہمیشہ کی طرح ناکام لوٹ آئی۔پریسہ نے

اس دوران کسی کو بھی مخاطب کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا وہ اب کسی کے سامنے بھی کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی تبھی چند ایک لقمے زہر مار کر رہی تھی۔

رات کے وقت شہر کے بیچ و بیچ اس کھنڈر نما جگہ پہ سناٹے کا راج تھا۔چرند پرند تاریکی پھیلنے کی بدولت اپنے اپنے ٹھکانوں پہ جا چکے تھے۔دور کہی سے گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی آتی اور کچھ دیر بعد خود ہی معدوم ہو جاتی۔بائیکس کے پہیوں کی آوازوں سے ماحول میں ارتعاش سا پیدا ہو رہا تھا۔ایسے میں دور کہی ایک گھر میں روشنیوں کا بسیرا تھا۔لکڑی کا دروازہ کھول کر اندر جائیں تو سیدھا نگاہ لکڑی کے میز سے ٹکرائے گی جس کے اطراف میں تین بلکل برینڈ نیو کرسیاں رکھی ہوئی تھی۔دائیں جانب نگاہ جاتے ہی کھڑکیوں کے دونوں کھلے پٹ تھے جس سے ہوا کا عمل دخل جاری تھا۔ذرا سا اندر جاتے ہی ایک بوسیدہ سے دروازے کے عین آگے بوسیدہ سی کرسی پہ ایک نوجوان براجمان ہوش و حواس سے بیگانہ اونگھ رہا تھا۔اسے رسیوں سے جکڑا گیا تھا تاکہ وہ کہی بھاگ نا جائے۔اس کے بلکل نزدیک تین لڑکے اس پہ جھکے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے شاید اس کے ہوش میں آنے کے منتظر تھے۔

"یہ توکل کا ایسے مرا پڑا ہے جیسے اسے ہم نے ہی یہاں دفنا کر واپس جانا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی اس کے چہرے پہ روشنی مارتے ہوئے بڑبڑانے والے انداز میں بولا مگر اگلے ہی لمحے اپنے سینے پہ پڑنے والی ذوردار لات سے وہ کراہتے تڑپ کر رہ گیا۔فارس اور ارتضیٰ نے حیرت سے یاسر کی جانب دیکھا جو اب اپنی ایک آنکھ کھولنے کی کوششوں میں تھا مگر شاید ان کی بدولت ڈر کے مارے نہیں کھول رہا تھا۔

"تو ٹھیک ہے ہادی۔"

ارتضیٰ نے اسے سہارہ دے کر کھڑا کیا تو وہ غصے سے لڑکھڑاتے قدموں سمیت اس کی جانب آیا اگلے ہی لمحے کمرے کی خاموش فضا میں زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔اب یاسر منہ پہ ہاتھ رکھے ادھ کھلے منہ سمیت اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"مجھے لات مارے گا تیرا میں بھرتا نا بنا دو موٹی توندوالے کدو۔"

وہ اس کے دوسرے گال پہ بھی چماٹ ریسد کرتے ہوئے تڑخ کر بولا تو یاسر کا منہ بیچارگی سے دوسری جانب لڑھک گیا۔فارس اور ارتضیٰ حیرت سے منہ پہ ہاتھ رکھے اس کی جانب دیکھ رہے تھے جو نا جانے کس کا غصہ اس پہ نکال رہا تھا۔

"مگر تجھے تو لات ارتضیٰ نے ماری تھی۔"

فارس کی سرسراتی آواز پہ ہادی نے سکتے کی کیفیت میں ایک نظر ان دونوں کو دیکھتے یاسر کو دیکھا جو روہانسا سا منہ بنائے بیٹھا تھا۔

"یہ کیا تھا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

یاسر اپنے گال کو سہلاتے ہوئے بولا۔فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے ایک ذوردار چماٹ اس کے دائیں گال پہ ماری تھی۔یاسر کا سر گھوم کر رہ گیا۔

"اسے تھپڑ بھی کہتے ہیں چپیڑ بھی اور چماٹ بھی۔"

وہ بچوں کی طرح اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔

"مگر مجھے مارا کیوں تم کون لوگ ہو اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔"

وہ تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے بولا مگر اگلے ہی لمحے اپنے بائیں گال پہ پڑنے والے تھپڑ سے اس کی گردن نے جان ہوتے ایک جانب لڑھک گئی تھی۔

"تو نے کیوں مارا اب اسے۔"

فارس سکتے کے مارے بول بھی نہیں پا رہا تھا۔

ہاتھوں میں نا کھجلی سی ہو رہی تھی تم لوگوں نے تو مار لیا تھا صرف میں ہی رہ گیا تھا سوچا میں بھی اس احساس کو" محسوس کروں۔"

وہ دانت نکوستے ہوئے مزے سے بولا۔فارس نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

ہم کڈنیپرز ہیں سیریل کلر والے اور تجھے ابھی بتاتے ہیں کہ یہاں کیوں لائے ہیں چل فون نکال کانے" انسان۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس اس کے سامنے ہی کرسی کھینچ کر بیٹھتے تحکم بھرے لہجے میں بولا۔یاسر نے روہانسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اس کا تو فون بھی صبح عفیفہ لے جا چکی تھی۔اب وہ کیا کرے اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

"فون نہیں ہے میرے پاس۔"

وہ چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے سپاٹ لب لہجے میں گویا ہوا۔ان تینوں نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تجھے تو میں بتاتا ہوں فون تو کیا سب کچھ نکلے گا تیرے پاس سے چل ہادی فون نکال۔"

اس نے اشتعال کے عالم میں بولتے ہادی کی جانب ہاتھ بڑھایا مگر کچھ لمحوں تک بھی جب اس نے ہاتھ میں کچھ نہیں تھمایا تو اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"میرا موبائل گھر ہے۔جلد بازی میں تو لانا ہی بھول گیا۔"

وہ کھسیاتے ہوئے بولا۔فارس نے دل ہی دل میں اسے ڈھیروں صلواتوں سے نوازتے ارتضیٰ کی جانب ہاتھ پھیلایا تو اس کے تاثرات بھی کچھ مختلف نا تھے۔

"میرا فون بھی ڈیڈ تھا تو چارج پہ۔"

مر جاؤ تم دونوں کسی کام کے بھی ہو تم لوگ۔نا جانے کونسی محبوبائیں رکھی ہوئی ہیں جو تم لوگوں کے فون "ڈیڈ ہو جاتے ہیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔یاسر نے ان تینوں کو دیکھ کر مسکراہٹ پاس کی تھی۔اگلے ہی لمحے اپنی گدی پہ پڑنے والے تھپڑ سے وہ ہڑ بڑا کر ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

ارے بھائی لوگ معاف کر دو مجھے تم لوگ چماٹیں مار مار کر میرا منہ سوجھا دیا ہے تم نے۔ایک آنکھ تو ضائع "ہے اب کیا دوسری بھی کرو گے۔"

وہ بھرائے لہجے میں گویا ہوا۔فارس نے پچکارنے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"ابے فارس تو نکال نا اپنا فون۔"

ارتضیٰ ایکدم کچھ سوچتے چلایا۔فارس نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"ڈیڈ ہے میرا بھی۔"

وہ نہایت سے سکون سے بولتے ان دونوں کا سکون غارت کر گیا۔وہ دونوں تن فن کرتے اس تک پہنچے اور اس کے اوپر بری طرح جھپٹے تھے۔

"ہاں ہمیں تو پکی محلے کی پھپھو کی طرح باتیں لگاتا ہے خود کیا تو مولوی صاحب سے درس سنتا ہے۔"

ارتضیٰ دانت کچکچا کر بولا۔یاسر اس کی برجستہ بات پہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا مگر ان تینوں کی نگاہیں خود پہ محسوس کر اس کی ہنسی کو بری طرح بریک لگی تھی۔وہ تینوں ایکدم سنجیدہ ہوئے تھے۔

آج کا دن تو مکمل طور پہ ضائع گیا ہے جو کہ نہیں جانا چاہیے تھا اب ہم کل جلد ہی یہاں آئیں گے اور فون "ملائیں گے اب اس ایک فون پہ ہی عفیفہ کی زندگی منحصر ہے۔"

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے گویا ہوا۔ زہر آلود نگاہیں یاسر کے چہرے پہ ہی جمی تھی جوان رسیوں کی گرفت میں بے چین سا تھا۔ہادی اور ارتضیٰ نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"بریزہ اٹھو مجھے قریبی مارکیٹ جانا ہے ذرا۔"

صائمہ بے دھڑک اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی وہ جو اوندھے منہ لیٹی کوئی انگلش ناول پڑھنے میں محو تھی چونک کر سیدھی ہو کر بیٹھی اور کتاب بند کرتے ایک جانب رکھی تھی۔اس کی ہڑبڑی پہ صائمہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا کر رہی تھی۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کرتے مشکوک لہجے میں گویا ہوئی۔ بریزہ نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔ان کے لہجے میں شک کی بو وہ شدت سے محسوس کر چکی تھی۔

"کچھ نہیں مما بس ناول پڑھ رہی تھی۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی کتاب کو ریک میں رکھنے لگی۔اس کی بات پہ چند لمحے تو صائمہ نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے گہرا سانس بھرتے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کوئی ضرورت نہیں ہے ایسی خرافات پڑھنے کی اپنی پڑھائی پہ دھیان دو بس۔اس دنیا میں چل بسی تو تمہاری پڑھائی بس ہو گئی۔ عجیب عجیب وسوسے زہن میں بننا شروع ہو جاتے ہیں جو کسی طور پہ درست نہیں اسی لیے آج ہی تم ان تمام ناولز کو سمیٹو میں کہی باہر بجھوا دیتی ہوں۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولتی اسے ساکت کر گئی۔ بریزہ نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا تھا جو کس قدر آرام سے یہ بات کہ گئی تھی۔

"مما کیا ہو گیا ہے آپکو میں بس اپنے ذہن کو پر سکون کرنے کیلیے یہ سب پڑھتی ہوں اب کیا میں اپنے شوق بھی مار دوں۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولی۔ان کے جواز وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔صائمہ نے مشتعل انداز میں اس کی جانب دیکھا جو اس کے اوپر کس طرح حکم چلا رہی تھی۔اس کے ساتھ زبان چلا رہی تھی جو انہیں قطعی برداشت نہیں تھی۔

"میرے ساتھ زبان لڑانے کی ضرورت نہیں ہے جو کہا ہے وہ کل تک ہو جانا چاہیے اور جلدی کرو مجھے تاخیر ہو رہی ہے میں مزید دیری کی قائل نہیں ہوں واپسی پہ مجھے پارلر بھی جانا ہے۔"

وہ سپاٹ لب ولہجے میں بولتی مضبوط قدم اٹھاتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ان کے جاتے ہی وہ ایک بے مول آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹتے گال پہ بہا تھا۔

بس بریزہ کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ گہرا سانس بھرتے تاسف سے گویا ہوئی اور عجلت میں بالوں کو اونچی پونی میں مقید کرتے نیچے کی جانب بھاگی تھی جہاں وہ لاؤنج میں بیٹھی اسی کی منتظر تھی۔

"ویسے مما ہم کہاں جارہے ہیں۔"

اس نے گاڑی کو اونچے لمبے راستے پہ دوڑتا دیکھ عجیب سے لہجے میں استسفار کیا۔صائمہ نے موبائل سے نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔

"شاپنگ پہ جارہے ہیں کچھ مہمان آرہے ہیں گھر بہت ضروری بس انہی کیلیے خریدنا ہے جو خریدنا ہے۔"

وہ مصروف سے انداز میں بولی۔بریزہ نے ٹھٹھک کران کی جانب دیکھا مگران کے چہرے پہ ازلی سکون دیکھتے وہ سر جھٹک گئی۔

ضرور میں ہی غلط سوچ رہی ہونگی ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے مما نا سہی بابا تو مجھ سے اس بابت ضرور بات کرتے۔"

وہ گہرا سانس بھرتے دل ہی دل میں خود کو تسلی دے رہی تھی معاً اس نے مسکراتے ہوئے نگاہیں ونڈ سکرین سے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر پہ جمادی۔مال پہنچتے ہی تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ خوار ہونے کے بعد وہ واپسی کیلیے مال کے خارجی دروازے کی جانب بڑھ رہے تھے مگر اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ بریزہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے صائمہ کی جانب دیکھا تھا جو شک بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ارے بریزہ تم یہاں۔"

ہادی کی آواز سن کر وہ ہولے سے چہرہ گھماتے پلٹی تھی مگر اپنی نگاہوں کے عین سامنے کھڑے ہادی کے ساتھ ایک عورت کو دیکھ اس نے اپنے ڈر کو اندر دباتے بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"کیسے ہو ہادی۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولی۔ جانتی تھی جو اس کے ساتھ اس کی ماں موجود ہے وہ اسے اب جینے نہیں دے گی۔

"میں تو بلکل ٹھیک تم یہاں کیا کر رہی ہو اور یہ کیا" تمہاری مدر ہیں۔

وہ خوشگوار حیرت سمیت بولا۔ صائمہ کے لبوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھری تھی اور یہی مسکراہٹ اس کا سانس تک خشک کر گئی تھی۔

ایم سوری فار انکنوینئینس بریزہ آپ کے بابا کی کال ہے وہ گھر آچکے ہیں ہمیں بھی چلنا چاہیے۔ ایم سوری"

"انشااللہ اگلی بار ملاقات ہو گی۔

وہ ان دونوں سے معذرت کرتے کاٹ دار لہجے میں بریزہ سے مخاطب ہوئی۔ بریزہ نے مشکل آنسوؤں کو اپنے اندر اتارا تھا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس ماں کی بے رخی پہ وہ سب کچھ تہس نہس کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔ بریزہ نے بھیگی نگاہیں اس کی جانب اٹھاتے رخ موڑا اور ایک جھٹکے میں وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ ہادی نے دکھ بھری نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا تھا جو نا جانے کیوں ایسی تھی۔ وہ سر جھٹکتے واپس مڑا تو سامنے نازیہ بیگم کو دیکھ اس نے نا سمجھی سے دونوں بھنویں اچکائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ کون تھی۔"

وہ کڑے تیوروں سمیت بولی۔ ساتھ ہی ان دونوں نے ایک ساتھ قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

"ماما کلاس فیلو اور دوست ہے میری۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔ وہ کسی بھی طرح ان پہ فلحال کسی بھی قسم کا شک نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

"دوست ہے یا دوست سے بھر کر بھی کچھ۔"

وہ جوں ہی گاڑی میں آکر بیٹھا نادیہ بیگم کی آواز اس کے اعصابوں پہ ہتھوڑا بن کر برسی تھی۔ اس نے زخمی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"نہیں ماما صرف دوست ہی ہے۔"

وہ انگیشن میں چابی گھماتے ہوئے مصروفانہ لہجے میں بولا تاکہ انہیں اس پہ کسی قسم کا بھی شک وشبہ نا ہو وہ اس کے کردار کو بلکل بھی گندا نہیں کر سکتا تھا اور یہ بات بھی وہ بخوبی جانتا تھا کہ ایسی باتوں میں سب سے پہلے عورت کو ہی شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوتاہی مت کر وہادی۔ میں تمہاری ماں ہوں تمہاری ایک سے ایک چیز پہ میری نظر "ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں تمہاری کسی قسم کی مدد کر سکوں میں۔"

وہ ذیرک نگاہوں سے اسے دیکھتے جتانے والے انداز میں بولی مگر آخری بات پہ اس کا لہجہ خود بخود ذو معنی ہوا تھا۔ہادی نے چونک کر ان کی آنکھوں میں دیکھا اور تلخی سے مسکراتے گاڑی آگے کی جانب بڑھا لی۔گاڑی دھول اڑاتی مال کی حدود کو پار کرتی چلی گئی۔

بس کر دیں ماما کیا میں نہیں جانتا کہ یہ سب عنایتیں کیوں ہیں۔سب جانتا ہوں میں یہ تمام کوششیں فقط پری "کو اس مقام سے ہٹانے کیلیے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی ماما ویسے تو وہ آپ کو بہت اچھی لگتی تھی مگر اب جب بات "میرے ساتھ رشتے پہ ہوئی تو آپ اس قدر کنزرویٹو سوچ کی مالک کیسے ہو سکتی ہیں۔

وہ حیرت کی زیادتی سے گنگ تھا جو اپنی نام و نہاد انا کا پرچم لہرانے پہ تلی ہوئی تھی۔یہاں تک اطراف میں بسنے والے لوگوں سے بھی انہیں کسی قسم کا سروکار نہیں تھا۔

"تم میری اولاد ہو ہادی اور ایک ماں اپنی اولاد کے معاملے میں ایسے ہی کنزرویٹو ہوتی ہے۔"

وہ سرد لہجے میں بولتی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی اور اپنی نگاہیں ونڈ سکرین کے پار بھاگتے دوڑتے مناظر پہ جمالی۔صاف ظاہر تھا کہ وہ اس متعلق مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ہادی نے بھی فالوقت خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی تھی مگر بار بار نگاہوں کے سامنے بریزہ کے اڑے اڑے حواس اور اس کی ماں کا آگ بگولہ چہرہ گھوم رہا تھا۔کیا ان کا یہ ردِ عمل اسے دیکھنے کے بعد تھا۔کیا انہیں اس کا یوں بریزہ سے مخاطب ہونا پسند نہیں آیا تھا کیونکہ شکل سے وہ ان کو اس قدر تنگ نظر قطعی نہیں لگی تھی۔وہ فلحال ان تمام سوچوں کو جھٹکتے اپنی تمام تر توجہ ڈرائیونگ کی جانب مبذول کرا گیا۔

****

گاڑی ایک جھٹکے سے گھر کے پورچ میں رکی تھی۔گاڑی کے رکتے ہی بریزہ کا دل بھی اچھل کر حلق میں آگیا کیونکہ پورا راستہ وہ بلکل خاموش تھی انہوں نے کچھ بھی پوچھنا گوارا نہیں کیا تھا ایک بے نام سی خاموشی کا راج تھا مگر اب گھر پہنچتے ہی اس کی حالت غیر ہونے لگ گئی تھی۔دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی۔وہ مریل قدموں سے چلتی داخلی دروازے سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔اس نے ایک چور نگاہ لاؤنج میں دوڑائی تو وہ سامنے ہی صوفے پہ بیٹھی ٹانگوں کو بے چینی سے جھلانے میں محو تھی۔یہاں تک کہ انہوں نے اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔بریزہ نے اس وقت اپنے کمرے میں جانا ہی بہتر سمجھا تھا تبھی حلق تر کرتے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔

"بریزہ یہاں واپس آؤ۔"

اس سے قبل کہ وہ زینے چڑھتی اپنے عقب سے آنے والی سفاک آواز پہ بریزہ نے سختی سے آنکھوں کو میچا تھا اور ایک سہمی ہوئی نگاہ صائمہ کی پشت پہ ڈالی تھی جس کا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔وہ ڈھیلے ڈھالے قدموں سے چلتی ان کے نزدیک آئی تو انہوں نے ایک ذہریلی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔اس کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"جی ماما۔"

وہ چہرہ جھکائے دھیمے لہجے میں بولی۔صائمہ نے ایک ذہر خند نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کون تھا وہ لڑکا۔"

ان کی آواز پہ بریزہ نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچ کر کھولا تھا۔اس سے قبل کہ وہ گہرا سانس بھر کر صوفے پہ بیٹھتی صائمہ کی تند آواز پہ وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔

کیا میں نے تمہیں کہا کہ یہاں بیٹھو۔نہیں نا تو خاموشی سے جیسے کھڑی ہو ویسے ہی مجھے جواب دو کہ کون تھا "وہ لڑکا۔"

وہ اشتعال کے عالم میں بپھر کر غرائی۔بریزہ نے بے یقینی کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا جو کہنے کو تو اس کی ماں تھی مگر ان کی سنگدلی کی بدولت اسے کبھی ایسا نہیں محسوس ہوا کہ وہ اس کی ماں ہے۔

"۔ماما وہ میری یونی میں پڑھتا ہے"

وہ سہمی ہرنی کی مانند نگاہیں ان کے چہرے پہ جمائے بولی جس کے تاثرات بگڑتے جا رہے تھے۔بریزہ کو آنے والے وقتوں سے خوف محسوس ہوا تھا۔

"صرف یونی میں ہی پڑھتا ہے یا کچھ اور بھی ہے۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولی۔اس دوران ملازمہ نے جوس کا گلاس لاتے انہیں تھمایا تھا جسے انہوں نے بغیر کسی تردد کے تھام بھی لیا۔بریزہ نے بغور ان کی آنکھوں میں دیکھا جس میں واضح تنبیہہ شامل تھی۔

"جی دوست بھی ہے میرا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی آواز اس قدر ہلکی تھی کہ صائمہ نے بمشکل سنی مگر سن پھر بھی لی تھی۔غصے کی بدولت ان کی آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹنے لگی۔بریزہ کی آنکھوں سے یکے بعد دیگرے آنسو ٹوٹتے گالوں پہ بہتے چلے گئے۔ملازمہ کے سامنے اس قدر بے عزتی پہ اس کا جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اسی میں دفن ہو جائے۔

صائمہ گلاس میز پہ رکھتے مضبوط قدم اٹھاتی اس کے نزدیک آئی اور ٹھوڑی سے تھامتے چہرہ اپنے مقابل کیا تھا۔

"بریزہ میں نے پوچھا کہ وہ تمہارا کیا لگتا ہے۔"

وہ اس کی خوفزدہ آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتے مشتعل لب ولہجے میں گویا ہوئی۔اسے اپنی آتی جاتی سانس بھی رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے ایک نظر ملازمہ کو دیکھا جو اپنا چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔

"پسند کرتی ہوں میں اسے ماما۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔اگلے ہی لمحے منہ پہ پڑنے والے زناٹے دار تھپڑ سے وہ اوندھے منہ صوفے پہ جا گری۔ملازمہ نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس منظر کو تکا جبکہ وہ اپنے سنسناتے گال پہ ہاتھ جمائے خالی الذہنی کے عالم میں اس کے چہرے کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں ہم نے یونی عشق معشوقیاں لڑانے بھیجا ہے۔"

ان کی آواز اس قدر اونچی تھی کہ اسے اپنی سماعتیں مفلوج ہوتی محسوس ہوئی۔وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"ماما پلیز آپ مجھے غلط مت سمجھیں۔میں صرف دل میں ہی اسے پسند کرتی ہوں میں نے کبھی کوئی غلط کام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی صائمہ نے لبوں پہ انگلی رکھتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو اس کی آواز حلق میں ہی کہی دب گئی۔اس نے ہچکیاں بھرتے اپنی سانس بھی روک دی جیسے وہ سانس بھرنے سے بھی اس کی جان لے لے گی۔

"غلطی تو تم بہت بڑی کر چکی ہو بریزہ اب بہت غلط ہو گا اب تو سب کچھ غلط ہو گا اب یہ سب تمہارے باپ تک بات پہنچے گی اور پھر تمہارا باپ اسے مروادے گا۔جانتی تو ہو گی نا تم اپنے باپ کو۔"

وہ تمسخراڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے سرد لہجے میں بولی۔بریزہ سرعت سے نفی میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ان کے دونوں بازوؤں کو تھاما تھا۔

"نہیں ماما آپ بابا سے مت کہیے گا پلیز۔میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں کہتی ہیں تو پاؤں بھی پڑ جاؤں گی آل تو میری ماں ہیں نا مائیں تو اتنا کچھ کرتی ہیں اپنی اولاد کیلیے پلیز ماما مت کریں میرے ساتھ ایسا میں نے بچپن سے اب تک آپ کی ہر قسم کی بات برداشت کی ہے بس زندگی میں ایک بار میری سن کر مجھے معاف کردیں پلیز ماما۔"

وہ ان کے قدموں میں بیٹھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔آنکھوں سے آنسو تواتر بہ رہے تھے۔

"نہیں ہو تم میری اولاد ناپسند چیز ہو تم میرے لیے ایک دل نا ہونے کے باوجود تمہیں جنم دیا ہے میں نے۔ایک تمہارا باپ جس نے عیاشی کیلیے مجھ سے شادی کرتے اس گھر میں باندھ دیا اور ایک تم جسے اپنی

All Rights Reserved By Novels Lounge

کوتاہی کے طور پہ اس نے میری جھولی میں پھینک دیا۔ان وانٹڈ چائلڈ ہو تم ایک میرے لیے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔"

وہ سفاکی کی حدوں کو چھوتے اسے سختی سے باور کرا رہی تھی اور بریزہ کا چہرہ ان کے انکشاف پہ لٹھے کی مانند سپید پڑتا جارہا تھا۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں دونوں ہاتھ لبوں پہ جماتے سختی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ماما ایسا مت کہیں پلیز بہت تکلیف ہوتی ہے۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔صائمہ نے تنفر سے اس کی جانب دیکھا۔

"درد تکلیف جانتی بھی ہو کیا ہوتی ہے مجھ سے پوچھو کہ وہ کیا ہوتی ہے جو نا کرکے بھی تمہیں تکلیفیں سہن کر اس دنیا میں لائی۔نہیں چاہیے تھی مجھے اولاد اور وہ بھی بیٹی نہیں چاہیے تھی۔تبھی نفرت کرتی ہوں تم سے شدید نفرت بے تحاشہ نفرت سمجھ لگی میری بات اب چاہے تمہیں تکلیف ہو یا پھر تم تکلیف سے مر جاؤ مجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔"

ان کی باتوں پہ اس نے دل میں اٹھنے والی ٹیسوں کو بمشکل دبایا تھا۔اس کا جی چاہا خود کو ختم کردیں شوٹ کرلے یا پھر آگ لگا دے کہ اس کے ماں باپ نے ہی اس کی زندگی برباد کردی سگے ماں باپ نے ہی اس کا بچپن چھین لیا اور اس کے ہاتھوں میں اس قدر محرومی تھما دی۔کیا اس سے زیادہ تکلیف بھی کوئی ہوگی کیا اب ان دونوں میں سے کوئی بھی اس تکلیف کا ازالہ کرسکتا تھا۔وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پہ ساکت کھڑی انہی بے لگام سوچوں میں غلطاں تھی معاً پورچ میں ٹائر چرچرانے کی آواز پہ وہ دونوں جہاں کی تہاں رہ گئی۔بریزہ نے خوفزدہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

نگاہوں سے صائمہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے کے تیور تو کسی اور جانب ہی اشارہ کر رہے تھے۔وہ سختی سے اپنے گلابی گالوں کو رگڑتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔دل آنے والے لمحات کا سوچتے خوف سے لرز رہا تھا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد قدموں کی چاپ پہ ان دونوں نے چہرہ اٹھاتے ان کی جانب دیکھا جو ڈھیلے ڈھالے انداز میں بریف کیس میز پہ رکھتے خود صوفے سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئے۔بریزہ کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ناجانے اب کیا ہونے والا تھا۔

"کیا ہوا آپ دونوں یوں کیوں کھڑی ہوئی ہیں سب خیریت ہے نا۔"

وہ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے گویا ہوئے۔بریزہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی تھی۔شاہد نے چونک کر بریزہ کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں اور چہرہ بے تحاشہ سرخ پڑ رہی تھی۔ان کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔

"بریزہ یہاں آؤ۔"

ان کی بات پہ بریزہ کا دل ایک لمحے کو سکڑ کر پھیلا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان تک پہنچی۔انہوں نے نرمی سے اسے اپنے نزدیک بٹھایا تھا۔بریزہ کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا۔انہوں نے نرمی سے اس کا چہرہ اپنی جانب کرتے بغور اس کے گال کو تکا تھا جو بے تحاشہ سرخ پڑ رہا تھا۔انہوں نے غصے سے جبڑے بھینچ لیے البتہ صائمہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

"کیا ہوا ہے یہاں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کے برفیلے لہجے پہ بریزہ نے ہنوز چہرہ جھکائے نفی میں سر ہلایا تھا۔آنسوان کے نرم انداز پہ ایک بار پھر بہنے کو بے تاب تھے۔

"کچھ نہیں بابا۔ایسے ہی بس وہ منہ پہ کوئی کریم لگائی تھی تو سائڈ افیکٹ ہو گیا تھا۔"

وہ اپنے گال کو زور زور سے رگڑتے ہوئے بھیگے لہجے میں بولی۔شاہد نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو پے در پے جھوٹ بول رہی تھی۔

"ماما نے ہاتھ اٹھایا ہے آپ پہ۔"

اس کی تیز آواز پہ بریزہ نے فق چہرے سمیت ان کی جانب دیکھا جو سوالیہ انداز میں اس سے مخاطب تھے۔

"نہیں بابا۔"

میں ہو چھ رہا ہوں کہ صائمہ نے ہاتھ اٹھایا ہے آپ پہ یا نہیں سچ بولنا ہے جھوٹ نہیں نفرت ہے مجھے جھوٹ سے۔"

وہ اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی دھاڑ اٹھے۔بریزہ نے سرعت سے خوفزدہ انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔چہرہ ذرد پڑ چکا تھا۔اس نے کبھی بھی اس کا یوں سخت لہجہ نہیں سنا تھا۔وہ تو مخاطب بھی کم کم ہی ہوتے تھے۔اس کے اقرار میں سر ہلاتے ہی شاہد نے کینہ توز نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جن کی آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔

"اس سے یہ بھی پوچھیں کہ میں نے ہاتھ کیوں اٹھایا ہے"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ شاید اس کے قریب جاتے وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ بریزہ ہنوز دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رونے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

بابا کچھ نہیں ہوا مجھے پلیز بابا مجھے معاف کر دیں بابا میں نے کچھ بھی نہیں کیا بابا۔ میں غلط نہیں ہوں بابا۔ میں "گندی نہیں ہوں۔ میں نے کچھ بھی نہیں کیا بابا۔ میں بری بھی نہیں ہوں۔

وہ ان کے پیروں میں بیٹھتے ہوئے زاروقطار روتے ہوئے بول کر ان کی ٹانگوں کو جکڑ گئی۔ شاہد نے فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا اور بغیر کسی تاخیر کے اسے نرمی سے تھامتے اپنے مقابل کھڑا کیا تھا اور ایک نظر اس کے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھ وہ سختی سے اسے سینے میں بھینچ گئے تھے۔

نہیں کس نے کہا کہ آپ بری ہو آپ میری بیٹی ہو میری اولاد ہو میرا خون ہو آپ بری کیسے ہو سکتی "ہوں۔ نہیں ایسی باتیں نہیں کرتے۔

وہ اس کے بالوں کو سہلا کر بولتے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کی پیشانی کو چومنے لگے۔ بریزہ نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے میں جن کے لہجے میں ایک تڑپ سی تھی۔ صائمہ نے جلتی آنکھوں سے اس منظر کو تکا تھا۔

میں نے کہا تھا آپ سے کہ مجھے بیٹی نہیں چاہیے کیونکہ وہ بھی اپنی زندگی میں کچھ بھی کرنے سے گریز نہیں کرے گی۔ اب دیکھیں یونی میں عشق معشوقیاں لڑا رہی ہے یہ۔ یہ ہے آپ کی بیٹی یہ ہماری بیٹی نہیں ہو سکتی "اسی لیے بیٹا مانگتی تھی میں۔ بری لڑکی ہے یہ بھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ انہیں جتانے والے انداز میں بولتی غرا اٹھی۔ بریزہ نے ڈرتے ڈرتے ان کی جانب دیکھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ان باتوں کے بعد تو وہ اسے دھکا دے کر پیچھے دھکیل دیں گے۔ وہ ایک بار پھر اپنی ناقدری کی منتظر تھی۔

بری یہ نہیں بری تم ہو صائمہ بری تم ہو۔ ایک شادی شدہ مرد پہ ڈورے ڈالنے والی تم چلو میں بھی تم سے" کہیں نا کہیں محبت کر بیٹھا مانتا ہوں۔ اپنی کوتاہی مانتا ہوں میں زندگی کی سب سے بڑی بھول میری۔ اپنے سے بیس سال بڑے مرد سے دوسری شادی کرنے والی تم۔ اس کی جائیداد کیلیے کچھ بھی کر گزرنے والی تم۔ اس کے بعد اسے اپنے وجود میں پالنے والی تم۔ اسے اس دنیا میں لانے والی تم تو برا کون ہوا۔ برائی برائی سے ہی وجود میں آتی ہے نا۔ مطلب تم بری ہو تو یہ بھی بری ہے اگر تم بری نہیں ہو تو یہ بھی بری نہیں ہے۔ یہ ہمارے جائز رشتے سے ہونے والی اولاد ہے بیٹی ہے ہماری۔ بریزہ شاہد ہے یہ۔ آج تک تمہاری باتوں سے میں میل کھاتا آیا ہوں تمہاری بدولت بچپن سے اب تک اپنی اولاد کو اس دنیاوی آسائشوں کے علاوہ کچھ نا دے سکا نا باپ کی توجہ نا باپ کی محبت صرف تمہاری وجہ سے۔ تمہیں یہ دھڑکا کیوں تھا کہ اگر بیٹی ہوئی تو وہ بھی کچھ ایسا کرے گی مطلب تمہارا ضمیر بھی تمہیں کہیں نا کہیں کچوکے لگاتا ہے کہ تم اپنے اس وقت میں کچھ غلط کر چکی ہو تم اسے ان وانٹڈ چائلڈ کہتی ہو نا تو میں بھی تمہیں آج سے یہی کہتا ہوں کہ تم میری زندگی میں کی جانے والی سب سے بڑی بھول ہو جس کی پچھتاوا شاید مجھے مرتے دم تک رہے گا۔ تمہارا اندر برا تھا تبھی تمہیں اپنا خون بھی برا لگتا ہے تم اسے گندا کہتی ہو تو شاید تم بھی ایسی ہی ہو مگر میں اسے برا نہیں کہوں گا کیونکہ یہ میری

All Rights Reserved By Novels Lounge

اولاد ہے میرا خون ہے میں اب مزید اسے فراموش کر کے اپنے حصے میں گناہ نہیں ڈال سکتا۔ نہیں ڈال سکتا۔"

وہ گہرے گہرے سانس بھرتے ہانپتے ہوئے بول رہے تھے اور بریزہ نم مسکراہٹ سمیت ان کی جانب دیکھ رہی تھی جنہوں نے اس کے بے جان وجود میں جان سی ڈال سی تھی۔ صائمہ حق دق کھڑی ان کے الفاظوں پہ غور کر رہی تھی۔ شاہد گہرا سانس بھرتے گرنے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھے۔

"بابا۔ بابا آپ ٹھیک ہے نا۔"

بریزہ ان کے سینے پہ ہاتھ رکھتے تڑپ کر گویا ہوئی اور ان کا چہرہ سہلانے لگی۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں بلکل ٹھیک۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ مجھے ابھی اپنی بیٹی کیلیے جینا ہے اسے وہ سب کچھ دینا ہے جس سے وہ محروم رہی ہے۔ اتنی پیاری اولاد تھی اس ذات نے مجھے اور میں گناہوں کا ارتکاب کرتا رہا۔"

وہ اس کے بال سہلاتے ہوئے محبت سے بول رہے تھے۔ بریزہ نے سختی سے ان کی کمر کے گرد دونوں بازو حمائل کرتے ان کے سینے پہ سر رکھ دیا۔ اب وہ نرمی سے اس کے بالوں کو سہلا رہے تھے۔ صائمہ ان دونوں کو ایک نظر دیکھتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"بابا میں نے کچھ نہیں کیا سچ میں۔ وہ بس مال میں۔"

"کون ہے وہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی انہوں نے درمیان میں ہی اس کی بات اچکتے اپنی بات اس کے سامنے رکھی۔ بریزہ نے حلق تر کرتے ان کی جانب دیکھا مگر ان کے چہرے کے تاثرات بلکل نرم تھے کسی قسم کی سختی کا شائبہ تک نہیں تھا۔وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔

"بابا کلاس فیلو دوست بھی ہے ہادی نام ہے اسکا۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔شاہد نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔

"کیا وہ بھی آپ کو پسند کرتا ہے۔"

ان کی بات پہ بریزہ نے چونک کر ان کی جانب دیکھا اور لا علمی سے کندھے اچکا دیے۔

میں نہیں جانتی بابا۔ہمارے درمیان اب تک صرف دوستی کا رشتہ استوار ہے ہم نے کبھی بھی اپنی حدودیں" نہیں پھلانگی۔شاید یہ پسندیدگی صرف میری جانب سے ہی ہے میں ماما کو بھی یہی سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی مگر انہوں نے نہیں سنی۔وہ مال میں ملا تھا ہمیں اس نے ہائے ہیلو کیا تھا بس تو ماما کو لگا کہ شاید وہ بھی اس "سب میں انولو میں ہے مگر سچ میں بابا میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی آپ میرا یقین کریں۔

وہ تفصیل سے بولتی آخر میں ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔شاہد نے شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھا تو وہ خجل سی ہو گئی۔

کیا میں نے آپ سے پوچھا بریزہ کہ ایسا کچھ ہے یا نہیں اور مجھے آپ پہ خود سے بھی زیادہ یقین ہے۔اسی لیے" "کسی قسم کی پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولے۔ بریزہ نے ان کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا تھا گویا یقین کرنا چاہ رہی ہو جیسے سچ میں اس کے باپ کا سایہ اس کے ساتھ ہے اس کا باپ اس کے ہمقدم ہے۔

"آپ کو مجھ پہ یقین کیوں ہے بابا۔"

وہ متورم نگاہوں سمیت بھاری لہجے میں بولتی انہیں شرمندہ کر گئی۔

"کیونکہ میں ایسا نہیں تھا اگر میں نے کچھ کیا ہوتا غلط تو میں آپ کو بھی غلط کہتا میں نے کوئی گناہ نہیں کیا تو میں اپنی بیٹی کو کیوں گناہگار ٹھہراؤں۔بیٹیاں تو اپنے باپ کا غرور ہوتی ہے مگر میں نے کبھی سمجھا ہی نہیں۔"

وہ اذیت سے گویا ہوئے۔ بریزہ نے نفی میں سر ہلاتے ایک بار پھر ان کے وجود میں پناہ تلاش کی تھی۔اتنے عرصے بعد ان کے لمس کو محسوس کیا تھا پورے حق سے تو وہ کیونکر اس موقع کو جانے دیتی۔

"آج آپ مجھے سلائیں گے بابا۔مجھے آپ کو محسوس کرنا ہے۔بہت تھکاوٹ ہے جو آپ کے حصار میں ہی زائل ہو سکتی ہے۔"

وہ آنسوؤں کو حلق میں اتارتے بمشکل مسکراتے لہجے میں بولی۔انہوں نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے قدم اس کے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔وہ ابھی بھی بے یقین سی تھی۔

"آج سب سے پہلے ہم دونوں باپ بیٹی ایک اچھی سی مووی دیکھیں گے اس کے بعد سوئیں گے۔"

وہ اس کے بالوں پہ بوسہ دیتے مشفقانہ لب ولہجے میں بولی تو ان کی بات پہ وہ زور و شور سے اثبات میں سر ہلاتے مسکرا دی تھی۔ہاں وہ کوئی خواب نہیں دیکھ رہی تھی اس کے بابا اس کے ساتھ تھے۔اپنے دل کی ہر بات ان

All Rights Reserved By Novels Lounge

تک پہنچا کر ہاں وہ پر سکون تھی ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔اسے کسی کی بھی پریشانی نہیں تھی۔ بریزہ نے آسودگی سے ان کے شانے پہ سر رکھتے قدم ان کے ہمقدم ہوتے آگے کی جانب بڑھائے تھے۔آج اس کی زندگی کا سب سے خوبصورت اور غیر متوقع دن تھا جس کا تصور اس نے چاہ کر بھی نہیں کیا تھا۔

****

وہ اپنے کمرے کے ملحقہ ٹیرس پہ کھڑی آسمان پہ نظریں جمائے ہوئے تھی۔ذہن کے دریچوں میں ایک بار پھر وہ مناظر گھوم رہے تھے۔گھنے بالوں کی چند آوارہ لٹیں گالوں پہ پہ اٹھکیلیاں کر رہی تھی مگر وہ سرے سے ہی اس سب سے انجان تھی۔اس نے سختی سے آنکھوں کو میچتے ان ٹیسوں کو اندر دبایا تھا۔اس نے ایک نگاہ اسمان کی جانب اٹھائی جہاں سیاہ بادلوں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔دل میں ایک عجیب سی ویرانی نے ڈیرہ جمالیا۔وہ ان ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر رہی تھی معاً اپنے چہرے پہ پانی کی گرتی بوند کو محسوس کر اس نے چونک کر آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی جہاں سے پے در پے بارش کی بوندیں گر رہی تھی۔اس کا چہرہ ایکدم تاریک ہوا۔دل کا درد حد سے سوا ہو چکا تھا۔دل ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔وہ سرعت سے اندر کی جانب بڑھی اور پردوں کو برابر کرتے بیڈ پہ جا کر بیٹھتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

"نفرت ہے مجھے تم سے تمہارے احساس سے تم سے جڑی ہر چیز سے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بے دردی سے اپنے چہرے کو نوچتے اذیت کی کیفیت میں بولی معاً اس کی نگاہ سائیڈ ٹیبل پہ رکھی چادر پہ پڑی۔ذہن کے دریچوں میں پرانا منظر پوری شان سے لہرایا۔اس بابت سوچتے اس کا دل کرلایا تھا۔وہ تن فن کرتی اس تک پہنچی اور دراز سے قینچی نکالتے اس چادر کو تھاما تھا۔

"میں ختم کردوں گی سب کچھ سب کچھ ختم کردوں گی۔"

اس سے قبل کہ وہ بے دردی سے اس چادر کے ٹکرے ٹکرے کرتی تھک ہار کر اسی چادر کو اپنے سینے سے لگائے بکھر کر رو دی تھی۔

"اگر یہ اتنا آسان ہوتا تو سب سے پہلے آپ کے احساس کو اس دل سے ختم کرتی مگر یہ ممکن ہی تو نہیں ہے" ۔وہ تکلیف کی کیفیت میں بولتے پوری طرح ٹوٹ کر بکھر گئی تھی۔اس کی ذات ریزہ ریزہ ہوچکی تھی۔زندگی اس پہ اس قدر تنگ ہوجائے گی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔اس سے قبل کہ وہ انہی سوچوں کے یلغار میں بہتی چلی جاتی فون رنگ ہونے کی آواز پہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس جانب متوجہ ہوئی تھی۔فون کی سکرین پہ چمکتے نمبر کو دیکھتے اس نے بنا کسی تاخیر کے فون اُٹھاتے کان سے لگایا تھا۔

"کیسی ہو پری۔"

عفیفہ کی بھاری اواز سنتے اس نے لبوں کو بھینچا تھا۔

"میں ٹھیک تم کیسی ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بمشکل اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے بولی مگر اس کے لہجے میں پنہاں درد اس سے مخفی نہیں تھا مگر وہ گزری باتوں کا ذکر کر کے اس کے زخم تازہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"بھول گئی نا تم پری۔"

اس کی سرسراتی آواز پہ پریسہ نے ناسمجھی سے موبائل کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب کیا بھول گئی میں۔"

وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔عفیفہ نے اپنی سسکی روکی تھی۔اپنی تباہی کا پیام وہ اپنے ہی لبوں سے کیسے دے دیتی۔

"نکاح ہے میرا آج رات تم نہیں آرہی کیا۔"

اس کی بات پہ پری کو ایسا محسوس ہوا گویا کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کی سماعتوں میں انڈیل دیا ہو۔اس کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

"نن۔نکاح تمہارا عفیفہ یہ کیا بول رہی ہو۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔عفیفہ اس کی بات پہ تلخی سے مسکرائی تھی۔

یہ میں نہیں کہہ رہی پری یہ میرے گھر والے کہہ رہے ہیں اور میں کسی کٹھ پتلی کی مانند ان کے اشاروں پہ ناچ" رہی ہوں۔میرے اس رشتے میں بندھ جانے سے میرے ماں باپ بہت خوش ہیں میں ان کو اداس نہیں دیکھ سکتی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بوجھل لہجے میں بولتی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی۔ نگاہیں سامنے رکھے سرخ جوڑے پہ جمی تھی کو کچھ دیر قبل صفیہ وہاں رکھ کر گئی تھی۔ اسے تو وہ لباس بھی خود کیلیے کفن ہی محسوس ہو رہا تھا۔

نہیں عفیفہ تم ایسا نہیں کر سکتی۔ تم اپنی پوری زندگی اس جہنم میں نہیں جھونک سکتی تم پاگل ہو چکی ہو۔

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی آخر میں اس کا درد اپنے دل پہ محسوس کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

اب رونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے میری جان بس شام سات بجے پہنچ جانا میرے جنازے کو کندھا دینے سمجھ "لینا تمہاری دوست کی آخری خواہش تھی۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولتے اس کی سنے بغیر کال کاٹ گئی۔ پریسہ اس کی بات کے جواب میں ساکت بیٹھی ہیلو ہیلو کرتی رہ گئی۔ فون بند ہوتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے اپنے آنسو پونچھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ سارا کچھ خراب ہماری ہی زندگی میں کیوں میرے اللہ۔ کچھ تو رحم کر اپنے بندوں "پہ پلیز اللہ جی۔"

وہ دونوں ہاتھوں کو فضا میں بلند کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی معاً کسی سوچ کے تحت وہ بھاگنے والے انداز میں کمرے سے نکلی تھی مگر سامنے سے آتی عافیہ سے تصادم کی صورت میں وہ بری طرح لڑکھڑائی۔

میں آپکے کمرے میں ہی آ رہی تھی تاکہ آپ کو بارش میں جانے سے روک سکوں آپ کے بابا کی سختی سے "تاکید ہے مجھے۔"

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ماتھے پہ ہاتھ مارتے اس کی حالت سے بے پرواہ ہنستے ہوئے بول رہی تھی اور پریسہ کی نگاہیں ان کے ہنستے مسکراتے چہرے پہ جمی تھی جن کے لبوں سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہوتی تھی جب سے ہادی کا رشتہ اس کیلیے آیا تھا۔

"اب سے آپ کو مجھے ٹوکنا نہیں پڑے گا ماما کیونکہ پریسہ کو اب نفرت ہے ایسے موسم سے۔ کوفت ہوتی ہے مجھے ان برستی بوندوں سے۔ عجیب سے ویرانی ہوتی ہے مجھے۔ تمام شوق مر گئے ہیں ماما۔"

وہ ان کی باتوں پہ اچاٹ دل سمیت ویران لہجے میں انہیں بولتی دوبارہ اپنے کمرے میں بند ہوتے دروازے کے ساتھ پشت ٹکاتے وہی بیٹھتی چلی گئی۔ چہرہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ باہر برسنے والی بارش کی آوازیں جو کبھی اس کی سماعتوں میں رس گھولتی تھی اب اس کی سماعتوں میں ہتھوڑے کی مانند برستے اس پہ ایک عجب سی وحشت طاری کر رہی تھی۔ ایک جانب عفیفہ کا دکھ تو دوسری جانب صدام کے نا ماننے کا دکھ۔ وہ ان سب میں آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی تھی۔

****

"صدام تم نے اپنے گھر میں بات کرنی ہے یا نہیں۔"

کومل کی جھنجھلائی آواز پہ اس نے سر صوفے کی ہشت سے ٹکاتے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا جس کی بات ہر اگلے دن اسی چیز سے شروع ہوتی تھی۔

"کومل میں کہ تو چکا ہوں کر لوں گا پریسہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں ایسے کیسے اس ماحول میں اپنی بات کر دوں۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولا۔ لہجے میں غصہ خود بخود عود آیا تھا۔

"تو ٹھیک ہے پھر میں اپنے گھر والوں کو کہ دیتی ہوں کہ جو رشتہ میرے لیے پسند آئے اس کیلیے ہامی بھر لے کیونکہ جسے میں پسند کرتی ہوں وہ بس ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھا رہے گا۔"

وہ غصے سے تلملاتی ہوئی بولی جو فقط پریسہ کی بدولت اس سے اس طرح بات کر رہا تھا۔ اس کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا تھا۔ صدام نے سرد آہ بھرتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا اور صوفے کی ہتھی کو ہلکے ہلکے بجایا تھا۔ ذہن کے دریچوں میں پریسہ کی باتیں ایک بار پھر گردش کرنے لگی تھی۔ وہ انہیں سوچوں کے گرداب میں پھنسا ہوا تھا۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ کیا کیا جائے۔ ایک جانب محبت تھی تو دوسری جانب بہن کی محبت وہ کسے ٹھکراتا اور کسے قبول کرتا۔

"پلیز کومل ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ میں اس وقت بہت تھکا ہوا ہوں ذہنی اعتبار سے اگر تم میری تھکن نہیں اتار سکتی تو پلیز فون بند کر دو مگر میرے اعصابوں کو مزید بھاری مت کرو۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ملتجیانہ لب و لہجے میں گویا ہوا۔ کومل نے بے ساختہ اپنی انگلیاں چٹخائی تھی۔

"اچھا ویسے پریسہ کو کیا ہوا ہے تم نے پتہ کیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی آواز کسی حد تک بدل چکی تھی۔ صدام کو حیرت تو ہوئی مگر سرے سے ہی اس بات کو جھٹک گیا۔ وہ اس بابت سوچنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

"ہاں بس وہ بارش میں بھیگنے کی بدولت بخار وغیرہ۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔ کومل کے لبوں کے تراش پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"اچھا تو تم نے ویسے جاننے کی کوشش نہیں کی کیا معلوم کوئی اور بات ہوتی۔"

اس نے جان بوجھ کر اپنی بات پہ ذور دیا تھا۔ صدام نے نا سمجھی سے کندھے اچکائے۔

جب میں جانتا ہوں کہ اس کی حالت کیسے ہوئی ہے تو مجھے جاننے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ خیر میں فون رکھ "رہا ہوں مجھے فالوقت کچھ دیر ارام چاہیے میں گھر میں کل ہی اس بابت بات کرتا ہوں۔"

وہ اسے تسلی دیتے فون رکھ چکا تھا۔ کومل نے الجھی نگاہوں سے فون کی بند سکرین کو دیکھا۔ ایکدم لبوں کی تراش پہ ایک شاطرانہ مسکراہٹ ابھری تھی۔

"صدام بہن پہ اتنا بھی اندھا اعتبار نہیں ہونا چاہیے کہ جب وہ ٹوٹے تو تکلیف سوچوں کے برعکس ہو۔"

اس کی سفاک سرگوشی پہ کمرے کے در و دیوار بھی لرز اٹھے تھے۔ اس نے اذیت سے سر جھٹکا۔

محبت کرتی ہوں میں صدام سے اور اگر تم نے عفیفہ سے نکاح کی صورت میں اس سے کوئی قربانی مانگی تو پھر "تم پہ بھی قربان ہونا جائز ہے میری جان۔"

وہ فون کو اپنی ہاتھ میں گھماتی تمسخر سے ہنستی بے نیازی سے شانے اچکا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

****

"آپی۔"

وہ آئینے کے سامنے بیٹھی غائب دماغی کی کیفیت میں اپنے آنے والے کل کی بابت سوچ رہی تھی۔ صفیہ کے کہنے پہ وہ لباس تو تبدیل کر چکی تھی مگر چہرہ بلکل خالی تھا سپاٹ تھا ماتم کناں تھا معاً منال کے بلانے پہ وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی اور خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو بھیگی نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کیوں رو رہی ہو کچھ ہوا ہے کیا۔"

وہ اس کے گال پہ ہاتھ جماتے سمجھانے والے انداز میں بولی۔اس نے ہولے سے نفی میں سر ہلاتے اس کا وہی ہاتھ تھاما تھا۔

نہیں آپی مجھے کچھ نہیں ہوا مگر آپ کی روح پہ جو زخم ہیں گھاؤ ہیں اسے یوں مت چھپائیں ہم سے ہم تو سب "جانتے ہیں نا۔"

وہ اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔عفیفہ نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

"میری دوستیں آ گئی کیا۔"

اس کے لہجے میں ایک تڑپ سی تھی۔منال نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا تو وہ بے دلی سے چہرہ جھکا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"عفیفہ تو تیار ارے تو تیار نہیں ہوئی۔"

صفیہ مصروف سے انداز میں اندر داخل ہوئی مگر اسے یوں ہی سادہ سی تیاری میں دیکھ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔عفیفہ نے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"دل نہیں ہے میرا اماں۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتی انگلیوں کو مسلنے لگی۔صفیہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب دل نہیں ہے شادی ہے تیری ایسے کیسے۔"

بس کریں اماں بس کریں اب تک ہر چیز آپ ہی کے مرضی کے مطابق ہوئی ہے نا۔مرنے جا رہی ہوں میں" اپنے شوق سے نہیں جا رہی کہ یوں سج سنور کر اپنی خوشی کا اظہار کروں میرا چہرہ انہی احساسات کی عکاسی کر رہا "ہے جو میرے دل میں ہے۔

وہ ایکدم غصے سے پھٹ پڑی۔اس کی تیز آوازوں سے گھبراتے نعیم بھی کمرے میں داخل ہوا تو اسے غصے میں ہانپتا دیکھ وہی ٹھہر گیا۔

کیا ہو گیا ہے کیوں بول رہی ہو ایسے باہر مہمان موجود ہیں اور تیری دوستیں بھی آ گئی ہیں۔میں یاسر کو فون" ملا رہا ہوں مگر وہ فون نہیں اٹھا رہا نجانے کہاں ہے ابھی کل تو اس سے بات ہوئی تھی کسی انجان نمبر سے بول "رہا تھا کہ وقت پہ پہنچ جاؤں گا۔

ان کی بات پہ عفیفہ کے چہرے پہ رونق بحال ہوئی تھی۔اس نے مسکراتے ہوئے ان کے عقب میں دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"فون کیوں نہیں اٹھا رہا وہ نعیم اور انجان نمبر کیوں اس کا اپنا موبائل کہاں ہے۔"

وہ بے چینی سے گویا ہوئی۔ دل میں ڈھیروں وسوسوں نے جنم لیا تھا۔ وہ سختی سے لبوں کو بھینچ گئے تھے۔ عفیفہ کو ان کی باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ خاموش تھی بلکل خاموش۔

"میں نے پوچھا ہی نہیں یہ تو مگر اب میں پھر سے اسی نمبر پہ فون ملاتا ہوں رک۔"

اس سے پہلے کہ وہ بولتے ایک جانب ہوتے عفیفہ کے پاٹ دار الفاظوں نے ان کے قدم زمین میں ہی منجمد کر دیے تھے۔ انہوں نے جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ کسی بھی قسم کے احساسات سے عاری تھا۔

"آپ پلیز اپنی بیوی کو لے کر یہاں سے جایئے نعیم صاحب ویسے بھی اس شادی کے بعد میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں رہنے والا۔"

وہ تند لہجے میں انہیں باور کرانے والے انداز میں بولی تو ان دونوں بے فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔ وہ جواب میں کچھ بھی کہے بغیر جھکے کندھوں سمیت کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے کیونکہ ابھی اس کی دوستیں آجاتی تو ان کے سامنے یوں بات کو طوالت بخشنا بلکل بھی ٹھیک نہیں تھا۔ کچھ ہی دیر میں بریزہ عناب اور مریم جوں ہی کمرے سے اندر داخل ہوئی تو عفیفہ کا ضبط ایک بار پھر سے ٹوٹنے کو بے تاب تھا۔ ان تینوں نے بغور اس کے مرجھائے ہوئے چہرے کو تکا تھا۔

ان تینوں کو اپنے نزدیک آتا دیکھ اس نے پریسہ کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی تو نگاہیں ناکام واپس لوٹ آئی۔اس کے لبوں سے مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ ڈالی تھی۔

"پری۔پری نہیں آئی۔"

وہ کپکپاتے لہجے میں بولی۔اس کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہا تھا۔عناب نے سرعت سے آگے بڑھتے اسے سینے میں بھینچا تھا۔وہ اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"مجھے نہیں یہ موت مرنا عناب۔مجھے ابھی جینا ہے۔"

اس کی سرگوشی پہ وہاں موجود کر شخص ساکت رہ گیا تھا۔سب کی آنکھیں پل بھر میں بھیگی تھی مگر اب صرف پریسہ کا انتظار تھا کہ وہ آتی تو کسی بھی طرح اسے سنبھالتی جو کسی کے قابو نہیں آرہی تھی۔اس کی حالت دیکھ ان سب نے بمشکل انسو پونچھے تھے۔ناجانے قسمت اس کیلیے کیا لکھ کر بیٹھی تھی۔اسی پل ان سب نے اس کی اچھی قسمت کیلیے صدقِ دل سے دعا کی تھی مگر وہ سب اس بات سے بے نیاز تھی کہ ہر دعا زندگی میں تھوڑی نا قبول ہو جایا کرتی ہے کچھ دعاؤں کے پورا ہونے سے قبل آزمائشیں بھی آپ کے نصیب میں لکھ دی جاتی ہیں۔

****

"شہرام اماری بچی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جو کل رات سے تھکا ہارا اسے پورے شہر میں تلاش کرتے حویلی واپس پہنچا تھا ریختہ کی آواز پہ ایک بار پھر ضبط بری طرح ٹوٹا تھا تبھی انہیں سینے میں بھینچتے ان کا سر سہلانے لگا۔کس قدر ابتر حالت تھی ان کی کل۔اسے اپنے وجود پہ لگے تمام گھاؤ سے ایک بار پھر خون رستا ہوا محسوس ہوا۔

مورے خدارا مت روئیں ایسے مجھے آپ کے رونے سے تکلیف ہو رہی ہے۔میں اسے تلاش کر رہا ہوں"

"نا۔میں اپنی جی جان لگا دوں گا مگر اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔

وہ بھاری لہجے میں بولتے اطراف میں نگاہیں دوڑانے لگا جہاں کسی ذی روح کا نام و نشان نہیں تھا مطلب وہ تن تنہا دالان میں بیٹھی انہی سوچوں میں غلطاں تھی۔اسے گھر کے تمام افراد کی بے حسی پہ بے تحاشہ تاؤ آیا تھا۔سب کے سب ان کی حالت سے واقف تھے کہ کل پرخہ کی گمشدگی کے باعث ان کی طبیعت بری طرح بگڑی تھی پھر بھی سب انہیں یوں چھوڑ گئے تھے۔

شہرام اماری پرخہ اسے تو ابھی اس دنیا کے رنگ ڈھنگ بھی نہیں معلوم وہ تو بہت معصوم ہے۔ناجانے کہاں" چلی گئی ہے اسے واپس لے آ ورنہ تیری مورے مر جائے گی۔ناجانے کہاں ہوگی کیسی ہوگی کس کے پاس ہوگی کہی اس کے ساتھ کچھ غلط۔امارا کلیجہ پھٹتا ہے یہ سوچ کر ہی۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامتی ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔شہرام نے ان کی تکلیف ذدہ باتوں کا کوئی جواب نا دیا اور انہیں لیتے قریب ہی رکھے تخت پہ بیٹھا تھا جن کا چہرہ بے تحاشہ ذردی سمیٹے ہوئے تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

موورے مت کریں ایسی باتیں میری ہمت کمزور پڑتی ہے۔میں ان باتوں کو سوچ کر کبھی بھی اسے تلاش نہیں کر پاؤں گا میں یوں خالی ہاتھ رہ جاؤں گا۔"

وہ شکست ذدہ لہجے میں بولتے انہیں پھوٹ پھوٹ کر رونے پہ مجبور کر گیا۔اس نے نزدیک پڑے کولر سے پانی بھرتے ان کے خشک پڑتے لبوں سے لگایا تھا۔وہ انہیں یہ نا بتا سکا کہ وہ تو شہر کا چپا چپا چھان مار آیا ہے مگر اسے پر خہ کا نام ونشان کہی نہیں ملا۔نا جانے اسے آسمان نگل گیا یا زمین کھا گئی۔اس کے دل کا درد حد سے سوا تھا جوان بہن کی گمشدگی پہ مگر وہ چاہ کر بھی بریختہ کی حالت کے پیشِ نظر کچھ کر نہیں سکتا تھا۔اگر وہ انہیں کچھ بھی بتاتا تو وہ خود پہ قابو نا رکھ پاتی۔

"سب گھر والے کہاں ہیں مورے۔ بابا جان چچی وغیرہ۔"

وہ گلہ کھنکھارتے دھیمے لہجے میں نا سمجھی سے گویا ہوا۔انہوں نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب گلاس واپس سٹول پہ رکھ رہا تھا۔ تھکن اس کے چہرے سے عیاں تھی مگر وہ چاہ کر بھی ان کے سامنے کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔اس وقت وہ انہیں سب سے زیادہ بے بس انسان محسوس ہوا تھا۔

خاناں تو نا جانے صبح سویرے سے نا جانے کہاں غائب ہیں اور غنچہ کی طبیعت کچھ بہتر نہیں ہے تو مینہ اسی کے پاس ہے کمرے میں۔"

وہ اسے تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے بولی تاکہ وہ کسی کے متعلق کسی بھی قسم کی غلط فہمی کا شکار نا ہو۔وہ ان کی بات پہ تمسخر سے ہنستے سر جھٹک گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

موروے طبیعت آپ کی بھی خراب ہے اور اس لڑکی پہ فرض ہے کہ وہ آپ کو بھی اتنی ہی فوقیت دے جتنی "

وہ اپنی ماں یعنی کے چچی کو دیتی ہے کیونکہ اب وہ میری حیثیت سے اس گھر کی بہو ہے نا ہی بات تھی ناخان

" بابا کی۔ ناجانے باباجان کہاں ہیں وہ آپ کو کچھ بتا کر نہیں گئے کیا مورے۔

وہ تلخ لہجے میں بولتے ان کا دل ڈوبا گیا۔ وہ ایک بار پھر بات کو کسی اور رخ پہ لے جا رہا تھا۔ انہیں سرعت سے

پریشانی نے آن گھیرا۔

نامیرا بچہ وہ امارے پاس ہی تھی مگر پھر میں نے ہی اسے کمرے میں بھیج دیا تو کچھ غلط نا سوچ۔ وہ امارے "

" ساتھ بھی اتنا ہی کرتی ہے جتنا وہ تیرے ساتھ کرتی ہے۔

وہ اس کا بازو تھامتی جھوٹ کا سہارہ لیتے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ شہرام نے بغور ان کی آنکھوں میں

دیکھا تو وہ نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے گہرا سانس بھرا تھا۔

براہ مہربانی مورے مت کیا کریں اتنی طرفداری سب کی۔ مت بھولیں جھوٹ اس قدر کہ یوں نگاہیں "

چڑانی پڑے۔ بہت ناز تھا نا بابا کو اس لڑکی پہ مجھ سے لکھوا لے آپ ایک دن وہی لڑکی ناز اور جو غرور ان کے

سر چڑھ کر بولتا ہے وہ توڑ دے گی مگر پھر کسی کے پاس کچھ نہیں بچے گا خالی ہاتھ رہ جائیں گے سب۔ ابھی تو

میری بہن غائب ہے اسی بدولت میری سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحتیں مفلوج ہو چکی ہیں میں چاہ کر بھی اپنے

" ذہن کو ٹھکانے پہ نہیں لا پا رہا مگر ایک ایک بات آپ سب پہ واضح کروں گا میں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے لہو رنگ نگاہیں بریختہ پہ جماتے قہر برساتے لہجے میں گویا ہوا۔ان کا ہاتھ بے ساختہ دل کے مقام پہ پڑا تھا۔

نا میری جان ایسا نہیں بولتے۔

"شہرام۔"

اس سے قبل کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی عقب سے آنے والی مترنم آواز پہ ان دونوں کے زبانوں پہ قفل لگا تھا۔وہ دونوں بیک وقت پیچھے کی جانب مڑی جہاں پشمینہ شرمندہ شرمندہ سی کھڑی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔شہرام نے تنفر بھری نگاہوں سے سیاہ لباس میں موجود اس لڑکی کو دیکھا تھا۔

"پرخہ کا کچھ علم ہوا کہ وہ کہاں ہے۔"

اس کی بے چین آواز پہ اس نے بہت ضبط سے نفی میں سر ہلایا تھا۔بریختہ کی آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔پشمینہ نے سرعت سے ان کے گرد بازو حمائل کرتے انہیں سنبھالا۔

آپکی شادی ہوئی ہے نا مجھ سے پشمینہ تو اگر میں آپ کو فلحال بیوی کا رتبہ نہیں دوں گا تو کیا آپ اس رشتے سے" بندھے رشتوں کا بھی خیال نہیں کریں گی۔یہ میری ماں ہے پشمینہ اور میں نہیں چاہوں گا کہ آپ ان کی "جانب سے کسی قسم کی لاپرواہی کا شکار ہو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔

وہ سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر پھنکارا تو اس نے سہمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا معاً وہ بریختہ کو سہارہ دے کر بٹھاتے خود ڈھنگ سے خود پہ ڈوپٹہ درست کرتے باورچی

All Rights Reserved By Novels Lounge

خانے کی جانب بڑھ گئی جہاں ملازمہ پہلے سے ہی موجود تھی۔پر خہ کی گمشدگی پہ آنسو بھل بھل آرہے تھے مگر اب اس گھر کی بہو ہونے کی حیثیت سے سب کا خیال بھی اسی کو کرنا تھا تبھی اس نے اپنی زمہداری نبھانے کا سوچا تھا۔

"شہرام کل نوفیل سے ملا تھا ناتو اس نے کیا کہا اماری پر خہ کے بارے میں۔مجھے ایسا لگتا ہے وہ اسی کے پاس۔" وہ بھیگے لہجے میں بولی۔آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ چکے تھے مسلسل رونے کی بدولت مگر وہ چاہ کر بھی ان کو تسلی نہیں دے سکتا تھا۔

موورے میں ملا تھا اور آپ جانتی ہیں کہ میں ایک نظر میں ہی اگلے کو پہچان لیتا ہوں مگر مجھے کل اس نوفیل" میں مغرور انسان کی جھلک نہیں دکھی جو زخموں پہ نمک چھڑکتا تھا کل وہ بہت خاموش تھا بس اپنے دفاع میں ہی بولا اور پھر خاموش ہو گیا اس نے کوئی جوابی کاروائی بھی نہیں کی اب مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اگر نوفیل نہیں ہے تو پھر کون ہے جس نے یہ حرکت کرنے کی جرأت کی ہے۔کون ہے جو شہرام خان کی بہن کو اغواہ "کرنے والے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا ہے۔

وہ کسی نادیدہ نقطے پہ نگاہیں جمائے دانتوں پہ دانت جماتے برفیلے لہجے میں گویا ہوا۔بریختہ کو اس کے ارادوں سے خوف آیا تھا۔

"شہرام اگر نوفیل نہیں تو پھر کون ہو سکتا ہے۔"

پشمینہ کی سرسراتی آواز پہ شہرام نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔اسی لمحے دو آنکھیں شدت سے اس کی آنکھوں کے دریچے پہ لہرائی تھی وہ سختی سے لبوں کو بھینچتے سرعت سے نگاہیں پھیر گیا۔

"جو بھی ہو مگر وہ اب یہ بات جان لے کہ وہ شہرام خان کے قہر سے خود کو کسی صورت نہیں بچا سکتا۔"

اس کے لہجے میں ایک کاٹ سی تھی جو مقابل انسان کو بھسم کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔اسی لمحے بریختہ نے تکلیف کی شدت سے آنکھیں میچی تھی۔پشمینہ ہڑبڑا کر ان کیلیے پانی لینے بھاگی۔اس کے پانی لاتے ہی شہرام نے گلاس ان کے لبوں سے لگایا تو وہ بے دم سی ہوتی شہرام کے شانے سے سر ٹکا گئی۔

"مورے آپ سے ایک بات پوچھوں۔"

اس کی سپاٹ آواز پہ بریختہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک سوالیہ نشان منڈلا رہا تھا۔

کیا بابا جان کا یا ہماری حویلی سے منسلک کوئی دشمن ہے جو یہ کام کر سکتا ہے۔مجھے تو اس بابت علم نہیں مگر"

"آپ تو ہمہ وقت انہی کے ساتھ ہوتی ہیں نا۔

اس کی بات پہ کئی لمحے تو وہ پر سوچ نگاہوں سے اسے ہی تکتی رہی معاًوہ ہولے سے نفی میں سر ہلا گئی۔شہرام نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلیں اٹھیں آپ کو کمرے تک پہنچاؤں پھر مجھے کہی جانا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان کی جانب اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلاتے ہوئے بولا۔ انہوں نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ سرد وسپاٹ تھا۔

"کہاں جا رہا ہے تو شہرام۔"

موورے اب میں اس وقت ہی گھر لوٹوں گا جب میری بہن میری پناہوں میں ہو گی۔ مجھے اسے زندہ سلامت"
"بس اس حویلی میں لانا ہے چاہے پھر اس وہ کسی کے خون کی صورت میں ہی ممکن کیوں نا ہو۔

وہ پتھریلے لہجے میں بولتے ان کے شانے کے گرد بازو حمائل کر گیا۔ اس نے انہیں لیتے ان کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔ انہیں بیڈ پہ لٹاتے ہی ان پہ کمفرٹر اوڑھاتے وہ دروازہ بند کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ الماری میں قدم رکھتے ہی ایک عجیب سی گھٹن کا احساس اس کے رگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھولتے بھورے رنگ کی چادر نکالتے خود پہ اوڑھی اور قدم واپسی کی جانب بڑھائے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بڑھتا دروازے سے اندر آتی مینہ کو دیکھتے اس کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا جس کے ہاتھوں میں دودھ کا بڑا سا گلاس تھا۔

"ام آپ کیلیے یہ لائے تھے۔"

وہ اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ ہکلاتے لہجے میں گویا ہوئی۔ شہرام مضبوط قدم اٹھاتے اس کے نزدیک آیا اور بغیر اس کی جانب دیکھتے وہ گلاس تھامتے ایک ہی سانس میں چڑھا گیا۔

"آپ کچھ دیر آرام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیا حالات ایسے ہیں کہ میں آرام کرتا پھروں یہاں میری بہن غائب ہے اور میں یہاں اس بستر پہ آرام کرتا" "پھر واس قدر جاہل انسان لگتا ہوں آپکو۔

وہ اس کی فضول گوئی پہ غصے سے بپھرتے دھاڑا اٹھا۔اس نے گھبرا کر قدم پیچھے کی جانب بڑھائے تھے۔

"وہ میں تو بس اچھا معذرت اب ام کچھ نہیں کہیں گے مگر بس یہ بتادیں آپ جا کہاں رہے ہیں۔"

وہ آس بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اپنے سر پہ ڈوپٹہ درست کرتے حسرت آمیز لہجے میں بولی۔

میں مناسب نہیں سمجھتا بتانا اور آئندہ میرے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کرنے کی قطعی ضرورت نہیں" "ہے پشمینہ خان ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گا۔

وہ اس کی ٹھوڑی کو سختی سے جکڑتے ایک جھٹکے میں چھوڑتے کھردرے لہجے میں بولتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اہانت کے احساس سے مینہ کو چہرہ سرخ پڑ گیا۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا تھا جواب دیوار پہ لٹکی اپنی بندوق اتار کر شانے پہ لٹکاتے مضبوط قدم اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔اس کی مضبوط چال سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ابھی اس صورتِحال میں گھبرایا نہیں ہے بلکہ ثابت قدم ہے اور وہ جانتی تھی کہ وہ دشمنوں کے پیٹ کو چاک کر کے بھی پرخہ کو کہی سے بھی ڈھونڈ نکالے گا۔ناجانے زندگی نے اس کی قسمت میں کتنی آزمائشیں لکھی تھی کہ اس کی شادی کے روز ہی پرخہ کی گمشدگی یہاں تک کہ شہرام کے ساتھ وہ اس رشتے کو محسوس بھی نہیں کر پائی تھی۔وہ تو ویسے بھی اس سے اکھڑا اکھڑا رہتا تھا مگر اب مینہ کو اپنا پور پور دکھتا محسوس ہوا۔وہ مریل قدموں سے چلتی غنچہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔جانتی تھی کہ وہ اب کبھی بھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریختہ کو اس کے سہارے نہیں چھوڑ کر جائے گا اس کی آج کی لاپرواہی دیکھتے۔ ابھی بھی وہ دوائیوں کے ہی زیرِ اثر ہو گی۔ اس نے دل ہی دل میں شدت سے پر خہ کے صحیح سلامت مل جانے کی دعا کی تھی۔ ناجانے وہ کہاں تھی کس حالت میں تھی ان سب کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ کچھ ہی دیر میں باہر جیپ کے ٹائر چرچرانے کی آواز پہ اس نے گہرا سانس بھرتے قدم واپس کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

****

"پریسہ تیار ہو گئی آپ۔"

عافیہ ہاتھ میں چنری لیے جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی وہ آئینے کے سامنے گم صم سی کھڑی تھی۔ نگاہیں کھلی کھڑکی کے پار دکھائی دیتے آسمان پہ جمی تھی۔ ناجانے وہ کیا سوچ رہی تھی۔ وہ ٹھنڈی آہ بھرتے اس کے نزدیک آئی اور چنری اس کے شانے پہ رکھتے سیٹ کی تھی۔ اپنے شانے پہ کسی کا لمس محسوس کرتے اس نے چونک کر ویران نگاہیں ان کی جانب اٹھائی تھی جو پوری دلجمعی سے اپنے کام میں مصروف تھی۔

"ماما رہنے دیں یہ شوخ ڈوپٹہ نہیں لیا جائے گا میں کوئی اور دیکھ لیتی ہوں۔"

وہ دھیمے سے بولتے انہیں ٹال کر وارڈروب کی جانب بڑھ گئی۔ عافیہ کے ہاتھ چنری سمیت ہوا میں ہی معلق رہ گئے تھے۔ اب وہ وارڈروب میں جھکی ناجانے کیا تلاش کر رہی تھی۔

پری یہی والی چنری لو نا اس سوٹ کے ساتھ یہی جچے گی میری جان۔ کچھ اور نہیں اچھا لگے گا اور تیار بھی نہیں" "ہوئی ایسا محسوس نہیں ہو رہا کہ آپ کی دوست کی شادی ہے وہ بھی سب سے اچھی والی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا رخ اپنی جانب کرتی اسے چنری تھماتی ہوئی بولی مگر اس نے بے دردی سے وہ چنری صوفے پہ اچھال دی تھی۔عافیہ اس کی ہٹ دھرمی دیکھتی رہ گئی۔

"ماما میں شادی پہ نہیں جا رہی فاتحہ پڑھنے جا رہی ہوں اسکی بے بسی پہ۔تکلیف ہو رہی ہے مجھے درد اٹھ رہا ہے۔کچھ کرنے کا دل نہیں ہے بس ایک فارمیلیٹی نبھانی ہے اس کا سہارہ بننا ہے میں جانتی ہوں کہ وہ اب تک میرے نا آنے پہ رو رہی ہو گی۔کتنا ترسی تھی ماما میں آپ کے سامنے کہ پلیز ان کے سامنے فریاد کر دیں میری جانب سے میں عفیفہ کو یوں بے نام موت نہیں مرنے دے سکتی وہ شخص بہت برا ہے اس سے اس کی عزت کو خطرہ ہے مگر آپ میں سے کسی نے نہیں سنی بے حسی کی انتہا کر دی آپ نے۔"

وہ اذیت سے بولتے آخر میں تلخی سے ہنسی تھی۔

"مگر میں یہ سب باتیں آپ سے کیوں بول رہی ہوں ماما آپ تو میرے متعلق بھی سب باتوں سے آگاہ ہونے کے باوجود اس رشتے کیلیے ہامی بھرنے کو تیار ہیں۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے بھیگے لہجے میں بولی اور بے دردی سے گالوں کو رگڑتی خود کے حواس بحال کرتی سیاہ رنگ کا دوپٹہ نکالتے جس کے اطراف پہ ہلکا ہلکا گوٹہ لگا ہوا تھا شانے پہ ڈالتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔اس کے جاتے ہی عافیہ نے سختی سے آنکھوں کو میچتے اس کی زہر خند باتوں کو حلق میں اتارا تھا معاً وہ بھی باہر کی جانب بڑھ گئی کیونکہ عادل نیچے تیار کھڑے انہی کے منتظر تھے۔

"کیا ہو گیا میری بیٹی کو۔رخصت دوست ہو رہی ہے اور چہرہ میری بیٹی کا اترا ہوا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے پچکارنے والے انداز میں بولے۔ان کے نرم لہجے کا ہی اثر تھا کہ اس کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے ان کے ہاتھ پہ گرا تھا۔عادل نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جواب چہرہ جھکائے کھڑی اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔

"کیا ہوا پری میری جان۔عافیہ کیا ہوا ہے اسے تم نے کچھ کہا گیا۔"

وہ متفکر سے عافیہ سے گویا ہوئے جواب اپنا ہینڈ بیگ میز سے اٹھا رہی تھی چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئی اور ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھ گھبراتے نفی میں سر ہلا گئی۔عادل نے اسے عفیفہ سے جوڑتے ہولے سے اس کے سر کے بالوں کو سہلایا تھا۔

"نھائی نہیں جا رہے کیا۔"

ناجانے کس سوچ کے تحت اس کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔وہ خود حیران رہ گئی تھی کیونکہ اب تو اس کے جانے ناجانے کا کوئی جواز ہی نہیں تھا کونسا اس نے اس نکاح کیلیے رضامندی ظاہر کردی تھی۔

"میں نے بولا تو تھا کہ چلے ہم دونوں وہی سے آفس کی جانب چلے جائیں گے مگر وہ مانا ہی نہیں۔"

عادل کندھے اچکاتے ہوئے بولے۔پریسہ نے انہیں دو منٹ رکنے کا اشارہ کرتے قدم اس کے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔کمرے کا دروازہ ناک کرتے ہی اگلے ہی لمحے ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا تھا۔اس نے سرتاپا اس کا جائزہ لیا جو نک سک سا کہی جانے کو تیار کھڑا تھا۔

"ارے پری تم یہاں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ حیرت سے بولتے اپنی شرٹ کا کالر درست کرنے لگا۔اس کے لہجے میں کس قدر لاپرواہی تھی پریسہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"جی بھائی وہ میں بس آپ کو لینے آئی تھی مگر شاید آپ خود کہی جانے کو تیار ہیں۔شاید پر سکون ہیں ہلکا پھلکا محسوس کر رہے ہونگے کیونکہ اب عفیفہ نام کا کانٹا آپ کے حلق میں جو نہیں اٹکے گا۔اب آپ اپنی زندگی میں آذاد جو ہیں۔"

وہ بمشکل مسکراتے لہجے میں بولی۔صدام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"دیکھو پری میں تیار ہوں کیونکہ مجھے کہی جانا ہے اور یہ ذرا سا ذاتی معاملہ ہے تو میں تمہیں بتاؤں گا نہیں مگر رہی پر سکون ہونے کی بات تو ہاں میں کسی حد تک پر سکون ہوں کیونکہ اب میں کومل کے ساتھ آذاد ہوں تمہاری باتوں نے بہت الجھا دیا تھا ڈپریشن میں چلا گیا تھا میں مگر ابھی بھی ایک پریشانی تو ہے جس کیلیے صرف دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ عفیفہ کے حق میں بہتر فیصلہ کردے۔میری اس کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے میری جان مگر ایک بات ہوتی ہے ہمسفر کی اور وہ خصوصیات عفیفہ میں قطعی نہیں تھی۔اس ذات نے ان الجھے دھاگوں سے خود ہی مجھے نجات دے دی ہے۔"

وہ اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے تفصیل سے بولتے اس کی پیشانی چوم گیا۔پریسہ اس کی بات پہ مسکرا بھی نا سکی دل اس قدر خوف کا شکار تھا۔صدام نے اس دوران خود پہ پرفیوم سپرے کرتے اسے اپنے حصار میں لیا اور قدم باہر لاؤنج کی جانب بڑھائے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بھائی ایم سوری میں نے اس چیز کیلیے آپ سے اصرار کیا۔ناجانے مجھے کیا ہو گیا تھا۔آپ کا یہاں جی چاہے

وہی شادی کریں میں آپ کی ذاتی زندگی میں کبھی رکاوٹ نہیں بنوں گی کیونکہ جان چکی ہوں کہ یوں زور

زبردستی سے رشتے نہیں پایہ تکمیل پہ پہنچتے۔وہ بس گھسیٹے جاتے ہیں۔خیر ایک بار پھر سے سوری۔"

وہ ہولے سے مسکراتے ہوئے چہرہ جھکا کر گویا ہوئی۔صدام نے تشکر بھری نگاہوں سے اس کی جانب

دیکھا۔"ڈ شکر تھا کہ وہ اس بات کو سمجھ گئی تھی۔

"ناٹ آ بگ ڈیل لاڈو تم سمجھ گئی ہو یہی بہت ہے۔وہ ذات خود بخود اس کے حق میں بہتر کرے گی۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے نرم لہجے میں بولا۔پریسہ نے دل ہی دل میں انشااللہ کہا تھا۔اس کا دل بھی اب

بس اسی دعا کی مالا جپ رہا تھا۔اب اسی دعا پہ تو عفیفہ کی زندگی منحصر تھی۔

عادل نے مسکراتی نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا اور قدم باہر کی جانب بڑھائے۔کچھ ہی دیر میں گاڑی

دھول اڑاتی تیزی سے آفندی ہاؤس کی حدود کو پار کرتی چلی گئی۔پریسہ نے گہرا سانس بھرتے سر ونڈ سکرین

کے ساتھ ٹکا دیا۔جوں جوں وہ اس کے گھر کے نزدیک پہنچ رہے تھے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں مفلوج

ہوتی جا رہی تھی۔اسے یہ بات اچھے سے از بر تھی کہ عفیفہ کا تو پتہ نہیں مگر وہاں جا کر ان سب کا سہارہ پاتے ہی

وہ بکھر کر خود پہ بٹھایا ضبط کا کڑا پہرہ توڑ بیٹھے گی۔

****

"پریسہ اب تک نہیں آئی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

نکاح میں کچھ وقت ہی باقی تھا اور عفیفہ کی نگاہیں مسلسل دروازے پہ جمی تھی جیسے وہ ابھی وہاں سے اندر آتے اسے سینے میں بھینچے گی اور اس کی ہر تکلیف کا مداوا ہو جائے گا۔

"نجانے وہ خود کیسی ہو گی مجھے تو اس کی بھی بہت ٹینشن ہوتی ہے بس جو بھی ہو سب ٹھیک ہو۔"

مریم گہرا سانس بھرتے ہوئے تفکر بھرے لہجے میں بولی۔ سب نے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔

فلحال ان سب باتوں کو چھوڑو۔ نکاح تو ہو ہی رہا ہے تو عفیفہ اس رشتے کو تمہیں اب خود ہی موقع دینا ہو گا۔ یوں ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھ کر کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

بریزہ اس کے دونوں ہاتھ تھامتی سمجھانے والے انداز میں بولی۔ مریم نے سختی سے اس کی بات کی نفی کی تھی۔

میں نہیں مانتی بریزہ۔ پوری زندگی کیلیے وہ کیسے خود کو قربان کر سکتی ہے میں نہیں ہوں تمہارے اس فیصلے "میں تمہارے ساتھ۔

مریم غصیلے لہجے میں بولتی ہاتھ کی مٹھی بناتے اپنی ہتھیلی پہ مار گئی۔ عناب نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی۔ بریزہ نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مریم اب ان باتوں کا کوئی جواز نہیں ہے وہ دلہن بنی بیٹھی ہے ہاتھوں میں اس کے مہندی رچی ہوئی ہے کچھ دیر میں اس کا نکاح ہے اور پھر اس نے ہمیشہ کیلیے رخصت ہو جانا ہے ہم مزید کچھ تو اس کیلیے کر نہیں پائے مگر "اتنا تو کم از کم کر سکتے ہیں نا کہ کچھ دیر تک اسے اپنی باتوں سے ہی پر سکون کر سکیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتی تنک کر بولی۔ مریم اس کی باتوں پہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی تھی کیونکہ اس کی ایک ایک بات کسی حد تک درست تھی معاً کسی خیال کی تحت اس کی آنکھیں چمک اٹھی اس نے ایک نگاہ عفیفہ پہ ڈالی جو چہرہ جھکائے اپنی انگلیوں کو بے دردی سے مڑور رہی تھی۔ مریم نے سرعت سے اس کے ہاتھوں کی انگلیاں چھڑوائی اور اس کی کرسی کا رخ آئینے کے سامنے کیا تھا۔

"چلو میں تمہیں تیار کرتی ہوں۔ دلہن ہو تھوڑا بہت تو رنگ تم پہ بھی چڑھنا چاہیے۔"

مریم نے مسکراتے ہوئے منال کو اشارہ کیا تا کہ وہ میک اپ کا سامان نکال دے۔ اس نے بھی اس کی بات کی تائید کرتے پورا بیگ نکالتے سنگھار میز پہ رکھ دیا۔ عفیفہ کی نگاہیں ابھی بھی کسی غیر مرئی نقطے پہ جمی ہوئی تھی۔

جس کا رنگ تم مجھ پہ چڑھانا چاہتی ہو نا مریم اس شخص کا رنگ مجھ پہ کبھی نہیں چڑھ سکتا اور فرض کرو اگر" کبھی چڑھ بھی گیا نا تو میں اس سے قبل ہی اپنی جان لے لوں گی کیونکہ میں اس جیسے درندے کو اپنے شوہر کے "روپ میں دیکھ ہی نہیں سکتی۔ اس سے بہتر آپشن خودکشی ہو گا میرے لیے۔

وہ دھیمے مگر کاٹ دار لہجے میں بولی۔ ان سب کے مسکراتے لب اس کی بات پہ فوراً سے پہلے سمٹے تھے معاً اس نے تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے اس کے چہرے پہ ہاتھ چلانا شروع کیا تھا۔

"تم لوگوں کو پتا ہے کل میں نے اپنے بابا کے ساتھ زندگی میں پہلی بار کوئی مووی دیکھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریزہ کی کھلکھلاتی ہوئی آواز پہ ان سب نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں پہلی بار اس کی مسکراہٹ کا ساتھ دے رہی تھی۔اب وہ سب ایسے ہی چھوٹی موٹی باتیں کرتے اسے اپنے آپ میں الجھا رہی تھی۔

"ویسے وقت تو ہو گیا ہے نا جانے ابھی تک نکاح کیوں نہیں شروع ہوا۔ مہمان بھی آگئے ہیں کاش یہ نکاح ہو ہی نا اور میری آپی کی شادی اس حیوان سے نا ہو۔"

نوال اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے درد بھرے لہجے میں بولی۔

"بکواس بند رکھ اپنی نوال۔ کس قسم کی بکواس کر رہی ہے تو جانتی ہے بارات کے نا آنے کا مطلب کس قدر رسوائی ہے اس لڑکی کیلیے جس کی بارات نا آئے۔سوچ اگر وہ نا آئے تو پھر ہماری عفیفہ کا کیا ہو گا۔"

وہ اپنے سینے پہ ہاتھ مارتی غصیلے لہجے میں ہانپتے ہوئے بولی تو نوال اپنی بے اختیاری پہ بوکھلا گئی۔

"تو اماں وہ فون بھی تو نہیں اٹھا رہا اگر اسے آپی کو رسواں کرنا تھا تو یہ سب ڈھونگ رچانے کی کیا ضرورت تھی۔"

منال بھی اب کی بار غصے سے پھٹ پڑی۔ صفیہ نے بے یقینی کی کیفیت میں نفی میں سر ہلایا تھا۔باہر تمام مہمان اکٹھے ہو چکے تھے اور یہاں دولہے کا ہی نام ونشان ہی نہیں تھا۔انہوں نے ایک خالی نگاہ عفیفہ کی جانب اٹھائی جو نا جانے کن سوچوں میں الجھی بیٹھی تھی۔اگر ان کی بیٹی کو وہ شخص رسواں کر گیا تو یہ سوچ آتے ہی وہ تیز قدموں سے نعیم کی جانب بڑھی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نعیم کچھ پتہ چلا یا سر کا۔"

وہ پریشانی سے گویا ہوئی تو اس نے جھکے کندھوں سمیت نفی میں سر ہلایا تھا۔صفیہ کے ہاتھ لڑھک کر پہلو میں آ گرے۔انہوں نے روتے ہوئے ہاتھ لبوں پہ جما لیے۔

نہیں اٹھا رہا وہ فون وہ نمبر بھی بند جا رہا ہے۔اب کیا ہوگا میری بچی میں نے اپنے انہی ہاتھوں سے اسے جہنم کی جانب دھکیل دیا۔وہ چیختی رہی چلاتی رہی اور میں اس یاسر سے پیار اور ہمدردی میں اس قدر اندھا ہو گیا کہ اپنی سگی اولاد کو ہی فراموش کر دیا میں نے اپنی عفیفہ کو کھو دیا صفیہ۔میں نے آج اسے جیتے جی مردہ کر دیا۔اب یہ "لوگ اسے جینے نہیں دیں گے نا جانے کیسی کیسی باتیں کریں گے ترس کھائیں گے میری بیٹی رسواں ہو گئی۔

وہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرتے ہوئے بولے۔صفیہ نے روتے ہوئے انہیں تھاما تھا۔اطراف میں بیٹھے مہمانوں میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئی تھی۔صفیہ نے ایک چور نگاہ سب پہ دوڑائی تو وہ سب بے چین نگاہوں سے انہی کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"ارے نعیم کیا خبر ہے نکاح کے وقت کو بھی ایک گھنٹہ بیت گیا ہے ابھی تک دولہا ہی نہیں پہنچا۔"

یہ نعیم کی دور کی رشتہ دار تھی جو اتنی تاخیر پہ ٹھیک ٹھاک جھنجھلائی ہوئی تھی۔

"وہ بس کچھ دیر میں۔"

" کہی ٹریفک میں تو نہیں پھنس گیا بیچارہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایک عورت کی ہنستی ہوئی آواز صفیہ کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔ یہ تمام آوازیں کمرے میں موجود تمام نفوس کی سماعتوں میں کسی ذہر کی مانند اتر رہی تھی۔

"لگتا ہے اس غریب خانے میں شادی نہیں کرنی ہو گی اسے ویسے بھی عفیفہ سے خوبصورت تو اس کی بہنیں ہیں کیا معلوم ان میں سے کسی پہ دل آ گیا ہو تو وہ بھاگ نکلا ہو۔"

اس کی کزن اس بات کو مذاق میں اڑاتی دوسری لڑکی کے ساتھ تالی مارتے کھلکھلا کر ہنس دی۔ اس کے ہتک آمیز الفاظ جوں ہی عفیفہ کے کانوں میں پڑے تو وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گئی۔ سب اس کی زات پہ کیچڑ اچھال رہے تھے اور وہ بلکل خاموش بیٹھی تھی بلکل ساکت۔ اس میں اپنے قدموں میں کھڑے ہونے کی ہمت تک نہیں تھی۔

"ارے نہیں نہیں کیا معلوم لڑکی میں کوئی کھوٹ ہو۔ جامعہ تو جاتی ہے لڑکوں کے ساتھ بھی پڑھتی ہے اب ہمیں کیا پتا باپ نے بھی تو پڑھائی کے دوران ہی شادی کی ٹھان لی کیا معلوم بیٹی نے کوئی چاند چڑھا دیا ہو گا۔"

اس کے الفاظ سنتے نعیم کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے ان کی سماعتوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔ انہوں نے بے ساختہ اپنا سینہ مسلا تھا۔ اندر بیٹھی عفیفہ اپنے کردار کی دھجیاں اڑتے دیکھ بلکل ساکت تھی۔ ٹھیک ہی تو بول رہے تھے وہ لوگ اس کے باپ نے ہی تو قربان کیا تھا اسے۔ وہ کیونکر ان کی باتوں کو یوں ہی جانے دیتی۔ نوال اور منال باتیں سن مسلسل رو رہی تھی۔ عناب نے سختی سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا مگر وہ اس کے سینے سے لگنے کے بعد بھی ساکت و جامد تھی جیسے جینے کی امنگ ہی چھوڑ چکی ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

خدارا ایسی باتیں مت کریں ابھی یہاں آپ کی بیٹی بھی تو ہو سکتی تھی کسی کے کردار پہ یوں کیچڑ مت "
اچھالیں۔"

صفیہ ان سب کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے منت کرنے والے انداز میں بولی۔اگلے ہی لمحے فون بیل کی آواز پہ ان سب نے چونک کر نعیم کی جانب دیکھا جو موبائل میں ابھرتے نمبر کو دیکھ رہے تھے۔ان کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ دیکھ صفیہ کے وجود میں اطمینان اترتا چلا گیا۔ایک نئی امنگ نے ان کا ہاتھ تھاما تھا۔نعیم نے بمشکل مسکراتے فون کان سے لگایا تھا کیونکہ یہ اسی نمبر سے کال آئی تھی۔

"یاسر تو آیا نہیں۔"

وہ بھرائے لہجے میں گویا ہوئے کچھ دیر تو دوسری جانب خاموشی کا راج رہا مگر چند ساعتوں بعد مقابل کی آواز سن انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے پورے گھر کی عمارت ان کے سر پہ آ گری ہو۔فضا میں آکسیجن کی کمی سی محسوس ہوئی۔آنکھوں کے سامنے تاریکی چھا جانے کی بدولت وہ بری طرح لڑکھڑائے تھے معاً ایک جست میں ہی دو مضبوط بازوؤں نے عقب سے انہیں سہارہ دیا تھا جن کی آنکھیں کبھی بند تو کبھی کھل رہی تھی۔نعیم کو دیکھ صفیہ کو اپنی آتی جاتی سانس بھی رکتی ہوئی محسوس ہوئی جس کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑتا جا رہا تھا۔

****

"ہوش میں آیا یا نہیں وہ اب تک۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے اپنے زبردست قسم کی انگڑائی لیتے استفسار کیا۔ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے اس کی کمر اکڑ گئی تھی مگر اس کو ہوش ہی نہیں آرہا تھا۔ہادی اور ارتضیٰ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھی۔

"نہیں ابھی نہیں آیا نا جانے کونسی بھنگ پی کر سویا ہے منحوس انسان۔"

ہادی تلملاتے ہوئے بولا۔وہ مسلسل دو گھنٹوں سے اس کے ہوش میں آنے کے انتظار میں تھے۔

"ہم نے تو دوائی بھی ہلکے نشے والی رکھی تھی تو پھر اتنی دیر تک۔"

"یہ وہ نشہ نہیں ہے یہ ہمیں چکمہ دینے کا نشہ ہے جو اس خبیث انسان کے سر پہ سوار ہے اس کو میں لوریاں سناتا ہوں تاکہ اس کی جاگ کھل جائے۔"

وہ دانت پیستے ہوئے گویا ہوا۔

"کیا کرے گا تو۔"

ارتضیٰ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جو بھی کرنا ہے جلدی کرنا ہے کیونکہ نکاح ہونے میں بس دو گھنٹے مزید ہیں اور ابھی باقی ماندہ کام اس نے ہی سرانجام دینا ہے۔"

ہادی تنبیہی لہجے میں انہیں جتاتے ہوئے بولا۔فارس نے انہیں اپنی تقلید میں آنے کا اشارہ کرتے قدم اس کے کمرے کی جانب بڑھائے تھے جہاں انہیں باندھا ہوا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

کمرے کا ہینڈل گھماتے ہی سناٹے ذدہ ماحول میں دروازہ چڑ چڑانے کی آواز گونجی تھی۔وہ تینوں ایک دوسرے کو اشارہ کرتے اندر کی جانب بڑھے اور عین اس کی کرسی کے پاس آکر رکے جہاں اس کی گردن ایک جانب کو لڑھکی ہوئی تھی۔ان تینوں کی نگاہوں سے اس کی پلکوں کی جنبش مخفی نہیں رہی۔فارس کا بس نہیں چل رہا تھا اس کے منہ پہ چماٹ مار مار کر مزید سوجھا دے۔

"پیارے دوستوں میں کچھ سوچ رہا ہوں کہ ہم کیوں ایک بیچارے اور مظلوم انسان کو اپنی قید میں رکھ کر اس کا جینا حرام کر رہے ہیں۔شکل دیکھو اس کی کیسے ذردی مائل ہو رہی ہے۔میں نے تو سنا تھا کہ اپنے یہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی تو لاڈلی اولاد کے ساتھ یہ سب کچھ ہمیں اچھا نہیں لگتا اسی لیے میں اس معصومیت سے لبریز انسان کو آذاد کرنا چاہتا ہوں۔"

فارس اپنے لہجے میں دنیا جہاں کا درد سموئے ان دونوں سے مخاطب ہوا۔اس کی بات پہ وہ دونوں بھونچکارہ گئے۔

"یہ کس قسم کی بے ہودہ بکواس ہے فارس تو ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہے ہمارا اسے یہاں لانے کا جو مقصد ہے وہ پورا کیے بغیر ہم اسے یہاں سے جانے نہیں دے سکتے۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر گویا ہوا۔ارتضیٰ نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔ناجانے اس شخص کو بیٹھے بٹھائے ہمدردی کا بھوت کہاں سے چڑھ گیا تھا۔فارس نے دل ہی دل میں انہیں تہذیب یافیہ گالیوں سے

All Rights Reserved By Novels Lounge

نواز تے کٹیلی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا اور ایک نظر یاسر کی جانب دیکھا جس کی پلکوں میں ہلچل مزید تیز ہو گئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں اس کی بے وقوفی پہ ہنس دیا تھا۔

"ہم کیوں دوسروں کی پریشانی اپنے سر لیں۔ یہ جس کی پریشانی ہے اسی کی رہنے دو ویسے بھی دنیا میں تکلیفیں کم نہیں ہے ہمارے لیے۔ میں اسے آزاد کرنے لگا ہوں چاہے تم دونوں جو مرضی بولو۔"

وہ غصے سے تن فن کرتے یاسر کے نزدیک پہنچا اور اس پہ جھکتے اس کی رسیاں کھولنے لگ۔ ارتضیٰ اور ہادی نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو سارا بنا بنایا کھیل بگاڑ رہا تھا۔ خود پہ سایہ محسوس کر یاسر نے اپنی آنکھ کھولتے اس کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اپنے کام میں مگن تھا۔

"شکریہ بھائی میرے پہ رحم کھانے کیلیے۔"

یاسر موقع سے فائدہ اٹھاتے سرگوشی کرنے والے انداز میں گویا ہوا۔ فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھ اب مکمل طور پہ کھل چکی تھی۔

"کوئی بات نہیں میری جان۔ نشہ اتر گیا نا تیرا اب۔"

وہ اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے پچکارنے والے انداز میں گویا ہوا۔ یاسر نے دلکشی سے مسکراتے سرعت سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"پکا اتر گیا نا کوئی کمزوری وغیرہ تو نہیں محسوس ہو رہی۔ کہی تھکاوٹ اور ہلکا ہلکا سر تو نہیں گھوم رہا نا آل ویل نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا ہوا بولا۔یاسر نے عجیب سے انداز میں اس کی جانب دیکھا جو عجیب سا برتاؤ کر رہا تھا۔

"ہاں ہاں بھائی آل از ویل تو کھول نا اب۔"

وہ خود کو رسیوں سے آزاد کرانے کی کوششوں میں ہلکان ہوتے ہوئے ملتجیانہ لہجے میں گویا ہوا۔فارس نے اس کی بات پہ اسے ایسے دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

"ہادی ارتضیٰ اس کا نشہ اتر گیا ہے چلو اب اس کے ساتھ جو کرنا چاہو تم وہ کر سکتے ہو۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولا۔یاسر کے مسکراتے لب اس کی بات پہ سکڑ گئے۔اس نے گھبرا کر ان تینوں کی جانب دیکھا۔

تیرے ساتھ مسئلہ کیا ہے آخر بھائی۔کیوں میری جان کا دشمن بنا بیٹھا ہے اور یہ تو نے بہت گھٹیا حرکت کی ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ بری رسیوں کو جھٹکتے اپنی جگہ سے اٹھتا منہ پہ پڑنے والے چماٹ سے دوبارہ کرسی پہ جا گرا۔

یہ میرا انداز ہے میری جان تجھے کیا لگا مجھے ڈبل کراس کر کے تو زندہ بچ جائے گا نانا میرے کانے بھائی میں "اسی لمحے تجھے پینٹا کراس کر کے تیری اوقات یاد دلاؤں گا۔

وہ اس کے دونوں گالوں کو ذور سے کھینچتے ہنستے ہوئے مذاق اڑانے والے انداز میں بولا۔ان دونوں نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا جو اچھی بازی کھیل گیا تھا۔

"یہ موبائل پکڑ۔"

ہادی کی کڑکدار آواز پہ یاسر نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں میں نہیں پکڑوں گا تم لوگ پھر کوئی گیم کھیلو گے میرے ساتھ کل بھی تم لوگوں کے کہنے پہ میں نے نکاح کا انتظام کروایا ہے مگر اب میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔"

وہ بے بسی و بے کسی کی کیفیت میں سہمے ہوئے انداز میں گویا ہوا۔ان تینوں نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا۔

"بات پتہ کیا ہے ہم پیدا ہی گیم کھیلنے کیلیے ہوئے ہیں سُب کو اپنی انگلی پہ نچانا ہی تو میرا پسندیدہ مشغلہ ہے اور لوگ میرے اشاروں پہ ناچتے جائیں اس چیز کی مجھے عادت ہے اور یہ جو تینوں چیزیں ہیں نا میں چاہ کر بھی نہیں چھوڑ سکتا اب تجھے تو اسی کے ساتھ ہی گزارا کرنا پڑے گا۔"

وہ دلفریبی سے بولتے ذبردست قسم کا قہقہہ لگا اٹھا اور ذبردستی اس کے ہاتھ میں موبائل تھمایا تھا۔

"کال لاگ میں جا اور پہلا نمبر ڈائل کر۔"

ارتضیٰ اس کے سامنے کرسی کھسکا کر بیٹھتے تحکم بھرے لہجے میں بولا۔یاسر نے غیر ہوتی حالت سمیت موبائل کی جانب دیکھا۔اس کے ہاتھ تھر تھر کانپ رہے تھے۔اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ یہ لوگ عفیفہ کا جانتے

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہیں ورنہ ایسے ہی کوئی کسی کیلیے بھی جان کی بازی نہیں کھیلتا۔دل ہی دل میں عفیفہ سے نفرت کا احساس مزید بلند ہوا تھا۔

"وہاں سب میرا انتظار کر رہے ہیں میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں۔میں نہیں کروں گا۔"

وہ سختی سے نفی میں گردن ہلاتا ہوا بولا۔

"ارے پہلے سن تو لے کہ کہنا کیا ہے فون کر کے۔"

ہادی اس کے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے پیچھے کی جانب جھٹکا دیتے ہوئے بولا تو اس کے لبوں سے ایک کراہ بلند ہوئی۔

چل میں بتاتا ہوں تو نے فون کر کے یہ بولنا ہے کہ میں یہ نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ عفیفہ کو میں بلکل بھی پسند" نہیں کرتا تھا بس بدلہ لینے کی خاطر یہ سب کر رہا تھا مگر اب عین نکاح والے دن انکار کر کے میں یہ بدلہ پورا "کرتا ہوں۔

فارس دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے نہایت سکون سے بولا۔یاسر نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اتنی بڑی بات آرام سے کہہ گیا تھا۔اس نے حلق تر کرتے ان تینوں کی جانب دیکھا۔

"میں نہیں۔"

"بولتا ہے یا نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے قبل کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا فارس نے سرعت سے اس کے سر پہ پستول تانی تھی۔ یاسر کا دل اس کی حرکت پہ اچھل کر حلق میں آگیا۔ اس نے تھوک نگلتے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ ہادی نے کال لاگ میں جاتے عجلت میں نمبر ڈائل کیا اور موبائل سپیکر پہ ڈالتے اس کے نزدیک کیا تھا۔ بیل مسلسل جارہی تھی تقریباً دوسری بیل پہ ہی فون اٹھالیا گیا تھا۔ نعیم کی بات سنتے اس نے دانت کچکچائے تھے البتہ ان تینوں کو اس باپ پہ افسوس سا ہوا تھا جو بنا کسی جانچ پڑتال کے اپنی بیٹی کو اس حیوان کو سونپ رہا تھا۔ اب ان کی انکھیں کھولنے کا وقت تھا۔

یاسر نے خود میں ہمت متجمع کرتے فارس کی کہی ہوئی بات بلکل ویسے ہی من و عن ان کی سماعتوں میں ذہر کی مانند اتار دی تھی۔ ہادی نے ایک سیکنڈ سے بھی پہلے کال کاٹتے فون ارتضی کی جانب اچھالا تھا۔

"اب تو کھول دو مجھے۔ اب تو وہ سب کر لیا ہے میں نے جو تم لوگوں نے کہا تھا۔"

وہ مصالحتی لب و لہجے میں گویا ہوا۔

"کیا ہمارے چہروں پہ لکھا ہوا ہے کہ ہم پاگل ہیں۔"

ارتضیٰ نے ناسمجھی سے استفسار کیا۔ یاسر نے بمشکل مسکراتے نفی میں سر ہلایا مگر اگلے ہی لمحے اپنے منہ پہ پڑنے والے تھپڑ کی بدولت اس کے چودہ طبق روشن ہوگئے۔ اس نے روہانسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو کل سے اب تک کوئی سو تھپڑ تو اس کے منہ پہ مار چکے تھے۔

"تو پھر پاگلوں جیسی باتیں نا کیا کر۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے جھاڑ پلانے والے انداز میں بولتے کمرے کی تمام بتیاں بجھاتے باہر کی جانب بڑھے۔

"ارے یہ بتیاں تو جلادو اب کیا اس قبر نما کمرے میں ہی مارو گے۔"

وہ جتنی شدت سے چیخ سکتا تھا چلایا تھا۔

"بکواس بند رکھ بتیاں جلادو آیا بڑا بل کیا تیرا باپ دے گا۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے دروازہ ذور سے مارتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ باہر نکلتے ہی ان تینوں نے پریشانی سے اپنی پیشانی سہلائی تھی۔

ہوپ سو کہ وہاں سب ٹھیک ہوا گر کسی کو ذرا سی بھی بھنک ڈل گئی با کہ ہم تینوں نے یہ کیا کام کیا ہے تو بہت" "برا ہو جائے گا۔

ہادی اپنی داڑھی سہلاتے ہوئے تفکر بھرے لہجے میں بولا۔

"اچھا اچھا سوچو سب اچھا ہو گا اگر ہم نے کسی کے ساتھ برا نہیں کیا تو ہمارے ساتھ بھی برا نہیں ہو گا۔"

فارس کا اعتماد ابھی بھی پوری شان سے بحال تھا۔ ارتضیٰ نے پر شوق نگاہوں سے اس کے انگلی میں گھومتی پستول کو دیکھا تھا۔

ویسے تو نے تو آج کمال ہی کر دیا صحیح گنڈہ گردی دکھا کر آیا ہے۔ پستول ہی تان لی اس پہ۔ کیا تجھے تھامنے میں" "کوئی مشکل نہیں ہوئی۔

ارتضیٰ چمکتی نگاہوں سے اس کی پشتول کو نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے مزے سے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں بلکل بھی نہیں کیونکہ ایسی جعلی پستولیں تو میں ایک وقت میں دس دس تھام لوں۔"

وہ بھنویں اچکا کر مزے سے بولتے وہ اس کی جانب اچھال گیا جسے اس بے بروقت کیچ کیا تھا۔

درفٹے منہ مجھے لگا کہ اصل ہے مگر میں بھول گیا تھا کہ میرے سامنے تو ہے جس سے کسی اچھے کام کی امید "نہیں ہے مجھے۔

وہ دانت پیستے ہوئے اس کے شانے پہ مکہ مارتے ہوئے بولا۔

وہ کیا ہے نا میرے باپ کو مجھ پہ رتی برابر بھی بھروسہ نہیں ہے وہ مجھے اصل پستول میرے ہاتھوں میں "تھمانے کی بجائے شوٹ کرنا پسند کریں گے۔

وہ شانے اچکا کر بے نیازی سے بولتے ان سب کو زبردست قسم کا قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گیا۔

میرے خیال میں ہمیں باتوں باتوں میں وہاں کی صورتِحال کا ملاحظہ کرنا چاہیے رک میں بریزہ کو فون ملاتا ہوں۔ پھر ہی وہاں جانا مناسب ہے ورنہ نہیں۔

ہادی ایکدم کسی سوچ کے تحت بولتے بریزہ کو فون ملانے لگا۔ ان دونوں نے بھی پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جس کا پورا دھیان موبائل کی جانب تھا۔ تینوں کے دل تیزی سے دھڑک رہے تھے اور دل شدت سے دعا گو تھا کہ کچھ غلط نا ہوا ہو کیونکہ ابھی تو ان تینوں کو شادی کا کھانا بھی کھانا تھا۔

****

"انکل آپ ٹھیک ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ ان کا گال تھپتھپاتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی جن کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑتا جا رہا تھا۔ صدام نے انہیں سہارہ دیتے کمرے کی جانب قدم بڑھائے اور ایک نگاہ ان سب رشتے داروں پہ ڈالی جو ناجانے کس کس قسم کی بے ہودہ بکواس کر رہے تھے۔

ابا۔ اماں ابا کو کیا ہوا۔ آپی یہ دیکھیں نا ابا کو۔

منال روتے روتے چلاتے ہوئے بولی۔ سب کے ہاتھ گھبراہٹ میں سینے پہ پڑے تھے۔ پریسہ نے اسے بے ساختہ ساتھ لگاتے تسلی دی تھی۔ صفیہ ان کا ہاتھ تھامتے مسلسل سہلا رہی تھی۔ باہر سے آنے والی چیخ و پکار پہ آنکھیں میچیں بیٹھی عفیفہ تڑپ کر آنکھیں کھولتے ان سب کو دیکھنے پہ مجبور ہوئی تھی۔

"با۔ ابا یہ منال نوال رو کیوں رہی ہیں کیا ہوا ابا کو۔"

وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے سرسراتے لہجے میں بولی۔

"کچھ نہیں ہوا عفیفہ انہیں تم یہی بیٹھو یوں تمہارا ان سب لوگوں کے سامنے جانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ان کے منہ بند نہیں ہونگے اور پھر انکل کی طبیعت مزید بگڑے گی۔"

عناب نے اسے سنبھالنا چاہا مگر وہ لہو رنگ آنکھوں سے مسلسل مزاحمت کرتے خود کو ان کی گرفت سے آزاد کروا رہی تھی۔

"صدام جلدی سے تم ڈاکٹر کو کال ملاؤ۔"

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

عادل کی سنجیدہ آواز وہ اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے باہر نکل گیا اسی لمحے ساتھ والے کمرے سے بھاگنے والے انداز میں نکلتی عفیفہ کے قدم صدام کو اپنے مقابل دیکھ وہی تھمے تھے۔اس نے اپنی بھیگی خالی نگاہیں اٹھاتے ایک نظر اسے دیکھا اور سب کچھ فراموش کرتے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔صدام بھی دانت پہ دانت جماتے اس کی تیاری سے نظریں پھیرتا فون کان سے لگاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔لوگوں میں ایک نئے سرے سے چہ مگوئیاں شروع ہو چکی تھی۔

"ابا پلیز ایسے مت کریں سب کچھ تو اب تک اپنی مرضی سے کرتے آئے ہیں مگر اب تو کم از کم اپنی بیٹیوں کیلیے جی لیں میں سچ میں تجھ سے ناراض نہیں ہوں دیکھ میں بلکل ٹھیک ہوں۔تو پریشان مت ہو یہ لوگ تو باتیں کرتے ہیں میرے کردار پہ کر رہے ہیں نا میں برداشت کر لوں گی۔ویسے بھی کردار پہ جب بات آئے تو خاموشی سب سے بڑا ہتھیار ہے میری خاموشی ہی انہیں بے نام موت مارے گی ابا۔ان کے مطابق میرا کردار برا ہے نا تو برا ہی سہی ویسے بھی میری قسمت اس معاملے میں سیاہ ہی رہی ہے۔"

وہ ان کا ہاتھ سہلاتے تڑپ کر بولتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔صفیہ نے بے ساختہ اسے سینے میں بھینچا تھا۔

"میری بچی مم۔مجھے معاف کر دے پیسہ پیسہ اس چیز نے اتنا اندھا کر دیا تھا کہ اس چیز کو دیکھتے باقی ہر چیز کو فراموش کر بیٹھا تجھے اس جہنم کا باسی بنانے والا صرف میں ہی ہوں۔یہ میں نے کیا کر دیا صفیہ میں نے اپنی بیٹی کی زندگی برباد کر دی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ گہرے گہرے سانس بھرتے ہکلاتے لہجے میں بولتے آنکھیں موند گئے۔سب نے ویران نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جن کی آنکھوں سے تواتر آنسو بہ رہے تھے۔

عفیفہ خود کو سنبھالو میری جان کچھ نہیں ہو گا۔

پریسہ ایکدم اس کی جانب بڑھتے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولی۔

پری تم انہیں کہو نا میں تجھے کہتی تھی نا کہ میں ان سے ناراض ہوں مگر میں ان سے ناراض نہیں ہو سکتی کبھی "

"نہیں ہو سکتی بھلا ایک بیٹی باپ سے ناراض کیسے ہو سکتی ہے انہیں سمجھاؤ نا۔

وہ اذیت سے بولتے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔عادل نے ہولے سے اگے بڑھتے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔

دیکھ نعیم برا مت ماننا مگر تیری جو یہ چاند جیسی بیٹی ہے نا اسی نے ضرور کوئی چاند چڑھایا ہے تبھی تو آج دولہے " نے عین موقع پہ انکار کر دیا اور دولہا بھی وہ جو تیرے لیے بہت خاص تھا۔وہ اس کی تمام کرتوتوں سے واقف ہو گا نا اور ابھی تو اس لڑکے سے بھی تیری بیٹی کے نین مٹکے ہو رہے تھے۔لگتا ہے یہی ہے وہ کیا معلوم دوست "کا بھائی ہی تو ہے کوئی چکر و کر۔

بکواس بند کریں اپنی اور ابھی اسی وقت یہاں سے دفعہ ہو جائیں وہ لڑکی ہو کر اپنے کردار کی صفائی میں کچھ " "نہیں بول رہی مگر میرے کردار پہ بات کرنے سے قبل ایک ہزار بار سوچیے گا میں جان لے لوں گا آپکی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام جو فون کان سے لگائے کمرے میں آرہا تھا ان کی بیہودہ بکواس پہ بپھرتے دھاڑا اٹھا۔اس عورت نے دہل کر اس کی جانب دیکھا تھا جس کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑ رہا تھا جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔ نعیم نے دکھ سے عفیفہ کی جانب دیکھا جو ان سب باتوں کے بعد بھی گم صم سی بیٹھی تھی۔انہیں یقین نا آیا کہ وہ انہی کی بیٹی ہے جو اتنی سی اتنی بات پہ بپھر اٹھتی تھی۔

"ڈودام ڈاکٹر۔"

عادل کی بات پہ اس نے اپنے اشتعال پہ قابو پاتے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔وہ خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئے۔عفیفہ ایکدم کسی نتیجے پہ پہنچتی اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنا لہنگا دونوں ہاتھوں میں تھامتے سختی سے اپنے گالوں کو رگڑا تھا۔

"بول لیا آپ سب نے دل کی بھڑاس نکل گئی نا؟"

عفیفہ بھاری لہجے میں بولتی بھنویں اچکا گئی۔ان سب نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جس میں انہیں پرانی عفیفہ کا عکس دکھا تھا۔

"لو یہ دیکھو اس کی زبان۔"

"کبھی اپنی زبان کو ناپا ہے آپ نے آنٹی اگر ناپا ہے تو جانتی ہی ہونگی کہ کس قدر لمبی زبان ہے آپکی اور اگر نہیں کیا تو لازمی کیجیے گا جان جائیں گی کہ آپ کے قد سے لمبی آپ کی زبان ہے جو کسی کے بھی دل پہ نشتر چلانا بخوبی جانتی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ مقابل موجود عورتوں کو رنگ فق ہو گیا۔

ابھی اسی وقت اس گھر سے باہر نکلیں ورنہ دھکے دے کر نکالنا مجھے بہت اچھے سے آتا ہے پھر یہ مت کہیے گا"

"کہ عفیفہ بہت بدلحاظ ہے۔

وہ شہادت کی انگلی سے باہر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تنفر بھرے لہجے میں بولی۔ وہ تمام عورتیں دل ہی دل میں کڑھتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ ان سب کے جاتے ہی عفیفہ نے گہرا سانس بھرتے آنکھیں میچی تو آنسو لڑیوں کی صورت میں سرخ عارض پہ بہتے چلے گئے جسے وہ بے دردی سے رگڑتے ہچکیاں کہی اندر ہی دبا گئی تھی۔ وہ جوں ہی واپس مڑی سب کو دیکھتے نظریں چڑا گئی تھی مگر وہاں سے ہوتے اس کی نگاہ صدام کی سرخ ہوتی نگاہوں میں دیکھ کر جی جان سے ٹھٹھکی تھی جو اسے گھورنے کا بھرپور انداز مین فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ عفیفہ کو ایکدم خوف سا محسوس ہوا معاً وہ ایک بار پھر اسے اپنا وہم سمجھتے نعیم کی جانب بڑھی تھی جو ہنوز ساکت و جامد ہی بیٹھا تھا۔

میں آپ سب سے معذرت چاہتی ہوں کہ آپ سب کو زحمت ہوئی اور خاص طور پہ آپ سے صدام بھائی"

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یوں ہو جائے گا۔

وہ ان سب کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔ عادل نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ دکھ کی پرچھائیاں تھی۔

"بھائی صاحب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

معاً کمرے کی خاموش فضا میں نعیم کی نقاہت زدہ آواز گونجی تھی۔عادل نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جو اسے اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کر رہے تھے۔وہ جوں ہی ان کے نزدیک بیٹھے نعیم نے بغیر کسی تاخیر کے ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

"ابا میں معافی مانگ چکی ہوں آپ کو یوں ہاتھ جوڑنے۔"

"میری بیٹی کو اپنا لیجیے مجھ پہ میری بیٹی سے اب کون شادی کرے گا اسے کون اپنائے گا۔"

وہ روتے ہوئے بولے۔عفیفہ نے ان کی بات پہ بے یقینی کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا صدام نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا جو کس قدر آرام سے یہ بات کر گئے تھے۔

ابا مت کریں ایسا کیوں میری زندگی برباد کرنے پہ تلے ہوئے ہیں آپ۔آپ کی بیٹی یوں آباد قطعی نہیں ہو گی بلکہ برباد ہو جائے گی۔انکل آپ اٹھیں یہاں سے ان کی بات سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہ اپنے "حواسوں میں نہیں ہے۔

وہ عادل کو وہاں سے اٹھاتے ہوئے بولی۔پریسہ سمیت باقی سب نے بے یقینی کی کیفیت میں لبوں پہ ہاتھ جما لیے۔اس نے ایک نظر اپنے بھائی کی جانب دیکھا جس کا چہرہ سپید پڑ رہا تھا۔وہ ایکدم اگے کی جانب بڑھی۔

"انکل عفیفہ میں کوئی کمی نہیں ہے اسے لاکھ اچھے رشتے مل جائیں گے مگر یوں بھائی اچانک۔

اس کی بات پہ عافیہ نے نا سمجھی سے اس کے تاثرات جانچنے چاہے جو کل تک تو اس بات کے پیچھے پڑی ہوئی تھی مگر اب اس کے چہرے پہ بے چینی واضح تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پریسہ اب مجھے آپ کی آواز نا آئے یہ ہم بڑوں کی باتیں ہیں اور مجھے یوں مداخلت بلکل بھی پسند نہیں ہے۔"

وہ ناگواری سے جتانے والے لہجے میں بولے اور پر سوچ نگاہوں سے نعیم کی جانب دیکھا۔

میں اس رشتے پہ راضی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا بھی انکار نہیں کرے گا اور اپنے باپ کا مان کبھی "نہیں توڑے گا۔"

ان کی بات پہ اذیت سے زرد پڑتے چہرے سمیت عفیفہ اور صدام نے بیک وقت ان کی جانب دیکھا تھا۔

"مگر بابا۔"

صدام نے کچھ بولنا چاہا تھا مگر عادل کی آنکھ کے اشارے سے وہی خاموشی اختیار کر گیا۔اس نے بے بسی سے چہرہ جھکا لیا تھا۔

یہ آپ ٹھیک نہیں کر رہے کوئی ٹھیک نہیں کر رہا کٹھ پتلی نہیں ہوں میں کہ جس کا جب جی چاہا مجھے اپنے "اشاروں پہ نچوا لیا میں نہیں کروں گی یہ نکاح نہیں کروں گی۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں سر کے بالوں کو بھینچتے دبے دبے لہجے میں غرائی تھی۔مریم نے آگے بڑھتے اسے تھاما تھا۔عافیہ اور صفیہ تو ابھی تک بے یقین سی تھی۔عافیہ نے ایک نگاہ صدام پہ ڈالتے قدم عادل کی جانب بڑھائے۔

"عادل وہ ہمارا بیٹا ہے وہ کسی کو پسند۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیا میرے فیصلے سے بڑھ کر اس کی پسند ہے عافیہ۔ میں تم سے ایسی بے وقوفی کی توقع نہیں رکھتا ہم دونوں "ماں باپ ہے اپنی اولاد کا اچھا برا بخوبی جانتے ہیں اسی لیے اب کوئی حماقت نہیں۔"

وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے حتمی لہجے میں بولے۔ صدام نے زخمی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے ایک جھٹکے میں اس کے خوابوں کا تاج محل چکنا چور کر دیا تھا۔

"ابا ایک بار پلیز مت کرنا ایسا۔ کیا تجھے بھی سب کی طرح مجھ پہ بھروسہ نہیں ہے مجھے یہ نکاح نہیں وہ میرے بھائی ہیں ابا میں نے ہمیشہ پریسہ کی طرح انہیں بھائی ہی کہا ہے پلیز ابا میری عزت کو یوں پامال مت کر۔"

تجھے میری قسم عفیفہ۔ میری قسم۔ میری لاج رکھ لے۔

اس کی بات کے جواب میں نعیم خالی خالی لہجے میں بولتے اسے ساکت کر گئے۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ چہرے پہ اذیت بھرے تاثرات ابھرے تھے۔

"ب"بھابھی آپ جائیں نکاح کی تیاری کریں مولوی صاحب اتے ہی ہونگے۔"

عادل کی تحکم بھری آواز پہ وہ سب باری باری اس کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ اب کمرے میں صرف صدام نعیم اور عادل اور پریسہ موجود تھے۔ پریسہ بھیگی نگاہوں سے صدام کو دیکھتے اس کی جانب بڑھی۔

"بھائی آپ کچھ بولیں نا کہ آپ کو مل آپی کو پسند۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"خاموش رہو تم سب سمجھ گیا ہوں میں یہ سب تمہاری ہی چال تھی نا کہ یوں مجھے لے کر آنا پھر اپنی س دوست سے میرا نکاح پڑھوانا سب سمجھ گیا ہوں میں مگر میری ایک بات یاد رکھنا میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا پریسہ۔ تمہاری ہر خواہش کو میں نے سب سے اوپر رکھا اور تم نے مجھے بھی خالی کر دیا آج۔"

وہ نم لہجے میں بولتے اسے تڑپا گیا۔ وہ اس الزام پہ تڑپ کر رہ گئی۔

"بھائی میں ایسی گری ہوئی حرکت کبھی نہیں کر سکتی بھائی۔ ہاں میں نے اصرار کیا تھا مگر یہ سب غیر متوقع تھا میرا یقین کریں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں بندھی بے یقینی کی ہٹی بندھے دیکھ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی مگر وہ ایک تنفر بھری نگاہ اس پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس سے قبل کہ وہ لڑکھڑاتی عادل نے اسے تھاما تھا۔

"بابا۔ میں ایسی نہیں ہوں بھائی ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں۔ میں ان کی خوشیوں کی دشمن نہیں ہوں بابا۔ میں خونی نہیں ہوں۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔ عادل نے اسے سینے میں بھینچا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا وہ ابھی غصہ ہے جیسے ہی غصہ ٹھنڈا ہو گا سب ٹھیک ہو جائے گا جاؤ آپ اپنی مما کے پاس۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولے۔ پریسہ نے ایک بھیگی نگاہ ان پہ ڈالتے قدم دوسرے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ارے تم دونوں تو ایسے رو رہی ہو جیسے نا جانے کیا ہو گیا ہے سوچو تم اس کی بھابھی اور وہ تمہاری نند بننے جا رہی ہے ایک اور رشتہ قائم ہونے جا رہا ہے یہ تو زبردست ہے۔"

عناب چہکتے ہوئے بولی۔ بریزہ نے تو ہادی کے فون پہ اسے یہاں کی تمام صورتِحال سے آگاہ کر دیا تھا۔ مریم اس کے بالوں کو سنوارنے میں مصروف تھی۔ ایک وہ دونوں تھی جو نا جانے کن کن سوچوں میں غلطاں تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے انتظار کے بعد مولوی صاحب کی آمد کے ساتھ ہی وہ تینوں بھی نک سک سے تیار اندر داخل ہوئے تھے۔

"ارے صدام مسکرا لے زندگی میں ایک ہی بار شادی ہونی ہے تیرے بچوں کو تصویریں دکھا کر اب میں یہ نہیں کہوں گا کہ تیری زبردستی شادی ہوئی تھی ورنہ وہ پوچھیں گے کہ ابا جان پھر ہم کہاں سے آئے دنیا میں۔"

فارس اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے مسخرے پن سے گویا ہوا مگر جواب میں اسے ہنوز سرد تاثرات چہرے پہ سجائے دیکھ خجل سا ہو گیا۔

"ہمیں تو بس کھانے سے غرض ہے جلدی سے نکاح ہو جائے مجھے تو فرنی کھانی ہے۔"

ہادی دونوں ہاتھوں کو ملتے ہوئے مزے سے بولا۔ ارتضیٰ نے حیرت سے اس کا ندیدے پن کا ملاحظہ کیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ چہرے پہ گھونگھٹ ڈالے بیٹھی مولوی صاحب کے کلمات سن رہی تھی۔ نعیم پاس ہی براجمان تھا۔ اسے دیکھ کسی پتھر کی مورت کا گمان ہو رہا تھا۔ ان کے سوال پہ قبول ہے بولتے اس کا ضبط بری

All Rights Reserved By Novels Lounge

طرح ٹوٹا تھا۔ نعیم نے اس کے سر پہ اپنا کپکپاتا ہاتھ جمانا چاہا مگر وہ کھسک کر ان کی پہنچ سے دور ہو گئی تھی۔ آج وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنا وجود سب کچھ صدام آفندی کے نام کر چکی تھی۔ انہوں نے بے بسی سے اپنی کھلی ہوئے ہاتھ کو مٹھی میں بھینچ لیا تھا۔ یہاں سے ہوتے ہی مولوی عادل کی تقلید میں صدام کی جانب بڑھے تھے۔ نکاح کے کلمات دہرانے کے وقت وہ تینوں فالوقت خاموشی اختیار کر گئے تھے۔ جیسے جیسے نکاح اپنے اختتامی مراحل پہ پہنچ رہا تھا ان سب کی باچھیں کھلتی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں نکاح کی رسم مکمل ہوتے ہی وہ ناچاہتے ہوئے بھی عفیفہ نعیم کو اپنے نکاح میں لے چکا تھا۔ معاً اسی دوران موبائل پہ آنے والی کال پہ اس نے چونک کر موبائل کی سکرین پہ جگمگاتے نمبر کو دیکھا جہاں کومل کا نمبر جگمگا رہا تھا۔ اس نے بے بسی کے عالم میں موبائل کو مٹھی میں بھینچا تھا۔ اپنے اطراف کے ماحول سے اسے ایک نئے سرے سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔

"اوئے مبارک ہو جی نکاح کی مبارک ہو۔"

فارس اسے سینے میں بھینچتے ہوئے بولا۔ ہر جانب مبارکباد کی آوازیں گونج رہی تھی مگر اس کا وجود بلکل خالی تھا۔ پریسہ نے بے بسی سے چاروں اطراف میں نگاہیں گھمائی تھی۔ جو سب کچھ ہو رہا تھا وہ سب اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

"روٹی کھل گئی جے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی کی چہکتی ہوئی آواز پہ ان سب نے حیرت سے ان دونوں کی جانب دیکھا تو وہ خجالت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئے مگر کچھ ہی لمحوں بعد وہ صوفے پہ چڑھ کر سکون سے بیٹھے فرنی اور چاولوں پہ سالن ڈالتے بھرپور انداز میں اس سے انصاف کرنے میں مصروف تھے۔

"کھانا صدام تیری ہی شادی کی روٹی ہے کھل کر کھا۔"

وہ اس کی جانب فرنی سے بھرا ہوا چمچ کرتے ہوئے اصرار کرنے لگا۔ہادی ایک نظر انہیں دیکھ ایک بار پھر کھانے میں مصروف ہو چکا تھا۔

"بس کر فارس میں اب لحاظ نہیں کروں گا۔"

وہ کھردرے لہجے میں وارن کرنے والے انداز میں گویا ہوا۔ان تینوں نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا تھا جس کے چہرے کے تاثرات نہایت پتھریلے تھے۔اسی دوران اس کا فون ایک بار پھر بجا تھا۔اس سے قبل کہ وہ فون کاٹتا فارس نے سرعت سے اس کے ہاتھ سے فون جھپٹتے کان سے لگایا تھا۔

السلام وعلیکم کومل باجی سوری ٹو سے مگر جسے آپ فون ملا رہی ہیں وہ صاحبزادے صاحب فالوقت اپنے نکاح" میں مصروف ہیں اور ہم ان کی شادی کا کھانا کھانے میں۔اب تنگ مت کیجیے گا فلحال صبح تک ابھی رخصتی بھی تو ہونی ہے۔پھر دلہا دلہن آپس میں دکھ سکھ بھی تو کریں گے نا۔چلیں اب سکون سے سو جایئے اور اگر بے چینی سے واشروم لگ جائے تو دوائی کھا لیجیے گا کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ آپ صدمے سے مر جائیں اللہ حافظ پیاری باجی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولتے سہولت سے کال کاٹتے صدام کی جانب بڑھا گیا مگر اگلے ہی لمحے اپنے منہ پہ پڑنے والے تھپڑ پہ اس نے ناسمجھی سے گال پہ ہاتھ جماتے اس کی جانب دیکھا جو اس سے فون کھینچتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ چکا تھا۔پریسہ سمیت سب نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا جو اب اپنا گال سہلا رہا تھا۔

کیا ہو گیا ہے ایسے منہ پھاڑ کر کیوں دیکھ رہی ہو ایک تھپڑ ہی تو ہے کونسا اس نے مجھے جان سے مار دیا ہے اور" موٹیوں اٹھ کر کمرے میں جاؤ اور دیکھو عفیفہ کا لاوا کس پہ پھٹتا ہے۔ابے ہادی پلیٹ میں فرنی ڈال چماٹ سے "کھانا بھی ہضم ہو گیا ہے۔

وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔سب نے اسے دیکھ مسکراہٹ دبائی تھی۔

"یہ لے بوتل بھی لے مفت کا کھانا بلکل نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

ہادی زبردست قسم کی انگڑائی لیتے ہوئے اس کی جانب بوتل بڑھاتے ہوئے بولا جسے وہ بغیر کسی تردد کے تھام گیا تھا۔وہ سب ان کمینوں کو دیکھتے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اندر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

****

"میرے خیال میں اب ہمیں رخصتی کا فریضہ سرانجام دے دینا چاہیے۔"

وہ سب کھانے سے فراغت حاصل کرتے آپس میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے معاً عادل صاحب کی آواز نے ان سب کی باتوں کا تسلسل توڑا تھا۔تمام لڑکیاں کمرے میں تھی تبھی اس بات سے انجان تھی البتہ فارس

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی اور ارتضیٰ لاؤنج میں ان سب کے ساتھ ہی مصروف تھے۔ نعیم نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ سنجیدگی رقم تھی البتہ فارس نے صدام کو دیکھتے دانت نکوسے تھے۔اس نے زخمی نگاہوں سے عادل کی جانب دیکھا جنہوں نے ایک سیکنڈ میں اس کی دنیا بکھیر کر رکھ دی تھی۔

"بابا مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

وہ خود میں ہمت مجتمع کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بے خوفی سے انہیں مخاطب کیا تھا۔اس کی سرد و سپاٹ آواز پہ صفیہ کا دل نجانے کیوں ڈھیروں وسوسوں کی لپیٹ میں آیا تھا۔انہوں نے حلق تر کرتے ان کی جانب دیکھا جو اسے آنکھوں کے راستے تسلی دے رہے تھے۔عادل بھی بغیر کسی تردد کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے اپنی تقلید میں آنے کا اشارہ کرتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔صدام نے جبڑے بھینچتے قدم ان کے تعاقب میں بڑھائے تھے۔

"ہاں بولو کیا بات ہے۔"

ان کی شانِ بے نیازی عروج پہ تھی۔صدام نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

بابا ابھی بھی میں آپ کو بتاؤں کہ کیا بات ہے۔میرا ہنستا مسکراتا میری زندگی مجھ سے چھین کر آپ یہ سوال" مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ میں نے کبھی آپ کے کسی بھی فیصلے سے انکار نہیں کیا ہمیشہ سر "آنکھوں پہ رکھا ہے مگر آپ نے کسی بھی چیز کے بابت نہیں سوچا سب کچھ فراموش کر دیا بابا۔

وہ دبے دبے لہجے میں غرایا۔عادل نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جو ان پہ غصے سے آپا کھو رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں نے آپکو یہ حق نہیں دیا صدام کہ آپ مجھ سے اس طرز اور لہجے میں مخاطب ہو۔"

وہ جتانے والے انداز میں گویا ہوئے۔ صدام نے اپنی پیشانی مسلتے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"بابا آپ نے بہت غلط کر دیا ہے میں اب کومل کو کیا جواب دوں گا۔ میں صرف اس سے محبت کرتا ہوں میں اس میں دلچسپی رکھتا ہوں۔ مجھے اپنے ساتھ موو آ کرنے کیلیے ویسی بیوی چاہیے عفیفہ جیسی دبو سی نہیں۔ میرے بھی کچھ خواب تھے مگر آپ نے ہمیشہ مجھ پہ کسی اور کو ہی فوقیت دی ہے۔"

وہ تلخ لہجے میں بولا۔ ضبط کے باوجود آنکھوں میں نمی سی نمودار ہوئی تھی۔

"کیا کومل سے محبت آپ نے مجھ سے پوچھ کر کی تھی صدام آفندی۔"

ان کی کھردری آواز پہ صدام نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔ وہ ایک لمحے میں سیدھا ہوا تھا۔

"کیا مطلب بابا اب مجھے کسی کو پسند کرنا ہے تو آپ سے پوچھ کر کرنا ہو گا۔"

وہ کٹیلے لہجے میں بولا۔ ماتھے کی شریانیں پھٹنے کے قریب تھی۔ انہوں نے تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جانتے ہو جب اولاد اپنا اچھا برا فراموش کر دے نانا کے پلڑے میں چلتے تو ہمیشہ ماں باپ کو ہی آگے آنا چاہیے اور میں آیا ہوں کیونکہ جب تک میری حیات ہے میں اپنے بچوں کو کسی مشکل میں نہیں دیکھ سکتا میری جان۔ اسی لیے انسان کو چاہیے کہ اگر زندگی میں کوئی فیصلہ لے تو اس بابت مکمل جانچ پڑتال کرے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے شانے سے نادیدہ گرد جھاڑتے ذو معنی لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گئے۔صدام نے تعجب سے ان کی جانب دیکھا۔

"کونسی غلطی کیسی غلطی۔"

وہ چہرے پہ نا قابلِ فہم تاثرات سجائے گویا ہوا۔

"وقت سب کچھ سمجھا دے گا میری جان۔صبر کرو صبر کا پھل بہت میٹھا ہوتا ہے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولے۔اس نے عجیب سی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ ایک عزم تھا جیسے سچ میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔

"بابا میں عفیفہ کو کبھی قبول نہیں کروں گا کیونکہ مجھے یہ ذبردستی کا رشتہ قطعی طور پہ منظور نہیں ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے لہجے میں بولا۔عادل نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے اس کی انگلی نیچے کی تھی۔

"باپ ہوں تمہارا آئندہ یہ انگلی کبھی میرے سامنے نا اٹھے اور رہی بات اس ذبردستی کے بندھن کی تو میں نے تمہیں ایک باپ ہونے کی حیثیت سے اپنی بیٹی سونپی ہے۔وہ بس تمہارے نام سے جڑی ہے اور شاید لڑکی ہونے کی حیثیت سے تمہارا نام ہی اس کیلیے کافی ہو گا۔بس اسے اس رشتے کے زیرِ سایہ رکھو جب مجھے مناسب لگا کہ ہاں میری بیٹی کچھ بن گئی ہے تو میں کبھی بھی اسے اس بندھن سے آزاد کراتے کسی ایسے انسان کو سونپوں

All Rights Reserved By Novels Lounge

گا جو اس کی قدر کرنا جانتا ہوں کیونکہ ایسے ہیرے قدموں میں رلنے کیلیے نہیں بلکہ سر پہ تاج کی صورت میں لگانے کیلیے ہوتے ہیں۔"

وہ گہرے لہجے میں بولتے بہت کچھ اس پہ واضح کر گئے۔ صدام ان کی میری بیٹی میری بیٹی کی تکرار سے چڑتے مٹھیاں سختی سے بھینچ گیا۔ دل میں اس وجود کیلیے نفرت کا احساس مزید بڑھ گیا تھا۔

"اس کو فارغ کرتے ہی میں کومل سے شادی کروں گا۔"

اس نے دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت اسے باور کرایا۔ عادل جو کسی گہری سوچ میں غلطاں تھے چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئے اور بے نیازی سے شانے اچکا گئے۔

"یہ وقت بتائے گا میرے بیٹے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے اسے جلا کر راکھ کر گئے۔

"بابا آپ کو کیا لگ رہا ہے میں عام مردوں کی طرح اسے اپنی زوجیت میں لیتے اسے اس کے حقوق دے دوں گا نا اسی لیے آپ پر سکون ہیں مگر نہیں بابا اگر آپ اپنی ضد پوری کرنا جانتے ہیں تو مجھے کم مت سمجھیے گا میں بھی وہ سب کچھ کرنا جانتا ہوں جو مجھے پسند ہے۔ یہ اصل دنیا ہے یہاں یہ رشتے مرتے دم تک ایسے ہی بے جان رہ جاتے ہیں جو زبردستی باندھے گئے ہو آپ نے آج صرف اپنے بیٹے کی ہی نہیں بلکہ اس لڑکی کی بھی زندگی برباد کی ہے۔ وہ ایک جہنم سے نکلتے دوسری جہنم میں آچکی ہے۔ پریسہ کو بھی میں نے یہی باور کرایا تھا اور آپ کو بھی یہی باور کرا رہا ہوں کہ ضد میں میرا کوئی ثانی نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتے زہر خند لہجے میں بولتے ان کی سماعتوں میں سیسہ انڈیل رہا تھا۔ایک سیکنڈ کیلیے ان کے چہرے کا رنگ بدلا تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ خود پہ قابو پاتے چہرہ جھکاتے اس سے قبل کہ اندر کی جانب بڑھتے کچھ یاد آنے پہ پلٹے تھے۔

آج تو تم نے جو پریسہ کو کہا وہ میں تمہارا غصہ سمجھ کر فراموش کر گیا صدام کیونکہ میں نے کبھی تم میں اور اس" میں فرق نہیں کیا وہ بڑا یاد ھن ہے اس کی آنکھ میں مجھے ایک بھی آنسو برداشت نہیں ہے مگر تم اپنی حرکات سے اسے رلانے کا سبب بن رہے ہو۔اگلی بار ایسا کچھ ہوا تو میں حقیقت میں کچھ کر گزروں گا اور کروں گا بھی "کچھ ایسا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا۔

وہ برفیلے لہجے میں اسے باور کراتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔صدام نے بے بسی سے ہاتھ کی مٹھی بناتے دوسرے ہاتھ پہ ماری تھی۔

"ویسے میں کیا کہہ رہا تھا۔"

اس سے قبل کہ وہ انہی سوچوں کے یلغار میں بہتا چلا جاتا اپنے شانے پہ دباؤ محسوس کرتے اس نے چونک کر اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں فارس کھڑا اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"ہمارے باپ ہی ہمیں لگام ڈال سکتے ہیں۔"

وہ مزے سے بولتے اسے جلا کر راکھ کر گیا۔صدام نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک جھٹکے سے اس کا بازو اپنے شانے سے ہٹایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"صدام دیکھ آن آویری سیریس نوٹ میرے بھائی آخر اس میں مسئلہ کیا ہے۔ چلو مانتے ہیں تو کومل کو پسند کرتا تھا مگر اس کے ساتھ تیرا کوئی جائز رشتہ تو استوار نہیں تھا نا لیکن اب عفیفہ کے ساتھ ہے تو میرے خیال میں تجھے کومل سے زیادہ اب عفیفہ کو فوقیت دینی چاہیے۔ اتنی اچھی لڑکی مل گئی ہے بیٹھے بٹھائے کیوں ٹال رہا ہے۔"

وہ اب سنجیدگی سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولا مگر آنکھوں میں ابھی بھی ہلکی ہلکی شرارت جھلک رہی تھی۔ صدام نے اس کی بات پہ تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو کرلیتا نا اس سے شادی پھر اگر اتنی ہی اچھی تھی وہ تو۔"

وہ ذہر خند لہجے میں بولتے ان تینوں کو ساکت کر گیا۔ فارس نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جو اپنی بیوی کے متعلق ایسی بکواس کر رہا تھا۔ چاہے رشتہ زبردستی بندھا تھا مگر اس کا یوں اپنی بیوی کو کسی سے بھی جوڑنا بہت ناگوار گزرا تھا۔

"کھونٹے پہ لٹکنے کا تجھے شوق تھا مجھے نہیں۔ اب بات مزے والی ہے غور سے سن لٹکنا تو کومل کے ساتھ چاہتا تھا مگر گھر والوں نے لٹکا تجھے عفیفہ کے ساتھ دیا خواہش تو تیری پوری ہو گئی ہے مگر لڑکیوں کی ہیرا پھیری کی صورت میں۔ اب اتنا تو تو کومپرومائز کر ہی سکتا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مصنوعی ہمدردی کرنے والے انداز میں بولا۔ صدام دل ہی دل میں ضبط کا کڑا گھونٹ بھرتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ مسلسل کومل کا نمبر ٹرائے کر رہا تھا مگر وہ اشتعال کی بدولت فون بھی نہیں اٹھا رہی تھی۔ اس کا شدت سے جی چاہا کہ وہ کسی ٹرک کے نیچے آتے اپنی جان دے دے۔

****

اماں مت کریں ایسا مجھے میری ہی نگاہوں میں مت گرائیں آپ۔ نکاح کر لیا میں نے آپ لوگوں کے کہنے پہ" "اب رخصتی نہیں ہونے دوں گی میں۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے حلق کے بل دھاڑی تھی۔ سب نے دہل کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں سوائے نفرت کے کوئی اور تاثر نہیں تھا۔ پریسہ نے ہمت کرتے اس کی جانب بڑھنا چاہا مگر عفیفہ ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک گئی تھی۔

آگے مت آنا عفیفہ اب نہیں مزید کچھ بھی برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے کوئی بات سننے کی ہمت نہیں" "ہے مجھ میں۔

وہ التجائیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ عافیہ نے گہرا سانس بھرتے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے تاکہ باہر سب کو ان حالات سے باخبر کر سکیں۔ مریم نے اشتعال کے عالم میں اس کی جانب دیکھا اور اس کی بازو اپنے شکنجے میں لیتے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

"آنٹی آپ ذرا باہر جائیں اس سے تو ہم نپٹ لیتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ صفیہ مریل قدموں سمیت باہر کی جانب بڑھ گئی۔

ہاں اب بولو رخصتی نہیں نا کرنی تمہیں۔ یہی ابھی تمہارا نکاح اس یاسر سے ہوا ہوتا اس وقت بھی تو تم نے رونا لگایا ہونا تھا اب صدام بھائی سے ہو گئی ہے تو جب بھی تمہارا یہی رونا ہے۔ تم وجہ مت دیکھو کہ کس "بدولت تمہارا نکاح ہوا تم بس یہ دیکھو کہ تمہارا نکاح اس یاسر سے نہیں ہوا۔

مریم اس کے دونوں بازوؤں کو جکڑتے جھٹکا دیتے باور کرانے والے انداز میں بولی۔ عفیفہ نے ناگواری سے نگاہوں کا رخ بدل لیا۔

اچھا اب میں مظلومیت کا رونا روتے ان کے تلوے چاٹوں جنہوں نے مجھے اپنا نام دے دیا ہے۔ نہیں چاہیے" تھا مجھے ان کا نام میرے باپ نے اگر زبردستی کی تو ان کے باپ انکار کر سکتے تھے مگر نہیں یہاں سب کو اپنا "گریڈ بڑھانے کی پڑی ہوتی ہے۔

اس کی بدگمانیاں عروج پہ تھی۔ سب نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا البتہ پریسہ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی تھی۔ وہ تن فن کرتی اس کے سر پہ پہنچی اور ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

کسے گریڈ بڑھانے کا شوق ہے عفیفہ میرے باپ کو۔ آئندہ میرے بابا کے متعلق کوئی ایسی بات مت کرنا" کیونکہ میں ان کے خلاف ایک بات برداشت نہیں کرتی پھر مقابل چاہے میرا دوست ہی کیوں نا ہو۔ تم نے اس وقت انکل کی حالت دیکھی تھی وہ کیسے منت سماجت کر رہے تھے اس موقع پہ بابا مان گئے تو وہ برے ہیں "اگر نا مانتے تو اس وقت بھی انہوں نے برے ہی ہونا تھا سچ میں یہ دنیا احسان فراموش ہی ہوتی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تلخ لہجے میں بولی۔اس کے لہجے میں ایک کاٹ سی تھی سب کے وجود سنسنا اٹھے۔عفیفہ نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو اپنے دل کا غبار اس پہ نکال رہی تھی۔

"احسان فراموش وہ بھی میں پریسہ تم بتاؤ تمہارا نکاح اگر ایسے ہوا ہوتا۔"

وہ مرے مرے لہجے میں گویا ہوئی۔باقی سب خاموش تماشائی بنے کھڑے تھے۔

"بات یہ نہیں بات یہ ہے کہ تمہارا نکاح ہو چکا ہے۔"

وہ اسے جتانے والے لہجے میں بولتی دونوں ہاتھوں میں دکھتا سر گرا گئی۔ایک جانب صدام تو دوسری جانب عفیفہ اس کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔

پریسہ بلکل ٹھیک کہ رہی ہے عفیفہ تم اب بات کو طوالت بخش رہی ہو مزید کچھ نہیں کمزور مت پڑو پلیز" کیونکہ جتنا تم خود کو جتنا کمزور دکھاؤ گی اگلا انسان تمہیں مزید کمزور جتائے گا۔مضبوط رہو گی تو کسی کی مجال نہیں "کہ تمہیں توڑنے کا سوچ بھی سکے۔

بریزہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔عفیفہ نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔دل میں ابھی بھی صدام کے دیکھنے کا انداز کھٹک رہا تھا۔

"۔مگر جس کے ساتھ مجھے باندھا گیا ہے"

وہ خالی خالی لہجے میں بولتی اپنی انگلیاں آپس میں الجھاتے مسلنے لگی۔

"اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ صدمہ دونوں جانب سے لگا ہے وقت تمہیں بھی درکار ہے وقت انہیں بھی درکار ہے مگر میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا تم بیوی ہو اب ان کی غلام نہیں ہو خود کو ان کے قدموں میں کبھی مت گرانا عفیفہ جب تک وہ تمہاری جانب خود کوئی پیش قدمی نہیں کر لیتے۔"

عناب کی بات پہ سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔ان سب کی باتوں نے کافی حد تک اسے تقویت بخش دی تھی تبھی نم نگاہوں سمیت مسکرا دی تھی۔پریسہ نے آگے بڑھتے اسے سینے میں بھینچا تھا۔کچھ ہی دیر میں رخصتی کی تیاریاں ہوتے ہی سب باہر لاؤنج میں موجود تھے۔عفیفہ نے آنکھیں میچتے گہرا سانس بھرا اور خود پہ قابو پایا تھا۔اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ان حالات میں کمزور تو اب کبھی نہیں پڑے گی مگر اس دوران اس نے نعیم کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

"ابھی ناراض ہے وہ آپ سے مگر آپ پریشان مت ہو باپ بیٹی کی ناراضگی اتنی طوالت کا شکار نہیں ہو گی۔"

وہ نعیم کے شانے پہ ہاتھ جماتے متانت سے گویا ہوئے۔کچھ ہی دیر میں گاڑی وہاں سے نکلتے آفندی ہاؤس کی جانب روانہ ہوئی تھی۔اس کے چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔پریسہ نے ایک نگاہ صدام کے چہرے پہ ڈالی جس کی ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔چہرہ لہو چھلکا رہا تھا۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ناجانے صدام عفیفہ کو قبول بھی کرے گا یا نہیں۔آتے ہوئے گاڑی میں چار نفوس تھے مگر ناچاہتے ہوئے بھی واپسی پہ ایک انچاہے وجود کا اضافہ ہو گیا تھا جو صدام کیلیے شدید ناگوار تھا۔گاڑی میں اتنے افراد کی موجودگی کے باوجود بھی موت سا سناٹا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

****

"کیا صورتِحال ہے۔کچھ معلوم ہوا یا نہیں۔"

وہ اس وقت فرنشڈ فلیٹ پہ موجود تھا اور لاؤنج میں موجود صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا مقابل شخص سے محوِ گفتگو تھا جس کی پیشانی پہ ننھی منھی بوندیں نمودار ہو رہی تھی کیونکہ مقابل قہر برساتی نگاہوں سمیت اسی کی جانب متوجہ تھا۔اسے اس کی لہو رنگ نگاہوں سے خوف سا محسوس ہوا۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے بغور لیپ ٹاپ میں پلے کا بٹن دباتے سکرین پہ چلتے دوڑتے مناظر دیکھے تھے۔

"میں تم سے مخاطب ہوں نواب کچھ معلوم ہوا یا نہیں۔"

وہ میز پہ موجود شیشے کا گلدان زمین پہ مارتے اشتعال کے عالم میں دھاڑا اٹھا۔نواب نے کانپتے ہاتھوں سے اسے ضبط کرنے کا اشارہ کیا تھا۔

"سر میں دیکھ رہا ہوں اب آپ مجھے ایسے دیکھیں گے تو میں کیسے اپنا کام کر پاؤں گا۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے حلق تر کرتے ہوئے گویا ہوا۔شہرام خان نے اپنی پیشانی مسلتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔اس دوران اس کی دائیں ٹانگ مسلسل ہل رہی تھی جو کہ اس کی بے چینی کی گواہ تھی۔نواب نے پر سکون سانس فضا کے سپرد کرتے اس رات کی ہر ویڈیو کو پلے کیا تھا مگر ہر ویڈیو میں ناکامی ہی حاصل ہو رہی تھی۔معاً لاؤنج کی فضا میں فون کی چنگاڑھتی ہوئی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی تھی جہاں غیر شناسا نمبر

جگمگا رہا تھا۔اس نے ناگوار نگاہ موبائل کی سکرین پہ ڈالتے موبائل پٹخنے والے انداز میں میز پہ رکھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے اس تک پہنچا تھا جو پوری دلجمعی سے اپنے کام میں مصروف تھا۔

"لیپ ٹاپ دو۔"

اس کی سرد آواز پہ نواب نے ناسمجھی سے لیپ ٹاپ اس کی جانب بڑھایا تھا۔اب شہرام کی انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ پہ حرکت کر رہی تھی۔اب وہ ایک ایک ویڈیو کو دوبارہ پلے کرتے بغور ہر چیز کو دیکھ رہا تھا۔

کچھ سوچتے اس نے کسی کا فون نمبر ملایا تھا۔تقریباً دوسری بیل پہ مقابل کی جانب سے فون اٹھالیا گیا۔

مجھے ایک گھنٹے میں دالان کے پورے حصے کی مکمل سی سی ٹی وی فوٹیج چاہیے چوبیس گھنٹوں کی ایک منٹ بھی" "مس نہیں ہونا چاہیے اور اگر ایسا کچھ ہوا تو میں تمہیں جان سے مارنے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔

اس کے دھمکی آمیز لہجے پہ مقابل کی روح فنا ہوئی تھی۔

"جی جی سر میں پونے گھنٹے میں آپ تک پہنچتا ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔شہرام نے بنا کسی وقت کی تاخیر کیے کال کاٹی تھی اور دوبارہ اپنی توجہ لیپ ٹاپ کی جانب مبذول کرالی۔اس دوران اس نے ایک ہاتھ کی مٹھی بناتے لبوں پہ جمائی ہوئی تھی۔نواب نے چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی ایک ایک حرکت اس کے ضبط کی گواہ تھی۔وہ غور سے شام ساڑھے آٹھ بجے کی فوٹیج دیکھ رہا تھا معاً ایک سیکنڈ کیلیے اس کی آنکھیں آخری حد تک پھیلی تھی۔

"سٹاپ اٹ نواب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے ٹھنڈے ٹھار لہجے پہ نواب نے ویڈیو جوں ہی روکی شہرام کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی تھی۔

"مطلب وہ رسم سے اتنی دیر پہلے حویلی میں ہی موجود تھا۔"

اس کی سر سراتی ہوئی آواز پہ نواب نے ویڈیو کو زوم کرتے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔شہرام کی نگاہوں کے عین سامنے پرخہ کا ہنستا مسکراتا چہرہ آسمایا تھا۔اس نے باقاعدہ اپنا سینہ مسلنے کی کوشش کی تھی۔وہ اپنے سر کے بالوں کو پیچھے کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔گھٹن کا احساس بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔وہ لاؤنج میں جلے پیر کی بلی کی مانند ٹہل رہا تھا۔

"آخر حویلی میں آکر کون ایسی سنگین غلطی کرنے کی ہمت کر سکتا ہے۔"

نواب کی آواز پہ شہرام نے پتھریلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

جس نے بھی ہے دوبارہ اس کی یہ حرکت کرنے کی تو کیا سوچنے کی ہمت نہیں رہے گی کیونکہ میں دوبارہ ایسی" حرکت کرنے کا موقع ہی نہیں دوں گا۔جان سے جائے گا وہ جان سے۔اس کے ٹکرے ٹکرے کرتے کتوں "کو نا کھلائے تو میرا نام شہرام خان نہیں۔

وہ کھردرے لہجے میں اسے باور کراتے چادر درست کرتے اس سے قبل کہ باہر کی جانب بڑھتا اس کی موبائل کی بیل نے ایک بار پھر اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

"سر آپ کا موبائل۔"

نواب نے سرعت سے فون اس کی جانب بڑھایا جس نے بغیر کسی تردد کے اسے تھامتے کان سے لگایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کون بات کر رہا ہے۔"

اس نے بنا کسی تردد کے استفسار کیا۔

"نوفیل۔"

یک لفظی جواب سن کر اس کا چہرہ ایکدم ناجانے کس سوچ کے تحت تاریک ہوا تھا معاً اگلے ہی لمحے وہ گلہ کھنکھارتے سرد تاثرات چہرے پہ سجانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔دل ابھی بھی کسی انہونی کے خیال سے دھڑک رہا تھا۔

"کیوں فون کیا ہے تم نے مجھے۔"

اس کی سرد آواز پہ نوفیل نے ایک گہرا سانس بھرتے اپنی نگاہوں کے عین سامنے موجود کو دیکھتے آنکھیں میچی تھی کیونکہ اب جو بات وہ اس کی سماعتوں میں اتارنے والا تھا جانتا تھا کہ اس کے وجود میں وہ ذہر بن کر اترے گی مگر بتانا بھی ضروری تھا۔

"جواب دو نوفیل آفریدی فون کرنے کی وجہ۔"

اس کے ذہر خند لہجے پہ جو جواب اسے سننے کو ملا وہ اس کے وجود میں جان نکالنے کو کافی تھا۔اس نے بے ساختہ دیوار کا سہارہ لیتے خود کو گرنے سے بچایا تھا۔آنکھوں کے سامنے باقاعدہ اندھیرا سا چھایا تھا۔

"میرا بچہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ خالی خالی لہجے میں بولا۔اس کا سر کسی خیال کے تحت بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔وہ لڑکھڑاتے قدموں سمیت باہر کی جانب بھاگا۔نواب نے بھی اس کی بندوق تھامتے اس کی تقلید میں قدم بڑھائے تھے جس کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ سپید پڑتا جا رہا تھا۔

****

گاڑی جوں ہی آفندی ہاؤس کے پورچ میں رکی عفیفہ نے ایک سپاٹ نگاہ اس پوری عمارت پہ دوڑائی تھی جہاں آج تک وہ صرف پریسہ کی دوست کی حیثیت سے آتی تھی۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ زندگی اچانک یوں پلٹا کھالے گی اور سب کچھ ایسے بدل جائے گا۔پریسہ نے اس کا ہاتھ تھامتے باہر نکلنے کا اشارہ کیا تو وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی اور ڈھیلے ڈھالے قدموں سمیت باہر نکل آئی۔پریسہ کا یوں عفیفہ کا ہاتھ تھامنا صدام کے وجود میں مرچیں سی بھر گیا۔وہ ایک تنفر بھری نگاہ ان پہ ڈالتے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"کچھ نہیں ہوتا بھائی غصے میں ہیں کچھ دیر میں ان کا غصہ بیٹھ جائے گا۔"

وہ بمشکل مسکراتے لہجے میں بولتی اسے تسلی دینے لگی مگر اندر ہی اندر اس کا دل لرز رہا تھا۔

"عافیہ تم عفیفہ کو صدام کے کمرے میں چھوڑ آؤ۔"

وہ لوگ جوں ہی لاؤنج میں پہنچے عادل نے صوفے پہ جگہ سنبھالتے عفیفہ کو حکم صادر کیا۔ان کی بات پہ ان تینوں نے بیک وقت عادل کی جانب دیکھا جن کا چہرہ مکمل طور پہ سپاٹ تھا۔چہرے پہ ازلی سرد مہری چھائی ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مگر عادل۔"

اس سے پہلے کہ عافیہ کچھ بولتی عادل نے ہاتھ کے اشارے سے ہی انہیں ٹوک دیا تھا۔عفیفہ کے چہرے کا رنگ یکلخت بدلا۔ناجانے کیوں یہ دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے سے بیر بنا کر بیٹھ گئے تھے جو کچھ بھی سوچنے سمجھنے کو تیار نہیں تھے۔وہ بے بسی سے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی اور خاموشی سے اٹھتی عفیفہ کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تھا۔عفیفہ نے گھبرا کران کی جانب دیکھا۔آنے والے لمحات کا سوچتے اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔زینے چڑھتے ہوئے بھی اس کی سوچوں کا محور صرف صدام کی زات تھی جس کے عتاب کا نشانہ اسے ابھی بننا تھا۔

"بابا مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے بھائی کچھ غلط۔"

وہ میری اولاد ہے میں اسے جانتا ہوں وہ اپنے سے منسلک رشتوں کی قدر کرنا جانتا ہے وقتی غصہ ہے ذائل "ہو جائے گا میری جان۔"

وہ اس کا سر چومتے ہوئے محبت سے گویا ہوئے۔پریسہ ان کی تسلی پہ مسکرا بھی نا سکی کیونکہ اس کا دل شدت سے کچھ غلط ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔اس نے اپنی نگاہیں ریلنگ کے ساتھ ساتھ چلتی عفیفہ پہ جمادی جس کی چال کی لڑکھڑاہٹ صاف واضح تھی۔

عفیفہ میری بات سنو اگر وہ غصے میں کچھ بول بھی دے نا تو دل پہ لینے کی ضرورت نہیں ہے بیٹا یہ رشتے" جذبات میں آکر نہیں بنتے نا ہی جلد بازی میں طے پاتے ہیں مگر آپ اس بات کی اچھے سے گواہ ہو کہ یہ رشتہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیسے استوار ہوا ہے اب تھوڑی بہت تلخ کلامی ہر رشتے میں ہو جاتی ہے صبر کے ساتھ ہی شروع شروع میں

"گزارا کرنا پڑے گا آپکو۔

اس کے کمرے کے دروازے پہ عین باہر پہنچتے وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتی سمجھانے والے انداز میں

نرمی سموئے بولی۔ عفیفہ نے اس کے ہاتھوں پہ اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔

"آنٹی آپ تو جانتی ہیں نامیرا اس میں کوئی قصور۔"

میں جانتی ہوں کہ آپ کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے یہ فیصلہ مرد حضرات کا تھا جس پہ عمل پیرا ہونا بھی"

ضروری تھا مگر فالوقت صدام کی سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں مفلوج ہو چکی ہیں تو مجھے یقین ہے کہ وہ کچھ بھی

"بولنے سے گریز نہیں کرے گا تو سن لینا۔ لڑکی ذات کو یہ سب کرنا پڑتا ہے۔

وہ چہرہ جھکاتے دھیمے لہجے میں بولی۔ عفیفہ کی گرفت ان کے ہاتھوں میں دھیمی پڑی تھی۔اس نے الجھی ہوئی

نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

کیا مطلب آنٹی کہ وہ کچھ بھی کہیں میں ایک لڑکی ہونے کی حیثیت سے خاموشی سے سہ لوں۔ جو کریں سن"

لوہاتھ اٹھائیں توان کی مارے کھالوں میرے وجود پہ کاری ضربیں لگائیں مگر پھر بھی ضبط کرلوں کیونکہ میں

ایک لڑکی ہوں۔ آنٹی لڑکی ہوں کوئی کٹھ پتلی نہیں ہوں کہ سب کچھ برداشت کرتی جاؤں۔ حیرت تو مجھے اس

بات کی ہے کہ آپ خود ایک عورت ہو کر یہ بات کر رہی ہیں۔ لڑکی ہونا گناہ نہیں ہے مگر آج کل کے لوگوں

نے بنادیا ہے آنٹی۔ معذرت مگر یہ واقعہ ہم دونوں کیلیے غیر متوقع ہے صدمہ ہم دونوں کو ہے پریشان ہم

All Rights Reserved By Novels Lounge

دونوں ہیں تو پھر ایک کیوں ضبط کھوئیں میں بھی ڈنکے کی چوٹ پہ ان کا مقابلہ کروں گی اور اگر انہوں نے کچھ بھی غلط میرے پہ بات کی تو میں آپ کو گارنٹی نہیں دے سکتی کہ میں خاموش رہوں گی۔میں بولوں گی اور آخری سانس تک بولوں گی کیونکہ خود کو میں کسی ریگریٹ میں نہیں رکھ سکتی۔"

وہ سادہ سے لہجے میں بولتی انہیں چونکا گئی۔اس کے اس نرم لہجے میں بھی ایک کاٹ سی تھی جو عافیہ کو جھنجھوڑ کر رکھ گئی۔انہوں نے شرمندگی سے اس کی جانب دیکھا اور اسے لیتے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔عفیفہ نے طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی تھی۔بغیر شکنوں کی بیڈ شیٹ صاف ستھرا کمرہ ایک چیز بھی یہاں سے وہاں نہیں تھی اور نا ہی وہ کمرے میں موجود تھا البتہ واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی صاف ظاہر تھا کہ وہ فریش ہو رہا ہے۔

چلو تم بیٹھو میں پریسہ سے بولتی ہوں وہ فلحال کوئی اپنا ڈریس تمہیں دے دے تاکہ تم چینج کرلو باقی کل شاپنگ وغیرہ ہو جائے گی۔"

وہ مسکرا کر اس کا گال تھپتھپاتی ایک نظر واشروم کے بند دروازے کو دیکھتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ان کے جاتے ہی عفیفہ ڈھے جانے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھی تھی۔اس جوڑے میں اسے شدید قسم کی الجھن اور گھٹن کا احساس ہو رہا تھا مگر وہ چاہ کر بھی اس واشروم پہ اپنا حق جتاتے اندر نہیں جا سکتی تھی۔اس بابت سوچتے ایک بار پھر اپنے باپ کی حرکت پہ اس کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھری تھی۔کیا صرف اس کی موجودگی سے وہ مفلسی کے دور میں قدم رکھ چکے تھے کیا وہ ان کیلیے سر پہ بوجھ بن کر رہ گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تو کیوں رو رہی ہے عفیفہ۔رونا نہیں ہے بس اب مضبوط رہنا ہے ورنہ یہاں سے بھی ایسی ہی موت مارے جائے گی اور پھر تیرے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا۔"

وہ ڈوبتے دل سمیت دل ہی دل میں بولتی گہرا سانس بھرا اٹھی۔اسی لمحے واشروم کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے واشروم سے نکلتے صدام جو دیکھا تھا۔وہ جو تولیے سے اپنے نم بالوں کو رگڑتے آئینے کے سامنے بڑھ رہا تھا اسے سامنے دیکھ چونک گیا۔یکلخت اس کے چہرے پہ شدید اشتعال بھرے تاثرات ابھرے تھے۔وہ تولیے کو ایک جھٹکے سے بیڈ پہ پھینکتے جارحانہ انداز میں اس کی سمت بڑھا تھا۔عفیفہ نے حیرت سے اسے اپنی جانب آتے دیکھا جس کی ماتھے کی نسیں پھولی ہوئی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔"

وہ شدید اشتعال کے عالم میں دھاڑا اٹھا۔عفیفہ نے اپنے خشک پڑتے لبوں کو تر کرتے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھینچ لیا۔دل اس کے لہجے پہ کرچی کرچی ہو چکا تھا مگر اس معاملے میں وہ بولنے کا کوئی حق نہیں رکھتی تھی۔

"میں تم سے مخاطب ہوں کہ تم میرے کمرے میں کہاں کر رہی ہو کیا میں نے تمہیں حق دیا کہ تم منہ اٹھا کر اس کمرے میں بسیرا کرنے آجاؤ کیا ہماری محبت بھری شادی ہے یا اس نکاح سے قبل تم سے محبت کے وعدے وعید کیے تھے اپنی یہ شکل یہاں سے ایک سیکنڈ میں گم کرو ورنہ دھکے دے کر نکالنے سے بھی گریز نہیں

All Rights Reserved By Novels Lounge

کروں گا۔ تم میرے زندگی میں وہ انچاہا وجود ہو جسے زبردستی مجھ سے باندھتے مجھے جہنم کی جانب دھکیل دیا گیا ہے۔"

وہ لہو رنگ آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں میں گاڑھتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔ منہ سے لفظ نہیں گویا آگ نکل رہی تھی جو عفیفہ کے وجود کو بھسم کر گئی۔ اس نے سختی سے آنکھوں کو میچتے اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ خاموشی سے اس کے دائیں جانب سے نکلتی صدام نے اس کی کلائی کو جکڑتے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ لچکیلی ڈال کی مانند اس کی جانب کھینچی چلی آئی تھی۔ صدام نے ایک تمسخر بھری نگاہ اس کے سجے سنورے وجود پہ ڈالی تھی۔

"چچ چچ سجی کسی اور کیلیے تھی مگر نصیب میں کسی اور کے ہوئی افسوس ہو رہا ہے تمہاری قسمت میں جو ایک جہنم سے نکلتے خود کو دوسری جہنم میں دھکیل چکی ہے کیونکہ میرے ساتھ تمہاری زندگی جنت ہونے سے رہی۔"

وہ اس کی کلائی کو آخری حد تک مڑورتے سفاکی سے بولا۔ عفیفہ کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھری تھی۔ درد کی شدت سے اس کے لبوں سے کراہ نکلی تھی۔

"چھوڑیں مجھے۔"

وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی مگر مقابل کی گرفت اس کی کلائی پہ بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ عفیفہ کا اپنی کلائی کی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔ صدام کان لپیٹے اسے اپنے ساتھ کھینچتے باہر کی جانب بڑھا اس سے پہلے

All Rights Reserved By Novels Lounge

کہ وہ دروازہ کھولتے اسے باہر کی جانب دھکیلتا دروازے پہ ایستادہ پریسہ کو دیکھتے صدام تنفر سے سر جھٹک گیا البتہ عفیفہ کا چہرہ اس کے ہتک آمیز لہجے پہ سرخ پڑ گیا مگر اس کے ہاتھ میں موجود ہینگ ہوا سوٹ دیکھ اس نے بمشکل مسکرا کر اس کے ہاتھ سے سوٹ تھاما۔کلائی ابھی بھی صدام کی گرفت میں ہی مقید تھی۔

"بھائی وہ آپ۔"

"تم سے کسی نے بات کی پریسہ نہیں کی نا تو خاموش رہو اور مجھے مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ اس کی بات درمیان میں ہی اچکتے سرد لہجے میں بولا۔عفیفہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

ہاں جاؤ پری تم زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے میری جان سوٹ میں نے لے لیا ہے میں چینج کر لوں گی۔"

وہ محبت سے لبریز لہجے میں گویا ہوئی۔پری نے ایک نگاہ صدام کی گرفت میں لال ہوتی اس کی کلائی پہ ڈالی اور مریل قدموں سے آنکھوں میں آنسو لیے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس کے منظر سے غائب ہوتے ہی عفیفہ نے پر سکون انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

کلائی چھوڑیں میری اور آئندہ اپنی حدیں تجاوز کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب ناپسندیدہ وجود "زبردستی آپ کی زندگی میں شامل ہوتے ہیں نا ان پہ اپنا حق نہیں جتایا کرتے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کرتے دل جلانے والے لہجے میں بولتی اس کی کلائی سہلانے لگی جو اس جگہ سے جلتی محسوس ہو رہی تھی۔اس کے پر سکون لہجے پہ اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"مجھ سے اس اردو زبان میں اتنی شائستگی سے مخاطب ہونے کی ضرورت نہیں ہے سمجھی۔"

وہ اس کی ٹھوڑی کو جکڑتے سپاٹ لب و لہجے میں گویا ہوا۔عفیفہ اس کی بات پہ ہولے سے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی۔

کوئی مسئلہ نہیں ہے میں انگلش میں مخاطب ہو جاتی ہوں شاید وہی زبان آپ کی شایانِ شان ہے۔سو مسٹر" صدام آفندی ڈونٹ کراس یور لمٹس اگین بی کیئر فل فور دا نیکسٹ ٹائم۔اب تو یہ انگریزی زبان بولی ہے میں نے پکا آپ کے سٹینڈرڈ کے شایانِ شان ہو گی جسے کسی سے بھی متعارف کراتے ہوئے آپ کو شرمندگی "محسوس نہیں ہو گی رائٹ۔چلیں اب ہٹیں پیچھے مجھے چینج کرنا ہے۔

وہ ہولے سے مسکرا کر بولتی اس کے سامنے اپنا سوٹ لہرانے لگی جو ابھی ابھی پریسہ دے کر گئی تھی۔

صدام نے تنفر بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

تم جیسے لوئر کلاس سے تعلق رکھنے والے لوگ جتنی بھی انگریزی بول لیں ان کی شکل سب واضح کر دیتی ہے"

"عفیفہ بی بی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے زہر خند لہجے پہ یکلخت عفیفہ کے چہرے پہ تاریک سا سایہ لہرایا مگر اگلے ہی لمحے وہ خود پہ ضبط کر گئی تھی۔ عفیفہ نے نہایت سکون سے اسے انگلی کے اشارے سے پیچھے ہونے کا اشارہ کیا تھا۔

"تم ہوتی کون ہو مجھ پہ حکم چلانے والی۔"

یہ لڑکی اس کا ضبط آخری حد تک آزما رہی تھی تبھی میز پہ رکھا گلدان زمین پہ سے مارتے بے دردی سے اسے اپنی گرفت میں لیتے دھاڑا۔

آپکی بیوی ہوتی ہوں عفیفہ صدام آفندی ہوتی ہوں جس سے آپ چڑنے کا فریضہ سرانجام دے رہے "ہیں۔"

وہ دل ہی دل میں خون کے آنسو روتی بظاہر مسکراتے لہجے میں بولی۔ صدام نے کھردری نگاہوں سے اسے دیکھتے ایک جھٹکے سے اس کی پیشانی پہ موجود بندی کو بے دردی سے کھینچ کر اتارتے اسے اپنے حصار میں آزاد کیا تھا۔ عفیفہ کے وجود میں درد کی ایک لہر دوڑ گئی جس کی بدولت لبوں سے ایک سسکی نکلی تھی۔ کس قدر بے وقعت کر دیا تھا مقابل شخص نے اسے اس کچھ ہی وقت میں۔ وہ ایک نم نگاہ اس کی پشت پہ ڈالتے اپنا سوٹ تھامتے تیز قدموں سے واشروم کی جانب بڑھی تھی۔ صدام نے ہاتھ کا مکہ بناتے اسے دیوار پہ مارا تھا۔

"میں بول رہا ہوں اس کمرے سے نکلو۔"

وہ اپنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹتے جوں ہی واشروم سے باہر نکلی صدام تنک کر بولا۔ عفیفہ نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو مسلسل اپنے موقف پہ ڈٹا ہوا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیاہو گیاہے آپکوایک بات میں آپ پہ واضح کر دوں کہ میں یہاں سے بلکل نہیں نکلوں گی یہ محض آپ کی غلط فہمی ہے۔اب یہ کمرہ جتنا آپ کا ہے اتناہی میرا بھی ہے اس کمرے کی ہر ایک چیز پہ میرا بھی برابر کا حق ہے اور اپنی چیزوں پہ میں حق جتا بھی سکتی ہوں اٹس ناٹ آ بگ ڈیل۔سو پلیز فضول کے جھنجھٹ میں پڑنے سے بہتر ہے سکون سے سوجایئے ویسے بھی مجھے شدید قسم کی نیند آرہی ہے۔"

وہ مصنوعی جمائی لیتے بے نیازی سے بولتے بیڈ کے دائیں جانب جگہ سنبھال گئی معاً صدام کا موبائل رنگ ہونے کی آواز پہ ان دونوں کی توجہ اس جانب مبذول ہوئی تھی۔صدام نے چونک کر سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اپنا موبائل اٹھایا تو وہاں کومل کالنگ جگمگا رہا تھا۔چہرے پہ ایک چمک سی دوڑ گئی تھی جو عفیفہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔اس کے دل میں ناجانے کیوں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔اس سے قبل کہ وہ فون اٹھاتا دوسری جانب سے کال کٹ چکی تھی۔صدام نے اشتعال کے عالم میں اپنے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچا تھا۔

"تم اس بیڈ پہ قطعی نہیں سوؤں گی مجھے کسی کے ساتھ بھی بیڈ شئیر کرنے کی عادت نہیں ہے اٹھو اور اس صوفے پہ جا کر سو وہی تمہاری حیثیت ہے۔"

وہ سامنے رکھے ٹو سیٹر صوفے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔عفیفہ نے سکون سے اس صوفے کا جائزہ لیا اور ناگواری سے نفی میں سر ہلا دیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں وہ بہت چھوٹا ہے میں فٹ نہیں آؤں گی ہاں آپ سونا چاہے تو سو سکتے ہیں اور ہاں ایک اور بات میری حیثیت اب آپ سے منسلک ہے تو سوچ سمجھ کر مجھے میری حیثیت یاد دلائیے گا اپنے شوہر کی یوں انسلٹ نہیں برداشت ہو گی مجھ سے۔"

وہ مصنوعی افسردگی سے بولتے تکیے سیٹ کرنے لگی۔ صدام غصے سے جھنجھلا کر رہ گیا۔

"میں وہی ہوں جسے تم صدام بھائی صدام بھائی کہا کرتی تھی تمہیں دیکھ کر تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے مجھ سے ایسے رشتے میں بندھنا تمہاری کسی گھٹیا چال کی بدولت ہوا ہے۔"

وہ قہر برساتی نگاہوں سے اس کا سکون بھرا انداز دیکھ کٹیلے لہجے میں بولا۔ عفیفہ کے حرکت کرتے ہاتھ اس کی بات پہ تھمے تھے۔

"شادی سے پہلے تو سب ہی بھائی ہوتے ہیں نا اب اگر آل میرے شوہر کے عہدے پہ فائز ہو گئے ہیں تو میں بھائی مخاطب کر کے اپنے نکاح کو کیوں مکروہ کروں ہاں اگر کوئی دوسرا نام آپ کی شایانِ شان ہو تو بتا دیجیے گا مجھے مخاطب کرنے میں دقت پیش نہیں آئے گی۔"

وہ مسکرا کر بولتی اسے مکمل طور پہ زچ کرتی اپنی سائیڈ کا لیمپ آف کر گئی۔ صدام نے عجیب سے انداز میں اس کی جانب دیکھا جواب کروٹ بدل چکی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکی کا قتل کر دیتا جس نے ایک ہی دن میں اسے ناکوں چنے چبوانے کی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"تمہیں اپنی بیوی کہلانے کے لائق نہیں چھوڑوں گا میں ایسی چوٹ دوں گا تمہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پشت کو تکتے شاطرانہ انداز میں مسکراتے ایک بار پھر کومل کو فون ملانے لگا اور اپنا تکیہ لیتے صوفے پہ براجمان ہو گیا۔ عفیفہ نے جلتی نگاہوں سے اسے موبائل میں مصروف دیکھا تھا۔ ایک بے مول آنسو ٹوٹ کر اس کے گال پہ بہا تھا۔ کب تک اس کی ذہریلی باتیں برداشت کرے گی وہ کیا اس میں اتنی سکت تھی۔ ہاں اس میں بہت ہمت تھی جو اتنے زخم کھا کر بھی زندہ تھی تو یہ تو پھر اس کے اگے کچھ بھی نہیں تھا۔ اسے صوفے پہ سوتا دیکھ وہ لب بھینچ گئی تھی۔ کس قدر شدید نفرت کا دعویدار تھا وہ اس سے۔

جہاں جہاں تمہارا نقش ہو گا اس چیز کو میں دیکھنا بھی پسند نہیں کروں گا یہ بات اپنے ذہن میں بٹھالو۔ اس" "قدر نفرت ہے مجھے تم سے۔

سوتے سوتے بھی وہ اس پہ طنز کے تیر چلانے سے باز نہیں آیا تھا۔ عفیفہ نے ضبط سے آنکھیں میچتے تکیے کو مٹھی میں بھینچا تھا۔ وہ اب ہلکی آواز میں کسی سے فون پہ مصروف تھا اور وہ شاید نہیں یقیناً کومل ہی تھی۔ عفیفہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی۔ آنکھوں سے آنسو بہنے کو بے تاب تھے مگر اسے مضبوط رہنا تھا اب۔ انہی سوچوں کے دوران ناجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

****

رات کے سائے ہر جانب اپنے پر پھیلانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ہر جانب سناٹے کا راج تھا۔ دور کہی سے گاڑیوں کے شور کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔ وہ دبے قدموں سے جوں ہی گھر کا داخلی دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا پورے لاؤنج میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہ دل ہی دل میں شکر ادا کرتے اپنے بالوں

All Rights Reserved By Novels Lounge

کو سنوارتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔صد شکر تھا کہ وہاں کوئی موجود نہیں تھا ورنہ ان کے سوالوں کا جواب دینا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

"تم کہاں سے آرہے ہو اتنی رات کو۔"

اس سے قبل کہ وہ بے نیازی سے زینے چڑھتا اپنے عقب سے آنے والی پاٹ دار آواز پہ وہ جھنجھلا کر رہ گیا۔ایک اسی آواز کے آنے کا تو ڈر تھا اور ایسا کیسے ممکن تھا کہ اسے جس چیز کا ڈر نا ہو وہ ہو ہی نا۔اس نے مسکین سی صورت بناتے اپنے باپ کم جان کے دشمن کی جانب رخ پھیرا۔

"جی مجھ سے کچھ کہا کیا آپ نے۔"

وہ ریلنگ کے اطراف میں ٹانگیں لٹکا کر بیٹھتے بھنویں اچکاتے ہوئے مصنوعی معصومیت سے گویا ہوا۔اس کی فضول گوئی پہ نواز کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ایسا کیسے ممکن تھا کہ یہ لڑکا کوئی کام سیدھے طریقے سے کر لیتا یا جواب سیدھے طریقے سے دے دے۔

نہیں یہاں کیا تمہارے علاوہ کوئی زی روح موجود ہے جو اس قسم کے فضول سوال تم پوچھ رہے ہو یا میں نے "جنوں کو مخاطب کرنا شروع کر دیا ہے۔

وہ گرج کر بولے ساتھ ہی اس کی آستین کھینچتے اسے نیچے اترنے کا اشارہ کیا تھا مگر وہ کسمسا کر خود کو ان کی گرفت سے آذاد کر گیا۔

"آپ کا کوئی بھروسہ ہے کیا ڈیڈ ویسے بھی انسان اپنی نسل کے لوگوں کو زیادہ مخاطب کرتا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ آنکھیں مٹکا کر بولتے انہیں ساکت کر گیا۔وہ تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچے اور اسے کھینچ کر نیچے اتارا تھا جواباً وہ بری طرح اوندھے منہ زمین بوس ہوا۔

اسی لیے تو تمہیں مخاطب کرتا ہوں کیونکہ میری نسل میں تم جیسی اولاد لکھی ہے جو انسان نہیں حیوان زیادہ" ہے۔جو انسانوں سے کم جنوں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔"

وہ تند لہجے میں تنک کر گویا ہوئے۔

"ارے ارتضیٰ ہاؤ آر یو۔یار تم ابھی بھی ایسے ہی انکل سے مار کھاتے ہو۔"

اپنی دائیں جانب سے آنے والی مترنم کھلکھلاتی آواز پہ ارتضیٰ کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔اس نے ہونقوں کی طرح اپنے سر پہ کھڑی شیزا کو دیکھا تھا جو مسلسل اس کی درگت بنتے دیکھ ہنس رہی تھی یکلخت اس کے چہرے کے تاثرات آخری حد تک بگڑ گئے۔

"آ گئی منحوس ڈائن میرا خون چوسنے۔"

وہ کوفت سے بڑبڑانے والے انداز میں بولا۔ایک یہ لڑکی اسے جتنی زہر لگتی تھی اس کی ماں کی اس میں اتنی ہی جان بستی تھی۔اس کی سرگوشی پہ شیزا نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کچھ کہا کیا تم نے۔"

وہ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے گویا ہوئی۔ارتضیٰ ایک جست میں اپنے کپڑے جھاڑتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"(نہیں میری کیا مجال (جو تجھ جیسی سر درد کو کچھ کہوں"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے آخری بات دل ہی دل میں کڑھتے ہوئے بولا۔وہ بے نیازی سے شانے اچکا گئی تھی۔

"تمہارے ڈیڈ تم سے کچھ پوچھ رہے ہیں کیا بات ہے اتنی لیٹ کہاں سے آرہے ہو وقت دیکھا ہے تم نے۔"

نائمہ نے نواز کی جانب اشارہ کرتے اسے جتایا تو وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

وہ دراصل شادی کا کھانا کھانے گیا تھا میں اپنی شادی کا تو نصیب ہو نہیں رہا میں نے سوچا دوست کی شادی کا"

"کھانا ہی انجوائے کرلوں ویسے بھی دوست کی شادی ہو یا میری بات تو ایک ہی ہے نا۔

وہ مصنوعی شرما کر بولتے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا گیا۔ان سب نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

اپنے بیٹے کا خیال کریں نائمہ آپ کے بیٹے میں مردانہ کے بجائے زنانہ گٹس زور وشور سے آرہے ہیں لگتا ہے"

"لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کی کمپنی میں بیٹھنا شروع ہو گیا ہے۔

وہ ایک کاٹ دار نگاہ ارتضیٰ پہ ڈالتے ہوئے تمسخرانہ لہجے میں بولے۔ارتضیٰ کا حرکت کرتا ہاتھ وہی ساکت ہوا تھا۔اس نے ترچھی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

نائمہ اور شزا نے دونوں ہاتھ لبوں پہ جما لیے۔

"ارے ڈیڈ تالی مارے مارے ناتالی سوچیے مت۔"

وہ ان کے سامنے ہاتھ کرتا ہوا مزے سے بولا۔نواز نے ناچاہتے ہوئے بھی اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ جانتے ہیں فارس ہادی بھی مجھے کل یہی کہ رہے تھے پھر پتہ ہے میں نے انہیں کیا کہا۔"

وہ مزے سے بولتے بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"مجھے ہنسی نہیں آئی ارتضیٰ۔"

نواز کی سپاٹ آواز پہ اس کے مسکراتے لب سرعت سے سکڑے تھے۔اس نے سنجیدگی سے نواز کی جانب دیکھا جو خشمگین نگاہوں سے اسی کی جانب متوجہ تھے۔

"میں نے کہا کہ مجھے یہ عادت اپنے ڈیڈ سے وراثت میں ملی ہے۔"

وہ ذبردستی ان کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتا ہوا فلک شگاف قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ناچاہتے ہوئے بھی اس کی بات پہ ان دونوں کی بھی ہنسی چھوٹ گئی جو نواز کی گھورتی نگاہوں سے ہی تھمی تھی۔

"اففف ارتضیٰ یو آر سو فنی۔"

وہ بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہنستے ہوئے بولی۔ارتضیٰ نے ٹیرھے میڑھے منہ کرتے اس کی نقل اتاری تھی مگر اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ سرعت سے لبوں کو پھیلاتے ہنس دیا تھا۔

"(اینڈ یو آر فائر کریکر (جو ہر جگہ آگ لگانے پہنچ جاتی ہے۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے ہٹیلے لہجے میں بولا مگر لب ہنوز مسکرا رہے تھے۔

"خیر تم یہاں کیسے۔مطلب یوں اچانک۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اب کی بار وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں نواز سے معذرت کرتے شیزا کی جانب متوجہ ہوا جو بے نیازی سے شانے اچکا گئی تھی۔نائمہ نے نہارتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"اب یہ یہی رہے گی۔"

اپنے عقب سے آنے والی نواز کی سنجیدہ آواز پہ اس نے عجیب سے انداز میں ان کا چہرہ جانچا جہاں مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہاں سب اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں۔

"کیوں۔میرا مطلب ہے کہ وہاں خالہ اکیلی۔'

وہ اپنے دل کو بات کو لبوں پہ آنے سے قبل ہی روک گیا تھا مبادہ بات نا بگڑ جائے مگر اس کا خود کا موڈ بری طرح خراب ہو چکا تھا اس کے یہاں رہنے کی بات پہ ہی۔

"کیونکہ اس نے یہی کی جامعہ میں داخلہ لے لیا ہے اب یہ روز تمہارے ساتھ ہی جایا آیا کرے گی۔"

ان کی اگلی بات پہ ارتضیٰ کو اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے بے یقینی کی کیفیت میں ان سب کی جانب دیکھا اور بدک کر ہی ان سے فاصلہ قائم کر گیا۔

"کیا ہوا ارتضیٰ کوئی مسئلہ ہے کیا۔"

شزا کی سرسراتی ہوئی آواز پہ اس نے بلبلا کر اس کی جانب دیکھا جو ہمیشہ سے ہی کسی عذاب کی صورت میں اس پہ نازل ہوتی تھی۔

مسئلہ بہت چھوٹا لفظ ہے بہت بڑا مسئلہ ہے میں پوری جامعہ کا اس قدر شریف النفس انسان ایک لڑکی کو یوں "

"اپنے ساتھ بائیک پہ بٹھا کر جامعہ لے کر جاؤں نا ممکن یہ گناہ ہم سے نا ہو پائے گا اللہ ناراض ہو گا۔

وہ دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے توبہ کرنے والے انداز میں گویا ہوا۔ شزا نے روہانسی نگاہوں سے نائمہ کی جانب

دیکھا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے یہ بکواس کرنے کی ارتضیٰ تم سب سے اسے متعارف کروا دینا تھا کہ یہ کون ہے پھر "

"کوئہ بات نہیں بنائے گا۔

نائمہ اسے پیار سے پچکارنے والے انداز میں بولی تا کہ وہ کسی بھی صورت میں قائل ہو جائے۔ ایکدم ارتضیٰ

کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔ وہ ہاتھ پہ ہاتھ مارتے کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔

جی یہ بات بلکل ٹھیک کہا آپ نے میں بول دوں گا میری چھوٹی سی بھولی سی بہن ہے کیونکہ اگر میری ہونے "

والی بیوی کو معلوم پڑا نا کہ میں شادی سے قبل یوں لڑکیوں کو اپنی بائیکس پہ بٹھا کر گھوما ہوں تو اسے اچھا نہیں

"لگے گا اور جب اسے اچھا نہیں لگے گا تو مجھے بھی اچھا نہیں لگے گا۔

وہ مصنوعی معصومیت اپنے لہجے میں سمیٹے دل جلانے والے انداز میں بولا۔ اس کے ہتک آمیز لہجے پہ شزا کا چہرہ

لال انار ہو گیا۔ کیا اب اس کی بہن ہونے کا ہی رشتہ رہ گیا تھا۔

"تمہیں شادی کی اس قدر جلدی کیوں ہے آخر پہلے کچھ بن تو جاؤ پھر ان جھنجھٹ میں پڑنا۔"

نواز شہادت کی انگلی اٹھاتے باور کرانے والے انداز میں بولے۔

ڈیڈ شادی ہو گی تبھی تو بنوں گا نا بچوں کا باپ اور رہی بات جلدی کی تو مجھے شادی کی نہیں بلکہ آپ دونوں کو" دادا دادی بنانے کی جلدی ہے گھر میں بچے آئیں گے تو رونق آئے گی۔ رونق آئے گی تو خوشیاں آئیں گی آپ خوش ہونگے تو آپ کی عمر بڑھے گی اور جب آپ کی عمر بڑھے گی تو آپ میرے بچوں اور اپنی بیوی کی بچے کیلیے "مزید اچھا کما سکیں گے اور جب آپ کمائیں گے تو چار سوں بہاریں ہی بہاریں ہو گی۔

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولا جبکہ اس کی سوچوں پہ نواز عش عش کر اٹھے۔

"اس میں آپکا کام کیا ہے صاجزادے صاحب۔"

وہ طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"سب سے اہم کام ہی میرا ہے بچے پیدا ہونگے تبھی تو آپ ان کیلیے کام سر انجام دیں گے نا ڈیڈ آپ بھی نا۔"

وہ لبوں پہ مچلتی شرارتی مسکراہٹ کو لبوں میں دبا کر بولتے سرعت سے زینوں کی جانب بھاگ گیا مبادہ وہ اس کا قیمہ ہی نا بنا دیں۔

"تم مجھ سے بچو نہیں گے نہیں۔"

وہ گرجدار لہجے میں بولے تو ارتضیٰ آدھی سیڑھیوں پہ پہنچتے ان کے چڑنے پہ مزے سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"آئی لو یو ڈیڈ اینڈ گڈ نائٹ۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے انہیں فلائنگ کس سے نوازتے تیز تیز قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ نواز نے گہرا سانس بھرتے نائمہ کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ نے بھی کسی نمونے کو ہی جنم دیا ہے۔"

وہ اب اپنا غصہ ہمیشہ کی طرح انہی کے اتار رہے تھے۔ شزا بھی خاموشی سے وہاں سے کھسک گئی۔

"ہاں تو میں کیا کروں آپ کی ہی اولاد ہے۔"

وہ ان کی ہمیشہ والی تکرار سے چڑ کر بولتی سر جھٹک کر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ ان دونوں کی باتیں یاد کرتے نواز پیچ وتاب کھاتے رہ گئے۔ ان دونوں ماں بیٹے نے ہی ان کی جان عذاب میں ڈالی ہوئی تھی۔

****

ہسپتال میں قدم رکھتے ہی اس کے قدم من من بھاری ہو رہے تھے۔ چاروں اطراف میں چلتے پھرتے لوگ عجیب سی نگاہوں سے اسے یوں لڑکھڑاتے قدموں سمیت چلتا دیکھ رہے تھے جس کی نگاہیں بلکل خالی تھی۔ وہ بس متلاشی نگاہیں اطراف میں گھما رہا تھا۔

"خان پلیز حوصلہ کریں ارد گرد گزرتے لوگ نجانے کن نگاہوں سے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔"

نواب اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے سنبھالتے ہوئے ملتجیانہ لب ولہجے میں گویا ہوا۔ اس نے ویران نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور نا جانے کیا سوچ کر خود میں ہمت مجتمع کرتے گلہ کھنکھارا اٹھا۔ چہرہ ایک بار پھر بلکل سپاٹ ہو چکا تھا۔ کسی بھی قسم کے تاثر سے پاک۔

"یہ موبائل تھاموا اور اس میں سب سے اوپر والا نمبر ملا کر پوچھو کہ وہ کہاں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے سپاٹ لب و لہجے میں اس پہ حکم صادر کیا تو نواب نے اس کی بات پہ بنا کسی دیری کے فون ملایا تھا جو اگلے ہی لمحے اٹھا لیا گیا۔

"کہاں ہو شہرام خان۔"

"میں نواب بات کر رہا ہوں ام دونوں آپ کے بتائے گئے ہسپتال میں آ گئے ہیں آگے کہاں آنا ہے۔"

اس کے سوالیہ انداز پہ نوفیل نے مختصراً سے راہداری کا رستہ بتاتے فون رکھا تھا۔اس کا دل ہی آنے والے لمحات کا سوچتے لرز رہا تھا نا جانے شہرام اس سب کا سامنا کیسے کر پائے گا اور وہ برداشت کیسے کرے گا کیونکہ وہ یہ بات تو اچھے سے سمجھ گیا تھا کہ وہ اسی کی طرح اپنی بہن کو بہت چاہتا ہے۔کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد وہ دونوں اسے دور سے ہی آتے دکھائی دیے۔اس نے گہرا سانس بھرتے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔کچھ ہی دیر میں قدموں کی چاپ اپنے نزدیک محسوس کرتے اس نے جوں ہی رخ اس کی جانب پھیرا وہ سرد نگاہیں اسی پہ ٹکائے کھڑا تھا۔

"کہاں ہے میری پرخہ۔"

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔نوفیل نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی۔یہ بات بتانے کی شاید اس میں ہمت ہی نہیں تھی زبان ساتھ دینے سے ہی انکاری تھی۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہاں ہے میری پرخہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا کالر مٹھیوں میں جکڑتے اشتعال آمیز لہجے میں بولا۔ آس پاس کے گزرتے لوگ کھڑے ہوتے ان کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

"شہرام اماری بات سنو پر سکون رہو تم۔ یہ وقت جلد بازی اور غصے سے کام لینے کا نہیں ہے۔"

اس سے جتنی مرضی دشمنی سہی مگر اس کی آنکھوں میں پنہاں بے چینی تکلیف اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

پلیز مجھے بتاؤ میری پرخہ کہاں ہے تم نے کہا تھا کہ وہ یہی ہسپتال میں ہے تم نے اسے دیکھا ہے تو اب بتا کیوں "نہیں رہے دیکھو تمہاری بھی تو بہن ہے مہربانی کر کے اس معاملے میں دشمنی مت دکھاؤ۔

وہ اذیت سے بولتے اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ گیا۔ نوفیل نے آنکھیں میچتے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھاما تھا اور نواب کو وہی رکنے کا اشارہ کرتے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے آگے کی جانب بڑھ گیا۔ کچھ قدموں کی دوری پہ وہ جا کر ٹھہرا تھا۔ شہرام نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کی نگاہوں کے تعاقب میں اس نے جوں ہی نگاہیں گھمائی اسے پورے ہسپتال کی عمارت اپنے وجود پہ گرتی محسوس ہوئی تھی۔ قدم ساتھ دینے سے انکاری تھی۔ اس نے سرعت سے شیشے پہ ہاتھ رکھتے اندر کی جانب دیکھا جہاں اس کے منہ پہ آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا۔ پیشانی پہ پٹی چہرے پہ خراشیں ہاتھوں پہ ڈریس۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے خوفزدہ انداز میں نوفیل کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے چہرہ جھکائے کھڑا

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا۔شہرام نے بے ساختہ اپنے خیال کی نفی کی تھی۔وہ یہ بات تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔وہ بے یقینی کی کیفیت میں نوفیل کی جانب بڑھا۔

"کیا ہوا اس کے ساتھ۔یہ ایسی حالت میں کیوں ہے۔"

وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔اس کی آنکھوں میں خوف کی تحریر دیکھ نوفیل کے دل کو دھکا سا لگا۔

شہرام وہ تمہاری بہن کے ساتھ کسی نے ذبردستی کی ہے غلط حرکت کی ہے اسکے ساتھ کسی نے یہ یوں ہی ملی "

"ہے پولیس کو ان کا کہنا ہے کہ ریپ ہوا ہے تمہاری بہن کا۔

س کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ کھڑے کھڑے مر جائے گا اس کی سماعتوں میں سیسہ انڈیلا گیا تھا۔وہ حیران تھا کہ وہ یہ بات سن کر مرا کیوں نہیں۔وہ ڈھے جانے والے انداز میں زمین پہ گرتے دیوار سے پشت ٹکا گیا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔نہیں ایسا کیسے ممکن ہے مم۔میں نے تو اسے گرم ہواؤں سے بھی محفوظ رکھا ہے یہ "

"ایسے کیسے تم۔تم یہ بات اتنے یقین سے کیسے کہ سکتے ہو۔

وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑانے والے انداز میں گویا ہوا۔نوفیل نے بے ساختہ اسے سنبھالا تھا جس کی حالت ابتر ہوتی جا رہی تھی۔

دیکھو شہرام ام تو یہاں بس مورے کا چیک اپ کرانے آیا تھا مگر یہاں پہ غیر معمولی رش اور شور دیکھ ام کو "

ناجانے کیوں عجیب سا لگا تھا ام بس دیکھنے گیا تھا مگر وہاں پر خہ کو دیکھ معلوم پڑا کہ یہ تو تمہاری بہن ہے۔پولیس

All Rights Reserved By Novels Lounge

کے ذریعے اسے یہاں لایا گیا تھا۔ان سے معلومات لی ہیں تو ان کا کہنا ہے کہ ندی کنارے یہ انہیں یوں ہی نازیبا حالت میں ملی تھی۔اماری تم سے جو بھی دشمنی سہی مگر ہمارا وجود کانپ گیا ہے میرا رواں رواں تمہاری بہن کی زندگی کیلیے دعا گو ہے۔"

وہ بھاری لہجے میں بولا۔تکلیف کا احساس رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا جا رہا تھا۔شہرام نے آسمان کی جانب دیکھتے آنکھیں میچی تو یکے بعد دیگرے آنسو اس کی شیو کو بگھوتے چلے گئے۔

وہ بہت چھوٹی ہے اٹھارہ انیس سال کوئی عمر نہیں ہے اس کی کیوں اس کی زندگی برباد کر دی کسی نے۔اگر" میرے سے دشمنی تھی تو مجھ سے نکالتا مجھے جان سے مار دیتا لیکن اسے کم از کم زندگی بھر کا روگ تو نا دینا نا جانے کس قدر روئی ہو گی مجھے پکارا ہو گا مگر میں ایک اچھا بھائی نہیں بن پایا۔نہیں بن پایا نا خود کو بچا پایا تھا اور نا ہی اسے بچا پایا۔میں سچ میں بہت ناکارہ ہوں۔"

وہ تکلیف کی شدت سے بھیگے لہجے میں بولا۔نوفیل نے اذیت سے اس کی جانب دیکھا جس کی ایک دھاڑ ہی پوری حویلی کو ہلا کر رکھ دیتی تھی۔آج وہ اپنی بہن کے غم میں سب کچھ بھلائے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔اس کی آخری بات یاد کرتے نوفیل نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا مگر پھر اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گیا کیونکہ اس کے ساتھ بھلا کیا برا ہو سکتا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"دیکھو شہرام ام جانتا ہے کہ یہ سارا قصہ فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تمہاری بہن کسی قیمتی اثاثے کی مانند ہے تمہارے لیے مگر فلحال اسے تمہاری ضرورت ہے ابھی اس کے پاس جاؤ اس متعلق بعد میں تفصیل سے بات ہو گی کیونکہ جس نے بھی یہ حرکت کی ہے وہ کوئی کچا کھلاڑی نہیں ہے بلکہ بہت سوچ سمجھ کر یہ کام ہوا ہے۔"

وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے اسے مضبوط رہنے کا اشارہ کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور خود پہ اوڑھی شال درست کی تھی۔ شہرام نے بھیگی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور نمی کو بمشکل اندر اتارتے اثبات میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ زندگی نے نا جانے ابھی کتنے زخم دینے تھے اسے۔ وہ فقط سوچ کر رہ گیا۔ تکلیف اس قدر تھی کہ سانس بھی نہیں لی جا رہی تھی مگر ہمیشہ کی طرح اسے جینا تھا خود کو بھلا کر اپنوں کیلیے۔ ایک اسی کام میں تو وہ ماہر تھا ابھی بھی کمال تیزی سے دوبارہ اپنے خول میں سمٹ گیا تھا۔ نوفیل نے دل ہی دل میں اس کی ہمت کو داد دی تھی جواب چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا کیونکہ کٹھن مرحلہ تو اب سے شروع ہونا تھا۔ وہ بھلا کیسے سامنا کرے گا اس کا۔ کیسے نگاہیں ملا پائیں گا کیسا بھائی تھا وہ جو اس کی عزت کی حفاظت ہی نہیں کر پایا۔ وہ چیخی ہو گی چلائی ہو گی تڑپی ہو گی مگر وہاں اس کی سننے والا کوئی نہیں ہو گا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جس نے یہ سب کیا ہے اس کے وجود کو آگ لگاتے پرخہ کی نگاہوں کے سامنے اسے سزا دے۔ اسے بتائے کہ کسی کی عزت لوٹنے کی سزا یہ ہوا کرتی ہے۔ وہ ڈھیلے ڈھالے قدموں سے چلتی سٹول کھینچ کر وہی براجمان ہو گیا اور ہولے ہولے اس کا سر سہلانے لگا جو آنکھیں موندے شاید دوائیوں کے زیر اثر تھی۔ اس کے چہرے پہ نشان دیکھ شہرام کے وجود میں کسی نے چنگاریاں سی

All Rights Reserved By Novels Lounge

بھر دی تھی۔اس نے شعلہ اگلتی نگاہوں سے اس کے ماتھے پہ بندھی پٹی کو دیکھا تھا۔وہ ہنوز ویسے ہی بیٹھے یک ٹک اس کی بند آنکھوں کو تک رہا تھا کہ اسی دوران اس کی پلکوں کی چنبش ہوئی تھی۔شہرام سرعت سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"لالہ۔بابا جان۔لالہ پلیز بچائیں نا اپنی گڑیا کو۔لالہ۔"

وہ آنکھیں موندے مسلسل اذیت کے عالم میں بڑبڑا رہی تھی معاًایک جھٹکے سے اس کے لبوں سے چیخ کی صورت میں لالہ لفظ ادا ہوا تھا اور اس نے اپنی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھول دی تھی۔پیشانی پہ پسینے کی ننھی منھی پسینے کی بوندیں بھی نمودار ہوئی تھی۔

شہرام جو ساکت بیٹھا اس کے لبوں کی حرکت دیکھ رہا تھا جو مسلسل اسے پکار رہی تھی اس کے کانپنے پہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔پرخہ کی نگاہ ابھی اس کی جانب نہیں اٹھی تھی وہ چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

"پرخہ۔یہاں دیکھو لالہ یہاں ہیں۔"

وہ دھیمے لہجے میں شکستگی لیے بولا۔اپنے قریب کسی مرد کی آواز محسوس وہ بدک کر اپنی جگہ سے اٹھتی اس سے فاصلہ قائم کر گئی تھی۔شہرام نے چونک کر نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں بے تحاشہ خوف ناچ رہا تھا۔

"کک۔کون ہیں آپ۔جج۔جائیں یہاں سے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام کی آنکھوں میں اس کی بات سے کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔مطلب وہ اسے پہچاننے سے انکاری تھی۔

"پرخہ میں لالہ شہرام لالہ۔"

اس نے بولتے ساتھ ہی اسے تھامنا چاہا مگر وہ بیچ راہ میں ہی اسے روک گئی تھی۔

"نہیں پلیز میرے قریب نہیں آنا ورنہ میں لالہ کو بلالوں گی لالہ کو۔"

وہ سہمے ہوئے لہجے میں بولتی اسے شہرام کے نام کا ہی ڈراوا دے رہی تھی۔شہرام کا دل ریزہ ریزہ ہوا تھا۔وہ خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس کی حالت فالوقت ایسی نہیں تھی کہ وہ مزید کوئی بات چھیڑتا۔وہ بیڈ کی ٹیک سے لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔اس نے سختی سے نفی میں سر ہلاتے دونوں ہاتھوں سے کانوں کو ڈھانپا تھا۔

وہ ابھی صدمے میں ہے ذہن کچا تھا توان باتوں کو برداشت کرنا بے حد مشکل کام ہے۔دعا کرو کہ جلد از جلد" ٹھیک ہو جائے۔"

نوفیل نے نرمی سے اسے قائل کرنا چاہا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی آواز سن کر وہ کسی خوف میں مبتلا نا ہو۔شہرام کے چہرے پہ خطرناک حد تک پتھریلا پن امنڈ آیا۔

جس نے بھی پٹھانوں کی عزت پہ ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے نا اس نے خود ہی اپنی موت کو دعوت دی" ہے۔اس کی بوٹی بوٹی کر کے کتوں کو نا کھلائی تو میرا نام بھی شہرام خان نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چہرے پہ پتھریلا پن سجائے قہر برساتے لہجے میں دھاڑا۔ نوفیل نے اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے اسے پرخہ کیلیے پرسکون رہنے کی تلقین کی تھی۔

"انہیں ہوش آیا یا نہیں ہمیں باقی کی تفتیش پوری کرنی ہے مکمل جانچ پڑتال کر کے۔"

اسی دوران اپنے عقب سے آنے والی پولیس کی آواز پہ ان دونوں نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے انہی سے مخاطب تھے۔

"ابھی وہ اس حالت میں نہیں ہے کہ آپ کی بات کا کوئی جواب دے سکے۔"

شہرام کے سفید انکار پہ افسر نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور بے نیازی سے شانے اچکاتے اس کے بیڈ کے نزدیک قدم بڑھائے تھے۔

نہیں۔ مجھے بچاؤ کوئی ہے۔ نہیں پلیز مجھے جانے دو میرے قریب مت آنا۔ میں خود کو جان سے مار دوں گی"

"لالہ کہاں ہیں آپ لالہ میرے پیارے لالہ۔

وہ ان کو اپنے نزدیک آتا دیکھ تھر تھر کانپتے مسلسل چیخ چلا رہی تھی۔ شہرام جارحانہ انداز میں پولیس کی جانب بڑھا تھا اور بے دردی سے اس کے منہ پہ ایک مکہ جڑا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا۔

"دیکھو شہرام قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمہارے کو۔"

نوفیل نے اس کا مشتعل ہوتا چہرہ دیکھ اسے سنبھالنا چاہا مگر وہ گہرے گہرے سانس بھرتے زہریلی نگاہوں سے انہی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس قانون کو میں چٹکیوں میں اڑادو جسے ساری جانچ بڑتال ایسے مواقع پہ ہی یاد آتی ہے۔ تم سب کو اپنے" قدموں تلے روند ڈالوں گا اگر آئندہ میری بہن کے نزدیک دکھائی بھی دیے تو نہیں چاہیے تم جیسے خبیثوں کی "کوئی مدد نہیں کروانی ہمیں کوئی بھی تفتیش۔

وہ چبھتے لہجے میں بولتے غرایا۔

تم نے ایک افسر پہ ہاتھ اٹھا کر بہت بڑی غلطی ہے ہو گے تو اپنی حویلی کے سردار مگر ہم تمہیں بخشے گے نہیں" "اور جانچ پڑتال تو ہم کریں گے چاہے یہ لڑکی کچھ بھی کرے۔

وہ اسے جتانے والے انداز میں بولتے دوبارہ پرخہ کی جانب متوجہ ہوئے جس کا چہرہ خوف کے مارے لٹھے کی مانند سپید پڑ رہا تھا۔اس سے قبل کہ شہرام نواب کے ہاتھوں سے اپنی بندوق چھیتے اس کے سینے پہ تانتا نوفیل نے بروقت اسے پیچھے کرتے نوفیل کے حصار مں دیا تھا اور خود ایک جھٹکے سے اس کا کالر اپنی گرفت میں دیتے ایک جھٹکا دیا۔

فلحال وہ ایک بھائی ہونے کی حیثیت سے خاموش ہے تو اس کو خاموش ہی رہنے دو اگر وہ دھاڑنے پہ آیا تو اس" دھاڑ کی لپیٹ میں سب سے پہلے تم ہی آو گے کیونکہ شہرام خان کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ سمجھ آئی اماری بات۔ جب ایک بار بول دیا ہے کہ نہیں کروانی تفتیش تو نہیں کروانی مزید سوال جواب کا کوئی جواز نہیں ہے "اور اگر اب تم نے دوبارہ کوئی ایسی حرکت کرنے کی جرأت کی تو تم سے تمہارا یہ رتبہ بھی چھینا جائے گا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایک اچٹتی نگاہ اس پہ ڈالتے ناگواری سے اسے پیچھے کی جانب دھکیلتے سرد مہری سے گویا ہوا۔ وہ بمشکل گرتے گرتے بچا اور ایک کاٹ دار نگاہ ان دونوں پہ ڈالتے اپنی وردی کو درست کرتے تن فن کرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ شہرام نے تڑپ کر پرخہ کی جانب قدم بڑھائے جو صوفے پہ سمٹ کر بیٹھی کسی نادیدہ نقطے پہ نظریں جمائے اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔ وہ اسے سنبھالنا چاہتا تھا سینے میں بھینچنا چاہتا تھا مگر اس کی حالت کے پیشِ نظر وہ ایسا چاہ کر بھی نہیں کر سکتا تھا تبھی سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر گیا۔

"میں اب نکلتا ہوں مورے انتظار کر رہی ہیں باہر ڈاکٹر سے فارغ ہو گئی ہو نگی تم بھی گھر جاؤ کیونکہ جو ماحول گھر میں میسر آئے گا وہ یہاں نہیں آئے گا۔ یہاں یہ یہی ڈر ڈر کر اپنے حواس کھوتی رہے گی۔"

وہ اسے تنبیہہ کرتے ایک سرسری سی نگاہ اس چھوٹی سی لڑکی پہ ڈالتے اپنی مخصوص پر وقار چال چلتے باہر کی جانب بڑھ گیا اس کے برعکس گھر کی بازگشت مسلسل اس کی سماعتوں پہ ہتھوڑے برسا رہی تھی۔ وہ اسے گھر کیسے لے کر جائے گا کس منہ سے لے کر جائے گا اور ان سب کو یہ بتائے گا کہ ہماری پرخہ کو نا جانے کن حیوانوں نے نوچ ڈالا ہے۔ وہ خود کو اس وقت بے بسی کی انتہاؤں پہ محسوس کر رہا تھا۔ اس ک بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود کو ہی شوٹ کرتے جان سے مار ڈالتا۔

****

کھڑکی سے چھن سی پڑتی دھوپ کی بدولت اس نے ہولے سے کروٹ بدلتے دوبارہ سونا چاہا مگر ایکدم ہی ذہن میں جھماکہ ہوتے ہی اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی اور اطراف کا جائزہ لیا تو کمرے میں کسی ذی روح

All Rights Reserved By Novels Lounge

کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ وہ اپنے دکھتے سر کو دباتے بیڈ پہ اٹھ کر بیٹھی اور بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی معاً اس کی نگاہ دیوار پہ لگی گھڑی کی جانب اٹھی جو صبح کے آٹھ بجا رہی تھی۔ وہ گہرا سانس بھر کر چپل پیروں میں اڑسنے کی کوشش کرنے لگی مگر چپل ہوتی تو وہ پہنتی نا۔ گزری تلخ رات پوری ذور و شور سے اس کے ذہن میں دریچوں میں گھومی تھی۔ صدام کا رویہ یاد کرتے وہ لب بھینچ گئی۔

"شکر ہے یونی جانے میں ابھی وقت ہے پریسہ بھی نیچے ہی ہو گی میں بھی یونی ہی چلی جاتی ہوں۔"

وہ کسی سوچ کے تحت بولتی عجلت میں واشروم کی جانب بڑھی اور چہرے پہ پانی کے دو تین چھپاکے مارتی تولیے سے چہرہ صاف کرتی باہر آتے آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتے اسے ایک عجیب سے احساس نے آن گھیرا تھا۔ سلوٹ ذدہ کپڑے پہن کر وہ یونی کیسے جا سکتی تھی۔ وہ ہولے ہولے اپنے کپڑوں پہ ہاتھ پھیرتے استری کی تلاش میں نگاہیں گھمانے لگی مگر یہ اس کا گھر ہوتا تو ملتی نا۔ اس سے پہلے کہ سر پہ ڈوپٹہ درست کرتے باہر کی جانب بڑھتی کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس نے دروازہ جوں ہی کھولا ملازمہ دو تین ہینگ ہوئے لباس لیے کھڑی تھی۔ اس نے مسکرا کر وہ سب عفیفہ کی جانب بڑھایا تھا۔

"بہت شکریہ۔"

وہ نرمی سے بولتے اس کے ہاتھوں سے وہ کپڑے لیتے دروازہ بند کر گئی۔ دل ہی دل میں وہ تشکر بھرا سانس خارج کرتے ایک پیلے اور ہلکے نیلے رنگ کا لباس لیتے واشروم کی جانب بڑھی تھی۔ تقریباً دس منٹ میں ہی اس نے سادگی میں ہی اپنی تیاری پہ نظر ثانی کی اور بھاگنے والے انداز میں کمرے سے باہر نکلی تھی۔ یوں نیچے

All Rights Reserved By Novels Lounge

تنہا جاتے ہوئے دل الگ دھڑک رہا تھا۔وہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے جوں ہی ڈائننگ کے نزدیک پہنچی صدام کو وہی بیٹھا دیکھ دم سادھ گئی۔اسے تھا کہ وہ شاید جا چکا ہو گا اور وہ خود بھی اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"ارے آجائے میرا بیٹا۔"

عادل کی محبت بھری آواز پہ اس کی ہمت بندھی تھی۔پرہسہ نے بھی ان کی آواز کے تعاقب میں اس جانب دیکھا تو عفیفہ کو دیکھ کر مسکرا دی۔صدام نے ناگواری سے سر جھٹکا تھا۔عافیہ نے اسے مسکراتے ہوئے اسے صدام کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا تو اس کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا تھا معاًوہ ان کی بات کس صورت میں ٹال سکتی تھی تبھی کرسی کھینچ کر وہی بیٹھ گئی۔اپنے بیٹھتے ساتھ ہی اس نے صدام کا کرسی کھسکانا شدت سے محسوس کیا تھا۔اپنی ناقدری پہ اس کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔

"ارے ایسے کیوں بیٹھ گئی ڈالو نا کچھ۔"

عادل کی آواز پہ عفیفہ نے بمشکل مسکراتے اپنے پلیٹ میں ایک بریڈ کا سلائس رکھا تھا۔

"بابا وہ دراصل پریشان ہو گئی ہے کیونکہ ایسا کھانا کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہو گا نا۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولتے اس کی ذات کے پرخچے اڑا گیا تھا۔عفیفہ نے اپنا ہاتھ سرعت سے کھینچا تھا۔

عادل نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"وہ تو چھوٹے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے مگر تم چھوٹی سوچ کے مالک ہو صدام جو یوں محفل میں بیٹھ کر اپنی عورت کی ذات کو نشانہ بنا رہے ہو۔"

عادل اس کی بکواس پہ بنا کوئی لحاظ کیے غرائے تھے۔ان سے اسکی بات بلکل بھی برداشت نہیں ہوئی تھی۔

"اور عفیفہ بیٹا آج سے آپ اس گھر میں اس کی بیوی بعد میں میری بیٹی پہلے ہو اسی لیے جو کرنا ہے ڈنکے کی چوٹ پہ کرو جو کھانا ہے کھل کر کھاؤ جیسے کھانا ہے کھاؤ کسی نے روک ٹوک کی اگر تو میں جانتا ہوں کہ اسے لگامیں کیسے ڈالنی ہے۔ڈالو آپ کسی سے ڈرنے کی ضرورت قطعی نہیں ہے۔"

وہ کمال بے نیازی سے اسے نظرانداز کرتے عفیفہ کے سر پہ ہاتھ جماتے ہوئے محبت سے لبریز لہجے میں بولتے اس کی آنکھیں نم کر گئے۔پریسہ نے محبت سے ان کی جانب دیکھا تھا جو ہمیشہ سے ہی اپنی باتوں اپنے کاموں کی بدولت اس کا آئیڈیل رہے تھے۔عفیفہ نے ان کے نرم لہجے پہ صدام کی تمام تلخ باتوں کو پسِ پشت ڈالتے بریڈ پہ جام لگایا اور پوری دلجمعی سے کھانے میں مصروف ہو گئی۔اس دوران صدام کی شعلہ اگلتی نگاہیں گاہے بگاہے سب کی جانب اٹھ رہی تھی۔

"مام۔"

اس نے ضبط سے عافیہ بیگم کو پکارا جنہوں نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کی نگاہوں کا مفہوم سمجھتے وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

سوری صدام اب تمہاری بیوی آچکی ہے اسی لیے اب اسی سے مدد لو میں اپنی بیٹی اور شوہر کو ہی سنبھال لوں" وہی بہت ہے۔ کم از کم میرا اکم تو بٹے۔ چلو عفیفہ اٹھو اور صدام کو ناشتہ سرو کرو اور سرو کیا کرو دونوں ایک ساتھ کھاؤ بھی۔"

وہ ڈپٹنے والے انداز میں بولتی عفیفہ کو تاکید کرتے ہوئے بولی۔ عادل نے ان کی بات کاٹنی چاہی تھی مگر عافیہ کی تنبیہی نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ جبڑے بھینچ گئی۔ پریسہ اس دوران خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔ اس سے قبل کہ عفیفہ ان کی بات کا مان رکھتے اپنی جگہ سے اٹھتی صدام نے ہاتھ کے اشارے سے ہی اسے ٹوک دیا تھا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اپنی پلیٹ تک ہی محدود رہو میں کسی کے ساتھ بھی اپنی پلیٹ شئیر کرنا پسند نہیں" کرتا۔"

وہ برفیلے لہجے میں بولتے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑا گیا۔ وہ سر جھٹک کر شانے اچکاتی دوبارہ کرسی پہ براجمان ہو گئی۔

آنٹی وہ بول رہے ہیں کہ یوں ناشتے کے دوران کھڑا ہونا اچھی بات نہیں ہے میں خود ہی ڈال لوں گا ویسے" بھی میں کونسا ممی ڈیڈی بچہ ہوں میں اپنا ہر کام خود کرنے کا عادی ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت سفید جھوٹ عافیہ سے بولتے دوبارہ اپنی پلیٹ میں جھک گئی۔صدام نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جو کس قدر چالاکی سے بات پلٹ گئی تھی حالانکہ اس کو ہمیشہ سے عافیہ سرو کر کے دیتی تھی۔

"ارے واہ میرا بچہ شادی کے بعد کافی سمجھدار ہو گیا ہے دیکھ رہے ہیں عادل ایک ہی رات میں کبھی ایک چھوٹے سے چھوٹے کام کیلیے بھی میرے پاس آتا تھا مگر اب چلو دیر آئے درست آئے اب کم از کم صدام تو اپنا کام خود نپٹائے گا۔"

وہ تشکرانہ لہجے میں بولتی اس کے صدقے واری چلی گئی۔پریسہ نے عفیفہ کی شرارت پہ مسکراتے ہوئے اسے آنکھیں دکھائی تھی جوابًا وہ بھی مزے سے اسے دیکھتے بائیں آنکھ دبا گئی۔ان دونوں نے بہت مشکل سے اپنا قہقہہ ضبط کیا ہوا تھا۔صدام نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب سیپ کھانے میں مصروف تھی۔اسے یہ اس کا گھر کم عفیفہ کا زیادہ محسوس ہوا تھا۔

"چالاک لومڑی۔"

وہ دانت پیستے ہوئے دھیمی آواز میں غرایا۔عفیفہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

"ویسے تھینکیو آپ نے خود ہی کچھ بھی ڈالنے سے انکار کر دیا پلیٹ میں میرا ویسے بھی کوئی موڈ نہیں تھا وہ بھی آپ کو سرو کرنے میں۔آپ کی چیزوں پہ میں تھوکنا بھی پسند نا کروں گا کہ کچھ ڈال کر آپ کے ساتھ کھانا ناممکنات میں سے ایک ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے مسلسل اسے زچ کرنے کے چکروں میں تھی۔ صدام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا سر اسی میز پہ مار دے۔ وہ ایکدم ناشتے سے ہاتھ روکتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"قرے ناشتہ تو ڈھنگ سے کرو۔"

عافیہ اسے ٹوکے بغیر نا رہ سکی۔

"بہت شکریہ ماما میں کر چکا ہوں اور مزے کی بات مجھے ہضم بھی ہو گیا ہے۔"

وہ دانت کچکچا کر بولا۔

"ان کو بھی ساتھ۔"

سوری مجھے ایک بہت ضروری کام ہے پہلے مجھے وہاں جانا ہے آپ کی بیٹیاں ہیں نا تو آپ ذمہداری بھی"

"اٹھالیں ویسے بھی یہ دونوں شاید اب میرے لیے اتنی اہمیت کی حامل نہیں ہے۔

وہ سر جھٹک کر اذیت سے بولا۔ پریسہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا۔

"بھائی۔"

وہ سسک ہی تو اٹھی تھی اپنے جان سے پیارے بھائی کے لبوں سے یہ سن۔ صدام سر جھٹکتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ عادل نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کو اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا تھا اور نرمی سے پریسہ کے آنسو پونچھے تھے۔

"پھر سے رو رہی ہو آپ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تنبیہی لہجے میں گویا ہوئے۔پریسہ نے نمی کو اندر اتارتے ہولے سے نفی میں سر ہلایا تھا۔عفیفہ بھی اس کی حالت پہ افسردہ سی ہوگئی تھی۔نجانے کتنے دکھ ابھی مزید اس کی قسمت پہ تھے۔اسے صدام پہ حیرت ہوتی تھی کہ کیا یہ وہی شخص تھا جو لاڈو لاڈو کہتا نہیں تھکتا تھا مگر اب جیسے اسے پریسہ میں اپنی بہن ہی دکھائی نہیں دیتی تھی۔کس قدر دوغلا انسان تھا وہ۔اسے اس وقت صدام سے شدید قسم کی نفرت کا احساس دل میں اجاگر ہوا تھا۔

چلیں آج آپ دونوں کو میں ڈراپ کرتا ہوں یونی اور عافیہ مجھے آج گھر واپس لوٹنے میں تاخیر بھی ہوسکتی"

" تھی۔دل بہت گھبرا رہا ہے میرا یوں کہتے ہوئے نجانے کیوں مگر پھر بھی جلدی آنا بلکل ناممکن ہے۔

وہ سنجیدگی سے بولے۔

"کیوں دل کیوں گھبرا رہا ہے۔"

"ناجانے کیوں شاید کام کا بوجھ زیادہ ہے آپ پریشان مت ہوانشااللہ رات میں ملاقات ہوتی ہے۔"

وہ تحمل سے انہیں قائل کرتے انہیں اپنی تعاقب میں آنے کا اشارہ کرتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ان دونوں نے بھی خاموشی سے ان کی تقلید میں قدم بڑھائے تھے۔عفیفہ نے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا چہرہ تھپتھپایا تھا پریسہ آنکھوں میں نمی لیے ہولے سے مسکرا دی۔عفیفہ نے اس کی حالت پہ شدید افسوس کیا تھا۔

ویسے ان کا رویہ تمہارے ساتھ کیوں اس قدر بدل گیا ہے پری حالانکہ نکاح مجھ سے زبردستی ہوا ہے۔تمہارا"

"بھلا اس میں کیا قصور۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں گاڑی میں پچھلی سیٹ پہ براجمان تھی جب عفیفہ نے نا سمجھی سے اس سے استفسار کیا۔پریسہ کا رنگ فق ہو گیا۔اس نے گھبرا کر عفیفہ کی جانب دیکھا اگر اسے اس متعلق ذرا سی بھی بھنک پڑ جاتی تو ان کی دوستی میں بھی فرق آسکتا تھا وہ کسی سوچ کے زیرِاثر لرزتے دل سمیت سختی سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"ن۔نہیں کچھ بھی تو نہیں بس وہ اس سب کی وجہ سے سب سے ہی ناراض ہے۔ہو جائیں گے ٹھیک تم پریشان مت ہو۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولتی بمشکل مسکرا اٹھی۔عفیفہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر پھر اپنا ہی وہم سمجھ کر سر جھٹک گئی اس میں خیال میں بھلا پری اس سے کیا اور کیوں چھپا سکتی تھی۔عادل نے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کر رہے تھے۔

****

"نا جانے یہ عفیفہ اور پری کہاں رہ گئے۔"

وہ معمول کے مطابق کیفے میں موجود اپنی پسندیدہ جگہ پہ کرسیاں لگائے وہاں براجمان تھے معاً ہادی کی آواز پہ ان سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔کل کے واقعے بعد وہ سب نہایت پریشان تھے نا جانے کل وہاں جا کر کیا ہوا ہو گا مگر فارس کی رگِ ظرافت اسے دیکھ کر بری طرح پھڑکی تھی۔اس نے شرارتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور رخ سنجیدگی سے اس کی جانب موڑا۔

"تجھے بڑی فکر ہو رہی ہے پری کی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے بھنویں اچکاتے مزے سے گویا ہوا۔ہادی اس کی بات پہ بوکھلاتے اسے ٹھوکا مار گیا۔سب ان کی حرکت پہ مسکراہٹ دبا گئے تھے۔

"فارس کسی کو تو بخش دیا کرو قسم سے بچپن پہ تمہارے ماں باپ نے رکھ کر ایک منہ پہ لگائی ہوتی نا تو آج تم ایسے نا ہوتے۔"

مریم اس کی بات بات پہ سب کو چھیڑنے والی عادت سے چڑ کھاتے ہوئے بولی۔فارس نے رخ اب سکون سے ایک بار پھر اس کی جانب ہو چکا تھا۔مریم اس کی آنکھوں سے نکلتے شعلوں سے گھبراتے کھسیا گئی۔بھلا کیا ضرورت تھی اسے بلانے کی اب اس کی بات ہمیشہ کی طرح اس کے کپڑوں پہ آکر ختم ہو گی اسے یہ بات اچھے سے اذبر تھی۔

"قسم سے مریم اگر بچپن میں کسی نے رکھ کر تمہارے منہ پہ دو تین چپیڑیں رکھ رکھ کر لگائی ہوتی نا تو آج تم ایسے پھٹے ہوئے لباس نا پہن رہی ہوتی اور نا ہی اسے فیشن یا ٹرینڈ کا نام دے رہی ہوتی۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے اسے جلا کر راکھ کر گیا۔مریم نے تلملا کر اپنی کتاب اس کے سر پہ کھینچ کر ماری تھی۔

"ویسے آن آویری سیریس نوٹ تم کب بدلوں گی مریم۔"

وہ اس کی جانب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔مریم نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کبھی بھی نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کندھے اچکا کر بولتی موبائل میں سیلفی لینے میں مصروف ہوگئی۔فارس نے اس کے سر جڑتے ٹیتھ سمائل کرتے اس کی تصویر کو مزید خوبصورت بنانے کا شرف بخشا تھا۔مریم بے ضبط سے گہرا سانس بھرا۔باقی سب ان کی نوک جھوک سے خوب محظوظ ہو رہے تھے۔

"تم ضرور بدلو گی مریم یہ بات چاہے تم سٹیمپ پیپر پہ لکھوا لو مجھ سے۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت بھرے لہجے میں بولا۔

"اور تم یہ بات اس قدر گارنٹی سے کیسے کہہ سکتے ہو فارس شیخ۔"

وہ مکمل طور پہ اس کی جانب رخ موڑتے ہوئے تمسخرانہ مسکراہٹ سمیت بولی۔فارس نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"کیونکہ تمہیں میں ہی بدلوں گا۔"

وہ اس کے بالوں کو کھینچتے چیلنج دیتی نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے بولا۔مریم کے مسکراتے لب اس کی بات اور حرکت پہ سکڑ گئے۔اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے سر کے بالوں کو کھینچتے جھنجھلا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔فارس نے اسے دیکھتے مزے سے بائیں آنکھ دبائی تھی۔وہ پیچ و تاب کھاتی کلاس کی جانب بڑھ گئی کیونکہ اس سے زیادہ اس فارس نامے نمونے کو برداشت کرنا اس کی بس کی بات نہیں تھی۔

معاً اس کے جاتے ہی ان سب کی نگاہ دور سے آتی پریسہ اور عفیفہ کی جانب اٹھی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ارے عفیفہ بھابھی آپ اپنے شوہر نامدار کے ساتھ نہیں آئی ہمیں تو لگا تھا آج سے آپ انہی کے ساتھ آئیں "

"گی۔

ہادی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے مزے سے گویا ہوا۔ عناب نے اس کی گھوریوں کو دیکھتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"بکواس مت کرو میرے ساتھ تم۔"

عفیفہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے باور کرانے والے انداز میں بولی۔ پریسہ اس دوران خاموشی سے بریزہ کی ساتھ والی کرسی پہ جگہ سنبھال چکی تھی۔

شادی کو ایک دن نہیں ہوا اور تم تو پوری ہٹلر بن گئی ہو۔ یہ حکم اپنے شوہر پہ چلانا کیونکہ ہم اپنی بیویوں کے "

"علاوہ کسی کے نیچے نہیں لگے گے۔

ارتضیٰ اعلان کرنے والے انداز میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ فارس نے بے ساختہ اس کا شانہ تھپتھپاتے اسے شاباشی دی تھی۔

"واہ میری دوستی اثر دکھانا شروع ہو گئی ہے مطلب۔"

فارس نے بے ساختہ اس کی بلائیں لے ڈالی۔ ارتضیٰ نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اچھا بھابھی جی آپ ہم سب سے پہلے کلاس کی جانب پہ دھاریے یقین جانیے ہم اپنے بڑوں کی عزت کرنا" بہت اچھے سے جانتے ہیں اس جانب ہے کلاس یہ سب آپ کے نقشِ قدم پہ چلیں گی تاکہ ان کی شادیاں بھی جلد از جلد ہو سکے۔"

فارس اس کے سامنے سر کو خم کرتے مودبانہ لہجے میں بولا۔سب نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جسے کسی کی نگاہوں کا بھی اثر نہیں ہوتا تھا۔

"تم آخر کس مٹی سے بنے ہو فارس۔"

پریسہ افسوس کرنے والے انداز میں بولی۔

"مٹی تو وہی ہے جو تم میں استعمال ہوئی ہے بس اللہ نے مجھ میں لچک ذیادہ رکھی ہے۔"

جواباًوہ اتنی سنجیدگی سے بولا کہ سب اس کی حاضر جوابی پہ کڑھ کر رہ گئے۔اس کے بعد ان میں کسی نے اس نمونے کو مخاطب کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

****

"ارے یہ تو صدام ہے نا مگر یہ کومل کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔"

وہ لوگ ابھی ابھی لیکچر سے فراغت حاصل کرتے کیفے کی جانب آئے تھے کہ اسی دوران فارس کی نگاہ کیفے میں کونے کی میز پہ بیٹھے نفوس پہ پڑی تبھی تحیر کے مارے پھیلی آنکھوں سمیت بولا۔سب نے اس کی بات پہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی نگاہوں کے تعاقب میں نگاہیں گھمائی تھی مگر وہاں بیٹھے صدام اور عفیفہ کو دیکھ ان سب کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"سچ میں اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے کیوں اس دن فٹ بال والے میچ کے دوران اس کا ساتھ دینے کی حامی بھری تھی۔"

مریم دانت کچکچاتے ہوئے تلملا کر بولی سب نے اس کی بات پر تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا انہیں سچ میں کومل سے اس قسم کی توقع نہیں تھی۔

"کیونکہ جب ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ آستین کا سانپ نکلے گی۔"

بریزہ سرخ چہرے سمیت مشتعل ہوئی۔اس دوران دو نفوس بالکل خاموش کھڑے تھے ایک اس دن کی یادوں میں جس دن اس نے شہرام خان کو ہرانے کے ساتھ ساتھ اپنا دل بھی ہار دیا تھا مگر اس کے نصیب میں کچھ نہیں آیا تھا اور دوسری جانب عفیفہ جو اس دوران اس پر سکون موسم کی مانند تھی جس میں کسی قسم کی ہلچل محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

"ہاں نا دیکھو تو سہی کیسے جڑ کر بیٹھی ہے عفیفہ تم کچھ بولتی کیوں نہیں بیوی ہو تو اس کی تمہارا حق ہے اب اس پہ جو اپنے حق سے دستبردار نہیں ہونا چاہیے تم جا کر اسے جتاؤ کہ اس کی یہ حرکت تمہارے لیے ناقابل برداشت ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے اسے جوش دلانے کی خاطر بولا تاکہ وہ کچھ بولے اور اپنے حق کے لیے آواز اٹھائے مگر وہ بے نیازی سے سر جھٹک گئی جیسے اس سب سے اسے کوئی فرق نا پڑتا ہوں سب نے حیرت سے اس کا پر سکون انداز محسوس کیا تھا۔

میری دعا ہے کہ مجھے بھی تمہارے جیسی بھولی بیوی ملے جسے یوں میرا لڑکیوں کے ساتھ جڑ کر بیٹھنے سے کوئی" مسئلہ نا ہو اب صدام کو ہی دیکھ لو کس قدر پر سکون ہے حالانکہ جانتا ہے کہ اس کی بیوی اسی جامعہ کے اسی "ڈیپارٹمنٹ میں پڑھتی ہے۔

ارتضیٰ ستائشی لب و لہجے میں گویا ہوا۔اسے اور کیا چاہیے تھا۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا اتنی سنجیدہ صورتحال میں تم سے ہی اس قسم کی باتوں کی توقع کی جا سکتی ہے ارتضیٰ۔"

پریسہ افسوس کرنے والے انداز میں گویا ہوئی۔جوابا وہ شانِ بے نیازی سے دانت نکوسنے لگا۔

تم لوگوں کو کوئی اور کام نہیں ہے کیا بس کر جاؤ خدارا اور جیسے میں یہ نکاح کر کے فراموش کر چکی ہوں" ویسے ہی تم سب بھی کر دوں یہ بات فراموش کہ میرا کوئی نکاح بھی ہوا ہے۔مجھے کھل کر سانس لینے دو پلیز "میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔

وہ تنک کر تند لہجے میں بولی۔فارس نے تنقیدی نگاہوں سے سر تا پا اس کا جائزہ لیا اور کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم نے ہاتھ تو جوڑے ہی نہیں ایسے کیسے معاف کر دیں کم از کم اپنی بات تو پوری کرو عفیفہ بھابھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس آنکھیں گھماتے ہوئے دل جلانے والے لہجے میں گویا ہوا۔اس کی توقع کے عین مطابق عفیفہ کا دل جل کر راکھ ہو گیا البتہ باقی سب کی ناچاہتے ہوئے بھی ہنسی چھوٹ گئی۔

"یہ دیکھو میرے ہاتھ اور یہ تمہارے سامنے جڑے ہیں فارس۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تاکہ ان کا خرافاتی ذہن اس بات کی جانب سے ہٹ جائے جن کی تمام باتیں اس کے نکاح سے شروع ہوتے اس پر ہی ختم ہو جاتی تھی اور اس کا دل ہمیشہ کی طرح آخری حد تک خراب ہو جاتا تھا۔وہ جامعہ سکون لینے آئی تھی مگر یہاں وہ گھر سے بھی زیادہ مریل انداز میں گھوم رہی تھی اور یہ سب ان تین نمونوں کی بدولت تھا کون کہہ سکتا تھا کہ ان کی پڑھائی مکمل ہونے والی تھی۔فارس نے ایکدم پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ویسے عفیفہ کیا تمہیں شوق ہے سوتن لانے کا۔"

فارس دور بیٹھے کومل اور صدام کو ایک نظر دیکھتے سوچنے والے انداز میں بولا جو ایک دوسرے میں گم نہ جانے کون سے راز و نیاز کرنے میں مصروف تھے۔عفیفہ نے ضبط سے گہرا سانس بھرا اور نہ اس کی بات پر بس نہیں چل رہا تھا کہ فارس کا منہ سوجھا دیتی جس منہ سے اس نے اتنی بکواس بات کی تھی۔اس میں خشمگین نگاہوں سے فارس کی جانب دیکھا تو وہ گڑبڑا گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میرا مطلب ہے کہ تیاریاں شروع کردو یا ایسا کرنا کہ اپنا نکاح والا جوڑا ہی پہن لینا کیوں کہ تمہارا بندہ یعنی" کہ ہسبنڈ صاحب ایک نئی بیوی کو لانے کے لیے زور شور سے تیار ہیں۔ تم کچھ بول تو سکتی نہیں ڈنکے کی چوٹ پر کم از کم تیاریاں ہی کر لینا پتہ لگنا چاہیے سب کو کہ تم صدام آفندی کی پہلی بیوی ہو۔"

ساری شانے اچکاتے بے نیازی سے بولا پریسہ نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نگاہ اپنے بھائی کی جانب اٹھائی تھی جس کا رویہ پچھلے کچھ دنوں سے مکمل طور پر بدل گیا تھا کچھ بھی تو پہلے جیسا نہیں رہا تھا اسے تو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آہستہ آہستہ سب کچھ اسے چھنتا جا رہا ہے اور آخر میں وہ خالی دامن رہ جائے گی۔

ویسے اگر تمھارا دل کچھ کہنے پر آمادہ ہو تو مجھے ضرور کہہ دینا میں اس کی سماعتوں تک تمہارا پیغام پہنچا دوں" گا۔ مجھے بالکل بھی ہچکچاہٹ نہیں ہو گی۔"

فارس اس کا مصنوعی ہمدرد بنتے دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا پریسہ نے اسے آنکھیں دکھاتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا کیونکہ عفیفہ کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ رہا تھا جس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ یہی پھٹ جاتا۔ ارتضیٰ نے مذاق اڑانے والے انداز میں فارس کے جانب دیکھا۔

مختصراً یہ صدام سے ایک اور چماٹ کھانا چاہتا ہے ویسے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تو چپیڑیں کھانے" کے لئے ہی پیدا ہوا ہے میرے بھائی۔ سالا تیرا چہرہ ہی ایسا ہے کہ اگلے بندے کو اپنی ہاتھوں میں کھجلی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔"

ارتضیٰ تمسخرانہ لہجے میں بولتے اسے پیچ و تاب کھانے پہ مجبور کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی باتوں کا ہی اثر تھا کہ عفیفہ تن فن کرتی کیسے کی جانب بڑھی اور آندھی طوفان کی مانند اس کے سامنے سے گزری تھی صدام جو کومل کو منانے میں مصروف تھا اس نے چونک کر نگاہیں اوپر کی جانب اٹھائی مگر مقابل کھڑی عفیفہ کو دیکھتے وقت نفرت سے سر جھٹک گیا۔

جواباً عفیفہ ایک مسکراتی نگاہ اس پر ڈالتے خاموشی سے اس کے اگلے میز پر پوری شان سے براجمان ہو گی۔اس کی نظر اندازی پہ صدام نے اشتعال کے عالم میں جبڑے بھینچ لیے۔باقی سب جو ہنکلقوں کی مانند عفیفہ کی جانب دیکھ رہے تھے اس کی ہمت کو دل ہی دل میں سراہتے اس کی تقلید میں میز کی جانب بڑھے۔فارس نے آنکھیں مٹکاتے مزے سے صدام کی جانب دیکھا۔کومل کا دھیان بھی نا چاہتے ہوئے بھی ان سب کی جانب مبذول ہو چکا تھا۔غصے کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں دوڑی تھی مگر فالوقت وہ کچھ بھی غلط بول کر پورے کیفے والو کو اپنے پیچھے نہیں پڑوانا چاہتی تھی کیونکہ اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ ان دونوں کے درمیان تنازعے میں سب نے فارس کے گروپ کا ہی ساتھ دینا تھا۔

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ صدام بھائی جان کیا حال احوال ہے بڑی عجیب بات ہے بھائی جان بیوی بغل" "میں ہے اور آپ غیر محرم کو باہوں میں لے کر گھوم رہے ہیں شدید حراماً حراماً بھائی جان اجتنابن اجتنابن۔

فارس باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے توبہ کرنے والے انداز میں بولا صدام نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا جس کی بکواس ایک بار پھر سے شروع ہو چکی تھی۔

"میں یہاں سے جا رہی ہوں صدام میرے خیال میں فارس بلکل درست کہہ رہا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

کومل دانت پیس کر اسے جتاتی اس سے قبل اپنا بیگ اٹھا کر اس سے قبل باہر کی جانب بڑھتی صدام نے ایک ہی جست میں اس کی کلائی اپنی گرفت میں لی تھی۔اس نے ٹھٹھک کر نا سمجھی سے صدام کی جانب رخ پھیرا جو اس کا ہاتھ سختی سے تھامے سپاٹ چہرے سمیت ان کی میز کی جانب بڑھ رہا تھا۔پریسہ نے انہیں اپنی جانب آتا دیکھ کر دھڑکتے دل سمیت عفیفہ کی جانب دیکھا جس کا چہرہ ہمیشہ کی طرح پر سکون تھا اور وہ خاموشی سے اپنے نوٹس پر جھکی کچھ کر رہی تھی۔صدام نے ایک جلتی نگاہ اس پر ڈالی اور اس کے ہاتھوں سے نوٹس کھینچ کر اپنی گرفت میں لیے عفیفہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر اس کے ہاتھ میں موجود کومل کے ہاتھ پر ڈالی تھی جو نہ جانے کیوں اسے اپنے ساتھ لیے اس کے سر پر سوار تھا۔

یہ کیا حرکت ہے واپس کرے مجھے نوٹس اور فضول میں مجھ سے پنگا لینے سے اجتناب کرے ورنہ شاید آپ" کل رات والی اور ہاں صبح والی درگت بھی بھول چکے ہیں۔کوئی بات نہیں آپ کو یہ ڈوز شاید روزانہ چاہیے اور صبح دوپہر شام چاہیے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

وہ اپنے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی دلکش مسکراہٹ سمیت بولی۔صدام کی گرفت کومل کے ہاتھ پر مضبوط ہوئی تھی جس کی بدولت وہ کراہ اٹھی۔درد کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں دوڑی تھی۔

"کیا کر رہے ہو صدام مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"

وہ ایک جھٹکے میں اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے چیخ کر بولی۔صدام ہر بڑھا کر ہوش کی دنیا میں لوٹا اور سرعت سے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"چچ چچ چچ افسوس میرے پیچھے لگ کر کم از کم اپنی محبوبہ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولتی لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ وہی روک گئی۔کومل نے گھورتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔البتہ باقی سب اس کی باتوں پہ صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔

توبہ استغفار میں تو کبھی شادی نا کروں اس سب کے بعد بھری محفل میں بیوی ذلیل کر دے اور میری عزت "ٹکے کی بھی نا رہے۔

ہادی ہوش کی دنیا میں لوٹتے اپنے گالوں کو تھپتھپاتے ہوئے بولا۔بریزہ نے فقط ہنکارہ بھرنے پہ اکتفا کیا۔

"ہنہ پہلے بڑی عزت ہے تمہاری جواب ٹکے کی جو رہ گئی ہے اس کے جانے کا بھی خوف لاحق ہے۔"

وہ ناک منہ چڑھاتے ہوئے بولی۔ہادی کا چہرہ اس کی بات پہ خفت سے سرخ پڑ گیا۔

دیکھو اسے یہ ہے میری پسند جسے میں پسند کرتا ہوں اور جس سے میں شادی کروں گا وہ بھی تمہاری نگاہوں "کے سامنے مجھے ہر چیز برینڈڈ پسند ہے لوکل چیزوں کو میں منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا بس یہی جتانے آیا تھا۔

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھتے نہایت سنجیدگی سے بولا۔عفیفہ نے اس کی بات پر سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ستائشی انداز میں سر تا پا اس کا جائزہ لیا تھا۔وہ سب اب صدام کے اس قدر تلخ الفاظ پہ غصے سے اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔

"صدام تو اب حد سے۔"

اس سے قبل کہ فارس ناگواری سے اسے ٹوکتا عفیفہ ہاتھ کے اشارے سے ہی اسے روک گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"جی جی وہی دیکھ رہی ہوں کہ آپ جیسے انسان کی پسند اس جیسی لڑکی ہی ہو سکتی ہے گو اہیڈ ماسٹر صدام آفندی کیونکہ اب اس سے شادی کرنا آپ کی پسند کیا محبت نہیں بلکہ مجھے دکھانے کی خاطر آپ کا جنون بن چکا ہے اور رہی بات میری تو میں آپ کی بے بسی کا تماشا دیکھنے ضرور ہو گی مطلب کے آپ کے شادی پہ۔"

وہ لڑنے سے بولتے اس کے وجود کو آپ کی بھٹی میں جھونک گئی اس کے وجود میں غصے کے بھانبھڑ سے چلنے لگے ایک اس لڑکی کی حاضر جوابی سے وہ اچھا خاصا تنگ تھا۔ کومل نے اس دوران ایک کاٹ دار نگاہ پریسہ پہ ڈالی جواب عفیفہ کے کان میں جھکی کچھ بول رہی تھی۔ بدلے کی

آگ نے اس کے سینے میں زور و شور سے سر اٹھایا تھا۔ ان سب نے ایک سیکنڈ میں اس کے وجود کی دھجیاں ادھیڑ دی تھی صرف اس پریسہ کی بدولت آج وہ اس حال میں تھی اس پریسہ کی بدولت ہی تو یہ سب کام ہوا تھا۔ وہ ضبط سے گہرے گہرے سانس بھرتی لمبے لمبے ڈگ بھرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ صدام ایک کاٹ دار نگاہ ان سب پہ ڈالتے اس کی تقلید میں بھاگا تھا۔

"کومل پلیز لسن یار ان سب کی باتوں کو ذہن میں سوار کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے تمہیں صرف مجھ سے غرض ہونا چاہیے سمجھ رہی ہو نا میری بات۔"

صدام اس کی کلائی تھامتے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ کومل نے عجیب سے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"اور اسی میں ڈوبتے ان سب سے بے عزت ہوتی رہو صدام بہت سے عزت دار گھرانوں کے رشتے میرے گھر میں موجود ہیں جو ابھی تک بابا کی پینڈنگ لسٹ میں ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ غیض کے عالم میں تڑخ کر بولی اور غصے سے اپنی کلائی اس کی گرفت سے چھڑواتے سہلانے لگی جہاں اس کی سخت گرفت کی بدولت سرخ پڑ چکی تھی۔

"میری بات سنو ہم قریبی کیفے یا مال میں چلتے ہیں وہی تفصیل سے بات ہو گی مگر میری ایک بات کا یقین رکھو کہ میں شادی صرف اور صرف تم سے کرونگا کیونکہ میری پسند صرف تم ہو صرف تم مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے۔"

وہ ملتجیانہ انداز میں اسے قائل کرتے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔کومل نے مریل انداز میں قدم اس کی تقلید میں بڑھاتے ایک نگاہ موبائل میں چلتی ویڈیو پہ دوڑائی تھی۔لبوں پہ ایک شیطانی مسکراہٹ چھب دکھلا کر غائب ہو گئی۔

****

"یہ آپ کی اولاد میری سمجھ سے بالاتر ہے ناجانے کیا کیا کرتی پھرتی ہے گھر میں سب اس کی راہ تک رہے ہیں پریشانی سب کی انگ انگ میں سمائی ہوئی ہے اور اسے اپنے سیر سپاٹوں سے ہی فرصت نہیں ہے۔"

خان بابا جب سے گھر لوٹے تھے ان کا پہلا سوال ہی شہرام کے متعلق تھا اور جیسے ہی بریختہ نے شہرام کے متعلق انہیں آگاہ کیا ان کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا۔ابھی بھی وہ پورے دالان میں گھومتے غیض وغضب کے عالم میں پھنکار رہے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اچھا بابا جان پھر تو انہی سوالوں کے حقدار تو آپ بھی ہیں کیونکہ جب کل میں گھر لوٹا تھا تو آپ بھی کہی غائب "
" تھے تو کیا آپ میرے انہی سوالوں کا جواب دیں گے۔

وہ کاٹ دار لب و لہجے میں دھاڑا۔اس کی آواز پہ سب نے چونک کر حویلی کے داخلی دروازے کی جانب نگاہ دوڑائی تھی جہاں شہرام کے ساتھ سہم کر لگی پر خہ کو دیکھ بریختہ تو بھاگنے والے انداز میں اس کی جانب بڑھی مگر وہ ان کے نزدیک آنے سے قبل ہی شہرام کی پشت پہ پناہ لیتے اس کی چادر کو مٹھیوں میں بھینچ گئی تھی۔بریختہ نے ناسمجھی سے بھیگی نگاہیں شہرام کی جانب اٹھائی تو وہ نظریں چرا گیا۔سب کچھ بتانے کی اس میں ہمت کہاں تھی۔بریختہ نے ٹھٹھک کر تفصیلی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا تو ان کی زیرک نگاہوں سے کچھ بھی مخفی نہیں رہا تھا۔انہوں نے تو باقاعدہ اپنا سینہ ہی پیٹ ڈالا۔وہ سختی سے سر کو نفی میں ہلاتے ڈھے جانے والے انداز میں زمین پہ بیٹھی تھی۔

"میری بچی لٹ گئی برباد کر دیا ظالموں نے اسے نہیں بخشا اسے جیتے جی مار دیا میری بچی کو۔"

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی دھاڑے مار مار کر رو رہی تھی۔ان کی باتوں کی بدولت واقدار یوسف ذئی نے خوفزدہ نگاہوں سے پر خہ کی جانب دیکھا جو کسی غیر مرئی نقطے پہ نظریں جمائے کھڑی تھی۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ایسے کیسے ممکن ہے کوئی پٹھانوں کی عزت پہ ہاتھ کیسے ڈال سکتا ہے۔"

وہ دھاڑ کر بولے مگر ان کے لہجے میں پنہاں خوف صدام کو چونکنے پہ مجبور کر گیا اس نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا جو بے چینی سے اپنے پورے چہرے پہ ہاتھ پھیر رہے تھے۔ان کے شور کی آواز سن پشمینہ اور غنچہ

بھی باہر دالان میں آ چکے تھے۔پشمینہ تو پرخہ کو دیکھ خوشی خوشی اس کی جانب بڑھی مگر جواب میں اسے خود سے گھبراتا دیکھ مینہ کے لبوں سے جیسے کسی نے مسکراہٹ نوچ لی تھی۔

"یہ ایسے کیوں برتاؤ کر رہی ہے۔"

وہ بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہکلاتے لہجے میں بولی۔

مینہ دیکھ میری بچی اتنی چھوٹی سی ہے کیسے برداشت کیا ہوگا یہ سب کچھ کسی نے نہیں چھوڑا اسے کسی نے بھی" "نہیں۔ماری بچی کو مار ڈالا انہوں نے دیکھ تو کیسے ہنستا مسکراتا چہرہ مرجھایا ہوا ہے۔

بولتے بولتے ان کی آواز بھرا گئی تھی۔مینہ اور غنچہ ان کی بات پہ بے یقینی کی کیفیت میں ساکت رہ گئی۔ان کا سر خود بخود نفی میں ہلا تھا۔

مورے اٹھیں یہاں سے یہ وقت خود حوصلہ کھونے کا نہیں ہے حوصلہ کرنے کا ہے کیونکہ ہم نے ہی اسے" "سہارہ دینا ہے وہ دوبارہ زندگی کی جانب اسی امید پہ لوٹے گی مورے۔

ؤہ ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے سمجھانے والے انداز میں بولا۔اس کی باتوں کا ہی اثر تھا کہ وہ سرعت سے آنسو پونچھتی اس کے سہارے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس دوران واقدار یوسف زئی بلکل خاموش تماشائی بنے اپنی جگہ پہ ساکت کھڑے تھے۔بریختہ نے جوں ہی پرخہ کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا تو وہ تڑپ اٹھی۔

"چھوڑو ہمارے کو جانے دو ام نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا۔مورے لالہ پلیز ہمارے کو بچاؤ نا کہاں ہو سب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تکلیف کی شدت سے کراہتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ان سب نے اذیت سے آنکھیں میچی تھی۔

چل اماری بچی ام تیری مورے ہی تو ہے آجانا کوئی کچھ نہیں کہے گا تو اپنی مورے کی آغوش میں"

"سو جائی۔کوئی نہیں ہے۔

بریختہ اسے سینے میں بھینچتے نرمی سے بولتی اسے رام کرنے لگی۔اس کی آنکھوں میں پہچان کی رمق دیکھ

شہرام نے باقاعدہ تشکر بھرا سانس خارج کیا اور اسے اندر لے جانے کا اشارہ کیا تھا۔اسے حیرت ہوئی تھی کہ

خان بابا نے ایک بار بھی اس کے قریب آتے اسے دیکھنے کی جرأت نہیں کی تھی مگر فالوقت وہ اپنی ان تمام

بے لگام سوچوں کو جھٹک گیا تھا۔

"یہ اندر نہیں جائے گی۔ "

اس سے قبل کہ وہ اندر کی جانب بڑھتے ان کی پاٹ دار آواز پہ سب نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا البتہ

شہرام کے حواس بری طرح جھنجھنا اٹھے۔

"کیا مطلب باباجان آپ کی اس بات کا وضاحت دینا پسند کریں گے آپ۔"

وہ قہر برساتے لہجے میں غرایا۔انہوں نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

میں تمہیں اپنی بات کا جواب دینے کا پابند قطعی نہیں ہوں مگر ام اسے اس گھر میں رہنے کی اجازت قطعی"

نہیں دے سکتے اماری بھی اس شہر میں کوئی ساکھ ہے عزت ہے ام کیسے اسے فراموش کردیں ام ایسا قطعی نہیں

"ہونے دے سکتے۔ام نے اتنی شدت سے دعا کی تھی کہ اگر ایسا کچھ ہو تو یہ مری ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بڑبڑانے والے انداز میں گویا ہوئے۔ شہرام ان کی بات درمیان کیں ہی کاٹتے دھاڑا اٹھا۔ آنکھیں ضبط کے مارے لہو رنگ ہو رہی تھی۔

"بس کریں بابا جان بس کریں مت گرائیں خود کو ہماری نگاہوں میں اپنی اولاد کے بابت بولنے سے پہلے کچھ تو سوچ لیتے کم از کم مرنے کی دعا یا خدایا اگر آپ اسے غیرت قائم رکھنے کا وسیلہ مانتے ہیں نا تو بے حسی کی انتہا ہے۔ آپ سے زیادہ ظالم انسان میں نے اس دنیا میں نہیں دیکھا افسوس ہوتا ہے مجھے خود کو آپ کا بیٹا کہتے ہوئے۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے تنفر بھرے لہجے میں پھنکارا۔ واقدار یوسف ذئی زہر آلود نگاہوں سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ بریختہ ابھی تک بے یقین سی ان کی باتوں کی قید میں تھی۔ اسے اب سمجھ آیا تھا کہ بیٹیوں کا سچ میں کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا کل تک جو باپ اس پہ جان چھڑکتا تھا آج وہی اس کی مرنے کی دعا مانگ رہا تھا۔

"مورے آپ اسے لے کر کمرے میں جائیں کوئی کچھ کہے گا تو اس سے نپٹنا مجھے اچھے سے آتا ہوں پھر میں شاید رشتوں کا تقدس بھی فراموش کر جاؤں گا۔"

وُہ زہر خند لہجے میں انہیں باور کرانے والے انداز میں بولا اود پتھریلے تاثرات سمیت انہیں اندر جانے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سمیت اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ مینہ نے بے ساختہ انہیں تھامتے سہارہ دیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اب سمجھ گیا ہوں میں کہ اسکی گمشدگی پہ اس قدر پر سکون کیوں تھے آپ کیوں نہیں اسے تلاش کر رہے" تھے آپ تو اسے بدعائیں دینے میں مصروف تھے نا۔ میری بات کان کھول کر سن لیں آپ اگر پرخہ کے سامنے اگر ایسی ویسی کوئی بھی بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے سرد مہری سے انہیں جتانے والے انداز میں بولا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"کہاں جارہے ہو تم۔"

ان کی برخستہ بات پہ شہرام بے تمسخرانہ مسکراہٹ سمیت ان کی جانب دیکھا۔

اس کے گنہگاروں کو سزا دلوانے اور یقین کریں میں اپنے ہاتھوں سے انہیں موت کے گھاٹ اتاروں گا انہیں" کیا ایسی اس قبیلے میں جو بھی ایسی حرکت کرے گا وہ شہرام خان کے عتاب کا نشانہ بنے گا آپ ایک بے حس باپ ہو سکتے ہیں مگر میں ایک بے حس بھائی نہیں بن سکتا جب تک پرخہ کے قدموں میں اس کی نگاہوں کے عین سامنے ان سب کا سینہ گولیوں سے چھلنی کرتے کتوں کے آگے نا ڈال دوں گا مجھے سکون میسر نہیں آئے گا۔"

وہ کھردرے لہجے میں بولتے تن فن کرتا وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ واقدار کا چہرہ اس کی باتوں پہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ انہوں نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے ہر سوچ نگاہوں سے پرخہ کے کمرے کے دروازے کو دیکھا تھا۔ وہ ایسے اسے اس حویلی میں قطعی نہیں رکھ سکتے تھے اس طرح ان کی عزت پہ بات آنی تھی چاہے وہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کی بیٹی تھی مگر لوگ تو ایسی بیٹیوں کو جیتے جی مار دیتے تھے کیونکہ ان کی عزت جانے کا خدشہ ہوتا تھا۔ان کا دماغ بھی اب مسلسل کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا۔

****

اسے قریبی مال میں لاتے تھوڑی بہت شاپنگ کروانے کے بعد اب وہ کافی حد تک پر سکون ہو چکی تھی۔اس نے مسکراتی نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا جس نے اس کی مسکراہٹ دیکھ تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا۔اب وہ دونوں میکڈونلڈ میں موجود اپنا آرڈر لکھوانے کے بعد اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھے معاً کچھ یاد آتے ہی صدام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"تم مجھے کچھ بتانے والی تھی شاید۔"

اس نے گاڑی والی بات کا حوالہ دیا جہاں وہ اسے کچھ بتاتے بتاتے تھم گئی تھی۔

"ہاں نہیں اب رہنے دو فضول میں بات کو طوالت بخشنا۔"

وہ میز پہ رکھے اس کے ہاتھ پہ اپنا مومی ہاتھ رکھتے نرم مسکراہٹ سمیت بولی مگر وہ جواب میں بضد رہا اور یہی تو کومل چاہتی تھی تبھی گلہ کھنکھارا اٹھی۔

تم کیوں ایک بات کے پیچھے پڑ گئے ہو صدام ہولڈ آن جانے بھی دو اب ان باتوں کو زیادہ سوچنا نہیں "چاہیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی۔ صدام کو یکلخت پریشانی بے آن گھیرا نا جانے ایسی بھی کیا بات تھی۔ اس نے کومل کا ہاتھ دباتے اسے اپنی بات جاری رکھنے کی تنبیہہ کی تھی۔

"صدام وہ دراصل بات پریسہ کے متعلق ہے۔ تم ایسا مت سمجھنا کہ میں شاید اسے پسند نہیں کرتی نہیں وہ مجھے دل و جان سے قریب تر ہے کیونکہ وہ تم سے منسلک ہے مگر اس کی ایک بات نے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے میں تمہیں بتانا چاہتی تو نہیں تھی مگر اب تم نے ہی اصرار کیا ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی پھر بھی وہ عفیفہ کو ہمارے درمیان میں لے آئی بھلا ایک انسان جب خود اس دوراہے سے گزر رہا ہو وہ سب کچھ اس پہ بیت رہا ہو محبت بچھڑنے کا دکھ کیا ہوتا ہے وہ جانتا ہو تو اسے کم از کم ایسا سوچنا بھی نہیں چاہیے تھا اسے ہمارے احساسات کی قدر کرنی چاہیے تھی۔"

وہ کھوئے کھوئے انداز میں بھیگے لہجے میں گویا ہوئی۔ صدام جو سنجیدگی سے اس کی بات کا ملاحظہ کر رہا تھا اس کی آخری بات پہ جی جان سے ٹھٹھکا۔

"میں کچھ سمجھا نہیں پریسہ محبت کیا بول رہی ہو تم ہاں میں اس سے ناراض ہوں مگر میں جانتا ہوں کہ پریسہ مجھ سے کچھ نہیں چھپاتی۔ ایسا ویسا کچھ نہیں ہے تمہیں شاید نہیں یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں گویا ہوا۔ کومل اس کی بات پہ دانت پیستے پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تمہاری بہن ہے اس لیے تم میری بات کا یقین نہیں کر رہے ہے خیر چھوڑو میرے پاس ثبوت بھی تھا مگر اب جب تمہیں یقین ہی نہیں کرنا تو دکھانے کا فائدہ ویسے بھی میں اپنی بدولت کسی میں پھوٹ نہیں دلوانا چاہتی۔"

وہ گہرا سانس بھرتے متانت سے بولتے بات کو ٹال گئی۔ صدام نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ اس دوران وہ ٹائم مکمل ہوتے ہی آرڈر لینے چل دیا تقریباً پانچ منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی تھی۔

"ویڈیوز دکھاؤ مجھے جس متعلق تم بات کر رہی ہو۔"

وہ اس کی جانب اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلاتے سپاٹ لہجے میں بولا۔ کومل نے نفی میں سر ہلانا چاہا مگر اس کی تنبیہی نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ ڈوبتے دل سمیت وہ ویڈیو چلاتے صدام کی جانب بڑھا گئی تھی۔ صدام نے اپنی تمام تر توجہ موبائل میں چلتی ویڈیو کی جانب مبذول کروادی۔ جوں جوں وہ ویڈیو دیکھتا جارہا تھا اس کے چہرے کی رنگت بدلتی جارہی تھی۔ آنکھوں میں بے یقینی سی در آئی۔ اس نے سپید پڑتے چہرے سمیت ایک بار پھر وہ ویڈیو چلائی تھی جو ٹرپ کی تھی جہاں پریسہ اور شہرام اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہ رہا تھا۔ کومل نے دل ہی دل میں مسکراتے اس کے چہرے کے تاثرات جانچے تھے جو گزرتے وقت کے ساتھ بگڑتے ہی چلے جارہے تھے۔ اس کی لہو رنگ آنکھیں دیکھ ایک لمحے کیلیے کومل کا دل بھی دھک سے رہ گیا۔ وہ سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سماعتوں میں ویڈیو میں چلنے والی پریسہ کی باتیں گڈمڈ ہورہی تھی۔ ذہن میں وہ منظر کسی فلم کی مانند چل رہا تھا۔

"کومل تم یہ میرا اے ٹی ایم کارڈ رکھو اور بر کروا کر چلی جانا مجھے گھر جانا ہے۔"

وہ اس کی جانب اپنا کارڈ اچھالتے بھاگنے والے انداز میں باہر پارکنگ کی جانب بڑھا تھا۔ کنپٹی کی رگیں آخری حد تک پھولی ہوئی تھی۔ ناجانے اب اس کا یہ غصہ آفندی ہاؤس کے مکینوں پہ کیا قہر ڈھانے والا تھا۔

میری خواہشات کا قتل کر کے خود تم ڈنکے کی چوٹ پہ میرے ہی دوست کے سامنے اپنی محبت کا پرچم لہرا رہی ہو پریسہ۔"

اس کی گرفت سٹئیرنگ پہ مضبوط ہوئی تھی۔ وہ ضبط کی انتہاؤں پہ تقریباً ریش ڈرائیونگ کرتے آفندی ہاؤس کی جانب روانہ ہوا تھا۔ تقریباً دس منٹ میں اس کی گاڑی کے پہیے گھر کے پورچ میں چڑچڑائے تھے۔ اس نے اذیت سے ہاتھ کی مکہ بناتے سٹئیرنگ پہ مارا اور گاڑی لاک کرتے تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھا تھا۔

"پریسہ۔ پریسہ کہاں ہو تم۔"

اس کی تیز آواز جوں ہی لاؤنج میں گونجی عافیہ بیگم پریشانی کے عالم میں ہانپتی باہر نکلی اسے اشتعال کے عالم میں زینے چڑھتا دیکھا انہوں نے عفیفہ کی جانب دیکھا جو خود بھی حیرت سے غیر معمولی شور سن کمرے سے باہر نکل رہی تھی۔

"کیا ہوا آنٹی یہ آواز کیسی تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ڈوپٹہ سر پہ درست کرتے نا سمجھی سے گویا ہوا جوابا وہ مختصر اًصدام کا رویہ اسے بتاتے اپنی پیشانی سہلانے لگی۔کچھ ہی دیر میں انہیں ریلنگ سے نیچے اترتے دکھائی دیے۔پریسہ کی حالت دیکھ عافیہ اور عفیفہ تڑپ کر اس کی جانب بڑھی جو اس کے ساتھ ہی بے دردی سے کھینچی چلی آ رہی تھی۔

"بھائی آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔"

پریسہ اپنی نازک کلائی کو اس کی سخت گرفت میں محسوس کرتے بری طرح روتے ہوئے نا سمجھی سے گویا ہوئی جس میں تکلیف سی اٹھ رہی تھی کیونکہ اس کے ساتھ چلنے سے وہ بھی اس کے ساتھ ہی کھینچتی چلی جا رہی تھی۔

"وہی جہاں تمہیں بہت پہلے ہونا چاہیے تھا۔تم ہم میں سے کسی کی محبت اور اعتبار کے لائق نہیں ہو۔"

وہ اشتعال کے عالم میں حلق کے بل دھاڑا۔پریسہ نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی ماتھے کی رگیں ابھر کر پھٹنے کے قریب تھی۔جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔

"بھائی میں سمجھی نہیں۔پلیز میرا ہاتھ چھوڑیں مجھے درد۔"

اس سے پہلے کہ وہ بھرائے لہجے میں اپنی بات مکمل کرتی صدام نے ایک جھٹکے سے اسے آفندی ہاؤس کے دروازے کے پاس لا کر چھوڑا تھا۔وہ بری طرح لڑکھڑاتے منہ کے بل زمین بوس ہوئی تھی۔تکلیف کی شدت سے اس کے لبوں سے ایک کراہ نکلی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ابھی کے ابھی اس گھر سے نکل جاؤ پریسہ کیونکہ تمہاری اب اس گھر میں کوئی جگہ نہیں ہے میں تمہاری جیسے بے حیالڑکی کو اپنی بہن کی تسلیم نہیں کر سکتا۔ تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آئی یہ حرکت کرتے ہوئے پریسہ۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں لیے ایک ایک لفظ چبا چبا کر پھنکارا۔ پریسہ کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ آنکھیں پل بھر میں آنسوؤں سے لبریز ہوئی۔ اتنا گندا لفظ اپنے بھائی کے لبوں سے سن کر اس کی آتی جاتی سانسیں بھی لڑکھڑائی تھی۔ باقی سب فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھ رہے تھے جو کبھی جسے لاڈو کہا کرتا تھا آج اسی لاڈوں میں پلی بہن کو بری طرح دھتکار رہا تھا۔ گھر سے جانے کا بول رہا تھا۔ عفیفہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا اور روتی ہوئی عافیہ کو سینے میں بھینچا تھا۔ دل ہی دل میں وہ عادل کے جلدی گھر آنے کیلیے دعا گو تھی۔

"صدام چھوڑ و اسے وہ تمہاری بہن ہے۔"

عافیہ بیگم روتے روتے اس کے آگے ہاتھ جوڑ گئی۔ پریسہ نے نم نگاہوں سے عافیہ کی جانب دیکھا۔ عفیفہ اس دوران سن کھڑی خاموش تماشائی تھی۔

"بھائی ایسامت کہیں پلیز میں نے کچھ۔"

وہ نفی میں سر ہلاتی اپنے وجود میں اٹھتی ٹیسوں کو برداشت کرتے اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے ہاتھ تھامتی صدام نے بری طرح اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔ چہرے پہ ناگواری کا عنصر صاف نمایاں تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مجھے آئندہ بھائی مت کہنا میں تمہارا بھائی نہیں ہوں میرے رشتے کو خود کے ساتھ جوڑ کر پامال مت کرو۔ہماری عزت کا ہی خیال نہیں کر سکی تم اپنی کرتوتوں کے پیچھے ہمارا نام بھی خراب کرنے جارہی تھی۔تم اس گھر سے دفعہ ہو جاؤ اس سے پہلے کہ میرا ضبط ٹوٹ جائے اور میں تمہیں جان سے مار ڈالوں۔"

اس کی بات پہ وہ لہو رنگ آنکھوں سمیت اس کے بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے غرایا۔پریسہ کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا جسے نجانے ایکدم سے کیا ہو گیا تھا۔وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ ایسا کیوں کہہ رہا ہے وہ۔آنسوؤں تواتر اس کے گالوں پہ بہہ رہے تھے۔اس نے اپنے کپکپاتے لبوں کو آپس میں پیوست کرتے اسے تھامنا چاہا۔

"بھائی نہیں۔"

اس سے قبل کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی لاؤنج کی فضا میں ایک زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی تھی جس کی بدولت اس کا سر ساتھ ہی لگے پلر سے بری طرح ٹکرایا تھا۔اس کے لبوں سے دلخراش چیخ بلند ہوئی۔ساتھ ہی چاروں اطراف میں سکوت چھا گیا۔عافیہ نے تڑپ کر اس کی جانب جانا چاہا مگر صدام نے غصے سے غراتے انہیں وہی ٹوک گیا تھا۔انہوں نے ویران نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا جو اس کی چھوٹی سی چوٹ پہ تڑپ اٹھتا تھا وہ کیسے بے حس بنا ہوا تھا۔

"ماما ایک قدم بھی آگے نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنی سرخ ہوتی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔اپنے چہرے پہ پڑنے والے تھپڑ سے پریسہ کا گال تک سنسنا اٹھا تھا۔اس نے ساکت نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ذرا سی بھی نرمی کا تاثر نہیں تھا۔

****

"تم غلط کر رہے ہو صدام یہ ٹھیک نہیں ہے تمہارے بابا کو معلوم ہوا تو وہ تم سے قطع تعلق کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔تم پری کے ساتھ کچھ غلط نہیں کر سکتے اس کی ماں زندہ ہے ابھی۔"

عافیہ اسے تنبیہہ کرنے والے انداز میں گویا ہوئی۔صدام نے تمسخرانہ انداز میں مسکراتے نفی میں سر ہلایا تھا۔پریسہ دم سادھے چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کی محبت رسوائی کی صورت میں اس کے منہ پہ طمانچے کی طرح پڑے گی۔اس کا تو سب کچھ لٹ گیا تھا۔

"بابا کو بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا جب ان کے سامنے بھی اس کی اصلیت آئے گی مجھے میری محبت سے دستبردار ہونے کا بول رہی تھی اور خود میرے ہی دوست کے ساتھ۔"

وہ بولتے بولتے تھم کر آنکھیں سختی سے میچ گیا اور سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچ گیا تھا پریسہ نے اذیت سے آنکھیں میچی البتہ عفیفہ کا چہرہ بالکل بے تاثر تھا وہ یک ٹک صدام کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

"بھائی بس کریں بس کریں میرے کردار پر کیچڑ اچھالنا بہن ہو میں آپ کی ایک بھائی ہو کر کیسے آپ ایسی حرکت کر سکتے ہیں ہاں میں نے محبت کی ہے مگر میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا مگر آپ مسلسل میری بغیر سنے

All Rights Reserved By Novels Lounge

مجھے گندا کر رہے ہیں۔ بھول گئے ہیں کیا اپنی لاڈو کو جسے آپ لاڈو لاڈو کہتے نہیں تھکتے تھے آج اسی کے خلاف بولتے ہوئے آپ کو ذرا بھی افسوس نہیں ہو رہا۔ اس قدر بدگمانی کہ آپ رشتوں کا فرق ہی بھلا بیٹھے ہیں۔"

وہ اپنا ضبط ہوتے چیخ اٹھی اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ عافیہ نے یہ مشکل اپنی سسکی دبائی صدام نے زہر خند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو کس قدر دھڑلے سے اپنی محبت تسلیم کر رہی تھی۔

عافیہ نے اسے دیکھ لے سے نفی میں سر ہلایا جیسے اسے روکنا چاہ رہی ہو مگر وہ تو جیسے کسی کی سننے کی حالت میں ہی نہیں تھی۔

یہ دیکھ رہی ہے آپ ماما یہ دیکھ رہی ہے اس کا پورا پر اعتماد لہجہ جسے سامنے کھڑے بھائی کا ہی لحاظ نہیں ہے تم" ابھی کے ابھی نکل جاؤ یہاں سے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ تمہیں اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ میں خود پر ضبط کھو رہا ہوں یہ نہ ہو کے میں کچھ غلط کر دوں جس کا پچھتاوا تا عمر مرے ساتھ کسی ناسور کی مانند لپٹ جائے۔"

وہ شدید اشتعال کے عالم میں غرا اٹھا پریسہ نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا البتہ عفیفہ کے چہرے پر اس سارے عرصے میں پہلی بار ناگواری کا تاثر پھیلا تھا۔ پریسہ نے خود پہ قابو پاتے سختی سے مٹھیوں کو بھینچا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں جاؤں گی میں یہاں سے کہیں بھی کیوں کہ یہ آپ سے قبل میرے باپ کا گھر ہے اور باپ اپنی بیٹیوں کو رسوا نہیں کرتے یوں گھروں سے بے دخل کر کے۔نہیں جاؤں گی میں نہیں جاؤں گی بابا کہاں ہے آپ۔پلیز آجائیں۔"

وہ روتے روتے تکلیف کے عالم میں دل ہی دل میں عدل کو مخاطب کر بیٹھی اور خود میں ہمت مجتمع کرتے گھر کے اندر قدم رکھا تھا یہ سب کرتے دل بری طرح لزر رہا تھا کیونکہ صدام سے کوئی بعید نہیں تھا کہ ایک بار پھر ہاتھ اٹھانے سے گریز نا کرتا۔اسے حیرت کے ساتھ ساتھ دکھ بھی ہوا تھا عفیفہ کی مستقل خاموشی سے۔ زیادہ نہ سہی وہ کچھ نہ کچھ تو اس کے حق میں بول نہیں سکتی تھی مگر اس کی خاموشی کو بری طرح چبھی تھی آج اس کا دل ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔عافیہ کو دیکھتے اس نے بمشکل اپنی سسکی دبائی انہوں نے آگے بڑھ کے ساتھ ان کے اپنے ساتھ لگایا تو وہ مزید شدتوں سے روتے ایک بار پھر بکھر گئی تھی۔

"بس میرا بچہ روتے نہیں۔"

عافیہ اسے پچکارتے ہوئے اس کے گالوں پر بہنے والے آنسوؤں کو صاف کرنے لگی۔پریسہ کا پورا وجود مسلسل رونے کی بدولت ہچکولے کھا رہا تھا۔

"ماما میں نے کچھ غلط نہیں۔"

"میں جانتی ہوں میرا بچہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی بات درمیان نہیں کاٹتے اسے سینے میں بھینچتے ہوئے بولی جو نہ جانے کس راہ کے مسافر بن گئی تھی۔ان سب کی لاڈلی اولاد جسے کبھی ذرا سی خراش بھی آتی تھی تو سب طرف اٹھتے تھے وہ آج یوں سب کے سامنے اپنی پاکیزگی کی گواہیاں دے رہی تھی۔کیا اس سے بھی برا دن ان سب کے لئے کوئی بھی ہو سکتا تھا۔

صدام نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا جیسے اس کے بعد بالکل بھی قابل برداشت نہ ہو۔

نہیں تم جھوٹ بول رہی ہو کیا ہے تم نے غلط تم غلط ہو میری محبت کی قاتل ہے یہ ماما یہ جانتے ہیں کہ کومل" سے محبت کرتا ہوں مگر پھر بھی اس نے جان پوچھتے مجھے اس لڑکی سے جوڑا جو میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی جس سے میں نفرت کرتا تھا میں نے انکار کیا تھا مگر یہ گڑگڑائی تھی میرے سامنے کہ میری دوست کو اپنا لو اسے نکاح کر لے تاکہ وہ اس یاسر نامی بلا سے نجات پا سکے میں نہیں کرنا چاہتا تھا یہ سب آپ سب کو یہ تو دکھائی دے رہی ہے اس کا غم بھی دکھ رہا ہے اس کے رونے پہ تکلیف بھی اٹھ رہی ہے مگر میری تکلیف کا کیا ماما کیا میں آپ سب کیلیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا بابا نے اس دن مجھے سننا بھی گوارا نہیں کیا اور آپ جب اس کا مجھ سے نکاح ہو رہا تھا اس وقت آپ بھی تو خاموش تھی آپ کیوں نہیں بولی میرے حق میں آپ کو کم از کم بولنا چاہیے تھا ایک ماں کو بولنا چاہیے تھا۔"

وہ بھیگے لہجے میں خود اذیتی کی کیفیت میں بولا۔اتنے دنوں کا غبار تھا جو آج اس صورت میں بہ نکلا تھا۔عفیفہ نے تلخ مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا اور ایک بے یقین نگاہ پریسہ پہ ڈالی تھی جو عافیہ کے پہلو میں بے دم

All Rights Reserved By Novels Lounge

بلکل خاموش ساکت بیٹھی تھی۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔عافیہ نے نفی میں سر ہلاتے اسے مزید بولنے سے روکنا چاہا مگر وہ بھی جیسے آج سب کچھ بولنے کی قسم کھا کر آیا تھا۔

"نہیں آج میں کم از کم خاموش نہیں ہونگا اس کی دوست کو بھی تو معلوم پڑے کہ اس کی دوست اوہ جان عزیز دوست جو ہے وہ کس صورت میں اسے بچانا چاہ رہی تھی تو سنو تم کان کھول کر یہ چاہتی تھی کہ تمہارا نکاح مجھ سے ہو جائے اور جیسے میں اس یاسر نامی شخص سے تمہاری جان چھوٹے تو میں تمہیں طلاق دے کر جس کے ساتھ گھر بسانا چاہو بسا سکتا ہوں ویسے وہ پیشکش اچھی تھی مگر اب تو تم نا جانے میرے کس گناہ کی بدولت میرے سر سے بوجھ بن کر نازل ہو گئی ہو۔"

وہ مذاق اڑانے والے انداز میں بولتے بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔پریسہ نے تڑپ کر عفیفہ کی جانب دیکھا اور ایک نگاہ صدام پہ ڈالی جو نا جانے کیوں اس پہ یہ سب باتیں واضح کر رہا تھا۔

"خدارا بھائی آپ تو بدل گئے ہیں مگر مجھ سے میرے مزید رشتے مت چھینیں میں ان کے جانے سے ہی مر جاؤں گی۔"

وہ اس کے پیروں میں گرتے ہوئے بولی۔جس بھائی پہ وہ جان وارتے نہیں تھکتی تھی اسی نے آج یہ دن اسے دکھا دیا تھا۔کیا اس سے بری بھی ہو سکتی تھی زندگی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔وہ عفیفہ کے ساتھ کم از کم اپنے تعلقات خراب نہیں کر سکتی تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام نے سختی سے اس کا بازو تھامتے اپنے مقابل کیا اور اسے کھینچتے ہوئے ایک بار پھر باہر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ عفیفہ خالی خالی نگاہوں سے ان کی پشت کو نگاہوں سے اوجھل ہوتا دیکھ رہی تھی۔ عافیہ ہانپتے ہانپتے اس کے پیچھے بھاگی مگر اتنی ہی دیر میں وہ بے دردی سے اسے باہر کی جانب دھکیل چکا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ بری طرح منہ کے بل زمین بوس ہوتی دو مضبوط بازوؤں نے اسے تھامتے سہارہ دیا تھا۔ پریسہ کے لبوں سے جھٹکا لگنے کی بدولت ایک کراہ سی نکلی۔ اس کے برعکس عفیفہ کے چہرے پہ جیسے زندگی کی رمق دوڑ گئی تھی اور عفیفہ تو تو انتظار ہی انہی کا تھا۔

"پری۔"

ان کی سرسراتی آواز پہ پریسہ نے بھیگی نگاہیں جوں ہی اوپر کی جانب اٹھائی مقابل کھڑے عادل کو دیکھ اس کے آنکھوں سے پے در پے آنسو گالوں پہ بہتے چلے گئے۔

"بابا۔"

وہ بے یقینی کی کیفیت میں ان کے سینے پہ ہاتھ رکھتی انہیں ٹٹولتی ایک جھٹکے میں ان کے سینے سے لگتی زار و قطار رودی تھی۔ انہوں نے لرزتے دل سمیت صدام کی جانب دیکھا جس کا چہرہ آخری حد تک سرخ پڑ رہا تھا۔ وہاں سے ہوتے ہوئے ان کی نگاہ پریسہ کی پیشانی پہ لگے خون کی جانب اٹھی اور ان کی آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔

"صدام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ وہ بمشکل ہی سن پایا۔انہوں نے کانپتے ہاتھوں سے اسے خود سے الگ کیا تھا۔

"یہ سب۔"

ان کی زبان ان کا ساتھ دینے سے انکاری تھی۔عفیفہ نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔ناجانے وہ یہ سب جاننے کے بعد ان کا ردِ عمل کیا ہونے والا تھا۔

"بابا میں نے کچھ نہیں کیا بابا میں بری نہیں ہوں۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامتے جیسے انہیں یقین دلا رہی تھی۔صدام نے تلخی سے ہنستے سر جھٹکا جیسے اس کی بات بلکل بھی پسند نا آئی ہو۔

میں بتاتا ہوں بابا آپ کو کہ یہ کس قدر اچھی ہے۔یہ اتنی اچھی ہے اتنی اچھی ہے کہ میرے دوست سے محبت" کرتے ڈنکے کی چوٹ پہ اس کے سامنے اظہار کرتی ہے یہ اتنی اچھی ہے وہ مسلسل اس کے جذبوں سے انکاری ہے مگر یہ اس کے سامنے گڑگڑاتی ہے کہ نہیں اسے اپنا لیا جائے اتنی اچھی ہے یہ بابا جو اپنی تمام شرم بھلائے "بیٹھی ہے ہماری غیرت لٹانے جا رہی تھی یہ اس سے بڑا بے شرم۔

اس سے قبل کہ وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے اپنی بات مکمل کرتا اپنے منہ پہ پڑنے والے ذناٹے دار تھپڑ کی بدولت اس کا گال بری طرح سنسنا اٹھا۔وہ بے یقینی کی کیفیت میں بری طرح لڑکھڑایا تھا۔سب نے حیرت کی زیادتی سے پھٹی نگاہوں سمیت منہ پہ ہاتھ جمایا اور فق چہرے سمیت عفیفہ کی جانب دیکھا جو گہرے گہرے سانس بھرتے اپنے آنسوؤں پہ ضبط کیے اس کے مقابل کھڑی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایک لفظ مزید اور نہیں ایک لفظ بھی نہیں ورنہ میں تمام لحاظ بالائے طاق رکھ دوں گی مسٹر صدام آفندی کہ " آپ کا میرے سے رشتہ کیا ہے میں سمجھتی تھی کہ یہ سب مجھ سے نفرت کی بدولت آپ سب کے ساتھ ایسا رویہ اختیار رکھتے ہیں مگر میرا بھی کیا قصور جس طرح آپ ذبردستی اس بندھن میں بندھے ہیں ویسے ہی میرے لیے بھی یہ سب کچھ بلکل غیر متوقع تھا۔اس موقع پہ غصہ بھی قابو کیا جاسکتا ہے مگر آپ غصے میں سب کچھ بھلا دیتے ہیں۔صبر سے بھی کام لیا جاتا ہے ایسی صورتِحال میں۔میں یہ سب نہیں کہنا چاہتی تھی مگر مجھے آپ نے ہی مجبور کیا ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہ کرنے والے انداز میں پھنکاری۔چہرے پہ کسی بھی قسم کی نرمی کا شائبہ نہیں تھا۔صدام اس کے تھپڑ پہ بھرتے اس سے قبل کہ اس کی جانب بڑھتا عادل کی دھاڑ پہ وہی تھم گیا تھا۔

"وہاں سے ایک قدم بھی آگے مت بڑھانا صدام ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ تم میری اولاد ہو۔"

وہ نفرت میں ڈوبے لہجے میں گویا ہوئے۔اس کا تھپڑ کھانے کی بدولت ابھی تک گال کے ساتھ ساتھ دل بھی جل رہا تھا۔اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے اس پہ ہاتھ اٹھانے کی جرأت کی تھی۔

"بابا نہیں آپ مت ماریے گا مجھے۔"

پریسہ خوفزدہ انداز پہ گال پہ ہاتھ رکھتے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔عادل نے ترحم بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔عفیفہ مسلسل کٹیلی نگاہیں اسی پہ جمائے کھڑی تھی۔

"دل تو میرا شدت سے چاہ رہا ہے کہ دو مزید لگاؤں آپ جیسے بھائی پہ۔یقین کریں میرا ایسا بھائی ہوتا نا تو اس کے منہ پہ میں تھوکنا نہیں پسند نا کرتی اتنی نفرت ہوتی مجھ سے۔ایسے بھی ابھی ویسی ہی نفرت مجھے آپ جیسے شوہر سے ہو رہی ہے افسوس تو دور کی بات رونا آرہا ہے مجھے یہ سوچ سوچ کر کہ میں آپ سے جڑی ہوئی ہوں۔آپ جیسے مرد مرد کہلانے کے لائق نہیں ہوتے۔کیا اپنی بہنوں کو یوں کسی غیر مرد سے محبت سے روکنے کے بعد آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ بہت اچھے مرد ہیں آپ سے بہتر کوئی ہو نہیں سکتا۔ہے نا تو پھر وہی احکام آپ پہ کیوں نہیں لاگو ہوتے۔ایسے مرد صرف گھٹیا ہوتے ہیں جو خود بیوی کی موجودگی کے بعد بھی دوسری لڑکیوں کی باہوں میں باہیں ڈالے پوری جامعہ میں گھومتے ہیں اور بہن کے وقت آپ کی غیرت جاگ جاتی ہے واؤ صدام صاحب آپ کی غیرت کو سلام۔اس وقت غیرت نہیں جاگتی آپ کی جب اس کومل کے ساتھ چپک کر بیٹھتے ہیں ارے نہیں وہ تو آپ کے لیے فخر کی بات ہو گی کیونکہ اس سے تو آپ کی مردانگی واضح ہوتی ہے کیوں انکل ٹھیک بول رہی ہوں نا میں۔ تبھی تو یہ مرد کہلائے جائیں گے۔"

وہ سرد لہجے میں اس کی سماعتوں میں صور پھونکتی ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی اور ساتھ ہی عادل کو بھی بات میں گھسیٹا تھا جو عفیفہ کی بات پہ بے یقین سے تھے۔

"یہ ابھی بھی کومل کے ساتھ۔"

انہوں نے صدماتی کیفیت میں عفیفہ کی جانب دیکھا جو ان کی بات پہ تلخی سے مسکرا دی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

کومل کے ساتھ نہیں صرف خوب عیاشیاں ہو رہی ہیں انکل انہیں منایا جارہا ہے انہیں شاپنگز کروائی جارہی "ہے ارے مرد جو ہیں۔ کوئی انہیں کیا کہہ سکتا ہے عورت ہوتے تو ابھی سو جوتیاں منہ پہ پڑی ہوتی۔ایسی صورتحال میں تو عورت کی جان بھی لینا جائز ہے ابھی اگر مرد ہوتا تو یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا کہ چھوڑو مرد ہے اس "کو کچھ مت کہو۔

وہ اذیت سے بولتے آخر میں تمسخر سے ہنس دی۔

کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ جب سب آپ کے خلاف کھڑے ہو اور آپ پوری محفل میں کوئی ایک اپنا" تلاش کر رہے ہو مگر وہ ڈھونڈنے سے بھی نا ملے۔اچھا ہی محسوس کر رہے ہونگے اگر آپ اچھا نہیں بھی محسوس کر رہے تو کوئی بات نہیں میں بہت اچھا محسوس کر رہی ہوں دلی خوشی ہو رہی ہے ہم دونوں میں پھوٹ ڈالنا چاہ رہے تھے ناہماری دوستی خراب کرنا چاہ رہے تھے مگر میری ایک بات آپ کان کھول کر سن "لیں کہ ہماری دوستی وقت بڑھنے کے ساتھ ساتھ مضبوط ہوگی کم تو کسی صورت نہیں ہوگی۔

وہ جتانے والے لہجے میں گویا ہوئی۔

انکل میں معذرت چاہتی ہوں ان سب چیزوں کیلیے مگر میں صرف آپ کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ میں جو" بھی بات کرنا چاہتی تھی وہ آپ کے سامنے اور ڈنکے کی چوٹ پہ کرنا چاہتی تھی۔اگر پریسہ نے شہرام سر کو پسند کیا تھا اور ان سے اظہار بھی کر دیا تھا اس سے غلطی ہوئی چلیں گناہ بھی مان لیتے ہیں مگر وہ اپنی ماں کے کہنے پہ پیچھے بھی ہٹی تھی۔ابھی آپ ہی بول رہے تھے نا کہ محبت سے دستبردار ہونے کا دکھ کیسا ہوتا ہے کوئی نہیں

All Rights Reserved By Novels Lounge

سمجھ سکتا تو پوچھیں اس سے کیسا ہوتا ہے وہ دکھ کبھی اپنی بہن سے محبت سے بات کی ہوا سے اعتماد میں لیا ہو تو کچھ معلوم ہوتا یا اپنی عیش و معشوقیوں سے فرصت میسر تو اس وقت نا۔انکل آپ پریسہ کو کچھ بھی کہے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا نا مجھے برا لگے مگر یہ شخص کم از کم یہ حق نہیں رکھتا کہ خود کو ٹوک کر خود اسی راہ کا مسافر ہو اسی لیے کہتے ہیں کہ کسی کو کچھ بھی جتانے سے قبل اپنے گریبان میں جھانک لینا چاہیے ورنہ کسی کیلیے گڑھا کھودوں گے تو اس مشقت میں خود بھی اسی گڑھے میں جا گروگے۔"

وہ خشک لبوں پہ زبان پھیرتے بھیگے لہجے میں باور کروانے والے انداز میں بولی۔پریسہ کی ہچکی بلند ہوئی تھی۔

"پری آپ نے مجھے کیوں نہیں اس بابت بتایا شہرام اور آپ۔"

وہ پریشانی سے اپنی پیشانی مسلنے لگے۔پریسہ نے سہم کر ان کی جانب دیکھا۔

بابا میں کچھ نہیں کروں گی پکا میں آپ کی عزت پہ آنچ بھی نہیں آنے دوں گی میں نے ماما سے وعدہ کیا ہے "

"میں اپنا وعدہ نہیں توڑوں گی۔

وہ ان کا ہاتھ تھامتے انہیں انہیں یقین بخش رہی تھی۔اس کے برعکس عادل کی نگاہیں عافیہ کے چہرے پہ جمی تھی۔

"عافیہ آپ نے بھی کوئی ذکر نہیں کیا۔"

وہ اشتعال کے عالم میں بولے۔انہوں نے گھبرا کر چہرہ جھکا لیا البتہ صدام کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

"میں جانتی تھی یہ بات جاننے کے بعد گھر کا ماحول اس قدر گرم ہو جائے گا اس لیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیا گرم ہو جائے گا ماحول میں پوری بات سمجھ رہا ہوں کہ اس کی غلطی ہے میری بیٹی نے غلطی کی ہے جس پہ" اس نے وقت رہتے قابو بھی پایا ہے کوئی گناہ نہیں کیا تھا جس کی سزا اس قدر بھیانک ہوتی آج میں اپنی طبیعت خرابی کی بدولت اگر گھر نا آتا تو میری بیٹی تو یوں ہی سڑکوں پہ دربدر ہو رہی ہوتی۔اولاد ہے وہ میری لاوارث نہیں ہے وہ سمجھ آئی میری بات اور تمہیں میری بات اب تک سمجھ آجانی چاہیے ورنہ میں کوئی انتہائی قدم اٹھانے پہ مجبور ہو جاؤں گا۔"

وہ غیض کے عالم میں صدام کا بازو جھٹکتے سخت لہجے میں گرجے۔عفیفہ نے آگے بڑھتے پریسہ کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا تھا۔

اسے تم میرا احسان مت سمجھنا اسے بس دوستی کا حق سمجھنا جو میں مرتے دم تک نبھاؤں گی پری۔میں سمجھ" سکتی ہوں یہ دنیا بہت ظالم ہے مگر یہاں تو بھائی نے ہی جیتے جاگتے انسان کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔"

"وہ اس کے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے بولی اور اس کا ہاتھ سختی سے تھامتی صدام کی جانب بڑھی تھی۔

میری ایک آخری بات بس اس کے متعلق جس کے ذریعے آپ کو اس بات کا علم ہوا ہے اسے بول دیجیے گا" کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی ہو آج ایک بھائی جو اپنی بہن پہ جان چھڑکتا تھا اس کا بے دردی سے خون کر آیا ہے اب شاید نا وہ بہن رہے اور نا ہی وہ بھائی۔میں اپنی ذلت برداشت کر لوں گی مگر کسی بے گناہ کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں۔غلطیوں پہ تحمل سے بھی سمجھایا جاتا ہے مگر یہاں پہ آپ نے تو اس کے کردار پہ انگلی اٹھائی ہے اور وہ جواب میں پھر بھی کچھ نہیں بولی۔

"اس سے بڑھ کر کیا احترام ہو گا اس کی آنکھوں میں آپ کا۔ کاش یہ تھپڑ آپ کو میرے بجائے اسی نے مارا ہوتا۔

وہ ایک بھیگی کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالتے اسے لیتے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔عادل نے افسردگی سے اس کی پشت کو تکا ان کا دل پھٹ رہا تھا اس کے چہرے پہ زخم دیکھ اور اس سے زیادہ یہ سوچ سوچ کر جان نکل رہی تھی کہ یہ سب صدام نے کیا ہے۔

"میں ایک بات سمجھ نہیں پایا عافیہ شہرام تو شادی شدہ ہے تو پھر ہماری پریسہ۔"

زینوں کی جانب جاتی پریسہ کے قدموں کو ان کی بات پہ بے ساختہ بریک لگی۔عفیفہ کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی اس نے الجھن بھری نگاہوں سے پریسہ کی جانب دیکھا جسے عادل کی غیر متوقع بات سن ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی سماعتوں میں سیسہ انڈیل دیا ہو۔فضا میں آکسیجن کی کمی سی محسوس ہوئی تھی۔عفیفہ کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔پریسہ نے جھٹکے سے رخ موڑتے عادل کی جانب دیکھا جو عافیہ سے مخاطب تھے۔وہ غائب دماغی کی حالت میں ایک نظر انہیں دیکھتے لڑکھڑاتے قدموں سمیت زینے چڑھ گئی۔اس کی حالت دیکھ عفیفہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھی جس کی رنگت زرد پڑتی جا رہی تھی۔یہ بات ان دونوں کیلیے کسی دھچکے سے کم نہیں تھی کہ شہرام شادی شدہ تھا۔آج پریسہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ سچ میں سب کچھ ہار گئی

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہو۔ہاں آج وہ سب کچھ ہار گئی تھی۔اپنے بھائی کی محبت اور اعتماد اپنی محبت سب کچھ کسی ریت کی مانند اس کی ہاتھ سے پھسل گیا تھا۔

"صبر کرو میری جان۔"

عفیفہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔پریسہ نے چونک کر ویرانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"صبر ہی تو نہیں آتا مرے ہوئے بھی صبر آجاتا ہے مگر زندہ پہ کیسے صبر کرتے ہیں پلیز مجھے کرنا سکھادو تم۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔عفیفہ نے اس کی بات پہ اپنے گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو پونچھتے اسے گلے سے لگایا تھا۔وہ اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی کیونکہ اگر وہ کمزور پڑتی تو پری کون سنبھالتا۔

وہ تو ازل سے ہی کسی اور کے تھے اور میں انہیں دعاؤں میں مانگا کرتی تھی۔میں نے اپنے خوابوں کی اتنی بری "تعبیر نہیں چاہی تھی عفیفہ۔میں کیسے صبر کروں۔

وہ بھرائے لہجے میں بولتی اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔عفیفہ نے صدام کی باتیں یاد کرتے ایک بار پھر اسے سینے میں بھینچا تھا شاید اس کے زخموں پہ مرہم رکھنا چاہتی تھی۔

میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا صدام کیونکہ شاید اب بولنے کو کچھ بچا ہی نہیں ہے بس ایک بات کہوں گا کہ " ایک بار اپنے باپ کے کہنے پہ اس لڑکی سے ضرور استسفار کرنا کہ اس کا تمہیں ویڈیو دکھانے کا مقصد کیا

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا۔کیا پایا اس نے یہ سب کر کے اور اس کے پاس یہ ویڈیو آئی کہاں سے تھی۔اب سوالوں کے جوابات پوچھنا تم پہ لازم ہے۔"

وہ ایک خالی خالی نگاہ اس پہ ڈالتے مریل قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔عافیہ بھی ان کے تعاقب میں کمرے کی جانب بڑھی۔صدام کے ذہن میں مسلسل ان سب کے باتیں گڈ مڈ ہو رہی تھی۔اس نے دکھتے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھاما تو کومل کی باتیں ذہن میں گڈ مڈ ہونے لگی۔وہ ایکدم کسی نتیجے پہ پہنچتے بھاگنے والے انداز میں پورچ کی جانب بڑھا تھا۔اب اسے ان سوالوں کے جواب اسی کے پاس ملنے تھے۔گاڑی کا دروازہ کھولتے ہی عفیفہ کا اس پہ ہاتھ اٹھانا یاد کرتے وہ تنفر سے لب بھینچ گی۔کس قدر دھڑلے سے اس لڑکی نے اس کے گال پہ تھپڑ جڑ دیا تھا مگر پھر اس کی باتیں یاد کرتے وہ سر جھٹک گیا اور اگینشن میں چابی گھماتے گاڑی کومل کے گھر کی گلی کی جانب موڑی تھی۔اس کے گھر کے بابت ٹھیک سے تو وہ جانتا نہیں تھا کیونکہ ایک دو بار ہی وہ اسے ڈراپ کر پایا تھا اور وہ ہمیشہ اسے ٹوک دیتی تھی۔کچھ تو تھا جو غلط تھا مگر وہ فالوقت کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔

****

آسمان پہ بادلوں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔نیلے افق ہو سیاہ بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔دن میں بھی رات کا منظر معلوم ہو رہا تھا۔ایسے موسم میں وہ کمرے کی کھڑکیاں کھولے قریب رکھے صوفے پہ براجمان تھا۔ہاتھوں میں لیپ ٹاپ سائیڈ میز پہ سیگریٹ ایش ٹرے اور کچھ ضروری کاغذات رکھے ہوئے تھے گاہے

بگاہے اس کی نگاہ اطراف میں گھوم رہی تھی۔اس نے نواب کی جانب دیکھا جو دوسرے لیپ ٹاپ پہ نگاہیں

جمائے ناجانے کیا کیا تلاش کر رہا تھا۔

"سر آپ کو کچھ معلوم ہوا۔"

نواب کی آواز پہ اس نے سیگریٹ کا گہرا کش لیتے اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ہاں ہو گیا ہے معلوم مجھے اتنا کہ وہ جو بھی ہے کوئی اپنا ہے بہت قریبی ہے میرا۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں گویا ہوا۔نواب نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب سر اپنا کون۔"

وہ سرسراتے لہجے میں گویا ہوا۔

کوئی اتنا اپنا کہ وہ بس اچھا ہونے کا ڈھونگ رچاتا ہے جو اصل میں ویسا نہیں جیسا دکھائی دیتا ہے اور میں اس کی"

"چال کو بخوبی سمجھ گیا ہوں۔

وہ تنفر بھرے انداز میں بپھرے شیر کی مانند دھاڑا۔نواب اپنا لیپ ٹاپ چھوڑتے اب اس کی جانب توجہ

مبذول کرا چکا تھا۔

"سر کھل کو بولیں نا آپ۔"

وہ بے چینی سے انگلیاں چٹخاتے ہوئے گویا ہوا۔شہرام نے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے گہرا سانس فضا کے

سپرد کیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس سے قبل کہ وہ کچھ بولتا معاً بیل بجنے کی آواز پہ وہ اسے اشارہ کرتے

All Rights Reserved By Novels Lounge

باہر کی جانب بڑھ گیا مگر دو منٹ بعد جوں ہی اس کی واپسی ہوئی اس کے ساتھ ایک آدمی اور موجود تھا جس کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی فائل تھی۔

"ہاں بولو کیا خبر ہے۔"

اس کے سرد لہجے پہ ان دونوں کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اس نے حلق تر کرتے وہ فائل شہرام کی جانب بڑھائی۔

"سر آپ کی توقع کے عین مطابق وہ سچ میں کوئی اپنا ہی ہے کیونکہ میں نے ایک بار نہیں دو بار نہیں بلکہ تین بار وہ ویڈیو دوبارہ پلے کی ہیں اور تینوں بار ہی کچھ نیا دکھنے کو ملا ہے مجھے۔پہلا یہ کہ آپ کی رسم کے وقت کسی نے اسے باغیچے میں بلایا تھا۔وہ جانا نہیں چاہتی تھی مگر اسے زبردستی دو لڑکیوں نے بھیجا۔دوسرا یہ کہ پرخہ بی بی کے کمرے کے عین باہر دو سائے محسوس کیے گئے ہیں اور تیسرا یہ اور بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو کوئی بھی تھے اس حویلی کے چپے چپے سے واقف تھے اگر یہ کام کسی ارادے کے بغیر ہوا ہوا اور کسی انجان نے کیا ہو تو وہ رینڈملی کسی انسان کو چوز کرے گا مگر یہاں اس کیس میں شروع سے آخر تک پرخہ کی ذات کو ٹارگٹ کیا گیا ہے اینڈ نو ڈاؤٹ کہ آپ کے شک کی بدولت ہی میں اس کام پہ عمل کر پایا ہوں۔"

اس کے تفصیلاً جواب پہ نواب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی البتہ شہرام کی آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔اس کی نگاہوں میں نا جانے کیوں واقدار کا ڈرا سہما چہرہ لہرایا تھا اور دوسری جانب سرعت سے نوفل کا اس قدر میٹھا انداز۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"سر کوئی اپنا یہ کام کیوں۔"

نواب ہکلاتے لہجے میں بولا اور چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا جواب لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"سر آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ کا یوں باہر جانا کسی بھی خطرے سے خالی نہیں ہے اگر آپ کے مطابق یہ کوئی اپنا ہے تو اس کا اگلا نشانہ آپ بھی ہو سکتے ہیں وہ سکتا ہے کہ وہ آپ کے انتظار میں باہر نشانہ تان کر بیٹھے ہو کیونکہ اسے یہ بات اچھے سے اذبر ہو گی کہ آپ اس کی تاک میں ہے تو اس معاملے میں احتیاط بہت لازم ہے۔ آپ رکیں میں آتا ہوں۔"

اسے باہر کی جانب بڑھتا دیکھ نواب نے اسے یوں بھاگتا دیکھ کر ٹوکا اور اسے تاکید کرتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ اپنا موبائل اور اس کی چادر اٹھاتے اس نے بھی قدم اس کے ساتھ اس کی تقلید میں بڑھائے تھے۔ شہرام کو اس کی بات کسی حد تک درست محسوس ہوئی تھی۔ اس کے لبوں پہ ایک فاتحانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ جان گیا تھا کہ اب منزل زیادہ دور نہیں تھی جب یہاں تک کامیابی حاصل ہو گئی تھی تو مجرم کو تلاش کرنا اس کیلیے کم از کم مشکل کام نہیں تھا۔

"ویسے سر اپنا بھی ایسا دردناک وار جب کرتا ہے جب وہ آپ کا دشمن ہو کیونکہ زیادہ تر دشمن ہمارے اپنے ہی ہوتے ہیں انہیں ہی یہ بات اذبر ہوتی ہے کہ کس جگہ وار کرنا ہے جہاں سے سب کو تکلیف اٹھے اور یہاں آپ کی بہن پہ وار کیا گیا تا کہ سب کو اس تکلیف کا احساس ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات پہ شہرام نے کھردری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور سیگریٹ کا گہرا کش لیتے دھواں فضا کے سپرد کیا تھا۔

فلحال تک تو نوفیل آفریدی تھا مگر اس کا لہجہ اس کا انداز سب کچھ بدلا۔ایک منٹ گاڑی روکو جلدی سے روکو" "ڈیم اٹ۔

وہ سنجیدگی سے بولتے بولتے اچانک ناجانے فرنٹ میں کیا دیکھتے اشتعال کے عالم میں غرایا تھا۔نواب نے گھبرا کر جوں ہی گاڑی روکی وہ سرعت سے ان بیلنس ہوئی تھی۔شہرام گاڑی کا دروازہ کھولتے تیز قدموں سے جوں ہی دوسری سمت بھاگا وہ گاڑی یوٹرن لیتے دوسری سڑک پہ پہنچ چکی تھی۔اس نے گہرے گہرے سانس بھرتے غصے سے درخت پہ مکہ مارا تھا مگر اس کی زیرک نگاہوں سے اس کی گاڑی کا نمبر مخفی نارہ سکا۔اس کے دماغ نے تیزی سے اس نمبر کو رٹا تھا اب اس کی انگلیاں تیزی سے موبائل پہ حرکت کر رہی تھی۔

میں ایک گاڑی کا نمبر بھیج رہا ہوں اگلے پندرہ منٹ میں مجھے اس کی تمام تر تفصیلات چاہیے پندرہ منٹ" "مطلب پندرہ منٹ ہوتا ہے ایک سیکنڈ بھی اوپر ہوا تو جان لے لوں گا تمہاری۔

وہ چبھتے لہجے میں بولتے کال کاٹ گیا۔چہرے پہ پتھریلے تاثرات رقم تھے۔وہ اپنی شیو سہلاتے گاڑی کی جانب بڑھا مگر نواب کی پرسوچ نگاہیں اس کی چوڑی پشت پہ جمی تھی۔

****

"بات سنیں یہاں طارق صاحب کا گھر کونسا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام جوں ہی اس کے گھر کی گلی میں پہنچا گھر جے بابت تو وہ جانتا نہیں تھا تبھی کومل کے بابا کا نام لے کر اس کے متعلق پوچھنے کا سوچا تھا تبھی وہاں سے گزرتے ایک ادھیڑ عمر بزرگ کو مخاطب کیا۔اس شخص نے اپنی عینک آنکھوں سے نیچے کرتے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"طارق تمہیں کیا کام ہے اس سے۔"

وہ شک بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔صدام نے ضبط سے گہرا سانس بھرا۔اب وہ کومل کے بابت بتا تو سکتا نہیں تھا ورنہ معاملہ بگڑنے کا خدشہ تھا اور اس طرح اس کی عزت پہ بھی بات آتی جو اسے کسی صورت برداشت نہیں تھی۔

"میں مجھے ان سے کوئی کام تھا۔"

وہ بمشکل اپنے ہکلاتے لہجے پہ قابو پاتے ہوئے گویا ہوا۔ان کی مشکوک نگاہیں ابھی بھی اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے واپس مڑے اور اسے اپنی تقلید میں آنے کا اشارہ کیا تھا۔وہ ان کی نگاہوں سے گھبراتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ان کی پیروی کرنے لگا۔ایک بوسیدہ سے گھر کے سامنے جا کر ان کے قدموں کو بریک لگی تھی۔اسے حیرت ہوئی تھی اطراف میں بنے چھوٹے موٹے مکانوں کو دیکھ کیونکہ وہ کبھی اس علاقے میں آیا تو نہیں تھا مگر کومل نے بیشتر بار اسے اس چیز سے آگاہی ضروری تھی کہ اس گلی کو پار کرتے ہی آگے بڑا سا گھر ہمارا ہے۔

"آؤ اندر۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس شخص کی بات پہ صدام جھجکتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب سی بدبو نے چاروں اطراف میں بسیرا کیا ہوا تھا۔وہ وہاں سے چلتے چھوٹے سے صحن میں داخل ہوئے تو وہاں ایک چھوٹی سی لڑکی پانی کی بوتلیں بھرنے میں مصروف تھی اس کے برعکس کچن میں ایک نسوانی آنچل دیکھ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

"بیٹھو بیٹا کھڑے کیوں ہو۔رابعہ جا بھائی کیلیے پانی لے کر آ۔"

وہ اپنی چھوٹی سی بیٹی کو آواز دیتے ہوئے بولے۔صدام نے چونک کر نفی میں سر ہلایا۔اس تنگ سے ماحول میں ناجانے کیوں اسے گھٹن سی ہو رہی تھی۔

نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے اس کی آپ بس مجھے طارق صاحب کا پتہ بتا دیں مجھے ان سے بہت ضروری کام ہے۔"

وہ سہولت سے اسے انکار تھماتے ہوئے بولا تو وہ سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا گئے۔

"میں ہی ہوں طارق بولو اب کیا بات ہے تمہیں مجھ سے کیا کام ہے۔"

ان کے سنجیدہ لہجے پہ صدام نے صدماتی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا۔اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات اس شخص کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھے۔

آپ طارق مگر میں جتنا جانتا ہوں یہاں طارق صاحب کا بڑا سا گھر ہے اس گلی کا موڑ مڑتے ہی ایسا ہی ہے نا۔"

وہ بوکھلا کر بولا۔ناجانے کیوں دل کسی انہونی کے خیال سے دھڑک رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"دیکھو بچے تم نے ہم سے طارق کا پوچھا ہم نے بتادیا کیوں اس چھوٹے سے محلے میں میرے علاوہ کوئی طارق نہیں ہے دوسری بات بڑے گھر کی تو کیا تمہیں لگتا ہے کہ ان چھوٹے سے محلے میں کوئی کنال پہ مبنی گھر ہو سکتا ہے دکھنے میں تو عقل والے لگتے ہو مگر باتیں کسی بے وقوف سے کم نہیں ہیں تمہاری ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے بڑی خوبصورتی سے بیوقوف بنائے گئے ہو اور جس نے بنایا ہے اسے بھی کسی قسم کی مشکل نہیں پیش آئی ہو گی۔"

وہ اس کے چہرے کے اڑے اڑے رنگ دیکھ ہنستے ہوئے بولے۔ صدام کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔ وہ تنک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"دیکھیں میں آپ کی عزت کرتا ہوں مگر آپ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے یوں میری ذات پہ تبصرے کرنے کا میں یہاں اپنی ایک کلاس فیلو کا پتہ لگوانے آیا تھا اس کا نام کومل ہے میں کئی بار یہاں باہر مین تک اسے ڈراپ کر کے جاتا رہا ہوں اور اس کے مطابق اسی گلی کے اندر جا کر اس کا گھر ہے مگر اس کا سٹینڈرڈ اس قدر لو نہیں ہے۔"

وہ اب کی بار تفصیل سے انہیں روشناس کراتے ہوئے بولا۔ وہ بوڑھا دلکشی سے مسکراتے سر جھٹک گیا۔ صدام نے تند نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جس کی مسکراہٹ مسلسل اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ اس نے اشاروں میں اپنی بیوی کو پانی لانے کا اشارہ کیا تو وہ سرعت سے چہرہ نقاب سے چھپاتے پانی کا گلاس ٹرے میں لاتے اس کی جانب بڑھا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پانی پکڑ لے کیونکہ اگلی بات اسی کے ذریعے تیرے حلق میں اترے گی۔"

اس کی بات پہ صدام کا دل دھک سے رہ گیا۔اس نے آنکھوں میں ویرانی لیے وہ گلاس سختی سے تھام لیا۔یہ سب باتیں جان کر حلق میں سچ میں کانٹے سے چبھنے لگے تھے۔اگر وہ سچ میں یہاں نہیں رہتی تھی تو اس کا صدام کے ساتھ یہاں آنے کا جواز کیا تھا۔اس کے ذہن میں کھچڑی سی پکنے لگی۔

پہلے تو مجھے شک ہوا تھا مگر اب یقین ہو گیا ہے کہ تجھ سے بڑا بیوقوف کوئی نہیں ہے شاید نہیں یقیناً تو بھی اس" گروہ کے ہتھے چڑھ گیا ہے جو لوگوں سے پیسے ہتھیانا جانتے ہیں۔آج کل بڑی افواہ پھیلی ہوئی ہے تو خبریں نہیں سنتا کیا۔کل رات ہی کو ہمیں اس بارے میں مکمل معلومات ملی تھی تو ہم سب محلے والوں نے ان سب کو پولیس کی حراست میں دے دیا نا جانے اب تو سچ میں اس گروہ کے کسی فرد کے شکنجے میں ہے یا نہیں۔وہ یہی رہتے تھے مگر کسی بڑے گھر میں نہیں بلکہ چھوٹے سے بوسیدہ سے گھر میں جہاں کھانے کے فاقے ہوتے ہیں "اور اس بابت میں نہیں جانتا کہ اس لڑکی نے تجھے اپنا نام کومل طارق کیوں بتایا ہوا ہے۔

وہ تمسخر سے ہنستے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولے۔صدام کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو مزید کچھ بھی بول رہے تھے مگر صدام کو اپنے کان سائیں سائیں کرتے محسوس ہو رہے تھے معاً کسی سوچ کے تحت اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے ان کی جانب دیکھا اور بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں ایسا ممکن نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو اچھے کھاتے پیتے گھرانے کی لڑکی ہے آپ شاید جھوٹ بول کر مجھے "
" گمراہ کرنے کی کوششوں میں ہیں مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے ان کی بات کا اثر زائل کرنے کی کوششوں میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس شخص نے لاپرواہی سے شانے اچکائے تھے۔ صدام گلاس وہی پٹخنے والے انداز میں رکھتے تن فن کرتے وہاں سے باہر نکلا اور خود ہی اس گھر کی تلاش میں اطراف میں نگاہیں دوڑانے لگا۔

" یہاں تو سچ میں کسی ایسے گھر کا گمان نہیں ہے جس کا ذکر کومل مجھ سے کرتی تھی۔ "

وہ اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے تفکر بھرے لہجے میں گویا ہوا اور ڈھیلے ڈھالے قدموں سمیت وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گیا۔

فون کر کے پوچھ لے اس سے مگر اب اس لڑکی کے پیچھے کسی اور کو دکھ سے روشناس نا کرائی تیری شکل دیکھ " کر اندازہ ہو رہا ہے کہ جیسے تو سب کچھ کھو آیا ہے ہر رشتہ ہر وہ محبت ہر چیز اس سے قبل کہ تجھے ہاتھ پھیلا کر " مانگنے کی نوبت آجائے سنبھل جا۔

آگے کی جانب قدم بڑھاتے بے دھیانی میں اس شخص کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ فق چہرے سمیت جہاں کا تہاں رہ گیا بھلا وہ اس بابت کیسے جان گیا تھا مگر پھر بھی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی جرأت نہیں کی تھی وہ خوفزدہ انداز میں وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے پہلی فرصت میں کومل کو فون ملایا تھا تاکہ اس شخص کی بات تو جھوٹی ثابت ہو سکے کیونکہ اگر وہ اس گروہ سے تعلق رکھ رہی ہوتی تو لازماً وہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

بھی جیل میں ہوتی وہ ابھی انہی سب بے لگام سوچوں میں غلطاں تھا معاًدوسری جانب سے فون اٹھاتے ہی اس کے چہرے پہ اضطراب کی جگہ رونق نے لے لی۔

"کیسے ہو صدام تم ٹھیک ہونا اس وقت فون کیا تم نے۔"

اس کی کھنکتی ہوئی آواز پہ صدام کو اپنے حواس بحال ہوتے محسوس ہوئے۔وہ دلکشی سے مسکرادیا تھا۔اس شخص کی باتیں ایک لمحے میں زائل ہوتی محسوس ہوئی۔

"ہاں بس ایسے ہی بات کرنے کو جی چاہ رہا تھا تم بتاؤ کہاں ہو۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولتے ایک نظر دوبادہ اس گلی کو دیکھ گاڑی ایک جست میں آگے کی جانب بڑھا گیا۔اس دوران اس کی سماعتیں مسلسل کومل کی جانب مبذول تھی۔

میں تو گھر ہوں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔دراصل آج ملازمہ نے چھٹی کرلی تو مام کے ساتھ کچھ اہم کام "کروا رہی تھی۔"

اس کی بات پہ ایک بار پھر صدام کے مسکراتے لب سمٹے تھے۔گھر کی بات پہ اس نے پریشانی سے پیشانی مسلی۔اسی دوران اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

"میں تمہارے گھر آرہا ہوں مجھے تمہیں پک کرنا ہے ساتھ شاپنگ پہ لے کر جانا ہے۔"

اس کے ایک سیکنڈ میں پلین بنانے پہ کومل کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے حلق تر کیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

گھر کا مطلب تھا کہ میں دوست کے گھر ہوں کیونکہ گھر اس کا ہو یا میرا بات تو ایک ہی ہے نا۔ ماما بھی یہی ہیں "اور ہو سکتا ہے کہ اب ہم یہی رہے اگلے کچھ دنوں کیلیے۔

وہ اسے ٹالنے والے انداز میں بولی مگر اس کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ صدام کی سماعتوں سے مخفی نہیں رہی۔ شک کا پودہ ایک بار پھر سے ابھرنے لگا تھا۔

"ارے ایسا کیوں اپنے دادا کا گھر چھوڑ کر کسی دوست کے گھر ٹھہرنا یوں مناسب تو نہیں ہوتا نا۔ تم"

"ہاں مگر اس گھر میں لائٹ وغیرہ کا کوئی پرابلم ہو رہا تھا تبھی ہم کچھ دنوں کی خاطر یہاں شفٹ ہو گئے۔"

اس کی بات درمیان میں بھی اچکتے وہ مصنوعی افسردہ لہجے میں گویا ہوئی۔ صدام کی آنکھیں لہو چھلکانے لگی ہاتھوں کی گرفت سٹئیرنگ پہ مضبوط ہوئی تھی۔ دوسری جانب سے آنے والے شور کی آواز پہ صدام کی تمام تر حسیات چوکنا ہوئی۔

"یہ تمہارے پیچھے شور۔"

اچھا صدام میں بعد میں بات کرتی ہوں شاید ڈیڈ آ گئے ہیں یوں مجھے موبائل میں مصروف دیکھیں گے تو غصہ "ہونگے۔

اس نے جھٹ سے بولتے کال کاٹ دی۔ ٹوں ٹوں کی آواز پہ صدام ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور کھینچ کر موبائل ڈیش بورڈ پہ پھینکا تھا۔ ذہن میں عادل صاحب کی اس شخص کی اپنی ماں کی سب کی باتیں گڈمڈ ہو رہی تھی۔ کون سچا تھا کون جھوٹا یہ سب کچھ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آئی لو یو بھائی۔"

ذہن میں پریسہ کے الفاظوں کی زور و شور سے بازگشت ہوئی تو وہ آنکھیں میچ گیا۔

"یااللہ مجھے سیدھا راستہ دکھادے۔ناجانے کونسی راہ کا مسافر بن بیٹھا ہوں میں۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتے ونڈ سکرین سے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر کو تکنے لگا دل اور دماغ بھاری پڑ رہے تھے۔اس نے گھر جانے کا سوچتے گاڑی کا گئیر جوں ہی بدلا موبائل کی بیل ایک بار پھر سے بجی تھی۔اس نے ٹھٹھک کر موبائل کی سکرین کی جانب دیکھا جہاں کسی ان نون نمبر سے فون آرہا تھا اس نے نا سمجھی سے فون اٹھاتے کان سے لگایا تھا۔

ہاں صدام میں ہادی بات کر رہا ہوں۔ہم سب نایہ مال میں اکٹھا ہوئے ہیں اگر تو بھی ہمیں جوائن کرتا تو ہمیں اچھا لگتا۔"

اس کی بات پہ کچھ لمحے تو صدام نے سوچا۔گھر جاکر کسی سے بھی بحث میں پڑنے کا اسے کوئی شوق نہیں تھا اور نا ہی دل تبھی خاموشی سے مال جانے کی حامی بھر لی تھی کیونکہ یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی کہ کچھ پل ان کی سنگت میں بیٹھ وہ سب تلخ باتیں فراموش کر جائے گا۔

****

"یہ کس چیز کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ میکس کو اٹھائے جوں ہی کچن میں داخل ہوا اندر سے آنے والی اشتہا آمیز خوشبوؤں پہ اس نے گہرا سانس بھرتے چمکتی نگاہوں سمیت استفسار کیا۔ ثمینہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور دل ہی دل میں اپنی چال کو کامیاب کرنے کی خاطر لبوں کو آخری حد تک پھیلاتے مسکرا دی۔

"وہ تمہارے بابا کی دور کی کزن آ رہی ہیں بس انہی کے خاطر یہ سب سامان تیار ہو رہا ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوئی۔ فارس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا البتہ میکس ان کی بات پہ بدک کر ان کی سمت بڑھا تھا مگر اس سے پہلے ہی وہ چیخ مارتے پیچھے ہو گئی۔

"اس کے ساتھ مسئلہ کیا ہے آخر یہ کیوں ایسے اب میرے پاس آ رہا ہے میں نے اسے تو کچھ نہیں کہا۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولی۔ فارس نے شرارتی مسکراہٹ لبوں میں دبائے اس کی جانب دیکھا اور میکس کو ایک جھٹکے سے اپنی باہوں میں بھرا تھا۔

وہ دراصل اسے آپ سے شک کی اور جھوٹ کی بدبو آ رہی ہے اب آپ اور وہ بھی مجھ سے اتنی محبت سے "پیش آئے میرے ساتھ ساتھ اسے بھی برداشت نہیں ہے میری پیاری اوپس سوری شاطر ماں۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے انہیں فلائنگ کس سے نوازتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ بوکھلاتے ہوئے اس کے تعاقب میں بھاگی۔

"تم کہاں جا رہے ہو وہ لوگ آ رہے ہیں ان کے آنے پہ تم گھر پہ ہی ہونا نا۔"

وہ ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے بولی۔ فارس نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیوں کیا وہ میرا رشتہ لے کر آرہی ہیں۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔ ثمینہ نے اس کی بات پہ ہتیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو جان بوجھ کر ان کے جلے پہ نمک چھڑک رہا تھا۔

اتنا خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے تمہاری شکل اس لائق نہیں ہے کہ میں ان کی بیٹی کو تمہارے پلے "باندھوں۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولی۔ فلحال وہ کسی صورت بھی اسے اس بابت بتانا نہیں چاہتی تھی کہ وہ اسے دیکھنے ہی آرہی ہے ورنہ فارس لازماً کچھ ایسا کرتا جو اس رشتے کو سیکنڈ میں ختم کروا دیتا۔

چلیں شکر ہے آپ کو بھی علم ہو گیا ہے میری شکل آپ کی اس کزن کی عجیب و غریب بیٹی کے لائق نہیں" ہے بلکہ میں اس سے بھی خوبصورت اور بہتر لڑکی ڈیزرو کرتا ہوں خیر میں باہر جا رہا ہوں میکس کو چکر "لگوانے۔ کچھ دیر میں لوٹوں گا۔

وہ انہیں دیکھ کر ہاتھ ہلاتے باہر کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ اس کی باتوں پہ پیچ و تاب کھاتے کڑھ کر رہ گئی اور دوبارہ تمام انتظامات دیکھنا شروع ہو گئی۔

"تجھے بھی شک کی بو آئی نا۔"

وہ سوسائٹی کے پارک میں ٹہلتے اس سے مخاطب ہوا جو ابا اس نے اس کے سینے پہ اپنا سر سہلاتے اس کی بات کی تصدیق کی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ مسٹر اینڈ مسز آفتاب اتنی جلدی باز آنے والوں میں سے نہیں ہیں ویسے۔"

وہ پر سوچ لہجے میں بول رہا تھا اور میکس سنجیدگی سے اپنی بٹنوں جیسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا معاً اس کی نگاہ ایک جانب بنے بینچ پہ بیٹھی لڑکی کے پہلو میں موجود بلی کی جانب اٹھی تو اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔اب فارس مسلسل اس سے باتیں کر رہا تھا جبکہ میکس بغور اس بلی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"ابے میکس تیرا دھیان کہاں ہے میں تجھ سے مخاطب۔"

وہ جو بولتے بولتے تھک گیا تھا اس کی جانب سے کسی بھی قسم کا ردعمل نا دیکھ چونک کر اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

ابے گھونچو انسان کس قسم کا واہیات انسان ہے تو کم از کم اپنی نسل کے لوگوں کے ساتھ عشق معشوقیاں لڑاتا" "تو نے تو بلیوں پہ بھی گندی نظر ڈالنا شروع کردی ہے۔

وہ اس کی پشت پہ ایک ہلکا سا دھموکا جڑتے ہوئے غصیلے لہجے میں بولا۔میکس نے چونک کر ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جس نے اس بلی کے سامنے اس پہ ہاتھ اٹھا کر اس کی توہین کردی تھی۔

مجھے زیادہ آنکھیں دکھانے کی ضرورت نہیں ہے میں تیرا باپ ہوں اور جو باپ کے مقام پہ ہوتے ہیں انہیں" "آنکھیں نہیں دکھائی جاتی۔

وہ اسے جتانے والے لہجے میں بولا۔میکس نے اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے نگاہیں دوبارہ اس بلی پہ جما دی۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک رقصاں تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مطلب آپ بھی کتے ہیں۔"

اپنے عقب سے آنے والی کھنکتی ہوئی مترنم آواز پہ اس نے شدید اشتعال کے عالم میں چونک کر عقب میں دیکھا جہاں گلابی رنگ کے گھٹنوں کو چھوتے فراک میں ملبوس اس بلی کی مالک مسکراہٹ لبوں میں دباتے اس کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

استغفراللہ خاموش رہو لڑکی اور اپنی اس بلی کی نگاہوں کو لگام دو ایک ہی وقت میں چار جانب نگاہیں "دوڑا رہی ہے یہ تو ارتضی اور ہادی سے بھی زیادہ ترسی ہوئی ہے۔

وہ اس کی کمینگی بھری نگاہیں میکس پہ محسوس کر اسے سینے میں بھینچتا ہوا اسے جھڑکنے والے انداز میں بولا۔

"اسے کمینگی بھری نہیں بلکہ محبت بھری نگاہیں کہتے ہیں۔"

وہ لڑکی تلملا کر اس کی تصحیح کر بیٹھی۔فارس نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

نہیں چاہیے بہن اس کی محبت میرے میکس کی عزت لوٹے گی یہ یہ تمہاری بلی۔دیکھو تو سہی کیسے کھانے والی "نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔

وہ ایک خونخوار نگاہ اس بلی پہ ڈالتے میکس کو ہنوز سینے سے لگائے بولا اسی دوران اس لڑکی کی بلی اس کی گود سے اترتے بھاگنے والے انداز میں درخت کی چھاؤں کی جانب بڑھی جہاں ایک بوڑھے رنگ کا بلا موجود تھا۔یہ وقت خاص اپنے اپنے پیٹس کو پارک میں لے کر آنے کا ہوتا تھا تبھی وہاں موجود سب اپنے اپنے پالتوں جانوروں کو لیے پہنچے ہوئے تھے۔میکس فارس کی گرفت میں کسمسایا تھا آنکھوں کی چمک بھی ماند پڑ چکی تھی۔

لو دیکھ لو یہی سمجھا رہا تھا میں یہ جو لڑکیوں کی نسل ہوتی ہے نا اعتبار کے لائق نہیں ہوتی چاہے پھر وہ انسان ہو یا جانور۔ میری بات مانا کر فائدے میں رہے گا اب ارتضیٰ اور ہادی کو ہی دیکھ لے کیسے میری سنگت میں سمجھدار ہوتے جا رہے ہیں میں خود پہ غرور نہیں کر رہا نا ہی فخر کر رہا ہوں میں بس تجھ پہ اپنی اہمیت واضح کر رہا ہوں کہ "تم سب ہی فارس کے بغیر کچھ نہیں ہو سمجھ رہے ہو نا میری بات۔"

وہ اس کی پشت تھپتھپاتے سمجھانے والے انداز میں بول رہا تھا ساتھ ساتھ قدم بھی گھر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ میکس نے ایک بار پھر اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے آسودگی سے اپنا سر سہلایا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ کی مسافت طے کرتے وہ جوں ہی گھر میں داخل ہوا غیر معمولی شور کی آوازیں سن اس کے حواس چوکنا ہوئے تھے۔ اس نے سرعت سے میکس کو اپنی گود سے اتارا۔

"جا اندر جا کر دیکھ کر آ موت کے فرشتے نازل ہوئے ہیں کیا۔"

وہ اسے ٹھوکا مارتے ہوئے بولا تو میکس اپنی لمبی سی زبان باہر لٹکائے بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھا مگر سامنے نظر آنے والے منظر کو دیکھتے وہ اپنی مخصوص آواز میں بولتے واپس فارس کی جانب آیا جو منتظر نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کے مخصوص انداز میں اپنے دو پیروں پہ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھانے پہ فارس نے مزے سے آنکھیں گھمائی تھی اور اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ پہ تالی مارتے آگے کی جانب بڑھ گیا۔

"فل" فالو می میکس۔

اس کی آواز پہ میکس بھی اس کی تقلید میں آگے کی جانب بڑھ گیا۔اس کا ارادہ سیدھا اپنے کمرے کی جانب جانے کا تھا۔

"ارے یہ ہے آپ کا بیٹا ماشاءاللہ کسی کا نظر نا لگے۔"

فارس جو بے دھیانی میں میکس کو لیے زینوں کی جانب بڑھ رہا تھا اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ اس کے بڑھتے قدموں کو وہی بریک لگی تھی۔اس نے چونک کر مصنوعی حیرانگی سے ان کی جانب دیکھا اور تیز قدموں سے چلتا واپس ان کے پاس آیا تھا جیسے پہچاننے کی تگ ودو میں ہو۔

"آپ کون۔"

وہ حیرت کی زیادتی سے کھلے چہرے سمیت نا سمجھی سے بولا۔ثمینہ نے اس کی اداکاری پہ پریشانی سے آفتاب کی جانب دیکھا جو خود پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

"ارے بیٹا مجھے نہیں پہنچان رہے آپ میں خاص طور پہ آپ کیلیے ہی تو آئی ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ان کے ساتھ مذاق کر رہا ہو۔فارس کی نگاہیں اب گھوم پھر کر ثمینہ کی جانب گھومی۔

"مام یہ آپ کی کونسی کزن ہے جو میں نے آج تک نہیں دیکھی کیا آسمان سے سیدھا ٹپکی ہیں۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولتے انہیں اچھا خاصہ شرمندہ کرواچکا تھا۔عظمی نے ساکت نگاہوں سے فارس کی جانب دیکھا جو مکمل طور پہ لاعلمی ظاہر کر رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اوہ اب میں سمجھا آپ کب سے ٹپک گئی ہونگی مگر مجھے نہیں دیکھا ہوگا اسی لیے مجھے دیکھنے آئی ہیں نا آپ" خصوصاً چلیں پھر پیسے نکالیں جلدی سے جو بچے کو پہلی بار دیکھنے پہ ملتی ہے اور ایک اور بات میں ایک ایک سال کا نہیں بلکہ پچیس سال کا ہوں تو اس لحاظ سے پچیس گناہ زیادہ کمائی ہوگی میری چلیں پھر جلدی سے نکالیں۔"

وہ ان کی جانب دونوں ہتھیلیاں پھیلاتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے مزے سے بولا۔ آفتاب نے غصے سے جبڑے بھینچ لیے۔

"فارس بہت ہو گیا ہے۔"

ان کی سخت آواز پہ اس نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا اور ایک نگاہ عظمی پہ ڈالی جن کی گھورتی نگاہیں اسی کے چہرے پہ جمی تھی۔

"یہ کیا ثمینہ تم نے اسے بتایا نہیں کہ ہم کس لیے آرہے ہیں یہ کیسے مزاج ہے اس کے جو مل ہی نہیں رہے۔"

ان کی ناگوار آواز پہ ثمینہ کھسیاہٹ سے نفی میں سر ہلا گئی۔ اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ یہ ان کی اکلوتی اولاد انہیں ذلیل کرنے کی خاطر ہی پیدا ہوئی ہے۔

آل "آنٹی فلحال تو جیسے آپ مجھے دیکھ رہی ہیں نا سب سے پہلے ایسے دیکھنا بند کریں آپ اور مجھ معصوم کے مزاجوں کی فکر مت کریں آپ میں اپنے اسی مزاج کے ساتھ سب میں دل و جان سے مقبول ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولا۔ مقابل کے مسکراتے لب اس کی بات پہ سکڑے تھے۔ ثمینہ نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً بات کو ہنسی مذاق کا رخ دینے کی خاطر وہ ناچاہتے ہوئے بھی قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"ہاہاہا میں بتا رہی تھی نا میرا بیٹا بہت مزاحیہ ہے۔ بس یہ اسی کی ایک چھوٹی سی جھلک تھی۔"

ثمینہ مصنوعی ہنستے ہوئے بولی۔ انہوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور زبردستی سا مسکرائی۔

لیکن میں تو بلکل سنجیدہ ہوں ماما جان۔ مذاق اور وہ بھی میں آپ جانتی ہیں نفرت ہے مجھے اس چیز سے۔ کم از" "کم اتنا بڑا الزام مت لگائیے مجھ پہ۔

وہ مودب لہجے میں بولتے انہیں جلا کر راکھ کر گیا۔ فارس نے سرخ چہرے سمیت بمشکل ہنسی ضبط کی ہوئی تھی۔

آل "آپ اسے چھوڑیں یہ تو ایسے ہی بولتا رہتا ہے اس کی عادت ہے میں اس کا آپ سے تعارف کرواتی "ہوں۔

وہ اس مکمل طور پہ نظر انداز کرتی دانت پہ دانت جماتی ان سے مخاطب ہوئی۔

ارے یہ کیوں میرا تعارف کروائے گی میں خود ہی کرواتا ہوں نا۔ سنیں پھر میرا نام دی گریٹ لیجنڈری" فارس شیخ ہے جس سے مجھے بہت محبت ہے میرے گھر والے مجھ سے بہت تنگ ہیں خاص طور پہ میرے ڈیڈ ان کا بس چلے تو مجھے جان سے ہی مار دیں۔ جامعہ میں جو دوست ہیں وہ مجھے نمونہ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیونکہ انہیں مجھ سے کبھی کسی اچھے کام کی توقع نہیں ہے۔ تیسری اور سب سے اہم بات میں یہ شادی کرنا ہی نہیں چاہتا کیونکہ جو یونی میں میرے دس یار ہیں ناان کیلیے میری جان بھی قربان ہیں اب ان سے پہلے شادی کرکے میں ارتضیٰ اور ہادی کو صدمے میں نہیں پہنچا سکتا کیونکہ میری شادی کی خبر انہیں صدمے میں پہنچادے گی اور پھر وہ لوگ اسی صدمے میں مر گئے تو میں ان کے مرنے کی خبر سن کر صدمے میں چلا جاؤں گا مختصر یہ کہ ان کی شادی کے ساتھ میری شادی جڑی ہے اور میری شادی کے ساتھ ان کی شادی جڑی ہے۔ یہ لوگ میرے ساتھ زبردستی کررہے ہیں کیونکہ انہیں میری بیوی سے پوتے پوتیاں چاہیے اب خود بتایئے آپ اپنی بیوی کو ایسے ظالم ساس سسر کو سونپ دیں گی نہیں نا۔ بہت اچھا فیصلہ ہے سونیے گا بھی مت کیونکہ اگر وہ ان کے ساتھ رہی تو اگلے دو سالوں میں نظر آنا بند ہو جائے گی۔ اچھا آنٹی اب ہم اس رشتے سے انکار سمجھتے ہیں آپ گھر جایئے مجھے بھی آرام کرنا ہے وہ کیا ہے نا اپنی درجنوں گرل فرینڈز سے باری باری ملتا ہوں تو تھک جاتا ہوں کسی کے پاس بھی جاؤ تو وہ آنے ہی نہیں دیتی اتنی محبت ہے انہیں مجھ سے۔"

وہ سنجیدہ لہجے میں بولتے سر کو خم دیتے واپس مڑا چہرہ ہنسی روکنے کے چکر میں بے تحاشہ سرخ پڑ رہا تھا۔ انہوں نے ہونقوں کی طرح اس کی پشت کو تکا جو نا جانے کس قسم کی بکواس کرتے اب واپس مڑ چکا تھا۔

"ارے ایک منٹ اس سے تو ملی نہیں آپ میکس سے ہیلو ٹو آنٹی گو شاباش۔ یہ تمہاری ہونے والی بھابھی کی ماں تھی مگر میں نے تمہاری بھابھی کا پتہ ہی کاٹ دیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ میکس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولا تو وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ان کی جانب بڑھنے لگا۔

"ال"اسے پیچھے کرو۔

وہ میکس کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ارے ایسے کیسے آنٹی مت روکیے اسے وہ اپنی ہونے والی ساس کے تلوے چاٹ رہا ہے پیر بھی چھوئے گا"

"ابھی۔احترام ایسے ہی کرتا ہے یہ۔

وہ میکس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔ عظمی کے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم جانتے ہو کہ تم کس قسم کی بکواس کر رہے ہو۔"

وہ غیض کے عالم میں غرائی۔فارس نے باقاعدہ اپنے کان صاف کیے تھے۔

ارے آپ غصہ کیوں ہو رہی ہیں جو میری ساس ہو گی وہ اس کی بھی ساس ہو گی سسر بھی اس کا ہو گا سالی"

"بھی سالا بھی بس بیوی صرف میری ہی ہو گی اس پہ صرف میرا ہی حق ہو گا۔

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولتے صوفے سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔ عظمی نے کاٹ دار نگاہوں سے آفتاب اور ثمینہ کی جانب دیکھا۔

"معذرت بھائی صاحب ہمیں یہ رشتہ قطعی قبول نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تنفر سے بولتی اپنا بیگ بازو میں ڈالتے سر جھٹک گئی فارس ان کی بات پہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔

"اللہ حافظ آنٹی جی آئندہ کبھی بھی کسی کے گھر ایسے رشتہ لے کر مت جایئے گا آپ سے مل کر بہت اچھا لگا

یقیناً آپ کو بلکل اچھا نہیں لگا ہو گا۔"

وہ انہیں باہر جاتا دیکھ ان کی پشت پہ ہاتھ جھلاتے ہوئے اپنے لہجے میں بھولپن سموئے بولا۔ وہ غصے سے پیر پٹختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔ ان کے جاتے ہی ضبط ٹوٹتے ہی فارس کا فلک شگاف قہقہہ لاؤنج میں فضا میں گونجتے ان دونوں کو مزید آگ بگولہ کر گیا۔ آس سے پہلے کہ آفتاب اس کی جانب غصے سے بڑھتے وہ سرعت سے فون کان سے لگاتے ایک جانب ہو گیا۔ تقریباً دو منٹ بعد وہ فون بند کرتے واپس مڑا تھا۔

"فارس۔"

"ڈیڈ واپسی پہ کھل کر راز و نیاز کریں گے ابھی مجھے ضروری کام جانا ہے۔"

وہ ان کی سنے بغیر ان کے سر پہ بوسہ دیتے بائیں آنکھ دباتے باہر کی جانب بھاگ گیا۔ اس کے جاتے ہی ان دونوں نے بے بسی و بے کسی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا کیونکہ فارس انہیں ان کی اولاد کم آزمائش زیادہ محسوس ہوتی تھی۔

****

ایبٹ آباد کا موسم معمول کی نسبت کچھ زیادہ ہی ٹھٹھرتا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہواؤں نے زور پکڑا ہوا تھا۔ آسمان پہ کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھی جو چاند کو بھی اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔ ہوا کے زود سے لہراتے درختوں کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

سرسراتی ہوئی آوازاور مٹی کے ذرے یوں میں ہوامیں گم ہوتے مصروف ہورہے تھے۔سڑک پہ موجود بارش کا پانی چمکتے ایک ہولناک منظر پیش کررہا تھا۔اکادکا گاڑیوں کے گزرنے کی آوازیں دورتک سنائی دے رہی تھی۔ایسے موسم میں وہ شہرام اپنے فلیٹ کے لان میں بیٹھے روح کو معطر کردینے والی ہواؤں کو محسوس کرتے کسی کا محوانتظار تھا۔اسے زیادہ انتظار بھی نہیں کرناپڑ تھا کیونکہ اگلے پانچ منٹ میں ہی فلیٹ کی ڈوربیل بجتےہی نواب اثبات میں سرہلاتے دروازہ کھولنے چل دیا۔کچھ ہی دیر میں اس کے ساتھ موجود ایک شخص ہاتھوں میں فائلز تھامے جوں ہی لان کے نزدیک آتاد کھائی دیا وہ سنجیدگی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑاہوا۔اب وہ شہرام سے مصافحہ کرتے اپنی جگہ سنبھال چکا تھا۔

"کیامعلومات ہے تمہیں جو کام کہاتھاہوایانہیں۔"

اس کی سردآواز پہ مقابل شخص نے اثبات میں سرہلاتے فائل اس کی جانب بڑھائی تھی۔

جی سرآپ نے جو بھی معلومات نکلوانے کا کہاتھامیں مکمل طورپہ اس فائل میں درج کرواکرلایاہوں۔سب" سے پہلے آپ نے اس گاڑی کے متعلق کہاتھاتوپہلے پہل تواسے جاننے میں بہت مشکل ہوئی کیونکہ وہ کوئی بھی تھااس نے آج ہی وہ نمبرپلیٹ اترواتے جعلی نیم پلیٹ کااندراج کرواتے ہم سب کو گمراہ کرنے کی بھرپورانداز "میں کوشش کی تھی مگرپھر بھی میں نے تمام معلومات حاصل کرلی ہیں۔

اس کی بات پہ وہ جودونوں دم سادھے بیٹھے ہوئے تھے چونک کرسیدھے ہوکر بیٹھے۔شہرام کو جیسے اپنے شک کی تصدیق ہوتی محسوس ہوئی تھی۔اس کی تمام حسیں اسی کی جانب متوجہ تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کون ہے وہ نام بتاؤ اسکا۔"

شہرام نے ڈوبتے دل سمیت سرد و سپاٹ لہجے میں استفسار کیا۔ان دونوں کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"سر وہ نوفیل آفریدی۔"

اس کی بات پہ شہرام کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کی سماعتوں میں انڈیل دیا ہو۔اس کے چہرے پہ ایک رنگ جا رہا تھا ایک آ رہا تھا۔یکلخت اس کے چہرے پہ عضلات بری طرح تنے تھے۔اس دن کی اس کی تمام باتیں یاد کر شہرام اشتعال کے عالم میں پھنکارتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کہا تھا میں نے یہ کوئی اپنا ہی ہو گا کہا تھا نا۔نوفیل آفریدی تمہارے لیے میرے پاس فقط ایک ہی سزا ہے سر" تن سے جدا۔کسی کی عزتوں پہ ہاتھ ڈال کر تم کیا ثابت کرنا چاہ رہے تھے کہ تم سے بہتر مرد کوئی نہیں ہے اپنی مردانگی واضح کرنا چاہ رہے تھے۔میں بھی سوچوں ایک انسان کیسے اس حد تک اچھا بن سکتا ہے وہ بھی "اچانک۔

وہ میز پہ رکھا شیشے کا گلدان زمین پہ پھینکتے دھاڑا تھا۔اس کے وجود میں نفرت کی چنگاریاں سی جل رہی تھی اس کا پور پور بدلے کی آگ میں جھلس رہا تھا۔وہ بنا کسی وقت کا ضیاع کیے باہر کی جانب بھاگا تھا۔

"سر میں بھی آپ کے ساتھ۔"

"نہیں اب کسی کی ضرورت نہیں ہے اب میں اکیلا ہی کافی ہوں اس گیڈر سے نپٹنے کیلیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کسی بھوکے شیر کی مانند بپھر اٹھا۔شک تو پہلے بھی اس پہ تھا مگر اب گاڑی اس کے نام ہے یہ بات جان کر اس کا شک یقین میں بدل چکا تھا۔اب اسے سب سے قبل حویلی جانا تھا تا کہ ایک بار پرخہ کو دیکھ سکے کیونکہ واقدار یوسف ذئی کے ارادے بھی اسے کچھ ٹھیک محسوس نہیں ہو رہے تھے نجانے کیوں۔اس کی جیپ فراٹے بھرتی فلیٹ کی حدود کو پار کرتی چلی گئی۔اس نے زن سے گاڑی آگے بڑھاتے تقریباً بیس منٹ کا سفر سات منٹ میں طے کیا تھا۔حویلی کے دالان میں گاڑی روکتے ہی وہ گاڑی سے اترتے تیز قدموں سمیت اندر کی جانب بڑھا تو ہر جانب ہوں کا عالم تھا۔شاید سب اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے۔اس کے قدم خود بخود پرخہ کے کمرے کی جانب بڑھنے لگے جہاں عموماً ریختہ ہی موجود ہوتی تھی ورنہ کبھی کبھی پشمینہ بھی رات وہی ٹھہر جایا کرتی تھی۔

"پرخہ تم کو اماری قسم ہے کچھ کھالو۔کم از کم یہ سوپ ہی پی لو۔"

وہ جوں ہی اس کے کمرے کے دروازے کے باہر پہنچا اندر سے انی والی پشمینہ کی آواز پہ وہ لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کر گیا۔پشمینہ کی بات کے جواب میں وہ خاموش بیٹھی رہی۔یہی تو ہو رہا تھا اس دن کے بعد سے وہ کسی سے بھی بات کرنا مناسب نہیں سمجھتی تھی بس نگاہیں دیوار پہ یا اپنی ہتھیلی پہ جمائے بیٹھی رہتی تھی۔

"پرخہ کیا ہو گیا ہے ہوش کے ناخن لو۔ایسے ایک ہی جگہ ساکت بیٹھ کر کچھ حاصل نہیں ہو گا لو کھاؤ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی جانب سوپ کا پیالہ بڑھاتے ایک بار پھر پچکارنے والے انداز میں بولی۔پر خہ نے چونک کر ان کی جانب دیکھا اور اگلے ہی لمحے تمام لحاظ بالائے طاق دکھتے غصے میں وہ پیالہ زمین پہ پٹخ دیا تھا۔پشمینہ نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جواب سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتے گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

"نہیں پینا امارے کو نہیں چاہیے کچھ بھی دور رہا کرو تم امارے سے کچھ بھی نہیں لینا جاؤ یہاں سے مورے لالہ۔"

وہ کپکپاتی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتے بھرائے لہجے میں چیخی۔شہرام جو ہنوز باہر کھڑا اس کی بات سمجھنے کی کوششوں میں تھا بھاگنے والے انداز میں کمرے میں داخل ہوا تو پشمینہ نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا البتہ پر خہ نے خود کو اس کے سینے میں چھپایا تھا۔پوری حویلی میں اس حادثے کے بعد سے وہ شہرام کا بریختہ سے ہی مانوس ہو پائی تھی۔

"مورے کہاں ہے۔"

شہرام کے مختصر سوال پہ وہ جی کڑا کر رہ گئی۔یہ اس کی حسرت ہی رہ گئی تھی کہ کبھی وہ بھی اس کی جانب پیش قدمی کرتا۔ناجانے کیوں زندگی نے اتنی سی عمر میں اتنی آزمائشیں اس کے سر ڈال دی تھی۔

"وہ تائی نہانے گئی تھی تو ام تو بس یہ سوپ لائے تھے اس کیلیے مگر اس نے نیچے پھینک دیا۔"

وہ افسردہ سے لہجے میں بولی۔شہرام اس کی بات پہ تمسخر سے ہنسا تھا۔

"کوئی بات اتنی تو تم بھی اس سے محبت کرتی ہو گی ناکہ اس کا یہ تلخ رویہ برداشت کر سکو پشمینہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے لہجے میں ایک کاٹ سی تھی۔اس نے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا تو وہ بغور اس کی انکھوں میں دیکھ رہا تھا مگر اس کے دیکھتے ہی نگاہیں پر خہ کی جانب مبذول کرا گیا جو اس کے سینے سے لگی ہی نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔وہ جانتی تھی کہ اب یہاں ٹھہرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے تبھی گہرا سانس بھرتے باہر کی جانب بڑھ گئی جبکہ شہرام کی نگاہیں ہنوز باہر نکلتی پشمینہ کے پشت پہ جمی تھی۔اسے سوچتے سوچتے ایک بار پھر اس کا دھیان نوفیل کی جانب گیا تو اس کی حالت غیر ہو گئی۔ماتھے کی شریانیں پھٹنے کے قریب تھی۔

"نوفیل آفریدی آج یقیناً تمہارا اس دنیا میں آخری ہو گا۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولتے پر خہ کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھ گیا۔بریختہ کے آنے کے بعد وہ یہاں سے وہ سیدھا آفریدی حویلی جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

****

مال پہنچتے ہی اس کا رخ اوپری منزل کی جانب تھا۔وہ تھکے تھکے انداز میں گہرا سانس بھرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا جوں ہی مطلوبہ میز کی جانب پہنچا ارتضیٰ اور ہادی پہلے ہی وہاں موجود تھے البتہ فارس کا نام و نشان کہی بھی نہیں تھا۔اس نے سب سے پہلے اپنے چہرے کے تاثرات بحال کیے وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو بھی اس کی حالت کے متعلق کسی بھی قسم کی کوئی خبر وہ انہیں ابھی کچھ بھی واضح ہوئے بغیر کچھ جتانا ہی نہیں چاہتا تھا

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیونکہ اس دن جامعہ میں اتنے مغرورانہ انداز میں کومل کو پہلو میں لئے وہی گھوم رہا تھااور اب اگر کومل کا پہلو کسی دوسری جانب کھلتا تو اس نے اچھا خاصہ شرمندہ ہو جانا تھا۔

"تجھے کیا ہوا چہرے پہ چوبیس کیوں بجے ہوئے ہیں۔"

ہادی گاڑی کی چابی میز پہ بجاتے نا سمجھی سے اس سے مخاطب ہوا۔ صدام نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میرے ساتھ فالوقت کسی قسم کی بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں پہلے ہی تنبیہہ کر رہا ہوں۔"

وہ اطراف میں نگاہیں دوڑاتے شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے لہجے میں گویا ہوا۔ ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

لو بھئی ایسا کیسے ممکن ہے اب ہم جہاں ہونگے وہاں تو بکواس ہو گی ہی ہو گی اتنی رحم دلی کی توقع تم ہم سے مت "رکھو۔"

وہ دونوں بیک وقت بولتے ہاتھ سرینڈر کرنے والے انداز میں فضا میں اٹھا گئے۔ صدام نے مزید کوئی بات چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔

"خیر یہ فارس کہاں ہے۔"

وہ سنجیدگی سے ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہیرو کا نام لیا ہیرو حاضر۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنے عقب سے آنے والی چہکتی آواز پہ ان سب نے چہرے کے زاویے بگاڑتے خشمگین نگاہوں سے سر تا پا اس کا جائزہ لیا جیسے ان نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

اوہ بھائی کہی نیند میں تو نہیں ہے کیوں خود کو ہیرو کہ کر پیرو کی توہین کر رہا ہے۔شیطان کا نام لیا شیطان "

حاضر۔"

ارتضیٰ باقاعدہ اس کی تصیح کرتے ہوئے بولا تو فارس اس کے سر پہ ایک جھانپر رسید کرتے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"تیری شکل پہ کیوں بارہ بج رہے ہیں بھائی کہی بیوی سے لڑ مر کے تو نہیں آیا۔"

فارس انکھوں میں شرارت سموئے آنکھیں گھماتے ہوئے اسے تنگ کرنے کی خاطر ان دونوں والا سوال دہراتے ہوئے بولا اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گیا۔

کوئی بیوی نہیں ہے میری اگر تم لوگوں نے اس قسم کی ہی بکواس کرنی ہے تو پلیز مجھے معاف کر دو میں یہاں "

سے چلا جاتا ہوں۔"

وہ تند لہجے میں بولتے ایک جھٹکے سے کرسی کھینچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ان سب نے بوکھلا کر اس کی جانب دیکھا اور کھینچ کر اسے واپس بٹھایا تھا۔

اچھا بھائی معاف کر دے واپس بیٹھ اور جلدی سے ٹریٹ دے دے اپنی شادی کی بہت بھوک محسوس ہو رہی "

ہے۔"

وہ تینوں اس وقت اسے اچھے خاصے کمینے محسوس ہوئے تھے مگران کی بات پہ ایک بار پھر اسے پتنگے ہی لگ گئے جس کی بات گھوم پھر کر پھر وہی آکر ٹھہر گئی تھی۔ارتضی نے صدام کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ فارس کو ذبردست قسم کا ٹھوکا مارا تو وہ گڑبڑا کر اس کی سمت متوجہ ہوا۔

"اچھا اچھا سوری معذرت چل اب کھلا دے اپنی محبوبہ سے لڑائی کی خوشی میں ہی سہی۔"

اس کے ایک بار پھر حملہ آور ہونے پہ صدام نے غصے سے جبڑے بھینچ لیے۔اس کے برعکس فارس ہنوز دانت نکوس رہا تھا۔ہادی اور ارتضی نے بھی اس کی دیکھا دیکھی معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"تم سب کا کچھ نہیں ہو سکتا اگلے انسان کو جلا کر راکھ کرنا ہی تمہارا کام ہے۔"

اس نے سر جھٹک کر ناگواری سے بڑبڑاتے ویٹر کو آواز دی اور اپنا آرڈر لکھواتے وہ دوبارہ ان کی سمت متوجہ ہوا تھا۔

"تم بار بار وہاں کیا دیکھ رہے ہو۔"

صدام کی سپاٹ آواز پہ ارتضیٰ کھسیا کر ہوش کی دنیا میں لوٹا اور بمشکل مسکراتے نفی میں سر ہلایا تھا۔اس کے چہرے کی اڑی اڑی رنگت اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی تبھی مشکوک نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا جو نہایت پر سکون تھے۔

"آج تو ہمیں شاپنگ بھی کروائے گا صدام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی مصنوعی کالر جھاڑتے ہوئے مزے سے بولا۔صدام نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو کچھ زیادہ ہی پھیل رہا تھا۔

"اور وہ کس خوشی میں۔"

وہ قہر برساتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے تنک کر بولا۔یہاں آکر اس کا سر مزید درد ہونے لگ گیا تھا۔وہ تو ان کی باتوں سے اپنا دل ہلکا پھلکا کرنے آیا تھا مگر یہاں دل کے ساتھ ساتھ سر بھی بھاری ہو چکا تھا۔

دیکھ تو اب ہم سب سے بڑا ہے صرف عمر میں ہی نہیں بلکہ رتبے میں بھی اور عہدے میں بھی پہلے تو صرف" سٹوڈنٹ تھا ہماری طرح کا۔اب تو شادی شدہ ہو چکا ہے ہمارے سے ایک گریڈ بڑا اور پھر اگلے سال اسی مہینے میں مزید ایک گریڈ بڑھ جائے گا بچے کا باپ جو بن جائے گا اور ہم پہلے بھی سنگل تھے اب بھی سنگل ہے اور انشااللہ تیرے بچے کے ہونے تک سنگل ہی رہے گے۔اسی خوشی میں اب ہمیں شاپنگ ہی کروادے اللہ کے "نام پہ۔

وہ مسکینیت سے بولتے اسے مٹھیاں بھینچنے پہ مجبور کر گیا۔یہاں وہ اس لڑکی کو آزاد کرنے کا سوچ رہا تھا اور وہ سب اس کے بچے پیدا کروانے پہ تلے ہوئے تھے اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ بولتا پزا سرو ہوتے ہی وہ سب کھانے میں مصروف ہو گئے۔اس دوران اس نے شکر ادا کیا کہ ان سب کے منہ بند تھے ورنہ وہ ضرور اس کے منہ پہ جھانپڑ رسید کرتے اس کا منہ سوجھا دیتا۔اب کی بار ہادی کی نگاہیں دوسری جانب محسوس کر صدام کو

All Rights Reserved By Novels Lounge

شدت سے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا۔وہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھتے اس جانب نگاہیں دوڑانے لگا جہاں ان سب کی نگاہیں گاہے بگاہے اٹھ رہی تھی۔

"اب تجھے کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہا ہے وہاں۔"

فارس نے چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھتے استسفار کیا۔

"تا کہ وہ چیز تلاش کر چکو جس کیلیے تم سب کی نگاہیں بار بار اسی جانب ہی اٹھ رہی ہیں۔"

وہ دانت پیستے ہوئے تلملا کر بولا۔اس سے قبل کہ وہ سر جھٹک کر واپس کرسی پہ براجمان ہوتا دور کھڑی لڑکی پہ اسے شدت سے کومل کا گمان ہوا تھا۔اس کی آنکھیں بے یقینی کی حالت میں آخری حد تک پھیل گئی۔اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات ان سب کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھے۔

"آئی تھنک مشن سکسیسفل۔"

ہادی کی سرسراتی ہوئی آواز پہ ان دونوں نے فاتحانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا اور سرعت سے بلکل سنجیدہ ہوتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئے۔

"یہ کومل یہاں۔"

اس کی آواز اتنی مدھم تھی کہ مشکل ہی ان تینوں کی سماعتوں تک اترنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

"کومل کون کومل تیری محبوبہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس کی برخستہ بات پہ اپنی کمر پہ پڑنے والے جھانپڑ سے اسے اپنے بولے گئے الفاظ کا احساس ہوا تھا تبھی خجالت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گیا۔ صدام بغیر ان کی باتوں پہ دھیان دیے بھاگنے والے انداز میں اس کی جانب بڑھا تھا۔ ان تینوں نے شاطرانہ نگاہوں کا تبادلہ کیا۔

"بڑی آئی مس لیڈی ڈیانا اس کا فالودہ تو اب میں نکالوں گا۔ دوسروں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے والی آنٹی اللہ کا قہر نازل ہو اس پہ۔ بس ایک ہی دعا ہے آج صدام کی آنکھوں سے اس ڈائن کی محبت کی پٹی اتر جائے۔"

وہ دانت کچکچا کر بولتے آخر میں اجتماعی دعا کروانے والے انداز میں بولا۔ سب نے بیک وقت آمین کہا تھا اور اس کے تعاقب میں اسی جانب بڑھ گئے جہاں ابھی صدام گیا تھا۔

صدام تیز قدموں سے جوں ہی اس دکان پہ داخل ہوا جہاں ابھی ابھی کومل گئی تھی اسے وہاں ایک لڑکے کے بازو میں بازو حمائل کرتے کھڑا دیکھ اس کے وجود سے جیسے کسی نے جان نکال دی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے اس شخص کے ساتھ کھلکھلاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اپنے چہرے پہ ماسک لگاتے قدم دکان کے اندر بڑھائے تھے۔ اس کا دل بری طرح ٹوٹ کر بکھر گیا تھا مگر وہ خود پہ حیران تھا کہ اس میں اتنی ہمت کیسے مجتمع ہو گئی۔

"یار کومل جلدی کرنا اس بار تو نے صرف ایک ہی سوٹ دلوایا ہے ہمیں تو اس بار تین تین سوٹوں کی امید تھی تجھ سے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسی دوران دو لڑکیاں جو آپس میں جڑی کوئی سوٹ سیلیکٹ کر رہی تھی اس کے نزدیک آتے منت کرنے والے انداز میں بولی۔ کومل نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

اس بار جو پیسے مجھے اکٹھے ہوئے ہیں اس کے میں نے اپنے اور احمد کے دو دو سوٹ خرید لیے ہیں۔ تم لوگ "اب اپنا کوئی جگاڑ لگا لو خود ہی۔"

وہ سیدھا انکار ان کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے بولی۔ ان دونوں نے منہ بسورا تھا۔ صدام کی تمام تر سماعتیں اسی کی سمت متوجہ تھی۔ دل اس کی باتیں سن اتھاں گہرائیوں میں ڈوب رہا تھا مگر فلحال وہ کچھ بھی کہ کر اس پہ اپنی اصلیت واضح نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مگر باجی ہمارا اینول فنکشن ہے نا کالج میں ایسے کیسے ہم کچھ بھی نا لیں آپ کو ہمارا سب سے پہلے سوچنا چاہیے "تھا۔"

وہ ناراضگی کا برملا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

اچھا میری ماؤں میں تم دونوں کو برینڈڈ کپڑے کرایے پہ دلوا دوں گی پھر کسی کو بھی علم نہیں ہو گا کچھ بھی اور "تم دونوں کے رنگ ڈھنگ ہی نرالے ہونگے۔"

وہ ان دونوں کو تسلی دینے والے انداز میں بولتی اپنے لیے شرٹ سیلیکٹ کرنے لگی۔ ان دونوں کے چہرے باقاعدہ کھل اٹھے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ویسے تم اس صدام کے ساتھ آکر بھی شاپنگ کر سکتی تھی اس نے کبھی تمہیں انکار تو نہیں کیا جو تم یوں ان "

"پیسوں کا یہ سب کچھ خرید رہی ہو۔

اس نے مزید ایک جواز پیش کیا مگر اس بار کومل نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔اپنے نام کے پکار سن اس کی آنکھوں کے سامنے باقاعدہ اندھیرا سا چھایا تھا۔اتنا بڑا دھوکا اتنا بڑا فراڈ مطلب وہ وہ تھی ہی نہیں جو اس کے سامنے بنتی تھی وہ تو فقط ایک فریب تھا جو اس دنیا کی چمک دمک میں کہیں گم ہو چکا تھا اور وہ فقط اس لڑکی کی بدولت اپنے تمام تر رشتوں سے لڑائی مول لے چکا تھا۔کچھ ہی دیر میں ان کے دکان سے نکلتے ہی وہ بھی جھٹ سے ماسک اتار کر اپنی جیب میں ڈالتے اس کے تعاقب میں چل دیا اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتا اپنے عقب سے آنے والی آوازوں پہ اس نے چونک کر اس جانب دیکھا جہاں فارس وغیرہ اسی کی جانب آرہے تھے۔

"کیا ہوا کومل باجی ملی نہیں یا تم سے ملنا نہیں چاہتی۔"

اس کی طنزیہ آواز پہ صدام نے اپنا سپید پڑتا چہرہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔

ویسے حیرت ہے اس کے یہاں ہوتے ہوئے بھی وہ کسی اور کے بازو میں بازو ڈالے گھوم رہی ہے افسوس "

"ہو رہا ہے سچ میں۔

ہادی بھی مصنوعی افسوس جتانے والے انداز میں گویا ہوا صدام ایکدم ان سب کی باتوں پہ پھٹ ہی پڑا۔

بے بسی کا فائدہ اٹھا رہے ہو نا تم لوگ میری مجھے ٹوٹتے دیکھ تم لوگوں کو بہت سکون مل رہا ہوگا نا تم لوگ جیت "

"جو گئے ہیں میں ہی ہار گیا ہوں زندگی کی ہر بازی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سپاٹ لہجے میں بولتے آخر میں پشیمان لہجے میں گویا ہوا۔ان سب نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تم نہیں ہار سکتے صدام تمہیں اس لڑکی سے اس کے ہر فعل کا جواب مانگنا ہے اور یہ تم پہ فرض ہے کیونکہ اس نے تمہارا ہر رشتہ خراب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔جاؤ اب ہم دیکھتے ہیں تم کیسے اس کی جفاؤں کا بدلہ لیتے ہو۔"

فارس چیلنجنگ انداز میں بولتے اس کے اشتعال کا پیمانہ ایک نئے سرے سے بڑھا گیا۔صدام تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس کی جانب بھاگا تھا۔

"کومل۔"

اس نے اس کے نزدیک پہنچتے نہایت سکون سے اسے مخاطب کیا تو کومل جو اپنے دھیان میں کھلکھلاتے آگے کی جانب بڑھ رہی تھی اس کا دل دھک سے رہ گیا۔اس نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"صدام تم یہاں۔"

وہ مصنوعی مسکراتے لہجے میں بولے تو جواب میں اس نے بھی حیرت سے اس کی جانب دیکھا اور ایک کاٹ دار نگاہ اس کے بازو پہ ڈالی تھی۔کومل نے سرعت سے بازو اس کی گرگمفت سے نکالتے کھسیا کر اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں میں یہاں البتہ تم تو اپنی کسی دوست کے گھر نہیں تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی پاٹ دار آواز پہ کومل کو اپنے حواس گم ہوتے محسوس ہوئے۔اس نے بمشکل مسکرا کر صدام کی جانب دیکھا۔

ہاں تو میں بہت اداس تھی اسی لیے لائبہ نے کہا کہ شاپنگ پہ چلتے ہیں بس اسی لیے ہم سب شاپنگ کیلیے "آ گئے۔"

وہ اپنی پوزیشن کلئیر کرنے والے انداز میں بولی۔صدام نے تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے ذرا ایک سائیڈ پہ ہونا کومل۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولا تو وہ ان سب کو واپس آنے کا کہتی خود صدام کے ساتھ آگے کی جانب بڑھ گئی۔وہ چلتے چلتے تقریباً کسی سنسان گوشے میں آ گئے تھے۔صدام نے ایک جان ٹھہرتے اس کی جانب دیکھا جو نہایت پر اعتماد دکھائی دے رہی تھی۔

"اس لڑکے کے بازو میں بازو ڈال کر بہت سکون سے نہیں پھر رہی تھی تم۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں بولا تو کومل نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس سے اس قسم کی بات کی توقع نا ہو۔

کیا ہو گیا ہے صدام وہ میرا دوست ہے ہم بچپن ساتھ رہے ہیں تم تو کہا کرتے تھے کہ میرے معاملے میں تم "اس قدر دقیانوسی سوچ نہیں رکھتے تو پھر اب کیا ہوا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں ہاتھ سینے میں باندھتی طنز کرنے والے انداز میں بولی۔ صدام کے وجود میں غصے کے بھانبھڑ سے جلنے لگے۔اس نے سختی سے اس کے بازوؤں کو اپنی گرفت میں لیتے ایک جھٹکا دیا تو اس کے لبوں سے ایک کراہ سی نکلی۔

"کیونکہ تمہیں اپنی بیوی بنانے کا سوچا تھا اور کوئی بھی مرد اپنی ہونے والی بیوی کو کسی اور مرد کی باہوں میں دیکھ ایسا ہی برتاؤ کرے سمجھ آئی میری بات۔"

وہ اسے خود سے دور جھٹکتے ہوئے بولا۔اس لڑکی نے ہی اسے گھن آ رہی تھی جسے اپنی جان اور عزت بلکل بھی پیاری نہیں تھی۔ابھی بھی کس قدر دھڑلے سے جھوٹ بول رہی تھی۔

"خیر مجھے صرف تم سے ایک سوال کا جواب پوچھنا ہے اس کا جواب دو اور اپنی یہ گھٹیا غلیظ اور مکروہ صورت میرے سامنے سے گم کر لو ورنہ مجھ سے کوئی بعید مت رکھنا میں جان لینے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔حیرت ہے مجھے خود پہ تف بھیجتا ہوں میں خود پہ کہ میں نے تم جیسی لڑکی کے پیچھے اپنے احساسات مجروح کیے ہیں۔فراڈن ہو تم کومل پیسوں پہ بکنے والی لڑکی ہو تم۔اس دنیا کی چمک دمک میں گم ہوتے تم ساری تمیز بھلا بیٹھی ہو ویسے آج تک جو بھی لباس تم نے یونی میں پہنے ہیں اپنی ہی ہیں یا کسی سے ادھار پہ لیے تھے کیونکہ تم جیسی لڑکی سے کوئی بعید بھی نہیں نا کہ کسی کو لوٹنے اور رجھانے کیلیے کس حد تک گر جاؤ۔"

وہ دبے دبے لہجے میں غرایا۔کومل کے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔اس نے فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا جو تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے اس کی زات کے پرخچے اڑا رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

یہ کس قسم کی بکواس کر رہے ہو تم تمہیں شرم نہیں آتی کسی لڑکی کے بارے میں ایسی گھٹیا بات کرتے "

"ہوئے گھٹیا میں نہیں گھٹیا تمہاری بیوی تمہاری بہن۔

اس سے قبل کہ وہ اپنے حواس کھوتے اشتعال کے عالم میں اپنی بات مکمل کرتی اپنے منہ پہ پڑنے والے تھپڑ سے اس کا گال سنسنا اٹھا۔اس نے اپنے گال پہ ہاتھ رکھتے تحیر سے پھیلی آنکھوں سمیت اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ رہا تھا۔

ایک لفظ مزید اور نہیں ایک لفظ بھی نہیں پہلے بھی تم یہ حرکت کر چکی ہو اس وقت تو تمہارے شیطانی" بہکاوے میں آگیا تھا مگر اب نہیں آؤں گا اب میں تمہیں خود پولیس کی حراست میں دوں گا۔سب جانتا ہوں میں جس گینگ کا تم حصہ ہو اس کے آدھے سے زیادہ لوگ تو جیل جا چکے ہیں اب بس تمہارا جانا باقی ہے اور "تمہیں تو میں ہاتھ پکڑ کر خود چھوڑ کر آوں گا۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے پاٹ دار لہجے میں غرایا۔کومل کو اپنی آتی جاتی سانس بھی رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔مطلب صدام اس کے بابت سب کچھ جان چکا تھا۔

"تت۔تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔"

وہ خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھتی وارن کرنے والے انداز میں گویا ہوا۔صدام نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایسے کیسے بخش دیں تم جیسی نحوست کو کسی اور کو ٹھگنے کیلیے اگلا انسان تمہیں میرے جیسا معصوم مل گیا تو اس کا"
"تو رام رام ہو جائے گا۔

فارس عین وقت میں اپنی اینٹری مارتے بائیں آنکھ دباتے معصومیت بھرے لہجے میں بولا۔

"اوہ بھائی بس کر جا تجھے معصوم کہنے سے قبل ہم قبر میں اترنا پسند کریں گے۔"

ارتضی اپنا سر جھٹکتے ہوئے بولا تو صدام نے تاسف سے ان سب کی جانب دیکھا جنہوں نے آکر ان کی بات کو درمیان میں ہی اچک لیا تھا ورنہ وہ اس سے کافی حساب کتاب کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ کومل خود کو ان سب کے درمیان میں محسوس کر اچھا خاصہ گھبرا چکی تھی۔

صدام دیکھو تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ضرور تمہارے ان دوستوں نے تمہارے ذہن میں خناس بھرنے" کی کوشش کی ہوگی مگر میں نے سچ میں ایسا کچھ نہیں کیا رہی بات اس لڑکے کے بازو میں بازو حمائل کرنے کی تو "تمہاری سوسائٹی میں تو بہت عام ہے نا تمہیں تو اس سب سے کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔

کومل نے ایک بار پھر سے اسے قائل کرنا چاہا مگر وہ اس کی بات پہ اذیت سے ہنس دیا۔

غلط تھا میں گھٹیا سوچ کا مالک تھا میں ان سب چیزوں کو ہائی لیول ہونے سے کمپیئر کرتا تھا مگر اب اندازہ ہو گیا" ہے مجھے کہ اپنی چیزیں اپنی حد تک ہی اچھی لگتی ہے اگر وہ حد پار کر جائیں تو ہمارے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو جاتا ہے۔ اسے ہم ماڈرنزم نہیں بلکہ فحاشی کہتے ہیں مگر میں نے سمجھنے میں خاصی دیر کر دی ہے شاید اور رہی بات ان کی تو ان لوگوں کو تو تمہاری اصلیت کے بابت کچھ معلوم بھی نہیں ہے ضرورا نہیں بھی ویسا ہی شاک لگا

ہو گا جیسا مجھے لگا ہے۔ میرے وجود میں سے سانسیں روک لی ہیں تم نے میری انا غرور کو خاک میں ملانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تم نے۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے آخر میں خالی خالی لہجے میں ان تینوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ان تینوں نے بھولپن سے فقط گردن ہلانے پہ اکتفا کیا۔

کومل باجی دیکھا ہم سا کوئی معصوم دیکھا ہے آپ نے۔ چراغ لے کر بھی ڈھونڈیں گی نا پھر بھی فارس شیخ جیسا" کوئی نہیں ملے گا۔"

وہ مصنوعی آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔ ان دونوں نے ورطہ حیرت میں غرق خشمگین نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا تو وہ گڑبڑا گیا۔

ہاں البتہ ان دونوں جیسا کوئی بھی مل جائے گا کسی پھلوں کے ٹھیلے کے پاس گٹر صاف کرنے والے کے" پاس۔ کوڑا کرکٹ اٹھانے والے کے پاس سے کہی سے بھی کیونکہ ان کے ماں باپ ان دونوں کو وہی سے اٹھا کر لائیں گے۔"

اس کے سنجیدگی سے بولنے پہ ان دونوں کو زبردست قسم کا اچھولگا تھا۔

"گائز کین یو پلیز شٹ اپ۔"

صدام کی تیز آواز پہ ان تینوں نے سرعت سے لبوں پہ انگلی جمائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم میری بات کان کھول کر سنو اب اور جو میں پوچھو اس کا سچ سچ جواب دینا ایک جھوٹ بھی تمہارے منہ سے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا کومل۔ اس دن جو پریسہ کی ویڈیو تم نے مجھے دکھائی تھی تمہارے پاس کہاں سے آئی اور تمہیں مجھے دکھانے کا کیا تک تھا۔"

صدام کی آواز پہ کومل کو اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔ اس کا سانس بری طرح اکھڑنے لگا مگر فلحال کوئی بات بھی تو بنانی تھی تبھی گہرا سانس بھرتے خود میں ہمت مجتمع کرنے لگی۔ ان تینوں نے پتھریلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ مریم اور بریزہ سے انہیں اس بابت پوری بات کا علم ہو چکا تھا تبھی انہوں نے اس چھپکلی کا پردہ فاش کرنے کا سوچا تھا۔

"وہ ویڈیو صدام وہ مجھے کسی ان نون نمبر سے آئی تھی ورنہ میں۔"

بکواس بند ایک لفظ مزید جھوٹ نہیں ایک لفظ بھی نہیں۔

اس کی بات پوری ہونے سے قبل ہی صدام کی کاٹ دار آواز پہ وہ اچھل کر دیوار سے جا لگی۔ اسی دوران موبائل وائبریٹ ہونے کی آواز پہ اس سے قبل کہ وہ چوری چھپے فون لاؤڈ سپیکر پہ لگاتی فارس نے ایک جست میں اس کا فون اس کے ہاتھ سے کھینچتے بے دردی سے زمین پہ دے مارا۔ کومل کے لبوں سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی تھی۔ وہ تنفر بھری نگاہوں سے فارس کی جانب دیکھتے بری طرح اس کی جانب جھپٹی مگر اس سے پہلے ہی صدام اس پہ قابو پا چکا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام میں سچ میں نہیں جانتی اور میں نے تمہارے سامنے کس قدر ڈر ڈر کر تمہیں دکھائی تھی میں جان "بوجھ۔"

"کومل اٹس یور لاسٹ وارننگ جواب دو مجھے کہ وہ ویڈیو تمہارے پاس کیسے آئی اور مجھے ہی کیوں دکھائی۔"

وہ اس کی بازو کو بے دردی سے مڑوڑتے قہر برساتے لہجے میں سفاکی سے گویا ہوا۔ کومل نے درد کی شدت سے آنکھیں میچی تھی۔ ضبط ایک چھناکے سے ٹوٹا تھا۔

کیونکہ نفرت ہے مجھے تمہاری بہن سے بہت بری لگتی ہے وہ مجھے کیونکہ وہ بارہا بار میرے راستے میں کانٹے" اگا نے آئی تھی جو چیز مجھے بلکل پسند نہیں تھی اس دن کی جیت کے بعد بھی ٹرافی اپنے نام لکھوانا اس میچ میں میرے چرچے ہونے کی بجائے اس کے نام کے چرچے تھے پورا گراؤنڈ اس کے نام سے گونج رہا تھا۔ اس کے بعد ٹرپ پہ بھی اس کی گمشدگی کے بعد تمہارا ہمہ وقت اس کے ساتھ ہونا میری جانب تو کسی کی توجہ ہی نہیں تھی اور پھر آخر میں سب سے بڑی بات عفیفہ سے شادی کی تمہارے ساتھ اصرار کیا اس نے شادی کیلیے یہ سب جانتے بوجھتے کہ میں تمہارے ساتھ انولو ہوں مگر پھر بھی اس نے تمہاری شادی اس سے کروا دی۔ اسی لیے نفرت کرتی ہوں میں اس سے اور میری نفرت اس قدر شدت اختیار کر چکی ہے کہ میں اس کی جان لینے "سے بھی گریز نہیں کروں گی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اشتعال کے عالم میں ہانپتے ہانپتے اپنے دل میں چھپا تمام ذہر اس کی سماعتوں میں انڈیل رہی تھی اور ان چاروں کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ وہ اس قدر شدت سے پریسہ سے کھار کھاتی ہو گی ان سب کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

"تم نے یہ سب پریسہ کی نفرت میں۔"

ہاں نفرت میں صدام آفندی اور دیکھو تم نے اپنی اسی نفرت اور انا میں بغیر اس کی سنے بغیر اس سے اپنے اس" محبت بھرے رشتے کو کمزور کر لیا۔ اپنے ماں باپ کی نافرمانی کر لی اور رہی بات تمہاری اس غریب سو کالڈ بیوی "کی تو اسے تو پہلے ہی روز عرش سے فرش پہ ٹپک چکے ہو گے۔

وہ دل جلانے والے انداز میں بولتی شاطرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی اور صدام وہ بے یقینی کی کیفیت میں گھرا سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچ گیا معاً ہوش کی دنیا میں لوٹتے ہی وہ بپھرے شیر کی مانند اس کی سمت لپکا اور بے رحمی سے اس کی گردن کو اپنے شکنجے میں لیتے اس کی گردن کو دبایا تھا۔ وہ اس کی ظالمانہ گرفت میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔ آنکھیں باہر کو ابل پڑی تھی۔ فارس نے نفی میں سر ہلاتے سختی سے اس کا ہاتھ اس کی گردن سے ہٹایا تھا اور اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا جس کی آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہو رہی تھی۔ اس کی اندرونی حالت کا اندازہ اسے بخوبی ہو رہا تھا۔ کومل نے پوری بات اگلنے کے بعد سہمی نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا جن کا دھیان اب صدام کی جانب ہو چکا تھا۔ اس سے قبل کہ وہاں سے بھاگتی ہادی نے ایک جست میں اس کی کلائی تھامتے مڑوری تھی۔

کہاں جارہی ہو تمہارا اٹھکانہ اب یہاں نہیں بلکہ تھانہ ہے تمہارے ساتھی تو جا چکے اب تمہاری باری ہے چل"

"ارتضیٰ ذرا اس چڑیل کو اس کی اصل جگہ پہ پہنچا کر آئیں۔

وہ ارتضی کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے اسے تقریباً کھینچتے ہوئے وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گیا اس کے جاتے ہی فارس نے اپنا رخ صدام کی جانب کیا۔

"صدام سنبھال خود کو۔"

وہ اسے سہارہ دینے والے انداز میں بولا۔

کیسے سنبھالوں فارس کیسے سنبھالوں سب کچھ ختم کر کے آیا ہوں میں جن ہاتھوں سے کبھی اسے کھلا یا پلایا" کبھی اس کے سر پہ ہاتھ رکھا انہی ہاتھوں سے آج اسے گھر سے باہر پھینکنے والا تھا میں انہی ہاتھوں سے اس کے منہ پہ تھپڑ۔وہ بولتی رہی تھی بھائی میری ایک بار سن لیں مگر میں کومل کی باتوں میں اس قدر اندھا ہو گیا کہ سب کچھ بھول گیا۔وہ تڑپ رہی تھی۔تکلیف میں تھی مگر آج میں نہیں تھا اسے سہارہ دینے کیلیے وہ آج بہت "بری طرح بکھر گئی ہے۔ڈیڈ سے بدتمیزی مام سے بدتمیزی کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے بھیگے لہجے میں بول رہا تھا اور فارس اس کی باتوں میں عفیفہ کا نام ہی سننے کو ترس گیا مطلب ابھی بھی اسے عفیفہ کے متعلق کچھ عقل نہیں آئی تھی۔وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم یہاں سے اٹھو اور گھر جاؤ وہاں کے حالات کا اندازہ ہو جائے گا تو آگے کا مسئلہ حل کرنے میں آسانی ہو گی اور براہ کرم کسی کے ساتھ بھی تلخ رویہ اختیار مت کرنا کسی کے ساتھ بھی نہیں کیونکہ اس سارے معاملے میں قصوروار صرف تو ہے صرف اور صرف تو۔"

وہ اسے جتانے والے لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ صدام نے بھی ایک نظر اسے دیکھتے گھر جانے کو ہی ترجیح دی تھی۔ وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے نظریں چراتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ جس عورت پہ اس نے سب سے زیادہ بھروسہ کیا تھا آج اسی نے ہی اس کا یقین چکنا چور کر دیا تھا وہ تو اس کا اصل تھا ہی نہیں بلکہ وہ تو ازل سے ہی اس کیلیے ایک فریب تھا جو پانی کے ایک بلبلے کی مانند ایک ٹوٹ چکا تھا ساتھ ہی اس کی ذات بھی ریزہ ریزہ ہو چکی تھی۔ آگہی کا سفر یقیناً سب سے کٹھن ہوتا ہے وہ یہ بات اچھے سے سمجھ چکا تھا۔ آج وہ تہی داماں رہ گیا تھا بالکل خالی۔ جس کے اندر سناٹوں کے سوا کسی چیز نے بسیرا نہیں کیا ہوا تھا۔ چلتے چلتے پریسہ کی بات یاد کرتے اس کے قدم بے ساختہ لڑکھڑائے تھے۔

جو کہتے ہیں نا کہ بھائی برے ہوتے ہیں پریسہ آفندی ان کے سامنے سینہ تان کر یہ کہنے کی ہمت رکھتی ہے کہ "بھائی اگر صدام آفندی جیسے ہو تو ان کے برے ہونے کا کوئی چانس ہی نہیں۔"

اس کی میٹھی آواز کی بازگشت صدام کی سماعتوں میں مسلسل ہو رہی تھی وہ سختی سے آنکھوں کو میچ گیا تھا۔ آج اس نے سچ میں بھائی بہن کے رشتے کا خون کر دیا تھا آج اس نے ایک بہن کا بھائی پہ مان اور ختم کر دیا تھا۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نوفیل وہ بچی کیسی ہے اب۔"

وہ سب اس وقت دالان میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ اسی دوران زربی بی کی آواز پہ اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ واضح پریشانی پنہاں تھی۔ وہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیر گیا۔

"جی مورے اب کافی بہتر ہے تم پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ بمشکل مسکراتے تسلی دینے والے انداز میں گویا ہوا۔ لالہ رخ ایک نظر انہیں دیکھتے دوبارہ کڑھائی کرنے میں مصروف ہو گئی۔ زربی بی نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اس دن کا ان کا دل بیٹھا جا رہا تھا اور وہ نجانے کیوں اسے کھل کر پوری بات تفصیل سے نہیں بتا رہا تھا۔

کیسے پریشان نا ہو نوفیل جوان جہاں بچی ہے وہ اماری لالہ رخ کی طرح کی جب بھی اس کے بابت سوچتی ہوں "تو دل بیٹھا جاتا ہے اور ایک تو ہے کہ کچھ بتاتا ہی نہیں ہے۔

وہ گھبرا کر اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ نوفیل نے ان کے ساتھ بیٹھتے بے ساختہ انہیں سہارہ دیا تھا اور ایک نظر اپنے کام میں مصروف لالہ رخ کی جانب دیکھا۔

"لالہ رخ تم کمرے میں جاؤ مجھے مورے سے کوئی بات کرنی ہے۔"

نوفیل کی آواز پہ وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلاتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"کیا سننا چاہتی ہیں آپ ام سے مورے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اذیت کی انتہا پہ تھا اس دن کے بعد وہ بھی تو اس بات کو فراموش نہیں کر پایا تھا۔ مسلسل وہی سوچیں ذہن میں گردش کرتی رہتی تھی۔

دیکھ جو بھی بات ہے نا سچ سچ امارے کو بتا دے ام جانتے ہیں کہ اس دن تجھے ہسپتال میں ہی وہ لڑکی ملی تھی" "تبھی تو گھر لوٹنے تک پریشان تھا۔ خدا کا واسطہ ہے امارے کو بتا دے امارا دل بیٹھا جا رہا ہے۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے تکلیف ذرہ لہجے میں گویا ہوئی۔ نوفیل نے آنکھوں کو میچتے انہیں سہارہ دیا اور اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"مورے وہ اپنا سب کچھ لٹا آئی ہے۔ کسی نے اس کے ساتھ ذبردستی کی ہے ذیادتی ہوئی ہے اس کے ساتھ۔"

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولتے چہرہ جھکا گیا۔ زربی بی نے اپنا ہاتھ بے ساختہ دل پہ دھرا۔ چہرہ اس کی بات سنتے لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ انہوں نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

ہائے میرے ربا اتنی سی بچی کے ساتھ کس نے یہ ظلم کر دیا امارا تو سانس رک رہا ہے نوفیل ام کو بڑا خوف" "محسوس ہو رہا ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہو۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتے ہوئے بولی۔ نوفیل نے پانی کا گلاس تھامتے ان کے لبوں سے لگایا تھا۔

"بس ام تم کو اسی وجہ سے نہیں بتا رہا تھا اپنی حالت دیکھو اب۔"

وہ ان کے گالوں پہ بہنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے سرزنشی لہجے میں بولا۔

"اب کیسی ہے وہ ٹھیک ہے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بے تابی سے بولی تو اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔ جانتا تو وہ بھی نہیں تھا مگر فلحال تسلی دینا بھی لازم تھا۔

مورے اس دن ہسپتال میں تو خاصی تکلیف میں تھی کسی کو پہچان نہیں رہی تھی اب کا امارے کو کوئی علم " نہیں نا ہی ام نے جاننے کے کوئی جتن کیے کیونکہ اس کا بھائی اس کی دیکھ بھال کرنے کیلیے موجود ہے بس وہ "ذات سب بیٹیوں کی عزتوں کی حفاظت۔

"نوفیل خان نوفیل خان۔ باہر نکل۔"

اس سے قبل کہ وہ سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کرتا باہر سے آنے والی اونچی آوازوں پہ زربی بی نے گھبرا کر نوفیل کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ الجھن صاف واضح تھی۔

یہ تو شہرام خان کی آواز ہے مگر وہ رات کے اس پہر یہاں۔

وہ تعجب سے بولتے اس سے پہلے تیز قدموں سمیت باہر کی جانب بڑھتا انہوں نے سہم کر اس کی چوڑی کلائی تھامتے اسے ٹوکا تھا۔

"نہیں نوفیل تو باہر نہیں جائے گا وہ نا جانے تجھے ایسے کیوں بلا رہا ہے۔"

وہ ڈرے سہمے انداز میں بولتی اسے ہولے سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

مورے آپ پریشان مت ہو ام دونوں کے مابین چاہے رشتہ خوشگوار نا ہوا ہو مگر بہتر ضرور ہو گیا ہے۔ وہ ایسا" "کچھ نہیں کرے گا جس سے اماری جان کو خدشہ ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔وہ بھی ہانپتے ہانپتے اس کی تقلید میں ہی بھاگی تھی۔

"نوفیل خان۔"

اس دوران شہرام کی سخت دھاڑ حویلی کی درودیوار کو ہلا کر رکھ گئی۔وہ گہرا سانس بھرتے ھوں ہی باہر صحن میں پہنچا وہ خطرناک تیوروں سمیت اسے ہی گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

کیا ہو گیا ہے شہرام خان ایک بار پھر تم اماری حویلی میں کھڑے ہو کر امارے ہی لوگوں پہ دھاڑ رہے ہو اس "کی سزا نہایت گھمبیر بھی ہو سکتی ہے۔"

اس کی سپاٹ آواز پہ شہرام نے نفرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو یہ کام کر کے بھی کس قدر پرسکون تھا یہاں تک کہ اس کے سامنے آتے ہی زبان تک نہیں لڑکھڑاتی تھی۔وہ تن فن کرتا اس کے سر پہ پہنچا اور اس کے گریبان کو دونوں ہاتھوں میں جکڑتے جھنجھوڑا اٹھا۔

سزا کا مستحق تو بس تو ہی ہے نوفیل خان میرے پیٹھ پیچھے اس قدر گھناؤنا کام رچ کر تجھے شرم نا آئی تو اتنا بزدل" کب سے ہو گیا کہ ہماری لڑائی میں گھر کی عورتوں کو لے آیا۔آج تو جان سے جائے گا نوفیل تو میرے ہاتھوں "ہی مرے گا میں تجھے کسی کو بھی چہرہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑوں گا۔

وہ اسے بری طرح زمین پہ پٹختے پے درپے اس پہ مکوں اور لاتوں کی برسات کرتے ہوئے کسی زخمی شیر کی مانند غرا اٹھا۔اس کے برعکس وہ اپنے وجود پہ پڑتی اس کی لاتوں سے بے بہرا بنا بس اس کی زہر آلود آواز کو سماعتوں

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں اتارنے کی کوششوں میں تھا۔اس کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔زربی بی روتے روتے اس کے نزدیک آئی اوراس کے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو روتے روتے روکا تھا۔

"نہیں چھوڑ دو اسے امارا بیٹا ایسا نہیں ہے وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔"

وہ تکلیف سے پر لہجے میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔انہیں یوں روتا دیکھ نوفیل کے ماتھے کی رگیں ابھر کر پھٹنے والی ہو گئی۔وہ ناگواری سے ایک جست میں اٹھتے انہیں کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو کھول چکا تھا۔

مورے ان احسان فراموش لوگوں کے قدموں کے تلوے بھی چاٹ لو گے ناجب بھی اپنی اوقات" دکھانے سے باز نہیں آئے گے یہ یہ ایسے جانور ہوتے ہیں جو بھونکنا اپنا فرائضہ ہی سمجھ لیتے ہیں اب تک خاموش تھا کیونکہ بات تمہاری بہن کی تھی مگر اب میں بولوں گا کیونکہ بات اب یہاں امارے کردار کی ہے۔تو کیا امارے کو مارے گا اپنے کردار پہ بات کرنے والے کو میں سو کوڑے مار کر وہی تکلیف دوں گا جو ام نے ابھی "محسوس کی ہے۔

وہ زربی بی کو نرمی سے ایک جانب کرتے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی قمیض کے کالر کو مٹھی میں جکڑتے اسے ایک جھٹکا دیتے زہر خند لہجے میں دھاڑا۔شہرام نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا مگر پھر گاڑی کا خیال آتے ہی تمام باتوں کو ذہن سے جھٹک گیا۔اس سے قبل کہ وہ اپنی بندوق اس کے سر پہ تانتا نوفیل کے آدمیوں نے ایکدم چوکنا ہوتے شہرام خان پہ بندوقیں تانی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

نوفیل ہاتھ کے اشارے سے انہیں ٹوکتے سرد مہری سے گویا ہوا۔شہرام نے چبھتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

مرواؤنا مجھے اب سارا کھیل تمہارے ہاتھ میں ہے بازی تم لے سکتے ہو ہار کو کیوں اپنی قسمت میں" "لکھوا رہے ہو۔

شہرام تمسخرانہ لہجے میں بولا۔

"کیونکہ ام کسی بے گناہ کو سزا دے کر گناہ کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔بس یہی فرق ہے تم میں اور ام میں۔"

تو بتا پھر کل میری گاڑی کا پیچھا کیوں کر رہا تھا اور اس دن ہسپتال میں پرخہ تجھے ہی کیوں ملی کیا یہ اتفاق عجیب" "نہیں۔

اس کی بات کے اختتام میں شہرام کے کاٹ دار لہجے پہ نوفیل نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

میری گاڑی تمہاری گاڑی کا پیچھا۔تمہارا دماغ تو نہیں خراب شہرام خان یہ کس قسم کی بیہودہ بکواس ہے ام" "اتنے ارزاں بلکل نہیں کہ تمہاری گاڑی کا پیچھا کرتے پھرے۔

وہ اس سے اونچی آواز میں دھاڑا اور ایک نظر پلر کی اوٹ میں چھپی لالہ رخ کو دیکھا جو تھر تھر کانپ رہی تھی۔

مورے تم اندر جاؤ لالہ رخ کو سنبھالو وہ ڈر جائے گا ام اس سے نپٹنا جانتا ہے اسے تو آج ام اچھے سے سمجھائے" "گا کہ آفریدیوں سے دشمنی مول لے کر کوئی سکون سے نہیں جی سکتا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ انہیں کی جانب بھیجتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔ زربی بی حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے جاتے ہی نوفیل نے اپنا رخ دوبارہ شہرام کی جانب کیا۔

"ہاں اب بولو کس گاڑی کے متعلق بات کر رہے تھے تم۔"

وہ متانت سے بولتے گہرا سانس بھر اٹھا۔ اس کا چہرہ کس قدر پر سکون تھا شہرام کو ایک عجیب سا احساس ہوا تھا۔

"کل جب میں اپنے فلیٹ سے گھر جا رہا تھا تو ایک سفید رنگ کی گاڑی مسلسل میرا پیچھا کر رہی تھی مجھے شک ہوا تو اسی لیے اس کا نمبر نوٹ کر کے کسی کو بھیجا تھا تو معلوم ہوا کہ وہ گاڑی نوفیل خان کے نام سے رجسٹرڈ ہے۔"

وہ پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھتے آخر میں گاڑی کا نمبر بھی اس کے گوش گزار گیا۔ نوفیل نے سوچنے والے انداز میں اپنی داڑھی سہلائی تھی۔ اس دوران نوفیل اسے لیتے اندر دالان میں لا چکا تھا اور اب وہ آمنے سامنے رکھی کرسیوں پہ براجمان تھے۔ کچھ ہی دیر میں نوفیل کے کہنے پہ ملازمہ اس کے کہنے پہ جوس کا گلاس لے کر آئی اور وہ شہرام کی جانب بڑھایا تھا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی میں یہاں کسی قسم کی خاطر تواضع کروانے نہیں آیا مجھے بس میرے سوالات کے جوابات چاہیے۔"

وہ ہاتھ فضا میں اٹھاتے سختی سے اسے روک گیا۔ نوفیل نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

لے لو شہرام تمہاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی امارے کو حواس بھی ٹھکانے نہیں ہے شاید تمہارے جو "

"اس قسم کی فضول بکواس ام سے کر رہے ہو تمہاری بے وجہ باتوں کا جواب دینا میں پسند نہیں کرتا۔

وہ سنجیدگی سے اسے باور کرانے والے انداز میں بولتے گلاس اس کی جانب بڑھا گیا اب کی بار اس نے بھی بغیر کسی تردد کے گلاس تھام لیا تھا اور ایک ہی سانس میں چڑھاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تمہارے کہے کے مطابق کہ اس کام میں تمہارا کوئی ہاتھ نہیں نوفیل مگر اگر کبھی مجھے معلوم ہوا کہ تم بھی "

"اس گھناؤنے کھیل میں ملوث ہو پھر اسی دن تمہارا یہ گریبان اور میرے یہ ہاتھ ہو نگے۔

اس کے سفاک لہجے پہ ایک لمحے کیلیے نوفیل کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا۔ شہرام اپنی بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ نوفیل نے گہری نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو تکا جو لڑ کھڑاتے قدموں سمیت باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اسے شدید حیرت ہوئی تھی اس انسان پہ جو خود کو بری الزمہ کر کے اسے پھنساتے گندا کرنے کی کوششوں میں تھا۔ پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ گاڑی کے نزدیک پہنچتے ہی وہ آنکھوں کے سامنے تاریکی آجانے کی بدولت بری طرح لڑ کھڑایا تھا اس دوران گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے نواب نے بری طرح سے اسے تھاما تھا۔

سر آپ ٹھیک ہیں ناانذر کیا ہوا نوفیل نے کچھ اگلا کیا۔

اس کی تفکر بھری آواز پہ شہرام نے اپنا ماتھا مسلتے بغیر کوئی جواب دیے گاڑی میں بیٹھتے سیٹ سے پشت ٹکالی۔ نواب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مجھے حویلی پہنچادو نواب مجھے سونا ہے۔"

اس کی بوجھل آواز پہ وہ بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے گاڑی میں جگہ سنبھالتے گاڑی زن سے اڑاتے حویلی کی جانب بڑھا گیا۔ڈرائیونگ کے دوران گاہے بگاہے اس کی نگاہیں شہرام کے وجود کی جانب اٹھ رہی تھی جو ہلکی ہلکی غنودگی میں جا رہا تھا۔یہاں تک کہ اس نے واپس آکر اس متعلق بات کرنا بھی پسند نہیں کی تھی۔تقریباً دس منٹ بعد ان کی گاڑی حویلی کی حدود میں رکی تھی۔شہرام اب کی بار پھر سے اس کی کسی بھی بات کا جواب دیے بغیر اندر حویلی کی سمت بڑھ گیا۔نواب کی زیرک نگاہوں سے اس کی حالت مخفی نہیں تھی صاف ظاہر تھا کہ اسے کوئی نشہ آور ادویات دی گئی ہیں تبھی وہ ایسا برتاؤ کر رہا ہے۔

حویلی میں قدم رکھتے ہی ہر جانب سناٹے کا راج تھا۔چاروں اطراف میں تاریکی چھائی ہوئی تھی بس ایک جانب باورچی خانے کی لائٹ جل رہی تھی جو حویلی کے اندرونی حصے میں روشنی پھیلانے میں سرے سے ہی ناکام تھی۔اس نے آگے کی جانب بڑھتے بمشکل صوفے کا سہارہ لیا تھا۔سر بری طرح چکرا رہا تھا۔وہ فلحال پرخہ کے کمرے میں جانے کا ارادہ ترک کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ مورے اسی کے پاس ہو گی۔کمرے کا داخل ہوتے ہی وہ جوں ہی بیڈ پہ بیٹھا اسے اپنے حواس گم ہوتے محسوس ہوئے۔اس نے گھٹن کے احساس میں چادر صوفے پہ پھینکتے دونوں ہاتھوں میں سر گراتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔آنکھوں کے دریچوں میں ناجانے کیوں ایک روتا ہوا چہرہ شدت سے مسلسل لہرا رہا تھا۔اس نے نفی میں سر ہلاتے سر جھٹکا اور ایک نظر کروٹ لے کر سوئی ہوئی پشمینہ کو دیکھا تھا۔وہ جھٹکے سے

تکیے پہ سر رکھ کر چت لیتے اپنی دکھتی آنکھوں کو دبانے لگا۔ذہن میں بری طرح غنودگی چھا رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اپنے بے وجہ خیالات سے نظریں چراتے آنکھیں موندتا اپنے سینے پہ دباؤ محسوس کرتے اس نے موندی موندی آنکھوں سمیت اپنے سینے پہ سر رکھ کر لیٹی پشمینہ کو دیکھا جواب اس کے ہاتھ پہ اپنا لمس چھوڑتے سکون سے اپنا سر دوبارہ اس کے سینے میں سر رکھ چکی تھی۔وہ نہیں جانتا تھا اس کے دماغ نے اسے کیا الارم دیا تھا کہ وہ سختی سے اس کے گرد بازو حائل کر گیا تھا۔مینہ نے خوشگوار حیرت سمیت اس کی جانب دیکھا جس نے شادی کے بعد پہلی بار اس کی جانب کسی قسم کی پیش قدمی کی تھی۔کیا وہ اسے قبول کر چکا تھا اس کا دل خوش گمانیوں میں گھرنے لگا۔

"شہرام۔"

اس کے لبوں سے خوشکن احساس کے تحت یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔اس کے لب مسلسل کسی کا نام پکار رہے تھے۔پشمینہ نے اپنی جگہ سے اٹھتے وہ نام سننا چاہا تھا مگر اس کی آواز کسی سرگوشی سے کم نہیں تھی۔وہ چاہ کر بھی سن نہیں پائی تھی مگر اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا پہلا حرف پ ہی ہے۔اس کے لب مسکراتے ہوئے آخری حد تک پھیل گئے۔اس کے بعد شہرام نے اسے خود میں سمیٹتے اس کی دلی مراد کو حقیقت کا روپ دے دیا تھا۔پشمینہ نے کوئی راہ فرار نا دیکھتے کھلکھلاتے ہوئے اس کے سینے پہ سر دھر دیا تھا۔شاید ایک نئی زندگی کا آغاز ہونے والا تھا۔کھڑکیوں سے دکھائی دیتے درختوں کے پتوں نے بھی ہوا کی زد سے لہلہاتے ایک نئی صبح کی آمد کا پیغام دیا تھا۔مٹی کے ذرے ہوا میں رقص کرتے اپنی خوشی کا باقاعدہ اعلان کر رہے

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھے۔ہر جانب خوشیاں بھری فضا کا راج تھا۔اندر اس کی قربت پہ پشمینہ نے آسودگی سے آنکھیں موندی تھی۔

****

"طبیعت کیسی ہے اب۔"

عفیفہ دراز میں سے اس کی دوائی نکالتے مصروف سے انداز میں بولی۔ابھی کچھ دیر قبل ہی تو مریم بریزہ اور عناب اس کی طبیعت خرابی کی بدولت یہاں سے گئی تھی کیونکہ اس کا بخار کافی حد تک شدت اختیار کر چکا تھا۔

"عفیفہ تم سے ایک بات کہوں۔"

وہ سوچ سوچ کر کسی نادیدہ نقطے پہ نگاہیں ٹکائے بولی۔اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔پریسہ نے کھینچ کر اسے اپنے ساتھ بٹھایا تھا۔عفیفہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

مجھے معاف کر دو پلیز عفیفہ مجھ سے ناراض مت ہونا مجھے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آئی تھی میں نے بس"

"تمہیں اس یاسر کے چنگل سے آزاد۔

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔ناجانے کیوں عفیفہ اسے خاموش خاموش سی محسوس ہوئی تھی تبھی اسے صفائی دینے والے انداز میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تمہیں صفائی دینے کی کوئی ضرودت نہیں ہے پریسہ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں اور یہ چھوٹی موٹی باتیں اب تکلیف بھی نہیں دیتی میں نے خود کو ڈھیٹ کر لیا ہے یہ سوچ لیا ہے کہ میری قسمت ہی ایسی ہے اور تم بھی اب اس متعلق کچھ مت سوچو اور یہ دوا لو تا کہ میں بھی کچھ دیر آرام کر سکوں۔"

وہ ٹال مٹول سے کام لیتے اس کی ہتھیلی پہ دوائی رکھتے ہوئے بولی۔اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے دوائی کھائی اور بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔نگاہیں ابھی بھی سامنے دیوار پہ جمی تھی۔

"کچھ مت سوچنا میری جان کچھ بھی نہیں۔جتنا سوچو گی تکلیف اتنی ہی اٹھے گی آنسو اتنے ہی بہے گے درد ہو گا بہت۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔اس نے آنکھوں میں نمی لیے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں بھول پا رہی عفیفہ چاہ کر بھی نہیں فراموش کر پا رہی۔جب جب سوچتی ہوں تکلیف اٹھتی ہے کیا ہم لڑکیوں کا کردار اتنا کمزور ہوتا ہے کہ کوئی بھی ہمارے پہ بات کر کے چلا جائے ہم لڑکیاں کیا کبھی مضبوط نہیں ہو سکتی۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولی۔عفیفہ کا سر خود بخود نفی میں ہلا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ ہم پہ منحصر ہے میری جان کہ ہم اپنے کردار کو کمزور کریں یا مضبوط اگر ہم خود کمزور ہیں تو اگلا انسان بھی ہمیں کمزور کرے گا اور ہماری کمزوری پہ ہی وار کرے گا مگر اگر ہم مضبوط ہونگے تو کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ ہمارے سامنے آکر چوں چراں بھی کر سکیں۔"

وہ سختی سے اسے باور کرانے والے انداز میں بولی۔پری نے ہولے سے سر ہلاتے چہرہ جھکایا تھا۔اس سے قبل کہ ان کی بات مزید طوالت بخشتی دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ ان دونوں نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے عادل اور عافیہ اندر ہی آرہے تھے۔عفیفہ ان کے آتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔حال احوال پوچھنے کے بعد کچھ لمحے تو کمرے کی فضا میں خاموشی کا راج رہا تھا معاً کچھ لمحوں کی توقف کے بعد کمرے کی خاموش فضا میں عادل کی بھاری آواز نے ارتعاش سا پیدا کیا تھا۔

"پری آج جو کچھ بھی ہوا یقیناً نہیں ہونا چاہیے تھا مگر خیر اب ہو گیا ہے تو گزرے ہوئے کل تو بدلا نہیں جا سکتا۔صدام نے جو بھی غلط کیا کسی کو بھی توقع نہیں تھی مگر ہم آنے والے کل کو بہترین کر سکتے ہیں اسی لیے بس اسی متعلق ہی آپ سے بات کرنے آئے تھے کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم ہادی کے ساتھ آپ کے رشتے کی بات۔"

"بابا پلیز مجھے ابھی بلکل بھی شادی نہیں کرنی مجھ سے آپ اس متعلق بات مت کہیے گا مجھے ابھی کچھ بننا ہے کچھ کمانا ہے کچھ کر کے دکھانا ہے شادی جیسا جھنجھٹ میں نہیں پڑنا مجھے۔اب اس بات کے پیچھے آپ شہرام خان کو مت سمجھیے گا وہ میرے لیے میری زندگی کا ایک تاریخ باب تھا جسے میں نے بند کرتے اسے تالا لگا دیا ہے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اوراس کی چابی بھی کہی گم کر دی ہے تا کہ میں چاہ کر بھی دوبارہ جذبات میں آکر اس باب کو کھول مت سکوں اور ہادی بابا وہ بریزہ کو پسند کرتا ہے اور میں محبت کرنے والو کی دل سے قدر کرتی ہوں کیونکہ اسے کھو کر اس سے حاصل ہونے والی اذیت سے میں بخوبی واقف ہوں میں سب کچھ جانتے بوجھتے کسی کیلیے اذیت کا سبب نہیں بن سکتی۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولتی آخر میں حلق تر کرتے بمشکل مسکرادی تھی۔عفیفہ کو اس سے اس قسم کے جواب کی توقع نہیں تھی مگر ایک بات کی خوشی ضرور ہوئی تھی کہ وہ اپنے حق کیلیے مضبوطی سے بولی تو سہی۔اس کے برعکس عادل اور عافیہ بلکل ساکت بیٹھے تھے۔

"مگر پری ہادی۔"

"بلکل ٹھیک کہ رہی ہے میری بیٹی۔خوب پڑھو لکھو اپنا نام بناؤ ویسے بھی میں اپنی بیٹی کے ہر فیصلے میں ہمہ وقت اس کے ساتھ ہوں۔رہی بات راحیل کی تو میں اسے سمجھادوں گا وہ میری بات ضرور سمجھ جائے گا۔"

وہ اس کا سر تھپتھپاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔اس کی باتوں سے کافی حد تک انہیں تسلی ہو گئی تھی۔

"لگتا ہے بارش ہو رہی ہے باہر۔"

ان کے جاتے ہی عفیفہ کی مسکراتی آواز پہ پریسہ کے مسکراتے لب فوراً سے بیشتر سمٹے تھے۔چہرے پہ از حد سختی در آئی۔

"کھڑکی بند کر جانا عفیفہ پلیز۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے قبل کہ عفیفہ کمرے سے باہر نکلتی اس کی تند آواز پہ حیرت سے مڑتے واپس آئی اور خاموشی سے کھڑکی کے پٹ بند کیے تھے۔ اسے اس کے یوں ایک دم سے سخت ہو جانے پہ حیرت ہوئی تھی۔ پریسہ نے کروٹ بدلتے سختی سے آنکھوں کو میچا تھا۔ وہ مضبوط ہو تو گئی تھی مگر ان چھوٹی موٹی باتوں کا کیا کرتی جس سے اس تلخ رات کی بے تحاشہ اذیت سے پر یادیں جڑی ہوئی تھی۔ وہاں سے نکلتے ہی وہ جوں ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی صدام کو کمرے میں نا دیکھ اس نے آسودگی سے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔ اس کیلیے تو یہ وقت کسی خوش نصیبی سے کم نہیں تھا۔ وہ فلم دیکھنے کا سوچتے سکون سے بیڈ پہ چڑھ کر بیٹھ گئی۔ سائیڈ ٹیبل سے مختلف چیزوں کو آگے پیچھے کرتے اسے اپنے مطلب کی چیز مل گئی تھی۔ وہ سائیڈ لیمپ آف جلاتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھتے مووی سے لطف اندوز ہونے لگی۔ اس کی غیر موجودگی میں ویسے ہی ایک الگ ہی سکون مل رہا تھا۔

****

کچھ دیر یوں ہی بے مقصد سڑکوں پہ گاڑی دوڑانے کے بعد وہ بھاری ہوتے اعصابوں سمیت جوں ہی گھر پہنچا ہر جانب غیر معمولی خاموشی کا راج تھا۔ وہ لبوں کو بھینچتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔ اپنے کمرے کے باہر پہنچتے ہی اندر سے آنے والی غیر معمولی آوازیں سنتے اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ سونے پہ سہاگہ اندر سے ہنسنے کی آوازیں بھی آ رہی تھی۔ بے یقینی کی کیفیت میں اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اس نے بغیر کوئی وقت ضائع کیے جھٹکے سے دروازہ کھولا تو دروازہ کھلتے ہی جو منظر اسے دیکھنے کو ملا وہ اس کے حواس جھنجھنانے کو کافی

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا۔مطلب دوپہر میں اس کے گال پہ تھپڑ جڑ کر وہ کس قدر سکون سے مووی سے لطف اندوز ہو رہی تھی وہ بھی اس کے بیڈ پہ پوری شان سے بیٹھتے۔غصے سے اس کی پیشانی کی رگیں تن گئی۔

"اٹھو اس بیڈ سے دو سیکنڈ میں۔"

وہ بگڑے حواسوں سمیت جوں ہی بیڈ کے نزدیک پہنچا اسے سکون سے بیڈ پہ براجمان دیکھ ایل ای ڈی پہ فلم دیکھتا پا کر اس کا تن من سلگ اٹھا۔ایک پہلے ہی اس کی حالت غیر تھی مگر اب اسے یوں پر سکون سا سیب کھاتا دیکھ اس کے اشتعال کو مزید ہوا ملی تھی۔اگر وہ بے چین تھا تو وہ دو دن کی آئی لڑکی کیوں اس قدر پر سکون تھی۔وہ تیز قدموں سے چلتے اس کے سر پہ پہنچا اور لہجے میں برہمی سموئے بولا۔

"معذرت۔"

عفیفہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور ٹکا کر یک لفظی جواب دیتے اسے تلملانے پہ مجبور کر گئی۔

"یہ تمہارے باپ نے جہیز میں نہیں دیا تمہیں عفیفہ بی بی۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولا۔اس کی غیر متوقع بات پہ عفیفہ کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا جو صدام کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہا تھا تبھی شاطرانہ انداز میں مسکرا دیا۔وہ جان بوجھ کر اس کی دکھتی رگ پہ وار کرتا تھا۔

جانتی ہوں بہت اچھے سے اور ایک اور بات بھی جانتی ہوں کہ یہ آپ کا نہیں بلکہ آپ کے باپ کے پیسوں" سے خریدا گیا بیڈ ہے تو ان کی بیٹی ہونے کی حیثیت سے اس بیڈ کی اتنی ہی حقدار میں بھی ہوں جتنا کہ آپ

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہیں۔سو پلیز خاموشی اختیار کریں مجھے مووی دیکھنے دے ویسے بھی آپ کی شکل دیکھ کر موڈ برباد ہو چکا ہے اب "میں مووی خراب کرتے مزید خراب نہیں کرنا چاہتی۔

وہ پرسکون سے لہجے میں بولتی دوبارہ اپنی نگاہیں ایل ای ڈی پہ جما گئی۔صدام ایک خون آشام نگاہ اس کے لاپرواہ انداز پہ ڈالتے ڈھے جانے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھ گیا مگر ابھی بھی اس کی گھورتی نگاہیں عفیفہ کے چہرے پہ ہی جمی تھی جیسے وہ ابھی اسے کچا چبا جائے گا۔سارے دھچکے اسے آج کے دن ہی ملنے تھے شاید۔پہلے وہ پریسہ کے ساتھ غلط کر چکا تھا پھر کومل کی سچائی اور سونے پہ سہاگہ کومل کی باتیں اس کی سماعتوں سے نکل بھی نہیں رہی تھی۔وہ کسی آسیب کی مانند اس سے لپٹ کر رہ گئی تھی مگر وہ چاہ کر بھی اپنی تکلیف کا اظہار کسی سے نہیں کر سکتا تھا۔

"کھائیں گے کیا۔"

وہ جوں سیب کو کترتے بے نیازی سے مووی دیکھتے ساتھ ساتھ موبائل میں ٹائپنگ میں بھی مصروف تھی اس کی گھورتی نگاہیں مسلسل اپنے چہرے پہ محسوس کر اس کی جانب سیب بڑھاتے ہوئے بولی۔صدام ٹھٹھک کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔

نہیں بہت شکریہ میں کسی کے منہ سے لگی چیز کھانا بلکل بھی پسند نہیں کرتا اور یہ تو پھر بھی تم نے کھائی ہوئی "ہے تو یہ تو پھر ناممکنات میں سے ایک ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تلخ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔اس کی بات پہ عفیفہ کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔دل کی رفتار بے ساختہ سست پڑی۔

"اچھی بات ہے کبھی کھایئے گا بھی مت کہی میرا جھوٹا کھانے کے بعد آپ کو میرے پہ غصے کی جگہ پیار نا آنے لگے۔"

وہ جلد ہی سنبھلتی دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولی صدام کے مسکراتے لب اس کی بات پہ سرعت سے سکڑ گئے۔اس نے تنفر بھری نگاہوں سے عفیفہ کی جانب دیکھا جوابا اُس نے متاسف نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ایسے مت گھوریں مجھے کیونکہ فرض کریں اگر آپ کو مجھ سے محبت ہو بھی گئی تو پریشان ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے جانتے ہیں وہ کیوں۔"

وہ مزے سے سیب کو دانتوں سے کتر کر چپل پیڑوں میں اڑستے اس کے نزدیک آئی اور بھنویں اچکا کر بولتے اس کے مزید نزدیک ہوئی۔صدام سرخ ہوتی نگاہیں اس کی آنکھوں میں ٹکائے بغور اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"کیونکہ آپ جیسے انسان سے کم از کم مجھے کبھی بھی محبت نہیں ہو سکتی۔"

وہ کاٹ دار لہجے میں اسے جتاتی ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی۔اس کی اتنے پر یقین لہجے پہ صدام کے چہرے کی رگیں تن گئی۔اب وہ اپنے ہاتھوں پہ لوشن لگانے میں مصروف تھی اور لب دھیمے دھیمے کچھ گنگنا رہے تھے۔کبھی کبھی صدام کو اسے دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ وہ سچ میں اتنی لاپرواہ ہے یا پھر جان بوجھ کر اسے نظر

All Rights Reserved By Novels Lounge

انداز کرتے اس کا دل جلاتی ہے۔عفیفہ نے بالوں کو جوڑے میں لپیٹتے قدم واپس بیڈ کی جانب بڑھائے اور ریموٹ سے ٹی وی آف کرتے خاموشی سے کمفرٹر اوڑھتے بیڈ پہ لیٹ گئی اور وہ ایک بار پھر تہی داماں کمرے کے بیچ و بیچ کھڑا رہ گیا۔یہ لڑکی اس کا ضبط آزما رہی تھی اس کی چیزوں پہ حق جتا رہی تھی اور یہی چیز اسے سخت ناگوار گزرتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ اگر کسی دن یہ ضبط ٹوٹ گیا تو پھر وہ کچھ بھی غلط کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔

****

کھڑکی سے آتی چھن سے دھوپ کی کرنوں کی بدولت اس نے مندی مندی آنکھیں کھولی تھی۔آنکھیں کھولتے ہی اس نے ادھ کھلی آنکھوں سمیت اطراف کا جائزہ لیا تو کسی غیر معمولی پن کے احساس کے تحت اس کی آنکھیں سرعت سے آخری حد تک کھلی تھی۔دماغ سن پڑ رہا تھا ہاتھوں کی حرکت بے معنی سی محسوس ہو رہی تھی۔اس نے اپنے دکھتے سر کو دباتے بازوؤں پہ زور ڈالتے اٹھنا چاہا مگر اپنی کوشش میں ناکام رہ گیا۔وہ تو بس خود کو اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران تھا وہ تو اتنے دنوں سے اس کمرے میں آیا ہی نہیں تھا تو آج اس بیڈ پہ لیٹا اس کی سمجھ سے بالاتر تھا سب۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ یہاں اس کمرے میں کیسے پہنچا۔وہ فلحال انہی سب سوچوں کے زیرِاثر تھا کہ اسی دوران واشروم کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس نے نیم دراز ہوتے نگاہیں اس جانب اٹھائی تو اس کا وجود گویا زلزلوں کی ضد میں آگیا۔اس کا سر بے اختیار بے یقینی کی کیفیت میں نفی میں ہلا تھا۔واشروم سے نکلتی پشمینہ کے نم بال اس کے لبوں پہ شرمگیں مسکراہٹ اس کا

All Rights Reserved By Novels Lounge

نظریں جھکانا شہرام کو اپنے حواس گم ہوتے محسوس ہوئے۔اس کا نشہ ایک سیکنڈ میں اترا تھا۔وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔پشمینہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے کیوں ایسا برتاؤ کر رہا تھا۔وہ تمام شرم کو بالائے طاق رکھتی اس کے نزدیک آئی تھی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا شہرام۔"

وہ اس کے بازو پہ ہاتھ جماتے متفکر سی بولی۔شہرام کے وجود میں غصے کے بھانبھڑ سے جلنے لگے۔

"چھوڑیں مجھے آپکی ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ بھی لگانے کی۔شاید بھول گئی ہیں آپ کہ میرے نزدیک آپ کی حیثیت کیا ہے۔"

وہ بے دردی سے اس کا ہاتھ دور جھٹکتے دبے دبے لہجے میں غرایا۔مینہ نے چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے کیوں ایسا برتاؤ کر رہا تھا حالانکہ کل رات تو وہ پہلے والا شہرام کہی سے بھی نہیں محسوس ہوا تھا۔

"آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں شہرام۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔آنکھوں میں نمی سی جاگی تھی۔

"ہنہ میں ایسا کیوں بول رہا ہوں کیا آپ نہیں جانتی کہ میں ایسا کیوں بول رہا ہوں۔کیا میں نے شروع سے آپ کے ساتھ محبت کے عہد و پیمان باندھے تھے کیا میں آپ سے عشق کا دعویدار تھا جو آپ اس قدر پریشان ہو رہی ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولتے ایک سیکنڈ میں اس کی ذات کے پرخچے اڑا گیا۔پشمینہ نے روتے روتے بڑی دقت سے نفی میں سر ہلایا اور ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر وہ اس کے تھامنے سے قبل ہی بے دردی سے اس کا ہاتھ جھٹک گیا تھا۔

"میں نے کہا مجھے ہاتھ مت لگائیں۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اپنے دکھتے سر کو مسلتے اس سے قبل کہ واشروم کی جانب بڑھتا وہ آنکھوں میں چنگاریاں لیے اس کے عین سامنے آئی تھی۔

ام آپ کو ہاتھ نا لگائیں شہرام اور کل رات جو آپ نے امارے ساتھ کیا ہے امارے وجود پہ اپنے نام کی مہر لگا" "کر کیا اس سب کو اتنی جلدی فراموش کر دیں گے آپ کیا کل کی رات آپ کیلیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

وہ اس کی قمیض کے کالر کو غصے سے مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے دھاڑی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔شہرام کے قدم بے ساختہ لڑکھڑائے تھے۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں پشمینہ کی جانب دیکھا جس کی حالت چیخ چیخ کر گزری رات کی نشاندہی کر رہی تھی۔کیا ایک بار پھر وہ سب کچھ کھو چکا تھا۔اس نے سب کچھ خود ہی اپنی کوتاہیوں کی بدولت کھو دیا تھا۔اس کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگی۔دل میں ایک درد سا اٹھا تھا۔

"آپ جھوٹ بول رہی ہیں نا۔"

وہ نفی میں سر ہلاتے اپنے قدم پیچھے لینے لگا۔پشمینہ نے روتے ہوئے حیرت سے چہرہ اوپر اٹھایا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ ایسا برتاؤ کیوں کر رہے ہیں شہرام اگر ام دونوں کے مابین کوئی ایسا رشتہ استوار ہوا بھی ہے تو اس میں کیا برائی ہے ام تو میاں بیوی ہیں نا۔ام آپ کے لیے غیر تو نہیں ایک پاک رشتہ جڑا ہے آپ سے پھر آپ گھبرا کیوں رہے ہیں۔"

وہ بھرائے لہجے میں منت کرنے والے انداز میں بولی۔ شہرام نے اذیت سے آنکھیں میچی تھی۔ کیا وہ اس کے دل کا حال جان سکتی تھی جس نے سب کچھ کھوتے کھوتے آخر میں آخری امید بھی کھو دی تھی۔

"ختم ہو گیا سب کچھ ختم کر دیا میں نے اور آج بھی مجھے ریزہ ریزہ کرنے والی آپ کی زات ہی ہے۔"

وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامتے بڑبڑانے والے انداز میں بولا۔ پشمینہ کو اسے دیکھ کسی پاگل کا گمان ہوا تھا۔

"پلیز شہرام امارے ساتھ ایسا مت کریں ایک ہی رات میں معتبر کر کے ام کو اماری ہی نگاہوں میں مت گرائیں ام مر جائیں گے جیتے جی مر جائیں گے۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتے شہرام کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئی۔اس نے گہرا سانس بھرتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا تھا مگر اب قابو پانا مشکل تھا بے حد مشکل۔

"آپ مر جائیں گی مگر میں۔ میں تو جیتے جی مارا گیا ہوں ایک بے نام سی موت مر رہا ہوں ہر روز مگر کوئی میری اس موت سے آگاہ نہیں ہے۔ میری تکلیف کا اندازہ کسے ہے کسی کو بھی نہیں سب مفاد پرست ہیں اس حویلی میں۔ کھو دیا ہے میں نے سب کچھ اپنے انہی ہاتھوں سے کھویا ہے میں نے سب۔ میرے ایک ایک آنسو کا

All Rights Reserved By Novels Lounge

ذمہدار اس گھر کا ایک ایک فرد تھا۔مجھے نئے سرے سے تکلیف دینے والا اس گھر کا ہی فرد ہے۔میں نے آج اسے مکمل طور پہ کھو دیا ہے۔"

وہ اذیت سے بولتے آخر میں نم لہجے میں بولتے بلکل ڈھے سا گیا۔پرانے زخم آخری حد تک اجاگر ہوئے تھے کہ ٹیسیں سی اٹھ رہی تھی۔اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا سانس لینے میں دقت سی پیش آ رہی تھی۔پشمینہ نے کانپتے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے اس کی جانب دیکھا مطلب کہ وہ ابھی بھی اسی سے محبت۔کیا اس سے بڑا جھٹکا آج کے دن میں اسے مل سکتا تھا۔وہ گرنے والے انداز میں اس کے نزدیک دوزانوں بیٹھی۔شہرام کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

"کیا آپ ابھی بھی اس سے۔"

وہ ہی جانتی تھی کہ کس مشکل سے اس کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔شہرام نے اپنی لہو رنگ آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی۔پشمینہ نے خالی خالی نگاہیں اس کی بھیگی آنکھوں میں گاڑھی۔

"ابھی بھی۔"

وہ بول کر تلخی سے ہنسا۔اس کی ہنسی میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔

"میں تو ہمیشہ سے ہی اسی سے وابستہ تھا ابھی بھی دل اسی سے وابستہ ہے مگر شاید آنے والے کل کیلیے آپ نے مجھے بے جان کر دیا ہے مگر یہ دل میں ابھی بھی ٹیس اٹھ رہی ہے۔میں سب کچھ ختم کرنا چاہتا ہوں دماغ سے دل سے اپنے وجود سے اس کے لمس سے نکلنا چاہتا ہوں مگر پھر یہی سب چیزیں آمادگی بھی ظاہر نہیں

All Rights Reserved By Novels Lounge

کرتی۔میں کیا کروں اسی لیے بس ایک ہی دعا اب شدت سے مانگتا ہوں کہ زندگی میں کبھی اس کا سامنا اگر کبھی ہونا ہو تو اس سے قبل ہی میری جان نکل جائے کیونکہ اس معصوم سے نگاہیں ملانے کی مجھ میں سکت نہیں ہے مجھ سے جس کے وجود کو کرچیوں میں تبدیل کیا ہے میں نے۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بول رہا تھا۔اس کے لبوں سے نکلنے والے ایک ایک لفظ سے بے بسی چھلک رہی تھی اور پشمینہ وہ تو بس دم سادھے اس کی باتوں اس کی دیوانگی کا ملاحظہ کر رہی تھی۔چند ساعتیں ایسے ہی بیٹھے رہنے کے بعد وہ ایک جھٹکے سے اپنے حواسوں میں لوٹا اور اپنی بھاری ہوتی آنکھوں کو دباتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اپنی بے اختیاری پہ اسے خود پہ ہی شدید اشتعال آیا تھا۔بس نہیں چل دہا تھا کہ اپنی ہی جان لے لے۔

"شہرام۔"

مجھے معاف کر دیجیے گا پشمینہ مگر کل جو بھی ہوا مجھے اس متعلق کچھ بھی آگاہی نہیں ہے میں تو یہ بھی نہیں" جانتا کہ کل میں اس کمرے تک کیسے پہنچا اس کے بعد کیا ہوا کب صبح ہوئی میں ہر چیز سے انجان ہوں شاید اس بار بھی مجھ جیسے ہیچ انسان کو کسی کھیل کا حصہ بنایا جا رہا ہے اور میں ہمیشہ کی طرح اپنا سب کچھ کھو کر بھی زندہ ہوں۔"

وہ کھڑکی سے پار نگاہیں جمائے سپاٹ لہجے میں بولتے الماری کی جانب بڑھ گیا۔پشمینہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔اس کے واشروم میں بند ہوتے ہی وہ مریل انداز میں ڈوپٹہ سر پہ اوڑھتے سرعت سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔وہ بے دھیانی کی کیفیت میں غنچہ کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی مگر سامنے سے آتی

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریختہ نے چونک کر اس کی جلد بازی کا ملاحظہ کیا مگر اگلے ہی لمحے اس کا مسلسل ہلتا وجود دیکھ وہ سرعت سے اس کی جانب بڑھی۔

"پشمینہ۔"

وہ اپنے مخصوص پٹھانوں والے لب و لہجے میں بولی۔ وہ جو بے دھیانی میں آگے کی جانب بڑھ رہی تھی ان کی پکار پہ ٹھٹھک کر رکی اور عجلت میں اپنا چہرہ رگڑتے ان کی جانب رخ موڑا۔

"جی تائی۔"

وہ بمشکل مسکراتے لہجے میں گویا ہوئی۔ بریختہ نے نا سمجھی سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا تھا جس کی آنکھیں بھی بے تحاشہ سوجھی ہوئی تھی جیسے وہ خوب روئی ہو۔

"تم روئی ہو کیا۔ کچھ ہوا ہے کیا یہ تمہارا چہرہ کیوں اس قدر سرخ پڑ رہا ہے۔"

وہ حیرت سے اس کی ٹھوڑی جکڑتے اس کے چہرے کا رخ اپنی جانب موڑتے ہوئے بولی تو اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا جسے وہ سرعت سے پی گئی۔

نہیں کچھ نہیں تائی وہ بس آپ جانتی ہیں کہ امارے کو پھولوں سے الرجی ہے مگر رات کو شہرام امارے لیے" وہ پھول لائے تھے انہیں شاید علم نہیں تھا بس اسی بدولت آپ پریشان نا ہوا م آپ سب کے ہوتے ہوئے "نہیں رو سکتی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولتی تیز قدموں سے غنچہ کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ فلحال اسے ان کی گود میں سر رکھ کر خوب رونا تھا۔ بریختہ نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی پشت کو گھورا جس کی زبان واضح لڑکھڑا رہی تھی معاً وہ ان سب باتوں کو ذہن سے جھٹکتے کچن کی جانب بڑھی تاکہ پرخہ کیلیے قہوہ تیار کر سکیں مگر سامنے سے آتے نک سک سے تیار شہرام کو دیکھتے وہ اس کی جانب بڑھی۔

"شہرام کہاں جارہے ہو۔"

وہ جو اپنی بندوق لوڈ کر رہا تھا چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"مورے تھانے جارہا ہوں آپ کو کوئی کام تھا کیا اس سے قبل پرخہ سے بھی ملنا ہے۔"

وہ تفصیل ان کے گوش گزارتا ہوا بولا۔ بریختہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور ایک نگاہ اپنے خوبرو بیٹے پہ ڈالی تھی۔

وہ دراصل امارے کو تم سے ایک بات کرنی تھی تمہارے باباخان پرخہ کا رشتہ طے کرنا چاہ رہے ہیں اپنے "کسی دوست کے بیٹے کے ساتھ انہوں نے کسی سے بھی بات کرنے سے سختی سے منع کیا ہے مگر نا جانے کیوں میرا جی بہت گھبرا رہا ہے کیونکہ وہ اپنی ساکھ بچانے کی خاطر کچھ بھی کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔ شاید کسی قسم "کا غلط اقدام بھی اٹھالیں ان سے کوئی بعید نہیں ہے امارے کو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پریشانی سے بولتے اس کے نزدیک آئی اور سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔ وہ جو کپڑے سے بندوق کی نال صاف کر رہا تھا اس کے ہاتھ جہاں کے تہاں رہ گئے۔ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے خون آشام نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا اور ایک نگاہ پرخہ کے کمرے کے دروازے پہ ڈالی۔

"باباجان کہاں ہیں مورے۔"

اس کی آواز میں محسوس کی جانے والی لغزش صاف نمایاں تھی۔ اس کا وجود کانپ رہا تھا۔ بریختہ کا دل کسی انہونی کے خیال سے رک سا گیا۔

"وہ پرخہ کے پاس جوس لائے تھے اس کیلیے۔"

ان کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہونے کی دیر تھی کہ وہ بندوق کو وہی پھینکتے اس کے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔

"میری بچی۔"

بریختہ کی دلخراش چیخ حویلی میں گونجی۔ وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے تڑپ ہی تو اٹھی تھی۔ شہرام اس کے کمرے کے اندر پہنچتے گرتے گرتے بچا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ وہ بے ساختہ لڑکھڑایا تھا اگر وہ دروازے کو نا تھامتا تو ضرور زمین بوس ہو چکا ہوتا۔

"میری گڑیا۔"

اسے زمین پہ گرا دیکھ اس کی جان ہلکان ہوئی تھی۔ وہ مرے مرے قدموں سے اس کی جانب بڑھا اور ڈھے جانے والے انداز میں دو زانوں اس کے نزدیک بیٹھتے اس کا سر اپنی گود میں دھرا تھا جبکہ ایک جانب واقدار

All Rights Reserved By Novels Lounge

یوسف ذئی کروفر سے کھڑے تھے جیسے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو۔شہرام نے خالی خالی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے اپنا کیا سچ کر دکھایا تھا۔بریختہ حواس باختہ سی ان کی جانب بڑھی اوران کے سینے پہ ہاتھ مارے تھے۔

"مار دیا اس سانپ نے اپنی ہی اولاد کو مار دیا اماری بیٹی کو آپ نے خاناں مار دیا ختم کر دیا اسے۔کیا قصور تھا بھلا اس کا۔"

وہ انہیں جھنجھوڑتے ہوئے تکلیف سے پر لہجے میں پھنکاری۔اس دوران شہرام کی نگاہیں مسلسل

"پر خہ اماری بچی اٹھ جامت تڑپا اپنی مورے کو۔"

بریختہ ہذیانی کیفیت میں اپنے سینے پہ ہاتھ مارتے اس کے منہ سے نکلتی جھاگ دیکھ کر چیخی۔البتہ شہرام ویران نگاہوں سے اس کا نیلا پڑتا چہرہ دیکھ رہا تھا جو بے ہوشی میں بھی کانپ رہی تھی۔وہ الجھے دماغ سمیت ایک جست میں اسے باہوں میں بھرے اس سے پہلے باہر کی جانب بڑھتا اس کی نگاہوں کے عین سامنے وہ کانچ کا گلاس ٹوٹا ہوا گرا تھا۔اس نے اذیت سے واقدار کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ شرمندگی کا کوئی بھی آثار موجود نہیں تھا۔اس کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہ گیا۔وہ اس کانچ کے ٹکروں کو ننگے پیر روندتے تیز قدموں سے باہر کی سمت بڑھا تھا۔یہ چھوٹی موٹی اذیتیں تو ان اذیتوں کے آگے کچھ نہیں تھی جو اس سانپ جیسے باپ نے انہیں دی تھی۔

"میں کچھ نہیں ہونے دوں گا آپکو کچھ بھی نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پیشانی پہ اپنے لب رکھتے محبت بھرے لہجے میں بولا اور اس کا سر بریختہ کی گود میں دھرتے خود زن سے گاڑی ہسپتال کی جانب دوڑائی تھی۔ وہ جتنا اس چیز کو سلجھانا چاہتا تھا اتنا ہی یہ سب الجھتا جا رہا تھا۔ ایک باپ اپنی ہی اولاد کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ نا جانے ابھی زندگی نے کونسے دکھوں سے اسے آشکاد کروانا تھا۔ زندگی اس کی سوچوں سے بھی زیادہ دردناک تھی مگر وہ ہمیشہ کی طرح اب بھی خود پہ قابو پاتے اپنے خول میں سمٹ چکا تھا۔ وہ ایسا ہی تو تھا اتنی تکلیفوں کے بعد بھی ٹوٹا بکھرا تنہا مگر پھر بھی خود کو سمیٹ لیتا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا اور نا ہی جان سکتا تھا کہ وجود صدا کا تنہا وجود نا جانے کن کن اذیتوں سے ہمکنار ہوا ہے بس سب کی نگاہ میں وہ تلخ اکھڑ مزاج انسان تھا جسے کسی کے احساسات مجروح ہونے کا کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ہاں وہ ایسا ہی ستمگر تھا جو سب کے ستم سہتے سہتے خود کی ذات کو فراموش کرتے اسے ختم کر چکا تھا۔

****

وہ نہیں جانتی تھی کہ عادل نے راحیل کو کیسے انکار کیا رشتے کیلیے مگر اب اس کے سر سے اس رشتے نامی بلا کا سر درد اتر چکا تھا۔ صبح صبح جب عفیفہ نے اسے بابت خبر دی تھی تو اس کے چہرے پہ ایک سکون سا برپا ہو چکا تھا۔ وہ نہایت ہلکی پھلکی اور پرسکون ہو چکی تھی۔ وہ سوچ چکی تھی کہ اب وہ کسی سراب کے پیچھے نہیں بھاگے گی اور جو کچھ بھی اس کے ساتھ ہوا اسے اپنا دردناک ماضی سمجھ کر بھول جائے گی۔ ایک نئی صبح کا نیا آغاز کرنے کی خاطر ہی وہ جامعہ جانے کیلیے وقت پہ اٹھی تھی کیونکہ اسے خود پہ پرانی پریسہ کو دوبارہ اجاگر کرنا تھا۔ اس نے

ہولے سے مسکراتے وارڈروب کھولی اور اس میں سے سیاہ رنگ کا کرتا شلوار نکالتے واشروم کا رخ کیا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ کی توقف کے بعد وہ تولیے میں نم بالوں کو لپیٹے دھیمی سی مسکراہٹ لبوں پہ جمائے جوں ہی باہر نکلی گھڑی میں نظر پڑتے ہی وہ سرعت سے آئینے کی جانب بڑھی اور اپنے بالوں کو تولیے سے آزاد کرتے اس نے لوشن چہرے اور ہاتھوں پہ لگایا اور لبوں پہ گلابی رنگ کا گلوز لگاتے دونوں لبوں کو آپس میں ملایا تھا۔

"ویلکم بیک پریسہ۔"

خود کے عکس کو آئینے میں دیکھتے وہ خود سے مدھم سی سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔ آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی سی تیر رہی تھی۔ اس نے بالوں کو کیچر میں مقید کرتے بیگ کندھوں پہ ڈالا اور ڈوپٹے کو مفلر کی صورت میں لپیٹتے تیز قدموں سے باہر کی سمت بڑھی تھی جانتی تھی کہ عفیفہ اسی کا انتظار کر رہی ہو گی۔ وہ تقریباً بھاگتے ہوئے جوں ہی ڈائننگ ٹیبل پہ پہنچی سب ناشتے میں مصروف تھے چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئے۔ اب سب نے بیک وقت سرتاپا اس کا جائزہ لیا تھا۔ اپنے پرانے معمول کے مطابق اس نے باری باری عادل اور عافیہ کے گالوں کو چوما۔ اس سے قبل کہ وہ مستقل ہنستی بے دھیانی میں صدام کی جانب بڑھتی گزری باتیں ذہن میں ابھرتے ہی اس کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا تھا جو عفیفہ اور صدام نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

"ایم سوری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ معذرت کرنے والے انداز میں بولتی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔سب ابھی بھی اس کے چہرے کو تک رہے تھے جس میں ایک بار پھر پریسہ دکھی تھی انہیں وہی جیتی جاگتی ہنستی مسکراتی۔صدام اس کی بات پہ لبوں کو بھینچتے اپنی پلیٹ پہ جھک گیا۔

"ارے کیا ہو گیا آپ سب کو ایسے کیوں گھور رہے ہیں۔ماما پلیز جو بھی سرو کرنا ہے جلدی سے کر دیں آج یونی ذرا جلدی پہنچنا ہے اور وقت کی کمی ہے۔"

وہ مصروف سے انداز میں گویا ہوئی۔عافیہ نے اس کے لہجے کے صدقے واری جاتے سرعت سے اٹھتے اس کے پلیٹ پہ جیم سلائس لگا کر رکھا اور دودھ کا گلاس اس کے عین سامنے دکھا تھا۔پریسہ مسکرا کر اپنی پلیٹ پہ جھک گئی۔

"پری آپ کی طبیعت۔"

"میں ٹھیک ہوں ڈیڈا اب بس مجھے یونی جانے دیں اس سے قبل کہ میں یونی کا نقشہ ہی بھول جاؤں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ان سب نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے پلکیں جھپکتے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔اس کے بعد ان میں سے کسی نے بھی اس سے اس متعلق بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔صدام کو اس کی لاتعلقی بے تحاشہ کھلی تھی تبھی کرسی کھینچ کر ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں نکلتا ہوں یونی کیلیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنی فائل اٹھاتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا۔ عفیفہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی کیا چلا جاتا اگر وہ خود ہی پریسہ کو مخاطب کر لیتا ساری باتوں کو سلجھا لیتا مگر نہیں اس شخص میں انا کوٹ کوٹ کر بھری تھی جس سے فقط وہ سب کو اذیت دینا جانتا تھا۔

"صدام ان دونوں کو بھی اپنے ساتھ۔"

بابا میں نے شرفوانکل سے بول دیا ہے وہ مجھے لے جائیں گے دراصل مجھے کچھ ضروری نوٹس فوٹو کاپی "کروانے ہیں تو وقت لگ جائے گا۔

عادل کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ نرمی سے انہیں ٹوک اٹھی تھی۔ عافیہ کا دل اس کی بات پہ دھک سے رہ گیا۔

"تو کیا ہوا بیٹا بھائی رک جائے گا۔"

عافیہ نے اسے قائل کرنا چاہا مگر وہ ان کی بات پہ ہولے سے مسکرا دی تھی۔

نہیں ماما بہت شکریہ مگر میں اپنی بدولت کسی کو بھی زحمت نہیں دینا چاہتی اور بھائی شرفوانکل کے ساتھ " جا رہی ہوں صادق کے ساتھ نہیں صرف اسی لیے کہ آپ کو میرے کردار پہ آئندہ کوئی بھی بات کرنے کا "موقع نا ملے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شر فوانکل پہ ذور دیتے آخر میں شرارت آمیز لب و لہجے میں بولتی اس کے وجود کو تار تار کرتے اسے جھنجھوڑ گئی تھی۔کیا وہ اسے اس قدر گرا ہوا سمجھتی تھی ہاں وہ گرا ہوا ہی تو تھا جو اس کے کردار پہ اتنی بڑی بات کر گیا تھا۔پریسہ ان سب سے ملتے باہر کی جانب بڑھ گئی جبکہ اب کی بار صدام کے چہرے پہ کرختگی چھا چکی تھی۔

"صدام وہ تو جا چکی ہے اب تم عفیفہ کو واپسی پہ اس کے مائکے لے جانا۔"

عادل کے تحکم بھرے لہجے پہ اس نے ناقدرانہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا اس کے بر عکس عفیفہ کا چہرہ پھیکا پڑ چکا تھا۔اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے گہرا سانس بھرا۔

"نہیں بابا مجھے وہاں نہیں جانا اور ویسے بھی جانا ضروری تو نہیں نا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

وہ ان کی بات کا اثر زائل کرنے کی خاطر اپنے لہجے کو حتی الامکان ہشاش بشاش بناتے ہوئے بولی۔ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جبکہ صدام کے لبوں پہ تمسخرانہ مسکراہٹ امنڈ آئی۔

رہنے دیں ڈیڈ ویسے بھی جب کسی کو آسائشیں پسند آجائیں نا پھر انہیں کوٹھری نما گھر کہاں اچھے لگا کرتے ہیں۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت گویا ہوا۔عفیفہ نے بمشکل اس کے طنز کو ہضم کیا تھا۔کچھ ہی دیر میں وہ آگے پیچھے گاڑی کی جانب بڑھے تھے اس سے قبل کہ عفیفہ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے بیٹھتی صدام نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"آگے آکر بیٹھو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی پاٹ دار آواز پہ عفیفہ نے نا سمجھی سے اطراف کا جائزہ لیا معاً پھر کندھے اچکاتے دوبارہ دروازہ کھولنے لگی۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں سنائی نہیں دے رہا کیا۔"

وہ سٹئیرنگ پہ ہاتھ مارتے اشتعال آمیز لہجے میں بولا۔ عفیفہ نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے اس کی جانب دیکھا جیسے وہ اس سے نہیں بلکہ کسی اور سے مخاطب ہو۔

"کیا آپ مجھ سے مخاطب ہیں۔"

وہ بھولپن سے بولتی اسے زہر سے بھی انتہائی بری لگی تھی۔

"چالاک لومڑی۔"

وہ دل ہی دل میں دانت پیستے ہوئے غصے سے بڑبڑایا اور اپنی جگہ سے باہر نکلتے اس کی کلائی کو سختی سے اپنی گرفت میں لیتے اسے کھینچتے ہوئے کر گاڑی کا اگلا دروازہ کھولتے اندر پٹخا تھا۔ اس اچانک ہوئی افتاد پہ عفیفہ کے لبوں سے ایک کراہ سی نکلی۔ اس نے خون آشام نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا جواب قدرے پر سکون تھا۔

"اب تو تمہیں سمجھ آ ہی گئی ہو گی عفیفہ بیگم کہ میں کیا بول رہا تھا اور کس سے مخاطب کر رہا تھا۔"

وہ اس کی جانب سے جھکتے کاٹ دار لہجے میں بولتے اس سلگا کر راکھ کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ نہایت برے انسان ہیں جسے خود سے منسلک رشتوں کی قدر ہی نہیں ہے جسے بس اپنی انا میں رہنا پسند ہے دیکھیے گا ایک دن اسی انا کے پیچھے بھاگتے اپنے تمام رشتوں کو کھو دیں گے کیونکہ رشتوں کی جب انا ہو تو وہ رشتوں کو دیمک کی مانند کھا جاتی ہے۔اور ایک بات مزید میرے سے دس قدم پیچھے رہ کر مخاطب ہوا کرے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا صدام صاحب۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وارن کرنے والے انداز میں بولی۔آنکھوں میں سے شرارے سے پھوٹ رہے تھے۔صدام نے ناقدرانہ نگاہوں سے سر تا پا اس کا جائزہ لیا۔

"جو رشتے میرے سے جڑے ہیں وہ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتے نا ہی میں انہیں جانے دوں گا ہاں البتہ تمہارے جانے سے میں زندگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا تم ابھی بھی جا سکتی ہو اور بعد میں بھی جا سکتی ہو دیکھا یہ بولنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔"

وہ شانے اچکاتے بے نیازی سے بول کر گاڑی کا اگلا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔عفیفہ کے دل پہ اس کی بات سے ایک گھوسہ سا پڑھا تھا مگر وہ چہرہ جو کھاتے ہمیشہ کی طرح اپنے چہرے کے تاثرات چھپا گئی تھی۔کچھ ہی دیر میں گاڑی ہوا سے باتیں کرتی محسوس ہوئی۔وہ خاموشی سے ونڈ سکرین سے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھ رہی تھی۔چہرہ بے تحاشہ سرخ پڑ رہا تھا۔

"اپنا چہرہ ٹھیک کرو بلاوجہ کسی کو بھی ہمارے پر سنلز میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی سخت آواز کے جواب میں وہ ہٹ دھرمی سے جوں کی توں بیٹھی رہی جبھی صدام نے ایک جھٹکے سے اس کی کلائی کو اپنے شکنجے میں لیتے اپنی جانب کھینچا تھا۔

تمہیں ایک دفعہ میں کہی ہوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

وہ اس کی کلائی پہ دباؤ بڑھاتے اسے اپنے مزید نزدیک کرتے ہوئے بولا۔عفیفہ کے دل کی دھڑکن سست پڑنے لگی۔ڈوپٹہ سر سے اترتے شانوں پہ گر چکا تھا۔

"کیا ہمارے پرسنلز بھی ہیں صدام۔"

اس کے جواب میں کئی ثانیے وہ اسے گھورتا رہا مگر پھر ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔عفیفہ نے سر جھٹکتے اپنی کلائی سہلائی تھی۔اسی دوران گاڑی ڈیپارٹمنٹ کے پارکنگ ایریا میں ایک جھٹکے سے رکی تھی۔

آئندہ مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش بھی مت کیجیے گا کوئی زرخیز غلام نہیں ہوں آپکی کہ جب جی چاہا تھام لیا" جب جی چاہا چھوڑ دیا ویسے بھی آپ کی یہ جو قربت ہے نا یہ میرے دل میں پھول نہیں کھلاتی بلکہ میرے دل میں موجود آپ کیلیے جو زہر اور نفرت ہے نا اسے دوگنا کرتی ہے۔نا ہی ہمارے درمیان ایسا کوئی رشتہ استوار ہے کہ آپ مجھ پہ حق جتا سکیں تبھی اگلی بار سے آواز بھی نیچے ہو آپکی اور قدم بھی پیچھے ہو۔غریب ضرور ہوں مگر عزت دار ہوں مضبوط ہو مقابلہ کرنا جانتی ہوں اور جو ہماری ذات کو نشانہ بنائے اس کا منہ توڑنا بھی جانتی ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دروازہ جتنی زور سے بند کر سکتی تھی بند کرتے تن فن کرتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ صدام نے اپنی اس قدر بے عزتی پہ کھولتے ایک تند نگاہ اس کی پشت پہ ڈالی تھی جو اس کے وجود کو انگاروں کی ضد پہ رکھتے خود پر سکون سی اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

****

"ہمارا بیٹا کس قدر خوش ہو گیا ہے نا جب سے اس پریسہ سے رشتہ ختم ہوا ہے۔"

نازیہ کی آواز پہ راحیل جو چائے کا کپ لبوں سے لگائے ساتھ ساتھ خبریں دیکھنے میں مصروف تھے چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئے تو وہ اپنی ہی بات پہ گڑبڑا سی گئی۔

"میرا مطلب ہے کہ۔"

"ماما کا مطلب ہے کہ شادی اسی سے کرنی چاہیے جس سے محبت ہو تبھی زندگی اچھی گزرتی ہے۔ ڈیڈ پریسہ میری بہت اچھی دوست ہے ہم ساتھ پڑھے ہیں کھیلے ہیں ہمارا بچپن ساتھ گزرا ہے مگر میں نے کبھی بھی اسے لے کر ایسا کچھ نہیں سوچا میرے دل کی گھنٹیاں تو بس بریزہ کو دیکھ کر ہی بجی تھی۔"

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولتے آخر میں شرارتی لب و لہجہ اپنا گیا۔ راحیل نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"تمہاری گھنٹیاں تو میں بجواؤں گا۔"

وہ دانت پیستے ہوئے اس کی جانب بڑھے مگر وہ اس سے پہلے ہی بدکتے ان سے فاصلہ قائم کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

خیر میں نے بریزہ سے کل اس متعلق پوری بات کرلی تھی رات میں ہی اب آپ نے ان کے گھر رشتہ لے کر جانا ہے آج ہی چلے جائیں میں تو بول رہا ہوں کیونکہ شادی جب جلدی ہوگی تبھی تو آپ کی بیوی کا عہدہ بڑھاؤں گا نا میں۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت بھرے لہجے میں گویا ہوا تو ان دونوں نے الجھن بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میرا مطلب ہے کہ دادی بھئی۔"

وہ ان کی مشکل آسان کرنے والے انداز میں بولا۔ان دونوں نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جواب قہقہہ لگاتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔اس کا دل آج بے تحاشہ خوش تھا کیونکہ پرہسہ کی بدولت ہی وہ بریزہ سے اس متعلق بات کرنے کی ہمت کر پایا تھا تبھی اس کی جانب سے بھی مثبت جواب سن اس کا خوشگمانیوں میں گھرا ہوا تھا۔اس کا دل ہوا میں اڑتا پھر رہا تھا۔وہ خوش تھا بے تحاشہ خوش۔انہی سب سوچوں کے دوران اس کی گاڑی یونیورسٹی کے احاطے میں داخل ہوئی تھی۔وہ ان سب کو اچانک یہ بات بتا کر ان سب کی شکلیں بھی تو دیکھنی تھی اور سونے پہ سہاگہ فارس اور ارتضی کی شکل اس کے شیطانی دماغ نے سرعت سے کام کرنا شروع کیا تھا۔

"لو آگئے نواب صاحب چل دیکھو کیسے رہا ہے جیسے کوئی معرکہ سرانجام دے کر آیا ہو۔"

فارس کے طنز میں ڈوبے لہجے پہ اس نے کسی قسم کا رد عمل ظاہر نہیں کیا بلکہ مغرورانہ انداز میں یوں ہی کھڑا رہا۔وہ سب اس کی شان بے نیازی پہ عش عش کر اٹھے۔

"ہاں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی کارنامہ ہی سر انجام دیا ہو۔"

پریسہ کی شوخ آواز پہ سب نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا جیسے اس سے اس قسم کے جواب کی توقع نا ہو۔

آ جا میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں تو ہی تو۔"

"تو ہی تو میری دوست ہے۔

ہادی کی بسوری آواز پہ جہاں سب نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا وہی پریسہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے مسکراہٹ دبا گئی تھی۔

"بھونکے گا بھی یا نہیں کیا ہوا ہے۔"

ہاں ہاں بتا دے اس سے پہلے کہ اس کا واشروم نکل جائے۔

ارتضی فارس کی جلد بازی پہ چوٹ کرتے ہوئے بولا تو سب کا فضا میں دلکش قہقہہ گونجا۔ہادی نے بریزہ کو دیکھتے بائیں آنکھ دبائی تو وہ سب کی موجودگی میں خفت سے سرخ پڑتی سٹپٹا گئی۔

"استغفر اللہ دوسرا احرام کا رستہ استوار ہونے جا رہا ہے یہاں۔"

فارس با قاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ابے تو مولوی کیوں نہیں بن جاتا ہر وقت درس تو دیتا رہتا ہے بس ایک اسی چیز کی کمی ہے تجھ میں۔"

ارتضی اس کی باتوں سے عاجز آتے ہوئے بولا تو اس نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا۔

سوچتا ہوں مگر پھر ایک اور سوچ ذہن میں آتی ہے کہ اگر مجھے بھی کوئی یہی پسند آگئی تو پھر مشکل ہو جائے"

"گی۔

وہ ٹھرکی پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا تو سب نے افسوس سے اس کی جانب دیکھا۔

"چپ کرو تم دونوں میرا رشتہ بہت جلد حلال ہونے والا ہے میں بریزہ سے شادی کر رہا ہوں۔"

اس کے ایک شان سے اطلاع دینے پہ پریسہ اور بریزہ کے علاوہ سب نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا معاً فضا میں فارس اور ارتضی کا دلکش قہقہہ گونجا اور باقی لڑکیوں کا رخ اب بریزہ کی جانب تھا جو بمشکل مسکراتے انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

"کہ دے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔"

فارس اس کی بات پہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ڈرامائی لب و لہجے میں بولتے اسے خائف کر گیا۔اس نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جن کے منہ اور آنکھیں آخری حد تک کھلی ہوئی تھی۔

بکواس نا کیا کرو اتنی ریاضتوں کے بعد مجھے اس چیز کا ثمر ملا ہے اور تم اسے جھوٹ کہ رہے ہو تمہارے منہ "

"میں آگ لگ جائے۔

ہادی کٹیلی نگاہوں سے اسے دیکھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اور تمہیں جو تمہارے سسرال والوں کی جانب سے بیڈ ملے اس میں آگ لگ جائے منحوس انسان۔شادی کرنے کے بعد بتادیتے ابھی بھی کیا ضرورت تھی بتانے کی۔میسنے۔

مریم پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔فارس نے مسکراہٹ دباتے اس کی جانب دیکھا جو ہمیشہ کی طرح جینز شرٹ پہ قدرے چڑی ہوئی بیٹھی تھی۔

ابے فارس مطلب اسے بریزہ مل گئی مگر بریزہ تیرے جیسے انسان سے شادی کرنے کیلیے مان کیسے گئی۔ بھلا" محبت اتنی آسانی سے بھی مل جایا کرتی ہے سر نیچے ٹانگیں اوپر نہیں کرنی پڑتی۔میں نے توہمیشہ سب کو محبت کیلیے روتے دیکھا ہے مگر یہاں تو کہانی ہی الگ ہے۔ہنستے ہنستے سب بن سنور گیا۔ہمیں کب ثمر ملے گا۔"

ارتضی تو ابھی تک صدمے میں تھا تبھی بڑبڑانے والے انداز میں گویا ہوا۔

تم نے کچھ کیا ہوگا تو ثمر ملے گا نا ایک ٹھرک پن کے علاوہ تم کرتے ہی کیا ہو اس ذات نے شکل تو معصوم ہی دی تھی مگر نا جانے کہاں سے ایک یہی چیز تم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔شکل سے میل ہی نہیں کھاتی حرکتیں۔تمہیں تو ثمر کے روپ میں جوتیاں ہی ملنی چاہیے۔

عناب کی بات نے جلتی پہ تیلی کا کام کیا تھا تبھی وہ تڑپ اٹھا اور شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

اور تمہیں اس ذات نے نا شکل دی اور نا ہی عقل بس ایک زبان دے دی تھی تو ایفل ٹاور سے بھی اونچی ہے۔

وہ تنک کر بولتے سر جھٹک گیا۔ان سب نے ان دونوں کی باتوں پہ تھک ہار کر دانت پیسے تھے جنہیں بس لڑنے کا موقع چاہیے ہوتا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بس بس میری والی محبت کو ہی سچی محبت۔"

میں نے سوچا تم تینوں پہ بھی تو کسی نے ترس کھانا ہے نا تو کیوں نا ایک پہ میں ہی کھا لوں۔ باقی دونوں کو بھی "کوئی نا کوئی اپنی بیٹی دے ہی دے گا ذلیل کرنے کیلیے ایک کو میں کر لوں گی۔"

اس سے قبل کہ ہادی ان دونوں کو ٹوکتے اپنی بات مکمل کرتا اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ ان تینوں نے چونک کر بریزہ کی جانب دیکھا جہاں وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔ ہادی نے بغیر اس کی بات پہ دھیان دیے تفاخر سے ان دونوں کی جانب رخ کیا جیسے اس نے بہت فخر کی بات کر دی ہو معاً شعور کی منزل طے کرتے ہی اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے صدمے کی کیفیت میں بریزہ کی جانب دیکھا۔

"کیا بولا ابھی تم نے۔"

وہ سرسراتے لہجے میں مستفسرانہ انداز میں گویا ہوا۔ اسے جیسے ابھی بھی یقین نہیں آیا تھا کہ وہ یوں بھرے بازار میں اس کی عزت یوں نیلام کر دے گی۔

مختصر وہ یہ کہنا چاہ رہی ہے کہ روز روز ایسے ہی ذلیل ہونے کیلیے مجھ سے شادی کا بٹن دبائیں جو تو نے اپنی "ریاضتوں کا ثمر سمجھتے دبا دیا ہے۔ نئی نویلی دلہن سب کو ہی ثمر لگتی ہے وہ الگ بات ہے کہ کچھ عرصے بعد ثمر سے ذہر بن جاتی ہے۔ یہ تو اب ہم تجھ سے شادی کے دو سال بعد پوچھیں گے فلحال کیلیے میری جان تو بھگت۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس محبت سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا۔سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔اطراف کے میز پہ بیٹھے طلبات نے چونک کر ان کی جانب دیکھا تو وہ مزید ذور سے ہنس دیے۔ہادی اپنی اس قدر ناقدری پہ کھولتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"میرے سپنوں کی رانی کب آئے گی تو۔"

ارتضیٰ میز کو بجاتے ہوئے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔فارس اور ہادی نے معنی خیز نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔

"ا"ارتضیٰ میں نے جو وہ نوٹس تمہارے بیگ میں رکھوائے تھے وہ دینا۔

اسی دوران شیزا کی کھنکتی آواز پہ اس نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس نے ہمیشہ کی طرح غلط وقت پہ انٹری ماری تھی۔اسے اس کے ساتھ جڑ کر کھڑا دیکھ نا جانے کیوں عناب کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"لو آگئی تمہاری سپنوں کی رانی۔"

وہ کاٹ دار لب و لہجے میں گویا ہوئی۔ارتضی کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی۔باقی سب نے سنگین ہوتی صورتحال کا جائزہ لیا تھا۔وہ سب سمجھنے سے قاصر تھے کہ عناب شیزا سے اس قدر چڑتی کیوں ہے البتہ تینوں لڑکوں کی آنکھوں میں بیک وقت شرارت ناچی تھی۔

"کیا ہوا آپ ایسے کیوں بول رہی ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شیزا نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھتے مخاطب کیا تو وہ بے نیازی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ارتضی کو اس کی یہ حرکت بلکل نا بھائی تھی کیونکہ شیزا کا چہرہ اس کے ہتک آمیز رویے سے اتر چکا تھا۔

"ارے کچھ نہیں آپ بیٹھیں بہنا وہ کیا ہے نا ارتضی آپ کو یاد کر رہا تھا تو بس ایسے ہی شغل میلہ۔"

فارس اپنی جگہ سے اٹھتے احتراماً اسے وہاں بٹھاتے ہوئے بولا ساتھ ہی ارتضی کو دیکھ آنکھ دبائی تھی۔ان دونوں ذلیلوں کی حرکت پہ ارتضی کا بس نہیں چلا کہ اس کا منہ نوچ لیتا۔

"کمینے۔"

وہ زیر لب انہیں مختلف گالیوں سے نوازتے ہوئے دل ہی دل میں بولا کیونکہ عناب کا چہرہ بری طرح آگ بگولہ ہو چکا تھا اس کے برعکس فارس اور ہادی اس کے شک کو مزید پختہ کرنے کی کوششوں میں تھے۔کچھ ہی دیر میں عناب فون کال کا بہانہ کرتے اپنی جگہ سے اٹھی اور کیفے کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئی۔ارتضی نے سنجیدگی سے اس کی پشت کو اپنی نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔پریسہ اور عفیفہ کی آنکھوں کو اس کا یوں برتاؤ کرنا بے تحاشہ کھٹکا تھا مگر فلحال وہ کوئی بھی بات کرنے کا ارادہ ترک کر گئے۔کچھ ہی ساعتوں بعد محفل برخاست ہوئی تو سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ان تینوں نے کسی ضروری کام کے تحت کچھ وقت کیلیے کہی جانا تھا تبھی وہی روانہ ہوگئے البتہ باقی سب نے کلاس کی راہ لی تھی۔

"یاسر کو وہاں سے آزاد کرنے سے قبل ہمیں کچھ ایسا کرنا ہوگا کہ وہ وہاں جا کر منہ نا کھولے۔"

ہادی کی پر سوچ آواز پہ فارس پر اسرار سا مسکرایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تو پریشان مت ہو اسے اپنی دوسری آنکھ ضائع نہیں کروانی اور فرض کرا گر وہ بول بھی دے گا تو اس کی مانتی "

"کس نے ہے ہم نے اسے پہلی فرصت میں پاگل قرار دے دینا ہے۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے مزے سے بولا تو ان دونوں نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا البتہ ارتضیٰ نے کسی احساس کے تحت ونڈ سکرین کے پار نگاہ دوڑائی تھی مگر وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا تبھی گہرا سانس بھرتے دوبارہ فارس کی جانب رخ پھیر لیا۔ چند ساعتوں بعد ان کی گاڑی زن سے دھول اڑاتی ڈیپارٹمنٹ کی حدود پار کرتی چلی گئی۔

****

"ہمیں سچ میں اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ کیا وہ اس لائق ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔"

ارتضیٰ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے گویا ہوا۔ وہ سب اس وقت دوبارہ اسی چھوٹے سے گھر میں موجود تھے جہاں انہوں نے یاسر کو رکھا ہوا تھا۔ اطراف میں کسی ذی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ اس جگہ سناٹا ہونے کی بدولت ہی ان سب نے یاسر کو یہاں رکھنے کو ترجیح دی تھی۔ ابھی بھی وہ گاڑی سے اترتے اسی کشمکش میں تھے کہ یاسر کو آزاد کیا جائے یا نہیں کیونکہ کوئی بھی اس چیز سے آگاہ نہیں تھا کہ اسے ان تینوں نے قید کیا ہوا ہے ورنہ نا جانے سب ان کے ساتھ کیا کرتے۔

اگر صدام کو معلوم ہوا کہ ہم نے ہی اسے چھپایا تھا تو بس سب سے پہلے وہی ہمارا قتل کرے گا کیونکہ اسے ہی "

"اس سب میں بلی کا بکرا بنایا گیا ہے۔

ہادی کی روہانسی آواز پہ فارس نے کوفت سے ان دونوں کی جانب دیکھا جو کس قدر خوفزدہ تھے۔

"کیا ہو گیا ہے بروچل کرو یہ زندگی ایک ایڈوینچر کے طور پہ لو گے تبھی تو مزا دوبالا ہوگا۔ کوئی کچھ نہیں کہے گا"

"میں ہوں نا۔ پریشان ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے اب تم دیکھتے جاؤ کہ لیجنڈ فارس شیخ کرتا کیا ہے۔

وہ فخریہ انداز میں کالر اکڑاتے چمکتی نگاہوں سمیت گویا ہوا۔ ان دونوں نے تعجب سے اس کی سمت دیکھا جس کے چہرے پہ ڈر کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ اگلے ہی لمحے ان کے چہرے سے بھی خوف کہیں دور جا سویا تھا۔ جب وہ اتنا بڑا کارنامہ کر کے پرسکون تھا تو وہ کیونکر پریشان ہوتے تبھی فخریہ انداز میں شانے اچکا گئے۔

"چل پھر دیکھتے ہیں کہ یہ یاسر نامی بلا ہے کیا چیز۔"

ارتضی آستین کہنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے مزے سے بولا تو وہ تینوں آگے پیچھے ایک دوسرے کی تقلید میں اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"ابے رکو رکو میرے پہ کچھ ترس کھانا میں ہونے والا دولہا ہوں اگر بریزہ کے گھر والوں کو میری حرکتوں کا علم ہوا تو وہ کبھی بھی مجھے اپنی بیٹی نہیں دیں گے بلکہ الٹا مجھے جیل پہنچا دیں گے اور دولہوں سے اتنا کام نہیں کروانا چاہیے جاؤ میرے یاروں اس یاسر کو ٹھکانے لگا کر آؤ میں گھر چلتا ہوں بس کام مکمل کر کے مجھے اطلاع دے دینا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مصنوعی آنسو پونچھتے ان دونوں کے شانے تھپتھپاتے جانے کیلیے اس سے قبل کہ واپس مڑتا اس کی گردن فارس کے شکنجے میں مقید تھی۔ہادی نے ایکدم کراہ کر اسکی جانب دیکھا اس کی گرفت میں آنکھیں باہر کو ابل پڑی تھی۔

"ابے گھونچو شودے انسان تجھے تو دلہا میں بناتا ہوں کبھی شادی کے علاوہ بھی کچھ سوجھتا ہے تجھے۔اب سب سے پہلے اندر تو ہی جائے گا تاکہ اگر مقابل حملہ آور ہو تو سب سے قبل ہمارے دولہے کا ہی سر پھٹے کیوں ارتضیٰ۔"

فارس مزے سے بھنویں اچکاتے ہوئے بولا تو ارتضی نے ذور و شور سے اس کی بات کی تائید کی تھی البتہ ہادی اس کی جلادانہ حرکت پہ تڑپ ہی اٹھا۔

"جان گیا ہوں میں تم دونوں کو بہت اچھے سے میری خوشی نہیں نابرداشت تم لوگوں کو۔"

وہ منہ پہ ہاتھ پھیرتے دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔ان دونوں نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا جس کی ڈرامے بازیاں عروج پہ تھی۔

"اچھا بتا تو سہی کہ تیری شادی کے بعد ہمیں کیا ملے گا۔"

فارس دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے پر سوچ لہجے میں گویا ہوا۔ہادی نے اس کی بات پہ ایک پل تھم کر ان دونوں کی جانب دیکھا معاً کچھ سوچتے اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تم لوگوں کو۔تم لوگوں کو میری بیوی کو بھابھی کہنے کا موقع ملے گا میرے عزیزم یاروں۔اس سے زیادہ "
خوشی کی بات بھی بھلا کوئی ہو سکتی ہے۔"

ایکدم ہی اس کی شرمیلی آواز نے ماحول پہ چھایا سکوت توڑا تھا۔ان دونوں نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جواب مستقل شرمانے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا اگلے ہی لمحے فارس کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا اور ہادی کے چہرے پہ نشان چھوڑ گیا۔وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ گھوم کر رہ گیا۔

"یہ کیا تھا فارس۔"

ہادی اپنے سن پڑتے گال پہ ہاتھ جماتے تڑپ کر بولا۔

تجھے نیند سے جگانے کیلیے فارس کی مخصوص ڈوز مزید چاہیے تو دی لیجنڈ فارس شیخ سے رابطہ کریں آئندہ "
زندگی میں ایسے خواب کبھی نہیں آئیں گے۔"

ارتضی گہری مسکراہٹ سمیت سر کو خم کرتے ہوئے بولتے اسے سلگا کر راکھ کر گیا۔ہادی نے خشمگیں نگاہوں سے فارس کی جانب دیکھا جس کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ مزید جلتی پہ تیلی کا کام کر رہی تھی۔وہ تن فن کرتا اس سے قبل کہ جوں ہی اندر داخل ہوتا اگلے ہی لمحے ناجانے کیا دیکھتے فارس نے برق رفتاری سے اسے بازو سے تھامتے اپنی جانب کھینچا تھا۔اسی دوران اندر سے گرنے والی راڈ کی آواز پہ ان سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ان سب نے ٹھٹھک کر زمین پہ گرے لوہے کے راڈ کو دیکھا۔ہادی کی حالت تو مرنے والی ہو گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اگر یہ ابھی میرے سر پہ لگ جاتی تو یقینا میری یادداشت چلی جاتی اور پھر میں بریزہ کو نا پہچان پاتا نا ہی وہ تم "لوگوں کی بھابھی بن پاتی۔"

اس کی بڑبڑاہٹ پہ ان دونوں نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا جس کی سوئی شادی پہ ہی اڑی ہوئی تھی۔

"تجھے کیسے معلوم ہوا فارس۔ بال بال بچ گیا ہادی۔"

ارتضی کی پریشان کن آواز اس دوران اپنے میں گونجی تو فارس نے اس کی بات کا بغیر کوئی جواب دیے خاموشی سے شیڈ کی جانب اشارہ کیا جہاں سے اندر کا تمام منظر دکھائی دے رہا تھا مگر اندر والا شخص اس بات سے بے خبر تھا۔

میرا بھائی میری جان میرا یار میرا سب کچھ تو نے آج میری جان بچائی ہے جان نہیں تو نے میری آج شادی "بچائی ہے۔"

ہادی ایکدم اپنے حواس کھوتے فارس کے دونوں گالوں کو چومتے ہوئے بولا تو وہ بوکھلا کر رہ گیا۔ اگلے ہی لمحے فارس نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اسے ایک جانب دھکیلا اور دھیمے دھیمے قدم اندر کی جانب بڑھانے لگا۔ وہ تینوں جوں ہی اندر داخل ہوئے یاسر کو اپنے بلکل سامنے کھڑے دیکھ ان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی جانب قدم بڑھانے لگے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میرے قریب مت آنا میں ورنہ چیخ چیخ کر سب کو بتاؤں گا کہ مجھے کڈنیپ کرنے والے کوئی اور نہیں بلکہ "

"عفیفہ کے دوست تھے پھر عفیفہ مزید بدنام ہو گی اور مزا دو بالا ہو جائے گا۔

وہ شاطرانہ مسکراہٹ سمیت بولا۔فارس اس کی بات پہ ایسے مسکرایا جیسے کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہو۔

"چلو یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں جا تو آزاد ہے آج سے ابھی دے اور اسی وقت سے جو کر سکتا ہے کر۔"

وہ کھلے دل کا اظہار کرتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا۔یاسر نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔اسے اس کی دماغی حالت پہ شبہ ہوا تھا۔

"کیا میں سچ میں آزاد ہوں میں جاؤ یہاں سے۔"

وہ آنکھوں میں لاتعداد جگنو لیے خوش ہوتے ہوئے بولا۔فارس نے بے نیازی سے شانے اچکائے تھے۔

جاؤ اور سب کو اپنی بات کا یقین بخشو مگر اگر کسی نے تمہاری بات کا یقین نہیں کیا تو پھر اس وقت جو تمہارے "

"ساتھ ہو گا اس کے ذمہدار ہم لوگ نہیں ہونگے۔

وہ اس سے ڈیل ڈن کرتے ہوئے بولا۔یاسر کو فالوقت کیا چاہیے تھا اس سے رہائی تبھی بغیر کچھ بھی سوچے سمجھے حامی بھر لی ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ نعیم اس پہ آنکھ بند کر کے بھروسہ رکھتا ہے۔

"میرے خیال میں فارس ہمیں خود اسے وہاں چھوڑ کر آنا چاہیے کیوں ٹھیک بول رہا ہوں نا میں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ارتضی یاسر کے شانے پہ دباؤڈالتا ہوا بولا۔ یاسر تو اس وقت ان کی سب باتوں سے بے بہرہ ہو چکا تھا ذہن میں فقط ایک ہی بات گونج رہی تھی کہ وہ آزاد ہو گیا ہے اب عفیفہ سے اس کی شادی ہو جائے گی اور پھر وہ اس کا غرور توڑے گا۔

وہ دل ہی دل میں شیطانیت بھرے قہقہے لگاتا نہیں تھک رہا تھا مگر ظاہری طور پہ چہرے پہ مسکینیت طاری تھی۔

ہاں ہاں کیوں نہیں اس کا حق بنتا ہے اتنے دنوں کی قید کے بعد ایک لگژری کی کار میں بیٹھ کر واپس اپنے محلے "میں لوٹنے کا کیوں یاسر میاں۔"

ہادی بھی اس کے دوسرے شانے پہ ہاتھ جماتے اس پہ دباؤ ڈالتے ہوئے بولا۔ فارس نے ان دونوں کی بات پہ تمسخرانہ انداز میں یاسر کی جانب دیکھا اور بے نیازی سے شانے اچکائے تھے۔

جَ "جو تم لوگ کہو مگر اس کے بیٹھنے سے قبل میری گاڑی میں کچھ بچھا دینا وہ کیا ہے نا ان جیسے لوگوں کی اوقات نہیں ہوتی کہ وہ ہمارے جیسے لوگوں کے درمیان اٹھے بیٹھے میں نہیں چاہتا کہ یہ خود کو ہم میں سے شمار کرے۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا تو دل ہی دل میں یاسر نے دانت کچکچائے تھے مگر بظاہر فلحال اسے معصوم ہی رہنا تھا۔

"فولو میں گائز۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس اپنی گاڑی کی چابیاں انگلی میں گھماتے ایک ادا سے بولا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ان سب نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔گاڑی میں بیٹھتے ہی اگلے پانچ منٹ میں ان کی گاڑی اس حدود کو پار کرتی چلی گئی۔یاسر نے کسی غیر معمولی احساس کے تحت پوری گاڑی میں نگاہیں دوڑائی اور بری طرح اپنی پشت کو کھجانے لگا۔وہ کبھی اپنے بازوؤں کو کھجا رہا تھا تو کبھی اپنی ٹانگوں کو۔ہادی نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے یوں بندروں کی طرح کیوں اچھل رہے ہو۔"

وہ حیرت سے اس کا سر تا پا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

"وہ بھائی گاڑی میں کچھ عجیب سا لگ رہا ہے بہت کھجلی ہو رہی ہے۔"

وہ اپنے بازو کو بری طرح کھجاتے ہوئے بولا تو ان سب کو ایک دم سے اس سے کراہیت سی آئی تھی ایک تو وہ اتنے دنوں سے نہایا نہیں تھا تو دوسری طرف وہ طرح خارش کر رہا تھا۔

"پہلی بار اتنی بڑی گاڑی کا دیدار کیا ہے نا سونے پہ سہاگہ بیٹھا بھی ہے تو تیرا جسم اسے قبول نہیں کر پا رہا۔"

فارس مذاق اڑانے والے انداز میں بولتے گاڑی زن سے آگے بڑھا لے گیا۔یاسر نے اس کی بات پہ غصے سے مٹھیاں بھینچی تھی مگر وہ یہ سوچ کر پر سکون تھا کہ وہ واپس اپنے محلے میں جا رہا ہے سب سے پہلے اس نے نعیم کے گھر ہی جانا تھا مطلب وہ عفیفہ سے شادی سے لے کر پوری بات ان کے گوش گزارے گا تو وہ ضرور اس پہ یقین کرتے عفیفہ کو اسے سونپ دیں گے پھر وہ اس لڑکی کی عقل ٹھکانے لگائے گا۔یہ سوچ ہی اسے فاتحانہ انداز میں مسکرانے پہ مجبور کر رہی تھی۔

****

"یہ سب کہاں چلے گئے اٹھ کر۔کلاس بھی نہیں لی۔"

وہ سب ابھی کلاس لے کر اس سے فراغت حاصل کرتے کیفے کی جانب آئے تھے تبھی بریزہ نے حیرت سے اطراف کا جائزہ لیتے استفسار کیا۔

"ایک ان سب کی حرکات مجھے بہت مشکوک لگتی ہیں۔"

عناب سر جھٹک کر بولتی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔سب نے ہی اپنی اپنی جگہ سنبھالی تھی۔

تم سب کو چھوڑو اپنا بتاؤ یہ کیا چل رہا تھا اور کب سے چل رہا تھا ویسے میں نے اندازہ لگالیا ہے کہ ہمارے "

"گروپ میں سب کہی ناکہی بے تحاشہ چھپ رستم ہیں۔مجال ہے جو کچھ کرنے سے قبل کچھ بتادیں۔

مریم کی تلملاتی آواز پہ ان سب نے مسکراہٹ دبائی تھی۔بریزہ نے مسکراہٹ ضبط کرتے اس کی جانب دیکھا اور اسے منانے کی خاطر اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

اچھا اب ناراض تو مت ہو کم از کم مجھے خود اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب اتنی جلدی ہو جائے گا۔ماما اس رشتے پہ" راضی نہیں ہے مگر بابا نے حامی بھر لی ہے اب رات میں ہی شاید ہادی کے گھر والوں نے آنا ہے یہاں تبھی آگے بات بڑھیں گی۔

"دعا کرنا سب ٹھیک ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولی۔ پریسہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک الوہی سی چمک رقصاں تھی۔ کس قدر خوش تھی وہ۔

"تل "تم بس ایسے ہی خوش رہو اور جو تمہارے حق میں بہتر ہو وہ تمہیں مل جائے آمین۔

پریسہ اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتی اس کے گرد بازو حمائل کرتے محبت بھرے لہجے میں صدق دل سے دعا دیتے ہوئے بولی۔ بریزہ کا سر نا جانے کیا سوچتے نفی میں ہلا تھا۔

"حق میں بہتر ہو وہ ملے نا ملے مگر بس وہ ذات ہادی کو میرے حق میں بہتر بنا دے مجھے بس وہی چاہیے۔"

اس کی برجستہ بات پہ پریسہ کے مسکراتے لب فوراً سے بیشتر سمٹے تھے۔ باقی سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا تھا۔

ہاں ہاں وہ ذات اسے تمہارے حق میں بہتر بنا دے ویسے بھی یہ کہانی تو دونوں اطراف کی ہے نا تو پھر کیسا ڈر نا "

"کوئی نا کوئی حل نکل ہی جائے گا باقی ہم سب تو ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہیں۔

وہ نرمی سے بولتی اس کا گال چوم گئی۔ بریزہ کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی اس کی بات پہ مسکرا دیے تھے جو کس قدر جلدی اپنے خول میں سمٹ گئی تھی کسی پہ واضح بھی نہیں ہونے دیا تھا اس نے کہ اس کے دل پہ کیا گزری ہو گی بریزہ کی باتیں سن کر۔ عفیفہ کی نگاہیں یوں ہی اطراف میں گھومتے ایک منظر پہ ٹک سی گئی۔ جہاں کچھ ہی فاصلے پہ صدام بیٹھا اپنے کسی دوست کی بات پہ کھل کر مسکرا رہا تھا۔ عفیفہ کی نگاہیں اس کے مسکراتے

All Rights Reserved By Novels Lounge

لبوں پہ ٹھہر سی گئی۔وہ مکمل محویت سے یک ٹک اس کی جانب دیکھے جا رہی تھی کہ اچانک پریسہ کے ٹھوکا مارنے پہ ہوش کی دنیا میں لوٹی اور بمشکل مسکراتے اس منظر سے نگاہیں ہٹائی تھی۔

"اوہو دیکھنے دیتی بھئی آخر کو اس کے شوہر ہے صدام بھائی اب اتنا حق تو اسے دو۔"

عناب کی شرارتی آواز پہ وہ جو نوٹس کھول رہی تھی اذیت سے آنکھیں میچی تھی۔دل کی دھڑکن بے ساختہ سست پڑی۔

جب بھری محفل میں انہیں شوہر کہنے کا حق حاصل نہیں ہے تو پھر دیکھنے کا حق لینے سے کیا ہوتا ہے۔اسی"

"لیے فضول کی باتوں سے اجتناب کیا کرو۔

وہ تلخ لہجے میں بولتی دوبارہ اپنے نوٹس پہ جھک گئی۔

عفیفہ کیا تم دونوں آپس میں اب بھی خفا ہو میرا مطلب ہے کہ جس طرح یہ شادی ہوئی ہے کچھ وقت تک تو" ایسے تلخ کلامی رہتی ہے سمجھ آتا ہے اگر وہ کچھ غصے میں ایسا کچھ کہتے ہیں تو تم درگزر سے کام لے لیا کرو حالات "سنبھل جائیں گے۔

مریم اسے سمجھانے والے انداز میں بولی تو عفیفہ نے تیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

چلو تمہاری بات مان لیتی ہوں میں کہ جس طرح شادی ہوئی وہ بلکل غیر متوقع تھا مگر صرف ان کیلیے نہیں" میرے لیے بھی میں بھی گزارا کر رہی ہوں تو پھر وہ کیوں نہیں۔کیا ساری پابندیاں ایک لڑکی کی حد تک عائد "ہیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سپاٹ لب ولہجے میں گویا ہوئی۔ان سب نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا جو کچھ بھی سوچنے سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔اس سارے قصے میں فقط پریسہ تھی جو خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھی۔جیسے اس سارے قصے سے کوئی لگاؤ نا ہو۔

"عفیفہ تم دونوں ایک جیسے نہیں ہو تمہاری جب ان سے شادی ہوئی تمہارے دل میں کوئی نہیں تھا بلکہ جب صدام بھائی کی ہوئی توان کے دل میں کوئی تھا۔وہ محبت کرتے تھے کسی سے اور اپنی محبت سے دستبردار ہو جانا کوئی آسان بات نہیں ہے میری جان۔"

عناب کی آواز پہ عفیفہ کے تنے ہوئے تاثرات ڈھیلے پڑے تھے مگر پھر بھی اس نے کوئی جواب دینا گوارا نا کیا اور خاموشی سے پریسہ کی جانب مڑ گئی جو موبائل میں اسے کچھ دکھا رہی تھی۔

"عفیفہ صدام بھائی کی سالگرہ آ رہی ہے تو نے کچھ سوچا کیا تحفہ دے گی۔"

عفیفہ جو پریسہ سے کسی بات پہ مصروف تھی گاہے بگاہے اپنے نوٹس پہ بھی نظر مار لیتی۔مریم کی بات پہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔عفیفہ کے چہرے کے عضلات ایک بار پھر تن گئے مگر وہ خود پہ ضبط کرتے گہرا سانس بھر اٹھی کیونکہ فلحال صدام کے متعلق کچھ بھی بولنا مطلب انہیں خود کے پیچھے پڑوانے کے مترادف تھا۔

"ہاں نا بھلا ایسے کیسے اپنے شوہر کو میں فراموش کر دوں ایسی دھوم دھام سے سالگرہ ہو گی کہ سب دیکھیں گے کہ ہاں سچ میں اس کی بیوی آئی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولی۔ پریسہ نے جھٹکے سے رخ موڑتے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔ ابھی کچھ دیر قبل تو وہ صدام کے پیچھے پڑی ہوئی تھی اور ایک پل میں تولہ اور ایک پل میں ماشہ والا حساب تھا۔

"اچھا تو پھر خاموش کیوں ہیں ہمیں بھی تو پتا چلے کہ شادی کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کو کیسے اور کس قسم کے سرپرائز دیتے ہیں۔"

بریزہ اس کے جانب جھکتی سرگوشی کرنے والے انداز میں اپنے لہجے میں دلچسپی سموئے بولی۔ عناب نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔ اس وقت میز کے اطراف میں بس وہی سب موجود تھی تبھی وہ سب کھل کر بات کر رہی تھی ورنہ فارس ارتضی اور ہادی کی موجودگی میں تو ان کا بات کرنا ہی محال ہوتا تھا۔

"زیادہ کچھ نہیں کرنا پڑے گا بس پہلے وہ مجھے ذلیل کریں گے اور پھر جواب میں ڈنکے کی چوٹ پر میں انہیں ذلیل کروں گی۔ ان کے دل کی پیاس بجھ جائے گی اور میں جواب میں اس قدر عزت بھرا انہیں تحفہ دے دوں گی۔ کیسا۔"

وہ شانے اچکاتے ہوئے شان بے نیازی سے گویا ہوئی۔ ان سب نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو تحمل سے بولتے اب اطراف میں نگاہیں گھمارہی تھی جیسے اپنی کہی بات سے اسے کسی قسم کا فرق ہی نا پڑا ہو۔

"یہ کس قسم کا تحفہ ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدمہ کے مارے عناب کے لبوں سے تو الفاظ ہی ادا نہیں ہو رہے تھے۔عفیفہ ان سب کی شکلیں دیکھ کھلکھلا کر ہنس دی اور اس کی اس ہنسی کو کچھ دور ہی اپنے فیلوز کے ساتھ بیٹھے صدام کی سماعتوں سے بغور سنا تھا تبھی اس کی سماعتیں نا چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

کیا ہوا پسند نہیں آیا کیا۔ویسے ہماری زندگی فی الحال اسی ذلیل ہو اور ذلیل کروواے فارمولے کے گرد" گردش کر رہی ہے۔

وہ مدھم سا ہستے ہوئے بولی مگر اس کی ہنسی میں بھی ٹوٹے کانچ کسی کرچیاں تھی۔ان سب کے مسکراتے لب عفیفہ کی بات پہ سکڑ گئے۔ان کی میز کی جانب آتے صدام کے قدم نا چاہتے ہوئے بھی بے ساختہ تھمے تھے۔نا جانے کیوں دل کی دھڑکن بے ساختہ سست پڑی تھی۔اس نے نہ جانے کس سوچ کی تحت چونک کر عفیفہ کی جانب دیکھا جو اب سب کی نظروں سے چھپتے اپنی آنکھ سے نکلا چھوٹا سا آنسو انگلی کے پوروں سے چن رہی تھی۔اگلے ہی لمحے اس کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ دیکھ صدام نے اشتعال کے عالم میں مٹھیاں بھینچی تھی اور تیز قدموں سے چلتا ان کی میز کے نزدیک آیا۔

"اوہ صدام بھائی کیسے ہیں آپ۔یہاں کیسے آنا ہوا۔"

عناب کے کھنکتے لہجے پہ عفیفہ چہرہ جھکاتے خود کو مصروف ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی۔پریسہ نے ایک چور نگاہ اس پہ ڈالی تھی حلق میں آنسوؤں ایک پھندا سا لگا اس کی بے رخی پہ۔اگر وہ اس سے ناراض تھی تو

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تو اسے منا سکتا تھا وہ سب کچھ بھلاتے اسے معاف کر دیتی کوئی بات دل پہ نا رکھتی مگر اس نے تو پریسہ کو بلانا بھی گوارا نہیں کیا تھا اور یہی دکھ پریسہ کو اندر ہی اندر سے کھائے جا رہا تھا۔

"جل" جی بلکل خیریت ہی ہے دراصل اسے اس کے مائکے چھوڑنا ہے۔

صدام کی سنجیدہ آواز پہ ان سب نے آپس میں مسکراتی نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔ البتہ پریسہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کا ضبط ٹوٹ رہا تھا اور وہ سب کے سامنے اپنا ضبط نہیں کھونا چاہتی تھی۔ وہ کسی پہ بھی اپنا آپ آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی نچلا لب دانتوں تلے دبا گئی۔ سب نے حیرت سے اس کا کھڑا ہونا محسوس کیا تھا۔

"کیا ہوا تم کیوں کھڑی ہو گئی۔"

بریزہ نے نا سمجھی سے استفسار کیا تو اس نے ہولے سے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور اپنا بیگ اٹھاتے شانے پر لٹکانے لگی۔

کچھ خاص نہیں بس باہر ڈرائیور انکل آ گئے ہیں تو وہیں جا رہی ہوں تم لوگ جاری رکھو میں اب چلتی ہوں "انشاءاللہ کل ملاقات ہو گی۔"

اس کی نرم آواز پہ صدام نے چونک کر اس کا چہرہ جانچا جو بلکل سپاٹ تھا البتہ لب نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا رہے تھے۔ اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔ وہ چاہتا تھا کہ پریسہ اس کی جانب پہل کرے مگر اس بار وہ بھی اپنی ضد پر ڈٹی ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تو تم سدام بھائی کے ساتھ چلی جاتی ناوہ بھی تو وہی جا رہے تھے اس طرح ڈرائیور کو بلانے کی کیا ضرورت تھی۔"

مریم نے سب جانتے بھوجتے بات کا آغاز کیا تو بے اختیار پریسہ کی نگاہیں صدام کی جانب اٹھی تھی جو بغور اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔پریسہ کی آنکھوں میں کیا کچھ نہیں تھا دکھ شکوہ درد ایک لمحے کو وہ تڑپ کر رہ گیا۔ایک لڑکی کی بدولت وہ سب کچھ کھو چکا تھا سب کچھ دل تو بری طرح ٹوٹا تھا مگر اس سب میں وہ بھی بری طرح چکنا چور ہو کر رہ گیا تھا۔

"نہیں اب تو وہ آگئے ہیں ویسے بھی ان لوگوں نے عفیفہ کے گھر جانا ہے مجھے دیری ہو جاتی بس اسی لیے۔"

وہ مسکرا کر بولتی ان سب سے ملی اور عفیفہ کے گلے سے لگتے اسے پر سکون رہنے کی تلقین کی تھی اور ایک نظر صدام کو دیکھتے بمشکل اپنے آنسو ضبط کرتی آگے کی جانب بڑھ گئی۔جاتے جاتے ناچاہتے ہوئے بھی اس کی سسکی بندھی تھی وہ سختی سے ہاتھ لبوں پہ جماتے بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس کے جاتے ہی صدام نے اپنا رخ دوبارہ عفیفہ کی جانب کیا جو ہنوز چہرہ جھکائے کھڑی تھی جیسے اس سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔

"چلو جلدی۔"

وہ سپاٹ لب ولہجے میں گویا ہوا۔

"مجھے نہیں جانا وہاں مجھے گھر جانا ہے واپس۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تند لہجے میں ہٹ دھرمی سموئے بولی۔ باقی سب نے حیرت سے اس کا ضدی انداز دیکھا۔ صدام نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے سختی سے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں جکڑا اور اس کا بیگ اور کتابیں اپنے دوسرے ہاتھ میں لیتے تقریباً کھینچتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی مگر اس کی گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ عفیفہ کو اپنی کلائی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"ہاتھ چھوڑیں میرا آپ کو تمیز نہیں ہے کہ ایک لڑکی سے کیسے پیش آیا جاتا تھا۔"

بوس کی من مانیوں سے تنگ آکر تنک کر بولی۔ صدام نے تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک جھٹکے سے اسکی کلائی چھوڑی تھی۔

"تو اس ایک لڑکی کو تمیز نہیں ہے کہ ایک مجمعے میں اپنے شوہر سے کیسے مخاطب ہوا جاتا ہے۔"

جواب وہ بھی سرد مہری سے گویا ہوا۔ عفیفہ جس کے لب کچھ بولنے کے لیے وا ہوئے تھے اس کی غیر متوقع بعد پہ وہی ساکت رہ گئے۔ گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ وہ ایک شکوہ کناں نگاہ اس پر ڈالتے بغیر اس کی بات کا کوئی جواب دیئے تن فن کرتی گاڑی کے نزدیک پہنچی اور گاڑی میں بیٹھ کے زور سے دروازہ مارا تھا۔ صدام نے آنکھوں کو بند کرتے کھولا اور تاسف سے اس کی جانب دیکھتے اپنی جگہ سنبھالی تھی۔

تمہیں میں نے اس سے پہلے بھی منع کیا تھا کہ میری گاڑی کے دروازے کو ایسے دوبارہ کبھی بند مت کرنا"

"تمہیں سمجھ نہیں آتی یا عقل گھاس چرنے گئی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے برفیلے لہجے پہ عفیفہ کے وجود میں چونٹیاں سی رینگنے لگی معاخود کو مضبوط ظاہر کرتے اس نے دوبارہ رخ اس کی جانب پھیرا۔

"ابھی کسی نے اپنے آپ کو میرا شوہر کہا ہے آپ ہی تھے نا وہ تو اس حق سے تو پھر میں آپ کے گاڑی کے دروازے کو ماروں یا پھر آپکو دونوں پہ میرا پورا پورا حق ہے اور میں کم از کم اپنے حق سے پیچھے ہٹنے والی نہیں ہوں۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے اسے جلا کر راکھ کر گئی۔ صدام نے گاڑی کی رفتار آخری حد تک بڑھائی تھی۔

"آہستہ آہستہ تمہاری تمام خوبیوں کا اندازہ ہو رہا ہے مجھے جس میں زبان چلانا سر فہرست ہے اور جس میں تمہیں خاصہ عبور حاصل ہے۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے تلخی سے گویا ہوا۔

"اچھی بات ہے اپنی بیوی کی تمام خوبیوں کے متعلق آپکو علم ہونا چاہیے یہ ایک اچھے شوہر کی نشانی ہوتی ہے رہی بات زبان چلانے کی تو پہلے صرف سننے کی حد تک ہی تھا مگر اب دیکھ کر آزما بھی لیا کہ صحبت بری طرح اثر انداز کرتی ہے۔"

وہ بیچارگی سے بولتے اسے زہر سے بھی انتہائی بری لگی تھی۔

"ایسی حرکات مت کیا کرو میرے ساتھ عفیفہ زہر سے بھی انتہائی بری لگتی ہو مجھے تم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے باور کرانے والے انداز میں بولا جو مسلسل اسے تکتے مسکرا کر اس کا جی جلا رہی تھی۔

"تو آپ پہلی فرصت میں کھا کر مر کیوں نہیں جاتے کیونکہ ہم تو بھئی جیسے ہیں ویسے ہی رہیں گے۔"

وہ زچ کر دینے والی مسکراہٹ سمیت بولی۔ صدام نے غیض بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ عفیفہ اس کی نگاہوں میں چھپی تنبیہہ پہ دل ہی دل میں کڑھتے گاڑی کے دروازے سے لگ کر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں ان کی گاڑی گھر کے دروازے کے عین باہر کی تھی اس کے ساتھ ہی عفیفہ کے دل کی دھڑکن بھی تھمی تھی۔ اس نے چور نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے سامنے نگاہیں جمائے اس کے اترنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"جاؤ بھی اب مجھے کیا گھور رہی ہو۔"

وہ اس کی نگاہیں مسلسل خود پر محسوس کرتے نہ سمجھی سے گویا ہوا۔ عفیفہ نے حیرت سے اس کی بات کا ملاحظہ کیا مطلب وہ اس اکیلی کو اندر جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"مطلب آپ نہیں چلیں گے کیا اندر۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی صدام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو اپنی مطلب کی بات کے لئے کس قدر میٹھی بن رہی تھی۔

"نہیں میرا کیا کام اندر تم جاؤ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ برفیلے لہجے میں تنبیہ سموئے بولا۔عفیفہ کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا تھا۔

"مگر بابا نے تو کہا۔"

"بابا نے تو بہت کچھ کہا تھا بابا نے اپنی مرضی سے میری تمہاری سے شادی کروادی۔بابا نے مجھے تمہیں یہاں لانے کا حکم صادر کر دیا۔اب کیا بابا کے کہنے پر اپنی زندگی برباد کرلوں۔اب جاؤ اندر میں تمہیں دو دنوں بعد لینے آجاؤں گا۔کچھ دیر مجھے بھی آرام کرنے دو جان بخش دو میری۔"

وہ بھنویں اچکاتے نہایت سنجیدگی سے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔عفیفہ کا دل اس کی بات پہ دھک سے رہ گیا۔

"نہیں میں یہاں نہیں رہوں گی ہمارے درمیان رہنے کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی میں ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ واپس جاؤں گی آپ ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔میں نہیں جاؤں گی تنہا اندر۔پلیز ایسے مت کریں مجھے واپس جانا ہے میں بس بابا اور آپ کے کہنے پہ یہاں آئی ہوں۔"

وہ تڑپ کر اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ گئی مگر اس کی نگاہوں کا رخ ہنوز دوسری جانب تھا۔

"اترو نیچے عفیفہ۔"

اس کی بھاری آواز پہ نا چاہتے ہوئے بھی عفیفہ کی ہچکی بندھی تھی۔وہ سختی سے اپنے گالوں کو رگڑتے نیچے اتری تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام میں یہاں نہیں رہنا چاہتی مجھے آپ کے ساتھ واپس جانا ہے پکا میں آپ کے کمرے میں بھی نہیں "

"آؤں گی میں پریسہ کے ساتھ رہ لوں گی میں آپ کو بلکل تنگ نہیں کروں گی پلیز صدام۔

وہ آنکھوں میں ڈھیروں شکوے لیے نم لہجے میں بولتی اس سے التجا کرنے لگی مگر وہ اس کی باتوں پہ اپنے کان لپیٹے ایک نگاہ اس کے روئے روئے چہرے پہ ڈالتے زن سے گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔ عفیفہ اس کے رویے پہ سانس روک گئی اور آنکھوں کو سختی سے میچ کر کھولتے اس کی گاڑی کو نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔ معاً وہ گہرا سانس بھرتے انگلیاں چٹخاتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ گھر کے پردے کو پیچھے کھسکاتے ہی اندر دکھائی دینے والے منظر کو دیکھ اس کی آنکھیں بھر آئی تھی۔

"آپی نوال دیکھ آپی آئی ہیں۔"

منال کے چلانے پہ نوال بھی کچن سے نکلتے بھاگتے بھاگتے اس کی جانب آئی اور ان دونوں نے ایک ساتھ ہی اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔ اس دوران صفیہ اور نعیم بھی اسی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

"میری عفیفہ آئی ہے۔"

نعیم کی نقاہت زدہ آواز پہ صفیہ نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا اور انہیں سہارہ دیتے کمرے سے باہر لائی تھی جہاں اب وہ مسکراتے ہوئے ان دونوں سے مل رہی تھی۔ نعیم نے اس کے نزدیک آتے اسے سینے سے لگانا چاہا مگر وہ جی کرا کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔ لبوں سے بس سلام ہی کیا تھا۔ نعیم کی بوڑھی آنکھیں جھلملانے لگی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیسی ہے عفیفہ تو۔"

صفیہ کی آواز پہ اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا اور نا چاہتے ہوئے بھی صوفے پہ جگہ سنبھال گئی۔ یہ وہی گھر تھا جہاں اس نے اپنا بچپن گزارا تھا اپنی جوانی کا ایک عرصہ بیتایا تھا اس قدر یادیں تھی اس کی اس گھر سے مگر اس گھر میں سے جیسے اسے رخصت کیا گیا تھا وہ بھی تو کم نہیں تھا کیا وہ سب بھولنے لائق تھا۔ وہ ایک حسرت بھری نگاہ چاروں اطراف میں ڈالتے سوچ کر رہ گئی۔ اس سے قبل کہ کہ وہاں مزید کوئی بات چھڑتی باہر گاڑی کے پہیوں کے چڑچڑانے کی آواز پہ ان سب کی نگاہیں بیک وقت گھر کے داخلی دروازے کی جانب اٹھی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہاں سے اندر آتی شخصیت کو دیکھ عفیفہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے پیروں تلے کسی نے زمین کھینچ لی ہو۔ وہ بے ساختہ لڑکھڑائی تھی مگر اس کے ساتھ ہی آتی شخصیات کو دیکھتے جہاں عفیفہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی وہی ان تینوں کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا۔

"ابے یہ یہاں کہاں سے آگئی۔"

فارس کی سرسراتی آواز پہ ان دونوں نے میسنی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔ باقی سب کی نگاہیں پاگلوں کی طرح خود کو کھجلی کرتے یاسر پہ جمی تھی۔

"یہ تم لوگوں کے پاس۔ یہ سب کیا ہے فارس۔"

عفیفہ کی آواز پہ ان نے اپنا حلق تر کرتے خود کو مضبوط کیا اور ایک بار پھر یاسر کے کالر کو سختی سے جکڑا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ ہم تینوں کسی ضروری کام کی بدولت جامعہ سے نکلے تو راستے میں ہمیں سڑک کے بیچ و بیچ یہ ملا اسی لیے "ہم بنا کسی تاخیر کے اسے یہاں لے آئے انکل کے قدموں میں پھینکنے تا کہ یہ اپنے کیے کی معافی مانگ سکے "کیونکہ اس کا گناہ اتنا چھوٹا ہر گز نہیں کہ اسے معاف کر فیا جائے۔

وہ اس قدر سنجیدگی سے بول رہا تھا کہ ان سب کو اس کی بات پہ یقین کرنا ہی پڑا۔ عفیفہ کو بھی اس کے چہرے پہ کہی بھی جھوٹ کا نام و نشان تک نہیں ملا تھا۔

"مگر یہ کر کیا رہا ہے اور اس کا چہرہ لال سرخ کیا ہوا ہے اسے۔"

نعیم کی کمزور سی آواز پہ اب کی بار ہادی آگے ہوا تھا۔ اب وہ انہیں یہ تو بتانے سے رہا تھا کہ انہوں نے اس کی سیٹ کے نیچے کھجلی پاؤڈر دلڈال دیا تھا تا کہ اسے پاگل ثابت کر سکے۔

انکل جی وہاں سے گزرتے لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ کسی لڑکی کے پیسوں کے پیچھے یہاں آیا تھا تو بس اس لڑکی "نے ہی دھوکا دے دیا اسے اور روز مشروب کچھ ایسا پلاتی تھی جس سے اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا۔

اس کی آواز پہ نوال منال نے نحوست سے ناک منہ چڑھائی البتہ نعیم نے افسوس کرنے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے میں بلکل ٹھیک ہوں یہ جھوٹ بول رہے ہیں آہ ہ ڈاکٹر پہ لے چلوں مجھے ورنہ میں "مر جاؤں گا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنی صفائی میں بولتے آخر میں تکلیف کی شدت سے غرایا۔ عفیفہ نے اشتعال بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی اس کے نزدیک پہنچی تھی۔

دیکھا تم نے اسے یہ ایسی ہی پاگلوں والی حرکات کر رہا ہے۔ اب تم اسے جو بھی سزا دو وہ لوگ بول رہے تھے "کہ یہ جو بھی بولے اس کی بات پہ یقین نہیں کرنا۔"

ارتضی کی آواز پہ عفیفہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا معا اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ گرا جسے وہ سرعت سے پونچھ گئی تھی۔

"اسے یہاں لانے کی ضرورت نہیں تھی اسے یہاں سے لے جاؤ ہمیں اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

صفیہ کی تیز آواز پہ یاسر نے ایک جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے سرخ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

ایسے کیسے چلا جاؤں میں یہی رہوں گا تم سب میرے احسانات کو بھولوں مت کہ میں نے کیا کچھ نہیں کیا تم "سب کیلیے چچا کم از کم تو تو کچھ بول اور یہ تینوں جھوٹ بول رہے ہیں ان سب نے ہی مل کر مجھے غائب کروایا تھا تاکہ میں عفیفہ سے شادی نا رچا سکوں مگر اب میں عفیفہ سے شادی کر کے ہی رہوں گا میں جانتا ہوں کہ یہ میرے لیے ہی یہاں بیٹھی ہوئی ہے یہ ضرور اس عفیفہ کی ہی چال ہو گی چچا مجھ سے شادی سے انکار کرنے کی "تبھی اپنے ان یاروں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے قبل کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا اپنے منہ پہ پڑنے والے ذناٹے دار تھپڑ سے اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے البتہ عفیفہ ابھی بھی سکتے کی کیفیت میں گھڑی ان تینوں کو دیکھ رہی تھی جن کے چہرے پہ گھبراہٹ کا عنصر صاف نمایاں تھا۔ یاسر نے بے یقینی کی کیفیت میں نعیم کی جانب دیکھا جو بری طرح ہانپ رہا تھا۔

نہیں چاہیے اب تو دفعہ ہو جا یہاں سے اور میری بیٹی پہ تہمت لگانا بند کر خود کسی لڑکی کے چکروں میں تھا اور "اب میری بیٹی پہ الزامات لگا رہا ہے واہیات انسان۔"

وہ غصے سے چنگاڑا اٹھے۔ یاسر کے چہرے کے عضلات تن گئے وجود میں غصے کے بھانبھڑ سے جل رہے تھے۔ اس نے ایک جست میں عفیفہ کو قابو کرتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا اور اپنی جیب سے پستول برآمد کرتے اس کی کنپٹی پہ تانی تھی۔ اس اچانک ہوئی افتاد پہ وہاں موجود سب لوگوں کی چیخیں نکل گئی۔

"آپی۔ عفیفہ۔"

مختلف ناموں کی بازگشت اس کی سماعتوں میں ہو رہی تھی مگر وہ بلکل خاموش تھی ساکت و جامد جیسے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحتیں مفلوج ہو چکی ہو۔ فارس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو بلکل بھی حرکت نہیں کر رہی تھی۔

"میری بچی کو چھوڑ دے اس نے تیرا کیا بگاڑا ہے۔"

نعیم کی بھرائی آواز پہ یاسر نے تمسخرانہ انداز میں ان کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ایسے کیسے چھوڑدوں بڑی مشکل سے تو ہاتھ آئی ہے اسے تو اب اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا تاکہ اسے توڑ کر اپنے حکم کا غلام بنا سکوں۔ بہت انا ہے نا اس لڑکی میں اس ساری انا کو خاک میں ملادوں گا اور تم سب احسان فراموش لوگ کیا کچھ نہیں کیا چچا میں نے تیرے لیے تیرے پورے خاندان کے لیے مگر تو نے آخر میں کیا کیا اپنا اصل مکروہ چہرہ دیکھا دیا نا اب نہیں بچے گا کوئی سب ایک ایک کر کے مریں گے تم تینوں کو بھی میں جان سے مار ڈالوں گا۔"

وہ شیطانیت سے بھرپور انداز میں قہقہہ لگاتے عفیفہ کی گردن کے گرد دباؤ بڑھا گیا۔ عفیفہ کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اگر دو سیکنڈ مزید بھی اس کا بازو ایسے ہی رہا تو وہ ضرور مر جائے گی تبھی بمشکل ہمت کرتے کسمسانے لگی۔ یاسر نے اسے اپنے مزید نزدیک کرتے اس کی کنپٹی پہ موجود پستول کا دباؤ بڑھایا تھا۔

"اف یہ کیا ہو گیا یہاں تو سارا معاملہ ہی الٹا پڑھتا جا رہا ہے ہم نے کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا۔"

ہادی اپنی پیشانی مسلتے ہوئے پریشان کن لہجے میں بولا۔ ارتضیٰ نے آنکھوں کے راستے عفیفہ کو کوئی اشارہ کیا جس کا سانس بری طرح رک رہا تھا۔ اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونا شروع ہو رہی تھی۔ آنکھوں سے بے تحاشہ پانی نکل رہا تھا۔ نعیم کا ہاتھ اس کی حالت دیکھ بے ساختہ دل پہ پڑا۔ فارس نے سختی سے سر کو نفی میں جنبش دیتے اپنے دماغ کے گھوڑے چلانا شروع کیے۔

"اب جو کرنا ہے عفیفہ کو ہی کرنا پڑے گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ارتضی کی آواز پہ ایکدم فارس کے ذہن میں ایک جھماکہ ساہوا۔اس نے ٹھٹھک کر یاسر کے ہاتھ میں موجود پشتول کو دیکھا اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں جی جان سے مسکرائی تھی۔

"اب یہ پستول نقلی ہے۔"

اس کی سرگوشی بھری آواز پہ ان دونوں نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"فارس کم از کم اس وقت میں تو مزاق نا کرا اور یہ سوچ کہ کیا کرنا ہے۔"

ہادی اس کے بے وجہ کے مذاق سے اکتا کر منت کرنے والے انداز میں بولا۔ارتضی نے بھی ذور و شور سے اس کی تائید کی تھی۔

"آ""ابے بیوقوفوں پستول نقلی ہے جو اس کے ہاتھ میں ہے کیونکہ یہ میری ہی پستول ہے۔

وہ ان دونوں کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے بولا تو ان دونوں کی آنکھیں بیک وقت اس جانب اٹھی تو یہ وہی پستول تھی جو ان لوگوں نے یاسر کو ڈرانے دھمکانے کیلیے رکھی تھی۔معاًفارس کی نگاہ دروازے سے اندر آتے صدام کی جانب اٹھی جو حیرت بھری نگاہوں سے اندر کے حالات کا ملاحظہ کر رہا تھا۔فارس نے ایکدم کچھ سوچتے سرگوشی کرنے والے انداز میں ان دونوں کو اپنا پلین بتایا اور دوبارہ اپنے چہرے پہ دنیا جہاں کی مظلومیت طاری کرلی۔صدام کی نگاہیں ان کی جانب اٹھی تو انہوں نے اذیت سے یاسر کی جانب اشارہ کیا صدام کی نگاہیں جوں ہی اس کی گرفت میں نڈھال ہوتی عفیفہ کی جانب اٹھی اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا مگر اس کے ہاتھ میں موجود پستول دیکھ اس نے سختی سے مٹھی کو بھینچتے انگلی لبوں پہ رکھتے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا

All Rights Reserved By Novels Lounge

اور خود چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے عین یاسر کی پشت پہ آتے ایک جھٹکے سے اس کی گردن پکڑ کر مڑوڑی تھی۔وہ اس اچانک افتاد پہ تکلیف سے دوہرا ہوتے زمین پہ اوندھا گرتے تڑپنے لگا۔اس کی گرفت سے نکلتی عفیفہ اس سے قبل کہ بری طرح زمین بوس ہوتی صدام نے ایکدم اسے اپنے حصار میں لیا تھا اور اپنی خونخوار نگاہیں یاسر کے چہرے پہ جمادی جس کے ہاتھوں سے پستول نکلتے دور جا گری تھی۔فارس عجلت میں وہ پستول اچکتے اپنی انگلی پہ گھمانے لگا۔صدام نے اس کی پشت پہ اپنا پاؤں مارتے سرد نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"اٹھ اب ہاتھ لگانے کی جرأت کر اسے۔"

وہ درشت لہجے میں دھاڑا تھا۔فارس نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ بولتے اس پہ حملہ کرتا عفیفہ کو مسلسل کھانستا دیکھ صدام نے ان تینوں کو اس کے پاس رکنے کا اشارہ کیا اور خود عفیفہ کو اپنے حصار میں لیتے صوفے کی جانب آیا اور منال کو پانی لانے کا اشارہ کرتے خود اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"عفیفہ۔"

اس نے نرمی سے اس کے گالوں کو سہلایا جو نہایت ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔اسے تشویش ہونے لگی۔چند ساعتوں کا کھیل تھا وہ اس کی آواز پہ ہی ضبط کے تمام بندھن توڑتی اس کے سینے پہ سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رودی اور اپنے دونوں بازوؤں کو سختی سے اس کے گرد حمائل کر لیا جیسے وہ پھر سے واپس چلا جائے گا۔صدام اس کی بے ساختہ حرکت پہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں نے آپ سے کہا تھا مجھے یہاں نہیں آنا۔"

وہ ہچکیاں بھرتے ہوئے درد بھرے لہجے میں بولتی اسے ایک نئے سرے سے شرمندہ کر گئی۔ صدام نے نرمی سے اس کے بالوں کو سہلایا تھا۔اس نے منال کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے اس کے لبوں سے لگایا تو گلے میں پڑی خراشوں کی بدولت وہ بس دو گھونٹ ہی بھر پائی۔ آنکھیں ہنوز بند تھی۔

میں نے کہا تھا آپ سے آپ میرے ساتھ آجائیں مگر آپ نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔"

"اب نہیں آنے دوں گا یہاں بس اب خاموش۔ کبھی بھی تنہا چھوڑوں گا یقین رکھو۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے نرم لہجے میں بولتے بے اختیاری کی کیفیت میں اسے سینے میں بھینچتے اس کے بالوں پہ لب مس کرتے اپنے ساتھ کا یقین بخش رہا تھا۔ عفیفہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اپنی بھیگی آنکھیں اس کی جانب اٹھائی تو وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا گیا۔ وہ تینوں اس منظر سے کافی حد تک محظوظ ہوئے تھے۔ فارس نے اس منظر کو چپکے سے موبائل کے کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کیا تھا اور دوبارہ اپنا رخ یاسر کی جانب کیا جواب اٹھنے کی تیاریوں میں تھا۔

چل میری جان ایک بار پھر سے پستول پستول کھیلتے ہیں۔ تم پانی والی پستول سے ہمیں نہلانا اور ہم اصلی پستول "سے تجھے جہنم واصل کروائیں گے۔ بڑا مزا آئے گا۔"

فارس کی آواز پہ صدام نے نرمی سے اسے خود سے الگ کرتے صفیہ کے حوالے کیا اور خود بازو کہنیوں تک فولڈ کرتے مضبوط چال چلتے اس کی جانب بڑھا تھا۔ چہرے پہ ازلی سرد پن چھایا ہوا تھا۔ ماتھے کی رگیں ابھر کر

All Rights Reserved By Novels Lounge

نمایاں ہو رہی تھی۔ عفیفہ نے خوفزدہ انداز میں اس کی پشت کو تکتے اپنے گلے کو سہلایا جہاں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔ ناجانے اب کیا ہونے والا تھا۔

****

"ناجانے کیا نصیب میں لکھا ہے اماری بچی کے جو ایک دکھ جاتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے دیکھ تو اب ڈاکٹر کچھ بھی نہیں بتا رہا ام کیا کریں۔"

وہ تقریباً گھنٹے سے ہسپتال میں موجود تھے۔ شہرام کی کافی جان پہچان ہونے کی بدولت پرخہ کو یہاں ایڈمیٹ کر لیا گیا تھا مگر ڈاکٹر کے مطابق یہ سراسر ایک پولیس کیس تھا کیونکہ اسے بہت زیادہ مقدار میں زہر دینے کی کوشش کی گئی تھی۔ شہرام کا ضبط توان کی بات پہ ہی کمزور پڑ گیا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا تھا۔ وہ اصل میں کمزور پڑ رہا تھا بہت کمزور جیسے آج سے بہت عرصہ پہلے پڑا تھا۔ ابھی وہ ہسپتال کی راہداری میں ٹہلنے میں مصروف تھا تبھی بریخنہ کی آواز پہ اس نے سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھتے ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی جن کی حالت نہایت خراب تھی ویسے بھی ایک بار ہارٹ اٹیک آنے کی بدولت زیادہ سٹریس لینا ان کیلیے درست بھی نہیں تھا۔

"مورے سنبھالے خود کو ہماری پرخہ بہت بہادر ہے وہ خود کو سنبھال لے گی دیکھیے گا وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کیلیے آپ کا ٹھیک رہنا بھی تو بہت ضروری ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولتے ان کی پیشانی کو لبوں سے چھو گیا۔ بریخنہ نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔ دل میں ٹیسیں سی اٹھ رہی تھی۔

تو پھر وہ جو ڈاکٹر ہے وہ کچھ بولتا کیوں نہیں ام کو بتائے اماری بٹیا کیسی ہے ٹھیک ہے نا۔ امارا دل بیٹھا جارہا ہے۔"

وہ ممتا بھرے لہجے میں ایک آس لیے بولی۔ اس سے قبل کہ وہ ان کی بات کا کوئی جواب دیتا کمرے سے نکلتے ڈاکٹر کو دیکھ شہرام چادر کو اپنے گرد اچھے سے لپیٹتے انکی سمت بڑھا تھا۔ بریخنہ کی نگاہیں بھی انہی کی جانب جمی تھی۔

دیکھو شہرام ہم نے علاج کر دیا ہے بیٹی کا مگر میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ سب کر کون سکتا ہے اتنی زیادہ" مقدار وہ بھی زہر کی سراسر جان لینے والی بات ہے ویسے ہم نے معدہ واش کر دیا ہے مگر پھر بھی ابھی تک وہ ہوش میں نہیں آئی عمر چھوٹی ہے انیس سال کوئی زیادہ عمر نہیں ہے اس عمر میں لڑکیاں کچھ سمجھنا شروع کرتی ہے اور وہ اس عمر میں اس سب سے گزر چکی ہے وہ بھی کن حالات میں اس سب سے تم بخوبی واقف ہو۔ اس کی سونے پہ سہاگہ جس قسم کے حالات سے وہ گزری ہے اس کے بعد یہ سب ہونا اس کا وجود برداشت نہیں کر پارہا وہ ٹروما میں جاسکتی ہے نا جانے کیوں ہوش میں بھی کیوں نہیں آرہی۔ دعا کرو کہ جلد از جلد اس کی طبیعت بحال ہو جائے پھر ہی ہم کچھ بول سکتے ہیں ورنہ شاید ہم بھی کچھ نا کر پائے۔ وہ تم سب کو چھوڑ کر بھی جاسکتی ہے کیونکہ اس کا ذہن کام نہیں کر رہا۔ سن ہے وہ بلکل۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پیشہ وارانہ انداز میں اس کی سماعتوں میں ایک ایک بات اتارتے نرمی سے اس کا شانہ تھپتھپاتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔شہرام نے ایک نگاہ دروازے کے پار لیٹے وجود پہ ڈالی جو کچھ دنوں میں ہی کیا سے کیا ہو گیا تھا۔

کیا ہوا پرخہ کو کیا کہا انہوں نے سب ٹھیک ہے نا۔اماری جان نکل رہی ہے شہرام بتادے پرخہ ٹھیک ہے "

نا۔"

بریخنہ کی آواز پہ اس نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کرتے ان کے دونوں بازوؤں کو سختی سے تھامتے سہارہ دیا۔دل میں ڈاکٹر کی باتیں مسلسل گردش کررہی تھی۔

"آ"ابھی فلحال وہ کچھ نہیں کہ سکتے مورے دعا کریں ہماری پرخہ ٹھیک ہو جائے۔

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں گویا ہوا۔بریخنہ کا چہرہ اس کی بات پہ زرد پڑ گیا۔دل کا درد حد سے بڑھتے پورے وجود مین سرائیت کرتا چلا گیا۔شہرام جو سامنے دیوار پہ نظریں جمائے کھڑا تھا اگلے ہی لمحے ایک غیر معمولی شور کی آواز پہ بریخنہ نے نا سمجھی سے پرخہ کے کمرے سے نکلتی ایک نرس کو عجلت میں ڈاکٹر کے کیبن کی جانب بھاگتے دیکھا۔شہرام کا دل ایک سیکنڈ کو ڈوب کر ابھرا۔کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر سرعت سے ان کی تقلید میں جوں ہی چلتے وہاں آئے شہرام نے انہیں گھیر لیا تھا۔

"کک۔کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی مگر جواب میں ڈاکٹر کا سر نفی میں ہلتا دیکھ شہرام نے سختی سے بریخنہ کو خود پہ بھینچا تھا۔ان کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مریض رسپونس نہیں دے رہا۔"

ان کی بات ان دونوں کے اعصابوں پہ بم بن کر گری تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے وجود سے جان نکال لی ہو۔

"اماری بچی شہرام اسے بچالے میں مر جاؤں گی شہرام میں مر جاؤں گی اس کے بغیر ختم ہو جاؤں گی میں۔"

انہوں نے بے ساختہ اپنا سینہ سہلایا تھا۔شہرام کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا کیونکہ وہ اب اپنے حواس کھو رہی تھی۔اس نے چلا کر عجلت میں ڈاکٹر کو پکارا۔کچھ ہی دیر میں بریخنہ کا ہاتھ بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹتا چلا گیا اور وہ خالی خالی نگاہوں سے کبھی ان کے ہاتھ کو تو کبھی ان کے چہرے کو تک رہا تھا جو بری طرح ہانپ رہی تھی۔

اپنی بہن کو بچالینا شہرام بچالینا اسے ایک ماں اپنی بچی کیلیے کچھ نہیں کر پائی نا اس کے حق میں بول پائے ام نا ہی کچھ اور کر پائے اس کے گنہگاروں کو کڑی سے کڑی سزا دلوانا۔انہیں زندہ نا رہنے دینا جہنم واصل ہو گی انہیں اماری چھوٹی سی بچی کو کھا گئے ظالم۔اپنے باپ کو بھی معاف نا کرنا اپنی بیٹی کی جان لینے کی کوشش کی ہے اس نے اسے بول دینا کہ اپنی بیٹی کی جان لیتے لیتے اس نے اپنی بیوی کی ہی جان لے لی۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بول رہی تھی اور وہ سن پڑتے دماغ کے ساتھ ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا آپ کو مورے مت کیا کرے میرے ساتھ ایسی باتیں میرا کون ہے آپکے جانے کے بعد۔"

وہ ان کے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے ہوئے تڑپ کر بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

بہت دکھ دیے ہیں اماری ذات نے تجھے تیرا ہور پور اذیت سے روشناس کروایا ہے۔ تیرے بابا کے پیچھے لگ" کر سب کچھ چھین لیا تجھ سے تیرا مگر پھر بھی تیرے ماتھے پہ ایک شکن نا آئی اپنی مورے کو لے کر اس سے زیادہ فرمانبرداری کا ثبوت کیا ہو گا آج ایک ماں تجھے دعا دیتی ہے کہ امارے بچے کو اس کی تمام کھوئی ہوئی خوشیاں واپس مل جائے اس کو سب کچھ مل جائے سب کچھ جس کی اسے تمنا ہے۔ وہ سب کچھ حاصل ہو جائے "جو کبھی اس کی خواہش رہا ہے۔

"آپ ایک جانب ہو جائیں ہمیں مریض کو دیکھنے دیں ان کی حالت بہت خراب ہے۔"

وہ مزید بھی کچھ بول رہی تھی مگر شہرام کا دماغ تو ان کی باتوں پہ ہی اڑا ہوا تھا۔ اسے اپنا آپ ٹوٹ کر بکھرتا ہوا محسوس ہوا معاً اپنے ہاتھ پہ دباؤ محسوس کرتے اس نے چونک کر اپنی ویران نگاہیں بریخنہ کی جانب اٹھائی جو اسے اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کر رہی تھی۔ ڈاکٹرز ان کے منہ پہ آکسیجن ماسک لگا رہے تھے مگر وہ مزید بھی کچھ بولنا چاہتی تھی۔ شہرام بے دھیانی میں ان کے لبوں کے نزدیک جھکا تاکہ وہ کھل کر اپنی بات کر سکے۔

جا میرے جگر کا ٹکرا میرا چاند خود کو مزید اذیت مت دے جا اس پری کے پاس جس کے پاس امارے بچے کی" تمام خوشیاں ہے۔ میزن دعا کروں گی کہ وہ تجھے مل جائے یہ ایک ماں کی دعا ہے۔ تو یہاں مسکرائے گا نا تو تیری "ماں وہاں خوش ہو گی۔

وہ اس کی سماعتوں میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی اور ساتھ ہی اپنے کانپتے ہاتھوں سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کی پیشانی پہ لب رکھے تھے۔ شہرام نے سختی سے آنکھوں کو میچا

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا۔یوں ہی کئی لمحے سرک گئے مگر وہ پیچھے نہیں ہٹا تھا۔معاً بریخنہ کے ہاتھ اس کے چہرے سے سرکتے چلے گئے۔شہرام نے چونک کران کے چہرے کی جانب دیکھا جن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھی مگر ہر جانب سکوت تھا۔ایک مسکراہٹ تھی لبوں پہ ویسی ہی شفیق سی مسکراہٹ جو ہمہ وقت ان کے لبوں پہ تھہری ہوتی تھی۔

"ایم سوری سر بٹ شی از نو مور۔ان کا ہارٹ بری طرح فیل ہو گیا ہے۔"

اپنی پشت سے آنے والی آواز پہ اس نے بغور ان کا چہرہ جانچتے ان کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور ان کی پیشانی سے پیشانی ٹکراتے آنکھیں میچ گیا تھا۔اس کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے بریخنہ کے چہرے پہ گرا تھا۔

"آپ بھی چلی گئی مجھے چھوڑ کر مورے میں تو یہاں پرخہ کی زندگی مانگنے آیا تھا آپ کو ایسے دیکھنے نہیں۔ہمیشہ میرے ساتھ ہی کیوں ایسا ہوتا ہے کوئی میرے بارے میں کیوں نہیں سوچتا۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولا اور ہولے سے ان کی پیشانی پہ اپنے لب رکھے تھے۔سب نے حیرت سے اس اونچے لمبے مرد کو یوں اپنی ماں سے سرگوشی میں باتیں کرتے دیکھا تھا جسے اطراف کا کوئی ہوش نہیں تھا۔چہرے پہ ناجانے کتنے عرصے کی تھکن آسمائی تھی۔

****

"ہاں اٹھ اب کیا بول رہا تھا تو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام اس کے نزدیک ہی دوازنوں بیٹھتے بھنویں اچکاتے سرد مہری سے گویا ہوا۔اس کے چہرے پہ چٹانوں جیسی سختی تھی۔صفیہ عفیفہ کو اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے اندر کمرے کی جانب بڑھنے لگی کہ اس سے قبل ہی وہ ہاتھ کے اشارے سے انہیں ٹوک گئی تھی نا جانے کیوں ابھی بھی دل اندر جانے کو آمادہ نہیں تھا۔یاسر نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ سب کی موجودگی میں وہ صدام اور عفیفہ کو ایک ساتھ دیکھ چکا تھا۔ان کا یوں نزدیک آنا اور اس پہ گھر کے کسی بھی افراد کا کچھ نہ بولنا اسے بے تحاشہ کھٹک رہا تھا۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں نعیم کی جانب دیکھا جن کے چہرے پر بھی پتھریلے تاثرات رقم تھے۔

میں ایسے ہمت نہیں ہار سکتا عفیفہ صرف میری ہے میں اسے خود سے دور نہیں جانے دوں گا چاہے پھر اس" "کے لیے مجھے کسی کی جان ہی کیوں نہ لینے پڑے۔

وہ دل ہی دل میں پر عزم کا ارادہ کرتے ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔صدام نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا جواب لہو رنگ آنکھوں سے اسے گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

مجھے چھوڑ دو اپنا بتا کہ تو کیا بول رہا تھا اور تو اور تو عفیفہ کے ساتھ کیا کر رہا تھا۔دیکھا چچا میں شروع سے بولتا تھا" نا اسے جامعہ نا بھیج یہ وہاں جا کر کوئی گل کھلائے گی آج دیکھ بھی لیں تو تیری نگاہوں کے سامنے ہیں کیسے یہ اس "غیر محرم مرد کے ساتھ چپک کر بیٹھی تھی۔کیا اب تو کچھ نہیں بولے گا۔یا تیری بیٹی کچھ زیادہ ہی پاکباز ہے۔

وہ تمسخرانہ انداز میں عفیفہ کا سرتاپا جائزہ لیتے تنک کر بولا۔اشتعال کے مارے صدام کے ماتھے کی رگیں تن گئی۔نائن کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا ایک تو پہلے ہی ان کی طبیعت درست نہیں تھی سونے پہ سہاگہ وہ اس قسم کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

باتیں کر کے ان کے دل پر مزید وار کر رہا تھا۔وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھامتے ڈھے جانے والے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئے۔انہیں ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ اس آدمی کے ساتھ وہ عفیفہ کو جوڑنے جا رہے تھے جسے اس کے کردار پر ہی یقین نہیں تھا۔ان تینوں نے حیرت بھری نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا جو نہایت پر سکون سا کھڑا یاسر کی گھٹیا باتوں کا ملاحظہ کر رہا تھا۔وہ مشتعل ہوئے تھے کیونکہ وہ اپنی بیوی کے کردار پر ہونے والی باتوں پہ رد عمل ظاہر نہیں کر رہا تھا۔فارس تن فن کرتا صدام کے سر پر پہنچا۔

"صدام کیا ہو گیا ہے جانتا ہوں کہ یہ رشتہ مجبوری میں جڑا ہے مگر کم از کم تو میں اپنی بیوی کے حق میں کچھ تو بولنا چاہیے۔اتنا بھی مت گر و کسی کی نگاہوں میں کے بعد میں کوئی اٹھانے والا ہاتھ بھی میسر نہ آئے۔"

وہ اپنی عادت کے بر خلاف برفی لب و لہجے میں بولا۔صدام نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی۔

"کیا میں تمہیں اس قدر بے غیرت لگتا ہوں کہ اپنی بیوی پہ باتیں بنانے والے کو خاموشی سے سنتا رہو۔"

وہ اس کی بھی وجہ کی بکواس پہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے دھاڑا تھا۔ہادی اور ارتضی نے گھبرا کر اسے تھاما۔

"حرکتیں تو تیری بے غیرتوں والی ہی ہے۔"

جب اب وہ بھی دوبدو جواب دیتے سر جھٹک گیا۔صدام کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔وہ سر جھٹکتے یاسر کی جانب بڑھا اور اس کے کالر کو سختی سے جکڑتے اس کے شانوں پہ سے نادیدہ گرد صاف کی تھی۔یاسر نے خوفزدہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"جانتا ہے میں اب تک کیوں خاموش تھا۔میں اس لیے خاموش تھا تا کہ تیری ان گھٹیا غلیظ باتوں کا تیرے اس گھناؤنے چہرے کا اس گھر کے ایک ایک فرد کو معلوم ہو تا کہ انہیں اپنی کوتاہیوں کا اندازہ ہو سکے کہ یوں ہی اپنے گھر کی بیٹیوں کو کسی کے آسرے نہیں چھوڑا جاتا۔"

وہ نعیم اور صفیہ کی جانب دیکھتے نفرت میں ڈوبے لہجے میں بولا۔عفیفہ نے نہ چاہتے ہوئے بھی سسکی بھری تھی۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ صدام یوں آ کر اسے بچائے گا اور اس کے حق میں بھی بولے گا۔اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کیونکہ اس نے آج تو خود ان کا یہ روپ دیکھا ہی کب تھا۔اس نے تو ہمیشہ اسے ذلیل ہی کیا تھا ہر چھوٹی بڑی بات پر۔اس کی باتیں یاد کر رہا نے سختی سے اپنی آنکھوں کو میچا تھا۔آنکھوں سے نکلتے آنسو تواتر اس کے گالوں پر بہ رہے تھے جنہیں وہ ہر منٹ بعد آستین سے رگڑتے سختی سے پونچھ لیتی۔

یاسر کا دل ذاکر دو بکرا بڑا کیوں کے اس نے یہ سب بولنے سے قبل ایک بار بھی نہیں ان کے باپ نے سوچا تھا کہ ان پر اس کی اصلیت واضح ہو جائے گی۔شفیع اور نعیم کا سر مسلسل شرمندگی کے عالم میں جھکا ہوا تھا۔

"تو ہمارا کچھ نہیں لگتا میں اپنے چچا سے مخاطب ہوں تو اپنی بکواس بند رکھ اور تو ہوتا کون ہے ہمارے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کرنے والا۔شروع سے یہ گھر میری سرپرستی میں رہا ہے اور آج کے بعد بھی میری سرپرستی نہیں رہے گا وہ جانتا ہے اس کے جواب میں اضافہ شروع سے میری تھی ابھی بھی میری ہے اور ہمیشہ میری ہی رہے گی اس کے باوجود اس کی ہر چیز پر صرف میرا حق ہے۔میں جیسے مرضی چاہے اسے چھوؤں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے قبل کہ وہ مزید غلاظت بکتے اپنی بات مکمل کرتا لانچ کی فضا میں ایک زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی تھی کیونکہ صدام کا ہاتھ اس کے گھٹیا پن کی بدولت اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا۔ فارس کی آنکھیں ایکشن چالو ہوتے دیکھ چمک اٹھی۔ وہ باقاعدہ اپنے ہاتھ مسلتے صدام کی جانب آیا جو پے در پے لاتوں اور گھونسوں سے اس کی خاطر تواضع کر رہا تھا۔

"اب بھونک کیا بول رہا تھا کہ عفیفہ پہ تیرا حق ہے تیرے نام لکھی گئی ہے تجھ جیسا شیطان صفت انسان اس کی جوتی کے بھی لائق نہیں ہے۔ تجھے تو میں آج جان سے مار ڈالوں گا تو چھوئیں گا اسے۔ اسے چھونے سے قبل میں تیرے ہاتھ کاٹ کر کتوں کو نا کھلا دوں۔"

وہ اس کے وجود پہ ایک زبردست قسم کی ٹھوکر لگاتے غصے سے ہانپتے ہانپتے غرایا۔ نعیم نے گھبرا کر اس کا ہاتھ تھاما جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا حالانکہ یاسر اس کی مار پیٹ کی بدولت ادھ موا ہو چکا تھا نوال اور منال گھبراتی ایک دوسرے لپٹتے رو رہی تھی۔ صفیہ نے انہیں پچکارتے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

"بیٹا اسے ہم پولیس کے حوالے کر دیتے ہیں ایسے مار پیٹ کر کے۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ صدام نے ایک ذوردار لات اس کے پیٹ پہ ماری تو وہ تکلیف کی شدت سے کراہ اٹھا۔ صدام نے گہرے گہرے سانس بھرتے خود پہ قابو پایا تھا اور ایک نگاہ ساکت و جامد کھڑی عفیفہ پہ ڈالی جو یک ٹک کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں آپ کی طرح بے حس نہیں ہوں انکل کہ سب جانتے بوجھتے اسے مزید کچھ بولنے کیلیے بخش دوں آپ" نے تو بیچ دی تھی اپنی بیٹی مگر مجھ سے ایسی توقع ہر گز مت رکھیے گا کہ میں اپنی بیوی کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت کروں گا۔وہ میری عزت ہے اور عزت کی رکھوالی کرنا مجھے بخوبی آتا ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے انہیں جتانے والے لہجے میں گویا ہوا۔اس کے انداز میں واضح تنبیہہ شامل تھی۔صدام کے کہنے پہ ہادی نے سرعت سے کسی کو کال ملائی تھی البتہ فارس اور ارتضی ندیدوں کی طرح یاسر کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہوا بیٹا جی۔"

نعیم نے ان دونوں کو آستین فولڈ کرتے دیکھ ناسمجھی سے استسفار کیا تو وہ دانت نکوسنے لگے۔

وہ انکل جی بات دراصل ایسی ہے کہ ہاتھوں میں کھجلی ہورہی ہے بری شدید قسم کی تو سوچا کیوں نا کھجلی کو ختم" کیا جائے وہ بھی انتہائی دلچسپ طریقے سے۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔اس سے قبل کہ وہ ان کے مسلسل انکار کو کھاتے میں نالاتے اس پہ وار کرتا صدام کی ٹھنڈی ٹھار آواز پہ فارس کا ہاتھ فضا میں ہی معلق رہ گیا۔البتہ چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"وہ پستول دو مجھے۔"

صدام نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ اپنی چوڑی ہتھیلی اس کی جانب پھیلائی۔اس کی بات پہ ناچاہتے ہوئے بھی عفیفہ کی سماعتیں اسی کی جانب متوجہ ہوگئی۔نعیم اس کے بگڑے تیور دیکھ گھبرا گیا۔ہادی اور ارتضی نے بے ساختہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری تھی۔

"لوجی دی گریٹ لیجنڈ فارس شیخ کی ہوگئی ٹائے ٹائے فش۔"

ہادی ارتضی کے کان میں گھستے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ارتضی نے دل ہی دل میں اس کی بات پہ لاحولہ پڑھی تھی۔

"اونہو تو بس دیکھتا جا کیسے ہمارا فارس اپنا جادو چلائے گا۔"

ارتضی چمکتی نگاہوں سمیت بولتے دل کھول کر ہنس دیا مگر اگلے ہی لمحے عفیفہ کی مشکوک نگاہیں خود پہ محسوس کر اس کی ہنسی وہی پھندے کی صورت اختیار کر گئی۔

"کیوں وہ بھلا جادو گر ہے۔"

ہادی اس کی اڑی اڑی رنگت دیکھ دانت پیستے ہوئے بولا۔ارتضی نے ذور سے اس کے بازو میں چٹکی بھری۔

خاموش رہ اور وہاں دیکھ شوہر اپنے لہجے سے خون جلا رہا ہے تو بیوی اپنی آنکھوں کے ذریعے ہمارے سانسیں "خشک کر رہی ہے۔ایک ہم ہی بس ناکارہ پیدا ہوئے ہیں یہاں۔

وہ تلملاتے ہوئے بولا۔ہادی بھی اس کے دکھ میں برابر کا شریک تھا۔

"وہ پستول کونسی والی پستول وہ اکھیوں سے گولی مارے والی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بات کا مزاح کا رنگ دینے کی خاطر ہنستے ہوئے بولا مگر جواب میں صدام کی سرد نگاہیں خود پہ محسوس کرتے اس کے مسکراتے لب سمٹ گئے۔اس نے خاموشی سے اپنی جیکٹ کی جیب سے پستول باہر نکالی اور آہستگی سے اس کی جانب بڑھانے لگا اس دوران سب کا دھیان مکمل طور پہ یاسر کی جانب سے مبذول ہوتے فارس کی جانب ہو چکا تھا جس کے چہرے کی ہوائیاں نا جانے کیوں اڑی ہوئی تھی۔

"یہ اتنا آہستہ آہستہ کیوں لگا ہوا ہے ایک ہی باری میں اسے پکڑا کر کام ختم کرے بھلا۔"

ارتضی فارس کی حرکتوں پہ چوٹ کرتے ہوئے دھیمے سے لہجے میں بولا۔

"تجھے نہیں معلوم اس کا صابن سلو ہے۔"

جواباًہادی کی بات پہ وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گیا۔اس سے قبل کہ صدام آگے بڑھتے خود ہی اس کے ہاتھ سے پستول اچکتا یاسر نے ایک جست میں اپنی جگہ سے اٹھتے صدام کی ٹانگوں کی ٹانگ ماری جس کی بدولت وہ بری طرح گھٹنوں کے بل زمین بوس ہوا تھا۔اس اچانک افتاد پہ عفیفہ کی چیخ بے ساختہ تھی کیونکہ اب وہ فارس کے ہاتھ سے پستول کھینچتے صدام پہ تان چکا تھا۔

"چلو چھڈ دیوا یدی جان کچھ نئی لبنا ایدے کولو تانوں۔اے سراسر توکھا ہے تواڈے لئی۔ویکھ یاسر میری گل سن اے جے تیرے ہتھ وچ پستول ہے نا اے اسی ساریاں میں سے کسے دی جان نہیں لے سکدی البتہ تو ضرور جان تو جائے گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس اسے سمجھانے والے انداز میں اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔ نہیں مطلب پستول نہیں مزاق ہی ہو گیا تھا کہ کبھی یہاں تو کبھی وہاں۔ یاسر نے سرے سے ہی اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے پستول صدام کے سر پہ ماری تھی۔ اگلے ہی لمحے ناجانے کس سوچ کے تحت صدام نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے فارس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ قدرے پر سکون تھا اور ایسا کیوں تھا وہ بخوبی سمجھ گیا تھا۔

"یاسر یہ کیا گھٹیا حرکت ہے چھوڑو انہیں ورنہ تمہارا انجام بہت برا ہو گا۔"

عفیفہ غصے سے باور کرانے والے انداز میں بولی مگر جواب میں اس کی پستول کا رخ اپنی جانب دیکھ وہ سانس روک گئی۔ صدام نے ستائشی انداز میں اس کا جلادانہ انداز دیکھا تھا۔

ایک لفظ بھی تیرے منہ سے اب نکلا نا تو یہ جو تیرا شوہر ہے نا اگلی سانس نہیں لے پائے گا۔ پھر جانتی ہے کیا" "ہو گا اس کا پتا تو صاف ہو جائے گا اور تو میرے پاس آجائے گی۔

وہ شیطانیت بھرے لہجے میں بولتے اس کے پور پور میں خوف بھر گیا۔ اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔ آنکھوں میں من من پانی بھر گیا۔ صدام نے خطرناک تیوروں سمیت اس کی جانب دیکھا جس نے اپنی حرکتوں سے باز نا آنے کی قسم اٹھا رکھی تھی۔ اس نے بے چینی سے ان سب کی جانب دیکھا جو بلکل خاموش کھڑے تھے۔ یہ سب اس کی سمجھ سے ہی بالاتر تھا کہ وہ صدام پہ پستول تانے کھڑا ہے مگر کوئی بھی آگے بچاؤ کے خاطر نہیں آرہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پلیز مت کرو یاسر ایسا تمہیں خدا کا واسطہ ہے اس سب میں یہ بلکل بھی قصور وار نہیں ہیں تمہیں مجھ سے خار" :ہے نا مجھے مار دو تم مگر پلیز انہیں جانے دو۔

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی تڑپ کر نم لہجے میں بولتی صدام کو ساکت کر گئی۔وہ جو آگے کا لائحہ عمل طے کر رہا تھا ٹھٹھک کر اس کی سمت متوجہ ہوا جو بھیگے لہجے میں اس کیلیے تڑپ رہی تھی۔وہ تینوں اس ہیر رانجھے کی جوڑی پہ عش عش کر اٹھے۔

"محبت ہو تو ایسی دونوں ایک دوسرے کی خاطر جان دینے کو بھی حاضر ہیں ہمیں ایسی کب ملے گی۔"

ارتضی ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولا۔فارس اس کی بات پہ دو قدم مزید آگے بڑھا اور ایک نظر صدام پہ ڈالتے یاسر کو دیکھا۔

آ جا مارا اسے۔ویسے بھی کوئی خوشگوار تعلقات استوار نہیں ہیں ان دونوں میں۔کوئی مر مرا بھی جائے گا تو" "کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔

فارس کی بات پہ عفیفہ کے ساتھ ساتھ نعیم اور صفیہ نے بھی بے یقین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے کس منہ سے اس قسم کی بات کر رہا تھا۔

تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا فارس یہ کس قسم کی بکواس کر رہے ہو میں تمہیں جان سے مار دوں" گی۔ہمارے درمیان کیا ہے کیا نہیں اس کی فکر تمہیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے اپنی حد میں رہو اور ہر جگہ "اپنی ٹانگ اڑانا بند کر دو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ غصے سے ہانپتے اس پہ جھپٹ پڑی۔فارس کا منہ اس کی بات پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔نعیم بھی پریشانی سے آگے کی جانب بڑھا اور عفیفہ کو سنبھالا جواب مسلسل ہچکیوں سے رو رہی تھی۔وہ ایک لڑکی ہو کر بے بس تھی مگر وہ سب تو مرد تھے تو پھر وہ کیوں نہیں کچھ بول رہے تھے۔اس کا دل کرلا رہا تھا اور صدام اس نے چونک کر صدام کی جانب دیکھا جو کس قدر پر سکون تھا۔وہ دوبارہ فارس کی جانب متوجہ ہوئی۔

فارس تم کس قسم کے دوست ہو اور تم دونوں تم دوست نہیں ہو دوست کے نام پہ دھبا ہو۔ٹھیک کہتے ہیں "آج کل سچی دوستیاں ملنا۔"

اوہ باجی معاف کر دے مجھے پستول ہی نقلی ہے ورنہ اس کی جگہ میں جان دے دوں اتنی سکت ہے ابھی مجھ "میں۔کبھی آزمانا ہو تو آزما لینا قربان جانے والے دوستوں میں سر فہرست میں ہی ہونگا۔

وہ اس کی فالتو کی باتوں سے عاجز آتے بپھر کر بولا تو عفیفہ کی زبان کو وہی لگام لگی۔اس کے چہرے کے تنے ہوئے اعصاب فوراً سے بیشتر ڈھیلے پڑے۔

"مگر تمہیں کیسا علم اس بابت۔"

وہ سر سراتے لہجے میں بولی۔اب پول کھل ہی چکی تھی تو وہ کیونکر یاسر کے دبدبے میں رہتا تبھی قدم بہ قدم چلتا عفیفہ کے نزدیک آیا جو اس کے سامنے اچھا خاصہ بے اختیاری کا سامنا کر چکی تھی۔عفیفہ کو اپنی کیفیت پہ ہی جی بھر کر رونا آنے لگا۔اب بس ایک یہی چیز ہونے والی رہ گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اصل میں میری ہی پستول ہے اصلی تو ملتی نہیں ڈیڈ سے نقلی سے ہی گزارا کر لیتا ہوں اور یہ بھی نا جانے "
کیسے میری گاڑی کے ڈیش بورڈ پہ رہ گئی تھی اور اس نے کس قدر ہوشیاری سے جھپٹ لی۔ ایسا ہی ہے یہ غلیظ
"انسان۔

وہ دانت کچکچاتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں بولا۔ عفیفہ نے صدام کو دیکھتے بے ساختہ نگاہیں چرائی البتہ اس کے لبوں میں دبی مسکراہٹ دیکھ عفیفہ کو عجیب قسم کی چڑ ہوئی تھی۔ اگلے کچھ ہی دیر میں فارس کے کہے کے مطابق پاگل خانے والوں کو بلا لیا گیا تھا۔ یاسر نے نفی میں سر ہلاتے اپنی بات کا یقین بخشنے کی بہت کوشش کی مگر اب بات ہاتھ سے نکل چکی تھی تبھی وہ لوگ اسے کھینچ کھانچ کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے جاتے ہی سب نے تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا۔

"شکر بلا ٹلی۔"

فارس کی مسکراتی آواز پہ سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ عفیفہ نے گہرا سانس بھرتے بمشکل اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا اور تن فن کرتے اندر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"میں دیکھتی ہوں نا جانے اسے کیا ہوا ہے۔"

اس سے قبل کہ صفیہ اسے بول کر اندر کی جانب بڑھتی صدام کی آواز نے ان کی تمام تر حسیات اپنی جانب کھینچ لی جو انہیں وہی رکنے کا بول کر خود اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ وہ جوں ہی کمرے کا دروازہ ہلکے سے وا کرتے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اندر داخل ہوا وہ صوفے پہ چہرہ جھکائے بیٹھی مسلسل اپنی داہنی ٹانگ ہلا رہی تھی۔وہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اس کی جانب قدم بڑھانے لگا۔اس کا ہر اٹھتا قدم عفیفہ کے دل پہ پڑ رہا تھا۔

"عفیفہ۔"

صدام نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں اسے پکارا۔

"نام مت لیں آپ میرا مت لیں انتہائی برے لگتے ہیں آپ مجھے میں ہی پاگل ہوں جو ایک لمحے میں سب کو ٹھیک سمجھ لیتی ہوں مگر مقابل پھر بھی مجھے دھوکا دے دیتا ہے آج تک آپ کا میرے ساتھ جو بھی رویہ تھا میں برداشت کرتی رہی ہوں مگر یوں میرے احساسات کا مزاق بنانے کا حق میں آپ کو نہیں دیتی ہوں آپ جانتے تھے کہ وہ پستول نقلی ہے مگر پھر بھی میری حالت سے لطف اندوز ہوتے رہے۔میں آپ کو کبھی معاف نہیں کرونگی۔"

وہ اس کی پکار پہ ضبط کے تمام بندھن توڑتے حلق کے بل چلائی۔آنکھوں کے ڈورے انتہائی سرخ ہو رہے تھے۔صدام نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہم گھر چل کر بات کرتے ہیں۔یہ مناسب جگہ۔"

"نہیں جاؤنگی میں گھر وہاں نہیں لے کر جانا چاہتے تھے نا آپ مجھے تو اب میں بھی نہیں جاؤنگی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بولتے بولتے ایکدم اس کے گلے میں خراشیں سی پڑنے لگی۔آنکھوں میں کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔ایکدم گلے کے مقام پہ ٹیس سی اٹھی وہ گرنے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھی تو صدام نے سرعت سے اسے تھامتے سہارہ دیا۔

"کیا ہوا ازا یوری تھنگ آل رائٹ عفیفہ۔"

وہ اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا مگر وہ آنکھوں سے نکلنے والا آنسو سختی سے پونچھتے نفی میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔صدام نے سختی سے لبوں کو بھینچ لیا۔

اٹھو اور اگلے پانچ منٹ میں تم مجھے باہر ملو اب مزید تمہاری زبان سے کچھ نا نکلے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں "ہو گا۔"

وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔عفیفہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا اور ڈوپٹہ ڈھنگ سے اوڑھتی اس کی تقلید میں باہر کی جانب بڑھ گئ۔

عفیفہ کچھ دیر ہمارے پاس۔

"اماں کچھ دیر کیوں بہت جلد ہمیشہ کیلیے یہی لوٹ آوں گی۔"

وہ اپنے حلق میں اٹھتی ٹیسوں کو برداشت کرتے بمشکل مسکراتے لہجے میں بولی۔صدام نے کھردری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی زبان کو نا جانے کیوں قابو نہیں تھا۔

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صفیہ الجھن بھرے لہجے میں بولی۔

"پریشان مت ہو آپ کی بیٹی کو مرگی کے دورے پڑتے رہتے ہیں مزید فضول بولنا اسے بے حد پسند ہے۔"

وہ سختی سے عفیفہ کی کلائی کو اپنی گرفت میں جکڑتے تند لہجے میں بولا اور ان سب سے ملتے باہر کی سمت بڑھ گیا۔ عفیفہ نے جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کرتے سہلائی اور خود ہی گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ صدام نے تاسف سے اس کی ہٹ دھرمی کا ملاحظہ کیا تھا۔ یہ لڑکی آفت بن کر اس کے سر پہ نازل ہوئی تھی۔

****

"مریض کو ہوش آگیا ہے آپ ان سے مل سکتے ہیں۔"

تقریباً دونوں کے جان لیوا انتظار کے بعد اسے یہ خبر سننے کو ملی تھی۔ وہ ہسپتال کی راہداری میں موجود بنچ پہ دونوں ہاتھوں میں سر کو گرائے بیٹھا تھا تبھی اپنے نزدیک سے آتی والی نسوانی آواز نے اس کی تمام ترحسیات اپنی جانب متوجہ کی تھی۔ اس نے خالی خالی نگاہیں جوں ہی اوپر اٹھائی سامنے کھڑی نرس اس کی آنکھوں میں ناچتی وحشت دیکھ کانپ سی گئی۔

"وہ سر آپ کے ساتھ جو مریض تھی ان کو ہوش آگیا ہے آپ ان سے مل سکتے ہیں۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بول کر اسے آگاہ کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ شہرام نے گہرا سانس بھرتے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی تھی۔ اس کی حالت اس وقت اس اجڑے انسان جیسی تھی جو سب کچھ ہار آیا تھا۔ اس نے بھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

تو گزرے دو دنوں میں اپنی دنیا کو اجڑتے محسوس کیا تھا۔ بریخنہ کی اچانک موت نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ جنازہ حویلی سے ہی اٹھایا گیا تھا۔ واقدار یوسف ذئی اب تک اس سارے قصے میں ساکت تھے بلکل خاموش ان کیلیے تو اس بات کا یقین کرنا ہی مشکل مرحلہ تھا۔ پشمینہ کچھ دیر کیلیے ہسپتال آئی تھی مگر پھر غنچہ کی طبیعت کا خیال کرتے واپس لوٹ گئی۔ اس کے بعد سے اب تک وہ بلکل تن تنہا تھا۔ نا جانے زندگی نے ابھی کتنے زخم کتنے گھاؤ دینے تھے اسے۔ وہ ویران نگاہوں سے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔ اس کا ذہن کچھ بھی ماننے سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے جوں ہی اندر قدم رکھا پرخہ بیڈ سے پشت ٹکائے گم صم سی بیٹھی تھی۔ چہرہ زردی مائل ہو رہا تھا۔ وہ سختی سے لبوں کو بھینچتے اس کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ اپنے ساتھ ہی کسی کی موجودگی کا گمان ہوتے ہی پرخہ نے ذرا سا نگاہوں کا رخ بائیں جانب کرتے شہرام کی جانب دیکھا تو آنسو لڑیوں کی صورت میں اس کی آنکھوں سے بہنے لگے۔ شہرام نے مشکل اپنے اندر ابلتے غبار کو اندر ہی دبایا تھا۔ وہ اس کے سامنے کمزور قطعی نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

"لالہ۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تو شہرام نے سختی سے اسے سینے میں بھینچ لیا۔ وہ بھی اس دن کے بعد آج ضبط کے تمام پہرے توڑتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"بس میری جان خاموش ہو جاؤ کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے۔"

یہ بات وہ ہی جانتا تھا کہ یہ بات اس سے کس جگرے کے ساتھ کی ہے ورنہ اندر سے کوئی کلیجہ نوچ رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"لالہ امارے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا ام نے تو کبھی کسی کے ساتھ غلط نہیں کیا کسی کے ساتھ بھی نہیں۔لالہ بابا نے کیوں کیا امارے ساتھ ایسا وہ ام کو مارنا چاہتے تھے۔امارے تو وہم و گمان میں بھی نہیں کہ وہ سب کون تھے وہ بہت برے تھے لالہ بہت برے امارے کو بہت مارا اور رلایا بھی بہت ام سے امارا سب کچھ چھین لیا۔سب برے ہیں کوئی بھی اچھا نہیں ہے۔مم۔مورے مورے کہاں ہیں امارے کو مورے کے پاس جانا ہے۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولتے آخر میں بے تابی سے اطراف میں نگاہیں گھماتے ہوئے بولی۔شہرام کا چہرہ اس کی بات پہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"فلحال یہ سب باتیں چھوڑ دے میری جان۔یہ سب کچھ ہم گھر جا کر ساری بات کرتے ہیں ابھی میں ڈسچارج پیپرز کا پوچھ آؤں کہ کب چھٹی ملے گی آپ کو۔"

وہ اس سے نظریں چراتے ہوئے اس کا گال تھپتھپاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔پرخہ نے خوفزدہ انداز میں اس کی چوری کلائی اپنے شکنجے میں لے لی۔شہرام نے اس کی جانب دیکھتے بھنویں اچکائی۔

"ام کو وہاں نہیں جانا۔بابا امارے کو مار دیں گے۔مار دیں گے وہ امارے کو۔ابھی نہیں مرنا۔امارا کوئی قصور نہیں ہے وہ کیوں ایک لڑکی کو ہی قصوروار ٹھہرا رہے ہیں۔ان لوگوں کو کیوں نہیں ڈھونڈتے جس نے اماری عزت دو ٹکے کی کر دی۔ام تو ان کی لاڈلی اولاد ہے نا۔"

وہ اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے ہذیاتی کیفیت میں چلائی۔شہرام نے چند ساعتیں سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور پھر نجانے ایک دم سے اسے کیا ہوا وہ تیز قدموں سمیت لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتا

All Rights Reserved By Novels Lounge

چلا گیا۔پرخہ نے سہم کر بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچا تھا۔اسے اپنے چاروں اطراف میں وہ نقاب پوش انسان خود پہ قہقہے لگاتا ہوا دکھائی نہیں دیا تھا۔

"مورے یہ آپ مجھے کس امتحان میں ڈال گئی اب میں خود کو سنبھالوں یا پھر پرخہ کو۔"

وہ دل ہی دل میں سوچتے دکھتے سر کو انگلیوں سے مسلنے لگا معاً اپنے شانے پہ کسی کا دباؤ محسوس کرتے اس نے جھٹکے سے رخ موڑا مگر سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ اس کی پیشانی کی رگیں آخری حد تک پھول گئی۔وہ اشتعال کے عالم میں مٹھیاں بھینچ گیا۔دل کی حالت غیر ہوئی تھی۔

شہرام سب ٹھیک ہے ناامارے کو جیسے ہی معلوم ہوا میں بھاگا بھاگا یہاں پہ آ گئے۔کوئی زیادہ پریشانی والی بات تو"

"نہیں ہے نا۔

اس کے تشویش بھرے لہجے میں شہرام کے تنے ہوئے تاثرات ڈھیلے پڑے۔وہ مسلسل ہانپ رہا تھا صاف ظاہر تھا کہ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا اس بابت نوفیل آفریدی۔"

اس کی کرخت آواز پہ نوفیل نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ پوری دلجمعی سے اس کے شک کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"امارے گھر اتنی دوری پہ نہیں ہے شہرام خان اور امارے کو تمہارے ملازم کی بدولت علم ہوا ہے۔ام تو بس تیمارداری کرنے آ گیا اور ساتھ ہی بڑی بی کا افسوس بھی امارے کو معلوم ہوتا تو اسی دن آتا بس اس دن شہر گیا تھا میں۔"

وہ غیض کے عالم میں تفصیل اس کے گوش گزارتے ہوئے سرد مہری سے گویا ہوا۔شہرام نے کئی ثانیے اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے جیسے وہ کسی نتیجے پہ پہنچا تھا۔نوفیل کو اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات بے تحاشہ کھٹکے۔

"پرخہ سے شادی کرو گے تم۔اسے اپنا نام دو گے تم۔"

اس کی آواز نے جیسے ماحول پہ چھایا فسوں توڑا تھا۔نوفیل نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں لہجے میں ایک آس سی تھی۔وہ بدک کر سرعت سے اس سے فاصلہ قائم کر گیا۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے شہرام خان تم یہ کس قسم کی بکواس کر رہے ہو امارے ساتھ اس معاشرے میں اس قبیلے میں اماری بہت عزت ہے ام کیسے اسے اپنا کر اپنی عزت کو داؤ پہ لگا لیں۔"

اس سارے قصے میں پہلی بار وہ پرخہ کے متعلق اس قسم کی بات بولا تھا۔شہرام نے اس کی بات پہ لہو رنگ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اشتعال کے عالم میں اس کے کالر کو اپنے مٹھیوں میں جکڑا تھا۔

"نہیں ہے وہ ایسی ویسی لڑکی بے بس ہے وہ لاچار ہے وہ میرے رحم و کرم پہ ہے وہ مگر میں ابھی سکون سے نہیں بیٹھ سکتا مجھے اس کے گنہگاروں کو سزا دلوانی ہے اور وہ اس گھر میں محفوظ نہیں ہے اس کا باپ اس کی جان

All Rights Reserved By Novels Lounge

کا دشمن بن گیا ہے وہ میری چھوٹی سی گڑیا ہے جسے میں نے نازوسے پالا ہے لیکن کسی درندے نے بے دردی سے اسے نوچ ڈالا ہے۔وہ بری نہیں ہے وہ بہت معصوم ہے بہت زیادہ۔"

بولتے بولتے اس کا لہجہ کانپا تھا ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ اپنے سامنے جڑتے دیکھ نوفیل جہاں کا تہاں رہ گیا۔کیا یہ وہی شہرام تھا جس کے ماتھے کی ایک شکن ہی سب کے دل دہلا دینے کو کافی ہوتی تھی۔اس کا دل اس کی باتوں پہ لرز کر رہ گیا۔کیا سچ میں ایک باپ ایسی حرکت کر سکتا تھا۔

مگر شہرام ایسا کیسے ممکن ہے۔بہن کو اس کے بھائی سے بڑھ کر کوئی نہیں سمجھ سکتا سنبھال سکتا تم اس کے بھائی ہو۔امارے ساتھ اس کا کوئی ایسا ویسا رشتہ استوار نہیں۔

وہ نفی میں سر ہلاتے اسے جتانے والے لہجے میں بولا۔شہرام نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا۔وہ پر خہ کے معاملے میں کسی پہ بھی یقین نہیں کر سکتا تھا مگر نا جانے کیوں سامنے کھڑے شخص سے اتنی دشمنی ہونے کے باوجود بھی اس کا دل ایک بار اس پہ یقین کرنے پہ آمادہ ہوا تھا تبھی اپنی دل کی کیفیت سے اسے آشکار کر بیٹھا۔

میں تو خود ٹوٹا بکھرا ہوں اسے کیا جوڑوں گا۔ہو سکتا ہے کہ اپنی ذات کے بکھرے پنوں کو جوڑتے جوڑتے" میری جان نکل جائے تو پھر میرے پیچھے اس کا کون ہو گا اور ویسے بھی میں اس کا بھائی ہوں بہت سی ایسی باتیں وہ مجھ سے نہیں کر سکتی اور اب تو مورے بھی نہیں ہے کون سنبھالے گا اسے مگر اگر تم سے اسکا نکاح ہوتا ہے تو تم اس کے شوہر ہو گے اور ایک شوہر سے بہتر حفاظت ایک بیوی کو کوئی نہیں دے سکتا۔اپنی عزت کو تم

All Rights Reserved By Novels Lounge

ڈھانپ لوگے اسے عزت بھری چادر اوڑھانا۔اسے وہ سب دے دینا جس کی ایک لڑکی کو خواہش ہوتی ہے

"اگر تم کہو گے تو میں اپنا سب کچھ تم پہ قربان کر دوں گا۔

وہ تڑپتے دل سمیت بولتے نوفیل کے اعصاب ٹھنکا گیا۔

"مگر شہرام۔"

"مہربانی نوفیل انکار مت کرنا وہ مر جائے گی میری بہن کو زندگی کی جانب واپس لے آؤ واپس لے آؤ۔"

وہ شدت غم سے بھاری ہوتی آواز کو حلق میں دباتے اپنے آنسوؤں کو اندر اتارتے ہوئے بولا۔اسے نہیں یاد تھا کہ وہ آخری بار کب کھل کر رویا تھا۔اسے رونا پسند ہی نہیں تھا اور ہنسنے کی کوئی وجہ ہی نہیں ملتی تھی۔نوفیل نے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے دروازے کے پار گم صم بیٹھے وجود کو ایک نظر دیکھا اور نا چاہتے ہوئے بھی اس کا سر اثبات میں ہل گیا تھا۔اس نے ناجانے کیا سوچ کر ایک پل میں پرخہ یوسف زئی کو پرخہ نوفیل آفریدی بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔شہرام نے تشکرانہ انداز میں اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا جس کی نگاہیں پرخہ پہ جمی تھی۔اس نے جلد از جلد مولوی کا انتظام کرنے کا سوچتے نواب کو فون ملایا تھا اس کے برعکس نوفیل بنا پلک جھپکائے اس کے معصوم چہرے پہ چھائے حزن و ملال کو تک رہا تھا جس سے چھوٹی عمر میں ہی اس کی معصومیت کو چھین نوچ لیا گیا تھا۔ناجانے پرخہ سے شادی کا اس کا فیصلہ کیسا ثابت ہونے والا تھا اور حویلی والوں کے رد عمل کا سوچتے وہ گہرا سانس بھر اٹھا۔

"اگر تم اس کے ساتھ ہو گے نوفیل تو پھر کسی کی جرأت نہیں ہو گی کہ اس کے کردار پہ بات کر سکے۔"

NovelsLounge.com

وہ دل ہی دل میں سوچتے آنکھوں کو سختی سے میچ گیا۔

****

"تمہارے ساتھ آخر کار مسئلہ کیا ہے عفیفہ کیا تم نے نا ماننے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔"

وہ اس کی ہٹ دھرمی پہ چڑتے چیخ کر بر فیلے لہجے میں بولا جس کی ناز برداریاں عروج پہ تھی۔ وہ مسلسل اسے آرام کرنے کا بول بول کر تھک گیا تھا مگر وہ تھی کہ اسے مسلسل نظر انداز کر رہی تھی۔ گھر آتے ہی سب سے قبل صدام نے عادل کے کہنے پہ ڈاکٹر کو بلایا تھا جو اسے ایک درد کا انجیکشن لگاتے آرام کرنے کی تلقین کرتے جا چکا تھا مگر اس کا لڑنا رونا اور چڑ کھانا بدستور جاری تھا اس سب میں وہ اپنے آرام کو مکمل طور پہ نظر انداز کر رہی تھی۔

میرا سب سے بڑا مسئلہ ہی آپ ہیں اسی لیے مجھ سے دور رہیں اور سب کچھ چھوڑیں آپ کا ارادہ تو جلد از جلد" مجھے فارغ کرنے کا تھا نا تو براہ کرم اب یاسر کا قصہ بھی ختم ہو چکا ہے تو مجھے آپ اب اس رشتے سے فارغ کر دیں۔ میں مزید اس جھنجھٹ میں نہیں جینا چاہتی ہوں۔ میری جان بچا کر کوئی احسان نہیں کیا آپ نے مجھ "پہ ویسے بھی آپ میرے شوہر ہیں اب تک تو اتنا تو آپ کا حق ہے۔

اس کی برجستہ بات پہ صدام نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے دوسری جانب رخ کیے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے خیالات جان کر صدام کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"تمہیں کیا لگ رہا ہے کہ ایسی حرکات کر کے ایسے شوخیاں مار کریوں مجھے نخرے دکھا کر تم مجھے اپنی جانب مائل کر لو گی۔ میں تمہاری محبت میں پور پور ڈوب کر سب کچھ فراموش کر دوں گا۔ کیا سمجھتی ہو خود کو۔ اپنی فضولیات کو واپس حلق میں اتار لو کیونکہ میں تمہارے ناز اٹھانے کے موڈ میں ہر گز نہیں ہوں۔"

وہ اس کے عین سامنے بیٹھتے اس کے دونوں بازوؤں کو مضبوطی سے جکڑتے تمسخرانہ لہجے میں گویا ہوا۔ عفیفہ کے لبوں کی تراش پہ ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"اگر مجھے آپ جیسے انسان کو اپنی جانب مائل کرنا ہوتا نا تو یقین کریں ایک دن کی بھی دیری نا کرتی۔ پہلے دن ہی آپ میری مٹھی میں ہوتے مگر وہ کیا ہے نا آپ جیسے گھمنڈی انا پرست اور فضول انسان پہ مجھے اپنے احساسات ضائع کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے ناز نخرے تو میں اسی کو دکھاؤں گی جو یہ اٹھانے کی سکت رکھتا ہوں پھر چاہے وہ چھوٹی سی جھونپڑی کا مالک ہو یا پھر اس جیسے پورے بنگلے کا مالک۔ اسی لیے جلد از جلد آزادی کا پروانہ میرے ہاتھوں میں تھمائیے اور مجھے جانے دیں۔ پہلے آپ مجھ سے رہائی چاہتے تھے مگر اب میں آپ سے رہائی چاہتی تھی آزادی چاہتی ہوں میں۔ نہیں رہنا مجھے آپ کے ساتھ۔ آپ احسان فراموش ہیں مفاد پرست انسان ہیں آپ۔"

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر گویا ہوئی۔ بولتے ہوئے ابھی بھی گلے میں درد اٹھ رہا تھا صدام کی آنکھیں لہو چھلکانے لگی۔ اس کے بازوؤں پہ اس کی گرفت آخری حد تک مضبوط ہوئی تھی۔ عفیفہ کے لبوں سے ایک کراہ نکلی مگر وہ بے نیاز بنا اسے سختی سے جکڑے بیٹھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آزادی چاہیے تمہیں وہ بھی مجھ سے۔ تمہیں کیا لگتا ہے جس شخص نے پہلے دن سے تمہاری ناسنی وہ آج تمہاری سنے گا تم یہاں سے جاؤ گی یا یہی رہو گی ہر چیز پہ میری مرضی چلے گی یہاں تک کہ تمہاری زندگی میرے مرضی سے چلے گی عفیفہ صدام آفندی۔ تم یہاں سے کہی نہیں جاؤ گی بلکہ تم اب اسی گھر میں اسی کمرے میں اسی انسان کی بیوی بن کر رہو گی۔ یہ میرا حکم ہے اور میرے حکم کی پاسداری کرنا تمہارا فرض ویسے بیوی کا مطلب سمجھتی ہو نا۔"

وہ آنکھوں میں مخصوص چمک لیے دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑا گیا۔ عفیفہ اس کی بات پہ مفہوم سمجھتے بدک کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی اور خوفزدہ نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا جس کے ارادے اسے نہایت خطرناک محسوس ہو رہے تھے۔ صدام نے اپنے مخصوص انداز میں بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا۔

"دیکھیں آپ اماں کی طرف ایسے تو نہیں تھے۔ وہاں پہ تو آپ۔"

وہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے ہوئے بولی۔ اس کا لہجہ منت کرتا ہوا تھا۔ صدام کے لبوں کے گوشوں پہ مسکراہٹ ابھری جسے وہ سرعت سے چھپا گیا۔

"تو وہاں تم بھی ایسی نہیں تھی کیسی معصوم بھیگی بلی ٹائپ دبو سی روتی ہوئی سی۔ تم کہ کیا رہی تھی ویسے مجھے۔ ہاں یاد آیا۔ میں نے آپ سے کہا تھا نا مجھے یہاں نہیں رہنا مجھے آپ کے بغیر یہاں نہیں آنا مجھے گھر جانا

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہے مگر پھر بھی آپ مجھے تنہا کر گئے ایسے ہی تھا نا۔ایسے ہی رو رہی تھی نا تم اور بعد میں میرے مرنے کی بات

"پہ کیسے تڑپی تھی تم اس بات کی وضاحت کیسے دے گی آپ۔

وہ منہ بگاڑ بگاڑ کر بولتے اس کی نقل اتارتے آخر میں خود ہی اپنی حرکت پہ بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دیا مگر ایک سیکنڈ میں ہی اس کا لہجہ آخری حد تک سنجیدہ ہوا تھا۔عفیفہ نے اسے اپنی نقل اتارنے پہ صدماتی کیفیت میں پھٹی پھٹی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا جو مستقل ہنسنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔اس کے لب حیرت کے مارے واں ہوئے تھے۔اسے آج اچھے سے سمجھ آگئی تھی کہ اس کے سامنے کھڑا شخص کس قدر واہیات تھا۔جس کے اندر تمیز نامی کوئی چیز ہی نہیں تھی۔

اور آپ نے جواب میں کیا کیا تھا لگتا ہے میرے رونے دھونے پہ دل ہار بیٹھے تھے جو مجھ سے وعدہ لے" بیٹھے۔اتنے کمزور لمحات میں آنے والے لگتے تو نہیں آپ۔چچ چچ چچ اپنی ہی بات سے پھر گئے مسٹر صدام آفندی کہی آپ کو مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی۔"

وہ اسے تنگ کرنے کی غرض سے بولی۔اس کی توقع کے عین خلاف صدام نے اس کی بات پہ ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھتے اس کے ہاتھ کو نرمی سے تھامتے سہلایا۔عفیفہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔اس نے سہمی ہرنی کی مانند نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جو آنکھوں میں لاتعداد جگنو لیے اس کے چہرے کے نقوش کو بغور دیکھ رہا تھا۔معاً اس نے ہاتھ بڑھاتے نرمی سے اس کے گال کو سہلایا تو عفیفہ کے وجود کا سارا خون سمٹتے

All Rights Reserved By Novels Lounge

چہرے پہ آسمایا۔اس نے دل ہی دل میں خود کو ڈھیروں صلواتوں سے نوازا تھا بھلا کیا ضرورت تھی اس قسم کی بکواس کرنے کی جو اگلے کا دھیان ہی سارا اس کی جانب مبذول کرا دے۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ پیچھے ہو۔"

وہ اس کے سینے پہ ہاتھ جماتے اسے پیچھے کی جانب دھکیلتے ہوئے تڑخ کر بولی۔صدام نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچتے اپنے حصار میں لیا۔اس کی حرکت پہ عفیفہ کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اس نے روہانسی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا جس کے لبوں کے گوشوں پہ دلکش مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

"محبت کر رہا ہوں۔بہت شوق ہے نا تمہیں مجھ سے محبت کروانے کا سوچا عملی ثبوت دے دوں۔"

وہ بے خودی کی کیفیت میں بولتے آنکھوں میں ڈھیروں شرارت لیے اس کے چہرے پہ جھکا تھا۔عفیفہ نے پھٹی پھٹی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا جواب اس کی حالت پہ دل کھول کر ہنستے اس کی پیشانی کو اپنے لبوں سے چھوتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔عفیفہ اس کی اچانک حرکت پہ دم بخود رہ گئی جواب مزے سے اپنی بائیں آنکھ دباتے وارڈروب کی جانب بڑھ رہا تھا۔وہ اس کی بے ساختہ حرکت پہ اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی۔

"پہلے خود میں محبت برداشت کرنے کی ہمت پیدا کرو پھر محبت کی بات کرنا مجھے تم جیسے ڈرپوک لوگ اس چیز کے طعنے دیتے بلکل اچھے نہیں لگتے جس میں وہ خود صفر ہو۔"

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں گویا ہوا۔عفیفہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ابھی بھی پیشانی پہ اس کا جلتا ہوا لمس محسوس ہو رہا تھا۔اس سے قبل کہ وہ واشروم کی جانب بڑھتا کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

آواز کے ساتھ ہی ملازمہ سوپ والی ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔وہ جان چکی تھی کہ یہ سوپ پریسہ نے ہی بھیجا ہو گا مگر وہ خود کیوں نہیں آئی تھی لے کر۔اس کا دل بری طرح خراب ہوا تھا۔

مجھے کچھ نہیں کھانا پینا خدارا واپس لے جائیں آپ اسے اور جس نے بھیجا ہے اسے بھی کہہ دیجیے گا کہ اس "احسان کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔"

وہ بمشکل اپنی ناگواری دبا کر بولتی اس سے پہلے کہ کمفرٹر اوڑھ کر لیٹتی صدام نے آنکھوں کے اشارے سے ملازمہ کو باہر جانے کا حکم صادر کیا اور ایک جست میں اس کی کلائی کو جکڑتے اپنے مقابل کیا تھا۔عفیفہ نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا۔

کیا مسئلہ ہے آخر آپ کے ساتھ۔خدارا جیسا رویہ آپ کا میرے ساتھ پہلے تھا ویسا ہی رکھیے مجھ میں مزید "خوش گمانیوں کو خود میں جگہ دینے کی ہمت نہیں ہے۔میں اپنی زندگی کسی جھوٹ کے سہارے نہیں گزارنا چاہتی۔میں جیسی بھی ہوں خوش ہوں آپ کی ان التافات کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔"

وہ ملتجیانہ لب ولہجے میں بولی۔

یہ خاموشی سے میرے آنے تک ختم ہو ورنہ مجھے بہت اچھے سے کھلانا آتا ہے اور پھر جیسے میں کھلاؤں گا نا یقیناً "وہ طریقہ کار تمہیں بلکل بھی پسند نہیں آئے گا۔"

وہ اس کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتے تنبیہی لہجے میں بول کر اس کا گال تھپتھپاتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔عفیفہ نے نم نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا جو حکم بھی ایسے چلاتا تھا جیسے وہ کوئی غلام ہو۔اگر فکر تھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

تو محبت بھرے دو بول بھی بہت کام کر دیتے ہیں مگر شاید اس شخص کی فکر بھی اس کی طرح ہی بلکل عجیب تھی۔اس نے ایک نگاہ سوپ پہ ڈالی اس کا جی بری طرح متلا یا تھا اسے اب اندر اتار نا بھی ضروری تھا کیونکہ اگر وہ ناپیتی تو لازماً وہ کوئی حربہ آزماتا اور اس پہ تو ویسے بھی اسے یقین نہیں تھا نا ہی اس سے کوئی بعید تھا ویسے بھی آج کل اس کی نگاہیں نا جانے کیوں اسے بدلی بدلی محسوس ہوتی تھی شاید اس کے دیکھنے کا نظریہ ہی بدل چکا تھا۔جو بھی تھا مگر اب عفیفہ یہ سب زیادہ دیر برداشت نہیں کرنے والی تھی۔وہ اپنی دکھتی آنکھوں کو دباتے آگے کا لائحہ عمل طے کرنے لگی۔

****

"نکاح کی تیاری کریں پھر۔"

وہ جو شیشے کے پار لیٹے وجود کو بنا پلک جھپکائے دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا شہرام کی سپاٹ آواز پہ چونک کر اپنی سماعتیں اس کی جانب مبذول کرائی مگر آنکھیں ابھی بھی اس کے وجود پہ ہی ٹکی تھی۔اس کی بات پہ نوفیل کا دل باقاعدہ لرزنے لگا۔

کیا یہ ٹھیک ہے شہرام۔امارا مطلب ہے کہ ام کچھ دیر ٹھہر کر بھی کچھ سوچ وچار کر سکتے ہیں۔مطلب کہ یہ" سب ضروری نہیں ہے یہ نا ہو کہ تم کسی جلد بازی میں آکر کسی قسم کا غلط فیصلہ لے لو اور بعد میں تمہارے کو "ہی پچھتاوا ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایک بار پھر اسے اس کے اٹل فیصلے سے ہٹانے کی خاطر سمجھانے والے انداز میں گویا ہوا۔ شہرام کا سر خود بخود نفی میں ہلا تھا۔ وہ اس کی بات پہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا جو ہنوز اپنے موقف پہ قائم تھا۔

میرا فیصلہ غلط نہیں ہو سکتا۔ اگر میں نے تم پہ یقین کیا ہے تو یقیناً اس کے پیچھے کوئی بات ہی ہو گی نا نوفیل خان" ورنہ تمہارے سے میں نے سوائے دشمنی کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں نبھایا۔ یہ بات تمہیں بھی اچھے سے از بر "ہے۔

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھتے جتانے والے لہجے میں گویا ہوا۔ نوفیل کی آنکھیں لہو چھلکانے لگی۔

تو پھر آج اسی دشمن کے ساتھ اپنی بہن کو بیاہنے جا رہے ہو شہرام خان اتنی بڑی ذمہداری امارے کو مت" سونپو جس میں ایک چھوٹی سی بھی بھول چوک تم نے برداشت نا ہو پائے اور تم ایک سیکنڈ میں امارا گریبان "تھامنے سے بھی گریز نا کرو۔

وہ سرد مہری سے بولتے شہرام کو سر جھٹکنے پہ مجبور کر گیا۔

"یہ باتیں اب بیکار ہیں نوفیل خان میں نے مولوی کا بندوبست کر لیا ہے تک اپنی تیاری پکڑو۔"

وہ اس کا شانہ تھپتھپا کر بولتے اس سے قبل کہ آگے کی جانب بڑھتا کچھ یاد آنے پہ وہ واپس مڑا اور اس کے نزدیک آیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اور پریشان مت ہو میں جانتا ہوں اس صورتحال میں صرف تم ہی اسے وہ سہارا دے سکتے ہو جس کی اسے اس وقت اشد ضرورت ہے۔"

اس کے پر یقین لہجے پہ نوفیل تحیر سے پھیلی آنکھوں سمیت اسے دیکھتا رہ گیا جس کے لہجے میں ایک یقین سا بول رہا تھا۔وہ بے ساختہ نگاہیں چرا گیا۔چند ساعتوں بعد ہی نواب کو اپنی جانب آتا دیکھ شہرام لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کی جانب بڑھا تھا۔اس کو تیکھے چتونوں سمیت اپنی جانب آتا دیکھ نواب حلق تر کر کے رہ گیا۔

"اتنی تاخیر کیوں کر دی تم نے آنے میں۔"

وہ برفیلے لہجے میں بولتے اس کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑا گیا۔نواب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے ماتھے کی رگیں ابھر کر پھولی ہوئی تھی۔

"سر وہ دراصل پہلے دو گھنٹے تو مجھے یقین کرنے میں ہی لگے تھے آپ کے اس فیصلے کے بعد بابت۔مجھے آپ کے اس جلد بازی کے فیصلے کی بالکل سمجھ نہیں آئی۔"

وہ اس کے غصے کے پیش نظر چہرہ جھکائے دھیمے لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا۔

"میں تمہیں سمجھانا بھی نہیں چاہتا نواب اس لئے جو کام کہا ہے خاموشی سے وہ کام مکمل کرو۔"

اس کے ٹھنڈے ٹھار لہجے پر وہ کچھ خجل سا ہو گیا اور نوفیل کے سامنے اپنی بے عزتی پہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا جو نہایت ناگواری سے اس کے پے در پے سوالات کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"جی سر آپ کا کام ہو گیا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے گویا ہوا۔اس نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے نوفیل کو باہر پارکنگ کی جانب جانے کا اشارہ کیا اور خود اندر پرخہ کو لینے چل دیا۔کچھ ہی دیر میں ان سب کی گاڑی شہرام کے فلیٹ کی جانب رواں دواں تھی جہاں وہ اکثر اپنے فارغ لمحات بیتانے آیا کرتا تھا۔پرخہ کو اس شخص کو سونپتے ہوئے اس کے دل میں ابھی بھی بے پناہ خدشات تھے مگر وہ کیا کرتا وہ مکمل طور پہ اس کا خیال رکھ نہیں سکتا تھا اور باقی کسی پہ اسے بھروسہ بچا ہی نہیں تھا۔اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس بھری دنیا میں تن تنہا سفر کر رہا ہو بغیر کسی خوشی کے بغیر کسی ساتھی کے۔وہ اکیلا ہی تو تھا بلکل اکیلا ایسا ان چاہا وجود جس کے پاس کوئی آنا بھی پسند نہیں کرتا شاید۔

وہ نچلا لب دانتوں میں دباتے گہرا سانس بھر گیا۔دل ایکدم انتہائی بھاری ہو رہا تھا۔فلیٹ کے نزدیک جوں ہی نواب نے گاڑی روکی۔شہرام نے اپنے شانے سے لگ کر بیٹھی پرخہ کے گرد بازو حمائل کرتے اسے لیتے اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے جس کی آنکھوں میں حیرت ابھرتی جا رہی تھی۔

"لالہ مم۔مجھے نہیں جج۔جانا یہاں۔"

وہ کانپتے لہجے میں بولتی اس کے سینے میں چہرہ چھپانے لگی۔شہرام نے ناسمجھی سے اس کے ردعمل کا ملاحظہ کیا تھا جو ڈرتے ڈرتے اسی میں گھستی جا رہی تھی۔

"پرخہ میری جان یہ آپ کے لالہ کا فلیٹ ہے یہاں کوئی نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے سمجھانے والے انداز میں بولا تو اس کی آنکھوں میں موجود موٹے موٹے آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے گالوں پہ بہ گئے جسے شہرام نے نرمی سے پونچھ دیا۔اس کی خوفزدہ نگاہیں نواب اور نوفیل کی جانب دیکھ شہرام نے اسے دوسری جانب کرتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

"یہ تو میرے سے اس قدر ڈر رہی ہے اس کے ساتھ میرا گزارہ کس طرح ہو گا۔"

نوفیل پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتے بڑبڑانے والے انداز میں بولا۔نواب کی سماعتوں سے اس کی بات مخفی نا رہ سکی تبھی گلہ کھنکھارتے دو قدم آگے کی جانب بڑھائے تھے۔

جی میں بھی کچھ ایسا ہی سوچ رہا ہوں بھلا سر کو ایسے کیسے کسی کو بھی سونپنے کا خیال آ گیا پرخہ بی بی کو۔وہ بھی"

"اپنے دشمن کے ساتھ کچھ سمجھ نہیں آیا۔

وہ اچھنبے سے بولتے نوفیل کا پور پور سلگا گیا۔اس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی نفرت تھی جو اندر ہی اندر نوفیل کو جلا کر بھسم کر گئی۔

اے چھٹکو تم سے کسی نے تمہارا نظریہ پوچھا نہیں نا تو اپنے کام سے کام رکھو ورنہ امارے کو اپنے کام سے کام"

"رکھوانا بہت اچھے سے آتا ہے۔

وہ گہرے کاٹ دار لہجے میں گویا ہوا۔اس کے ہتک آمیز لہجے پہ نواب جبڑے بھینچتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

آیا بڑا امارے پہ انگلی اٹھانے والا خاموش ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ سب کچھ بھول گیا ہوں شیر کی طرح"

"دھاڑتا بھی آتا ہے امارے کو اور نوچنا بھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ لہو رنگ نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو گھورتے دبے دبے لہجے میں غرایا اور ایک جھٹکے سے اپنی چادر کو شانے پہ پھینکتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔ یہ دو کمروں پہ مشتمل ایک چھوٹا سا فلیٹ تھا ساتھ ہی اوپن کچن اور ایک چھوٹا سا لاؤنج وہ ستائشی انداز میں پورے فلیٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔ صوفے پہ مولوی صاحب پہلے سے براجمان تھے۔ اتنے سارے مردوں کو اپنے نزدیک دیکھ اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ وجود سے جیسے کسی نے خون نچوڑ لیا تھا۔ شہرام نے آنکھوں کے اشارے سے نوفیل سے نکاح شروع کرنے سے قبل استفسار کیا تو وہ پلکیں جھپکتے اسے اجازت بخش گیا۔

"آپ نکاح شروع کروائیں۔"

شہرام کی سنجیدہ آواز پہ پرخہ جو چہرہ جھکائے انگلیاں مسلنے میں مصروف تھی اپنی بھیگی آنکھیں اٹھاتے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کی سنجیدگی میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

"لالہ۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ ایک یہاں تنہا لڑکی وہی تھی تو مطلب شہرام اس کا نکاح ہی کروا رہا تھا۔ اسے اپنے قدموں تلے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ ایک جھٹکے سے اس کا حصار توڑتے تکلیف کی شدت سے مسلسل نفی میں سر ہلانے لگی۔

نہیں لالہ امارا نکاح مت کریں امارے کو نہیں جانا کہی۔ امارے کو آپ کے ساتھ مورے کے پاس جانا"

"ہے۔ ظلم نا کرو ام پہ۔

وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے سختی سے اپنے گالوں کو رگڑتی بڑبڑانے والے انداز میں بولی۔وہ مسلسل منت سماجت کر رہی تھی اور نوفیل لب بھینچے بیٹھا تھا۔نواب کے لبوں پہ مدھم سی تمسخراڑاتی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی جسے نوفیل فالوقت سرے سے ہی نظر انداز کر گیا تھا۔

"پرخہ ایسے نہیں کرتے ادھر آؤ سب موجود ہیں یہاں۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولا۔پرخہ کا سر ایک بار پھر نفی میں ہلا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ ہانپتے ہانپتے باہر کی جانب بھاگتی شہرام نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں جکڑا تھا۔وہ مسلسل رو رہی تھی کراہ رہی تھی مزاحمت کر رہی تھی مگر شہرام فلحال رحم کھانے کے موڈ میں بلکل نہیں تھا۔

جانتی ہو آپ کو گھن آتی ہے ناامارے سے سے۔گندی لگتی ہوں نالالہ تم کو بھی۔بابا نے تو جان سے مارنے کی بھی کوشش کی تھی تو پھر بچایا کیوں مرنے دیتے نا اتنی زلت رسوائی آپ تو مت دیتے لالہ امارے کو لگتا تھا ساری دنیا ایک جانب ہو جائے گی مگر امارے لالہ وہ کبھی ام کو تنہا نہیں کریں گے مگر آپ نے بھی آج ساتھ چھوڑ دیا امارا تنہا کر دیا۔ان سے آپ نفرت کرتے تھے نا جس سے مجھے بیاہنے جا رہے ہو کتنی نفرت تھی مگر آج ام کو اندازہ ہو رہا ہے کہ تم بھی اپنی انا غرور اور عزت کے ہاتھوں مجبور ہوتے ام کو کسی بھی ایرے غیرے کو سونپنے کی کوششوں میں ہو تا کہ تمہاری عزت پہ کوئی بات نا آئے۔کتنے کا بیچا ہے ویسے لالہ۔"

"بکواس بند پرخہ بند کرو اپنی یہ گھٹیا بکواس۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جو دانت پہ دانت جمائے بیٹھا اس کی ایک ایک بات سن رہا تھا آخری بات پہ ضبط کھوتے اپنی جگہ سے دھاڑ کر اٹھا اور اگلے ہی لمحے کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا تھا جسے وہ وہی روکتے ہاتھ کی مٹھی بنا گیا۔اس کی باتوں کی بازگشت ابھی بھی اس کی سماعتوں میں ہو رہی تھی۔نوفیل کی حالت ایسی تھی جیسے کسی نے پگلتا ہوا سیسہ اس کی سماعتوں میں انڈیل دیا ہو۔

"مولوی صاحب نکاح شروع کروائیں۔"

اس کی سپاٹ آواز پہ پرخہ کی ہچکیاں فضا میں بلند ہوئی تھی۔وہ چیخ چلا رہی تھی مگر شاید آج اس کی سننے والا کوئی نہیں تھا اس کے لالہ بھی نہیں۔

"مورے کہاں ہو آپ۔"

وہ سسکیاں بھر کر بولتی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔شہرام نے اذیت سے آنکھیں موندی تھی۔اس کا دل جل رہا تھا۔چند لمحوں کی توقف کے بعد چاروں اطراف میں خاموشی چھا گئی۔مولوی صاحب کلمات بڑھ رہے تھے۔پرخہ کسی نادیدہ نقطے پہ چہرہ جمائے ساکت سی بیٹھی تھی۔جینے کی امید ہی جیسے اب ختم ہو چکی تھی۔اسی دوران ماحول میں چھائے سکوت کو موبائل فون کے بجنے کی آواز نے توڑا تھا۔شہرام نے چونک کر میز سے اپنا فون اٹھایا جہاں گھر کا نمبر جگمگا رہا تھا۔مولوی صاحب بھی وہیں تھم چکے تھے۔نکاح کی رسم وہی رک چکی تھی۔شہرام نے مسلسل آتے فون کو نظر انداز کرتے انہیں نکاح شروع

All Rights Reserved By Novels Lounge

کرنے کا اشارہ کیا مگر فون ایک بار پھر سے بجنے لگا۔اس نے اشتعال کے عالم میں فون اٹھاتے کان سے لگایا اور تن فن کرتے ایک جانب ہو گیا۔

"آپکو ایک بار کہی ہوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بار بار مجھے فون مت ملایا کریں کیوں ہر بار یہی کام کر کے مجھے غصہ کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔مصروف ہوں اسی لیے فون نہیں اٹھا رہا تھا مگر نہیں آپ تو شروع سے ہی اپنی کرتی آئی ہیں اور ابھی بھی اپنی ہی مرضی کریں گی۔"

وہ مقابل کی آواز سنے بغیر ہی جان چکا تھا کہ دوسری جانب کون ہے تبھی دھیمے لہجے میں غرایا۔

"شہرام مورے کی طبیعت بہت خراب ہے۔وہ صبح سے بخار میں تک رہی ہیں ام نے تو بس یہی بتانے کے لیے فون کیا تھا۔اگر آپ گھر آ سکتے ہیں تو آ جائیں پلیز امارے کو بہت خوف آ رہا ہے۔"

دوسری جانب سے آنے والی گھبرائی آواز پہ اس نے دانت پیستے اپنی پیشانی مسلی تھی۔

"میں کچھ دیر میں پہنچتا ہوں کچھ ضروری کام ہے۔"

وہ سرسری سے لہجے میں بولا کیونکہ فلحال اس کیلیے سب سے ضروری پرخہ کو نوفیل کو سونپنا تھا اور یہ کام اسے کسی بھی قیمت پہ آج ہی کرنا تھا۔

"مگر ام بول رہے تھے کہ آپ ابھی۔"

"میں نے جو کہنا تھا وہ کہ دیا ہے مزید بحث کی گنجائش نہیں بچتی پشمینہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے سرد لہجے میں اسے باور کراتے فون کاٹ دیا جو کسی بھی قیمت پہ اسے ابھی ہی گھر بلوانا چاہ رہی تھی اور تمام باتوں کو ذہن سے جھٹکتے واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتے مولوی کو نکاح شروع کروانے کا اشارہ کیا تھا جو خود اس زبردستی کے نکاح پہ اچھا خاصہ بوکھلا چکے تھے مگر شہرام کی بانسبت انہیں اب یہ کام مکمل کروانا ہی تھا تبھی ایک بار پھر نکاح کے کلمات پڑھنا شروع کیے۔

"پرخہ واقدار ولد واقدار یوسف زئی کیا آپکو نوفیل آفریدی ولد آفریدی حق مہر دس تولے سونا اپنے نکاح میں قبول ہے۔"

وہ ہنوز گم صم اور خاموش بیٹھی تھی۔ چہرہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ نوفیل اور شہرام نے ضبط سے اس کی جانب دیکھا جس کا دھیان کسی اور جانب تھا۔ شہرام نے التجائیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کا ہاتھ دبایا تو وہ سرعت سے ہوش کی دنیا میں لوٹتے اپنا کانپتا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروا گئی۔ نوفیل کی آنکھیں اس کی حرکت پہ لہو چھلکانے لگی۔

"قبول ہے۔"

لفظ اس کے لبوں سے ادا ہوئے تو سب نے تشکر بھری سانس فضا کی سپرد کی تھی۔ پرخہ کی نگاہیں ابھی بھی شہرام کے چہرے پہ جمی تھی۔ پرخہ کے فراغت حاصل کرتے ہی اب مولوی صاحب کا رخ نوفیل کی جانب تھا۔ باذل کے قبول کرنے کے ساتھ ہی ان دونوں سے نکاح نامے پہ دستخط کروائے گئے۔ پرخہ کسی روبوٹ کی مانند شہرام کی تمام باتوں پہ عمل کرتی جا رہی تھی مگر کانپتے ہاتھوں سے دستخط کرتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر

All Rights Reserved By Novels Lounge

رودی تھی۔ مسلسل رونے کی بدولت اس کا وجود مسلسل ہچکولے کھا رہا تھا۔ شہرام کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی ابھری مگر وہ ابھی اگر کسی قسم کی نرمی برتتا تو وہ شاید کبھی بھی اس نکاح کیلیے رضامند نا ہوتی۔ اس کے چھوٹی سی دعا ہوتے ہی مبارکباد کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ مولوی صاحب کے جاتے ہی نوفیل بھی گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"امارے خیال میں اب ام کو بھی چلنا چاہیے۔"

نوفیل کی بھاری آواز پہ شہرام کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ نواب نے سرعت سے اسے جانے کا راستہ دیا تھا۔ پر خہ کو شہرام خود کچھ دیر کیلیے کمرے میں چھوڑ آیا تھا تاکہ وہ پرسکون ہو سکے۔ رو رو کر ویسے بھی اس کی حالت خراب ہو چکی تھی۔

ایسے کیسے نوفیل تم اکیلے کیسے جا سکتے ہو شاید تم بھول رہے ہو کہ ابھی تم نے کسی وجود کو اپنے نکاح میں لیا ہے"

"تو اسے یہاں چھوڑ کر تنہا کیسے جا سکتے ہو۔

شہرام کی پاٹ دار آواز پہ نوفیل کے چہرے پہ الجھن آمیز تاثرات ابھرے۔

تمہاری امارے سے اس بارے میں کوئی بات نا ہوئی تھی۔ تم نے بس نکاح کا بولا تھا شہرام خان نکاح ہو گیا تو"

"بات بھی یہی ختم ہو گئی ہے۔ امارے ساتھ بلاوجہ کی ضدیں لڑانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے لہجے میں بولا۔ آنکھوں میں واضح تنبیہہ تھی۔ شہرام نے پانی کا گلاس میز پہ رکھتے اس کی جانب قدم بڑھائے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"دیکھو نوفیل میرا تم سے پرخہ کا نکاح کرنے کا مطلب ہی یہی تھا کہ تم اسے حصار میں لے لو اسے اپنی دسترس میں لے کر اسے ہلکا پھلکا محسوس کرواؤ کیونکہ میاں بیوی کا ساتھ یہی ہوتا ہے ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹنا مورے نہیں ہیں اب جو اسے سنبھال سکیں میں تم سے صرف التجا ہی کر سکتا ہوں ایک بار پھر۔ تم یقین کرو زندگی میں کبھی بھی تمہیں میری کسی بھی قسم کی مدد درکار ہوئی تو میں کچھ بھی کر جاؤں گا۔ میری بہن کو یہاں سے اپنے گھر لے جاؤ عزت کے ساتھ۔ میں اسے مزید کسی تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتا۔"

وہ مدھم سے لہجے میں گزارش کرنے والے انداز میں بولا۔ نوفیل کے چہرے پہ پریشانی صاف واضح تھی۔ گھر میں اس متعلق کسی کو علم نہیں تھا اور وہ نکاح کر چکا تھا اور اب اگر وہ پرخہ کو اپنی بیوی کی حیثیت سے گھر لے جاتا تو لازماً اس کا باپ ہی سب سے پہلا ہنگامہ کھڑا کرتا اور اگر وہ پرخہ کو یہی چھوڑ جاتا تو اس کی جان کو بھی خطرہ ہوتا جو وہ کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا تبھی ایک لمحے میں اس نے فیصلہ کیا تھا اور مضبوطی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک آس سی تھی۔

"میں تیار ہوں۔ مگر وہ نہیں مانے گی۔"

اس کے لبوں سے یہ تین لفظ ادا ہوئے تو شہرام کی جان میں جان آئی تھی۔

"میں اسے سمجھا دوں گا۔ وہ ایسی نہیں تھی نوفیل وہ تو بہت نڈر تھی حالات کا سامنا کرنے والی ہر وقت کھلکھلانے والی جلدی روٹھتی بھی نہیں تھی اور زبان درازی تو اس نے کبھی کرنا سیکھا ہی نہیں تھا بس وقت

All Rights Reserved By Novels Lounge

اور حالات بدلتے وقت نہیں لگتا اور جو اس پہ بیتی ہے نا اس کا درد صرف وہی جانتی ہے ان سب چیزوں نے مل کر اسے بس تلخ بنا دیا ہے۔ وہ بہت معصوم سی تھی اسے زبردستی بڑا بنایا گیا ہے۔"

وہ درد بھرے لہجے میں بولتے خود اندر کی جانب بڑھ گیا تاکہ پرخہ کو اس کے ساتھ بھیجنے کی تیاری کر سکے۔

"پرخہ چلو اٹھو آپ کو جانا ہے۔"

وہ مدھم سا مسکراتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔ باہر ہونے کا بات کا اس کے چہرے پہ شائبہ تک نہیں تھا۔ پرخہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا اور خوفزدہ انداز میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"امارے کو حویلی نہیں جانا لالہ۔"

وہ بھیگے شکست خوردہ لہجے میں بولتی اسے اندر تک ہلا گئی تھی جو اپنے ہی باپ کے گھر جاتے ہوئے سہم رہی تھی۔

"تو میری جان آپ حویلی جاضر ور رہی ہو مگر اپنے باپ کی نہیں بلکہ اپنے شوہر کی حویلی۔ اب آپ کو وہی رہنا ہے وہی گزارا کرنا ہے جہاں آپ کا شوہر ہو گا۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے متانت سے بولتے اس کی پیشانی پہ لبوں سے چھوتے محبت بھرے لہجے میں بولا۔ اس کے رونے میں مزید روانی آگئی۔ یہ خیال ہی اس کیلیے سوہان روح تھا کہ وہ کسی اجنبی گھر جا رہی ہے وہاں بھی تو سب اسے گندا بولیں گے۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں لالہ وہ گندا گندا کہیں گے اور ویسے بھی پرخہ تو گندی ہی ہے نابری ہے بہت گندی ہے گھن آتی ہے"

"پرخہ کو خود سے۔

وہ شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔شہرام نے اس کی مزید ایک بھی بات سنے بغیر اسے اپنے حصار میں لیا اور تقریباً گھسیٹتے ہوئے باہر کی جانب چل دیا۔

"میں اس کا سامان ایک دو دنوں میں۔"

ابھی اتنا گیا گزرا نہیں ہوا کہ امارے کو اس کے سامان کیلیے مجھے تم سے رابطہ کرنا پڑے اماری بیوی ہے یہ ام"

"بہتر جانتا ہے۔

وہ اس کے حصار میں تھر تھر کانپتی پرخہ کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑتے نہایت سنجیدگی سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تو شہرام نے ایک پر سکون سانس فضا کے سپرد کی تھی۔وہ اسے لیتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"سر آپ کو اتنی جلدی یہ سب۔"

میں نے تمہیں یہاں جس کام کیلیے رکھا ہے بہتر ہے اسی پہ دھیان دو ورنہ دو سیکنڈ نہیں لگیں گے مجھے تمہیں"

"یہاں سے وداع کرنے میں گوٹ اٹ۔

وہ اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی اس کا چہرہ اپنی انگلیوں میں دبوچتے بپھرے شیر کی مانند دھاڑا تھا۔نواب کی حالت اس کا یہ انداز دیکھ غیر ہونے لگی تبھی سرعت سے اثبات میں سر ہلاتے ایک جانب ہو گیا۔اسے بلکل توقع نہیں تھی کہ شہرام اس سے اس طرح کا برتاؤ کرے گا۔نوفیل نے سپاٹ چہرے سمیت جیپ کا اگلا

All Rights Reserved By Novels Lounge

دروازہ کھولتے اسے اندر بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پہ آکر بیٹھ گیا۔ شہرام نے آسودگی سے انہیں نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔ اس نے ایک ذمہداری تو نہایت سکون سے پوری کردی تھی۔ آگے کی بابت سوچتے اس کی آنکھوں میں جنون کی صاف چھلکیاں نواب کو دکھی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے سامنے کھڑا ٹھہرا سمندر کوئی قہر ڈھانے والا ہے اور بہت جلد ایک ایک شخص اس قہر کی لپیٹ میں آتے اپنی جان بھی گنوانے والا ہے۔

****

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ آسمان پہ کالی گھٹاؤں نے بسیرا جمایا ہوا تھا۔ بارش کا کسی بھی وقت برسنے کا امکان تھا۔ شام کے وقت اس قدر گہرا اندھیرا دیکھ پرخہ نے خوفزدہ ہوتے سختی سے مٹھیوں کو بھینچ لیا۔ ہر اگلے سیکنڈ بعد اس کی سسکیوں کی آوازیں نوفیل کی سماعتوں میں گونج رہی تھی۔ اس نے گئیر بدلتے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا جس کا پورا وجود مسلسل رونے کی بدولت ہچکولے کھا رہا تھا۔ نوفیل ناگواری سے لب بھینچ گیا اور ایک جھٹکے سے گاڑی روکی جس کی بدولت اس کا سر بمشکل سٹیئرنگ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔

"رونا بند کرو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی سخت آواز پہ پر خہ نے سہم کر اس کی جانب اپنی بھیگی آنکھیں اٹھائی تو وہ اسے ہی گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔اس نے سرعت سے اپنے آنسو پونچھتے اپنے کپکپاتے لبوں کو آپس میں پیوست کیا تھا۔نوفیل کو اپنے اچانک ردعمل پہ شرمندگی سی محسوس ہوئی تھی۔

"کیوں رو رہی ہو۔"

وہ اپنے لہجے میں ناچاہتے ہوئے بھی نرمی سمولایا تھا۔اس کی سرخ متورم آنکھیں جو اس حد تک سوجھی ہوئی تھی جیسے کوئی انفیکشن ہو گیا ہو سرخ ہوتی ناک اندر ہی اندر وہ ابھی تک سسکیاں بھر رہی تھی۔

"نن۔نہیں کچھ نہیں۔ام تو نہیں رو رہے۔"

وہ خود میں سمٹتے ہوئے ہکلاتے لہجے میں بولی اور اپنے ہاتھوں کی لغزش کو اس سے چھپانے لگی تاکہ وہ اس بات پہ بھی اس سے غصہ نا کرے۔

"ام پوچھ رہا ہے کہ کیوں رو رہی ہو۔اماری بات سمجھ میں نہیں آتی۔"

وہ اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بولا تو پر خہ نے اس کی بات پہ پلکیں جھپکائی تھی جس کی بدولت اس کی آنکھ سے نکلتا آنسو اس کے گال پہ لکیر بناتا چلا گیا۔

"وہ ام۔امارے کو ڈر لل۔لگ رہا ہے۔"

وہ آنسو پیتے ہوئے ہنوز ڈر رہی تھی۔نوفیل نے اس کی حالت دیکھ تاسف سے نفی میں سر ہلایا تھا۔پر خہ نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا مگر آنسو ایک بار پھر تواتر بہہ رہے تھے۔آسمان پہ بجلی چمک رہی تھی اور یہاں اس کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

آوازیں سن اس کا دل لرز رہا تھا مگر نوفیل کے ڈر کی بدولت وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی۔وہ سنجیدگی سے ڈرائیونگ میں مصروف تھا بس جلد از جلد بارش ہونے سے قبل وہ کسی بھی طرح گھر پہنچنا چاہتا تھا۔نا جانے اس کے دل میں کیا آسمائی تھی کہ اس نے سامنے نگاہیں جمائے ہی اس کے ہاتھ کو ٹٹولتے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔پرخہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثر سے پاک تھا۔

.دو°ر°ا°تیانشته، مو°تل درسره یواودالاس به ھ°°کله خلاص نه شي

ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکل بھی ہم ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے اور یہ ہاتھ اب شاید کبھی نا چھوٹ (پائے۔)

اس کی مخصوص بھاری پختون آواز گاڑی کی فضا میں گونجی تو پرخہ کا ہاتھ نا جانے کیوں اس کی گرفت میں کانپا تھا۔ذہن کے دریچوں میں بریخنہ کی آواز گونجی جب وہ غنچہ سے بات کر رہی تھی۔

مورے کہتی ہیں کہ ایسی لڑکیوں کو کوئی نہیں اپناتا فقط وقتی سہارے ہوتے ہیں سب۔اگر کبھی کوئی سہارہ ملتا "بھی ہے تو ان پہ بس رحم کھایا جاتا ہے۔"

وہ ڈوبتے دل سمیت بولتی نوفیل کے دل کو ریزہ ریزہ کر گئی۔اس نے اپنی تمام تر توجہ اس کی جانب مبذول کرائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نکاح کا رشتہ اتنا کچا نہیں ہوتا ہے نا ہی کسی قسم کے وقتی سہارے کیلیے نکاح جیسے بندھن میں باندھا جاتا ہے۔ تمہارا خیال کرنا ہمارا فرض ہے اور ہمارے کو اپنی جانب مائل کرنا تمہارا حق ہے۔ اب دیکھتے ہیں تم اپنے حق کا استعمال کرنا کب سیکھو گی۔"

وہ نرمی سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ وہ خود پہ حیران تھا اس کا لہجہ ہمہ وقت ایک سخت پن لیے ہوتا تھا مگر پہلو میں بیٹھی لڑکی کے ساتھ اس کا لہجہ خود بخود نرم ہو گیا تھا۔ پر خہ نے اس کی بات پہ کو خاموشی سے سنتے سر سیٹ سے ٹکا لیا۔ شاید اس کا ہاتھ تھامنے کا اثر تھا یا اس کی باتوں کا وہ کچھ وقت کیلیے پر سکون ہو گئی تھی۔ اس نے اس کی گرفت میں اپنے ہاتھ کو چھڑوانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی کیونکہ تحفظ کا احساس اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا تھا۔ نوفیل چاہ کر بھی اس سے سخت رویہ اپنا ہی نہیں پایا تھا۔ بھلا اس سب قصے میں اس لڑکی کا کیا قصور نکلتا تھا جس اتنا سب کچھ سہن کر بھی زندہ تھی اس کے پہلو میں تھی اس کے پاس تھی اور سب سے بڑھ کر اس کے نکاح میں آتے اس کی زندگی میں اتنی بڑی حیثیت سے شامل ہو چکی تھی۔

"اپنا چہرہ ڈھک لو پر خہ۔"

اس کی مصروف سی آواز پہ پر خہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور ڈوپٹہ درست کرتے پلو کا ایک کونہ تھامتے چہرہ اس سے ڈھانپ لیا۔ اب صرف اس کی بھوری آنکھیں ہی نقاب سے دکھائی دے رہی تھی جن میں سرخی چھائی ہوئی تھی۔ اس کی گاڑی حویلی کی حدود میں داخل ہو چکی تھی تبھی اس نے پر خہ کو چہرہ ڈھکنے کا

حکم صادر کیا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس پہ کسی بھی نامحرم کی نظر بھی پڑے۔حویلی کے داخلی حصے میں گاڑی جوں ہی داخل ہوئے اطراف میں کھڑے اس کے خاص ملازمین نے حیرت سے اس کے پہلو میں بیٹھی لڑکی کو دیکھا تھا۔پرخہ کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔اس نے اس کے ہاتھ کو مزید مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

"کیا اپنی آنکھیں ضائع کروانے کا ذیادہ شوق ہو رہا ہے۔"

اس نے خود کو گھورتے اپنے خاص آدمی کے کالر کو سختی سے جکڑتے سرد مہری سے اسے مخاطب کیا۔اس کی آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی مگر اس کا سر نفی میں ہلتا دیکھ وہ تمسخر سے ہنسا تھا۔

"آئندہ اپنی ان آنکھوں کو لگام دینا ورنہ امارے سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے سکڑی سمٹی کھڑی پرخہ کا ہاتھ تھامتے تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے چہرے پہ چھائی سختی دیکھ پرخہ کی حالت خراب ہونے لگی۔حویلی کے دالان میں قدم رکھتے ہی اس نے ایک گہرا سانس بھرتے خود میں ہمت متجمع کرنے کی کوشش کی تھی تاکہ وہ سب کے غیر متوقع سوالوں کا جواب دے سکے۔

"ارے لالہ آپ کب آئے امارے کو پتہ ہی نہیں چلا ورنہ ام فوراً۔"

اس سے پہلے کہ لالہ رخ اس کی جانب آتے چہکتے ہوئے اپنی بات مکمل کرتی نوفیل کے پہلو میں کھڑی لڑکی کو دیکھ اس کے منہ کو بریک لگی تھی وہ ابھی بھی اپنا چہرہ ڈھکے ہوئے تھی۔کچھ ہی دیر میں زربی بی اور ملیار بھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

حویلی کے دالان میں جمع ہو گئے تھے۔ان سب نے حیرت سے اس کے پہلو میں کھڑی لڑکی کو دیکھا جو سب کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے اب خود کو نوفیل کے پہلو میں چھپا رہی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے آپ سب لوگ امارے کو ایسے کیوں گھور رہے ہیں۔سب ٹھیک ہے نا۔"

اس کی شان بے نیازی عروج پہ تھی۔ملیار نے حیرت سے اس کی آنکھوں میں دیکھا جس کی آنکھوں میں خوف صاف واضح تھا۔

"ام سب تو ٹھیک ہے نوفیل مگر یہ لڑکی کون ہے اور تیرے ساتھ۔"

ذربی بی کی پر سوچ آواز پہ مدھم سا مسکرایا اور ان کی جانب بڑھتے نرمی سے ان کے جھریوں زدہ ہاتھوں کو تھامتے اپنے لبوں سے لگائے تھے۔

مورے تجھے بہت خواہش تھی نا میری بیوی لانے کی اور اسے بھی تو خواہش تھی کہ اس کی بھاجائی آئے تو ام "نے بس آپ سب کی خواہش کا پاس رکھا ہے اور آپ کی بہو تیری بھاجائی لے آیا۔"

وہ مدھم سا مسکراتے ہلکے پھلکے لہجے میں بول رہا تھا مگر اس کی بات پہ سب کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ذربی بی نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو انہیں لالہ رخ کی عمر کی لگی تھی۔مطلب وہ اپنے سے اتنی چھوٹی عمر کی لڑکی کو بیاہ لایا تھا وہ بھی ان سے پوچھے بغیر۔

نوفیل یہ تونے کیا کر دیا۔تیرے بابا جان ایسے کبھی قبول نہیں کریں گے کم از کم امارے کو تو بتاتا اور یہ لڑکی "ہے کون اس کی شکل وصورت تو دکھا کم از کم اب ہمیں اتنا حق تو دے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنا سر پیٹتی ناراضگی بھرے لہجے میں گویا ہوئی تو وہ بے ساختہ اپنا سر تھام گیا اور اپنا رخ دوبارہ پرخہ کی جانب کرتے اسے نقاب چھوڑنے کا اشارہ کیا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اس کے حکم کی تعمیل کرتے نقاب چھوڑ دیا۔ نقاب ہٹتے ہی ان سب کے وجود گویا آندھیوں کی ضد میں آ گئے۔ ذربی بی نے بے ساختہ اپنا دل سہلایا تھا۔ لالہ رخ نے باقاعدہ اپنے لبوں پہ ہاتھ جما لیے۔ ملیار کی آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔ وہ بغیر کسی کو مخاطب کیے سیدھا اپنے کمرے کی جانب بڑھے تھے کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ جوں ہی کمرے سے باہر نکلے ان کے ہاتھ میں موجود بندوق دیکھتے پرخہ کے اوسان خطا ہو گئے۔ البتہ باقی سب کی چیخیں نکل گئی۔

"تم نے یہ اچھا نہیں کیا نوفیل کسی اور کے گند کو اماری حویلی کی زینت بنا ڈالا۔ اماری حویلی کی عزت کو دو کوڑی کا کرنے میں تم نے ایک لمحہ نہیں لگایا۔ یہ لڑکی اج میرے ہاتھوں مرے گی۔ تم نے ہماری عزت کو ختم کر دیا۔"

اس سے قبل کہ وہ ٹریگر پہ اپنا دباؤ بڑھاتے نوفیل نے ایک جھٹکے سے پرخہ کو اپنی پشت پہ کرتے خود اس پہ سایہ کیا تھا۔ پرخہ ہچکیاں بھرتے سختی سے اس کی قمیض کو مٹھیوں میں بھینچ گئی جیسے وہ اسے تنہا کر کے ہی چلا جائے گا۔

"پہلی بات باباجان ام نے آپ کو یہ حق نہیں دیا کہ آپ اماری بیوی پہ بندوق تانے اسی لیے اسے نیچے کریں۔ ابھی اور اسی وقت ورنہ ام تمام تر لحاظ بھول جائیں گے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ انگلی کے اشارے سے انہیں بندوق نیچے کرنے کا بولتے سر جھٹک گیا۔ ملیار نے جبڑے بھینچتے اس کی جانب دیکھا۔

"دوسری بات اس کی ذات سے اماری عزت جڑی ہے آپ کی نہیں آپ کی عزت آپ کی بیوی کے ہاتھوں میں ہے اماری عزت اس سے منسلک ہے تو جب امارے کو کوئی مسئلہ نہیں ہے تو پھر آپ کو کیوں۔ امے گستاخی کرنے پہ مجبور مت کریں باباجان۔"

اس کی برفیلی آواز پہ زربی بی نے نم نگاہوں سے دونوں باپ بیٹے کو آمنے سامنے دیکھا تھا۔

"ام اسے جان سے مار ڈالے گا اس نے امارے بیٹے کو دو کوڑی کا کر دیا ہے تم اسے یوں سر پہ نہیں بٹھا سکتے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولتے دھاڑ اٹھے۔ وہ ان کی بات پہ تمسخر سے ہنس دیا۔

"بیوی کس کی ہے یہ۔ اماری نا تو ام اسے سر پہ بٹھائے قدموں میں بٹھائے اس سے اچھا سلوک کریں یا برا کچھ بھی کریں اس کے ساتھ ام اس کام میں بولنے کا حق صرف میں اپنی مورے کو دوں گا اور کسی کو نہیں سمجھ آئی میری بات۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے پرخہ کی کلائی تھامتے زربی بی کے سامنے آیا جو ایک شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ نوفیل جانتا تھا کہ کچھ ایسا ہی نہیں ہوگا تبھی تنے تنے تاثرات سمیت ملیار کی جانب دیکھا جو اب اس کی بے عزتی پہ طنزیہ مسکرا رہے تھے۔ ان کے جاتے ہی نوفیل نے اپنا رخ لالہ رخ کی جانب کیا جو ہنوز ان دونوں کو ہی گھور رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا اماری رخ بھی ام سے ناراض ہے۔"

اس کی تھکی تھکی سی آواز پہ لالہ رخ نے سرعت سے نفی میں سر ہلاتے اس کے سینے میں سر دھرا ہے۔

"ام آپ سے بلکل بھی ناراض نہیں ہے لالہ۔ بلکہ ام تو بہتت خوش ہیں کہ امارے لالہ اتنے اچھے ہیں۔"

وہ اس کے شانے سے لگتی مسکراتے لہجے میں بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ اس نے محبت سے اس کی پیشانی چومی تھی۔ پر خہ کے ذہن کے دریچوں میں ان دونوں کو دیکھتے شہرام کا خیال کوندا تھا وہ بھی تو ایسے ہی کرتا تھا۔ ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہ گیا۔

رخ تمہاری بھاجائی کو ام کمرے میں لے کر جارہے ہیں۔ تم جلدی سے ایک دودھ کا گلاس دے جاؤ امارے "کو کمرے میں۔"

وہ نرمی سے بولتے پر خہ کو لیتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔ وہ بے دھیانی میں اس کے ساتھ ہی کھینچتی چلی جارہی تھی۔ کمرے میں آنے کے بعد بھی وہ ناجانے کن خیالوں میں گم تھی۔ نوفیل نے تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کرتے اپنی چادر اتارتے صوفے پہ پھینکی تھی اور خود وہ واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ہی کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ بھی اس کا تسلسل نہیں ٹوٹا تھا۔ لالہ رخ خود ہی دروازہ ہلکے سے وا کرتے جوں ہی اندر داخل ہوئی تو وہ تن تنہا ہی گم صم سی بیٹھی کسی سوچ میں غلطاں تھی۔ وہ اس سے بات کرنے کا سوچتے مسکراتے ہوئے اس کی جانب چلی آئی۔

"بھاجائی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے نرم لہجے میں اسے پکارا مگر پھر بھی وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔بس مسلسل روئے چلی جارہی تھی۔اب تو سانس بھی بری طرح پھولا ہوا تھا۔رخ نے ہلکے سے اس کے شانے پہ ہاتھ جمایا تو وہ تڑپ کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔

"نہیں نہیں چھوڑدو مم۔ام نے نہیں کیا یہ نن۔نکاح۔زبردستی پلیز امارے کو معاف کردو مار نامت۔"

وہ اپنے دونوں کانوں پہ ہاتھ جماتے اسے خود سے دور جھٹکتے ہوئے چلائی۔لالہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ گھبرا گئی۔اسی دوران واشروم سے افراتفری میں نکلتے نوفیل کو دیکھ اس نے گھبرا کر نوفیل کی جانب دیکھا جو سرعت سے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"لالہ یہ بھا جائی۔"

رخ سہم کر بولی جس کا چہرہ زردی مائل ہو رہا تھا۔

"آپ جاؤ اپنے کمرے میں ام دیکھ لے گا تمہاری بھا جائی کو۔جاؤ میرا بچہ۔کچھ نہیں ہوا۔"

وہ اس کا سر تھپتھپاتے تسلی دینے والے انداز میں بولا اور اسے بھیجتے ہی دوبارہ پرخہ کی جانب متوجہ ہوا۔

"پرخہ یہاں دیکھو۔"

وہ اس کا چہرہ اپنی جانب موڑتے ہوئے سنجیدگی سے بولا مگر وہ جوں ہی توں ہی پڑی مسلسل کانپی جارہی تھی۔شاید سردی کا احساس تھا یا نا جانے کیا اس کا پورا وجود سرد پڑ رہا تھا۔

"پرخہ اماری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کیا۔"

اس کی سرد آواز پہ پرخہ نے بھیگی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔دانت آپس میں کٹکٹا رہے تھے۔وہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھا اور کھڑکی کے دونوں پٹ بند کرتے واپس اس کی جانب آیا جو سکڑی سمٹی جا رہی تھی۔نوفیل نے آنکھیں موندتے گہرا سانس بھرا اور نرمی سے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے اس کا سر اپنے سینے میں دھڑتے اس کے بالوں کو سہلایا تھا۔پرخہ اس کے سینے میں چہرہ چھپائے پھوٹ کر رو دی تھی۔

"وہ کسی نے بھی میری طرف نہیں دیکھا سب مجھے برا بول رہے تھے۔ہر جگہ میرے جیسے لڑکیوں کیلیے ذلت اور رسوائی ہی ہے۔"

وہ نم لہجے میں بولی۔نوفیل کے چہرے کے عضلات اس کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار پہ تن گئے۔

"گندی نہیں ہو تم۔تم اب اماری عزت ہو تم اب پرخہ یوسف زئی نہیں بلکہ پرخہ نوفیل آفریدی ہو۔تمہاری پہچان اب نوفیل آفریدی ہے۔تمہارا سایہ اب نوفیل آفریدی ہے۔رہی اماری مورے کی بات تو ہر ماں کی طرح ان کی بھی کچھ خواہشات ہونگی اماری شادی کو لے کر تو بس اس اچانک سب چیزوں کی بدولت وہ ناراض ہیں اور ایک اور بات اس دوران اگر وہ تمہیں کچھ بھی بول دیتی ہیں تو انہیں معاف کر دینا نظر انداز کر دینا مگر آگے سے تلخ کلامی مت کرنا کیونکہ اگر امارے کو ایک بیوی کے حقوق معلوم ہیں تو ایک ماں کے حقوق سے ام کوتاہی کبھی نہیں برتیں گے۔جب تک اماری زات تمہارے سر پہ ہے اس وقت تک تم کسی کے سامنے کچھ

All Rights Reserved By Novels Lounge

بھی بول کر اپنا آپ برا نہیں کروگی سمجھ رہی ہو نا اماری بات۔اول تو نوفیل تمہاری زات پہ کوئی بات نہیں آنے دے گا مگر اگر کبھی آئے گی تو تم سے پہلے ام تمہارا سایہ بن کر نمودار ہو جائے گا۔"

وہ اس کے سر کو سہلاتے سمجھانے والے انداز میں نرمی سموئے بول رہا تھا مگر کافی دیر تک اس کی جانب سے کسی قسم کا ردعمل نا آتا دیکھ اس نے چہرہ جھکاتے نیچے کی جانب دیکھا تو مدھم سانسوں کی آواز پہ وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔سائیڈ ٹیبل پہ رکھا دودھ کا گلاس اسے منہ چڑھا رہا تھا مگر وہ پلانا بھی ضروری تھا تبھی اس نے سہولت سے اس کا سر تکیے پہ رکھا تو اسکی آنکھ ڈر کر کھل گئی۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں۔امارے کو ڈر۔"

وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔نوفیل نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا جو اپنی نیند کے ساتھ ساتھ اس کی نیند کی بھی دشمن بنی ہوئی تھی۔

"کہی بھی نہی جا رہا یہ بس دودھ کا گلاس پکڑ رہا ہوں اجازت ہو تو پکڑ لوں۔"

وہ بیچاری سی شکل بنا کر بولتے اسے نا چاہتے ہوئے بھی خفت میں مبتلا کر گیا۔اس نے گلاس تھام کر اس کی جانب بڑھایا اور دراز سے گولیاں نکالتے اس کے ہاتھ میں رکھ دی۔اسے دودھ بلکل پسند نہیں تھا مگر اب نا تو سامنے شہرام تھا نا بریخنہ کے ساتھ وہ ضدیں لڑاتی تبھی خاموشی سے جی کڑا کر دودھ کا گلاس لبوں سے لگاتے ایک ہی سانس میں پی گئی۔اس دوران آنکھوں میں نمی سی اتری تھی۔اب وہ وہاں سے اٹھ تو سکتا نہیں تھا تبھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

گہرا سانس بھرتے بیڈ کے کونے پہ سمٹ کر لیٹ گیا۔پرخہ نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اٹھ کر صوفے پہ جانا چاہا تو نوفیل کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔

یہاں ام اپنے شوق سے نہیں بلکہ تمہاری بدولت لیٹے ہیں اسی لیے کسی قسم کے ڈر پہ پڑنے کی ضرورت نہیں" "ہے۔خاموشی سے یہی لیٹی رہو۔

اس کی سخت آواز پہ پرخہ ناچاہتے ہوئے بھی کونے پہ سمٹ کر لیٹ گئی۔کچھ ہی دیر میں کمرے میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔جب سے اس کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا تھا اس نے کمرے کی لائٹ نہیں بجھائی تھی۔

"مورے۔"

وہ تکیہ میں چہرہ چھپائے سسکی تھی معاً باہر بادل گرجنے کی آواز پہ اچھل کر ذرا سا نوفیل کے ساتھ ہوئی اور کی قمیض کے بازو کو سختی سے مٹھی میں بھینچ گئی۔نوفیل جو ہلکی ہلکی نیند میں جا رہا تھا اپنے بازو پہ اس کا لمس محسوس کر لب بھینچ کر رہ گیا۔ناجانے اب پہلو میں لیٹی لڑکی کی بدولت اس کی اگے کی راتیں کیسے گزرنی تھی۔اسے تو "سوچ سوچ کر ہی ہول اٹھ رہے تھے۔

****

چلو بھئی ٹریٹ نکالو تم دونوں اب میری بات سنو ہم نے ایک سے ٹریٹ نہیں لینی بلکہ دونوں سے لینی ہے تو" "آپس میں کمٹمنٹ کر کے ایک گرینڈ سی ٹریٹ ہمارے نام لکھوا دو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم کی بات مکمل ہوتے ہی سب نے زور و شور سے اس کی تائید کی تھی۔ان سب کا بریزہ اور ہادی سے ٹریٹ لینے کا ارادہ تھا کیونکہ ان کی فیملیز آپس میں ملتے ملاتے آپس میں ان کا رشتہ ڈن کر چکی تھی اب بس شادیاں کی تیاریاں بھی شروع ہو گئی تھی تبھی ان سب کا پلان کسی مہنگے ترین رسٹورینٹ میں کھانا کھانے کا ارادہ تھا۔

اوہ بھئی معاف کرو مجھے میں تو کبھی ٹریٹ نادوں اتنا کچھ ہڑپ جاتے ہو اور ہم جیسے معصوم بعد میں بس اپنے" والٹ کو ہی دیکھتے رہ جاتے ہیں۔"

ہادی تو جیسے مریم کی بات پہ بدک ہی اٹھا۔بریزہ نے خشمگیں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ خاموشی سے منہ بسورتے دوبارہ وہی ٹک گیا۔ابھی وہ سب انہی باتوں میں مصروف تھے کہ ہانپتی ہوئی عناب بھاگتی بھاگتی ان کی جانب آئی تو ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا مگر چہرے پہ ایک الوہی سی خوشی رقصاں تھی۔

"کیا ہو گیا ہے کس نے چابی دے دی ہے تمہیں جو بس چلتی ہی جارہی ہے۔"

فارس جو اپنے موبائل میں گیم کھیلنے میں مصروف تھا اس کی جلد بازی پہ چوٹ کرتے ہوئے بولا۔

یونو واٹ ہمارا ایک سینئیر آیا ہے کیا غضب پر سنیلیٹی ہے اس کی ڈیم مگر ایک بات ہے کہ اسے اپنے حسن پہ" غرور نہیں ہے نا ہی وہ شہرام سر کی طرح کھڑوس ہے بلکہ وہ تو بہت نرم مزاج سا بندہ ہے۔لڑکی بندہ دل لے گیا بٹ ایز آ سینئیر اب پتہ چل رہا ہے کہ ہم یونی میں آئے ہیں ورنہ ایسی بسوری شکلیں دیکھ دیکھ کر ہمیں ہی بدہضمی ہو جاتی تھی۔مجال ہے کوئی خوبصورتی دیکھنے کو ملی ہو کبھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عناب کی زبان تیزی سے فراٹے بھرتی جارہی تھی کہ اسی دوران مریم نے تاسف سے اس کے بازو میں چٹکی بھری تو وہ سٹپٹاتے ہوش کی دنیا میں لوٹی اور ایک نظر پریسہ کو دیکھا جس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔خود پہ سب کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے اس نے نا سمجھی سے بھنویں اچکائی۔وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کس بدولت خاموش ہوئے ہیں۔ہادی اور فارس کا منہ اس کی بات پہ کھلا کا کھلا رہ گیا جو ان کی خوبصورتی پہ سوال اٹھا رہی تھی۔

"کیا ہوا رک کیوں گئے۔ویسے عناب تم نے اتنی جلدی تجزیہ بھی کر لیا اس کی شخصیت کا۔"

پریسہ ان سب کی توقع کے بر خلاف جاتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولتی ان سب کو کہی نا کہی ڈھیلا ڈھالا کر گئی۔اس سے قبل کہ وہ چہک کر اس کی بات کا جواب دیتی پریسہ اپنے موبائل پہ آنے والی کال کی بدولت ان سب کو اشارہ کرتے بے دھیانی میں قدم آگے کی جانب بڑھانے لگی۔موبائل کی سکرین پہ دھیان ہونے کی وجہ سے وہ اپنے سے دو قدم دور رکھا پتھر نا دیکھ پائی جس کی بدولت اس سے قبل کہ وہ لڑکھڑاتے اوندھے منہ زمین بوس ہوتی کسی نے سرعت سے اس کی کلائی کو اپنے شکنجے میں لیتے اپنی جانب کھینچا تھا اس کے ساتھ ہی پریسہ کے سیاہ بالوں کا بندھا جوڑا کھلتے اس کے لمبے گھنے بال دونوں شانوں کو ڈھک گئے تھے۔اس نے اطراف میں دھیان دیے بغیر تشکرانہ انداز میں موبائل کو اپنے سینے میں بھینچا اس بات سے بے خبر کے اس کی حرکتیں مسلسل کسی کی نگاہوں کے حصار میں ہیں۔سیاہ گیسوؤں سے ڈھکا چہرہ ہلکی گندمی سی رنگت اس پہ اس کے چہرے پہ چھایا اضطراب مقابل کو مدھم سا مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔اس نے بغور سر تا پا اس کا جائزہ لیا تھا۔اس کی کلائی ابھی تک اس کے شکنجے میں مقید تھی مگر وہ تو بس اپنے موبائل کو پرکھنے میں محو تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہے مس کڈو۔واٹس اپ۔"

ایک نزدیک سے آنے والی بھاری گھمبیر آواز پہ پریسہ کے چودہ طبق روشن ہوگئے سونے پہ سہاگہ اس کے لبوں سے نکلتا اپنے لیے لفظ کڈو اس کے اندر اشتعال کی لہریں دوڑا گیا۔اس نے ایک سیکنڈ سے بھی پہلے مقابل کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک نرم سا تاثر ابھرا ہوا تھا۔اس نے حواس بحال کرتے ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کرائی جو اس نے بغیر کسی تردد کے نرمی سے چھوڑ بھی دی۔پریسہ نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاؤ ڈیئر یو ٹاک ٹو می لائک ڈیٹ مسٹر ایکس وائے زی۔"

وہ نفرت بھری نگاہوں سے اس کا مسلسل مسکراتا چہرہ دیکھ زہر خند لہجے میں گویا ہوئی۔مقابل نے ستائشی انداز میں اس کا یہ جلالی روپ دیکھا۔

"میرے خیال میں تمہارے معاملے میں کچھ تو گڑبڑ ہے۔اللہ نے تمہارا قد لمبا کرنے کی بجائے تمہاری زبان کا قد لمبا کر دیا ہے اور میری ہمت کی تو بات ہی مت کرو میں بندہ بڑا ڈیئرنگ ہوں۔"

وہ اس کی جانب جھکتے مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں لال سرخ چہرے سمیت بولتے پریسہ کو گہرا سانس بھرنے پہ مجبور کر گیا۔وہ ایک جھٹکے سے مڑی تھی جس کی بدولت اس کے بال مقابل کی آنکھوں کو بری طرح سلامی پیش کر گئے۔اس نے بے ساختہ کراہتے اپنی آنکھیں مسلی تھی۔

"ٹڈی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل ہی دل میں اسے نئے نام سے نوازتے آخر میں ناچاہتے ہوئے بھی کھل کر ہنس دیا تھا۔اس کی ہنسی دور تک جاتی پریسہ کی سماعتوں میں اتری تو وہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

"شکر کرو ارتضی یہاں نہیں ہے ورنہ۔"

اس سے پہلے کہ ہادی بے دھیانی میں اپنی بات مکمل کرتا فارس نے اس کے پاؤں پہ پاؤں مارتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔عناب کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔اس دوران پریسہ بھی واپس آچکی تھی۔

"کیوں کہاں ہے ارتضی ارے اس کا تو نوٹس ہی نہیں لیا۔"

عناب اطراف میں نگاہیں گھماتے نا سمجھی سے گویا ہوئی۔فارس نے شاطرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا اور ہادی کو دیکھتے اپنے مخصوص انداز میں بھنویں اچکائی تھی جس نے اگلے ہی لمحے اسے ہاں کا سگنل دیا تھا۔

وہ آیا تو تھا مگر شزا کا موڈ بری طرح خراب ہونے کی بدولت وہ اسے قریبی ریسٹورینٹ میں لے گئی "

"ہے۔ارتضی تو ویسے بھی اس کے آگے پیچھے ہی رہتا ہے جب سے آیا ہے بھلا کیسے اسے انکار کرتا۔

فارس کی معصومیت بھری آواز پہ عناب کے اعصاب تن گئے۔اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔

"عناب ایسا کچھ نہیں ہے ریلیکس یہ بس جھوٹ بولنا ہی جانتے ہیں۔"

عفیفہ اس کی اتری ہوئی صورت دیکھ دانت پیستے ہوئے بولی تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہلکے پھلکے انداز میں اثبات میں سر ہلا گئی ورنہ اندر ہی اندر ارتضی کا اس شزا کے ساتھ جانا اسے بری طرح کھل رہا تھا۔ کیا ارتضی کے نزدیک اس کی ذرا سی بھی اہمیت نہیں تھی۔ وہ فقط سوچ کر رہ گئی۔

"خیر یہ سب باتیں چھوڑو یہ بتاؤ کہ نکاح کیلیے ڈریس کیسا منتخب کیا ہے تم نے بریزہ۔"

عناب کی تجسس سے بھرپور آواز پہ اس نے ایک نظر ہادی کو دیکھا جو شریر نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ سب نے ان آنکھوں کے تال میل پہ بری شاندار قسم کی ہوٹنگ کی تھی۔

احتیاط کریں یہاں ہم جیسے سنگل بھی موجود ہیں۔ یوں کسی کپل کو ساتھ دیکھ ہمارا دل کے ساتھ ساتھ خون" "بھی جلتا ہے۔

فارس کی کڑھتی آواز پہ جہاں بریزہ جھینپی تھی وہی باقی سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"میرا ڈریس ہادی کی جانب سے ہے اور میں نہیں جانتی کہ وہ کیسا ہوگا۔"

وہ شانے اچکاتے بے نیازی سے گویا ہوئی۔ سب نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اپنی ایک ایک چیز اپنی پسند کی لاتی تھی اور اپنے اتنے خاص دن کا کام ہادی کے سر پہ چھوڑ چکی تھی۔ ان سب کے منہ سے کورس میں کیا نکلا تھا۔

"اے ہادی کیا جادو کیا ہے تم نے ہماری لڑکی پہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم اس کے شانے پہ مکہ کرتے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ہادی نے کراہتے اپنا شانہ ہلایا جو پے در پے ان یے تھپڑوں اور مکوں کا وارث بنتا رہتا تھا۔

نکاح کر رہا ہوں میں اس کے ساتھ اب اتنا حق تو مجھے حاصل ہے کہ میں اس کیلیے کچھ خرید سکوں اور اگر "تمہیں میری پسند ہے اتنا ہی شک ہے تو ایک نظر اپنی دوست کو دیکھ لینا اندازہ ہو جائے گا۔

وہ بائیں آنکھ دباتے مزے سے بولتے مدھم سا ہنس دیا۔سب نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا البتہ بریزہ کے لبوں کے گوشوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ ٹھہر گئی تھی۔

"و"ویسے مریم تمہیں جادو کرنا آتا ہے کیا۔

فارس کی سنجیدہ آواز پہ مریم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو معمول کی نسبت سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"نہیں۔تمہیں آتا ہے کیا۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے ایک ایک چبا چبا کر بولی۔فارس اس کی بات پہ مدھم سا ہنسا۔

یقین کرو اگر کرنا آتا ہوتا نا تو سب سے پہلے تمہاری الماری کو خالی کرتے اپنے پسند کی ہر چیز کی وہاں لائن "لگواتا۔"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے مسحور کن لہجے میں بولتے اس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار کروا گیا۔

"اور اگر مجھے آتا ہوتا تھا تو سب سے پہلے یہ جو تمہارے منہ میں زبان ہے نا اسے کاٹ کر اپنے پاس رکھتی۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی اسے قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔مریم کو وہ ذہر سے بھی انتہائی برا لگا تھا۔

ارے یم یم میں تو سر سے پاؤں تک تمہارا ہوں جو بھی تم رکھنا چاہو اور اگر مجھے بھی رکھنا چاہو تو مجھے کوئی مسئلہ "

"نہیں۔میں تو ویسے بھی انتظار میں ہو۔

وہ اسے تنگ کرنے کی خاطر مصنوعی محبت بھرے لہجے میں بولا۔اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گئی تبھی اس کے سر پہ کتاب مارتے تلملا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کے یوں جل بھن کر اٹھنے پہ سب کی ہنسی بیک وقت چھوٹی تھی۔اس نے خون آشام نگاہوں سے فارس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں لال سرخ ہو رہا تھا۔وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔جس کے سامنے سب کی زبان بند ہو جاتی تھی اس کی زبان فارس شیخ کے سامنے بند ہو جاتی تھی۔وہ چاہ کر بھی اس کی حاضر جوابی کا جواب نہیں دے پاتی تھی تبھی خاموشی سے اس سے ہار مان جایا کرتی تھی۔

****

"میرے بچوں کی پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔"

عادل نے عفیفہ اور پریسہ دونوں کو اپنے دائیں بائیں بٹھاتے مسکراتے لہجے میں استفسار کیا تو ان دونوں نے ان کی بات پہ نرمی سے مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی۔عادل نے اب کی بار اپنی توجہ سامنے ہی صوفے پہ بیٹھے صدام کی جانب مبذول کرائی جو موبائل میں گھسا نا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

"میرے بیٹے کے مزاج کیسے جا رہے ہیں عفیفہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

انہوں نے کچھ سوچ کر سرگوشی کرنے والے انداز میں عفیفہ کو مخاطب کیا تو وہ اس غیر متوقع سوال پہ گڑبڑا گئی۔اس نے نا سمجھی سے عادل کی جانب دیکھا وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہیں پریسہ کے چہرے پہ جم گئی جو اسے ہی دیکھ کر شرارت سے مسکرا رہی تھی۔وہ چونک کر سر جھٹک گئی۔

اس سے کیا پوچھ رہے ہیں بابا مجھ سے پوچھیے آپ کی بیٹی میرے پاس ہی آنا پسند نہیں کرتی تو وہ آپ کی بات "کا جواب کیسے دے سکتی ہے۔وہ سرے سے ہی مجھے منہ لگانا پسند نہیں کرتی۔"

وہ جو بظاہر موبائل میں مصروف تھا اس کی تمام تر سماعتیں ان کی جانب ہی متوجہ تھی تبھی بغیر کسی تگ ودو کے سپاٹ لب ولہجے میں گویا ہوا۔عفیفہ نے ایک خاموش نگاہ اس پہ ڈال کر ہٹالی۔فالوقت وہ کسی بھی قسم کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتی تھی۔اس دوران عافیہ بھی چائے کی ٹرے لیے وہی آگئی۔انہوں نے ٹرے میز پہ رکھی تو پریسہ انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتی خود اس کام میں جت گئی۔

"بیٹھ جائیں آپ ماما میں کرتی ہوں۔"

وہ نرم لہجے میں بولتی مسکرا دی۔عافیہ نے محبت سے اس کی جانب دیکھا جس کے لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔یہ بات انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ یہ مسکراہٹ بھی وہ کھینچ کر اپنے لبوں پہ جماتی ہے ورنہ اندر سے تو وہ بلکل کھوکلی ہو چکی ہے۔

"ویسے تم اسی لائق ہو کہ تمہیں منہ نا ہی لگایا جائے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عادل کی سرد آواز پہ صدام نے محض بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا البتہ عفیفہ مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہوتا چہرہ جھکا گئی۔اس کے لبوں پہ بھٹکتی مسکراہٹ دیکھ صدام کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"بابا میرے خیال میں میں آپ کی ہی اولاد ہوں آپ کے ہی خون سے سینچا گیا ہوں مگر پھر بھی ایسا پرائیوں والا برتاؤ کچھ سوٹ نہیں کر رہا آپ پہ۔آپ اپنے بیٹے کو چھوڑ کر اس کی طرفداری کرتے جا رہے ہیں پہلے دن سے اب تک۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے قہر برساتے لہجے میں بولا۔اس دوران اس کی نگاہیں مسلسل عفیفہ کے چہرے پہ جمی تھی جو مسکراہٹ روکنے کے چکر میں ہلکان ہو رہی تھی۔عادل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے چائے کی چسکی بھری اور بہم سا مسکرائے۔

"بلکل میں اس کی طرفداری کر رہا ہوں کیونکہ میں نے پہلے بھی تمہیں یہ بات باور کروائی تھی کہ میں عفیفہ کو اس گھر کی بہو نہیں بلکہ بیٹی بنا کر لے جا رہا ہوں اور ایک باپ سے بہتر اپنی اولاد کو کوئی نہیں سمجھ سکتا یہ بات تمہیں اس وقت سمجھ آئے گی جب تم خود صاحب اولاد ہو گے۔"

وہ طنزیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے جتانے والے لہجے میں گویا ہوئے۔صدام کی نگاہیں ان کی بات پہ لو دینے لگی۔وہ ان کی بات سمجھتے دلکشی سے مسکرایا البتہ عفیفہ کا رنگ صدام کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ پھیکا پڑ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

صاحب اولاد ہونے کیلیے مجھے سب سے قبل آپکی اس بیٹی کو منانا پڑے گا جو مجھ سے بات کرنے کی ہی روادار" نہیں ہے اور اگر ایسا ہی چلتا رہا تو پھر میں تو بس آپ کی جھڑکیاں ہی سنتا رہوں گا اسی لیے بول رہا ہوں ماما کہ "اپنی اس بہو کو کہے کہ مجھ پہ نظر کرم کیا کرے۔

وہ لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹتے دلفریبی سے بولتے آخر میں عافیہ کو بھی اپنی بات میں شامل کرتا ہوا بولا تو عفیفہ نے بمشکل مسکرا کر صدام کی جانب دیکھتے چہرہ جھکا لیا ورنہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جس منہ سے وہ یہ سب بول رہا ہے وہ اس کا وہی منہ نوچ ڈالے۔اس ساری بات کے دوران سب سے اونچا چھوٹنے والا قہقہہ پریسہ کا تھا۔وہاں موجود ہر فرد کی توجہ اس کی جانب مبزول ہوئی جو قہقہہ روکنے کے چکر میں سرخ انار بنی ہوئی تھی۔عفیفہ نے تلملا کر اس کی جانب دیکھا۔

"ایم سوری ایم سوری پتہ نہیں کیسے ہنسی نکل گئی۔"

وہ گہرا سانس بھرتے مسکراتے لہجے میں بولی۔عفیفہ سر جھٹک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ اس سے زیادہ یہاں بیٹھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

سب کو چائے تھماتے سب سے آخر میں اس نے صدام کی جانب دیکھا جو اسے ہی مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا۔اس نے اپنی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹتے اپنی تمام تر ہمت مجتمع کرتے چائے کا کپ اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا تھا۔پریسہ کا دل اس کے انداز پہ دھک سے رہ گیا۔سب نے خوشگوار حیرت سمیت ان

All Rights Reserved By Novels Lounge

دونوں کی جانب دیکھا جن کے درمیان اب بھی ایک سرد جنگ چھڑی ہوئی تھی۔وہ اپنا کپ لیتے دوبارہ عادل کے ساتھ ہی براجمان ہوگئی۔

"ارے کہاں چلی بیٹھو نا یہ تو ایسے ہی مزاق کرتا ہے۔مت کیا کرو صدام سب کے سامنے شرمندہ اسے۔"

عافیہ اسے جھاڑ پلاتے ہوئے بولی تو وہ شان بے نیازی سے شانے اچکا گیا۔اسے تنگ کرنے میں بھی اپنا ہی مزا تھا اور یہ بات وہ چاہ کر بھی انہیں بتا نہیں پایا۔اب وہ سب ہلکی پھلکی گفتگو کے دوران چائے پینے میں بھی مصروف تھے کہ اچانک ہی عادل کچھ یاد آنے پہ سیدھے ہو کر بیٹھے۔

ہادی اور بریزہ بیٹا کا رشتہ طے ہو گیا ہے آج راحیل سے ملاقات ہوئی تھی میری اگلے ہی ہفتے کو نکاح کی رسم" رکھی گئی ہے۔ویسے مجھے یہ بات بہت اچھی لگی ہے کہ اگر وہ لڑکا کسی اور کو پسند کرتا تھا تو اس نے ہماری پریسہ کو اپنی زندگی میں کسی دباؤ میں آکر شامل نہیں کیا بلکہ اس کے حق کیلیے لڑا ہے۔شکر ہے راحیل نے بھی کوئی مسئلہ "کھڑا نہیں کیا ورنہ اس بچے کیلیے مشکلات پیش آتی۔

وہ سنجیدگی سے بول رہے تھے اور عفیفہ اور پریسہ نے نکاح کی بات پہ چھکتے ان کی جانب دیکھا کیونکہ صبح تک تو منگنی کا ذکر تھا اب نکاح کیسے ہو گیا۔ان کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

ایسا ہی ہونا چاہیے ماں باپ اپنے بچوں کو سمجھنے لگ جائیں نا تو آج اولاد کسی بھی قسم کا غلط قدم نا اٹھائے۔میں تو" کہتی ہوں کہ اولاد کو اپنے ساتھ اس حد تک فرینک رکھو کہ وہ آپ سے چھوٹی سے چھوٹی بات بھی کھل کر "کر سکیں نا کہ اس میں جھجک محسوس کریں۔

عافیہ نے بھی اس پوری بات میں زور و شور سے تائیدی انداز میں سر ہلاتے ان کا ساتھ دیا تھا۔ صدام اس دوران ایک خاموش نگاہ گم صم بیٹھی پریسہ پہ ڈالتے ٹھنڈی آہ بھرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کسی کو بھی مخاطب کیے بغیر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"صدام انہیں شاپنگ پہ لے جانا تم آج ہی کیونکہ اگلے چار دن تو ویسے بھی بارش کی پیشن گوئی ہے۔"

اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھتے تھمبز اپ کا اشارہ کیا اور تیز قدموں سمیت اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"بابا اس کی ضرورت نہیں ہے میں گھر سے ہی کوئی۔"

"ایسے کیسے گھر سے ہی کوئی دوستوں کا نکاح ہے ہماری دونوں بیٹیاں بن ٹھن کر جائیں گی۔"

عافیہ اس کی بات درمیان میں ہی کاٹتے مصروف انداز میں بولتے کپ ٹرے میں رکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

بلکل ماما میں تو بہت شوق سے پہنوں گی ویسے ماما کیا ہی بات ہو کہ کوئی اسی نکاح پہ ہماری پریسہ پہ فریفتہ ہوتے"

"اس کے لیے رشتہ بھیج دے قسم سے مجھے اس دن کا بہت بے صبری سے انتظار ہے۔

وہ آنکھیں میچتے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے مزے سے بولی تو وہ دونوں ناچاہتے ہوئے بھی قہقہہ لگا کر ہنس دیے اس کے برعکس پریسہ کی آنکھوں میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔

"بکومت۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے لہجے کو مصنوعی ہشاش بشاش بناتے اس کے شانے پہ جھانپڑ مارتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کی تقلید میں قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔ عفیفہ اسے تیار رہنے کا بولتے خود اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ پریسہ جانا تو نہیں چاہتی تھی مگر جانے سے انکار کر کے وہ بات کو بڑھاوا بھی نہیں دینا چاہتی تھی تبھی اس کی بات پہ خاموشی اختیار کر گئی۔ عفیفہ نے جوں ہی اپنے کمرے میں قدم رکھا اندر سے آنے والی غیر معمولی بدبو سونگھتے اس کا جی بری طرح متلایا تھا۔ اس نے متلاشی نگاہیں جوں ہی پورے کمرے میں گھمائی وہ اسے گلاس ڈور کے پاس ہی صوفے پہ بیٹھا دکھائی دیا۔ عفیفہ کی جانب اس کی پشت تھی تبھی وہ اس کے حرکات و سکنات کا جائزہ نا لے سکی۔

"یہ کس قسم کی بدبو۔ ہیں یہ تو سگریٹ کی سمیل ہے یہ کون کہی صدام تو نہیں۔"

اس سے پہلے کہ وہ پردے برابر کرنے کی خاطر بڑبڑاتے ہوئے کھڑکی کی جانب بڑھتی سگریٹ کی سمیل نتھنوں سے ٹکراتے ہی اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تبھی بغیر کسی لمحے کی تاخیر کے اس کے سر پہ پہنچی تھی جو پوری دلجمعی سے سگریٹ لبوں میں دابے گہرے کش بھر رہا تھا۔ عفیفہ کا منہ اس کی حرکت پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔"

وہ ہونقوں کی مانند اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جس کی آنکھوں کے ڈورے انتہائی سرخ پڑ رہے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہو لگ رہا ہوں نا بلکل مجنو قسم کا انسان۔ دیکھو تمہارے ہجر نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔"

وہ جو آج کل ارتضی کے پیچھے لگ کر سگریٹ کو اپنی زندگی میں شامل کر بیٹھا تھا آج بھی نا جانے کیوں بے چینی محسوس کرتے سلگا کر بیٹھ گیا تھا مگر اب عفیفہ کو اپنے سر پہ کھڑے گھورتا پا کر عاشقانہ لہجے میں بولتے اسے اچھا خاصہ خفت میں مبتلا کر گیا۔

"اتنا میرے ہجر میں جینے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو۔ ویسے بھی ایک کمرے میں ایک ساتھ رہتے ہوئے بھی کونسا ہجر کاٹا جاتا ہے جو انسان نشئی بن جائے۔ پوچھتی ہوں کل جا کر میں اس ارتضی نشئی سے جو نا جانے کیوں ان کاموں میں ملوث ہوتا جا رہا ہے اور ساتھ دوسروں کو بھی کر رہا ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے باور کرانے والے انداز میں تند لہجے میں گویا ہوئی۔ اس سے قبل کہ وہ سر جھٹک کر مڑتی صدام نے اس کے سنہری رنگ کے ڈوپٹے کے پلو کو تھامتے اپنی جانب کھینچا تو وہ توازن کھوتی اس سے کچھ فاصلے پہ ہی صوفے پہ بیٹھ گئی۔ عفیفہ اس کی بے ساختہ حرکت پہ اپنے ڈوپٹے پہ ہاتھ جماتے دم سادھ گئی۔

"ساتھ رہتی ہو پاس تو نہیں رہتی نا دل میں رہا کرو یار دھڑکنوں میں سما جاؤ میری روح تک میں اتر جاؤ۔ ہائے کاٹے نہیں کٹتے دن یہ رات کہنی تھی جو تم سے دل کی بات لو آج میں کہتا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سامنے دیوار پہ نگاہیں جمائے سیگریٹ کا گہرا کش لیتے دلفریبی سے بولتے عفیفہ کو پیچ وتاب کھانے پہ مجبور کر گیا۔اس نے کینہ توز نگاہیں اس کی انگلیوں میں دبی سیگریٹ پہ جمائی معاًاس کی والہانہ نگاہوں کا رخ اپنے چہرے پہ پاتے اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔وہ بدک کر اس سے فاصلہ قائم کرتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی مبادہ اس کے حواس نا بگڑ جائے جو اکثر بیشتر بگڑتے رہتے تھے جس کا خمیازہ سراسر اسے ہی بھگتنا پڑتا تھا۔

"سچ میں صدام آپ سے بڑا واہیات انسان اس دنیا میں کوئی نہیں ہو گا۔کون کسی لڑکی سے اس قسم کی بات کرتا ہے۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے دبے دبے لہجے میں بولی۔صدام اس کی بے فضول بات پہ بھونچکا رہ گیا۔مطلب وہ اپنی بیوی سے بھی اب بات نہیں کر سکتا تھا۔

"ابے سالے تو نے اسے بیوی کا درجہ دیا ہی کب ہے۔"

اس نے دل نے فوراً سے بیشتر اسے سرزنش کی تو وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے خجل سا ہو گیا مگر اب اپنا پلڑا بھی تو بھاری کرنا تھا نا۔

"اتنا بڑا الزام مت لگاؤ بغیر کسی تصدیق کے مجھ پہ ابھی تم نے میری واہیاتی دیکھی کہاں ہے اور رہی بات ایسی بات کرنے کی تو جس سے کر رہا ہوں وہ لڑکی میری بیوی ہے اب بیوی سے ایسی باتیں نا کروں تو محلے کی شمائلہ سے کروں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تنک کر بولتے عفیفہ کو خجالت میں مبتلا کر گیا۔اس کے ایک جھٹکے سے کھڑے ہونے پہ عفیفہ کو اندازہ ہوا کہ اس کا موڈ بری طرح خراب ہو چکا ہے معا اس کی بات کا مفہوم سمجھتے اس کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"اچھا آپ کو بڑا معلوم ہے کہ محلے میں شمائلہ رہتی ہے ویسے شرم تو آپ کو چھو کر بھی نہیں گزری صدام۔"

عفیفہ اس کی عجیب و غریب باتوں پہ بگڑے حواسوں سمیت پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی جبکہ ہاتھ تیزی سے بیڈ پہ بکھری چیزوں کو سمیٹنے میں مصروف تھے۔لہجہ خود بخود تلخ ہو گیا تھا۔سب کا معلوم ہو گا اسے بس اپنی بیوی کے بابت ہی کچھ نہیں علم ہو گا۔

ہاں میرے حصے کی بھی ساری شرمیں تمہیں ہی تو لگ چکی ہیں تبھی تو میرے نزدیک نہیں آتی۔ کبھی"

"فرصت سے آنا ساری بے شرمی دکھاؤں گا۔اب تمہاری امیدوں پہ پورا بھی تو اترنا ہے۔

وہ بائیں آنکھ دباتے دل جلانے والے لہجے میں بولا ساتھ ہی اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے اس کی تیکھی ناک کو ہولے سے دبایا تھا۔لبوں کے گوشوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی جسے دیکھ عفیفہ کا پور پور سلگ اٹھا۔یہ انسان سچ میں وہی صدام تھا جو اسے بلانا تو دور دیکھنا تک گوارا نہیں کرتا تھا۔وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔اس پل اسے اپنا سر گول گول گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

"چلو تیاری پکڑو شاپنگ پہ چلیں اور پری سے بھی بول دینا۔"

وہ وارڈروب سے اپنی شرٹ نکالتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

م "مجھے آپ دونوں کے درمیان کبوتر بننے کا کوئی شوق نہیں ہے اتنی لمبی زبان اور جو یہ لمبی ٹانگیں اللہ نے دی ہے نا اس کا استعمال کر کے اس کے کمرے میں جائیں اور بول دیں بہت آسان سا کام ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولتی بالوں کی چوٹی باندھنے میں مصروف ہو گئی۔ صدام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جواب اپنے ڈوپٹے کو ہی سر پہ اوڑھ رہی تھی۔ صدام کی پیشانی پہ لاتعداد بل نمودار ہوئے۔ وہ دھیمے سے قدم اٹھاتے اس کے نزدیک پہنچا جواب نک سک سی تیار جوتے کا سٹریپ بند کر رہی تھی۔

"یہ تم نے چادر کس خوشی میں نہیں لی محترمہ۔"

وہ سرد مہری سے گویا ہوا۔ عفیفہ کے ہاتھوں کی حرکت وہی تھمی تھی۔

"میں نہیں چاہتی کہ میری بدولت کوئی آپ کو بات کرے اور ویسے بھی اگر میں نے چادر اوڑھ لی تو آپ اس سوسائٹی میں نظریں کیسے ملا پائیں گے۔"

وہ دوبارہ نارمل لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک گہری کاٹ دار نگاہ اس کی جانب اچھالتے کمرے سے باہر نکل گئی۔ صدام اس کی باتوں پہ جبڑے بھینچتے ضبط کر کے رہ گیا۔ وہ جوں ہی نیچے لاؤنج میں پہنچی پریسہ پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔ وہ دونوں آگے پیچھے باہر پورچ کی جانب بڑھ گئی۔ پریسہ نے زبردستی کرتے اسے گاڑی کا اگلا دروازہ کھولتے وہاں بٹھایا تھا۔ کچھ ہی دیر میں سیاہ پینٹ شرٹ میں ملبوس آنکھوں پہ سیاہ ہی گوگلز لگائے وہ خوشبوؤں میں گھرا جوں ہی گاڑی کے نزدیک پہنچا تو عفیفہ کا دل دھک سے رہ گیا کیا وہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسے یہاں سے اتارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ صدام نے ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولا تو وہ سختی سے آنکھوں کو میچ گئی۔

معاً اپنی گود میں کسی چیز کا احساس محسوس کرتے اس نے دھیرے سے اپنی پلکیں واں کرتے اس چیز کی جانب دیکھا تو وہ سیاہ رنگ کی اسی کی چادر تھی۔

"اسے اوڑھو فوراً سے پہلے اور مجھے اب بلاوجہ تمہاری زبان چلتی ہوئی نظر نا آئے۔

وہ اس کے گال کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوا۔ عفیفہ نے تھکے تھکے اعصابوں سمیت خاموشی سے چادر اوڑھتے خود کو اچھے سے ڈھانپا تھا۔ ویسے بھی وہ خود اس چھوٹے سے ڈوپٹے میں بے چین تھی مگر اس نے صدام پہ یہ چیز واضح نہیں ہونے دی تھی مگر اس کی جانب سے آنے والی چادر کو دیکھ اس کا دل کہی نا کہی تشکرانہ انداز میں سجدہ ریز ہوا تھا۔ پریسہ بھی ان دونوں کی حرکت پہ ہولے سے مسکاتے اپنی نگاہوں کا رخ ونڈ سکرین کے پار بھاگتے دوڑتے مناظر پہ جما گئی۔

****

صبح جوں ہی اس کی آنکھ کھلی اس نے نگاہیں بے ساختہ نوفیل کی تلاش میں گھمائی تھی مگر اتنے بڑے کمرے میں اس کے سوا کسی کا بھی نام و نشان نا دیکھ وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ چہرے پہ خوف کا عنصر صاف نمایاں تھا۔ وہ چپل پیروں میں اڑستے اپنی جگہ سے اٹھی اور بھاگنے والے انداز میں کمرے سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔ ملگجہ سا حلیہ بال دونوں شانوں پہ بکھرے ہوئے تھے آنکھوں میں نے تحاشہ آنسو یہاں

All Rights Reserved By Novels Lounge

تک کہ اسے سر پہ ڈوپٹہ اوڑھنے کا بھی ہوش نہیں تھا۔اس سے قبل کہ وہ باہر صحن کی جانب بڑھتی کسی نے سرعت سے اس کی کلائی کھینچتے دیوار کی اوٹ میں کیا تھا۔خوف کے مارے اس سے قبل کہ وہ چلاتی لالہ رخ نے سختی سے اس کے لبوں پہ ہاتھ جماتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"بھاجائی کیا ہوا تم کو امارے کو بتاؤ ایسے باہر کیوں بھاگ رہا تھا تم۔"

وہ پریشانی سے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے تڑپ کر بولی تو پرخہ نے سرعت سے نفی میں سر ہلاتے اپنا حلق تر کیا تھا۔

"بھاجائی ایسا کیسے چلے گا اگر تم ام کو بتاؤ گا نہیں تو ام اس چیز کا حل کیسے تلاش کرے گا۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھ تھامتی سمجھانے والے انداز میں بولی تا کہ وہ اس کے ساتھ بھی کسی حد تک کھل سکے۔پرخہ حالانکہ اس کے جتنی ہی تھی مگر پھر بھی اسے یہ لڑکی نا جانے کیوں بہت پیاری لگتی تھی مگر اس کی آنکھوں میں چھپا خوف وہ نا جانے کیوں ناپسند کرتی تھی۔

"وہ۔وہ کہاں ہے۔وہ امارے کو چھوڑ کر چلے گئے کیا۔"

وہ بے چینی سے بولتے اسے تاسف سے نفی میں سر ہلانے پہ مجبور کر گئی۔

"لالہ کی بات کر رہی ہیں آپ۔وہ تو صبح سویرے کام پہ نکل جاتے ہیں ان کی واپسی تو اب شام کے وقت کی ہو گی۔امارے لالہ کام کے بہت پابند ہیں مگر تمہارے کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ام ہیں نا تمہارا دھیان بھی بٹا دیں گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے مسکراتے لہجے میں بولی۔ پرخہ نے چونک کر اس کی آنکھوں دیکھا جہاں ایک نرمی سی چھائی ہوئی تھی معاً اگلے ہی لمحے وہ اس کا حصار توڑتے نفی میں سر ہلاتے باہر کی جانب بھاگی تھی۔

"بھا جائی ڈوپٹہ۔"

اس سے پہلے کہ رخ اپنی بات مکمل کرتی سامنے سے آتی ذربی بی کو دیکھتے پرخہ کے قدموں کے ساتھ ساتھ اس کے دل کی دھڑکن بھی سست پڑی تھی۔ آنکھوں میں خوف کی لکیریں تیرنا شروع ہو گئی۔

"تمہیں تمیز نہیں ہے کہ کیا یوں ڈوپٹہ گلے میں ڈال کر کہاں بھاگی چلی جا رہی ہو۔"

وہ غیض کے عالم میں غرائی تو ان کا اونچا لہجہ سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے دونوں ہاتھ کان پہ جماتے زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ ذربی بی نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کی رنگت پیلی پڑتی جا رہی تھی۔

"ام نے کچھ نہیں کیا۔ ام برا نہیں ہے وہ لوگ برے تھے۔ امارے ساتھ ایسا مت کرو۔"

وہ دونوں ہاتھ ان کے سامنے جوڑتے منت کرنے والے انداز میں بولتی ان کے پیروں کو تھام گئی۔ ذربی بی نے کسمسا کر اس کی گرفت سے اپنے پیر آزاد کروانے چاہے مگر وہ ہنوز ان کے پیروں کو سختی سے جکڑے تڑپ رہی تھی۔ انہی چکروں میں ایک جھٹکا لگنے کی بدولت پرخہ بری طرح اوندھے منہ زمین بوس ہوئی تھی۔ لالہ رخ چیخ مارتے بھاگتے ہوئے اس کے نزدیک آئی جس کی پیشانی سے ہلکا ہلکا خون نکل رہا تھا۔ اس نے سختی سے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنے لبوں پہ ہاتھ جماتے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ گھبراہٹ اور پریشانی صاف واضح تھی۔

"مورے یہ تم نے کیا کیا۔آپ جانتی ہیں کہ اس میں ان کا تو کوئی قصور نہیں نا۔وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے۔وہ ٹوٹا بکھرا ہوا ہے آپ تو اس دن اتنی دعائیں دے رہا تھا اسے تو اب آپ ہی ایسا برتاؤ کیسے کر سکتے ہو۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی اپنے ڈوپٹے کا کونہ اس کی پیشانی پہ رکھتے سہلانے لگی جو اس کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔

"پرخہ۔"

معاً اپنے عقب سے آنے والی بھاری مردانہ آواز پہ پرخہ کے چہرے پہ زندگی سے بھرپور ایک لہر دوڑی تھی اور اس کے چہرے پہ کھلنے والے رنگوں کا ملاحظہ زربی بی نے شدت سے کیا تھا۔وہ دم بخود رہ گئی اس لڑکی کی جرأت پہ جواب رخ کا حصار توڑتے بھاگتے ہوئے نوفیل کے سینے سے لگتے ہچکیوں سے رودی تھی۔نوفیل نے سرعت سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کی پیشانی پہ موجود زخم کا ملاحظہ کیا جہاں سے ابھی بھی خون رس رہا تھا۔

"پرخہ کیا ہوا یہاں پہ کسی نے کچھ کہا ہے کیا۔"

وہ اس کی انکھوں میں دیکھتے نرم لہجے میں استسفار کرنے لگا۔اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا مبادہ اس کی بدولت یہاں کوئی بحث نا چھڑ جائے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"رخ کیا ہوا ہے یہاں پہ امارے کو ایک ایک بات بتاؤ کھل کر۔"

اس کی سپاٹ آواز پہ لالہ رخ نے چہرہ جھکاتے ایک ایک بات اس کی سماعتوں میں اتار دی۔ نوفیل نے اس کی بات مکمل ہوتے ہی گہرا سانس بھرتے زربی بی کی جانب دیکھا جو خاموشی سے نگاہیں چرا گئی تھی۔ اس نے ہولے سے پرخہ کے بالوں کو سہلاتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔ کسی کی نگاہوں کی تپش کا احساس تھا کہ نوفیل نے پیشانی پہ بل ڈالے جھٹکے سے چہرہ اوپر کی جانب اٹھایا تو وہاں موجود ملازم پورے انہماک سے پرخہ کی جانب دیکھ رہا تھا جس کا ڈوپٹہ شانوں پہ جما ہوا تھا۔ اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اپنی بیوی کے وجود پہ گڑی اس کی نگاہیں دیکھ۔

"دفعہ ہو جا یہاں سے ابھی اور اسی وقت۔"

اس کی دھاڑ پہ وہ ملازم ایک سیکنڈ سے بھی پہلے وہاں سے غائب ہوا تھا۔ پرخہ نے سہم کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات رقم تھے۔

"پرخہ تم اندر جاؤ رخ کے ساتھ ام ابھی آتا ہے۔"

وہ اس کا بالوں کو سنوارتے پچکارتے ہوئے بولا مگر پرخہ ہنوز وہی جمی رہی۔

"آپ۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تو نوفیل نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"ام آرہا ہے اندر کمرے میں ہی تم جاؤ۔ رخ لے جاؤ بھا جائی کو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے اشارہ کرتے خود ذربی بی کی جانب بڑھا اور انہیں اپنے حصار میں لیتے قدم دالان کی جانب بڑھائے تھے۔ پرخہ نے ہولے سے رخ موڑتے اس کی چوڑی پشت کو تکا اسی لمحے اس نے ذراسی گردن موڑتے اس کی جانب ایک مسکراہٹ اچھالی تھی۔ پرخہ خاموشی سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ نوفیل نے آرام سے انہیں صوفے پہ بٹھاتے خود دوزانوں ان کے نزدیک بیٹھتے ان کے دونوں ہاتھوں کو تھاما۔

"مورے امارے سے کوئی شکایت۔"

وہ سیدھا مدعے کی بات پہ آیا۔ انہوں نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

مورے جب ام بدل گیا تھا تو اس سے سب سے زیادہ خوش کون تھا تمہاری ذات تھی نا تو پھر اپنے اسی بدلاؤ" میں اگر ام نے کسی بے رنگ وجود کو اپنی زندگی میں شامل کیا ہے تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔ آپ تو کم از کم ان عام عورتوں کی طرح مت بنیں جو اس سب سے گزر چکی لڑکیوں کو جان سے مار دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ام نے اسے پورے دل سے اپنایا ہے اور ام یہی چاہتا ہے کہ اماری ذات سے اسے کسی قسم کی ٹھیس نا پہنچے تو پھر ام اپنے سے منسلک رشتوں سے ایسا کیوں چاہے گا۔ جیسے آپ کیلیے ام ہیں لالہ رخ ہے ایک لمحے کیلیے اسے بھی اسی مقام پہ رکھ کر دیکھیں آپکو ایک معصوم سا چہرہ دکھے گا اس کی ماں بھی اب دنیا میں نہیں ہے مگر وہ اس سب سے انجان ہے یہ اصلیت کھل جانے سے قبل ہی آپ اس کی ماں بن جاؤ اس کی زندگی زیادہ نا سہی "تھوڑی سی سہل ہو جائے گی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ متانت سے بولتے انہیں قائل کرنے کی کوششوں میں تھا اور ذربی بی وہ دم سادھے اس کی ایک ایک بات کو اپنی سماعتوں میں اتار رہی تھی معاً وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا جواب میں وہ مبہم سا مسکرایا۔

"کمرے تک جا رہا ہوں پرخہ کو دیکھ لوں ذرا وہ امارے علاوہ کسی کے قابو میں نہیں آتی۔"

وہ سادہ سے لہجے میں بولتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ انہوں نے بغیر پلک جھپکائے اس کی پشت کو تکا تھا جو اس کی پیشانی پہ چوٹ آنے کے باوجود اس سے کسی قسم کی تلخ کلامی کر کے نہیں گیا تھا۔

"امارے کو نہیں لگوانا جاؤ تم۔"

وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپاتے ضدی لب و لہجے میں بولی۔ رخ نے بے چارگی سے اس کی جانب دیکھا جو کسی کی بھی ماننے کے چکروں میں نہیں تھی۔

"ام ہلکا سا مرہم لگائے گا دیکھنا تم کو کچھ نہیں ہوگا۔ ہاں اس سے تمہارا زخم صحیح ہو جائے گا۔"

وہ کاٹن میں دوائی لگاتے اس کی جانب بڑھی تو وہ بدک کر بیڈ کراؤن سے جا لگی۔ اسے مسلسل اس کے ساتھ جدوجہد کرتا دیکھ نوفیل اپنی پیشانی مسلتے کمرے میں داخل ہوا تو پرخہ کے چہرے کی رونق پھر سے بحال ہوئی تھی جسے نوفیل نے بہت شدت سے محسوس کیا تھا۔ کیا وہ ایک ہی رات میں اس کی ذات سے اس حد تک جڑ چکی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

لالہ ام نے بہت کوشش کرلی اب آپکی باری ہے ام تو جارہے ہیں باہر بھا جائی کیلیے ہلکا پھلکا کچھ تیار کر دیتے ہیں۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔نوفیل نے محبت بھری نگاہوں سے اس کا چہرہ تکتے اس کی پیشانی کو چوما تو وہ کھلکھلا کر ہنستے کمرے سے باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی نوفیل نے گہرا سانس بھرتے اس کے مقابل جگہ سنبھالی تھی وہی کاٹن اب اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔

"ام لگائے تمہارے زخم پہ دوائی۔"

وہ ناجانے کیوں اس سے اجازت طلب کررہا تھا مگر جواب میں اس کا اثبات میں ہلتا سر دیکھ نوفیل کی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔

"یہ کیا حرکت ہے پرخہ لالہ اتنی دیر تک تمہارے ساتھ سر کھپائی کرتی رہی تم نے اس کی نہیں سنی اور امارے کو ایک بار بھی انکار نہیں کیا۔"

"وہ سب امارے کو رلاتے ہیں درد دیتے ہیں نا مگر آپ نے کل سے اب تک بس امارے سے بس پیار سے بات کی ہے۔"

وہ سادہ سے لہجے میں بولتی اسے ساکت کر گئی مگر جلد ہی سنبھلتے اس نے نرمی سے اس کی پیشانی پہ موجود زخم پہ دوائی لگائی تو اس نے سی کرتے سختی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔نوفیل نے اس کی حرکت بمشکل اپنے حواس بحال

All Rights Reserved By Novels Lounge

کرتے گہرا سانس بھرا اور نہ یہ لڑکی تو سراسر اس کا ضبط آزمارہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ باہر سے کس قدر غصے میں آیا تھا مگر اس پہ نظر پڑتے ہی نا جانے کیوں اس کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا تھا۔

"پرخہ۔"

"ہمم۔"

اس نے مصروف سے انداز میں اسے پکارا۔ وہ جو اپنی ہتھیلیوں کو کھرچنے میں مصروف تھی چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"اپنی حویلی پہ تم ڈوپٹہ سر پہ اوڑھتی تھی یا گلے میں۔"

اس کے سرسری سے لہجے پہ پرخہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک نرم سا تاثر تھا۔

"حویلی کے اندر گلے میں اور دالان میں آتے ہی سر پہ کیونکہ پھر امارے لالہ ڈانٹتے تھے مورے بھی۔"

وہ چہرہ جھکائے مدھم لہجے میں بولی۔ نوفیل نے اس کے سرخ و سفید ہاتھوں کو تھامتے ہولے سے سہلایا جس میں ابھی بھی زخموں کے نشان واضح تھے۔ اس کی آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھردی۔ صاف ستھرے رنگ پہ ایسے زخموں کے نشان مزید کھل کر دکھائی دیتے تھے۔ وہ سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر گیا۔

"گروہ تمہاری حویلی تھی جہاں کی تم بیٹی تھی مگر یہاں تم اماری عزت اماری بیوی اس حویلی کی بہو ہو تمہیں اس حویلی کے طور طریقوں کے مطابق رہنا ہے کمرے سے باہر ڈوپٹہ ہمیشہ سر پہ ہونا چاہیے ہاں کمرے کے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اندرام تم پہ کوئی پابندی نہیں لگا رہا کیونکہ اندر صرف ام دونوں ہونگے امارے سامنے تم جیسے مرضی رہو مگر باہر نہیں اس سے پھر سب ناراض بھی ہو گا اور جو گھر میں ملازم ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں۔ باہر طرح طرح کے ملازمین باباجان ایسے اچھا نہیں لگتا اور ام یہ بھی نہیں چاہتا کہ تم کو امارے علاوہ کوئی دیکھے یہ حق صرف امارے کو ملنا چاہیے نا۔ سمجھ رہی ہے نا پرخہ اماری بات کو۔ مانے گی نا۔"

وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں پہ نرمی سے اپنی انگلیاں پھیرتے محسور کن لہجے میں بولا ساتھ ہی سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی تو وہ بنا کسی تردد کے ذور و شور سے اثبات میں سر ہلا گئی۔ نوفیل کے لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ بکھری تھی۔

"ام نے آج بھی آپ کی بات مانی ہے نا آج بھی ام آپکی مورے کے سامنے خاموش تھا کچھ نہیں بولا۔"

وہ اسے جتانے والے انداز میں بولی تو نوفیل اس کی صورت کو کئی ثانیے تکتا رہ گیا جو کس قدر شوق سے اس کو اپنی خوبیاں گنوا رہی تھی۔

"ارے واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اماری پرخہ بھی تو اتنی اچھی ہے۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں اس کے گالوں کو چھوتے گویا ہوا۔ پرخہ کی آنکھیں اس کی بات پہ چمکنے لگی مگر اگلے ہی لمحے ان آنکھوں سے چمک جیسے کسی نے نوچ لی تھی۔ اس کے چہرے پہ دکھ بھرے تاثرت ابھرے۔

کیا ام سچ میں اچھا ہے مگر سب کہتے ہیں کہ میں بہت گندی ہوں پھر ایک گندا انسان اچھا کیسے ہو سکتا ہے آپ جھوٹ بول رہے ہیں نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتے ہوئے اذیت سے بولی تو اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔اس نے محبت سے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

"پرخہ نوفیل خان بہت اچھی ہے اور یہ بات نوفیل خان سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا کوئی بھی نہیں۔"

وہ اس کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑتے باور کرانے والے انداز میں بولا۔پرخہ نے کانپتے ہاتھوں سے اسے خود سے دور دھکیلا تو اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ رہا تھا۔نوفیل اپنی بے اختیاری پہ سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس دوران اس کی توجہ موبائل پہ آنے والی کال نے اپنی جانب مبزول کرائی تھی۔

"ام دس منٹ میں وہاں پہنچتا ہے تم پریشان مت ہو۔"

وہ سرد لہجے میں بولتے ایک نظر پرخہ کو دیکھ تیز قدموں سے باہر کی سمت بھاگا تھا۔پرخہ نے بے چینی سے اس کی جانب دیکھا۔کچھ ہی دیر میں رخ اپنے ہاتھ میں ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی تو پرخہ اسے گم صم سی بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔

"بھاجائی یہ پی لو ام سچ بول رہا ہے تم ایک دم ہٹی کٹی ہو جاؤ گی۔"

وہ چہک کر بولی تو پرخہ انکار میں سر ہلاتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔اس کا چہرہ پرخہ کے انکار پہ بجھ سا گیا۔

لالہ رخ تم یہ پیالہ امارے کو دو وام اپنی بیٹی کو پلائے گا اور امارے کو پتہ ہے کہ یہ امارے کو انکار نہیں کرے گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

زربی بی کی اچانک آمد پہ اس نے سرعت سے سیدھے ہو کر بیٹھتے اپناڈوپٹہ درست کیا۔آنکھوں میں خوف کی لکیریں واضح تھی۔

"امارے کو آپ پلائیں گی۔"

"بلکل کوئی شک ہے کیااس میں۔"

انہوں نے کہتے ساتھ ہی چمچ بھرتے اس کی جانب بڑھایا جسے وہ خاموشی سے پی گئی۔اس طرح اگلے دس منٹ میں انہوں نے چھوٹی موٹی باتوں کے درمیان پوری پیالی خالی کردی تھی۔پرخہ نے آنکھوں میں آنسو لیے ان کی جانب دیکھا یکلخت وہ ان کے سینے سے لگی خاموشی سے آنسو بہانے لگی۔

آپ تو بلکل اماری مورے جیسی ہے۔وہ بھی ایسے ہی کرتی ہیں امارے کو ان کے پاس جانا ہے مگر کوئی لے کر" "نہیں جارہا۔

وہ بھرائے لب ولہجے میں گویا ہوئی۔وہ دونوں اس کی بات پہ لب بھینچ گئی جو فلحال اصلیت سے انجان تھی۔

اب سے ام بھی تمہاری مورے ہیں بلکل نوفیل اور لالہ کی طرح تم امارے کو آج سے مورے بلایا کروگی" "ٹھیک ہے نا۔

وہ اس کی پیشانی چومتے محبت بھرے لہجے میں بولی۔پرخہ نے آسودگی سے مسکراتے ان کی جانب دیکھا۔

آپ پریشان مت ہو مورے اماری بیوی کسی بات سے انکار نہیں کرتی وہ ساری باتیں مانتی ہے کیونکہ وہ بہت" "اچھی ہے کیوں پرخہ۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

عین اسی وقت نوفیل بھی ان سب کے درمیان آتے پرخہ کی ناک دباتے ہوئے مسکراتے لہجے میں بولا تو اس کی بات پہ پرخہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔نوفیل نے محبت پاش نگاہوں سے اس کے گلابی گالوں کو تکا توزربی بی کی نگاہیں نوفیل کے مسکراتے چہرے پہ ٹک کررہ گئی جو کس حد تک بدل گیا تھا۔بات بات پہ بے وجہ غصہ کرنے والا ان کا بیٹا اب اس کے ساتھ ہمہ وقت نرمی اور محبت سے پیش آتا تھا۔انہوں نے آسودگی سے مسکراتے ان دونوں کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا جوابا اُس نے ان کی پیشانی کو چوما۔

"بہت شکریہ مورے اماری بات کا مان رکھنے کیلیے ہو گیا نا قائل پھر اماری بیگم کا۔"

وہ شرارتی نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے بولا تو انہوں نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری تھی۔

"ہاں ہو گیا ام تمہاری بیگم کا دیوانا کیونکہ اس پہ امارے شیر جوان کا رنگ چڑھا ہے جس کا دھاڑتا ہوا غصہ اس لڑکی کو دیکھ کر تھم جاتا ہے۔"

وہ اس کے کان کھینچتے ہوئے مصنوعی ناراضگی سے بولی تو وہ کچھ خجل سا ہو گیا۔اس دوران رخ نے کسی حد تک اسے اپنی جانب مائل کر لیا تھا۔

"کیا کروں مورے ام چاہ کر بھی اس پہ غصہ نہیں کر پاتا۔جتنا بھی غصہ ہو مگر اس کا چہرہ دیکھ غصہ وہی پگھل جاتا ہے۔اب اس میں امارا کیا قصور۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو رخ کی کسی بات پہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔زربی بی دل ہی دل میں اس کی کیفیت کے بابت سوچتے کھل کر ہنس دی تھی۔وہ چاہتی تھی کہ اس کی بیٹا خود اپنے ان احساسات کو سمجھے۔

****

وہ اتنے دنوں کا تھکا ہارا جوں ہی حویلی کی حدود میں داخل ہوا غیر معمولی خاموشی سے اس کا استقبال کیا تھا۔اس نے متلاشی نگاہیں چاروں اطراف میں دوڑائی تو ایک خالی پن اس کے رگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی جسے وہ اندر ہی دبا گیا۔سامنے ہی خالی پلنگ کو دیکھ اس کا دل خون کے آنسو رویا۔ذہن کے دریچوں میں بریخنہ کی آواز کی بازگشت زور و شور سے ہوئی تھی۔

مورے میں آپ سے کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ آپ کو میری وجہ سے جاگ کر اپنی طبیعت خراب کرنے کی" "ضرورت بالکل بھی نہیں ہے۔

وہ انہیں ہمیشہ کی طرح اپنے انتظار میں بیٹھا دیکھ کر شکوہ کناہ نگاہوں سے میں بولا تو وہ اس کی ناراضگی پر نا چاہتے ہوئے بھی ہولے سے مسکرا دی تھی۔

اور ام تجھے کتنی بار بول چکا ہے کہ ام تو ہمیشہ ہی جاگے گا تمہارے لیے۔تم اماری آنکھوں کو وہ نور ہو جس کی" تلاش نے امارے وجود سے جان تک نکال دی تھی پھر تم امارے کو حاصل ہوا تھا۔ہاں جب تمہاری بیوی "آجائے گی تو ام اس ذمہداری سے خود بخود ہٹ جائے گا۔پھر تم جانو اور تمہاری بیوی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا سر اپنی گود میں رکھتے اس کی پیشانی پہ گرے بالوں کو سنوارتے ہوئے محبت سے بولی۔اس نے چونک کر نگاہیں سامنے اٹھائی تھی جہاں وہ نہیں تھی۔ہمیشہ دیر رات کا اس کے انتظار میں بیٹھنے والی عورت وہاں نہیں تھی۔اس نے گہرے سانس بھرتے اپنے وجود میں اٹھنے والے درد کو کم کرنا چاہا۔

"مورے مجھے تنہا کر گئی آپ۔کاش میں آپ سے کہ پاتا کہ آپ روز میرے لیے ویسے ہی انتظار کیا کریں مجھے کسی سے کچھ نہیں لینا صرف آپ سے ایک ماں کی آغوش چاہیے۔آج آپ نہیں ہے تو دیکھیں اس جگہ پہ میں بلکل تنہا ہوں جسے آپ میری بیوی بنا کر گئے ہیں وہ بھی تو نہیں ہے یہاں۔"

وہ اپنی آنکھوں کو سختی سے میچتے درد بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

"لیکن تم نے اسے اپنی بیوی کا درجہ بھی تو نہیں دیا جو وہ تمہادے لیے جاگے۔"

اس نے دماغ نے فوری طور پہ اسے سرزنش کی تو وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔اسے اب سب کچھ خود ہی سنوارنا تھا ورنہ بگڑنے میں وقت نہیں لگنا تھا۔اس سے قبل کہ وہ اپنے بکھرے بالوں کو سمیٹتے کمرے کی جانب بڑھتا اپنے عقب سے آنے والی قدموں کی چاپ پہ اس نے چونک کر جوں ہی اپنی پشت پہ دیکھا تو وہاں کھڑی پشمینہ کو دیکھ اس کے تنے ہوئے تاثرات سرعت سے ڈھیلے پڑے۔

"آپ اتنے دنوں بعد کیوں لوٹے شہرام۔خیال کریں اب آپ کی ایک بیوی بھی ہے امارے بارے میں ہی کچھ سوچ لیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بے چینی سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔ شہرام نے نرمی سے اس کا ہاتھ دباتے چھوڑا تھا۔ اب اس سب میں اس کی غلطی تو بلکل نہیں تھی تو وہ کیوں بے وجہ سزا کی حقدار ٹھہرائی جاتی مگر وہ اس کے دل کے حال سے واقف ہوتے ہوئے بھی زبردستی اس کی زندگی میں شامل ہوئی تھی۔

مختلف قسم کی باتیں اس کے زہن میں گڈمڈ ہونے لگی معاینہ کے بلانے پہ وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔

"ہاں کچھ کام تھا۔"

وہ مختصرا جواب دیتے اپنی کلائی میں بندھی گھڑی کو اتارنے لگا۔ مینہ نے گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا جس کے چہرے پہ تھکن صاف واضح تھی۔ اس نے ایکدم کسی سوچ کے تحت متلاشی نگاہیں پرخہ کی تلاش میں گھمائی مگر وہاں اس کی موجودگی نہ پاکر اس نے چونک کر شہرام کی جانب دیکھا۔

"شہرام پرخہ کہاں ہے اس کو کیا کمرے میں چھوڑ آئے۔"

وہ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ شہرام کے چہرے کے عضلات تن گئے۔ جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔

"وہ یہاں نہیں ہے۔"

وہ دوبارہ سپاٹ لب ولہجے میں بولا۔ مینہ کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا مطلب وہ یہاں نہیں تھی تو پھر وہ اسے کہاں چھوڑ آیا تھا۔

"تو پھر آپ اسے کہاں چھوڑ آئے۔ امارے کو تو بتائیں کم از کم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے اس کا بازو تھامتے پریشانی سے بولی۔ شہرام نے سہولت سے اس کی گرفت سے اپنا بازو آزاد کروایا تھا۔

میرے خیال میں ہمارے درمیان ابھی اس قدر اچھا رشتہ استوار نہیں ہوا کہ آپ مجھ سے سو قسم کے سوال" پوچھیں اور میں بنا غصہ دکھائے اس کا جواب دے دوں اسی لیے خاموشی اختیار رکھیں اور بس اتنا یاد رکھیں کہ "وہ جہاں بھی ہے بہت خوش ہے۔

اس کے سرد لہجے پہ مینہ نے بمشکل مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور خود ہی اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ ناجانے جذبات میں بہکتے وہ کیوں اس سے اتنے سوال پوچھ گئی تھی حالانکہ وہ شہرام سے اچھے سے واقف تھی۔

"ام کھانا۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔ چچی کیسی ہیں اب۔"

وہ ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکتے غنچہ کی بابت پوچھنے لگا۔

جی اب کافی حد تک بہتر ہیں ام نے آپ کو فون کیا تھا مگر آپ لوٹے ہی نہیں پھر ام خود ہی مورے کو لے کر" "ہسپتال چلے گئے تھے کیونکہ انہیں سانس لینے میں دقت پیش آرہی تھی۔

اس نے انگلیاں چٹخاتے تفصیل اس کے گوش گزار دی۔ شہرام نے اثبات میں سر ہلاتے اپنی چادر ڈھیلی کرتے قدم ایک بار پھر باہر دالان کی جانب بڑھائے تھے تاکہ ٹھنڈی ہوا لے سکے۔ اندر گھٹن کا احساس بڑھتا ہی چلا جارہا تھا۔ ناجانے کیوں ہ سب اس کیلیے مشکل سے مشکل تر ہوتا جارہا تھا۔ وہ اتنے بڑے بڑے قصوں کو آسانی سے حل کر لیا کرتا تھا مگر یہاں کچھ تو تھا جو وہ بھول رہا تھا۔ پرخہ کا شادی والے دل اغواء ہونا حالانکہ اس شادی

پہ بس گھر بار کے لوگ تھے اور پھر جانچ پڑتال کرنا مگر کوئی سراہاتھ نا آنا۔اتنی زیادہ سکیورٹی ہونے کے باوجود کوئی اسے یہاں سے کیسے لے جاسکتا تھا۔ہر جگہ تو شہرام نے اپنے بندے رکھے ہوئے تھے کیونکہ وہ یہاں کے قبیلوں کی دشمنیوں کے بابت اچھے سے جانتا تھا۔وہ وہی ایک جانب بیٹھتے دونوں ہاتھ پیچھے زمین پہ رکھ کر نیم دراز ہوتے سنجیدگی سے اس بارے میں غور و فکر کرنے لگا۔

"یہ کوئی اپنا ہے تو پھر کون ہے۔"

وہ آسمان کی جانب چہرہ اٹھاتے آنکھیں میچ گیا۔کئی ساعتیں ایسی ہی بیت گئی۔وہ ہنوز آنکھیں بند کیے کچھ سوچ دہا تھا معاً اپنی سماعتوں میں محسوس ہونے والی کسی کی مدھم سرگوشیوں کی آواز پہ اس نے ٹھٹھک کر بائیں جانب گردن موڑی جہاں کچھ فاصلے پہ موجود درخت کے اوٹ میں اسے کسی کی موجودگی کا گمان ہوا تھا مگر پھر وہ اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گیا کیونکہ حویلی میں شام کے وقت ہی کسی بھی ایرے غیرے کا داخلہ ممنوع ہو جاتا تھا مگر کچھ لمحوں کی توقف کے بعد سرگوشیوں کی اواز زراسی اونچی ہوئی تھی۔وہ پتھریلے تاثرات سمیت تیز قدموں سے اس جانب بڑھا تھا مگر وہاں کسی کی بھی موجودگی نادیکھ اس کے چہرے پہ اضطراب پھیلا تھا۔وہ مضطرب انداز میں اپنی ہتھیلیاں مسلنے لگا۔

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے مگر آوازیں تو یہی سے آرہی تھی۔"

"کوئی سراغ کچھ ایسا جو مجھے اس انسان تک پہنچنے میں مدد کرسکے جو اس سب کا ماسٹر مائنڈ ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پر سوچ نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لینے لگا معاً گیٹ سے باہر جاتے وجود کو دیکھ اس کی آنکھوں کی پتلیاں آخری حد تک پھیلی تھی۔وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس کے پیچھے بڑھا جب تک وہ گیٹ سے باہر نکل چکا تھا۔آسمان پہ کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھی جس کی بدولت اطراف میں موجود درخت کے پتے سر سرا رہے تھے۔ریت کی ذرے اس کی آنکھوں میں گھستے اس کو تکلیف پہنچانے کا سبب بن رہے تھے مگر پھر بھی اس نے اپنی تمام تر ہمت مجتمع کرتے ایک ہی جست میں کسی بھیڑیئے کی مانند اسے جھپٹتے اسے جالیا تھا۔اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ اپنی جانب موڑتے ہی شہرام کا چہرہ بے ساختہ زرد پڑا۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جواب پریشانی سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو اور اتنی رات کو۔"

شہرام کا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی سخت ہوا تھا۔نواب کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔اس نے بے ساختہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات رقم تھے۔

"وہ سر مجھے خان بابا نے بلایا تھا۔انہی کی بدولت میں گھر آیا تھا۔"

وہ اپنی تمام تر ہمت اکٹھا کرتے چہرہ جھکائے دھیمے لہجے میں بولا تو کسی حد تک شہرام سمجھ گیا کیونکہ کسی گھر کے فرد کی اجازت کے بغیر اندر آنا نہایت معقول بات تھی۔

"مگر یوں چوری چھپے اور بابا جان نے تمہیں کیوں بلایا یہاں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں پہ دباؤ بڑھاتے برفیلے لہجے میں بولا۔اس کے بے رحمانہ سلوک پہ نواب کی آنکھیں باہر کو ابل پڑی۔

وہ دراصل پرخہ کی بابت پوچھنا چاہتے تھے اور انہوں نے ہی یہاں سے بھاگنے کا بولا تھا کیونکہ اگر کسی کو علم ہوتا کہ میں یہاں آیا ہوں تو وہ یقیناً میری فیملی کو نقصان پہنچاتے۔"

وہ اس کے مضبوط ہاتھوں میں موجود اپنا ہاتھ دیکھ تڑپ کر بولا جو اس کی گرفت میں سرخ پڑ چکا تھا۔شہرام نے تلخی سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

جانتے ہو مجھ سے دغا کرنے کی سزا۔یا شاید تم فراموش کر چکے ہو کہ تمہاری ہی انہی نگاہوں کے سامنے اس گاڑی والے کا کیا حال کیا تھا کیونکہ اس نے شہرام خان سے دغا کیا تھا۔"

وہ اس کے جبڑے کو اپنی گرفت میں لیتے اسے تڑپنے پہ مجبور کر گیا۔اس وقت نواب کو وہ ٹوٹا بکھرا شہرام تو قطعی نہیں لگا یہ تو کوئی اور ہی تھا وہی پرانے شہرام کا عکس جس کے سائے سے ہی لوگ ڈر جایا کرتے تھے جیسے ابھی اس کی حالت حد درجہ خراب ہو چکی تھی۔

"سس۔سر میں جانتا ہوں پلیز چھوڑیں مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"

وہ تکلیف ذدہ لہجے میں بولتے شہرام کو اس کا منہ جھٹکنے پہ مجبور کر گیا۔اس کی گرفت سے اپنا چہرہ آزاد ہوتے ہی اس نے دو تین گہرے گہرے سانس بھرے تھے مگر ابھی بھی تکلیف کا احساس بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔اس نے

All Rights Reserved By Novels Lounge

آنکھوں میں آئی نمی کو اندر دھکیلا اور اس کے اشارے کے مطابق تیز قدموں سمیت وہاں سے بھاگ نکلا تھا کیونکہ شہرام سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اس کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

مَ "میرے ہی اطراف میں موجود لوگ مجھے ہی انڈر اسٹیمیٹ کر رہے ہیں انٹرسٹنگ اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے ایسے ڈئیرنگ گیمز کھیلنے میں ویسے بھی مجھے بہت لطف آتا ہے کیونکہ ان میں اپنی زبان سے زیادہ اپنے ہاتھ پاؤں کھلے رکھنے پڑتے ہیں۔اب اس شیر کے شکار سے کوئی نہیں بچ جائے گا اس کی ایک دھاڑ سے تھر تھر کانپے گا وہ ایک ایک شخص جو اس کام میں ملوث ہے۔"

وہ بڑی حویلی کو اپنی نگاہوں کے حصار میں لیتے سرد لہجے میں پھنکارا تھا۔آنکھوں کے سامنے ان تین عورتوں کا روتا بلکتا چہرہ لہرایا تھا جو اس کے دل کے انتہائی قریب تھی۔چہرے پہ کچھ بھی کر جانے کا جنون واضح تھا۔

****

"تم کیوں نہیں کچھ خرید رہی پری۔"

عفیفہ تو جب سے مال آئی تھی اس وقت سے اب تک کوئی تین سے چار سوٹ خرید چکی تھی مگر پریسہ وہ صرف خاموشی سے اس کے ساتھ چلتی جیسے کوئی بہت ہی عظیم کارنامہ سرانجام دے رہی تھی تبھی عفیفہ نے تنگ کر اس سے استفسار کیا۔

"دل نہیں ہے میرا۔میرے پاس بہت کچھ ہے عفیفہ تم نئی نویلی دلہن ہو تمہارا زیادہ ضروری ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دھیمے لہجے میں بولتی وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گئی۔ صدام نے شدت سے اس کی خاموشی کو محسوس کیا تھا۔

"پری کیا ہو گیا ہے ہمارے دوستوں کی شادی ہے ہم اس میں ایسے تو نہیں جا سکتے اب کم از کم ایک تو لے لو میرے جیسا ہی لے لو ہم دونوں ایک جیسا سوٹ پہنے گے اچھا لگے گا۔"

وہ کسی بھی طرح اسے قائل کرنے کی کوششوں میں تھی۔ پری اس کی بات پہ اذیت سے مسکرائی اور ٹھہر کر اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"تم یہاں اپنے شوہر کے ساتھ آئی ہو عفیفہ مگر میں یہاں تمہارے شوہر کے ساتھ آئی ہو جس کے ساتھ میرا کوئی رشتہ نہیں ہے تو یوں غیر لوگوں کے پیسوں سے شاپنگ کرنا کم از کم میری شان کے خلاف ہے۔"

وہ ایک نگاہ صدام پہ ڈالتے ترش لب و لہجے میں بولتے تلخی سے ہنس دی تھی۔ عفیفہ نے بے چینی سے اس کی جانب دیکھا البتہ صدام کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ چکا تھا مگر فلوقت انہوں نے اس بات کو طوالت بخشنا ضروری نہیں سمجھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد ہی ان کی گاڑی گھر کی جانب گامزن تھی۔ واپسی کے سفر میں بھی وہ بلکل خاموش تھی۔ پورچ میں گاڑی رکتے ہی وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہنے کو بے تاب تھے مگر وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔ اس کا رخ سید ھا عادل کے کمرے کی جانب تھا۔

"لڑائی کو اس قدر طوالت مت بخشیں صدام کہ بعد میں ان میں پیدا ہو رہی غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کی بدولت رشتوں کی ڈور کچی ہوتے ہوتے ٹوٹ جائے اور ان کے واپس جڑنے کا بھی کوئی امکان نا ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ اپنی بھیگی نگاہیں اس کی سرد آنکھوں میں گاڑھتے جتانے والے انداز میں بولی اور ٹھنڈی آہ فضا کے سپرد کرتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ صدام نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا تھا۔ پریسہ کی باتیں شدت سے اس کے ذہن اور سماعتوں میں گردش کر رہی تھی۔

"آ" اچھا بابا میں کمرے میں جا رہی ہوں اپنے۔ آپ اپنا خیال کیجیے گا۔

پریسہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر اپنا دل ہلکا کرتی ان کا گال چومتی عافیہ کی جانب بڑھی اور محبت سے ان کے ساتھ بھی وہی عمل دہراتی اپنے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔ اپنے کمرے کی جانب جاتے جاتے صدام کے کمرے کے نزدیک ناجانے کیوں اس کے قدم بے ساختہ تھمے تھے۔ وہ آنکھوں کو سختی سے میچتے آنسوؤں کو اندر اتار گئی۔ آج پھر اس نے اپنی انا کا زعم نہیں ٹوٹنے دیا تھا آج پھر وہ اپنی اسی بات پہ قائم تھا۔ وہ اذیت سے مسکراتے جوں ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی کمرے میں نظر دوڑاتے ہی صوفے پہ رکھے شاپنگ بیگ کو دیکھتے اس کی نگاہیں بری طرح ٹھٹھکی تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے قدم صوفے کی جانب بڑھے جہاں ایک خاکی شاپنگ بیگ رکھا ہوا تھا۔ انگلیوں کے پوروں سے اس بیگ کو محسوس کرتے ہی اس نے دھڑکتے دل سمیت جوں ہی وہ کھولا اندر سے برآمد ہونے والی شے دیکھ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ اسے خبر ہی نا ہوئی کہ ناجانے کب اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے اس کے گال پہ بہہ گئے۔ اس نے سختی سے گالوں کو رگڑتے کپکپاتے ہاتھوں سے اسے باہر نکالا تو وہ بلکل عفیفہ جیسا سوٹ تھا جو اس نے ان کے نکاح

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیلیے خریدا تھا ساتھ ہی ایک چھوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا نکلتے اس کے قدموں میں گرا جسے اس نے سرعت سے اٹھاتے اپنی دھندلی آنکھوں کو پونچھا۔

"جانتا ہوں غلطی اتنی چھوٹی نہیں جس کی معافی مل سکے مگر میں پھر بھی چاہتا ہوں کہ مجھے میری چھوٹی واپس مل جائے باقی اب یہ تم پہ ہے اور ایک آخری بات مجھے آج بھی میری لاڈو کی ہر خواہش سب سے بڑھ کر عزیز ہے۔"

اس کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کاغذ کے ٹکرے پہ بہ گیا۔لبوں پہ ایک اذیت ناک مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"نہیں بھائی آپ نے مجھے خود سے ہی نگاہیں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔کیا میں وہ سب بھلا سکتی ہوں۔"

وہ ہچکیاں بھرتے ہوئے بولی اور سختی سے اس کاغذ کو توڑ مڑور کرتے اس نے سختی سے وہ بیگ تھاما اور ایک جھٹکے سے وارڈروب کھولتے اس سے قبل کہ وہ الماری میں اسے رکھتی اپنے قدموں میں گرتی چیز کو دیکھ اس کی آنکھیں جھلملائی تھی۔ہاتھوں سے وہ بیگ چھوٹتے اس کے قدموں میں جا گرا۔وہ گرنے والے انداز میں قالین پہ بیٹھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے جوں ہی اس سیاہ چادر کو تھاما اسی لمحے اس کے لمس اس کی محسور کن خوشبو نے نا چاہتے ہوئے بھی اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"جن لوگوں کو میں نے اپنی زندگی مانا وہی میری زندگی لے گئے۔میری مسکراہٹ نوچ لے گئے۔میرے دل پہ ہمیشہ کیلیے ایک گہرا گھاؤ چھوڑ گئے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے ہوئے تڑپ کر بولی معاً کسی خیال کے تحت پریسہ سختی سے اپنے آنسوؤں کو رگڑتی اپنی جگہ سے اٹھی اور اس شاپنگ بیگ کو جکڑتے بھاگنے والے انداز میں یوں ہی بگڑے حواسوں سمیت صدام کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

****

پریسہ کے کمرے میں وہ شاپنگ بیک رکھ تو آیا تھا لیکن اب اسے ایک عجیب سی بے چینی نے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔نہ جانے وہ شاپنگ کو قبول کرتی بھی یا نہیں اس کی سمجھ سے بالا تر تھا۔کیا اتنا سب خود پہ گزر جانے کے باوجود معاف کرنا آسان ہوتا ہے اس طرح کے مختلف سوچیں اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھیں مگر جواب صفر تھا۔اس نے اپنے سر کے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سنوارا اور ایک دفعہ ریلنگ سے نیچے جھانکا جہاں سے پریسہ زینے چڑھتی اوپر کی جانب بھی آ رہی تھی۔وہ عجلت میں گہرا سانس بھرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے ہو جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا عفیفہ اسے وارڈروب میں گھسی ہوئی دکھائی دی تھی یقیناوہ ابھی لائی گئی شاپنگ کو اس میں ترتیب دے رہی ہو گی وہ محظ سوچ کر رہ گیا۔اپنے عقب سے آنے والی قدموں کی چاپ سے عفیفہ بے تحاشہ ٹھٹھکی۔اس نے گردن موڑتے نہ سمجھی سے صدام کی جانب دیکھا جو کسی گہری سوچ میں گم اپنی چوڑی کلائی سے گھڑی آتار رہا تھا۔اس کی تمام تر توجہ کسی نادیدہ نقطے پر ٹکی ہوئی تھی۔اپنے چہرے پر کسی کی نگاہوں کا ارتقاءاز محسوس کرتے صدام نے چونک کر

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ کی جانب دیکھا جو ہونق پن سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔اس نے بھی جواب اپنے مخصوص انداز میں بھنویں اچکائی جیسے پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا ہوا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

اس کی برجستہ بات پہ صدام کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیلی۔اس نے ایک تفصیلی نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی۔

"میرے خیال میں تو یہ کمرہ بھی میرا ہے اور کمرے میں بسنے والی بھی۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے ایک ایک لفظ جتانے والے انداز میں گویا ہوا۔عفیفہ اس کی بات پہ باقاعدہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

"میرے کہنے کا مطلب تھا کہ آپ کو فلحال یہاں اس کمرے میں نہیں آنا تھا۔"

وہ بھی جواباً سر پیٹتے تڑخ کر بولی۔صدام کی پیشانی پہ بے تحاشہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

یہاں نہیں آنا چاہیے تھا تو پڑوس کی شمائلہ کے کمرے میں جانا چاہیے تھا عجیب فضول باتیں کر رہی ہو تم اب"

"بندہ تھکا ہارہ سکون سے اپنے کمرے میں بھی نہیں آ سکتا۔

وہ پہلی بات چیخ کر جبکہ دوسری بات مٹھیاں بھینچتے بڑبڑانے والے انداز میں بولا۔اس کے برعکس ایک بار پھر اس کے منہ سے شمائلہ کا نام سن عفیفہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"نہیں مجھے ایک بات بتائیں کہ شمائلہ آپ کی لگتی کیا ہے۔ہر بات پہ اسی کا نام۔سٹھیا گئے ہیں کیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تن فن کرتی اس کے سر پہ پہنچی اور پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ صدام نے اس کے جلنے کڑھنے پہ ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور دل ہی دل میں اس کی حالت سے حظ اٹھاتے شاطرانہ قسم کا قہقہہ لگا اٹھا۔

"تمہیں برا لگا کیا۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے گویا ہوا۔ عفیفہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا منہ نوچ لے مگر اس کا لحاظ کر کے ضبط کر گئی۔

"آپ چاہے شمائلہ کا نام لیں لائبہ کا نام لیں سعدیہ فاریہ جس مرضی کا نام لیں میری بلا سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی بھی نہیں۔ انڈرسٹینڈ۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے سرخ آنکھوں سمیت اسے باور کرانے والے انداز میں چبھتے لہجے میں بولی۔ صدام نے نرمی سے اس کی اسی انگلی کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ اس کی رگ ظرافت ایک بار پھر سے پھڑکی تھی۔ اس نے اس کے چہرے پہ جھولنے والی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا تو وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹتے اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔

"پریشان مت ہو تم شمائلہ لائبہ سعدیہ فاریہ سارے نام لوں گا میں اور بہت محبت سے بھی بشرطیکہ یہ سب ہماری بیٹیاں ہو تو۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے محسور کن لب و لہجے میں بولتے اسے سٹپٹانے پہ مجبور کر گیا۔اس نے پلکوں کی جھالر اٹھاتے اٹھاتے عجیب سں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں بھرپور انداز میں شرارت ناچ رہی تھی۔

"بس ایک بکواس ہیں جو آپ بہت اچھے سے کرتے ہیں۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔صدام نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب اس کا منہ بند کرتے قدرے پرسکون تھی۔صدام سر جھٹکتے اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے میں مصروف ہو گیا۔عفیفہ نے بمشکل اپنا اشتعال دباتے اس کی جانب دیکھا جس نے ابھی بھی اس کی بات کا ڈھنگ سے جواب نہیں دیا تھا۔

آپ پریسہ کے پاس کیوں نہیں گئے۔مطلب میرے سمجھانے کا آپ پہ رتی برابر بھی اثر نہیں ہوا کیسے انا"
"پرست انسان ہیں آپ صدام۔

وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر بیڈ پہ گرنے والے انداز میں بیٹھتی تلخی سے گویا ہوئی۔واشروم کی جانب جاتے صدام کے قدم اس کی بات پہ بے تحاشہ ٹھٹھکے تھے مطلب وہ پہلے بھی اسی بابت بات کر رہی تھی اور اپنی بے دھیانی میں وہ یہ بات محسوس ہی نہیں کر پائی تھی۔

اوہ تو تم پریسہ کے متعلق بات کر رہی تھی ہاں اس کے کمرے میں میں نے شاپنگ بیگ کے ساتھ ایک چٹ"
"بھی رکھ دی ہے معافی نامے کی پڑھ کر معاف کر دے گی وہ مجھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بے نیازی سے شانے اچکائے ہوئے بولا۔ عفیفہ تو صدماتی کیفیت میں اس کی شان بے نیازی پہ عش عش کر اٹھی۔

کک۔ کیا مطلب آپ اس سے معافی نہیں مانگے گے کیا خود سے۔ کیا آپ کے منہ میں زبان نہیں ہے جو "اسے یوں چٹھیاں لکھ رہے ہیں۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولی۔ آنکھوں میں بے یقینی سی در آئی تھی۔ صدام نے ناسمجھی سے اس کی بے یقین آنکھوں میں جھانکتے ہولے سے نفی میں چہرہ ہلاتے اسے ساکت کر دیا۔ وہ دم بخود کھڑی اس کا جھکا ہوا چہرہ دیکھ رہی تھی جس نے دونوں ہاتھ اپنی پینٹ کی جیب میں اڑسے ہوئے تھے۔

"صدام ہاؤ کڈیو ڈو دس۔ آپ کی زبان کہاں گئی وہ والی جو بہت لمبی تھی اور اسی تیزی سے چلتی بھی تھی۔"

وہ تیز لہجے میں بولتی اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار کروا گئی۔ اس نے کٹیلی نگاہوں سے عفیفہ کی جانب دیکھا جو خون آشام نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"تم اب حد سے بڑھ رہی ہوں میں خاموش ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو تمہارے دل میں آئے وہ بولو۔"

وہ اس کی بازو کو سختی سے جکڑتے سرد لہجے میں بولتے اسے تمسخر سے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔ عفیفہ نے ایک لمحے کیلیے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور اگلے ہی لمحے ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کروائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں حد سے بڑھ رہی ہوں صدام میں۔ ساری حدیں عورتوں کیلیے ہی کیوں مردوں کو کیوں نہیں کچھ کہتا ان" کا جب جی چاہے عورتوں کو ذلیل کرے جب جی چاہا پلکوں پہ بٹھائے جب جی چاہا پیروں تلے روند دے۔ کیا آپ کے نزدیک عورت کا کوئی مقام نہیں ہے۔ اوہ پہلے انا اس بات کی تھی کہ وہ کسی سے محبت کر بیٹھی اور اب انا اس بات کی ہے کہ آپ کو اس سے معافی مانگنے پڑے گی۔ جس وقت اسے گھر سے باہر نکالنے کے جتن کر رہے تھے اس وقت تو آپ کی زبان کا کوئی ثانی ہی نہیں تھا۔ باہر کومل صاحبہ نے چابی تو دے دی تھی۔ اس وقت ذرا بھی جھجک ذرا بھی رحم نہیں نا آیا تھا اتنا سا بھی نہیں کہ جس بہن کے ساتھ پورا بچپن گزارا زندگی کے خوبصورت پل گزارے اسی بہن کی عزت روند رہے ہیں آپ۔ آپ بہت برے ہیں بہت برے۔ جب اس کے کردار پہ بات کرتے زبان نہیں کانپی تھی آپ کی تو اب کیوں کانپ رہی ہے۔"

وہ آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتی اذیت سے بولتی اسے کٹہرے میں کھڑا کر گئی تھی۔ اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا کیونکہ اس کے لبوں سے نکلی ایک ایک بات سچ ہی تو تھی۔ وہ بے ساختہ نگاہیں چرا گیا اور گہرا سانس بھرتے اس کے بازوؤں کو ایک بار پھر سے تھامنا چاہا مگر وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے وہی روک گئی تھی۔

دیکھو عفیفہ یہ بات تم درمیان میں مت لاؤ اپنی بات مت کرو یہ پری اور میرے درمیان کی بات ہے۔ ہم" کیوں کسی تیسرے کی بدولت اپنے رشتے کو خراب کر رہے ہیں اٹس ٹوٹلی ان فئیر۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات پہ اپنے گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو صاف کرتی عفیفہ نے ٹھٹھک کر لہو رنگ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس نے سختی سے اپنی آنکھوں کو میچا تھا۔

"ہمارے درمیان خوشگوار تعلقات پہلے بھی استوار نہیں تھے جواب ان کے خراب ہونے کا خوف ہو اور جسے آپ چھوڑنے کا کہ رہے ہیں ناوہ مجھے آپ سے کہی گناہ ذیادہ جان سے بھی زیادہ عزیز تر ہے اور آج میں یہاں اس مقام پہ صرف اسی کی بدولت ہوں۔میری تکلیف میں رونے والی میری خوشیوں پہ ہنسنے والی میں روتی تھی تو مجھے سہارہ دینے والی میں ہنستی تھی تو میری بلائیں لینے والی صرف اور صرف پریسہ ہے اور عفیفہ کو پریسہ سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں ہے حتی کہ آپ بھی نہیں۔آپ کہتے ہیں نا کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے تو میں آپ کو پریسہ جیسے ہی درد کا احساس دلانا چاہتی ہو چھوڑ جاؤں گی میں آپ کو یہاں سے بہت دور تبھی آپ کو اس کے درد اس کی اذیت کا اندازہ ہو گا۔بہت بری چوٹ دے جاؤں گی بہت بری۔ تسخیر کرنا چاہتے ہیں نا مجھے مگر میری ایک بات کان کھول کر سن لیں صدام آفندی آپ میرے احساسات اتنے سستے یا کھوکھلے نہیں ہیں کہ آپ نے کہا محبت ہے تو میں نے مان لیا کہ محبت ہے آپ جیسا شخص محبت کر ہی نہیں سکتا۔نہیں کر سکتا۔"

وہ اس کی شرٹ کے کالر کو مٹھیوں میں بھینچتے ہچکیوں سمیت روتے اس کے سینے سے ہی سر ٹکاتے پریسہ کا درد اپنے دل پہ محسوس کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔صدام کو اس لمحے اپنے زات کے پرخچے اڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔وہ کون تھا پریسہ کا کچھ بھی نہیں اس لڑکی کے آگے اس کی حیثیت کیا رہ گئی تھی۔وہ پریسہ کی اذیت پہ تڑپتے اس سے لڑ جھگڑ رہی تھی اور وہ۔اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔اس نے گھرے

گہرے سانس بھرتے بے ساختہ اسے خود سے الگ کیا تھا۔وہ سانس روکے اس کے تیور دیکھتی رہ گئی جس کی آنکھیں ضبط سے لال ہو رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر کی جانب بڑھتا عفیفہ نے سرعت سے اس کی چوڑی کلائی کو تھامتے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

"کہاں جارہے ہیں آپ۔"

وہ بوجھل لہجے میں گویا ہوئی۔نگاہیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

"اپنی لاڈو کو منانے۔"

وہ سپاٹ لب ولہجے میں بولتے سرعت سے باہر کی جانب بڑھا تھا مگر دروازہ کھولتے ہی سامنے سے آتی پریسہ سے ذوردار تصادم کی بدولت اس کے ہاتھ سے وہ شاپنگ بیگ چھوٹتے اس کے پہلو میں جا گرا۔وہ دونوں اپنی اپنی جگہ ساکت رہ گئے تھے۔

"لاڈو۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔پریسہ کا چہرہ یک لخت سپید پڑ گیا۔اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے چینی نے احاطہ کیا ہوا تھا۔

"لاڈو۔میں لاڈو۔کس کی۔کس کی لاڈلی ہوں میں۔آپ کی۔میں اپنے بھائی کی لاڈو ہوں۔"

وہ بے قراری کی کیفیت میں اس کا ہاتھ تھامتی بڑبڑائی۔صدام نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے سے ایک وحشت ناچ رہی تھی معا اس نے ایک جھٹکے میں اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں ہوں میں لاڈو نہیں ہوں میں لاڈلی کسی کی۔مجھے نہیں بننا لاڈلی ایسی چھوٹی۔لاڈلوں کو دنیا بہت بری طرح رولتی ہے میں مزید کسی تکلیف میں نہیں پڑ سکتی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔لاڈلی نہیں ہوں میں بد قسمت ہوں بد نصیب ہوں اپنی ہی قسمت کی ستائی ہوئی ہوں میں۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولتی سسکیوں سے رو دی تھی۔عفیفہ نے گھبرا کر سرعت سے آگے بڑھتے اس کے لبوں پہ ہاتھ جماتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ایسے نہیں بولتے میری جان۔ایسے نہیں بولتے۔"

وہ فق پڑتے چہرے سمیت بولی۔اس کے برعکس صدام خالی خالی نگاہوں سے کبھی اس کی جانب تو کبھی اپنے پہلو میں گرے لباس پہ نگاہ ڈال رہا تھا۔

"نہیں چاہیے کچھ بھی۔یہ کپڑے یہ آسائشیں کچھ نہیں چاہیے۔مجھے واپس پرانی پریسہ بننا ہے میں نے بہت کوشش کی ہے بھائی آپ کیلیے خود کو ویسا بنانے کی مگر میں ہر بار ایک نئے سرے سے ٹوٹ کر بکھر جاتی ہوں۔میں کک۔کیسے کروں بھائی نہیں سمجھ آتا کچھ بھی۔میں نے خود کو بہت سمجھایا ہے مگر میرا ذہن میرا دل کچھ نہیں سنتا مگر میں بدل جاؤں۔"

اس نے خود میں ہمت متجمع کرتے قدم اس کی جانب بڑھائے اور کھینچ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔باقی کے الفاظ تو اس کے سینے میں ہی دب گئے تھے۔وہ ایکدم اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے بلک بلک کر رو دی تھی۔صدام نے نرمی سے اس کے بال سہلاتے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب جمائے تھے۔عفیفہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

خاموشی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی ویسے بھی وہ ان دونوں بہن بھائی میں نہیں پڑنا چاہتی تھی۔دل میں نا جانے کیوں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔صدام نے سنجیدگی سے عفیفہ کو اپنی نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا اور پریسہ کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے اندر آیا جس کی آنکھیں مسلسل رونے کی بدولت بری طرح سوجھی ہوئی تھی۔اسے صوفے پہ بٹھاتے وہ دوازنوں اس کے نزدیک بیٹھتے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھاما جواب ویران نگاہوں سے اس کے جھکے سر کو تک رہی تھی۔

"سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ کہاں سے شروع کروں اور کہاں ختم کروں۔"

بولتے بولتے وہ اچانک ہنسا تھا۔پریسہ نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ ایک بار پھر سپاٹ ہو چکا تھا۔ میں اپنی بے بسی کا کوئی رونا نہیں روؤں گا یہاں پری کچھ نہیں بولوں گا جو میرے ماضی میں ہوا جو مجھ پہ بیتا جو سب کچھ میرا اپنا کیا دھرا تھا۔کسی ماڈرن لڑکی کی تلاش نے مجھے ایسا بنا دیا تھا کہ میں اچھے برے میں فرق نہیں کر پا رہا تھا۔خیر عفیفہ سے جو بھی تھا میرا انکاح بہت اچانک تھا یہ تم بھی جانتی ہو میرے ماں باپ بھی اور وہ خود بھی جانتی ہے ہاں شروع شروع میں بہت غلط کیا ہے میں نے اس کے ساتھ بھی۔بس ایک بدگمانی تھی نا کہ شاید میرے گھر والوں کو میری کوئی فکر نہیں ہے سب نے کہی نا کہی اپنے فیصلے مجھ پہ مسلط کیے تھے تو اچانک رویے کی بات کی جائے تو میرا ایسا ہی بنتا تھا میری جگہ اگر کوئی اور بھی ہوتا تو وہ اتنی جلدی اس چیز کو قبول نہیں کرتا پری کوئی نا کرتا مگر میں مرد ہوں نامرد تو ویسے بھی بہت سو کے نزدیک برا ہی ہوتا ہے اسے ہمیشہ بری نظر سے ہی دیکھا جاتا ہے تو مجھے بھی اسی پلڑے میں تولا گیا۔چلو یہ بھی ضبط کر گیا۔اس سب کے باوجود عفیفہ کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

حاضر جوابی جس نے مجھے مزید برا بنادیا میرے نزدیک نکاح تو جیسے صرف میرا ہی ہوا تھا اس نے تو جیسے خوشی خوشی نکاح کیا تھا سب فراموش کرتا چلا گیا یہاں تک اس بات کا بھی خیال نہیں کیا کہ میں تو مرد ہوں میری زندگی میں صرف اس وجود کا اضافہ ہوا تھا مگر وہ اچانک اپنا گھر چھوڑ کر اپنے ماں باپ، بہن بھائی سب کچھ چھوڑ کر اس نئ دنیا میں بس گئی تھی بس کومل کا بھوت سوار تھا انا انہی سب باتوں میں ہی وہی بات ہوئی تھی پری اور "آئی سوئیر وہ ویڈیو اگر کوئی بھی غیرت مند بھائی یا باپ دیکھتا تو اس کی وہی حالت ہوتی جو اس وقت میری۔

"بھائی میں نے کچھ نہیں کیا تھا وہ ویڈیو سراسر جھوٹی۔"

وہ اس سب کے دوران پہلی بار اس کی بات کاٹتے ہوئے تڑپ کر بولی تو صدام نے ہولے سے اس کا ہاتھ دباتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

واپس گھر لوٹا اتنا کچھ سنادیا۔ میری زبان میرا ذہن سب کچھ اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کومل سے" بندھے ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے دکھایا ہی کچھ اس طرح سے تھا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ میں نے جو بھی کیا مجھے مر جانا چاہیے ایک بھائی ہونے کی حیثیت سے مگر پھر بھی میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں ہوسکے تو ان سب باتوں کو بھلا دینا جو بھلانا مشکل تو ہے مگر ناممکن قطعی نہیں۔ مجھے اگر پہلے معلوم ہوتا پہلے ہی تمہیں اس کے "نکاح کے متعلق بتا دیتا تو تم اس سفر میں اتنا آگے نا جاتی مگر وہ بیچارہ تو خود مشکلات۔

اس سے پہلے کہ وہ شہرام کے متعلق مزید کوئی بات کرتا پریسہ تنے تنے تاثرات سمیت اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ صدام نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کے عضلات بری طرح تنے ہوئے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پلیز بھائی اس متعلق کوئی بات نہیں۔کوئی بھی نہیں۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولتے باقاعدہ اس کی منت پہ اتر آئی۔صدام جو اسے شہرام کے متعلق بتانے کا ارادہ رکھتا تھا وہی سختی سے لبوں کو بھینچ گیا۔

آپ نے مجھے بہت اذیت دی ہے بھائی بہت ذیادہ۔میں جب جب اس واقعے کو یاد کرتی ہوں نا میں یقین ہی" نہیں کر پاتی کہ یہ میرے وہی بھائی ہیں جو میرے پہ کبھی جان چھڑکتے تھے لاڈو چھوٹی ان ناموں کی بازگشت ہوتی محسوس ہوتی ہے مجھے اپنی سماعتوں میں۔مگر آپ نے تو سنگ دلی کی انتہا کر دی بھائی مجھے لاڈو چھوٹی پری ان سب چیزوں کو چھوڑ پریسہ کہنا بھی چھوڑ دیا۔کیا اتنی بری تھی میں۔کیا آپ کو مجھ پہ ذرا بھی یقین نہیں "تھا۔ایک بار تو میری فریاد سنی ہوتی۔

وہ تڑپتے لہجے میں بولتے اسے ایک نئے سرے سے تکلیف میں مبتلا کر گئی۔اس نے آنکھوں کو میچتے ایک بار پھر اسے کوئی بھی جواب دیے بغیر سینے سے لگایا تھا کیونکہ اس کی باتوں کا کوئی جواب اس کے پاس تھا ہی نہیں وہ کیا بولتا۔

"مجھے معاف کر دو پلیز پری۔پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر اپنے بھائی کو معاف کر دو۔"

وہ اس کی پیشانی کو اپنے لبوں سے چھوتے ملتجیانہ لب و لہجے میں گویا ہوا۔پریسہ نے ایکدم اس کی آنکھوں میں دیکھا اور ہولے سے اس کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑواتے اپنے گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو بے دردی سے پونچھتے کسی نتیجے پہ پہنچتے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ایک شرط پہ بھائی۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز پہ اس نے ٹھٹھک کر پریسہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ اب ذرا ذرا سا سکون پھیلنے لگا تھا۔ نا جانے وہ اس سے کیا مانگنے والی تھی مگر اب اس کی معافی بھی تو چاہیے تھی اور اس کیلیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

"میری لاڈو کیلیے کچھ بھی اور ایک بار پھر سے میں اپنی لاڈو کے تمام لاڈ اٹھاؤں گا۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے مضبوط لہجے میں بولتے اسے مدھم سا مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

عفیفہ کو محبت سے اپنا لیں بھائی۔ وہ حاضر جواب ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر جن حالات سے وہ گزری ہے اسی نے اسے ایسا بنایا ہے۔ اب میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ آپ کیسے اس ظالم عفیفہ سے وہی پیاری سی نٹ کھٹ سی عفیفہ کو تراشتے ہیں۔ بھائی آپ اس ہیرے کو جتنا تراشیں گے نا ہر بار اس کی چمک آپ کو ایک نئے سرے سے جھکنے پہ مجبور کر دے گی ایسی ہے میری بھابھی۔"

وہ پر یقین لہجے میں بولتی اسے دلکشی سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ اس نے مدھم سا ہنستے اسے اپنے ساتھ لگاتے صوفے پہ بٹھایا تھا۔

تمہاری یہ جو بھابھی ہے نا بہت بھاؤ کھاتی ہے۔ نخرہ تو ایسے دکھاتی ہے جیسے میں وہ کہیں کی ملکہ ہو اور میں اس کا غلام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چیخ کر بولتے اسے کھل کر ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔

"تو بھائی اٹھائیں نا اس کے نکھرے وہ ایسی ہے کہ اس کے ناز نکھرے پہ دل و جان سے اٹھائیں جائیں۔"

وہ گردن اکڑا کر بولی۔صدام گردن پیچھے گراتے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

ہم اس بات کا دل و جان سے اعتراف کرتے ہیں مگر اس کے نخرے اٹھاتے اٹھاتے آپ کی جانب سے ہی"

"کوئی کوتاہی نا ہو جائے سوچ لو۔

وہ اس کی سرخ ہوتی ناک کو دباتے باور کرانے والے انداز میں بولا۔پریسہ نے اس کی بات پہ آنکھیں گھمائی تھی۔

آپ بس اس پہ توجہ دیں میری طرف سے ہونے والی آپ کی ہر کوتاہی کو میں چٹکیوں میں معاف کر دوں"

"گی۔

وہ چہک کر بولتی اسے ساکت کر گئی۔وہ دونوں ہی کہی نا کہی ایک دوسرے سے اس قدر محبت کرتی تھی کہ ایک دوسرے کیلیے کسی بھی حد تک جانے کو تیار تھی۔

میں تمہارے اور اس کے دونوں میں سے کسی کی بھی حق تلفی نہیں ہونے دوں گا اب سے یہ میرا وعدہ ہے"

"آپ سے۔

وہ عقیدت سے اس کے ہاتھ کی پشت کو چومتے محبت بھرے لہجے میں بولتے اسے کھل کر مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آئی لو یو بھائی۔اب اتنی دیر مجھ سے مت روٹھیے گا۔"

وہ اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے بھیگے لہجے میں بولی تو صدام نے بھی اسے سینے میں بھینچا تھا۔ایک سکون سا اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔

"آئی لو یو ٹو میرا بچہ۔آئی لو یو ٹو۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے مشفقانہ لہجے میں بولا۔اسی دوران کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ ان دونوں نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ اضطراب پھیلا تھا۔

"وہ آئی ایم سوری میں نے دروازہ ناک کیا تھا مگر۔"

ارے کیا ہو گیا ہے عفیفہ تمہارا اپنا ہی کمرہ ہے البتہ اس وقت میں کباب میں ہڈی بنی ہوئی ہوں بھائی اور "تمہارے درمیان۔

پریسہ اس کے پریشان چہرے کو دیکھ ہلکے پھلکے لہجے میں بولتی اسے مدھم سا مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔اس نے ایک نظر ان دونوں پہ ڈالی تو ایک خوشگوار احساس کے تحت دل ہی دل میں وہ تشکر بھرا سانس خارج کرتی مسکرا دی تھی۔پریسہ اس کے گلے سے لگتی آنکھیں موند گئی۔

سب کچھ بھول کر زندگی میں آگے قدم بڑھاؤ عفیفہ۔موقع بہت مشکلوں سے ملا کرتے ہیں اور انہیں گنوایا" نہیں کرتے جیسے میں نے ابھی نہیں گنوایا کیونکہ پھر یہ اپنی اہمیت کھو دیتے ہیں۔جیسے میں نے سب کچھ بھلا دیا "ویسے تم بھی فراموش کر دو تم تو میرے سے بھی زیادہ مضبوط ہو نا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے کان میں جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔اس کی بات پہ عفیفہ نے ناجانے کیا سوچ کر نگاہیں صدام کی جانب اٹھائی جواب پر سکون سا آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال سنوار رہا تھا۔لبوں پہ ایک مدھم سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔پریسہ اس سے الگ ہوئی تو وہ بمشکل مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی۔وہ اسے یہ نا کہہ سکی کہ ظاہری طور پہ مضبوط دکھنے والا شخص اندر سے اتنا مضبوط نہیں ہوتا جیسے کہ تم۔

چلو اب تم جاؤ اور ریسٹ کرو کل ویسے بھی یونی ہے پھر واپسی پہ ہمیں فارس کے گھر بھی تو جانا ہے اس کے "آستانے پہ جانے کیلیے ہماری نینداور انرجی لیول فل ہونا چاہیے۔

وہ بات کو مزاح کا رنگ دیتے ہوئے بولی تو وہ ان دونوں کو ایک فلائنگ کس سے نوازتی باہر کی جانب بڑھی تھی معاً کچھ یاد آنے پہ وہ واپس کمرے میں آئی اور صوفے سے وہ شاپنگ بیگ اٹھاتے صدام کے گال کو چوم گئی۔

"تھینکیو بھائی میں یہی پہنوں گی۔"

جس تیزی سے وہ آئی تھی اسی تیزی سے وہ باہر نکل گئی۔عفیفہ نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"کبھی ایسی ہی پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنا یقین کرو سب کچھ تم پہ لٹا دوں گا۔"

وہ اسے تنگ کرنے کی خاطر بولا۔عفیفہ نے اس کی بات پہ ستائش سے محض آئبرو اچکاتے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"افسوس مگر آپ کی یہ حسرت صرف حسرت ہی رہ جائے گی۔پوری ہونے کے امکانات صفر ہیں۔"

وہ اسے مکمل طور پہ نظرانداز کرتے اس کے نزدیک سے گزرتی بیڈ کی جانب بڑھ گئی۔اس کی حاضر جوابی پہ وہ ہمیشہ کی طرح کڑھ کر رہ گیا۔

"جب جواب میں تم میرے ساتھ زبان چلاتی ہو نا جی چاہتا کہ ایک رکھ لگاؤں منہ پہ۔"

وہ سر جھٹک کر نا گواری سے بولتے بیڈ کی دوسری جانب بڑھ گیا۔اس کی بات پہ عفیفہ کے تکیوں کو سیٹ کرتے ہاتھ وہی تھمے تھے مگر اگلے ہی لمحے وہ پھر سے پر سکون ہوتے بیڈ پہ بیٹھ چکی تھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے جواب میں آپ مجھ سے بچ جائیں گے۔"

وہ نہایت سکون سے بولتی اس کا سکون بری طرح غارت کر گئی۔

"میں شوہر ہوں تمہارا۔"

وہ اس کے جواب پہ بلبلاتے احتجاجاً چلایا۔

"واؤ نئی خبر ہے میرے لیے مگر مجھے بلکل بھی پسند نہیں آئی۔"

وہ اپنی آنکھوں کو گھماتے تمسخرانہ انداز میں بولتے اسے اچھی طرح جلا کر راکھ کر گئی۔اس سے قبل کہ صدام اسے کوئی جواب دیتا عفیفہ کمفرٹر کو سر تک تان کر اس میں گم ہو چکی تھی۔صدام اس کی حرکت پہ تلملا کر رہ گیا۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

پوری کلاس میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔سب سنجیدگی سے ڈائس پہ کھڑے پروفیسر کی جانب متوجہ تھے جن کے ہاتھوں میں ان کے اعمال نامے موجود تھے اور ان کے چہرے پہ ازلی سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔فارس نے ایک نگاہ لڑکیوں کی جانب دوڑائی جو نہایت پرسکون تھی البتہ مریم کے چہرے پہ گھبراہٹ دیکھ فارس کی آنکھیں ناجانے کیا سوچ کر چمکی تھی۔اس نے ذراسی اپنی کرسی اس کی جانب کھسکائی تو ہادی نے چرڑ کی آواز پیدا ہونے سے قبل ہی کرسی کو سختی سے تھام لیا۔

"تیرے ساتھ مسئلہ کیا ہے آخر سکون سے کیوں نہیں بیٹھنا کونسی بے چین ہڈیاں ہے تیرے اندر۔"

وہ اسے جھڑکنے والے انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا تو وہ تلملا کر رہ گیا معاپروفیسر کی نگاہیں خود پہ محسوس کر اس نے انہیں دیکھ کر بائیں آنکھ دبائی تھی۔پروفیسر اس کی حرکت پہ سٹپٹا کر رہ گئے۔فارس نے انہیں مکمل طور پہ نظرانداز کرتے دوبارہ مریم کی جانب نگاہیں دوڑائی جو اب انگلیاں دانتوں میں داب کر بیٹھی تھی۔اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ اسے ڈیزائن کے سبجیکٹ سے کس قدر نفرت ہے تبھی اسے تنگ کرنے کو جی چاہا تھا۔

"اوئے یم یم۔"

اس کی سرگوشی پہ مریم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو اسے اپنی جانب جھکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔وہ اس کے اشارے پہ عمل پیرا ہوتے اس کے نزدیک جھکی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

طس اب مریم تو گئی۔ جانتی بھی ہے کہ وہ کس قدر ٹیڑھا انسان ہے مگر پھر بھی ہر بار اسی پہ یقین کرتی "ہے۔ ہائے اور بادوستی کے یہ رنگ۔

عناب ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولی اور نا چاہتے ہوئے بھی ایک نگاہ ارتضیٰ کی تلاش میں گھمائی تھی جو نا جانے کیوں آج کل آنے میں تاخیر کر رہا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے کیا کہ تم ڈیزائن میں اڑ چکی ہو۔"

اس کی بات پہ مریم کا دماغ سنسنا اٹھا۔ اسے اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔

"تت۔ تمہیں کس نے بتایا۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولی۔ فارس نے مصنوعی افسردگی سے اس کی جانب دیکھا۔

بس جب سر نے مارکس لسٹ آؤٹ کرنے کیلیے مجھے بلایا تھا نا تبھی دیکھے تھے۔ سچ میں بہت افسوس ہوا" "مجھے۔

وہ اس سے ہمدردی کرنے والے انداز میں بولا۔ مریم کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی۔

"مطلب صرف میں اکیلی فیل ہوں تم میں سے کوئی بھی میرے ساتھ نہیں ہے۔"

وہ تھکے تھکے اعصابوں سمیت بولی تو فارس کا منہ اس کے نادر خیالات جان کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ تڑپ کر اس سے فاصلہ قائم کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کس قدر احسان فراموش ہو تم ایک تو میں نے تمہیں بتایا کہ تم فیل ہو اور تم جواب میں ہمیں بھی فیل کروانے پہ تلی ہوئی ہو۔ کیسی دوست ہو تم۔"

وہ خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے دانت پیس کر بولا۔ مریم نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بس خود کو تسلی بھی تو دینی ہے نا ویسے کیا ہی عیش ہو تم میری ٹیم میں شامل ہو جاؤ۔ باقی سب پاس ہم دونوں صرف فیل یونیک نا۔ تمہیں ویسے بھی مریم فارس کے ساتھ ہی اچھی لگتی ہے نا تو اس کام میں کیوں نہیں۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے والہانہ انداز میں بولی۔ فارس نے بدک کر ایک جھٹکے میں اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا تھا۔ اسے اپنے اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"اسی لیے کہتا ہوں پھٹے ہوئے کپڑے نا پہنا کرو اب جو عقل تم میں بچی تھی وہ بھی ان کپڑوں کو روشن دان سمجھتے اس میں سے نکلتی جا رہی ہے۔ اگر ختم ہو گئی تو میں کیا کروں گا۔"

ہمیشہ کی طرح اس کی بات کا رخ اپنے کپڑوں کی جانب مڑتا دیکھ مریم کا وجود گویا کسی نے شعلوں کی ضد میں دھکیل دیا تھا۔ وہ چیل کی طرح اس پہ جھپٹی اور اس کے بازو پہ زوردار قسم کی چٹکی بھری تھی۔

"میرے کپڑوں کے اولین دشمن۔ کبھی مجھے دیکھنے کے علاوہ بھی کوئی کام کر لیا کرو۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ غصے سے ماتھے کی رگیں ابھری ہوئی تھی۔ فارس نے درد کی شدت سے اپنا بازو سہلایا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

NovelsLounge.com

"اور تمہاری اولین چاہت ٹوبی۔ کبھی تمہارے پاس بھی مجھے دیکھنے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوگا۔"

وہ شیطانیت سے مسکرا کر بولتے بائیں آنکھ دبا گیا۔ مریم نے آنکھیں میچتے غصے کے ابال کو بمشکل اندر دھکیلا تھا۔ فارس اس کی حالت دیکھ کھل کر ہنس دیا۔ اس کے یوں بلاوجہ ہنسنے پہ کلاس میں موجود سب کی نگاہیں میکانکی طور پہ اس کی جانب اٹھی تھی۔

"فارس۔"

پروفیسر کی کرخت آواز پہ اس نے بمشکل ہنسی روکتے ان کی جانب دیکھا جو انہیں اپنی جانب آنے کا اشارہ کر رہے تھے۔ فارس ان کی حکم کی تعمیل کرتے ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا۔ عین اسی لمحے ایک زوردار دھماکے سے کلاس کا دروازہ کھلا تھا۔

"قسم سے فارس آج تو اس بینگن کا مار مار کر ایسا بھرتہ بنا کر آیا ہوں کہ دوبارہ۔"

ارتضی جو دونوں بازوؤں کو اوپر چڑھاتے کلاس میں داخل ہو رہا تھا باقی کے الفاظ پروفیسر کے کرخت چہرے کو دیکھ ارتضی کے منہ میں رہ گئے جبکہ چہرے کا رنگ سپید پڑ گیا کلاس میں دبی دبی ہنسی کی آواز گونجی تھی۔

میری بات کی تشریح یہ ہے کہ میں نے آج کچن کو شرف بخشا اور ایک موٹا سا بینگن لیا تاکہ بھرتہ بنا سکوں۔ اس کے بعد میں نے اسے اچھے سے جلایا جب وہ جل کر راکھ ہو گیا تو پھر میں نے کھینچ کھینچ کر اس کے کپڑے مطلب کہ چھلکے اتارے چھری کی مدد سے ایسا بھگویا نا میرا مطلب ایسا شاندار لگ رہا تھا نکھر گیا تھا اس

All Rights Reserved By Novels Lounge

کے بعد ایسے مسلا اسے ایسے مسلا کہ وہ بیچارہ خود کے بینگن ہونے کے افسوس کرے گا۔ مختصر سر مجھے بینگن کا

"بھرتہ بنانے میں بہت مہارت حاصل ہے ضرورت درکار ہو میری تو بلا جھجک رابطہ کر سکتے ہیں۔

وہ سر کو خم دے کر بولتے کھسکتا ہوا ہادی کی ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا البتہ پروفیسر کی گھورتی نگاہیں ابھی

بھی اس کے چہرے پہ ہی جمی تھی۔ ارتضی نے تشکرانہ انداز میں گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

منحوس انسان مجھے کم از کم بتا ہی دیتا کہ سر کلاس میں ہیں ابھی ادھر ہی میری گنڈہ گردی کا رام رام ہو جانا"

"تھا۔

وہ ہادی پہ اپنا سارا ابال انڈیلتے ہوئے دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔ انہوں نے سر جھٹک کر پیپر فارس کی جانب

بڑھایا تو اوپر مینشن گریڈ دیکھ اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔

"واؤ ڈیٹس گریٹ فارس آئی ایم ویری پراؤڈ آف یو۔"

وہ خود کو ہی تھپکی دیتے ہوئے بولا تو سب نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا۔

"جہاں فارس ہو اور وہاں ڈرامے بازی نا ہو ایسا کہاں ممکن ہے۔ چلو اب ملاحظہ کرتے ہیں۔"

پریسہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولی تو سب نے ناچاہتے ہوئے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

"یہ کیا تھا فارس۔"

وہ سر آپ کی زبان درد کر رہی تھی تو میں نے سوچا کہ خود ہی شاباشی دے لوں ہمت بندھ جاتی ہے شکریہ "

"سر۔

وہ ان کے ہاتھوں کو چومتے اپنی کرسی کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے گڑبڑا کر رہ گئے۔ کچھ ہی دیر میں جوں ہی مریم نے اپنے گریڈ دیکھے تو اس نے بے یقینی کی کیفیت میں فارس کی جانب دیکھا جو دلکزی سے مسکرا رہا تھا۔ وہ بگڑے تیوروں سمیت اسے گھورتے پیر پٹخ کر اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں لیکچر ختم ہوتے ہی وہ سب ایک دوسرے کی تقلید میں کیفے کی جانب بڑھے تھے۔

"کاش تم آج پکڑے جاتے ارتضی میری دلی خواہش پوری ہو جاتی۔"

عناب ناراض نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی تو ارتضی نے تاسف سے سر ہلاتے مدھم سا مسکرا چہرہ جھکایا تھا۔ اس کا ناراض لہجہ اس کی سماعتوں سے مخفی نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا ایک منظر کو دیکھ اس کی نگاہیں ٹھٹھکی تھی۔ اسے دور کھڑی لڑکی پہ شزا کا شدت سے گمان ہوا تھا۔ وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس جانب بڑھا تو ہادی اور ارتضی نے بھی اس کے عقب میں ہی دوڑ لگائی تھی۔

"یہ نوٹس ہمیں دے دو یار کل تک واپس کر دیں گے بول رہے ہیں نا۔"

وہ لڑکا اب کی بار غصے سے بولا تو شزا نے گھبرا کر اطراف کا جائزہ لیا تھا۔

"دیکھیں میں آپ کو جانتی بھی نہیں ہوں میں ایسے کیسے۔"

وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ ریگنگ کر رہے ہیں تبھی معاملے کو نرمی سے ہی رفع دفعہ کرنا چاہا تھا۔ اس کے جواب پہ اس سے پہلے کہ وہ لڑکا غصے سے دندناتے اس کے ہاتھ سے نوٹس کھینچتا اپنے ہاتھ پہ کسی کے ہاتھ کا دباؤ محسوس کر اسے اپنے ہاتھ کی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ابے چھوڑ تو کون ہے۔"

وہ غصے سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی تگ ودو کرنے لگا۔

"میں عاشر ہوں اس ڈیپارٹمنٹ میں نیا ہوں مگر تم سے سینئیر ہوں مزید کچھ جاننا چاہتے ہو۔"

وہ دونوں ہاتھ اپنی پینٹ کی جیبوں میں اڑستے شانے اچکا کر نہایت سنجیدگی سے بولا تو اس لڑکے نے سینئیر سنتے ہی سرعت سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اتنی دیر میں وہ تینوں بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔

"تھینک گاڈ ارتضی تم آ گئے۔"

وہ تشکرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی اسے یہی محسوس ہوا تھا جیسے عاشر انہی کے ساتھ ہی ہے۔

"اب آپ میرا کریڈٹ کسی اور کو دیکھ رہی ہیں۔"

عاشر کی شرارت سے بھرپور آواز پہ اس نے چونک کر ارتضی کی جانب دیکھا تو وہ کندھے اچکا گیا۔

"یہ تمہارے ساتھ نہیں ہے مطلب تمہارا دوست۔"

وہ تعجب سے بولی تو وہ نہایت سکون سے نفی میں سر ہلا گیا۔

"میں تو اسے جانتا بھی نہیں۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوا۔ عاشر کی آنکھیں اس کی بات پہ مسکرائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مگر میں تو جانتا ہوں نا کہ آپ کا نام ارتضیٰ ہے ابھی انہوں نے ہی بولا تھا ارتضیٰ ویل مائی سیلف عاشر "انصاری۔یور سینئیر بٹ نو پرابلم یو کین کال می ود مائی نیم۔

وہ ان کی جانب اپنی چوڑی ہتھیلی بڑھاتے مسکراتے لہجے میں بولا۔ان تینوں نے اس ہنس مکھ لڑکے کو دیکھتے ہولے سے مسکراہٹ پاس کی۔انہوں نے محسوس کیا تھا کہ ہمہ وقت اس کے لبوں پہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ رہتی تھی اور شاید یہی اس کی شخصیت کا خاصہ تھا کہ وہ جس سے بھی ملتا چاہے پھر وہ اپنا ہو یا غیر سب کو گرویدہ کرنا جانتا تھا۔دور کھڑی عناب نے دھندلی نگاہوں سے اس شزا پیزا کو دیکھتے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی۔

"تمہارا تو میں پزا بناؤں گی اور ایسا بیک کروں گی نا کہ دوبارہ کسی کو شکل دکھانے لائق نہیں رہو گی۔"

وہ دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے شاطرانہ انداز میں مسکرادی۔بریزہ نے ہونق پن سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا جو نا جانے کیا سوچ سوچ کر مسکرا رہی تھی معاً وہ سر جھٹک کر انہیں کھینچتے کیفے کی جانب بڑھ گئی۔

میں کچھ دیر میں تم سب کو جوائن کرتا ہوں ابھی ایک نہایر ضروری کام ہے آئی ہوپ تم سب مائنڈ نہیں کرو "گے۔

وہ مسکرا کر بولا تو فارس نے ایکدم کچھ سوچتے اس سے سوال کرنے کا سوچا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اوبھائی یہ جو تمہارے مسکراتے ہوئے لب ہے یہ کسی بات پہ کبھی سکڑتے ہونگے یا بس پھیلے ہی رہتے ہیں"

"ایک کنال پہ۔

وہ اس پہ طنز کرتے ہوئے بولا تو اب کی بار اس کے سوال پہ وہ مزید کھل کر ہنس دیا۔

میرے خیال میں ہمیں ہر وقت مسکرانے رہنا چاہیے پہلی بات مسکرانا سنت ہے اور دوسری بات ہو سکتا ہے"

"کہ آپ کی یہی مسکراہٹ کسی کا دل آپ کی جانب موڑ دے۔

مسلسل ہنسنے کے بعد جب وہ بولا تو اس کا لہجہ اس قدر دل موہ لینے والا تھا کہ وہ تینوں ایک لمحے کو جہاں کے تہاں رہ گئے۔ وہ یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہے تھے جواب مسکرا کر آگے کی جانب بڑھ چکا تھا۔

"بندہ تو بے مثال ہے یار چل ہم بھی مسکراتے ہیں اب سے۔"

فارس کی آواز پہ ان تینوں نے دھیمے سے مسکراتے قدم کیفے کی جانب بڑھائے تھے۔

"یار مجھے واشروم جانا ہے۔"

ارتضی کی مسکراتی آواز پہ ان دونوں نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جو مسکراتے ہوئے انہیں واشروم جانے کا بول رہا تھا۔

"تو اتنا مسکرا کر کیوں بول رہا ہے۔ جیسے قبض کے بہت عرصے بعد کھل کر واشروم آرہا ہو۔"

وہ دونوں دانت کچکچاتے ہوئے بیک وقت بولے تو وہ مزید دلکشی سے ہنس دیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پتہ تھوڑی چلتا ہے واشروم جانے میں بھی پانچ منٹ لگے گے ہو سکتا ہے ان پانچ منٹوں میں کسی کا دل میری جانب مڑ جائے۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت بھرے لہجے میں بولتے آخر میں کھل کر ہنس دیا۔اس کی بات پہ ان دونوں کا بھی قہقہہ بے ساختہ تھا۔اسی طرح ہنستے ہوئے وہ تینوں ایک دوسرے کے شانے پہ ہاتھ جماتے کیفے کو رونق بخشنے چل دیے۔مسکراہٹ ابھی بھی ان کے لبوں سے جدا نہیں ہوئی تھی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge